بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتباہی نوٹس

عوام النّاس کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جماعت المسلمین ایک خالص دینی جماعت ہے اس کا کسی فرقے، مسلک، مذہبی مکاتب فکر یا سیاسی گروہ سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔ انہی نظریات کے پرچار کے لئے امیر جماعت المسلمین سید مسعود احمدؒ (متوفی) نے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر مبنی تفسیر قرآن عزیز، منہاج المسلمین، تاریخ الاسلام والمسلمین و دیگر کتب تحریکیں اور جماعت المسلمین کے مرکز سے شعبۂ نشر و اشاعت جماعت المسلمین کی زیر ادارت نفع و نقصان سے مبرّا، خالص دینی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے شائع کرتے رہے اُن کے انتقال کے بعد موجودہ امیر جماعت المسلمین محمد اشتیاق صاحب کی زیر نگرانی مطبوعات جماعت المسلمین شائع ہو رہی ہیں۔

اس سلسلہ میں ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ چند کاروباری ذہنیت کے افراد و مفاد پرست ادارے مطبوعات جماعت المسلمین کو یا ان کے اقتباسات کو بغیر ہماری اجازت طبع یا فروخت کر رہے ہیں۔

اشتہار ہذا کے ذریعہ ان تمام افراد و اداروں کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ مطبوعات جماعت المسلمین (مصنف سید مسعود احمدؒ) کی طباعت و اشاعت کرنا یا بغیر اجازت جماعت المسلمین کے نام یا اس کے ذیلی ادارے، ادارۂ مطبوعات اسلامیہ کے نام کو استعمال کر کے کوئی بھی کتاب چھاپ کر فروخت کرنا یا جماعت المسلمین کے لوگو (logo) کو بغیر اجازت استعمال کرنا سوسائٹی آرڈیننس XXI 1860، کاپی رائٹ آرڈیننس XXXI 1962، اور ٹریڈ مارک آرڈیننس 2001 کے تحت سنگین جرم ہے۔

لہٰذا ایسے تمام افراد و ادارے جو ایسے غیر قانونی و غیر اخلاقی کاموں میں ملوث ہیں انتظامیہ جماعت المسلمین ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی اور بھاری ہرجانہ وصول کرنے کا حق محفوظ رکھتی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم	صرف ایک	یعنی :	اللہ تبارک وتعالےٰ ..	اللہ کے سوا کوئی نہیں
ہمارا اِمام	صرف ایک	یعنی :	محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ..	فِرقہ وارانہ امام نہیں
ہمارا دین	صرف ایک	یعنی :	اللہ کا پسند کردہ دین اسلام ..	فِرقہ وارانہ مذہب نہیں
ہمارا نام	صرف ایک	یعنی :	اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین ..	فِرقہ وارانہ نام نہیں
بنیادِ محبّت	صرف ایک	یعنی :	اللہ تعالےٰ سے تعلّق ..	دُنیوی تعلقات نہیں
وَجہِ افتخار	صرف ایک	یعنی :	ایمانُ باللہ العظیم ..	وطن اور زبان نہیں

جماعت المسلمین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تفسیر قرآنِ عزیز

۹

سورۂ محمدؐ تا سورۂ نٓ

مرتبہ

مسعود احمد

بی، ایس سی۔

امیر جماعت المسلمین

جماعت المسلمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نام کتاب ــــــــــــــــــــ تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ۹)
خوشنویس ــــــــــــــــــــ محمد نذیر
اشاعت ــــــــــــــــــــ اوّل
سال طباعت ــــــــــــــــــــ سنہ ۱۴۱۷ھ (سنہ ۱۹۹۶ء)

جملہ حقوقِ طبع بحق جماعت المسلمین
رجسٹرڈ (رجسٹریشن نمبر ۳۶۶/۱۹۸۵) محفوظ ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

سورۂ محمد

حق و باطل	۷	جنّت	۲۱
جنگ کے قوانین	۱۰	منافقین کے خصائل	۳۲

سورۂ فتح

فتح مبین اور الزامات کا ازالہ . . .	۵۰	بیعت رضوان	۸۲
رسالت	۷۹	صحابہ کرام کی خصوصیات	۱۰۸

سورۂ حجرات

احترام رسول صلی اللہ علیہ وسلم . .	۱۲۴	اللہ کے نزدیک عزت کا معیار . .	۱۵۳
صحابۂ کرام کی خصوصیات	۱۳۰	حقیقی مؤمن	۱۵۶
آداب معاشرہ	۱۳۶		

سورۂ قٓ

توحید	۱۶۸	قیامت	۱۷۶

سورۂ ذٰریٰت

قیامت	۲۱۵	مکذبین رُسل کا انجام	۲۴۲
متقین کے اوصاف	۲۲۳	توحید	۲۴۷
ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام . .	۲۳۰		

سورۂ طور

قیامت	۲۵۹	رسالت	۲۷۱

سورۂ نجم

معراج	۲۸۵	مکافاتِ عمل	۳۲۰
شرک کی تردید	۳۰۳		

سورۂ اقتربت الساعۃ

قیامت	۳۳۷	قوم عاد، قوم ثمود وغیرہ کا انجام . .	۳۴۹
نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کا انجام	۳۴۵		

سورۂ رحمٰن

توحید	۳۷۲	جنّت کا بیان	۳۹۱
دوزخ کا بیان	۳۸۶		

سورۂ واقعہ

قیامت کا بیان	۴۰۱	جنّت کی نعمتیں	۴۱۲

دوزخ کے عذابات	۴۱۵	توحید	۴۲۰

سورۂ حدید

صفات باری تعالیٰ	۴۳۳	تقدیر کا مقصد	۴۷۳
دنیا کا ساز و سامان دھوکا ہے	۴۶۲	بدعت	۴۸۲

سورۂ مجادلہ

ظہار	۵۰۲	آداب محفل	۵۲۴
سرگوشی کے مسائل	۵۲۱	منافقین کے خصائل	۵۳۶

سورۂ حشر

اہل کتاب کی جلاء وطنی	۵۴۷	ایثار	۵۵۹
جنگ بنونضیر	۵۵۰	اسماء حسنیٰ	۵۸۵

سورۂ ممتحنہ

افشاء راز	۵۹۴	عورتوں کی بیعت	۶۱۸
ابراہیم علیہ السلام کی پیروی	۶۰۱		

سورۂ صف

قول و فعل میں تضاد	۶۲۶	عذاب سے نجات دلانے والی تجارت	۶۴۹
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی بشارت	۶۳۴		

سورۂ جمعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت	۶۵۵	جمعہ کے فضائل اور مسائل	۶۶۸

سورۂ اذا جاءک المنافقون

منافقین کی خصوصیات	٦٨٩	اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا . . .	٧٠٣

سورۂ تغابن

توحید	٧٠٧	قرض حسنہ	٧٢٨

سورۂ طلاق

رضاعت کے مسائل	٧٥٢	طلاق کے مسائل	٧٥٧
گواہی کے مسائل	٧٥٥		

سورۂ تحریم

اولاد کی اصلاح	٧٧٩	توبہ	٧٩٣

سورۂ ملک

توحید	٨٠٧

سورۂ نٓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق . .	٨٣٩	باغ والے	٨٦٩
خوش خلقی کے آداب	٨٥٤		

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

سورۂ محمّد

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

بے حد مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

اَلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِ
اللّٰهِ اَضَلَّ اَعۡمَالَهُمۡ ١ وَالَّذِيۡنَ
اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوۡا
بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الۡحَقُّ
مِنۡ رَّبِّهِمۡ كَفَّرَ عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ وَ
اَصۡلَحَ بَالَهُمۡ ٢ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيۡنَ

كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ط كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝۳

ترجمہ جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ کے راستہ سے روکا (اللہ) ان کے عمل برباد کردے گا (۱) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور اس (کتاب) پر ایمان لائے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوئی ہے اور وہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے (اللہ) ان کے گناہوں کو دور کردے گا اور ان کی حالت کی اصلاح فرمائے گا (۲) یہ اس لئے کہ جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے باطل کی پیروی کی اور جو لوگ ایمان لائے انہوں نے اس حق کی پیروی کی جو ان کے رب کی طرف سے (نازل ہوا) ہے، اس طرح اللہ لوگوں کے لئے ان کے حالات بیان فرما رہا ہے (تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں) (۳)

معانی و مصادر (اَمْثَالٌ) مَثَلَ، يَمْثُلُ، مُثُوْلٌ (ن) مثل ہونا (اَمْثَالٌ ۔ مَثَلٌ کی جمع، حالات، صفات، باتیں)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ) جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکا (اللہ) ان کے اعمال ضائع کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ کے راستہ سے روکا وہ گمراہی میں بہت دور

(النساء - ۱۶۷) جا پڑے۔

آگے فرمایا (وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور اس (چیز) پر ایمان لائے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کی گئی ہے اور وہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے تو (اللہ) ان کے گناہوں کو دور کردے گا اور ان کی حالت کی اصلاح فرمائے گا (ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ، كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ) (کافروں اور ایمان والوں کے اعمال کے نتیجہ میں جو فرق رکھا گیا ہے) وہ اس لئے کہ کافروں نے باطل کی پیروی کی (لہٰذا ان کے اعمال ضائع ہی ہونے چاہئیں) اور ایمان والوں نے اس حق کی پیروی کی جو ان کے رب کی طرف سے (نازل ہوا) (الغرض) اسی طرح اللہ لوگوں کے لئے ان کے حالات (اور ان حالات کا انجام) بیان کر رہا ہے (تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا بس وہی حق ہے۔ اسی کی پیروی سے نجات مل سکتی ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور چیز کی پیروی نہ تو جائز ہی ہے اور نہ اس سے نجات مل سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ، قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝

(الاعراف - ۳)

(اے لوگو) جو شریعت تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے (بس) اسی کی پیروی کرو، اس کے علاوہ ولیوں کی پیروی نہ کرو (مگر) تم نصیحت کم ہی قبول کرتے ہو۔

عمل

اے لوگو، اس حق پر ایمان لائیے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور اسی کی پیروی کیجئے یعنی قرآن مجید اور احادیث نبوی پر ایمان لائیے اور ان کی پیروی کیجئے۔

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ
الرِّقَابِ ، حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ
فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ
وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ
اَوْزَارَهَا ، ذٰلِكَ ، وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ
لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟
بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ، وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ٤
سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ٥

وَيُدۡخِلُهُمُ الۡجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمۡ ۝٦
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَنۡصُرُوا
اللّٰهَ يَنۡصُرۡكُمۡ وَيُثَبِّتۡ اَقۡدَامَكُمۡ ۝٧
وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا فَتَعۡسًا لَّهُمۡ وَ
اَضَلَّ اَعۡمَالَهُمۡ ۝٨ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ
كَرِهُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاَحۡبَطَ اَعۡمَالَهُمۡ ۝٩
اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرُوۡا
كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ
قَبۡلِهِمۡ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ وَلِلۡكٰفِرِيۡنَ

اَمْثَالُهَا ﴿١٠﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ
لَا مَوْلٰى لَهُمْ ﴿١١﴾

ترجمہ

(اے ایمان والو) جب (میدان جنگ میں) کافروں سے مقابلہ ہو جائے تو (ان کی) گردنیں اڑا دو یہاں تک کہ جب انہیں خوب قتل کر چکو تو پھر (گرفتار شدگان کو) مضبوطی کے ساتھ رسیوں سے باندھ دو، پھر اس کے بعد یا تو احسان رکھ کر (چھوڑ دو) یا فدیہ لے کر چھوڑ دو (اور اے ایمان والو، لڑائی کو اس وقت تک جاری رکھو) جب تک (دشمن) لڑائی (کے) ہتھیار نہ ڈال دے، یہ (اللہ کا حکم ہے اور تمہیں اس طرح کرنا ہوگا) ہاں اگر اللہ چاہتا تو خود ان سے انتقام لے لیتا لیکن (اللہ تو یہ چاہتا ہے) کہ تم میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ آزمائے اور (اے ایمان والو) جو لوگ اللہ کے راستہ میں قتل ہو جائیں گے اللہ ہرگز ان کے اعمال ضائع نہیں کرے گا ④ (بلکہ) ان کو منزل مقصود پر پہنچائے گا، ان کی حالت اچھی کر دے گا ⑤ اور ان کو جنت میں داخل کرے گا جس کا تعارف اللہ نے ان سے (پہلے ہی) کرا دیا ہے ⑥ اے ایمان والو، اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا ⑦ اور جو لوگ کفر کریں گے تو ان کے لئے ہلاکت (اور بربادی) ہے اللہ ان کے اعمال (اور تدبیروں) کو رائیگاں کر دے گا ⑧ یہ اس لئے کہ انہوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جو اللہ نے نازل فرمائی ہے تو اللہ نے ان کے اعمال کو رائیگاں کر دیا ⑨ (اے رسول کیا انہوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی تاکہ یہ (اپنی آنکھوں سے) ان لوگوں کا انجام دیکھتے جو ان سے پہلے (گذر چکے) ہیں، اللہ نے انہیں نیست و نابود کر دیا (تو کیا) ان کافروں (کو نیست و نابود نہیں کر سکتا، ضرور کر سکتا ہے اور اگر یہ کفر سے باز نہ آئے تو ان) کا بھی ان ہی جیسا حال ہوگا ⑩ یہ اس لئے کہ جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالے ان کا دوست ہے اور جو لوگ کافر ہیں ان کا کوئی دوست نہیں ⑪

معانی و مصادر

۴ اَثْخَنْتُمُوْ: اَثْخَنَ، يُثْخِنُ، اِثْخَانٌ (باب افعال) کسی کام میں مبالغہ کرنا، قتل میں مبالغہ کرنا۔

(شُدُّوْا) شَدَّ، یَشُدُّ، شَدٌّ (ن) قوت دینا، مضبوط کرنا۔
(وَثَاقٌ) اَوْثَقَ، یُوْثِقُ، اِیْثَاقٌ (باب افعال) رسی سے مضبوط باندھنا۔ (وَثَاقٌ = جکڑنے کی چیز، مثلاً رسی)۔
(فِدَآءٌ) فَدٰی، یَفْدِیْ، فِدًی وفِدَآءٌ (ض) چھڑانا۔
فَادٰی، یُفَادِیْ، مُفَادَاةٌ وفِدَاءٌ (باب مفاعلہ) چھڑانا۔
(اَوْزَارٌ) وَزَرَ، یَزِرُ، وِزْرٌ (ض) اٹھانا (اَوْزَارٌ۔ وِزْرٌ کی جمع، بوجھ)۔
(اِنْتَصَرَ) اِنْتَصَرَ، یَنْتَصِرُ، اِنْتِصَارٌ (باب افتعال) مدد سے غالب آنا، ظلم سے روکنا، مدد لینا۔
(تَعْسًا) تَعِسَ، یَتْعَسُ، تَعْسٌ، تَعَسٌ (ف، س) ہلاک ہونا، ہلاک کرنا۔

تفسیر کیونکہ کافر باطل کی پیروی کرتے ہیں، اللہ تعالٰی کے احکام پر نہیں چلتے لہذا وہ اسی قابل ہیں کہ قتل کر دیے جائیں (فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ) لہذا (اے ایمان والو) جب (میدان جنگ میں) کافروں سے تمہارا مقابلہ ہو تو (ان کی) گردنیں اڑا دو (حَتّٰۤی اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ) یہاں تک کہ جب انہیں خوب قتل کر چکو تو پھر گرفتار شدہ قیدیوں کو مضبوطی کے ساتھ رسیوں سے باندھ دو (یعنی کافروں کو پہلے خوب قتل کرو تاکہ تمہاری دھاک بیٹھ جائے اور جب دھاک بیٹھ جائے تو پھر قید کرو)۔

اللہ تعالٰی فرماتا ہے:۔

مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ۔ (الانفال۔ ۶۷)

(اور اے رسول) کسی نبی کے شایان شان نہیں کہ اس کے پاس قیدی ہوں جب تک وہ ملک میں دشمنوں کو اچھی طرح قتل نہ کر دے۔

آگے فرمایا (فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا) پھر قید کرنے کے بعد یا تو احسان رکھ کر (چھوڑ دو) یا فدیہ لے کر (چھوڑ دو اور لڑائی کو اس وقت تک جاری رکھو) جب تک (دشمن، لڑائی کے) ہتھیار نہ ڈال دے (ذٰلِكَ) یہ (اللہ تعالٰی کا حکم ہے اور تمہیں اس طرح کرنا ہوگا) (وَلَوْ یَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ) ہاں اگر اللہ چاہتا تو (خود) ان سے انتقام لے لیتا (تمہیں لڑنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی) (وَلٰكِنْ لِّیَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ، وَالَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَلَنْ یُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ) لیکن (اللہ تو یہ چاہتا ہے) کہ تم میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ آزمائے (یعنی کافروں کے ذریعہ تمہیں آزمائے اور یہ دیکھے کہ تم ثابت قدم رہتے ہو یا نہیں۔ پھر تم میں سے) جو لوگ (ثابت قدم رہے اور) اللہ کے راستہ میں قتل ہو گئے تو اللہ ان کے اعمال کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا (سَیَهْدِیْهِمْ وَیُصْلِحُ بَالَهُمْ) (بلکہ) ان کو منزل مقصود پر پہنچائے گا،

ان کی حالت اچھی کر دے گا (وَیُدۡخِلُهُمُ الۡجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمۡ) اور ان کو جنت میں داخل کر دے گا جس کا تعارف اللہ نے ان سے (پہلے ہی) کرا دیا ہے۔

کافروں سے جنگ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَيۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡأَمۡوَالِ وَالۡأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتۡهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيۡهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الۡمُهۡتَدُونَ ۝

(البقرۃ - ۱۵۵ تا ۱۵۷)

اور (اے ایمان والو) ہم ضرور کسی قدر خوف اور بھوک سے اور کسی قدر مال، جان اور پھلوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے اور (اے رسول) آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں، یعنی ان لوگوں کو کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اس طرح کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے فضل و رحمت (کی بارش ہوتی) ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت یاب ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِن يَمۡسَسۡكُمۡ قَرۡحٌ فَقَدۡ مَسَّ الۡقَوۡمَ قَرۡحٌ مِّثۡلُهُ ۚ وَتِلۡكَ الۡأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيۡنَ النَّاسِ وَلِيَعۡلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمۡ شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمۡحَقَ الۡكَافِرِينَ ۝ أَمۡ حَسِبۡتُمۡ أَن تَدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ وَلَمَّا يَعۡلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنكُمۡ وَيَعۡلَمَ الصَّابِرِينَ ۝

(آل عمران - ۱۴۰ تا ۱۴۲)

اگر تم کو زخم لگے ہیں تو (پہلے) اسی کے مثل ان کو بھی زخم لگ چکے ہیں، یہ دن تو ہم لوگوں کے درمیان اسی طرح بدلتے رہتے ہیں (کہ کبھی کسی کا نقصان اور کبھی کسی کا نقصان:۔ اے ایمان والو، اس لڑائی کا مقصد یہ تھا) کہ اللہ (تمہارے عمل سے صحیح معنوں میں) ایمان لانے والوں کو ممیز کر دے اور (یہ بھی مقصد تھا کہ) تم میں سے بعض کو شہادت کے مرتبہ پر فائز کرے (تمہیں نقصان پہنچانے کا یہ مقصد ہرگز نہیں تھا کہ اللہ ان ظالموں کو پسند کرتا ہے، نہیں) اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا اور (لڑائی کا یہ بھی مقصد تھا) کہ اللہ ایمان والوں کو خالص (مومن) بنا دے اور کافروں کا

استیصال کر دے۔ (اے ایمان والو) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تو اللہ نے نہ تو تم میں جہاد کرنے والوں کو ممیز کیا اور نہ ثابت قدم رہنے والوں کو۔

اللہ تعالیٰ کے راستہ میں شہید ہونے والوں کی حالت وہ نہیں رہے گی جو دنیا میں تھی بلکہ وہ جنت میں شاداں وفرحاں ہوں گے۔ انہیں ہر قسم کا عیش وراحت حاصل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ○ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ○

(آل عمران - ۱۶۹ تا ۱۷۱)

جو لوگ اللہ کے راستہ میں قتل ہو جائیں انہیں مُردہ نہ سمجھنا بلکہ وہ تو اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جا رہا ہے (اور) جو کچھ اللہ انہیں اپنے فضل سے عطاء کر رہا ہے اس میں وہ شاداں وفرحاں ہیں اور جو لوگ ان کے پیچھے رہ گئے ہیں اور ان سے (ابھی) ملے نہیں ان کے متعلق بھی وہ خوشیاں منا رہے ہیں کہ انہیں بھی (وہاں پہنچ کر) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم، وہ لوگ بھی اللہ کی نعمت اور فضل میں (سرشار ہو کر) خوشیاں منائیں گے بے شک اللہ مؤمنین کے اجر کو ضائع نہیں کرے گا۔

(عَرَّفَهَا) جنت کے تعارف سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کی نعمتوں اور آسائشوں کا ذکر قرآن مجید میں بار بار کر کے جنت سے مؤمنین کو پوری طرح متعارف کرا دیا ہے۔ اب جنت کا نام آتے ہی جنت کی تمام نعمتیں تصور میں آجاتی ہیں جن سے مؤمنین کو جنت حاصل کرنے کے لئے ان اعمال کی ترغیب ہوتی ہے جو جنت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہیں۔

آگے فرمایا (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ) اے ایمان والو، اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مصائب وآلام اور میدان جنگ میں ثابت قدم رہنا اس لئے ضروری ہے کہ دین کی مدد کی جائے، دین کی تبلیغ وترویج، ترقی واستحکام کے لئے بھرپور کوشش کی جائے۔ جہاد فی سبیل اللہ کو کسی حال میں نہ چھوڑا جائے جہاد ہی سے دین سربلند ہوتا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ
فَاَصْبَحْتُ يَوْمًا قَرِيْبًا مِنْهُ وَنَحْنُ نَسِيْرُ
فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي
الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي مِنَ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَأَلْتَنِي
عَنْ عَظِيْمٍ وَاِنَّهُ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَسَّرَهُ اللّٰهُ
عَلَيْهِ۔ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَ
تُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ
وَتَحُجُّ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى اَبْوَابِ
الْخَيْرِ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ
الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ وَصَلٰوةُ
الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ قَالَ ثُمَّ تَلَا تَتَجَافٰى
جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ
حَتّٰى بَلَغَ يَعْمَلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ
بِرَأْسِ الْاَمْرِ كُلِّهٖ وَعَمُوْدِهٖ وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ
قُلْتُ بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ رَأْسُ الْاَمْرِ
الْاِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ
الْجِهَادُ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ
قُلْتُ بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاَخَذَ بِلِسَانِهٖ
قَالَ كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ
وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ فَقَالَ
ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَا مُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ
النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اَوْعَلٰى
مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ (رواه
الترمذی وصححه فی ابواب الایمان
باب ما جاء فی حرمة الصلوٰة جزء ۲ ص ۲۳)

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ ایک دن میں نے صبح اس حالت میں کی کہ میں آپ کے قریب تھا اور ہم سب لوگ چلے جارہے تھے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، مجھے ایسے عمل کی خبر دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کردے اور مجھے دوزخ سے دور کردے۔ آپ نے فرمایا تم نے بڑی بات پوچھی اور اللہ تعالیٰ جس پر آسان کرنا چاہے تو اس پر (بہت) آسان ہے۔ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز ادا کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج کرو۔ پھر آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں خیر کے دروازوں کی خبر نہ دوں: روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور آدمی کا آدھی رات کو قیام کرنا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی تَتَجَافٰی سے یَعْمَلُوْنَ تک پھر آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں خبر نہ دوں تمام کاموں کے سر کی اور اس کے ستون کی اور اس کے کوہان کی بلندی کی؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول۔ آپ نے فرمایا تمام کاموں کا سر تو اسلام ہے، ستون اس کا نماز ہے اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے پھر آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں خبر نہ دوں ان سب کی جڑ کی۔ میں نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا اپنی زبان کو قابو میں رکھو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا ہم ان باتوں پر بھی پکڑے جائیں گے جو ہم زبان سے نکالتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے معاذ تمہاری ماں تم کو گم کرے، کیا زبان کی کھیتیوں

کے سوا بھی کوئی اور چیز ہے جو لوگوں کو دوزخ میں ان کے مونہوں یا ان کی ناکوں کے بل گرائے گی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جہاد ہی سے اسلام سربلند ہوتا ہے۔

شہداء کے اجر و ثواب کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا (وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ) اور جو لوگ کفر کریں گے تو ان کے لئے ہلاکت (اور بربادی) ہے۔ اللہ ان کے اعمال (اور تدبیروں) کو ضائع کر دے گا، وہ ان سے کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکیں گے (ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ) یہ اس لئے کہ انہوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جو اللہ نے نازل فرمائی ہے (یعنی انہوں نے دین اسلام کو پسند نہیں کیا) تو اللہ نے ان کے اعمال کو ضائع کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں وہی اعمال قبول ہوتے ہیں جو دین اسلام کے مطابق ہوں اور جو اعمال دین اسلام کے خلاف ہوں وہ قبول نہیں ہوتے اور عمل کرنے والے کو آخرت میں ان اعمال کا کوئی صلہ نہیں ملتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔ (آل عمران۔ ۱۹)

بے شک دین (حق) تو اللہ کے نزدیک بس اسلام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ (آل عمران۔ ۸۵)

اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا متلاشی ہو (اور اس پر کاربند ہو) تو وہ دین اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا (اس کے سارے عمل بیکار کر دئے جائیں گے) اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہو گا۔

آگے فرمایا (اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ، دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا) کیا ان لوگوں نے (یعنی کفار مکہ نے) زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی تاکہ یہ (اپنی آنکھوں سے) ان لوگوں کا انجام دیکھتے جو ان سے پہلے (گذر چکے ہیں) اللہ نے انہیں نیست و نابود کر دیا (تو کیا) ان کافروں (کو نیست و نابود نہیں کر سکتا، ضرور کر سکتا ہے اور اگر یہ باز نہیں آئے تو ان) کا بھی انہی جیسا حال ہو گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ

الغرض کتنی ہی بستیاں ہیں جن کو ہم نے اس لئے ہلاک کر دیا کہ وہ ظالم تھیں، (دیکھ لو) وہ اپنی

وَّقَصۡرٍ مَّشِیۡدٍ ○ اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَتَکُوۡنَ لَہُمۡ قُلُوۡبٌ یَّعۡقِلُوۡنَ بِہَاۤ اَوۡ اٰذَانٌ یَّسۡمَعُوۡنَ بِہَا ۚ فَاِنَّہَا لَا تَعۡمَی الۡاَبۡصَارُ وَ لٰکِنۡ تَعۡمَی الۡقُلُوۡبُ الَّتِیۡ فِی الصُّدُوۡرِ ○

(الحج ۔ ۴۵ و ۴۶)

چھتوں پر گری پڑی ہیں، (بہت سے) کنویں بیکار پڑے ہیں اور (بہت سے) عالی شان محل (ویران پڑے ہیں) تو (اے رسول) کیا ان لوگوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی تاکہ (ان بستیوں کا عبرتناک انجام دیکھ کر) ان کے دل ایسے ہو جاتے ہیں کہ ان سے (اپنے انجام کو) سمجھ لیتے اور کان ایسے ہو جاتے کہ ان سے (نصیحت کی بات) سن لیتے، (اے رسول) بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ کَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً وَّ اَثَارُوا الۡاَرۡضَ وَ عَمَرُوۡہَاۤ اَکۡثَرَ مِمَّا عَمَرُوۡہَا وَ جَآءَتۡہُمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ ؕ فَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظۡلِمَہُمۡ وَ لٰکِنۡ کَانُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ○ ثُمَّ کَانَ عَاقِبَۃَ الَّذِیۡنَ اَسَآءُوا السُّوۡٓاٰۤی اَنۡ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَ کَانُوۡا بِہَا یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ○

(الروم ۔ ۹، ۱۰)

کیا انہوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی تاکہ وہ یہ دیکھتے کہ ان سے پہلے (کافر) لوگوں کا انجام کیسا ہوا۔ وہ طاقت میں بھی ان سے زیادہ تھے، زمین میں انہوں نے ہل بھی خوب چلایا تھا (اور زراعت میں بڑی ترقی کی تھی) اور جتنا زمین کو انہوں نے آباد کیا ہے اس سے زیادہ انہوں نے آباد کیا تھا، ان کے پاس ان کے رسول معجزات لے کر آئے تھے (لیکن وہ ایمان نہیں لائے اور اپنے کفر کی سزا بھگتی) اللہ تو ایسا نہیں ہے کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ وہ خود ہی اپنے نفسوں پر ظلم کر رہے تھے۔ پھر جن لوگوں نے بُرے عمل کئے ان کا انجام برا ہوا اس لئے کہ انہوں نے اللہ (تعالیٰ) کی آیات کو جھٹلایا اور ان کا مذاق اڑاتے رہے۔

آگے فرمایا (ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوۡلَی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ اَنَّ الۡکٰفِرِیۡنَ لَا مَوۡلٰی لَہُمۡ) یہ اس لئے کہ اللہ ایمان والوں کا دوست ہے (انہیں تباہ و برباد نہیں کرتا) اور کافروں کا کوئی دوست نہیں (جو انہیں تباہی سے بچا سکے اور اگر کوئی دوست ہو بھی تو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں بچا نہیں سکتا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۝
(الانفال - ۴۰)

اور اگر یہ لوگ (توبہ نہ کریں اور اسلام سے) منہ موڑیں تو (اے ایمان والو) خبردار ہو جاؤ کہ (یہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اس لئے کہ) اللہ تمہارا مالک ہے (اور) وہ کتنا اچھا مالک ہے اور کتنا اچھا مددگار۔

عمل

اے ایمان والو، جب کافروں سے آپ کا مقابلہ ہو تو ان کی گردنیں اڑا دیا کیجئے، پہلے انہیں اچھی طرح قتل کر کے اپنی دھاک بٹھالیا کیجئے، پھر انہیں گرفتار کر کے قید کر لیا کیجئے، پھر قیدیوں کو خواہ احسان رکھ کر چھوڑ دیا کیجئے یا فدیہ لے کر آزاد کر دیا کیجئے۔ لڑائی کو اسی طرح جاری رکھیئے جب تک دشمن ہتھیار نہ ڈال دے۔

اے ایمان والو، لڑائی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ آپ کی آزمائش کرنا چاہتا ہے لہٰذا آپ خوش دلی کے ساتھ لڑتے رہیئے اور میدان جنگ میں ثابت قدم رہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کو فروغ دینے کی خاطر لڑیئے، اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے گا اور آپ کے قدم جما دے گا۔

اے لوگو، ایمان لائیے۔ اگر آپ ایمان نہ لائے تو آپ کا بھی وہی حشر ہوگا جو گذشتہ امتوں کا ہو چکا ہے۔ ذرا زمین میں سفر کر کے عذاب زدہ بستیوں کے کھنڈرات کو دیکھئے اور عبرت حاصل کیجئے۔

جنگی قیدیوں کے جملہ مسائل

(۱) جب تک دشمن کی فوج کو اچھی طرح قتل کر کے اپنی دھاک نہ بٹھالے اس وقت تک دشمن کی فوج کے آدمیوں کو قیدی نہ بنائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ۔
(الانفال - ۶۷)

(اور اے رسول) کسی نبی کے یہ شایان شان نہیں کہ اس کے پاس قیدی ہوں جب تک وہ ملک میں دشمنوں کو اچھی طرح قتل نہ کر لے۔

(۲) جنگی قیدیوں کو مضبوطی کے ساتھ قید کرے۔ پھر جنگ ختم ہونے کے بعد یا تو بطور احسان ان کو چھوڑ دے یا فدیہ لے کر چھوڑ دے یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے جب تک جنگ کا کلیتہً

خاتمہ نہ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ، حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ○

(محمد - ۴)

(اے ایمان والو) جب (میدان جنگ میں) کافروں سے تمہارا مقابلہ ہو جائے تو (انکی) گردنیں اڑا دو یہاں تک کہ جب انہیں خوب قتل کر چکو تو پھر (گرفتار شدگان کو) مضبوطی کے ساتھ رسیوں سے باندھ دو، پھر اس کے بعد یا تو احسان رکھ کر (چھوڑ دو) یا فدیہ لے کر چھوڑ دو (اور ایمان والو، لڑائی کو اس وقت تک جاری رکھو) جب تک (دشمن) لڑائی (رکے) ہتھیار نہ ڈال دے۔

③ قیدیوں سے کہہ دیا جائے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں خیر دیکھے گا تو جو مال تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں عطاء فرمائے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(الانفال - ۷۰)

اے نبی جو قیدی آپ کے قبضے میں ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ اگر اللہ تمہارے دل میں کوئی خیر دیکھے گا تو جو مال تم سے لے لیا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں عطاء فرمائے گا اور تمہیں معاف کر دے گا، اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

④ قیدیوں کو کھانا کھلائیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ○

(هل اتیٰ - ۸)

اور جو لوگ کھانے کی خواہش رکھتے ہوئے اپنا کھانا مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے رہتے ہیں (ان کے لئے جنت ہے)۔

إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ
الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴿۱۲﴾
وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ
قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ
اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾ اَفَمَنْ
كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ

زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا
اَهْوَآءَهُمْ ﴿١٤﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ
وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ
مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ
لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ
لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ
مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ
الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ
كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا

مَآءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَآءَهُمْ ⑮

ترجمہ اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ (دنیا میں) مزے اڑاتے ہیں اور (حلال و حرام کی تمیز کئے بغیر) اس طرح کھاتے ہیں جس طرح چوپائے کھاتے ہیں بالآخر ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے ⑫ اور (اے رسول) کتنی ہی بستیاں (ایسی گذر چکی ہیں) جو آپ کی بستی سے جس بستی نے آپ کو نکالا قوت میں کہیں زیادہ تھیں، ہم نے انہیں ہلاک کر ڈالا، پھر ان کا کوئی مددگار نہ ہوا ⑬ تو کیا جو شخص اپنے رب کی کھلی دلیل پر قائم ہو ان لوگوں جیسا ہو سکتا ہے جن لوگوں کے بُرے عمل ان کے لئے مزین کر دئے گئے ہوں اور وہ اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہوں ⑭ جنت جس کا وعدہ متقیوں سے کیا گیا ہے اس کی صفت یہ ہے کہ اس میں پانی کی نہریں ہیں جن میں کبھی بو نہیں آئے گی، دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزا نہیں بدلے گا، شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے بڑی لذت (بخش) ہوں گی اور صاف و شفاف شہد کی نہریں ہیں، مزید برآں ان کے لئے اس میں ہر قسم کے پھل بھی ہوں گے اور ان کے رب کی مغفرت بھی ہوگی، (کیا یہ لوگ ان) جیسے (ہو سکتے ہیں) جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور جن کو گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا ⑮

معانی و مصادر (آسِنٌ) أَسَنَ. يَأْسِنُ، أَسَنٌ و أُسُونٌ (ن وض) أَسِنَ، يَأْسَنُ، أَسَنٌ (س) متغیر ہونا (آسِنٌ = متغیر)۔

(لَذَّةٌ) لَذَّ، يَلَذُّ، لَذَاذٌ ولَذَاذَةٌ (ف) لذیذ ہونا۔

لَذَّ، يَلَذُّ، لَذٌّ (ف) لذیذ بنانا (لَذَّةٌ = مزا)۔

(مُصَفًّى) صَفَّى، يُصَفِّي، تَصْفِيَةٌ (باب تفعیل) صاف کرنا۔

(أَمْعَآءٌ) أَمْعَاءٌ = مِعًى اور مِعًى کی جمع۔ انتڑیاں۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ) اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے (ایسے) باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ) اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ (دنیا میں) مزے اڑا رہے ہیں اور (حلال و حرام کی تمیز کے بغیر) اس طرح کھا رہے ہیں جس طرح چوپائے کھاتے ہیں (لیکن بالآخر) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے (جس میں وہ ہمیشہ عذاب دئے جائیں گے) (وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ

هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ) اور (اے رسول) کتنی ہی بستیوں کو ہم نے ہلاک کر ڈالا (حالانکہ وہ قوت میں آپ کی بستی سے جس نے آپ کو نکالا کہیں زیادہ تھیں (ان کی قوت ان کے کچھ کام نہ آئی) (اور) نہ ان کو کوئی مددگار ہی ملا (أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ كَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُم) تو کیا جو شخص اپنے رب کی کھلی دلیل پر قائم ہو ان جیسا ہو سکتا ہے جن کے برے عمل ان کے لئے مزین کر دئے گئے ہوں اور (جو) اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہوں (یقیناً ان دونوں کی حالت یکساں نہیں ہو سکتی۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق عمل کر رہا ہو وہ متقی ہے، اس کا ٹھکانہ جنت ہے اور جو شخص اپنی خواہش کے مطابق عمل کر رہا ہو وہ فاجر ہے، اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ۝
(ص ۔ ۲۸)

کیا ہم ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ویسا ہی سلوک کریں گے جیسا کہ زمین میں فساد مچانے والوں کے ساتھ اور کیا ہم متقیوں کو بدکاروں کے مثل کر دیں گے (ہرگز نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ۝ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ۝
(اذا السماء انفطرت ۔ ۱۳ تا ۱۵)

بے شک نیک لوگ نعمتوں میں (شاداں و فرحاں) ہوں گے اور گنہگار دوزخ میں (جل رہے) ہوں گے جس میں وہ حساب و کتاب کے دن داخل ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۚ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝
(الجاثیۃ ۔ ۲۱)

کیا وہ لوگ جو برے عمل کر رہے ہیں یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کے مثل کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کی اور اِن کی زندگی اور موت بالکل ایک حالت میں ہوگی (نہیں ایسا نہیں ہوگا) جو دعویٰ یہ لوگ کر رہے ہیں وہ (بہت) برا ہے۔

آگے فرمایا (مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ) جنت جس کا وعدہ متقیوں سے کیا گیا ہے اس کی صفت یہ ہے (فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ) اس میں پانی کی نہریں ہیں جن میں کبھی بو نہیں

آئے گی (وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ) دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزا نہیں بدلے گا (وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ) شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے (بڑی) لذت (بخش) ہوں گی (وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى) اور صاف و شفاف شہد کی نہریں ہیں (وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ) (مزید برآں) ان کے لئے اس میں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے (گناہوں کی) مغفرت بھی ہوگی (كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِى النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ) (کیا یہ لوگ ان) جیسے (ہو سکتے ہیں) جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور جن کو گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی انتڑیاں کاٹ ڈالے گا (یقیناً یہ لوگ برابر نہیں ہو سکتے۔ کہاں جنتی اور کہاں دوزخی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ○

(الحشر۔ ۲۰)

دوزخی اور جنتی برابر نہیں ہو سکتے، جنتی تو کامیاب و کامران ہوں گے۔

عمل

اے لوگو، ایمان لا کر نیک عمل کیجئے۔ صرف حلال چیزیں کھائیے۔ اپنی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے۔ تقویٰ اختیار کیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو جنت میں داخل کرے اور دوزخ کے عذاب سے بچائے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ، حَتّٰى
اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا
لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ
اٰنِفًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى
قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿١٦﴾
وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى
وَّاٰتٰهُمْ تَقْوٰهُمْ ﴿١٧﴾ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ
اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً
فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا، فَاَنّٰى لَهُمْ

إِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ
أَنَّهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ
لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ان لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو (بظاہر) بڑے غور سے آپ کی بات سنتے ہیں لیکن جب آپ کے پاس سے باہر نکلتے ہیں تو ان لوگوں سے جن کو علم (دین) دیا گیا ہے پوچھتے ہیں انھوں نے ابھی کیا کہا تھا، یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے اور (اب) وہ اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں ﴿۱۶﴾ اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں (وہ جب آپ کی بات سنتے ہیں تو) اللہ ان کی ہدایت کو اور بڑھا دیتا ہے اور ان کو (مزید) تقویٰ عنایت فرماتا ہے ﴿۱۷﴾ (اے رسول) کیا یہ لوگ اسی بات کے منتظر ہیں کہ قیامت اچانک ان پر واقع ہو جائے، تو اس کی نشانیاں تو (پہلے ہی) آچکی ہیں اور جب وہ آجائے گی تو پھر انہیں نصیحت کہاں (مفید) ہو گی، ﴿۱۸﴾ تو (اے رسول، اچھی طرح) سمجھ لیجئے کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں (لہٰذا اس سے) اپنے اور مؤمنین اور مؤمنات کے (لئے ہر) ایسے کام سے جس کا انجام برا ہو محافظت طلب کیا کیجئے، اللہ کو تمہارے چلنے، پھرنے اور رہنے کا بخوبی علم ہے (وہ کسی حالت میں تم سے غافل نہیں ہوتا) ﴿۱۹﴾

معانی و مصادر (بَغْتَةً) بَغَتَ، يَبْغَتُ، بَغْتٌ (ف) ناگہانی طور پر آنا (بَغْتَةً: ناگہانی)

(أَشْرَاطُ) شَرِطَ، يَشْرَطُ، شَرَطٌ (س) کسی بڑے کام میں جا پڑنا (أَشْرَاطُ: شَرَطٌ کی جمع، علامات)

(اِسْتَغْفِرْ) اِسْتَغْفَرَ، يَسْتَغْفِرُ، اِسْتِغْفَارٌ (باب استفعال) معافی طلب کرنا، بچاؤ کا ذریعہ طلب کرنا۔

(ذَنُبٌ، ذَنَبَ، يَذنُبُ، ذَنبٌ (ض ن) پیچھے لگا رہنا (ذَنبٌ = ہر وہ کام جس کا انجام بُرا ہو، الزام، گناہ)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ إِلَيْكَ) اور (اے رسول) ان لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو بڑے غور سے آپ کی بات سنتے ہیں (حَتّٰٓى إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوا لِلَّذِيْنَ أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ آنِفًا) لیکن جب آپ کے پاس سے باہر نکلتے ہیں تو ان (مومنین) سے جن کو علم دیا گیا ہے (تجاہل عارفانہ سے) پوچھتے ہیں انہوں نے ابھی کیا کہا (وہ یہ ظاہر کرتے ہیں گویا انہوں نے سمجھا نہیں) (أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا أَهْوَآءَهُمْ) (اے رسول، یہ کیا سمجھیں گے) ان کے دلوں پر تو اللہ نے مہر لگا دی ہے (روحانی طور پر ان کی سمجھ بوجھ زائل ہو چکی ہے، وہ سمجھنے کے قابل رہے ہی نہیں تو سمجھیں گے کیسے) وہ تو اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں۔

کافروں کے مذاق کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْأَوَّلِيْنَ ○ وَمَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ○ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِيْنَ ○

(الحجر - ۱۰ تا ۱۳)

اور (اے رسول) آپ سے پہلے بھی ہم گزشتہ امتوں میں رسول بھیجتے رہے ہیں۔ پھر ہوا یہی کہ جب کبھی ان کے پاس رسول آیا وہ اس کا مذاق اڑاتے رہے۔ اسی طرح ہم ان گناہگاروں کے دلوں میں بھی تمسخر (اور ہٹ دھرمی) داخل کر دیں گے، تو یہ اس (قرآن) پر ایمان نہیں لائیں گے اور اگلے لوگوں کا طریقہ بھی یہی رہا ہے (کہ وہ ایمان نہیں لاتے تھے بلکہ مذاق اڑاتے تھے۔ آپ کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے ایسا ہوتا آیا ہے، یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○

(البقرۃ - ۲۱۲)

کافروں کے لئے دنیا کی زندگی کو مزین کر دیا گیا ہے۔ وہ (جب) ایمان والوں (کو دنیاوی لحاظ سے خوشحال نہیں دیکھتے تو ان) کا مذاق اڑاتے ہیں (لیکن اے ایمان والو دنیا کی خوشحالی کوئی حقیقت نہیں رکھتی، اصل خوشحالی تو آخرت کی خوشحالی ہے)، قیامت کے دن

متقی لوگ ان سے برتر ہوں گے (وہ اس دن خوشحال ہوں گے، رہی دنیا کی خوشحالی تو دنیا میں تو) اللہ (کافر ہو یا مؤمن) جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝ (یٰس ۔ ۳۰)

بندوں پر افسوس ہے کہ جب (کبھی) ان کے پاس رسول آیا تو وہ اس کا مذاق ہی اڑاتے رہے۔

آگے فرمایا (وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ) (برخلاف کافروں کے) جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں (وہ جب آپ کی بات سنتے ہیں تو) اللہ ان کی ہدایت کو اور بڑھا دیتا ہے اور ان کو (مزید) تقویٰ عنایت فرماتا ہے (فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا فَأَنَّى لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ) (اے رسول) کیا یہ اسی بات کے منتظر ہیں کہ قیامت اچانک ان پر واقع ہو جائے تو اس کی نشانیاں تو آ ہی چکی ہیں (اور وہ بھی عنقریب آنے والی ہے اور) جب وہ آجائے گی تو پھر انہیں نصیحت کہاں (مفید ہوگی)۔

کافر بار بار قیامت کے لئے جلدی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قیامت کی نشانیاں تو آ چکی ہیں، کافروں کو چاہئے کہ ان نشانیوں کو دیکھ کر ایمان لے آئیں، اسی میں ان کا فائدہ ہے۔

قیامت کی نشانیوں میں سے سب سے اہم نشانی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ يَعْنِي إِصْبَعَيْنِ (صحیح بخاری عن ابی ھریرۃ کتاب الرقاق باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت انا والساعۃ کھاتین جزء ۸ ص ۱۳۱)

میں اور قیامت (اتنے قریب) بھیجے گئے ہیں جتنی قریب (یہ) دو انگلیاں ہیں۔

قیامت کی دوسری نشانی چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ (اقتربت الساعۃ ۔ ۱)

قیامت قریب آ گئی اور چاند شق ہو گیا (جو رسول کی رسالت کی ایک کھلی نشانی ہے)۔

اس آیت میں کافروں کو ایک قسم کی تنبیہ ہے۔ انہیں چاہئے کہ قیامت کی نشانیوں کو دیکھ کر ایمان

لے آئیں ۔ قیامت کا انتظار نہ کریں اس لئے کہ قیامت کے آنے کے بعد ایمان لانا مفید نہیں ہوگا بلکہ قیامت کی بڑی نشانیوں کے آجانے کے بعد بھی ایمان لانا مفید نہیں ہوگا ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِيَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ، يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ، قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ○

(الانعام ۔ ۱۵۹)

(اے رسول) یہ لوگ کسی اور بات کے منتظر نہیں مگر اس بات کے کہ ان کے پاس فرشتے آجائیں، یا آپ کا رب آجائے یا آپ کے رب کی بعض نشانیاں آجائیں (تو پھر اس وقت یہ ایمان لے آئیں گے لیکن) جو شخص (ان چیزوں کے آنے سے) پہلے ایمان نہ لایا ہوگا یا جس نے بحالت ایمان نیکیاں نہ کی ہوں گی تو (اس دن) ان کا ایمان لانا کچھ فائدہ نہیں دے گا ۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے (اس دن کا) تم بھی انتظار کرو، ہم بھی انتظار کر رہے ہیں ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

ثَلٰثٌ اِذَا خَرَجْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ۔ طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَالدَّجَّالُ وَدَآبَّةُ الْاَرْضِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان زمن الذی لا یقبل فیہ الایمان جزء اول ۸۸)

تین باتیں جب ظاہر ہو جائیں گی تو اس وقت اس شخص کو جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا نیک کام نہ کیا ہو ایمان لانا مفید نہیں ہوگا ۔ (۱) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، (۲) دجال (کا نکلنا) اور (۳) دابۃ الارض (کا ظاہر ہونا) ۔

آگے فرمایا (فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ) تو (اے رسول) اس بات کو (اچھی طرح) جان لیجئے کہ اللہ کے سوا اور کوئی الٰہ نہیں (لہٰذا اس سے) اپنے اور مومنین اور مومنات کے (لئے ہر) ایسے کام سے جس کا انجام برا ہو محافظت طلب کیا کیجئے (یعنی اللہ تعالیٰ سے ایسے تمام کاموں سے بچانے کی دعا کرتے رہیئے جن کاموں کا انجام اچھا نہ ہو) ۔ اللہ کو تمہارے چلنے پھرنے اور تمہاری رہائش کا (بخوبی) علم ہے (وہ کسی وقت بھی تم سے غافل نہیں ہوتا ۔ اس کو تمہارے تمام کاموں کا علم ہوتا ہے اور انہی کاموں کی بنیاد پر وہ جزا یا سزا کا فیصلہ صادر فرمائے گا) ۔

ذَنْبٌ کے معنی گناہ کے بھی ہوتے ہیں ۔ اگر یہ معنی لئے جائیں تو آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ اے

رسول اپنے اور مؤمنین اور مؤمنات کے گناہوں کی مغفرت طلب کیا کیجئے۔ مومنین اور مومنات کے گناہوں کی معافی تو سمجھ میں آنے والی بات ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو گنہگار تھے ہی نہیں پھر معافی کی درخواست کے کیا معنی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت تمام لوگوں کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ من ذلک) گنہگار ہوتے تو پھر آپ کی سیرت دوسروں کے لئے نمونہ کیسے ہوتی۔ گناہگار کی سیرت نمونہ نہیں ہوا کرتی۔ بات یہ ہے کہ بے گناہ ہوتے ہوئے بھی گناہوں کی معافی مانگنا تواضع اور انکساری کی بہترین علامت ہے۔ تواضع اور انکساری سے عزت بڑھتی ہے کم نہیں ہوتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ (صحیح مسلم کتاب البر باب استحباب العفو والتواضع جزء ۲ ص ۳۲۲)

جو شخص اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے۔

میزبان اپنے مہمان کی خوب خاطر مدارات کرتا ہے لیکن اس کو رخصت کرتے وقت اس کو مخاطب کر کے کہتا ہے: میزبانی کے سلسلہ میں اگر کوئی کوتاہی ہو گئی ہو تو اسے معاف کر دینا۔" حقیقت میں تو کوتاہی نہیں ہوتی لیکن میزبان کے ایسا کہنے سے مہمان کے دل میں اس کی وقعت بڑھ جاتی ہے۔ اس کی اس بات سے وہ بہت خوش ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندے کی تواضع اور انکساری سے خوش ہوتا ہے اور اس کا مرتبہ بلند کر دیتا ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی آیات کا مذاق نہ اڑائیے۔ اللہ تعالیٰ کو واحد الٰہ مانئے اور ایمان لے آئیے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کیجئے کہ وہ اپنی نافرمانی سے آپ کو بچائے۔ اپنے گناہوں کی اس سے مغفرت طلب کیا کیجئے۔

وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ
سُورَةٌ، فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ
وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ رَأَيْتَ الَّذِينَ
فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ
نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ،
فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٠﴾ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ،
فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ، فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ
لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿٢١﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ
إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ

وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ
وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ
الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾
اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ
مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى
الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَاَمْلٰى لَهُمْ ﴿۲۵﴾
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا
مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِىْ

بَعۡضِ الۡاَمۡرِ ۚ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ اِسۡرَارَهُمۡ ﴿۲۶﴾
فَكَيۡفَ اِذَا تَوَفَّتۡهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ
يَضۡرِبُوۡنَ وُجُوۡهَهُمۡ وَاَدۡبَارَهُمۡ ﴿۲۷﴾
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوۡا مَاۤ اَسۡخَطَ اللّٰهَ
وَكَرِهُوۡا رِضۡوَانَهٗ فَاَحۡبَطَ اَعۡمَالَهُمۡ ﴿۲۸﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ایمان والے کہتے ہیں کہ (جنگ کے متعلق) کوئی سورت کیوں نہیں نازل ہوتی تو جب (ان کی خواہش کے مطابق) ایسی صاف (واضح) سورت جس میں جنگ کا ذکر ہوتا ہے نازل ہوتی ہے تو جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے آپ ان کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف اس شخص کی طرح دیکھ رہے ہوتے ہیں جس طرح وہ شخص جس پر موت کی غشی طاری ہو (دیکھتا ہے)
ان لوگوں کے لئے بڑی خرابی ہے ﴿۲۰﴾ (اگر یہ لوگ رسول کی) اطاعت کریں، اچھی بات کہیں اور جب لڑائی کی بات پختہ ہو جائے تو اللہ (سے کئے ہوئے وعدے) کو سچ کر دکھائیں تو ان ہی کے لئے اچھا
ہے ﴿۲۱﴾ (اور اے منافقو) اگر تم لڑائی سے منہ موڑو تو تم سے بعید نہیں کہ تم زمین میں فساد برپا کرو اور رشتوں
کو توڑ ڈالو ﴿۲۲﴾ (اے رسول) یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کر دی ہے اور ان کو (حق بات سننے سے)
بہرا اور (راہ راست دیکھنے سے) اندھا کر دیا ہے ﴿۲۳﴾ تو (آخر) یہ لوگ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے،
کیا ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں ﴿۲۴﴾ بے شک جو لوگ ہدایت کے ظاہر ہو جانے کے بعد اُلٹے
پاؤں (گمراہی کی طرف) لوٹ گئے، شیطان نے (یہ کام) ان کو اچھا کر کے دکھایا اور ان کو (بڑی بڑی)
امیدیں دلائیں ﴿۲۵﴾ یہ (سب کچھ) اس لئے ہوا کہ جو لوگ اللہ کی نازل کردہ (کتاب) کو ناپسند کرتے ہیں

(یعنی یہودی) ان سے انہوں نے کہا تھا کہ بعض کاموں میں ہم تمہارا مشورہ مانیں گے (انہوں نے ان کے مشورے کو مانا لہذا نقصان اٹھایا) اور (اے رسول) اللہ ان کے پوشیدہ مشوروں سے خوب واقف ہے ۲۶ (خیر اس وقت جو کچھ یہ کر رہے ہیں کرلیں لیکن) اس وقت ان لوگوں کی کیا حالت ہوگی جب فرشتے ان کی روح قبض کریں گے اور ان کے چہروں پر اور ان کی پیٹھوں پر مارتے جائیں گے ۲۷ یہ سزا اس لئے ہوگی کہ انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جو اللہ کی خفگی کا باعث تھی اور اللہ کی رضاء کو ناپسند کرتے رہے تو اللہ نے (بھی) ان کے اعمال کو ضائع کر دیا ۲۸

معانی و مصادر

(اَقْفَالٌ) اَقْفَلَ، یُقْفِلُ، اِقْفَالٌ (باب افعال) تالا لگانا۔
(سَوَّلَ) سَوَّلَ، یُسَوِّلُ، تَسْوِیْلٌ (باب تفعیل) بہکانا، مزین کرنا۔
(اَمْلٰی) اَمْلٰی، یُمْلِیْ، اِمْلَاءٌ (باب افعال) ڈھیل دینا۔
(مَغْشِیٌّ) غَشِیَ، یَغْشٰی، غَشَاوَۃٌ وغَشْیٌ وغَشَایَۃٌ (س) ڈھانکنا۔
(مَغْشِیٌّ) ۔ یہ لفظ دراصل اسم مفعول مَغْشُوْیٌ تھا۔ تعلیل کے قاعدے سے مَغْشِیٌّ بن گیا)۔

تفسیر

(وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَۃٌ) اور (اے رسول) ایمان والے کہتے ہیں کہ (جنگ کے متعلق) کوئی سورت کیوں نہیں نازل ہوتی (فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَۃٌ مُّحْکَمَۃٌ وَّذُکِرَ فِیْهَا الْقِتَالُ) پھر جب (ان کی خواہش کے مطابق) ایسی سورت نازل ہوتی ہے جو محکم ہوتی ہے اور جس میں (جنگ کا حکم ہوتا ہے اور) لڑائی کا تذکرہ ہوتا ہے (رَاَیْتَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ یَّنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ نَظَرَ الْمَغْشِیِّ عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِ) (تو) جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہوتی ہے آپ ان کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں جس طرح وہ شخص (دیکھتا ہے) جس پر موت کی غشی طاری ہو (فَاَوْلٰی لَهُمْ) ان لوگوں کے لئے (بڑی) خرابی ہے (طَاعَۃٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَکَانَ خَیْرًا لَّهُمْ) اگر یہ لوگ رسول کی اطاعت (کریں) اچھی بات کہیں اور (جب (لڑائی کی) بات پختہ ہوجائے تو اللہ سے کئے ہوئے وعدہ) کو سچ کر دکھائیں تو ان ہی کے لئے اچھا ہے۔

منافقین کی عجیب کیفیت تھی۔ جب جنگ نہیں ہوتی تھی تو بظاہر جنگ کی تمنا کرتے تھے اور بڑھ چڑھ کر جنگ کرنے کا وعدہ کرتے تھے لیکن جب جنگ ہوتی تھی تو کسی نہ کسی بہانے سے جنگ سے پہلوتہی کرتے تھے۔ جنگ کے تذکرہ ہی سے ان پر وحشت طاری ہوتی تھی۔

جنگ تبوک کے موقع پر ان کی کیفیت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَسَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَکُمْ، یُهْلِکُوْنَ اَنْفُسَهُمْ، وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَکٰذِبُوْنَ ۝ (التوبۃ ۔ ۴۲)	اور اب یہ لوگ عنقریب اللہ کی قسمیں کھا کر کہیں گے کہ (ہم میں سفر کی) استطاعت نہیں تھی (اگر ہوتی تو ہم ضرور) آپ لوگوں کے ساتھ نکل کھڑے

ہوتے، (ان باتوں سے یہ کسی کا کیا بگاڑیں گے، یہ تو اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہیں، (یہ کتنی ہی باتیں بنائیں) اللہ کو تو معلوم ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔

جنگ احد کے موقع پر ان کی بزدلی کی کیفیت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا، قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنَاكُمْ، هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ، يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ○ الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا، قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنفُسِكُمُ الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ○

(آل عمران۔ ۱۶۷، ۱۶۸)

(منافقین کی تو حالت یہ ہے کہ) جب ان سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کے راستہ میں لڑو یا (کم از کم) دفاع ہی کرو تو کہنے لگے اگر ہمیں لڑائی کا علم ہوا تو ہم ضرور تمہارا ساتھ دیں گے۔ (لیکن ان کی قلبی کیفیت یہ تھی کہ) وہ اس دن بہ نسبت ایمان کے کفر کے زیادہ قریب تھے۔ وہ اپنی زبانوں سے ایسی بات کہہ رہے تھے جو ان کے دلوں میں نہیں تھی (اور اللہ کو خوب معلوم تھا جو کچھ یہ (اپنے دلوں میں) چھپا رہے تھے۔ یہ لوگ (جنگ میں شریک نہیں ہوئے بلکہ گھروں میں) بیٹھے رہے اور اپنے ان بھائیوں کے متعلق (جو جنگ میں شریک ہوئے اور قتل ہو گئے) کہتے ہیں کہ اگر یہ ہمارا کہنا مان لیتے تو قتل نہ ہوتے۔ (اے رسول) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم (واقعی اس دعوے میں) سچے ہو (کہ تم موت کو اپنی تدبیر سے ٹال سکتے ہو) تو اب موت کو اپنے پاس نہ آنے دینا۔

آگے فرمایا (فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ) اور (اے منافقو) اگر تم لڑائی سے منہ موڑو تو تم سے بعید نہیں کہ تم زمین پر فساد برپا کرو اور رشتوں کو توڑ ڈالو (یعنی جب تم دیکھو کہ اکثر مؤمنین جہاد پر چلے گئے ہیں، تمہاری مزاحمت کرنے کے لئے ایمان والوں کی کافی جمعیت موجود نہیں ہے تو تم میدان میں نکل آؤ اور شہر میں فساد مچاؤ۔ نہ رشتہ کا لحاظ کرو اور نہ برادری کا)، (أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ) یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کر دی ہے اور ان کو (حق بات سننے سے) بہرا اور (راہ راست دیکھنے سے) اندھا کر دیا ہے

(اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا) (اگر یہ بات نہیں ہے) تو (آخر) یہ لوگ قرآن میں غور تدبر کیوں نہیں کرتے؟ کیا ان کے دلوں میں تالے لگے ہوئے ہیں (کہ باوجود غور و تدبر کے یہ قرآن مجید کو سمجھتے نہیں)۔

منافقین کی اس حالت کو بیان کرتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ○ (المنٰفقون۔ ۳)

یہ اس لئے کہ یہ لوگ ایمان لائے (یعنی حق بات کو پہچان لیا) لیکن پھر کفر کیا (یعنی حق کو چھپایا) تو ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی (اور اب) یہ کچھ نہیں سمجھتے۔

آگے فرمایا (اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ۗ وَاَمْلٰى لَهُمْ) جو لوگ ہدایت کے ظاہر ہو جانے کے بعد الٹے پاؤں (گمراہی کی طرف، لوٹ گئے (تو اس کی وجہ یہ ہے کہ) شیطان نے ان کو (یہ کام) اچھا کرکے دکھایا اور ان کو (بڑی بڑی) امیدیں دلائیں۔

شیطان انسان کو بہکا کر برے کام کی ترغیب دیتا ہے اور صرف ترغیب ہی نہیں دیتا بلکہ بڑی بڑی امیدیں دلاتا ہے وہ کہتا ہے کہ اگر تم نے یہ کام کر لیا تو تمہیں بہت سے فائدے حاصل ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ○ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۗ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ○ (النسآء۔ ۱۱۹، ۱۲۰)

اور جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست بنائے گا تو وہ صریح نقصان میں جا پڑے گا۔ شیطان ان سے وعدہ کرتا ہے، انہیں امیدیں دلاتا ہے اور شیطان جو وعدے بھی ان سے کر رہا ہے وہ سب دھوکا ہیں۔

آگے فرمایا (ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ) (ان کا یعنی منافقین کا اسلام سے پھر جانا) یہ اس لئے ہوا کہ جو لوگ اللہ کی نازل کردہ (کتاب) کو ناپسند کرتے ہیں (یعنی اہل کتاب) ان سے انہوں نے (خفیہ طور پر) کہہ رکھا تھا کہ بعض کاموں میں ہم تمہارا ہی مشورہ مانیں گے (کسی دوسرے کی بات ہرگز نہیں مانیں گے الغرض منافقین نے ان کا مشورہ مانا اور اسلام سے پھر گئے) اور (اے رسول) اللہ ان کے خفیہ مشوروں سے خوب واقف ہے۔

منافقین کھلم کھلا تو مسلمین کی مخالفت نہیں کر سکتے تھے مگر خفیہ طور پر وہ اہل کتاب سے ملے ہوئے تھے۔ مسلمین کے خلاف ان سے ساز باز کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ساز باز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○

(الحشر - ۱۱)

(اور اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو منافق ہیں وہ اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں کہ "اگر تم نکلے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ضرور نکلیں گے اور تمہارے بارے میں کبھی کسی کا کہنا نہیں مانیں گے اور اگر تم سے جنگ ہوئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے"۔ اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔

آگے فرمایا (فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ) (اس وقت تو خیر یہ منافقین یہودیوں سے ساز باز کر کے ان سے کچھ فائدہ اٹھالیں گے لیکن اس وقت ان کی) کیا کیفیت ہوگی جب فرشتے ان کی روح قبض کریں گے اور ان کے چہروں اور ان کی پیٹھوں پر مارتے جائیں گے (ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَا اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ) (یہ سزا) ان کو اس لئے دی جائے گی کہ انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جو اللہ کی خفگی کا باعث تھی اور اللہ کی رضاء کو ناپسند کرتے رہے تو اللہ نے (بھی) ان کے اعمال کو ضائع کر دیا۔

کافروں اور منافقوں کی جو حالت موت کے وقت ہوگی اس کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ○ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ○ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ○

(الانفال - ۴۹ تا ۵۱)

وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری تھی یہ کہہ رہے تھے کہ ان کو ان کے دین نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے (حالانکہ بات یہ نہیں تھی، وہ اللہ پر بھروسہ رکھتے تھے) اور جو شخص بھی اللہ پر بھروسہ رکھے (تو اللہ اس کے لئے کافی ہے) کیونکہ اللہ غالب ہے، حکمت والا ہے اور (اے رسول) اگر آپ (اس وقت کی کیفیت کو) دیکھیں جس وقت فرشتے کافروں کی روح قبض کرتے ہیں (تو آپ دیکھیں گے کہ) فرشتے ان کے چہروں پر اور پیٹھوں پر مارتے ہیں اور (یہ کہتے جاتے ہیں) عذاب سوزاں کا مزا چکھو۔ یہ ان اعمال کی سزا ہے جو تم پہلے بھیج چکے ہو (تم پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جا رہا) اس لئے کہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑنے کے لئے بخوشی ورغبت اپنے آپ کو پیش کیا کیجئے اور نیک بات منہ سے نکالا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ سے جو عہد آپ کرلیں اسے پورا کیا کیجئے۔ زمین میں فساد نہ مچائیے۔ رشتوں کو نہ کاٹیئے، صلہ رحمی کیا کیجئے۔ قرآن مجید کا مطالعہ بڑے غور وخوض سے کیا کیجئے۔ شیطان کا کہنا ہرگز نہ مانیئے۔ اللہ تعالیٰ کی رضاء جوئی کے لئے نیک کام کرتے رہیئے۔

أَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ
مَّرَضٌ أَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ
أَضْغَانَهُمْ ۝۲۹ وَلَوْ نَشَآءُ لَأَرَيْنٰكَهُمْ
فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ، وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ
فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
أَعْمَالَكُمْ ۝۳۰ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى
نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ
وَنَبْلُوَا أَخْبَارَكُمْ ۝۳۱ إِنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا
تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَنْ يَضُرُّوا
اللَّهَ شَيْئًا ۚ وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ ﴿٣٢﴾
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾
إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ
سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ
فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ﴿٣٤﴾

ترجمہ (اے رسول) کیا جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ ان کے کینوں کو ظاہر نہیں کرے گا (۲۹) اور (اے رسول) اگر ہم چاہیں تو ان لوگوں (کی صورت) آپ کو دکھا دیں پھر آپ ان کو ان کے چہروں ہی سے پہچان لیا کریں (لیکن اس کی کوئی خاص ضرورت نہیں اس

لئے کہ) آپ ان کو ان کے طرز گفتگو ہی سے پہچان لیں گے اور (اے لوگو) اللہ تمہارے اعمال سے (بخوبی) واقف ہے (۳۰) اور (اے ایمان والو) ہم ضرور تمہاری آزمائش کریں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں اور ثابت قدم رہنے والوں کو (ان کے عمل سے) نہ جان لیں اور تمہارے حالات کی جانچ نہ کرلیں (۳۱) جن لوگوں نے ہدایت ظاہر ہوجانے کے بعد کفر کیا، (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکا اور رسول کی مخالفت کی وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، اللہ ان کے تمام اعمال کو ضائع کردیگا (۳۲) اے ایمان والو، اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو (۳۳) جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکا پھر وہ کفر کی حالت ہی میں مرگئے تو اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا (۳۴)

معانی و مصادر

(اَضْغَانٌ) ضَغِنَ، یَضْغَنُ، ضَغْنٌ (س) ٹیڑھا ہونا (اَضْغَانٌ = ضِغْنٌ کی جمع، کینے)

(اَرَیْنَا) اَرٰی، یُرِیْ، اِرَاءَةٌ (باب افعال) دکھانا۔

(سِیْمَا) سِیْمَا = علامت۔

(لَحْنٌ) لَحَنَ، یَلْحَنُ، لَحْنٌ (ف) سمجھنا، بات اس طرح کہنا کہ جس سے کہی جائے وہی سمجھے۔

(لَحْنٌ = لہجہ، طرز کلام)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ یُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ) کیا جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق) کی بیماری ہے وہ یہ سمجھتے ہیں اللہ ان کے کینوں کو ظاہر نہیں کرے گا (یقیناً ایسا نہیں ہوگا اللہ ضرور ان کے کینے اور دلی عداوت کو ظاہر کرکے رہے گا) (وَلَوْ نَشَاءُ لَاَرَیْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِیْمٰهُمْ) اور (اے رسول) اگر ہم چاہیں تو آپ کو ان کی صورت دکھادیں تو آپ ان کی صورت سے ان کو پہچان لیا کریں (وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ) (لیکن اس کی چنداں ضرورت نہیں اس لئے کہ) آپ ضرور ان کو ان کے طرز کلام سے ہی پہچان لیں گے (وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ) اور (اے لوگو، اللہ تم سب کے اعمال سے بخوبی واقف ہے (لہذا سزا یا جزاء دینا اس کے لئے کوئی مشکل نہیں) (وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِیْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِیْنَ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ) اور (اے ایمان والو) ہم ضرور تمہاری آزمائش کریں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں اور ثابت قدم رہنے والوں کو (ان کے عمل سے) نہ جان لیں اور تمہارے حالات کی (اچھی طرح) جانچ نہ کرلیں (اور ایمان والوں اور منافقوں کو ایک دوسرے سے ممتاز نہ کردیں تاکہ ان کے اعمال دیکھتے ہی ہر شخص جان لے کہ مؤمن کون ہیں اور منافق کون ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰى مَآ (اے ایمان والو) جس حالت میں اس وقت

اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ۔

(آل عمران۔ ۱۷۹)

تم ہو اسی حالت میں اللہ مومنین کو نہیں چھوڑتا جب تک وہ ناپاک اور پاک لوگوں میں امتیاز نہ پیدا کر دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا۔

(آل عمران۔ ۱۶۶، ۱۶۷)

اور (اے ایمان والو) جو مصیبت تمہیں اس دن پہنچی جس دن دو جماعتوں کا مقابلہ ہوا تو (وہ مصیبت) اللہ ہی کے حکم سے پہنچی، (اس کا مقصد یہ تھا) کہ اللہ مومنین کو (منافقین سے) ممیز کر دے اور منافقین کو (مومنین سے) ممیز کر دے۔

آگے فرمایا (اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا، وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ) جن لوگوں نے ہدایت کے ظاہر ہو جانے کے بعد کفر کیا، (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکا اور رسول کی مخالفت کی وہ اللہ (گویا اللہ کے دین) کو نقصان نہیں پہنچا سکتے (اللہ اپنے دین کو غالب کر کے رہے گا) اور ان کے اعمال اور ان کی تدابیر کو ضائع کر دے گا (جس کے نتیجے میں وہ سخت نقصان اٹھائیں گے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ، وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ، وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○

(الصف۔ ۸، ۹)

(اے رسول) یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں لیکن اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گذرے۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکین کو برا ہی کیوں نہ لگے۔

آگے فرمایا (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ) اے ایمان والو، اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو اعمال اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی ذیل میں آتے ہیں وہی مقبول ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت ہی دین ہے۔ دین صرف وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا پھر اسی نے اس کی تکمیل کی۔ کسی چیز کے کامل ہو جانے کے

بعد اس چیز میں کسی قسم کا اضافہ نہیں ہو سکتا لہذا جو احکام قرآن مجید اور احادیث نبوی میں نہیں ہیں وہ دین میں شامل نہیں ہو سکتے۔ ان کا دین میں شامل کرنا شرک فی الدین ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۗ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○ (الاعراف - ۳)

(اے لوگو) جو شریعت تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے (بس) اسی کی پیروی کرو، اس کے علاوہ ولیوں (وغیرہ) کی پیروی نہ کرو (مگر) تم نصیحت کم ہی قبول کرتے ہو۔

کیونکہ منزّل من اللہ صرف قرآن مجید اور احادیث نبوی ہیں لہذا دین صرف قرآن مجید اور احادیث نبوی میں ہے۔ ان کے باہر دین نہیں۔

بدعت حسنہ اگرچہ بظاہر بڑی اچھی نیکی معلوم ہوتی ہے لیکن کیونکہ وہ تکمیل دین کے بعد نکالی جاتی ہے لہذا وہ دین میں کسی حالت میں شامل نہیں کی جا سکتی۔ وہ منزّل من اللہ نہیں ہوتی لہذا اس پر عمل کرنا سورۂ الاعراف کی مندرجہ بالا آیت کی رو سے قطعاً حرام ہے اور ان کو دین کا جزو سمجھنا کھلا شرک فی الدین ہے۔

الغرض آیت زیر تفسیر کی رو سے جس چیز کے متعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم موجود نہ ہو وہ مردود ہے، اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ (صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب نقض الاحکام الباطلۃ ورد المحدثات جزء ۲ ص ۶۳)

جس شخص نے ایسا عمل کیا جس کا ہم نے حکم نہیں دیا تو (اس کا) وہ (عمل) مردود (نامقبول) ہے۔

(نوٹ:- بدعت کے سلسلہ میں مفصل معلومات کے لئے سورۃ حدید کی آیت ۲۷ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

آگے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں) کو اللہ کے راستہ سے روکا پھر وہ کفر ہی کی حالت میں مر گئے تو اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور کفر کی حالت میں مر گئے، ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی بھی لعنت

وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا، لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۶۱، ۱۶۲)

ہے اور فرشتوں اور انسانوں کی بھی لعنت ہے۔ وہ اس لعنت میں ہمیشہ گرفتار رہیں گے، نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔

عمل

اے ایمان والو، آپ کی آزمائش ضرور ہوگی۔ آزمائش کے لئے ہر وقت تیار رہیئے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کیجئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیجئے۔ اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ کے سب اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

اے لوگو، کفر سے توبہ کیجئے، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے نہ روکیئے۔

فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ
وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ
وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۝۳۵ اِنَّمَا
الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ
وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ
اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ۝۳۶
اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ
تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ۝۳۷
هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَمِنْکُمْ مَّنْ یَّبْخَلُ
وَمَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ
نَّفْسِہٖ، وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ
الْفُقَرَآءُ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ
قَوْمًا غَیْرَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُوْنُوْٓا
اَمْثَالَکُمْ ﴿۳۸﴾

ترجمہ تو (اے ایمان والو) تم ہمت نہ ہارو اور (دشمنوں کو) صلح کی طرف نہ بلاؤ اور (اس بات کو یاد رکھو کہ بالآخر) غالب تم ہی رہو گے اس لئے کہ اللہ تمہارے ساتھ ہے، وہ ہرگز تمہارے اعمال (وتدابیر کے نتیجوں) کو کم نہیں کرے گا (تمہاری جد وجہد بے کار نہیں جائے گی) ﴿۳۵﴾ (اے لوگو) دنیا کی زندگی تو بس کھیل تماشا ہے (اس پر بھروسہ نہ کرو) اور اگر تم ایمان لے آؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو اللہ تم کو تمہارا اجر دے گا اور تم سے تمہارا مال (اپنے لئے) طلب نہیں کرے گا ﴿۳۶﴾ اگر وہ تم سے (اپنے لئے) مال طلب کرے اور بار بار اپنے سوال کو دہرائے تو تم بخل کرو گے اور اللہ تمہاری کدورتوں کو ظاہر کر کے رہے گا (جو مال کو خرچ کرنے کے سلسلہ میں تمہارے دلوں میں پوشیدہ ہیں) ﴿۳۷﴾ دیکھو! تم ہی تو وہ لوگ ہو کہ جب تم کو (اس لئے) بلایا جاتا ہے کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرو تو تم میں سے بعض بخل کرتے ہیں اور جو شخص بخل کرتا ہے تو اس میں اسی کا نقصان ہے (اے لوگو) اللہ تعالےٰ

تو غنی ہے اور تم سب محتاج ہو اور اگر تم (اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے) منہ پھیر و گے تو اللہ تمہارے بدلے دوسروں کو لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح (بخیل) نہیں ہوں گے ﴿۳۸﴾

معانی و مصادر (تَهِنُوا) وَهَنَ، يَهِنُ، وَهْنٌ (ض) کمزور ہونا، کمزور کرنا، کمزوری کا مظاہرہ کرنا۔

(سَلْم) سَلْمٌ = صلح۔

(اَعْلَوْنَ) عَلَا، يَعْلُو، عُلُوٌّ (ن) عَلِيَ، يَعْلَى، عَلَاءٌ (س) بلند ہونا (اَعْلَوْنَ = اَعْلیٰ کی جمع، بلند و بالا، غالب)۔

(يَتِرَ) وَتَرَ، يَتِرُ، وَتْرٌ (ض) کم کرنا۔

(يُحْفِ) اَحْفٰى، يُحْفِي، اِحْفَاءٌ (باب افعال) اصرار کرنا۔

(يَبْخَلُ) بَخِلَ، يَبْخَلُ، بَخَلٌ (س) بخیل ہونا۔

بَخُلَ، يَبْخُلُ، بُخْلٌ (ك) بخیل ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا اِلَى السَّلْمِ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ) (اے ایمان والو جب کافروں سے تمہارا مقابلہ ہو تو) کمزوری کا مظاہرہ نہ کرو اور نہ (کافروں کو) صلح کی طرف بلاؤ (بلکہ جم کر لڑو) تم ہی غالب رہو گے، اللہ تمہارے ساتھ ہے (فتح دینے والا وہی ہے، اسی پر بھروسہ کرو) وہ تمہارے اعمال (اور تدبیر کے نتائج) کو ہرگز کم نہیں کرے گا (تمہاری جدوجہد بیکار نہیں جائے گی۔ اللہ تعالیٰ تمہاری کوشش کو تمہاری فتح کا سبب بنائے گا) (اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَاِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْئَلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ) (اے لوگو) دنیا کی زندگی تو بس کھیل تماشا ہے (جس طرح کھیل تماشا عارضی ہوتا ہے اسی طرح دنیا کی زندگی عارضی ہے۔ عارضی زندگی کی خاطر اپنی دائمی اخروی زندگی کو برباد نہ کرو) اگر تم ایمان لے آؤ اور (اللہ سے) ڈرتے رہو تو اللہ تم کو تمہارا اجر دے گا اور تم سے تمہارا مال (اپنے لئے) طلب نہ کرے گا (اللہ تعالیٰ جو مال بھی طلب کرتا ہے وہ تمہارے فائدہ کے لئے طلب کرتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ (البقرة - ۲۷۲)

جو مال تم خرچ کرو گے تو تمہیں اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور تم پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا جائیگا۔

آگے فرمایا (اِنْ يَّسْئَلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ) اگر اللہ تم سے (اپنے لئے) مال طلب کرے اور بار بار تم سے اپنے سوال کو دوہرائے تو تم (ضرور) بخل کرو گے (اس طرح) اللہ تمہاری کدورتوں کو ظاہر کر دے گا (جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مال کو خرچ کرنے کے

سلسلہ میں تمہارے دلوں میں پوشیدہ ہیں اور اسلام کے سلسلہ میں جو بغض و نفاق تمہارے دلوں میں ہے اس کو بھی ظاہر کردے گا تاکہ مؤمنین تم کو پہچان لیں اور تم سے دھوکا نہ کھائیں) (هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَّنْ یَّبْخَلُ وَمَنْ یَّبْخَلْ فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ) دیکھو! تم ہی تو وہ لوگ ہو کہ جب تم کو (اس لئے) بلایا جاتا ہے کہ تم اللہ کے راستہ میں خرچ کرو تو تم میں سے بعض بخل کرتے ہیں اور جو شخص بخل کرتا ہے وہ درحقیقت اپنے نفس سے بخل کرتا ہے (اس میں اسی کا نقصان ہے) (وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ) (اے لوگو) اللہ تو غنی ہے اور تم سب محتاج ہو اور اگر تم (اسلام سے) منہ موڑو گے تو اللہ تمہارے بدلہ دوسروں کو لے آئے گا اور وہ تمہارے مثل نہیں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کو نہ کسی کے مال کی ضرورت ہے اور نہ کسی کے نیک اعمال کی ضرورت ہے۔ وہ ہر چیز اور ہر ضرورت سے بے نیاز ہے۔ وہ غنی ہے اور سب اس کے محتاج ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَ اللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ○ (فاطر۔ ۱۵)	اے لوگو، تم (سب) اللہ کے محتاج ہو اور اللہ غنی اور تعریف والا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، دشمن کے مقابلہ میں بزدلی اور کمزوری کا مظاہرہ نہ کیجئے۔ دشمن کو صلح کی دعوت نہ دیجئے۔ صلح کی دعوت دینا کمزوری کی علامت ہے۔

اے ایمان والو، ہمت کے ساتھ دشمن سے لڑتے رہیئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے لہذا غالب آپ ہی رہیں گے۔

اے ایمان والو، دنیا کی عارضی زندگی کو آخرت کی دائمی زندگی پر ترجیح نہ دیجئے، اللہ تعالے کے راستہ میں خرچ کرتے رہیئے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۂ فتح

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

بے حد مہربان ، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا ①

لِیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ

ذَنۡۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُتِمَّ نِعۡمَتَہٗ

عَلَیۡکَ وَیَہۡدِیَکَ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا ②

وَّیَنۡصُرَکَ اللّٰہُ نَصۡرًا عَزِیۡزًا ③

ہُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ السَّکِیۡنَۃَ فِیۡ

قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا
اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ
عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۴ لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ
يُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَكَانَ ذٰلِكَ
عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝۵ وَيُعَذِّبَ
الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ

وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ
السَّوْءِ ، عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ
وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ
وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ، وَسَآءَتْ
مَصِيْرًا ﴿٦﴾ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ، وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا
حَكِيْمًا ﴿٧﴾

ترجمہ (اے رسول) ہم نے آپ کو یہ روشن فتح عنایت فرمائی (۱) تاکہ اللہ آپ پر لگائے ہوئے اگلے اور پچھلے تمام الزامات کا ازالہ فرما دے اور آپ پر اپنی نعمت پوری کر دے اور آپ کو سیدھے راستہ پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچا دے (۲) اور آپ کی بڑی زوردار مدد فرمائے (۳) وہی ہے جس نے مومنین کے دلوں میں تسلی نازل فرمائی تاکہ ان کا ایمان زیادہ ہو جائے، آسمانوں کے اور زمین کے (تمام) لشکر اللہ ہی کے ہیں اور اللہ (بہت) جاننے والا اور (بڑی) حکمت والا ہے (۴) (اور یہ فتح ہم نے اس لئے بھی عطا کی) تاکہ (ایمان والے ایمان زیادہ ہونے کے باعث ثابت قدم رہیں اور اس کے صلہ میں)

اللہ مؤمن مردوں اور مؤمنہ عورتوں کو ایسے باغات میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کے گناہوں کو دور کر دے اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے ⑤ اور (اے ایمان والو، یہ فتح ہم نے اس لئے بھی عطاء فرمائی) تاکہ اللہ منافقین اور منافقات کو اور مشرکین اور مشرکات کو جو (اپنے دلوں میں) اللہ کے بارے میں (طرح طرح کی) بدگمانیاں رکھتے ہیں (تمہارے ہاتھ سے) سزا دلوائے، (اب) یہ لوگ مصائب کے چکر میں آ گئے ہیں، اللہ ان سے ناراض ہے، اس نے ان پر لعنت کر دی ہے اور ان کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے ⑥ آسمان کے اور زمین کے تمام لشکر اللہ کے ہیں اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے ⑦

معانی و مصادر

(ذَنْبٌ) ذَنَبَ، یَذْنِبُ، ذَنْبٌ (ض) کسی کے پیچھے لگ جانا پھر اس کا پیچھا نہ چھوڑنا، دُم پکڑنا ذَنْبٌ = گناہ، الزام، ہر وہ کام جس کا انجام برا ہو۔

(یَغْفِرُ) غَفَرَ، یَغْفِرُ، غَفْرٌ (ض) ڈھانک دینا، چھپانا۔

غَفَرَ، یَغْفِرُ، غَفْرٌ و غُفْرٌ و غَفِیْرَۃٌ و غُفْرَانٌ و مَغْفِرَۃٌ و غُفُوْرٌ (ض) معاف کرنا، اصلاح کرنا، درست کرنا، چھپانا۔

(دَائِرَۃٌ) دَارَ، یَدُوْرُ، دَوْرٌ و دَوَرَانٌ (ن) چکر کھانا۔

(سَوْءٌ) سَاءَ، یَسُوْءُ، سَوَاءٌ (ن) برا ہونا (سَوْءٌ = برا، فساد، آگ)

شانِ نزول

ان آیات میں صلح حدیبیہ کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت مسورؓ اور حضرت مروان کہتے ہیں:۔

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَیْبِیَۃِ حَتّٰی اِذَا کَانُوْا بِبَعْضِ الطَّرِیْقِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ بِالْغَمِیْمِ فِیْ خَیْلٍ لِقُرَیْشٍ طَلِیْعَۃً فَخُذُوْا ذَاتَ الْیَمِیْنِ فَوَاللّٰہِ مَا شَعَرَ بِھِمْ خَالِدٌ حَتّٰی اِذَا ھُمْ بِقَتَرَۃِ الْجَیْشِ فَانْطَلَقَ یَرْکُضُ نَذِیْرًا لِقُرَیْشٍ وَسَارَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا کَانَ بِالثَّنِیَّۃِ الَّتِیْ یُھْبَطُ عَلَیْھِمْ مِنْھَا بَرَکَتْ بِہٖ رَاحِلَتُہٗ فَقَالَ النَّاسُ حَلْ حَلْ فَاَلَحَّتْ فَقَالُوْا خَلَأَتِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (صلح) حدیبیہ کے زمانے میں (عمرہ کرنے کے لئے مکہ معظمہ کی طرف) روانہ ہوئے۔ ابھی آپ راستے ہی میں تھے کہ آپ نے فرمایا: خالد بن ولید قریش کے ہراول دستے کے سواروں میں (بمقام) غمیم مقیم ہیں لہذا تم داہنی جانب کا راستہ اختیار کرو۔ اللہ کی قسم خالد کو مسلمین کے لشکر (کے آنے) کی خبر ہی نہیں ہوئی یہاں تک کہ ان کے رسالہ کو (اسلامی) لشکر کے گرد و غبار نے ڈھانک لیا۔ خالد (فوراً) قریش کو خبردار کرنے کے لئے گھوڑا دوڑاتے ہوئے روانہ ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے

الْقَصْوَاءُ خَلَأَتِ الْقَصْوَاءُ فَقَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَلَأَتِ الْقَصْوَاءُ
وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَلٰكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ
الْفِيْلِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا
يَسْأَلُوْنِيْ خُطَّةً يُعَظِّمُوْنَ فِيْهَا حُرُمَاتِ
اللّٰهِ اِلَّا اَعْطَيْتُهُمْ اِيَّاهَا ثُمَّ زَجَرَهَا
فَوَثَبَتْ قَالَ فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتّٰى نَزَلَ
بِاَقْصَى الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَمَدٍ قَلِيْلِ الْمَاءِ
يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا فَلَمْ يُلَبِّثْهُ
النَّاسُ حَتّٰى نَزَحُوْهُ وَشُكِيَ اِلٰى رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَطَشُ
فَانْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهٖ ثُمَّ اَمَرَهُمْ
اَنْ يَجْعَلُوْهُ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا زَالَ يَجِيْشُ
لَهُمْ بِالرِّيِّ حَتّٰى صَدَرُوْا عَنْهُ (وَفِيْ
رِوَايَةٍ ثُمَّ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْنًا لَهٗ مِنْ خُزَاعَةَ) فَبَيْنَمَا
هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ جَاءَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ
الْخُزَاعِيُّ فِيْ نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهٖ مِنْ خُزَاعَةَ
وَكَانُوْا عَيْبَةَ نُصْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ تِهَامَةَ فَقَالَ اِنِّيْ
تَرَكْتُ كَعْبَ بْنَ لُؤَيٍّ وَعَامِرَ بْنَ لُؤَيٍّ
نَزَلُوْا اَعْدَادَ مِيَاهِ الْحُدَيْبِيَةِ وَمَعَهُمُ
الْعُوْذُ الْمَطَافِيْلُ وَهُمْ مُقَاتِلُوْكَ وَ
صَادُّوْكَ عَنِ الْبَيْتِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ فَسَارَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَانَ
بِغَدِيْرِ الْاَشْطَاطِ اَتَاهُ عَيْنُهٗ قَالَ اِنَّ
قُرَيْشًا جَمَعُوْا لَكَ جُمُوْعًا) قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَمْ نَجِئْ

رہے یہاں تک کہ جب آپ اس گھاٹی پر پہنچے
جہاں سے مکہ میں اترتے ہیں تو آپ کی اونٹنی
بیٹھ گئی۔ لوگوں نے حل حل کہا لیکن وہ ہلی تک
نہیں۔ لوگ کہنے لگے قصواء اڑ گئی۔ قصواء اڑ
گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قصواء
(خود) نہیں اڑی بلکہ جس ہستی نے (اصحاب) فیل
کو روکا تھا اسی نے قصواء کو بھی روک دیا۔ قسم
اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے
اگر مکہ والے اللہ کی حرمات کی تعظیم کو ملحوظ رکھتے
ہوئے مجھ سے جس چیز کا مطالبہ کریں گے میں اس
مطالبہ کو منظور کر لوں گا۔ پھر آپ نے اونٹنی کو
ڈانٹا، وہ کھڑی ہو گئی۔ آپ نے مکہ والوں
کی طرف سے منہ پھیر لیا اور حدیبیہ کے پرلے
کنارے پر ایک گڑھے کے پاس اتر گئے
جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ لوگ تھوڑا تھوڑا
پانی اس میں سے لیتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے
(اس کا) سارا پانی نکال لیا۔ لوگوں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیاس کی شکایت کی۔
آپ نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور
فرمایا اس کو اس گڑھے میں گاڑ دو۔ لوگوں نے
(حکم کی تعمیل کی اور) اسے گڑھے میں گاڑ دیا۔
اللہ کی قسم گڑھے میں پانی بڑے زور کے ساتھ
جوش مارنے لگا۔ ان سب کے سیراب ہونے
تک پانی کے جوش کا وہی حال رہا۔ پھر آپ نے
بنو خزاعہ کے ایک شخص کو جاسوس بنا کر روانہ
کیا۔ کچھ ہی دیر گذری تھی کہ بدیل بن ورقاء خزاعی
اپنی قوم خزاعہ کے چند آدمیوں کے ساتھ وہاں
آیا۔ وہ تہامہ والوں میں آپ کا خیر خواہ اور محرم

لِقِتَالِ اَحَدٍ وَلٰكِنَّا جِئْنَا مُعْتَمِرِيْنَ وَاِنَّ قُرَيْشًا قَدْ نَهِكَتْهُمُ الْحَرْبُ وَاَضَرَّتْ بِهِمْ فَاِنْ شَاءُوْا مَادَدْتُهُمْ مُدَّةً وَيُخَلُّوْا بَيْنِيْ وَبَيْنَ النَّاسِ فَاِنْ اَظْهَرْ فَاِنْ شَاءُوْا اَنْ يَدْخُلُوْا فِيْمَا دَخَلَ فِيْهِ النَّاسُ فَعَلُوْا وَاِلَّا فَقَدْ جَمُّوْا وَاِنْ هُمْ اَبَوْا فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاُقَاتِلَنَّهُمْ عَلٰى اَمْرِيْ هٰذَا حَتّٰى تَنْفَرِدَ سَالِفَتِيْ وَلَيُنْفِذَنَّ اللّٰهُ اَمْرَهٗ فَقَالَ بُدَيْلٌ سَاُبَلِّغُهُمْ مَا تَقُوْلُ (وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشِيْرُوْا اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيَّ اَتَرَوْنَ اَنْ اَمِيْلَ اِلٰى عِيَالِهِمْ وَذَرَارِيِّ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَصُدُّوْا عَنِ الْبَيْتِ . . . . . . قَالَ اَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَرَجْتَ عَامِدًا لِهٰذَا الْبَيْتِ لَا تُرِيْدُ قَتْلَ اَحَدٍ فَتَوَجَّهْ فَمَنْ صَدَّنَا قَاتَلْنَاهُ قَالَ امْضُوْا بِسْمِ اللّٰهِ) فَانْطَلَقَ حَتّٰى اَتٰى قُرَيْشًا قَالَ اِنَّا جِئْنَاكُمْ مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ وَسَمِعْنَا يَقُوْلُ قَوْلًا فَاِنْ شِئْتُمْ اَنْ نَعْرِضَهٗ عَلَيْكُمْ فَعَلْنَا فَقَالَ سُفَهَاءُهُمْ لَا حَاجَةَ لَنَا اَنْ تُخْبِرَنَا عَنْهُ بِشَيْءٍ وَقَالَ ذُو الرَّاْيِ مِنْهُمْ هَاتِ مَا سَمِعْتَهٗ يَقُوْلُ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا فَحَدَّثَهُمْ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اَيْ قَوْمِ اَلَسْتُمْ بِالْوَالِدِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ اَوَلَسْتُ بِالْوَلَدِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَهَلْ تَتَّهِمُوْنِيْ قَالُوْا لَا قَالَ اَلَسْتُمْ

راز تھا۔ کہنے لگا میں نے کعب بن لوئی اور عامر بن لوی کو پیچھے چھوڑا ہے۔ وہ حدیبیہ کے کثیر پانی والے چشموں پر اترے ہیں۔ ان کے ساتھ بچے والی اونٹنیاں ہیں۔ وہ آپ سے لڑنا اور آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روکنا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے یہاں تک کہ غدیر اشطاط کے مقام پر آپ کا جاسوس بھی آگیا۔ اس نے بھی وہی خبر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم تو کسی سے لڑنے نہیں آئے، ہم تو عمرے کی نیت سے آئے ہیں۔ ویسے قریش کے لوگ لڑتے لڑتے تھک بھی گئے ہیں اور ان کو نقصان بھی بہت پہنچا ہے (لہذا لڑنا ان کے لئے مناسب نہیں) اگر وہ چاہیں تو میں ایک مدت مقرر کر کے ان سے صلح کر لوں گا۔ وہ میرے اور دوسروں کے معاملہ میں دخل نہ دیں۔ اگر میں غالب ہو گیا تو وہ اگر چاہیں تو اس دین کو اختیار کر لیں جیسے اور لوگوں نے اختیار کیا ہے ورنہ آرام سے بیٹھے رہیں۔ اگر وہ یہ بات نہ مانیں تو اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اس دین پر ان سے لڑوں گا یہاں تک کہ میری گردن اڑا دی جائے اور اللہ اپنے دین کو ضرور پورا کر کے رہے گا۔ یہ سنکر بدیل نے کہا: میں ان کو آپ کا پیغام پہنچاتا ہوں۔ بدیل کے جانے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مشورہ کیا۔ آپ نے فرمایا کیا میں ان کے گھروں پر چڑھائی کروں اور جو ہمیں بیت اللہ سے روکیں ان کو تباہ کر دوں۔ حضرت ابوبکر نے کہا: آپ تو بیت اللہ کے ارادے سے آئے ہیں، کسی

تَعْلَمُونَ اَنِّي اسْتَنْفَرْتُ اَهْلَ عُكَاظٍ فَلَمَّا
بَلَّحُوا عَلَيَّ جِئْتُكُمْ بِاَهْلِي وَوَلَدِي وَ
مَنْ اَطَاعَنِي قَالُوا بَلٰى قَالَ اِنَّ هٰذَا قَدْ
عَرَضَ لَكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ اِقْبَلُوهَا وَ
دَعُونِي اٰتِيهِ قَالُوا ائْتِهِ فَاَتَاهُ فَجَعَلَ
يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَحْوًا مِنْ قَوْلِهِ لِبُدَيْلٍ فَقَالَ عُرْوَةُ عِنْدَ
ذٰلِكَ اَيْ مُحَمَّدُ اَرَاَيْتَ اِنِ اسْتَاْصَلْتَ
اَمْرَ قَوْمِكَ هَلْ سَمِعْتَ بِاَحَدٍ مِنَ
الْعَرَبِ اجْتَاحَ اَهْلَهُ قَبْلَكَ وَاِنْ تَكُنِ
الْاُخْرٰى فَاِنِّي وَاللّٰهِ لَاَرٰى وُجُوهًا وَاِنِّي
لَاَرٰى اَشْوَابًا مِنَ النَّاسِ خَلِيقًا اَنْ يَفِرُّوا
وَيَدَعُوكَ فَقَالَ لَهُ اَبُو بَكْرٍ امْصَصْ بِبَظْرِ
اللَّاتِ اَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَنَدَعُهُ فَقَالَ
مَنْ ذَا قَالُوا اَبُو بَكْرٍ قَالَ اَمَا وَالَّذِي
نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا يَدٌ كَانَتْ لَكَ عِنْدِي
لَمْ اَجْزِكَ بِهَا لَاَجَبْتُكَ قَالَ وَجَعَلَ
يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُلَّمَا
تَكَلَّمَ اَخَذَ بِلِحْيَتِهِ وَالْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ
قَائِمٌ عَلٰى رَاْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ فَكُلَّمَا
اَهْوٰى عُرْوَةُ بِيَدِهِ اِلٰى لِحْيَةِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ يَدَهُ
بِنَعْلِ السَّيْفِ وَقَالَ لَهُ اَخِّرْ يَدَكَ
عَنْ لِحْيَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَرَفَعَ عُرْوَةُ رَاْسَهُ فَقَالَ مَنْ هٰذَا
قَالُوا الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَقَالَ اَيْ

کو قتل کرنے تو نہیں آئے۔ آپ چلیئے جو روکے گا
ہم اس سے لڑیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا اچھا تو اللہ کا نام لے کر چلو۔ بدیل
قریش کے کافروں کے پاس گیا اور ان سے کہا:
میں اس شخص کے پاس سے آیا ہوں۔ انہوں نے
ایک بات کہی ہے اگر تم کہو تو تم سے کہہ دوں۔ ان
کے جاہل اور بے وقوف لوگ کہنے لگے ہمیں ان
کی بات سننے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ان میں جو
عقل والے تھے کہنے لگے اچھا بتاؤ جو کچھ تم سن کر
آئے ہو۔ بدیل نے وہ بات جو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی تھی ان سے بیان
کردی۔ اتنے میں عروہ بن مسعود ثقفی کھڑا ہوا
اور کہنے لگا: میری قوم کے لوگو، تم مجھ پہ باپ
کی طرح شفقت نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا
بے شک کرتے ہیں۔ عروہ نے کہا کیا میں تمہیں
بیٹے کی طرح نہیں سمجھتا۔ انہوں نے کہا کیوں
نہیں۔ عروہ نے کہا کیا تم مجھ پر کسی قسم کا شبہ
کرتے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں۔ عروہ نے کہا تم
کو معلوم نہیں کہ میں نے عکاظ والوں کو تمہاری مدد
کے لئے کہا تھا، جب وہ یہ نہ کرسکے تو میں اپنے اہل
وعیال کو اور جن لوگوں نے میرا کہنا مانا ان کو لے کر
تمہارے پاس آگیا۔ انہوں نے کہا بے شک۔
عروہ نے کہا: انہوں نے ایک ایسی بات کہی
ہے جس میں تمہاری بہتری ہے۔ مجھے ان کے
پاس جانے دو۔ قریش نے کہا اچھا جاؤ۔ عروہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ
سے باتیں کرنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس سے بھی وہی گفتگو کی جو بدیل سے کی

غُدَرُ اَلَسْتُ اَسْعٰى فِىْ غَدْرَتِكَ وَكَانَ
الْمُغِيْرَةُ صَحِبَ قَوْمًا فِى الْجَاهِلِيَّةِ
فَقَتَلَهُمْ وَاَخَذَ اَمْوَالَهُمْ ثُمَّ جَآءَ فَاَسْلَمَ
فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا
الْاِسْلَامَ فَاَقْبَلُ وَاَمَّا الْمَالَ فَلَسْتُ
مِنْهُ فِىْ شَىْءٍ ثُمَّ اِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ
اَصْحَابَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِعَيْنَيْهِ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً اِلَّا
وَقَعَتْ فِىْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا
وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ وَاِذَا اَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوْا
اَمْرَهٗ وَاِذَا تَوَضَّاَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى
وَضُوْئِهٖ وَاِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ
عِنْدَهٗ وَمَا يُحِدُّوْنَ اِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا
لَّهٗ فَرَجَعَ عُرْوَةُ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَىْ
قَوْمِ وَاللّٰهِ لَقَدْ وَفَدْتُّ عَلَى الْمُلُوْكِ
وَفَدْتُّ عَلٰى قَيْصَرَ وَكِسْرٰى وَالنَّجَاشِىِّ
وَاللّٰهِ اِنْ رَاَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهٗ اَصْحَابُهٗ
مَا يُعَظِّمُ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا وَاللّٰهِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً
اِلَّا وَقَعَتْ فِىْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ
بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ وَاِذَا اَمَرَهُمُ
ابْتَدَرُوْا اَمْرَهٗ وَاِذَا تَوَضَّاَ كَادُوْا
يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ وَاِذَا تَكَلَّمَ
خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ وَمَا يُحِدُّوْنَ
اِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَّهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ عَرَضَ
عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوْهَا
فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِىْ كِنَانَةَ دَعُوْنِىْ

تھی۔ عروہ نے کہا: اے محمد بتاؤ اگر تم نے اپنی
قوم کو تباہ کر دیا (تو کیا تم خوش ہو گے)۔ کیا تم نے
اپنے سے پہلے کسی شخص کے متعلق سُنا ہے کہ اس
نے اپنی قوم کو تباہ کیا ہو اور اگر کہیں دوسری بات
ہوئی (یعنی تم شکست کھا گئے) اور میں سمجھتا
ہوں ایسا ہی ہو گا اس لئے کہ میں تمہارے ساتھیوں
کے چہروں کو دیکھتا ہوں (تو مجھے یہی نظر آتا ہے
کہ) یہ لوگ تمہیں چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ جب
حضرت ابوبکر نے اس کی یہ بات سُنی تو کہنے
لگے۔ بکواس نہ کرو، کیا ہم ان کو چھوڑ کر بھاگ
جائیں گے۔ عروہ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں
نے کہا ابوبکر ہیں۔ عروہ نے (حضرت ابوبکر سے)
کہا: اگر تمہارا مجھ پر احسان نہ ہوتا جس کا بدلہ میں
نے نہیں دیا ہے تو میں تم کو جواب دیتا۔ عروہ پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرنے لگا۔
وہ جب آپ سے بات کرتا تو آپ کی ڈاڑھی
پکڑ لیتا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ تلوار لئے ہوئے، سر پر
خود پہنے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
سر کے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ جب عروہ اپنا
ہاتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی کی طرف بڑھاتا
تو حضرت مغیرہؓ تلوار کا دستہ اس کے ہاتھ پر مارتے
اور کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی سے
اپنا ہاتھ علیحدہ رکھو۔ عروہ نے سر اٹھا کر دیکھا اور
پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مغیرہ بن شعبہؓ
ہیں۔ عروہ نے کہا: اے دغا باز کیا میں تیری دغا بازی
کی سزا تجھے دینے کے لئے کوشاں نہیں ہوں۔ حضرت
مغیرہ جاہلیت کے زمانہ میں کچھ لوگوں کے ساتھ
رہتے تھے۔ حضرت مغیرہ نے ان کو قتل کر کے ان

آتِيهِ فَقَالُوا ائْتِهِ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا فُلَانٌ وَهُوَ مِنْ قَوْمٍ يُعَظِّمُونَ الْبُدْنَ فَابْعَثُوهَا لَهُ فَبُعِثَتْ لَهُ وَاسْتَقْبَلَهُ النَّاسُ يُلَبُّونَ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ مَا يَنْبَغِي لِهٰؤُلَاءِ أَنْ يُصَدُّوا عَنِ الْبَيْتِ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى أَصْحَابِهِ قَالَ رَأَيْتُ الْبُدْنَ قَدْ قُلِّدَتْ وَأُشْعِرَتْ فَمَا أَرَى أَنْ يُصَدُّوا عَنِ الْبَيْتِ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مِكْرَزُ بْنُ حَفْصٍ فَقَالَ دَعُونِي آتِيهِ فَقَالُوا ائْتِهِ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مِكْرَزٌ وَهُوَ رَجُلٌ فَاجِرٌ فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَمَا هُوَ يُكَلِّمُهُ إِذْ جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ مَعْمَرٌ فَأَخْبَرَنِي أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّهُ لَمَّا جَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ سَهُلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ قَالَ مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فِي حَدِيثِهِ فَجَاءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ هَاتِ اكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابًا فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَاتِبَ (وَفِي رِوَايَةٍ كَتَبَ عَلِيٌّ بَيْنَهُمْ كِتَابًا) فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ قَالَ سُهَيْلٌ أَمَّا الرَّحْمٰنُ فَوَاللهِ مَا أَدْرِي مَا هُوَ

کا مال لوٹ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اسلام قبول کر لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا میں تمہارا اسلام لانا تو قبول کرتا ہوں لیکن جو مال تم نے لوٹا ہے اس سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ پھر عروہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو بڑے غور سے دیکھنے لگا۔ اللہ کی قسم نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی تھوکتے تو وہ آپ کے اصحاب میں سے کسی کے ہاتھ پر گرتا اور وہ اسے اپنے منہ اور بدن پر مل لیتا تھا، جب آپ کوئی حکم دیتے تو وہ لپک کر آپ کے حکم کی تعمیل میں لگ جاتے، جب آپ وضوء کرتے تو آپ کے وضوء کا پانی لینے کے لئے قریب ہوتا تھا کہ لڑ پڑیں، جب آپ ان سے بات کرتے تو وہ اپنی آوازیں پست کر لیتے اور ادب کی وجہ سے آپ کو نظر جما کر نہیں دیکھتے تھے۔ عروہ اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹ کر چلا گیا اور کہنے لگا میں بادشاہوں کے پاس گیا ہوں۔ میں روم، ایران اور حبش کے بادشاہوں کے پاس بھی گیا ہوں لیکن اللہ کی قسم میں نے نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کی لوگ ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعظیم ان کے اصحاب کرتے ہیں۔ اگر وہ تھوکتے ہیں تو کوئی اسے اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور اپنے منہ اور بدن پر مل لیتا ہے، جب وہ ان کو کوئی حکم دیتے ہیں تو وہ فوراً ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں، جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کے پانی کے لئے قریب ہوتا ہے کہ لڑ پڑیں، جب وہ بات کرتے ہیں تو لوگ اپنی آوازیں پست کر لیتے ہیں اور ادب اور

وَلٰكِنِ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ كَمَا كُنْتَ تَكْتُبُ، فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ وَاللّٰهِ لَا نَكْتُبُهَا اِلَّا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ ثُمَّ قَالَ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَاللّٰهِ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا صَدَدْنَاكَ عَنِ الْبَيْتِ وَلَا قَاتَلْنٰكَ وَلٰكِنِ اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاِنْ كَذَّبْتُمُوْنِيْ اُكْتُبْ مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ اُمْحُهُ فَقَالَ عَلِيٌّ لَا وَاللّٰهِ لَا اَمْحُوْكَ فَمَحَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ) قَالَ الزُّهْرِيُّ وَذٰلِكَ لِقَوْلِهٖ لَا يَسْئَلُوْنِيْ خُطَّةً يُعَظِّمُوْنَ فِيْهَا حُرُمَاتِ اللّٰهِ اِلَّا اَعْطَيْتُهُمْ اِيَّاهَا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَنْ تُخَلُّوْا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَطُوْفَ بِهٖ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَاللّٰهِ لَا تَتَحَدَّثُ الْعَرَبُ اَنَّا اُخِذْنَا ضُغْطَةً وَلٰكِنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَكَتَبَ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَعَلٰى اَنَّهٗ لَا يَاْتِيْكَ مِنَّا رَجُلٌ وَاِنْ كَانَ عَلٰى دِيْنِكَ اِلَّا رَدَدْتَهٗ اِلَيْنَا (وَفِيْ رِوَايَةٍ مَنْ اَتَاهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يَرُدُّوْهُ) قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ كَيْفَ يُرَدُّ اِلَى الْمُشْرِكِيْنَ وَقَدْ جَاءَ مُسْلِمًا (وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ يَا رَسُوْلَ

تعظیم کی وجہ سے ان کو نظر بھر کر نہیں دیکھتے۔ انہوں نے جو بات کہی ہے وہ تمہارے فائدے کی ہے۔ اس کو مان لو۔ بنی کنانہ کا ایک شخص بولا مجھے ان کے پاس جانے دو۔ لوگوں نے کہا اچھا جاؤ۔ جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا یہ شخص جو آرہا ہے ان لوگوں میں سے ہے جو قربانی کے جانوروں کی بہت تعظیم کرتے ہیں لہذا تم ایسا کرو کہ قربانی کے جانور اس کے سامنے لے آؤ۔ الغرض قربانی کے جانور اس کے سامنے لائے گئے۔ صحابہ نے لبیک کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا۔ جب اس نے یہ حال دیکھا تو پکار اٹھا: سبحان اللہ ان لوگوں کو کعبہ سے روکنا مناسب نہیں۔ یہ کہہ کر وہ اپنی قوم کے پاس لوٹ گیا اور کہنے لگا میں نے وہاں کوہان والے اونٹوں کو چرتے ہوئے دیکھا جن کے گلے میں پٹے پڑے ہوئے تھے۔ میں تو بیت اللہ کی زیارت سے ان کو روکنا مناسب نہیں سمجھتا۔ پھر ان میں سے ایک شخص مکرز بن حفص کھڑا ہوا اور کہنے لگا مجھے جانے دو۔ لوگوں نے کہا: اچھا جاؤ۔ وہ جب آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مکرز ہے اور یہ بڑا شریر شخص ہے وہ آیا اور آپ سے باتیں کرنے لگا۔ اس کی گفتگو کے دوران سہیل بن عمرو نامی ایک اور شخص قریش کی طرف سے آپہنچا۔ جب سہیل بن عمرو آیا تو آپ نے فرمایا: اب تمہارا کام آسان ہو گیا۔ سہیل نے کہا: اچھا لائیے ہمارے اور آپ کے درمیان ایک صلح نامہ لکھ لیا جائے۔ آپ نے کاتب یعنی

اَنَكْتُبُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ اِنَّهُ مَنْ ذَهَبَ مِنَّا اِلَيْهِمْ فَأَبْعَدَهُ اللّٰهُ وَمَنْ جَاءَنَا مِنْهُمْ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ فَرَجًا وَمَخْرَجًا) فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ دَخَلَ اَبُوْ جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو يَرْسُفُ فِيْ قُيُوْدِهٖ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ اَسْفَلِ مَكَّةَ حَتّٰى رَمٰى بِنَفْسِهٖ بَيْنَ اَظْهُرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ سُهَيْلٌ هٰذَا يَا مُحَمَّدُ اَوَّلُ مَا اُقَاضِيْكَ عَلَيْهِ اَنْ تَرُدَّهُ اِلَيَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَمْ نَقْضِ الْكِتَابَ بَعْدُ قَالَ فَوَاللّٰهِ اِذًا لَمْ اُصَالِحْكَ عَلٰى شَيْءٍ اَبَدًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجِزْهُ لِيْ قَالَ مَا اَنَا بِمُجِيْزِهٖ لَكَ قَالَ بَلٰى فَافْعَلْ قَالَ مَا اَنَا بِفَاعِلٍ قَالَ مِكْرَزٌ بَلْ قَدْ اَجَزْنَاهُ لَكَ قَالَ اَبُوْ جَنْدَلٍ اَيْ مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اُرَدُّ اِلَى الْمُشْرِكِيْنَ وَقَدْ جِئْتُ مُسْلِمًا اَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ لَقِيْتُ وَكَانَ قَدْ عُذِّبَ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي اللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اَلَسْتَ نَبِيَّ اللّٰهِ حَقًّا قَالَ بَلٰى قُلْتُ اَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ بَلٰى (وَفِيْ رِوَايَةٍ اَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ قَالَ بَلٰى) قُلْتُ فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِيْ دِيْنِنَا اِذًا (وَفِيْ رِوَايَةٍ وَنَرْجِعُ وَلَمَّا يَحْكُمِ اللّٰهُ بَيْنَنَا) قَالَ (وَفِيْ رِوَايَةٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ) اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَسْتُ اَعْصِيْهِ وَهُوَ نَاصِرِيْ (وَفِيْ رِوَايَةٍ وَلَنْ يُّضَيِّعَنِيْ

حضرت علیؓ کو بلایا اور فرمایا: لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سہیل کہنے لگا: میں نہیں جانتا رحمٰن کیا چیز ہے؟ آپ باسمک اللّٰھم لکھوائیے جیسا کہ پہلے آپ لکھوایا کرتے تھے۔ مسلمین کہنے لگے ہم تو اللہ کی قسم بسم اللہ الرحمن الرحیم ہی لکھوائیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت علیؓ سے) فرمایا: باسمک اللھم ہی لکھ دو پھر آپ نے ان سے کہا: لکھو یہ وہ صلح نامہ ہے جس کو محمد، اللہ کے رسول، نے لکھوایا ہے۔ سہیل نے کہا: اللہ کی قسم اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کو کبھی بیت اللہ کی زیارت سے نہ روکتے اور نہ آپ سے لڑتے۔ آپ محمد بن عبد اللہ لکھوائیے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم مجھے جھٹلاتے ہو۔ آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: محمد بن عبد اللہ ہی لکھ دو۔ آپ نے جھگڑا نہ کیا وہ اس وجہ سے کہ آپ پہلے ہی فرما چکے تھے کہ اگر قریش مجھ سے کوئی ایسی بات چاہیں گے جس میں اللہ کے ادب والی چیزوں کی تعظیم ہو گی تو میں (ضرور) اسے قبول کر لوں گا۔ پھر آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا۔ رسول اللہ مٹا دو۔ اور ابن عبد اللہ لکھو۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا اللہ کی قسم یہ کام مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود (اپنے دست مبارک سے) اسے مٹا دیا۔ پھر آپ نے فرمایا لکھو: اس بات پر صلح کی جاتی ہے کہ تم لوگ ہمیں بیت اللہ جانے دو گے اور ہم وہاں طواف کریں گے۔ سہیل نے کہا اگر ہم تم کو ابھی جانے دیں تو تمام عرب میں یہ مشہور ہو جائے گا کہ ہم مغلوب ہو گئے۔ ہاں یہ بات آئندہ

اللهُ اَبَدًا) قُلْتُ اَوَلَيْسَ كُنْتَ تُحَدِّثُنَا اَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ فَنَطُوفُ بِهِ قَالَ بَلٰى فَاَخْبَرْتُكَ اَنَّا نَأْتِيهِ الْعَامَ ؟ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاِنَّكَ اٰتِيهِ وَمُطَوِّفٌ بِهِ قَالَ فَاَتَيْتُ اَبَابَكْرٍ فَقُلْتُ يَا اَبَا بَكْرٍ اَلَيْسَ هٰذَا نَبِيَّ اللهِ حَقًّا قَالَ بَلٰى قُلْتُ اَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ بَلٰى قُلْتُ فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِيْنِنَا اِذًا قَالَ اَيُّهَا الرَّجُلُ اِنَّهُ لَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ يَعْصِي رَبَّهُ وَهُوَ نَاصِرُهُ (وَفِي رِوَايَةٍ وَلَنْ يُضَيِّعَهُ اللهُ اَبَدًا) فَاسْتَمْسِكْ بِغَرْزِهِ فَوَاللهِ اِنَّهُ عَلَى الْحَقِّ قُلْتُ اَلَيْسَ كَانَ يُحَدِّثُنَا اَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ وَنَطُوفُ بِهِ قَالَ بَلٰى اَفَاَخْبَرَكَ اِنَّكَ تَاْتِيهِ الْعَامَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاِنَّكَ اٰتِيهِ وَمُطَوِّفٌ بِهِ قَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ عُمَرُ فَعَمِلْتُ لِذٰلِكَ اَعْمَالًا (وَفِي رِوَايَةٍ وَعَلٰى يَدُ خُلُهَا مِنْ قَابِلٍ وَيُقِيمُ بِهَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ) قَالَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهِ قُومُوا فَانْحَرُوا ثُمَّ احْلِقُوا قَالَ فَوَاللهِ مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ حَتّٰى قَالَ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ مِنْهُمْ اَحَدٌ دَخَلَ عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَذَكَرَ لَهَا مَا لَقِيَ مِنَ النَّاسِ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ يَا نَبِيَّ اللهِ اَتُحِبُّ ذٰلِكَ اُخْرُجْ ثُمَّ لَا تُكَلِّمْ اَحَدًا مِنْهُمْ كَلِمَةً حَتّٰى تَنْحَرَ بُدْنَكَ وَتَدْعُوَ حَالِقَكَ فَيَحْلِقَكَ

سال ہو گی (اس سال نہیں)۔ سہیل نے کہا یہ شرط بھی لکھو کہ اگر ہم میں سے کوئی مرد جو اگرچہ تمہارے دین پہ ہو تمہارے پاس آئے گا تو تم اسے ہمارے حوالہ کر دو گے اور اگر کوئی مرد مسلمین میں سے ہمارے پاس آئے گا تو ہم اسے واپس نہیں کریں گے۔ مسلمین نے کہا سبحان اللہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی مسلم ہو کر آئے اور ہم اسے مشرکین کے حوالے کر دیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، کیا ہم یہ بات بھی لکھ دیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ہم میں سے جو شخص جائے گا اللہ اسے دور ہی رکھے اور جو شخص ان میں سے ہمارے پاس آئے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے کشادگی اور (ان کے چنگل سے) نکل آنے کا راستہ پیدا کر دیگا۔ لوگ یہی باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں سہیل بن عمرو کا بیٹا ابو جندل پاؤں میں بیڑیاں پہنے ہوئے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے آئے۔ وہ مکہ کے نشیب کی طرف سے نکل بھاگے تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو مسلمین کے حوالے کر دیا۔ سہیل نے کہا اے محمدؐ یہ پہلا شخص ہے جسے شرط کے مطابق واپس کرنا ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی تو صلح نامہ پورا لکھا بھی نہیں گیا۔ سہیل نے کہا: تو پھر میں آپ سے کسی بھی شرط پر صلح نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ابو جندل کو میری خاطر (اس صلح نامہ کی شرائط سے) مستثنیٰ کر دو۔ سہیل نے کہا میں آپ کے لئے (ابو جندل کو) کبھی مستثنیٰ قرار نہیں دوں گا۔ آپ نے فرمایا! انہیں چھوڑ دو۔ سہیل نے کہا نہیں میں ایسا نہیں کرونگا۔

فَخَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمْ اَحَدًا مِنْهُمْ حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ نَحَرَ بُدْنَهٗ وَدَعَا حَالِقَهٗ فَحَلَقَهٗ فَلَمَّا رَاَوْا ذٰلِكَ قَامُوْا فَنَحَرُوْا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَحْلِقُ بَعْضًا حَتّٰى كَادَ بَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضًا غَمًّا .... ثُمَّ رَجَعَ (وَفِیْ رِوَايَةٍ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيْرُ مَعَهٗ لَيْلًا فَسَاَلَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَیْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَاَلَهٗ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَاَلَهٗ فَلَمْ يُجِبْهُ فَقَالَ عُمَرُ ثَكِلَتْ اُمُّ عُمَرَ نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ لَا يُجِيْبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيْرِیْ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ اَمَامَ النَّاسِ وَخَشِيْتُ اَنْ يُنْزَلَ فِیَّ الْقُرْاٰنُ فَمَا نَشِبْتُ اَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِیْ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ يَكُوْنَ نَزَلَ فِیَّ قُرْاٰنٌ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَیَّ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَهِیَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ) (وَفِیْ رِوَايَةٍ نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْفَتْحِ) (وَفِیْ رِوَايَةٍ ثُمَّ قَرَاَ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا) صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجهاد والمصالحة مع اهل الحرب جزء ۳ صفحہ ۲۵۲ تا صفحہ ۲۵۷ وکتاب التفسیر (تفسیر سورة الفتح) باب هو الذی انزل السکینة جزء ۶ صفحہ ۱۷۰ وباب انا فتحنا لک فتحا مبینا جزء ۶ صفحہ ۱۶۸ وکتاب الصلح باب

مگر زنے کہا اچھا میں اجازت دیتا ہوں۔ ابوجندل کہنے لگے میں مسلم ہو کر آیا ہوں اور مجھے کافروں کے حوالے کیا جا رہا ہے! کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں کہ مجھ پر کیا کیا سختیاں ہوئی ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ ان کو اللہ کی راہ میں سخت تکلیفیں پہنچائی گئی تھیں۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں یہ حال دیکھ کر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ میں نے عرض کیا: کیا آپ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں۔ میں نے کہا: کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک ہیں۔ میں نے کہا: کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ فرمایا: کیوں نہیں۔ میں نے کہا تو پھر ہم اپنے دین کے معاملہ میں کیوں اپنے کو ذلیل کریں؟ ہم کیوں لوٹ جائیں جبکہ اللہ نے ہمارے اور ان کے درمیان (ابھی) فیصلہ نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خطاب کے بیٹے، میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ وہ میرا مددگار ہے، وہ مجھے ہرگز ضائع نہیں کریگا۔ میں نے کہا: کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہم کعبہ کے پاس جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک (میں نے کہا تھا) مگر میں نے یہ کب کہا تھا کہ یہ اسی سال ہوگا۔ میں نے کہا یہ تو آپ نے نہیں فرمایا تھا، آپ نے تو یہ فرمایا تھا کہ تم کعبہ کے پاس جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ حضرت عمرؓ غم وغصہ میں وہاں سے لوٹے لیکن ان سے صبر نہیں ہو سکا۔ وہ حضرت ابوبکر

الصلح مع المشرکین علی صلح جور جزء ۳ ص۲۴۱ و ص۲۴۲ وکتاب المغازی (کتاب بدءالخلق) باب غزوۃ الحدیبیہ جزء ۵ ص۱۶۱ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب صلح الحدیبیہ فی الحدیبیۃ جزء ۲ ص۹۸ و ص۹۹

کے پاس گئے اور کہا: کیا یہ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا بیشک (یہ اللہ کے سچے نبی ہیں)۔ حضرت عمرؓ نے کہا کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا پھر ہم دین کے معاملہ میں اپنے کو ذلیل کیوں کریں؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: بھلے آدمی بیشک وہ اللہ کے رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرسکتے۔ اللہ ان کا مددگار ہے۔ اللہ ان کو ہرگز ضائع نہیں کریگا جو حکم وہ دیں اس کی تعمیل کرو کیونکہ اللہ کی قسم وہ حق پر ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: کیا آپ نے ہم سے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم کعبہ کے پاس جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: بے شک لیکن کیا آپ نے یہ کہا تھا کہ یہ سب کچھ اسی سال ہو گا۔ حضرت عمرؓ نے کہا: نہیں، یہ تو نہیں کہا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا تو پھر ایک دن تم ضرور کعبہ کے پاس پہنچو گے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں یہ جو گفتگو میں نے کی تھی اس کے کفارہ کے لئے میں نے کئی نیک عمل کئے۔ صلح نامہ میں یہ بھی لکھا گیا کہ مسلمین آئندہ سال عمرہ کریں گے اور مکہ میں صرف تین دن قیام کریں گے۔ جب صلح نامہ پورا لکھا جا چکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا اٹھو اور اپنے اونٹوں کو نحر کرو اور سر منڈوا دو۔ یہ سن کر کوئی نہیں اٹھا یہاں تک کہ تین بار آپ نے یہی فرمایا۔ جب کوئی نہ اٹھا تو آپ حضرت ام سلمہؓ کے پاس گئے اور ان سے شکایت کی۔ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول، کیا آپ چاہتے ہیں کہ لوگ ایسا کریں؟ آپ باہر

جائیے اور کسی سے کچھ نہ کہئے اور اپنے اونٹوں کو نحر کر دیجئے اور حجام کو بلوا کر حجامت بنوائیے۔ آپ باہر گئے اور کسی سے بات نہیں کی۔ آپ نے اپنے اونٹوں کو نحر کیا اور حجام کو بلوا کر سر منڈایا جب لوگوں نے آپ کو ایسا کرتے دیکھا تو وہ فیصلے کی تبدیلی سے مایوس ہو گئے۔ وہ سمجھ گئے کہ اب آپ اپنا فیصلہ نہیں بدلیں گے (الغرض) وہ سب اٹھے اور اونٹوں کو نحر کیا اور ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے، قریب تھا کہ ہجوم کی وجہ سے ایک دوسرے کو قتل کر دیں .... پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت عمرؓ ایک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے جا رہے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک بات پوچھی۔ آپ نے جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ نے پھر وہ بات پوچھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا حضرت عمرؓ نے پھر وہ بات پوچھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا حضرت عمرؓ نے کہا، تیری ماں تجھے گم کرے۔ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین مرتبہ دریافت کیا۔ آپ نے ایک مرتبہ بھی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں پھر میں اپنے اونٹ کو تیزی سے چلاتا ہوا لوگوں سے آگے نکل گیا۔ میں ڈر رہا تھا کہ کہیں میرے حق میں قرآن نہ اترے۔ کچھ دیر بعد ایک پکارنے والے نے مجھے پکارا۔ میں ڈرا کہ میرے متعلق قرآن اترا ہو گا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ میں نے سلام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج رات کو

میرے اوپر ایک سورۃ اتری ہے وہ مجھے ہر اس چیز سے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے زیادہ محبوب ہے ۔ اس رات کو آپ پر سورۂ فتح نازل ہوئی تھی ۔ آپ نے پڑھا: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۔

تفسیر کافر تو چاہتے تھے کہ صلح نہ ہو یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی ضد پر اڑے ہوئے تھے اور کسی معقول بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلح کی حکمتوں اور مصلحتوں سے واقف تھے لہٰذا آپ کافروں کی تمام شرطوں کو مانتے چلے گئے ۔ کفار خوش دلی کے ساتھ صلح کے حق میں نہیں تھے ۔ دو مرتبہ انہوں نے صلح کو کالعدم کرنے کی کوشش کی ۔ مندرجہ ذیل دو واقعات ان کی اس کوشش کے شاہد ہیں :۔

حضرت سلمہ بن اکوعؓ فرماتے ہیں :۔

اِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ رَاسَلُوْنَا الصُّلْحَ حَتّٰى مَشٰى بَعْضُنَا فِىْ بَعْضٍ وَاصْطَلَحْنَا قَالَ كُنْتُ تَبِيْعًا لِطَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَسْقِىْ فَرَسَهٗ وَاَحُسُّهٗ وَاَخْدُمُهٗ وَاٰكُلُ مِنْ طَعَامِهٖ وَتَرَكْتُ اَهْلِىْ وَمَالِىْ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ تعالٰى وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَلَمَّا اصْطَلَحْنَا نَحْنُ وَاَهْلُ مَكَّةَ وَاخْتَلَطَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ اَتَيْتُ شَجَرَةً فَكَسَحْتُ شَوْكَهَا فَاضْطَجَعْتُ فِىْ اَصْلِهَا قَالَ فَاَتَانِىْ اَرْبَعَةٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ فَجَعَلُوْا يَقَعُوْنَ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَبْغَضْتُهُمْ فَتَحَوَّلْتُ اِلٰى شَجَرَةٍ اُخْرٰى وَعَلَّقُوْا سِلَاحَهُمْ وَاضْطَجَعُوْا فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ نَادٰى مُنَادٍ مِّنْ اَسْفَلِ الْوَادِىْ يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ قُتِلَ ابْنُ زُنَيْمٍ قَالَ فَاخْتَرَطْتُ سَيْفِىْ ثُمَّ شَدَدْتُ عَلٰى اُولٰٓئِكَ الْاَرْبَعَةِ وَهُمْ رُقُوْدٌ

مشرکین نے صلح کے پیغام بھیجے یہاں تک کہ ہر ایک طرف کے آدمی دوسری طرف آنے جانے لگے ۔ میں طلحہ بن عبید اللہؓ کی خدمت کیا کرتا تھا ۔ ان کے گھوڑے کو پانی پلاتا ، ان کی صفائی کرتا ، ان کی خدمت کرتا اور ان کے ساتھ کھانا کھاتا ۔ میں نے اپنا گھربار ، مال و متاع سب چھوڑ کر اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی تھی ۔ جب اہل مکہ سے ہماری صلح ہو گئی اور سب ایک دوسرے سے ملنے لگے تو میں ایک درخت کے پاس آیا اور اس کے نیچے سے کانٹے صاف کئے ۔ پھر میں اس کی جڑ کے پاس لیٹ گیا ۔ اتنے میں مشرکین مکہ میں سے چار آدمی آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے لگے ۔ مجھے غصہ آگیا ۔ میں دوسرے درخت کے نیچے چلا گیا ۔ انہوں نے اپنے ہتھیار لٹکائے اور لیٹ گئے ۔ وہ اسی حال میں تھے کہ اچانک وادی کے نشیب میں سے کسی نے آواز دی : اے مہاجرین ابن زنیم مارے گئے ۔ یہ سنتے ہی میں نے اپنی تلوار

فَاَخَذْتُ سِلَاحَهُمْ فَجَعَلْتُهٗ ضِغْثًا فِیْ یَدِیْ قَالَ ثُمَّ قُلْتُ وَالَّذِیْ کَرَّمَ وَجْهَ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) لَا یَرْفَعُ اَحَدٌ مِّنْکُمْ رَاْسَهٗ اِلَّا ضَرَبْتُ الَّذِیْ فِیْهِ عَیْنَاهُ قَالَ ثُمَّ جِئْتُ بِهِمْ اَسُوْقُهُمْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَجَآءَ عَمِّیْ عَامِرٌ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) بِرَجُلٍ مِّنَ الْعَبَلَاتِ یُقَالُ لَهٗ مِکْرَزٌ وَیَقُوْدُهٗ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی فَرَسٍ مُّجَفَّفٍ فِیْ سَبْعِیْنَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ فَنَظَرَ اِلَیْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعُوْهُمْ یَکُنْ لَهُمْ بَدْءُ الْفُجُوْرِ وَثِنَاهُ فَعَفَا عَنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَهُوَ الَّذِیْ کَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَکَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَکُمْ عَلَیْهِمْ (صحیح مسلم کتاب الجهاد باب غزوة ذی قرد وغیرها جزء ۲ صـ۱۱۱ وصـ۱۱۲)

سونتی اور ان چاروں پر حملہ کر دیا۔ وہ سو رہے تھے۔ ان کے ہتھیار میں نے لے لئے۔ ہتھیاروں کا گٹھا بنا کر میں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ پھر میں نے کہا: قسم اس کی جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چہرے کو عزت دی تم میں سے جس نے سر اٹھایا میں اس عضو کو جس میں اس کی دونوں آنکھیں ہیں کاٹ دونگا۔ پھر میں ان کو ہانکتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا۔ میرے چچا عامر عبلات میں سے ایک شخص کو جس کو مکرز کہتے تھے کھینچتے ہوئے لائے۔ عامر اس وقت ایک گھوڑے پر سوار تھے جس پر جھول پڑی ہوئی تھی۔ مشرکین میں سے ستر آدمی ان کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا پھر فرمایا ان کو چھوڑ دو۔ ان کی طرف سے ایک مرتبہ عہد شکنی ہوئی، دوبارہ بھی عہد شکنی انہی کی طرف سے ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معاف کر دیا۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَهُوَ الَّذِیْ کَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْکُمْ (آخر تک) یعنی اللہ تعالیٰ نے بطن مکہ میں ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے ایسی حالت میں روک دیا جبکہ اللہ تعالیٰ تم کو ان پر فتح دے چکا تھا۔

مندرجہ بالا واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ کفار نے صلح کو کالعدم کرنے کی کوشش کی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال دانائی سے ان کی شرارتوں کو بے نتیجہ کر دیا اور اس طرح صلح مستحکم ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا) اے رسول، ہم نے آپ کو کھلی فتح دی۔ کفار مکہ صلح کرنا نہیں چاہتے تھے۔ صلح ہو جانے کے بعد بھی اسے کالعدم کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اس کے باوجود صلح کا ہو جانا مسلمین کے لئے ایک روشن فتح تھی۔ صلح حدیبیہ فتح مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ صلح حدیبیہ ہی دراصل فتح مبین تھی جس نے فتح مکہ کے لئے راستہ ہموار کیا

اور نہ صرف فتح مکہ کے لئے بلکہ دوسری فتوحات کے لئے بھی راستہ ہموار کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے بھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صلح حدیبیہ ہی کو فتح مبین قرار دیا۔

حضرت سہل بن حنیفؓ فرماتے ہیں:۔

نَزَلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْفَتْحِ فَاَرْسَلَ اِلٰی عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَاَقْرَاَہٗ اِیَّاہُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوَ فَتْحٌ ھُوَ قَالَ نَعَمْ فَطَابَتْ نَفْسُہٗ وَ رَجَعَ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب صلح حدیبیۃ جزء ۲ صـ۹۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ فتح نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور ان کو سورۃ فتح پڑھائی۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول، کیا یہ (صلح) فتح (مبین) ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ خوش خوش لوٹے۔

صلح حدیبیہ کے بعد کفار مکہ سے جنگ بند ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مہلت ملی اور آپ نے اطمینان کے ساتھ عرب قبائل میں تبلیغ کو تیز کر دیا۔ صلح ہو جانے کی وجہ سے قبائل کے ساتھ رابطہ قائم ہوا۔ قبائل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ اور خصائل حمیدہ سے واقفیت ہوئی۔ کفار مکہ نے آپ پر جنون، کہانت، شاعری وغیرہ کے جو الزامات لگائے تھے وہ سب چھٹتے چلے گئے۔ الزامات کا ازالہ ہوا۔ پرانے الزامات کالعدم ہو گئے۔ آئندہ الزامات کے آگے روک لگا دی گئی۔

صلح کی اس مہلت کے زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف عوام کو اسلام کی دعوت دی بلکہ شاہان عالم کو بھی اسلام کی دعوت دی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَتَبَ اِلٰی کِسْرٰی وَاِلٰی قَیْصَرَ وَاِلَی النَّجَاشِیِّ وَاِلٰی کُلِّ جَبَّارٍ یَدْعُوْھُمْ اِلَی اللّٰہِ (صحیح مسلم کتاب الجہاد باب کتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ملوک الکفار یدعوھم الی اللہ عز وجل جزء ۲ صـ۵۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ، قیصر، نجاشی اور ہر بادشاہ کو خط لکھا۔ آپ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے تھے۔

ہرقل شاہ روم کو خط بھیجنے کا ذکر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ ابْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَكَانُوا تِجَارًا بِالشَّامِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَادَّ فِيهَا أَبَا سُفْيَانَ وَكُفَّارَ قُرَيْشٍ فَأَتَوْهُ وَهُمْ بِإِيلِيَاءَ فَدَعَاهُمْ فِي مَجْلِسِهِ وَحَوْلَهُ عُظَمَاءُ الرُّومِ ثُمَّ دَعَاهُمْ وَدَعَا بِتَرْجُمَانِهِ فَقَالَ أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا بِهَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَقُلْتُ أَنَا أَقْرَبُهُمْ نَسَبًا فَقَالَ أَدْنُوهُ مِنِّي وَقَرِّبُوا أَصْحَابَهُ فَاجْعَلُوهُمْ عِنْدَ ظَهْرِهِ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ قُلْ لَهُمْ إِنِّي سَائِلٌ هَذَا عَنْ هَذَا الرَّجُلِ فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ فَوَاللَّهِ لَوْلَا الْحَيَاءُ مِنْ أَنْ يَأْثِرُوا عَلَيَّ كَذِبًا لَكَذَبْتُ عَنْهُ ثُمَّ كَانَ أَوَّلَ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ أَنْ قَالَ كَيْفَ نَسَبُهُ فِيكُمْ قُلْتُ هُوَ فِينَا ذُو نَسَبٍ قَالَ فَهَلْ قَالَ هَذَا الْقَوْلَ مِنْكُمْ أَحَدٌ قَطُّ قَبْلَهُ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَأَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُونَهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ قَالَ أَيَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ قُلْتُ بَلْ يَزِيدُونَ قَالَ فَهَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ سَخْطَةً لِدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِي مُدَّةٍ لَا نَدْرِي مَا هُوَ فَاعِلٌ فِيهَا قَالَ وَلَمْ تُمْكِنِّي كَلِمَةٌ أُدْخِلُ فِيهَا شَيْئًا غَيْرُ

ابوسفیان بن حرب کہتے ہیں کہ ہرقل نے ان کو اور قریش کے (اور کئی سواروں کو بلایا۔ یہ لوگ اس وقت شام کے ملک میں تجارت کے لئے گئے ہوئے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان اور قریش کے کافروں کو (صلح کر کے) ایک مدت مقرر کر دی تھی۔ الغرض یہ لوگ ہرقل کے پاس پہنچے۔ ہرقل اور اس کے ساتھی ایلیا میں تھے۔ ہرقل نے ان کو اپنے دربار میں بلایا اس وقت اس کے اردگرد روم کے رئیس بیٹھے تھے۔ اس نے ان کو (پاس) بلایا اور اپنے مترجم کو بھی بلایا۔ اس نے کہا (اے عرب کے لوگو) تم میں سے کون اس شخص کا جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہے۔ ابوسفیان نے کہا میں اس شخص کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہوں۔ ہرقل نے کہا اچھا اس کو میرے پاس لاؤ اور اس کے ساتھیوں کو بھی (اس کے نزدیک) اس کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا کر دو۔ پھر اس نے مترجم سے کہا ان لوگوں سے کہو میں اس سے (ابوسفیان سے) اس شخص کا کچھ حال پوچھتا ہوں، اگر یہ مجھ سے جھوٹ بولے تو تم کہہ دینا یہ جھوٹا ہے۔ ابوسفیان نے کہا اللہ کی قسم اگر مجھے اس بات کی شرم نہ ہوتی کہ یہ لوگ مجھے جھوٹا کہیں گے تو میں آپ کے سلسلہ میں (بہت کچھ) جھوٹ کہتا۔ پہلی بات جو اس نے مجھ سے پوچھی وہ یہ تھی کہ تم میں اس شخص کا خاندان کیسا ہے؟ میں نے کہا: وہ ہم میں بڑا عالی نسب ہے۔ اس نے کہا: کیا یہ بات اس سے پہلے تم لوگوں میں سے کسی نے

هٰذِهِ الْكَلِمَةَ قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ قُلْتُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالٌ يَنَالُ مِنَّا وَنَنَالُ مِنْهُ قَالَ مَاذَا يَأْمُرُكُمْ قُلْتُ يَقُولُ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَاتْرُكُوا مَا يَقُولُ آبَاؤُكُمْ وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدْقِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ فَقَالَ لِلتَّرْجُمَانِ قُلْ لَهُ سَأَلْتُكَ عَنْ نَسَبِهِ فَذَكَرْتَ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُو نَسَبٍ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي نَسَبِ قَوْمِهَا وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ هٰذَا الْقَوْلَ فَذَكَرْتَ أَنْ لَّا قُلْتُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ لَقُلْتُ رَجُلٌ يَّأْتَسِي بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَّلِكٍ فَذَكَرْتَ أَنْ لَّا فَقُلْتُ فَلَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مِنْ مَّلِكٍ قُلْتُ رَجُلٌ يَّطْلُبُ مُلْكَ أَبِيهِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَّقُولَ مَا قَالَ فَذَكَرْتَ أَنْ لَّا فَقَدْ أَعْرِفُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَذَرَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ وَيَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ وَسَأَلْتُكَ أَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ فَذَكَرْتَ أَنَّ ضُعَفَاءَهُمْ اتَّبَعُوهُ وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَأَلْتُكَ أَيَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ فَذَكَرْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ وَكَذٰلِكَ أَمْرُ الْإِيمَانِ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ أَيَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِّدِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَّدْخُلَ فِيهِ فَذَكَرْتَ أَنْ لَّا وَكَذٰلِكَ

کی تھی میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اس کے بزرگوں میں کوئی بادشاہ گذرا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا (امیر) لوگ اس کی پیروی کر رہے ہیں یا غریب لوگ؟ میں نے کہا غریب لوگ۔ اس نے کہا اس کی اطاعت کرنے والے (روز بروز) بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں؟ میں نے کہا بڑھتے جاتے ہیں۔ اس نے پوچھا ان میں سے کوئی ایمان لاکر اس دین کو برا سمجھ کر پھر جاتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس دعوے سے پہلے کبھی تم نے اس کو جھوٹ بولتے دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا وہ بدعہدی کرتا ہے؟ میں نے کہا نہیں، اب ہم سے اس کی ایک مدت تک کے لئے صلح ہو گئی ہے، معلوم نہیں اس میں وہ کیا کرتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا مجھے اور کوئی بات اس میں شریک کرنے کا موقع نہیں ملا سوائے اس بات کے۔ اس نے کہا تم اس سے (کبھی) لڑے ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ کہنے لگا پھر تمہاری اس کے ساتھ لڑائی کا کیا انجام رہا؟ میں نے کہا ہمارے اور اس کے درمیان لڑائی ڈول کی طرح ہوتی ہے، کبھی وہ ہم کو نقصان پہنچاتا ہے اور کبھی ہم اس کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ کہنے لگا اچھا وہ تم کو کیا حکم دیتا ہے؟ میں نے کہا وہ یہ کہتا ہے بس اکیلے اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور اپنے باپ دادا کی (شرکیہ) باتیں چھوڑ دو اور ہم کو نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاکدامنی اور رشتہ جوڑنے کا حکم دیتا ہے۔ ہرقل نے مترجم سے کہا اس شخص سے کہو میں نے تم سے اس کے خاندان کے متعلق پوچھا تھا تم نے کہا وہ ہم میں عالی

الْإِيمَانُ حِينَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوبَ وَ سَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَذَكَرْتَ أَنْ لَا وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا يَغْدِرُ وَسَأَلْتُكَ بِمَا يَأْمُرُكُمْ فَذَكَرْتَ أَنَّهُ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَيَنْهَاكُمْ عَنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدْقِ وَ الْعَفَافِ فَإِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ وَلَمْ أَكُنْ أَظُنُّ أَنَّهُ مِنْكُمْ فَلَوْ أَنِّي أَعْلَمُ أَنِّي أَخْلُصُ إِلَيْهِ لَتَجَشَّمْتُ لِقَاءَهُ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي بَعَثَ بِهِ مَعَ دِحْيَةَ إِلَى عَظِيمِ بُصْرٰى فَدَفَعَهُ إِلَى هِرَقْلَ فَقَرَأَهُ فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمْ تَسْلَمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيسِيِّينَ وَيَا أَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَلَمَّا قَالَ مَا قَالَ وَفَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتٰبِ كَثُرَ عِنْدَهُ الصَّخَبُ وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ وَأُخْرِجْنَا

نسب ہے اور نبی ہمیشہ اپنی قوم کے عالی خاندان ہی میں بھیجے جاتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا تھا یہ بات تم لوگوں میں اس سے پہلے کسی نے کہی تھی۔ تم نے کہا نہیں اس سے میرا مطلب یہ تھا کہ اگر اس سے پہلے دوسرے کسی نے بھی یہ بات کہی ہوتی تب میں یہ کہتا یہ شخص اس بات کی نقل کر رہا ہے جو پہلے کہی گئی تھی میں نے تم سے پوچھا تھا اس کے بزرگوں میں کوئی بادشاہ گذرا ہے تم نے کہا نہیں اس سے میرا مطلب یہ تھا کہ اگر اس کے بزرگوں میں کوئی بادشاہ گذرا ہوتا تو میں یہ سمجھ لیتا کہ وہ شخص اپنے باپ کی بادشاہت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ اس بات کے کہنے سے پہلے تم نے کبھی اس کو جھوٹ بولتے دیکھا ہے تو تم نے کہا نہیں تو میں نے سمجھ لیا کہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگوں پر تو جھوٹ بولنے سے پرہیز کرے اور اللہ پر جھوٹ بولے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کیا بڑے آدمی اس کی پیروی کر رہے ہیں یا غریب آدمی، تم نے کہا غریب لوگ اس کی پیروی کر رہے ہیں۔ تو یہ حقیقت ہے کہ نبیوں کے اطاعت گزار (اکثر) غریب ہی ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا تھا وہ بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں۔ تم نے کہا وہ بڑھ رہے ہیں اور ایمان کا یہی وصف ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ کامل ہو جائے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کوئی اس کے دین میں آکر پھر اس کو برا سمجھ کر اس سے پھر جاتا ہے۔ تم نے کہا نہیں اور ایمان کا یہی حال ہوتا ہے جب اس کی خوشی دل میں سما جاتی ہے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا وہ عہد شکنی کرتا ہے، تم نے کہا

فَقُلْتُ لِاَصْحَابِیْ حِیْنَ اُخْرِجْنَا لَقَدْ اَمِرَ
اَمْرُ ابْنِ اَبِیْ کَبْشَۃَ اِنَّہٗ یَخَافُہٗ مَلِکُ
بَنِی الْاَصْفَرِ فَمَا زِلْتُ مُوْقِنًا اَنَّہٗ سَیَظْهَرُ
حَتّٰی اَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَیَّ الْاِسْلَامَ (صحیح
بخاری کتاب الوحی باب کیف کان بدء
الوحی الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
جزء اول ص۳ تا ص۵ و راوی نحوہٗ مسلم
فی صحیحہ فی کتاب الجهاد فی باب کتاب
النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی هرقل
یدعوہ الی الاسلام جزء ۲ ص۹۰ تا ص۹۱)

نہیں اور نبی ایسے ہی ہوتے ہیں وہ عہد نہیں توڑتے۔
میں نے تم سے پوچھا تھا وہ تم کو کیا حکم دیتا ہے
تم نے کہا وہ یہ حکم دیتا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو
اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ وہ بُت
پرستی سے تم کو منع کرتا ہے، نماز، سچ بولنے اور
نیک چلنی کا حکم دیتا ہے تو اگر جو کچھ تم نے کہا سچ
ہے تو وہ عنقریب اس جگہ کا مالک ہو جائے گا
جہاں میرے یہ دونوں پاؤں ہیں اور میں جانتا تھا
کہ (ایک) نبی آنے والا ہے لیکن میں نہیں سمجھتا تھا
کہ وہ تم میں سے ہو گا پھر اگر مجھے یقین ہو جاتا کہ
میں اس کے پاس پہنچ جاؤں گا تو میں اس سے ملنے کی
ضرور کوشش کرتا اور اگر میں اس کے پاس ہوتا
تو اس کے پاؤں دھوتا۔ پھر اس نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا جو آپ نے دحیہ
کلبی کو دے کر بصریٰ کے حاکم کو بھیجا تھا۔ اس نے
وہ خط ہرقل کو بھیج دیا تھا ہرقل نے اس کو پڑھا
اس میں یہ لکھا تھا نہایت مہربان، بہت رحم کرنے
والے اللہ کے نام کے ساتھ، محمد اللہ کے بندے
اور اس کے رسول کی طرف سے ہرقل روم کے
رئیس کی طرف۔ سلام اس پر جو ہدایت کی پیروی
کرے۔ اس کے بعد میں تجھے اسلام کی طرف
دعوت دیتا ہوں اگر تو اسلام قبول کر لے گا تو
سلامت رہے گا، اللہ تجھ کو دوہرا اجر عطا فرمائے
گا پھر اگر تو نے یہ بات نہیں مانی تو تیری رعایا کا گناہ
بھی تجھ پر ہو گا اور اے اہل کتاب ایک ایسی بات
کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے کہ ہم اللہ
کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ کسی
کو شریک نہ کریں، اللہ کو چھوڑ کر ہم میں سے کوئی

ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں پھر اگر وہ منہ موڑیں تو اے ایمان والو! ان سے کہہ دو کہ گواہ رہنا ہم تو مسلم ہیں۔ ابوسفیان نے کہا جب ہرقل کو جو کہنا تھا کہہ چکا اور خط پڑھ چکا تو اس کے پاس بہت شور مچا اور آوازیں بلند ہوگئیں اور ہم باہر نکال دئے گئے۔ جب ہم (باہر) نکالے گئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا ابوکبشہ کے بیٹے کا کام تو بہت بڑھ گیا اس سے تو رومیوں کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے۔ (اس روز سے) مجھے پکا یقین ہوگیا کہ آپ غالب ہوں گے یہاں تک کہ اللہ نے مجھے اسلام میں داخل کر دیا۔

آگے فرمایا (لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ) اس آیت میں دو الفاظ "یَغْفِرَ" اور "ذَنْبٌ" غور طلب ہیں۔

اس سے پہلے کہ ہم اس آیت کی تشریح کریں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ہم "غَفْرٌ" اور "ذَنْبٌ" کے معنی کی وضاحت کریں۔

غَفْرٌ کے معنی کسی کو ایسی چیز پہنانے کے ہیں جو اسے مَیل کچیل اور گرد و غبار سے محفوظ رکھ سکے۔ غَفْرٌ کے معنی اس طرح چھپانے کے بھی ہیں جس طرح چھپانے کا حق ہے۔ لوہے کی ٹوپی کو مِغْفَر اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ سر کو تلوار وغیرہ کی ضرب سے چھپاتی اور محفوظ رکھتی ہے۔ غَفْرَۃٌ سرپوش اور ڈھکنے کو کہتے ہیں کیونکہ سرپوش اور ڈھکنا چھپاتا اور گرد و غبار سے محفوظ رکھتا ہے۔ غِفَارَہ اس کپڑے کو کہتے ہیں جو عورتیں اپنے سر پر رکھ لیتی ہیں تاکہ دوپٹہ تیل سے محفوظ رہے۔ غِفَارَہ اس بادل کو بھی کہتے ہیں جو دوسرے بادل پر چھایا ہوا ہو۔ غَفَّارَہ اس لمبی چوڑی چادر کو کہتے ہیں جو علمائے یہود اوڑھتے ہیں۔ غَفْرٌ کے معنی درست کرنے اور اصلاح کرنے کے بھی ہیں اور آیت کے سیاق سے یہاں یہی معنی مناسب ہیں۔

"ذَنْبٌ" کے دو معنی ہیں:۔

① ذَنْبٌ ہر اس کام کو کہتے ہیں جس کا انجام اچھا نہ ہو۔ گناہ کو ذَنْبٌ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

② "ذَنْبٌ" کے معنی "پیچھے لگا رہنا" بھی ہیں۔ گناہ کو ذَنْبٌ اس لئے بھی کہا جاتا ہے کہ وہ پیچھے لگا رہتا ہے جب تک اس کو معاف نہ کر دیا جائے یا اس کی سزا نہ دے دی جائے۔ ذَنْبُ الزام کو بھی کہتے ہیں اس لئے کہ الزام انسان کے پیچھے لگا رہتا ہے جب تک اس کا ازالہ نہ کیا جائے۔

آیت زیرِ تفسیر کے سیاق سے اس آیت میں ذَنۡبٌ کے معنی "الزام" ہی صحیح اور مناسب ہیں۔
الغرض "غَفَرَ" کے معنی ہوئے "اصلاح" اور "ذَنۡبٌ" کے معنی ہوئے "الزام" ان معنوں کے لحاظ سے آیت (لِيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ) کے معنی یہ ہوئے کہ (اے رسول، یہ فتح ہم نے آپ کو اس لئے دی) تاکہ اللہ تعالیٰ ان تمام الزامات کا جو آپ پر پہلے لگائے جا چکے ہیں اور جو آئندہ کبھی لگائے جا سکتے ہیں ازالہ کر دے (صلح کے باعث تمام قبائل آپ سے مل سکیں، آپ سے متعارف ہوں اور ان کی تمام غلط فہمیاں دور ہو جائیں، ان کے غلط تاثرات اور تصورات کی اصلاح ہو جائے۔ آپ پر لگائے ہوئے تمام الزامات چھٹ جائیں اور آئندہ کبھی کوئی الزام آپ پر نہ لگایا جا سکے غرض یہ کہ آپ تمام الزامات سے بری اور محفوظ ہو جائیں)۔
جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کفارِ مکہ یعنی قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاہن، جادوگر، شاعر، مجنون وغیرہ کہا کرتے تھے۔ دوسرے قبائل بھی ان الزامات سے متاثر تھے لیکن جب صلح کے بعد ان کی ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تو انہوں نے آپ کو ان الزامات کے برعکس پایا۔ وہ لوگ آپ سے متاثر ہوئے اور اسلام پھیلتا چلا گیا۔
یہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ "ذنب" کے معنی وہ کام بھی ہے جس کا انجام اچھا نہ ہو۔ بعض صحابی "ذنب" سے یہ معنی مراد لیتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس معنی کی تردید نہیں فرماتے تھے۔
حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى قَامَ حَتّٰى تَفَطَّرَ رِجْلَاهُ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَتَصْنَعُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا۔ (صحیح مسلم کتاب صفۃ القیمۃ والجنۃ والنار باب اکثار الاعمال و الاجتہاد فی العبادۃ جزء ۲ صفحہ ۵۲۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو کھڑے رہتے یہاں تک کہ آپ کے پیروں میں ورم آجاتا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول، آپ اتنی محنت کیوں کرتے ہیں آپ کو تو اللہ نے پہلے بھی ایسے تمام کاموں سے جن کا انجام برا ہوتا محفوظ رکھا اور آئندہ کے لئے بھی ایسے تمام کاموں سے جن کا انجام برا ہو محفوظ کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں:۔

قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى وَرِمَتْ قَدَمَاهُ قَالُوْا قَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا (صحیح مسلم کتاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے قیام کرتے تو اتنی دیر کھڑے رہتے کہ آپ کے پاؤں سوج جاتے۔ لوگوں نے کہا آپ کیوں اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں آپ کو تو اللہ نے پہلے

صفة القيمة باب اکثار الأعمال والاجتهاد فی العبادة جزء ۲ صفحہ ۵۲۹)

بھی ایسے تمام کاموں سے جن کا انجام برا ہوتا محفوظ رکھا اور آئندہ کے لئے بھی ایسے تمام کاموں سے جن کا انجام برا ہو محفوظ کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

حضرت عمر بن ابی سلمہؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّهٗ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُقَبِّلُ الصَّائِمُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلْ هٰذِهٖ (لِاُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا) فَاَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَخْشَاكُمْ لَهٗ۔

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب بیان ان القبلة فی الصوم لیست محرمة علی من لم تحرک شهوته جزء اول صفحہ ۴۴۸)

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا روزہ دار بوسہ لے سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا ان سے (ام سلمہ سے) پوچھو۔ ام سلمہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے ہیں۔ عمر بن ابی سلمہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، آپ کو تو اللہ نے پہلے بھی ایسے تمام کاموں سے جن کا انجام برا ہوتا محفوظ رکھا اور آئندہ کے لئے بھی ایسے تمام کاموں سے جن کا انجام برا ہو محفوظ کر دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تم سب سے زیادہ اس کا خوف رکھنے والا ہوں۔

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر کام کا انجام برا نہ ہونے کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کر چکا تھا لہذا بعض صحابیوں نے اس فیصلہ کی بنیاد پر یہ خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت شاقہ کی کیا ضرورت ہے۔ آپ کے تمام کاموں کا انجام اچھا ہی ہونا ہے لہذا آپ اگر کم بھی عبادت کریں تو آپ کو آخرت میں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

بعض لوگوں نے "ذَنْبٌ" کے معنی گناہ کئے ہیں۔ اس معنی کے لحاظ سے آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم نے آپ کو فتح مبین اس لئے دی تا کہ اللہ آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کر دے۔ لیکن یہ معنی صحیح نہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق گناہ کا تصور نہایت خطرناک اور بیحد حیرت انگیز ہے یہ معنی قرآن مجید کی دوسری آیتوں سے متصادم ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی پیروی کو رحمت کا سبب، اللہ تعالیٰ کی محبت کا موجب، ہدایت کا سرچشمہ اور آپ کی زندگی کو بہترین نمونہ قرار دیا گیا ہے۔ وہ شخص نمونہ کیسے ہو سکتا ہے جو خود گنہگار ہو، اس شخص کی پیروی سے ہدایت کیسے مل سکتی ہے جو خود غلط راستہ پر چلا جا رہا ہو۔

آخری دو معنوں کی صورت میں دوسری آیت کا تعلق پہلی آیت سے باقی نہیں رہتا۔ فتح کا نتیجہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ "ہر کام کا انجام اچھا ہو" یا "گناہ معاف ہو جائیں"۔ گناہ تو توبہ سے معاف ہوتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت سے۔ فتح سے گناہوں سے معاف ہونا یا ہر کام کا انجام اچھا ہونا صحیح نہیں ہے۔

الغرض "ذنب" کے معنی "الزام" ہی صحیح ہیں۔ اس لئے کہ فتح یعنی صلح کے باعث میل جول بڑھا اور آپ پر لگائے گئے تمام الزامات دُھل گئے۔ صلح حدیبیہ گویا گذشتہ تمام الزامات کے ازالہ کا ذریعہ اور آئندہ الزامات سے تحفظ کا سبب بن گئی۔

آگے فرمایا (وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ) اور (یہ فتح مبین) ہم نے آپ کو اس لئے بھی دی تاکہ اللہ (تعالیٰ) آپ پر اپنی نعمت کو پورا کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کے بعد نعمت کو پورا کرنے کا وعدہ فرمایا اس لئے کہ صلح کے بعد تبلیغ دین کے لئے میدان ہموار ہو گیا تو معاشرت، معاملات وغیرہ کے مسائل کو وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○ (الصف - ۹)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکین کو بُرا ہی کیوں نہ لگے۔

نعمت سے مراد دین ہے اس لئے کہ دین اسلام سے بڑی نعمت اور کیا ہو سکتی ہے۔ نعمت یعنی دین کی تکمیل کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا۔ تحویل قبلہ کے حکم کو نعمت سے تعبیر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَیْكُمْ حُجَّةٌ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِیْ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِیْ عَلَیْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۵۰)

اور (اے رسول) آپ جہاں کہیں چلے جا رہے ہوں (یعنی بحالت سفر آپ جہاں کہیں بھی ہوں نماز کی حالت میں) اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کر لیجئے اور (اے ایمان والو) تم بھی جہاں کہیں ہو اپنے منہ مسجد حرام کی طرف کر لیا کرو (یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے) تاکہ لوگوں کے لئے تم پر کوئی حجت باقی نہ رہے (وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ تحویل قبلہ کی نشانی پوری نہیں ہوئی لہذا تم حق پر نہیں ہو۔ تحویل قبلہ کے بعد اب وہ کچھ نہیں کہہ سکیں گے) مگر ہاں

وہ لوگ جو ان میں ظالم ہیں (وہی لایعنی اعتراض کریں تو کریں)، تو تم ان لوگوں سے نہ ڈرنا بلکہ مجھ سے ڈرنا اور (تحویل قبلہ کا یہ بھی مقصد ہے) کہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کر دوں اور یہ کہ تم ہدایت پر چلتے رہو۔

تیمم کے حکم کو نعمت کے اجزاء میں شمار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ، وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا، وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ، مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

(المآئدۃ ۔ ۶)

اے ایمان والو، جب تم نماز پڑھنے کھڑے ہوا کرو تو (پہلے) اپنے چہروں کو اور کہنیوں تک اپنے ہاتھوں کو دھولیا کرو، اپنے سروں پر مسح کرلیا کرو اور ٹخنوں تک اپنے پیر بھی دھولیا کرو اور اگر تم حالت جنابت میں ہو تو (نماز سے پہلے) نہالیا کرو اور اگر تم بیمار ہو (تو تیمم کرلیا کرو اور) اگر تم سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے آیا ہو، یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو پھر تمہیں (نہانے یا وضوء کرنے کے لئے) پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرلیا کرو (یعنی) پاک مٹی سے اپنے چہروں اور ہاتھوں کا مسح کرلیا کرو، اللہ تم پر کسی قسم کی سختی کرنا نہیں چاہتا بلکہ اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور تم پر اپنی نعمت پوری کردے تاکہ تم (اس نعمت اور نرمی کا) شکر ادا کرتے رہو۔

مندرجہ بالا دونوں آیتوں میں نعمت کے پورا کرنے کا وعدہ ہے گویا تحویل قبلہ اور تیمم کا حکم اتمام نعمت یعنی تکمیل دین کی مختلف کڑیاں ہیں۔ صلح حدیبیہ کے بعد تکمیل دین کی رفتار تیز ہوگئی اور آخر وہ وقت آیا کہ دین کامل ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۔ (المآئدۃ ۔ ۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کردیا، اپنی نعمت تم پر پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کرلیا۔

آگے فرمایا وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا) اور (یہ فتح ہم نے آپ کو اس لئے دی) تاکہ اللہ (تعالیٰ) آپ کو سیدھے راستہ پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچائے۔ بغیر فتح کے پورے دین پر چلنا ناممکن

ہوتا ہے۔ دشمن رکاوٹیں پیدا کرتا ہے اور پورے اسلام پر عمل کرنے نہیں دیتا۔ کامل دین ہی صراط مستقیم ہوتا ہے۔ ناقص دین کو صراط مستقیم نہیں کہا جاتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے دین کو کامل کرنے اور اس پر مسلمین کو قائم رکھنے کو فتح کا نتیجہ قرار دیا۔

آگے فرمایا (وَيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيزًا) اور یہ فتح مبین ہم نے آپ کو اس لئے بھی دی تاکہ اللہ آپ کی بڑی زوردار مدد فرمائے۔

صلح حدیبیہ کے بعد دین اسلام نے بڑی تیزی کے ساتھ ترقی کی، فتوحات کا دروازہ کھل گیا۔ خیبر فتح ہوا۔ مکہ فتح ہوا۔ حنین کی لڑائی میں مسلمین کو خاطر خواہ فتح حاصل ہوئی۔ شاہ روم کی فوج کو موتہ کے مقام پر زبردست شکست ہوئی۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے ثلاثہ کے زمانہ میں پورا جزیرہ عرب اور قیصر روم کی سلطنت کا بیشتر حصہ فتح ہوا۔ ایران مکمل طور پر فتح ہو گیا اور اس کے بعد مسلسل فتح ہوتی رہی اور روئے زمین کا ایک بہت بڑا حصہ اسلامی حکومت کے زیر نگین آگیا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی زبردست مدد کا نتیجہ تھا۔ فتح حدیبیہ سے پہلے بھی اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر مقام پر فتح ہوئی لیکن آزمائش بھی ساتھ ساتھ ہوتی رہی۔ صلح حدیبیہ کے بعد تو مسلمین کا پلڑا بھاری رہا اور کفار شکستوں پر شکستیں کھاتے رہے۔

آگے فرمایا (هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ) وہ (اللہ) ہی ہے جس نے مؤمنین کے دلوں میں تسلی نازل فرمائی تاکہ ان کے ایمان میں اضافہ ہو جائے۔

صلح کے معاملہ میں کفار کے شرائط سخت تھے۔ مسلمین ان شرائط سے سخت برہم اور غم وغصہ میں پیچ وتاب کھا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر مسلمین کے دلوں میں سکینہ نازل فرمایا جس سے ان کے ایمان میں اضافہ ہو گیا۔ غم وغصہ دور ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فیصلہ پر مطمئن ہو گئے۔

آگے فرمایا (وَلِلّٰهِ جُنُودُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ، وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا) اور اے ایمان والو، اللہ کے پاس لشکروں کی کمی نہیں) آسمانوں اور زمین کے لشکر سب اللہ کے ہیں (اور لشکر بھی اتنے ہیں کہ ان کی گنتی بھی کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے) اللہ ہی جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ۔ (یا یھا المدثر۔ ۳۱)

آپ کے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ لشکر بھیج کر بھی ایمان والوں کی مدد کر سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا اس لئے کہ اس کے علم میں صلح کا انجام اچھا تھا۔ صلح میں اللہ تعالیٰ کی جو حکمت پوشیدہ تھی اسے وہی خوب جانتا تھا۔

صلح ہونے سے لڑائیاں بند ہو گئیں۔ امن وامان قائم ہو گیا۔ لوگ بہ آسانی سفر کرنے لگے۔ عرب کے قبائل سے رابطہ قائم ہو گیا۔ ملنے جلنے سے غلط فہمیاں دور ہو گئیں اور اسلام کی ترقی اور اشاعت

کے لئے سہولت پیدا ہو گئی۔

آگے فرمایا (لِّيُدۡخِلَ الۡمُؤۡمِنِينَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِيۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا وَيُكَفِّرَ عَنۡهُمۡ سَيِّاٰتِهِمۡ) تسلی نازل ہونے کی وجہ سے مسلمین متزلزل نہیں ہوئے بلکہ ان کے ایمان میں مزید پختگی پیدا ہو گئی۔ صلح حدیبیہ کے شرائط سے مؤمن عورتوں کو بھی صدمہ ہوا ہو گا۔ آیت کے سیاق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مؤمن عورتوں کے دلوں میں بھی تسکین نازل کی گئی۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے مسلمین اور مسلمات کو اسلام پر قائم رکھا تاکہ اللہ تعالیٰ (اس کے صلہ میں) ایمان والے مردوں اور عورتوں کو ایسے باغات میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور (ان کے ثابت قدم رکھنے کا مقصد یہ بھی تھا) کہ ان کے گناہوں کو ان سے دور کردے وَكَانَ ذٰلِكَ عِنۡدَ اللّٰهِ فَوۡزًا عَظِيۡمًا) اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے۔

جنت میں داخل ہو جانا اور دوزخ سے بچ جانا ہی اصل کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِيۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ۬ؕ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡكَبِيۡرُ ؕ

(والسمآء ذات البروج ۔ ۱۱)

(اور) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (اور) یہ (بہت) بڑی کامیابی ہے۔

آگے فرمایا (وَيُعَذِّبَ الۡمُنٰفِقِيۡنَ وَالۡمُنٰفِقٰتِ وَالۡمُشۡرِكِيۡنَ وَالۡمُشۡرِكٰتِ الظَّآنِّيۡنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوۡءِ ؕ عَلَيۡهِمۡ دَآئِرَةُ السَّوۡءِ) اور (اے ایمان والو، یہ فتح ہم نے تم کو اس لئے بھی دی ہے) تاکہ (تمہاری طاقت بڑھے اور پھر) اللہ (تمہارے ذریعہ) منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کے متعلق (طرح طرح) کی بدگمانیاں کرتے ہیں سزا دے۔ (اور اے ایمان والو تمہاری فتح سے) یہ (لوگ بڑے) بُرے چکر میں پھنس گئے (وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ وَلَعَنَهُمۡ وَاَعَدَّ لَهُمۡ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتۡ مَصِيۡرًا) علاوہ ازیں ان پر اللہ کا غضب ہے، اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے اور ان کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے اور وہ (بہت) برا ٹھکانہ ہے (وَلِلّٰهِ جُنُوۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا) اور (اے ایمان والو، پھر سن لو) آسمانوں اور زمین کے (تمام) لشکر اللہ کے ہیں، وہ زبردست ہے (اور وہ جب چاہے کافروں کو تباہ کر سکتا ہے لیکن اس کے ساتھ) وہ حکیم بھی ہے (اس کے سب کام حکمت سے ہوتے ہیں، ان کو فوری طور پر عذاب بھیج کر تباہ و برباد نہ کرنے میں اللہ کی مصلحت اور حکمت ہے)۔

اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ۸ لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَتُعَزِّرُوۡهُ وَتُوَقِّرُوۡهُ ؕ وَتُسَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا ۹

ترجمہ (اور اے رسول) ہم نے آپ کو گواہ، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ۸ (اور اے ایمان والو، رسول کو ہم نے اس لئے بھیجا ہے) تاکہ تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اللہ کا ادب و احترام کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح پڑھتے رہو ۹

معانی و مصادر (شَاهِدٌ) شَهِدَ، يَشۡهَدُ، شُهُوۡدٌ (س) پانا، حاضر ہونا۔ شُهُوۡدٌ = شَاهِدٌ کی جمع، گواہ)۔

(تُعَزِّرُوۡهُ) عَزَّرَ، يُعَزِّرُ، تَعۡزِيۡرٌ (باب تفعیل) ادب کرنا۔

(تُوَقِّرُوۡا) وَقَّرَ، يُوَقِّرُ، تَوۡقِيۡرٌ (باب تفعیل) عزت کرنا۔

(بُكۡرَةً) بَكَرَ، يَبۡكُرُ، بُكُوۡرٌ (ن) آگے بڑھنا، صبح کو آنا، صبح کرنا (بُكۡرَةٌ = صبح

(اَصِيۡلٌ) اَصُلَ، يَاۡصُلُ، اَصَالَةً (ك) اصل ہونا، شریف ہونا (اَصِيۡلٌ = شام)

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا) (اے رسول) ہم نے آپ کو گواہ، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ آپ قیامت کے دن گواہی دیں گے کہ انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی امتوں کو تبلیغ کی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَكَيۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيۡدٍ وَّجِئۡنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيۡدًا ○

(اور اے رسول، اس دن) کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ کو بلائیں گے اور

(النساء - ۴۱) ان گواہوں پر آپ کو گواہ بنائیں گے۔

یہ امت بھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ کی گواہی دے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی صداقت کی گواہی دیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۝

(البقرۃ - ۱۴۳)

(اے ایمان والو جس طرح ہم نے تم کو ہدایت دے کر تم پر احسان کیا) اسی طرح (تم پر ہم نے یہ بھی احسان کیا کہ) تم کو معتدل امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ بنے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يُدْعٰى نُوْحٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ هَلْ بَلَّغْتَ؟ فَيَقُوْلُ نَعَمْ، فَيُقَالُ لِاُمَّتِهٖ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ مَا اَتَانَا مِنْ نَّذِيْرٍ فَيَقُوْلُ مَنْ يَّشْهَدُ لَكَ؟ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَّ اُمَّتُهٗ، فَيَشْهَدُوْنَ اَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (صحیح بخاری کتاب التفسیر جزء ۶ صـ۲۶)

قیامت کے دن نوح کو بلایا جائے گا۔ نوح کہیں گے اے میرے رب میں حاضر ہوں اور سعادت حاصل کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم نے (دین) پہنچا دیا تھا؟ وہ عرض کریں گے۔ جی ہاں (پہنچا دیا تھا)۔ پھر ان کی امت سے پوچھا جائیگا کیا انہوں نے تم کو (دین) پہنچایا تھا۔ وہ کہیں گے ہمارے پاس کوئی نذیر نہیں آیا۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا (اے نوح) تمہارا گواہ کون ہے۔ وہ عرض کریں گے محمد اور ان کی امت۔ الغرض (اس امت کے لوگ) گواہی دیں گے کہ بے شک انہوں نے (دین) پہنچایا تھا اور رسول تم پر گواہ ہوں گے یہی مطلب ہے اللہ جس کا ذکر جلیل ہے کے اس فرمان کا: اور ہم نے اسی طرح تم کو معتدل امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر فرماتا ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ (الاحزاب - ۴۵)

اے نبی ہم نے آپ کو گواہ، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا کر بھیجا گیا۔ آپ مؤمنین کو جنت کی خوشخبری سناتے تھے اور کافروں اور مجرموں کو دوزخ کے عذاب سے ڈراتے تھے۔

آگے فرمایا (لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ، وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا)

(اے ایمان والو، رسول کو شاہد، بشیر اور نذیر اس لئے بنا کر بھیجا گیا ہے تاکہ) تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اللہ کا ادب ملحوظ رکھو، اس کی عزت کرو اور صبح شام اس کی تسبیح پڑھتے رہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝

اے ایمان والو، اللہ کا ذکر کثرت سے کیا کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح (و تقدیس) کیا کرو۔

(الاحزاب - ۴۱ و ۴۲)

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے۔ اللہ تعالیٰ کا ادب کیجئے، اس کے احکام کو بجا لائیے اور صبح و شام اس کی تسبیح پڑھا کیجئے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا
يُبَايِعُونَ اللّٰهَ ، يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ
أَيْدِيهِمْ ، فَمَنْ نَّكَثَ فَإِنَّمَا
يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ أَوْفٰى
بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيهِ
أَجْرًا عَظِيمًا ⑩

ترجمہ (اے رسول) جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہوتا ہے۔ پھر جو شخص (عہد کو) توڑ دے تو اس کے توڑنے کا وبال اسی پر ہوگا اور جو شخص اس عہد کو پورا کرے جو اس نے اللہ سے کیا ہے تو اللہ اس کو اجر عظیم عطا کریگا (۱۰)

معانی و مصادر (نَکَثَ، نَکَثَ، يَنْكُثُ ، نَکْثٌ (ن) توڑنا۔

تفسیر اس آیت میں بیعت رضوان کی طرف اشارہ ہے۔ صلح حدیبیہ کی تکمیل سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو کفار مکہ کی طرف عمرہ کرنے کے سلسلہ میں گفتگو کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ ان کے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمین سے جہاد پر بیعت لی تاکہ

ضرورت پڑنے پر مسلمین جنگ کے لئے تیار رہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

لَوْكَانَ اَحَدٌ اَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ اِلٰى مَكَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهٖ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهٖ فَقَالَ هٰذِهٖ لِعُثْمَانَ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب مناقب عثمان جزء ۵ صہ۱۸)

اگر مکہ والوں کے نزدیک حضرت عثمان سے زیادہ کوئی عزت والا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے مکہ والوں کے پاس بھیجتے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو بھیجا۔ ان کے جانے کے بعد بیعت رضوان ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا "یہ عثمان کا ہاتھ ہے"۔ پھر اس ہاتھ کو اپنے (بائیں) ہاتھ پر مارا اور فرمایا "یہ عثمان کی بیعت ہے"۔

یزید بن ابی عبید کہتے ہیں:۔

قُلْتُ يَا اَبَا مُسْلِمٍ عَلٰى اَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تُبَايِعُوْنَ يَوْمَئِذٍ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ (صحیح بخاری کتاب الجهاد باب البیعة فی الحرب جزء۴ صہ۱۱)

میں نے (حضرت سلمہ بن اکوع سے) کہا: اے ابو مسلم اس دن تم لوگ کس چیز پر بیعت کر رہے تھے۔ (حضرت سلمہ نے) کہا: موت پر (یعنی جب تک زندہ ہیں جہاد کرتے رہیں گے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیعت ببول کے ایک درخت کے نیچے لی تھی۔ نافع کہتے ہیں:۔

اِنَّ النَّاسَ يَتَحَدَّثُوْنَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ وَلٰكِنْ عُمَرُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ اَرْسَلَ عَبْدَ اللهِ اِلٰى فَرَسٍ لَهٗ عِنْدَ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ يَاْتِيْ بِهٖ لِيُقَاتِلَ عَلَيْهِ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ عِنْدَ الشَّجَرَةِ وَعُمَرُ لَا يَدْرِيْ بِذٰلِكَ فَبَايَعَهُ عَبْدُ اللهِ ثُمَّ ذَهَبَ اِلَى الْفَرَسِ فَجَاءَ بِهٖ اِلٰى عُمَرَ وَعُمَرُ يَسْتَلْئِمُ لِلْقِتَالِ فَاَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ قَالَ فَانْطَلَقَ فَذَهَبَ

لوگ کہتے ہیں کہ ابن عمر حضرت عمر سے پہلے اسلام لائے حالانکہ بات یہ نہیں ہے۔ (بات یہ ہے کہ) حدیبیہ کے دن حضرت عمر نے اپنے بیٹے عبداللہ کو ایک انصاری کے پاس اپنا گھوڑا لانے کے لئے بھیجا تاکہ اس پر سوار ہو کر لڑیں۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے بیعت لے رہے تھے۔ حضرت عمر کو اس بیعت کی خبر نہیں ہوئی۔ حضرت عبداللہ (ادھر سے گذرے تو انہوں) نے آپ سے بیعت کر لی۔ پھر گھوڑا لینے گئے اور اس کو لے کر حضرت عمر کے پاس پہنچے۔ حضرت عمرؓ اس وقت لڑائی کے لئے زرہ پہن رہے تھے۔

مَعَہٗ حَتّٰی بَایَعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیہ جزء ۵ صـ۱۶۳)

عبداللہ نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے بیعت لے رہے ہیں۔ یہ خبر سنتے ہی حضرت عمر روانہ ہوئے اور عبداللہ بھی ساتھ گئے حضرت عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیعت لے رہے تھے اور حضرت عمر آپ کے ہاتھ کو سہارا دئے ہوئے تھے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

كُنَّا اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً فَبَايَعْنَاهُ وَعُمَرُ اٰخِذٌ بِيَدِهٖ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَهِیَ سَمُرَةٌ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب استحباب مبایعۃ الامام الجیش جزء ۲ صـ۱۳۹)

ہم چودہ سو آدمی تھے ہم نے آپ سے بیعت کی۔ حضرت عمرؓ آپ کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔ یہ بیعت ببول کے ایک درخت کے نیچے لی جا رہی تھی۔

حضرت سلمہ بن اکوع رض کہتے ہیں:۔

قَدِمْنَا الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً وَعَلَيْهَا خَمْسُوْنَ شَاةً لَا تُرْوِيْهَا قَالَ فَقَعَدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی جَبَا الرَّكِيَّةِ فَاِمَّا دَعَا وَاِمَّا بَصَقَ فِيْهَا قَالَ فَجَاشَتْ فَسَقَيْنَا وَاسْتَقَيْنَا قَالَ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَانَا لِلْبَيْعَةِ فِیْ اَصْلِ الشَّجَرَةِ قَالَ فَبَايَعْتُهٗ اَوَّلَ النَّاسِ ثُمَّ بَايَعَ وَبَايَعَ حَتّٰی اِذَا كَانَ فِیْ وَسَطٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ بَايِعْ يَا سَلَمَةُ قَالَ قُلْتُ قَدْ بَايَعْتُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْ اَوَّلِ النَّاسِ قَالَ وَاَيْضًا قَالَ وَرَاٰنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَزِلًا يَعْنِیْ لَيْسَ مَعَهٗ سِلَاحٌ قَالَ فَاَعْطَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَفَةً اَوْ دَرَقَةً ثُمَّ

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ پہنچے۔ ہم چودہ سو آدمی تھے اور وہاں (ہمارے پاس) پچاس بکریاں تھیں جن کو کنوئیں کا پانی سیر نہیں کر سکتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے آپ نے دعا کی یا کنوئیں میں تھوکا۔ کنواں (پانی سے) ابلنے لگا ہم نے جانوروں کو پانی پلایا اور خود بھی پانی پیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیعت کے لئے درخت کے نیچے بلایا میں نے لوگوں میں سب سے پہلے آپ سے بیعت کی۔ آپ بیعت لیتے رہے یہاں تک کہ آدھے آدمیوں نے بیعت کر لی۔ اس وقت آپ نے مجھ سے فرمایا اے سلمہ بیعت کرو۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، میں تو آپ سے پہلے ہی بیعت کر چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا پھر سہی۔ آپ نے مجھے بے ہتھیار دیکھا تو آپ نے ایک بڑی سی ڈھال یا چھوٹی سی

بَايَعَ حَتّٰى اِذَا كَانَ فِيْ اٰخِرِ النَّاسِ قَالَ اَلَا تُبَايِعُنِيْ يَا سَلَمَةُ قَالَ قُلْتُ قَدْ بَايَعْتُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ اَوَّلِ النَّاسِ وَفِيْ اَوْسَطِ النَّاسِ قَالَ وَاَيْضًا قَالَ فَبَايَعْتُهُ الثَّالِثَةَ ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا سَلَمَةُ اَيْنَ حَجَفَتُكَ اَوْ دَرَقَتُكَ الَّتِيْ اَعْطَيْتُكَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقِيَنِيْ عَمِّيْ عَامِرٌ عَزِلًا فَاَعْطَيْتُهُ اِيَّاهَا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اِنَّكَ كَالَّذِيْ قَالَ الْاَوَّلُ اَللّٰهُمَّ اَبْغِنِيْ حَبِيْبًا هُوَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ (صحیح مسلم کتاب الجهاد باب غزوه ذی قرد جزء۲ ص۱۱۳)

ڈھال مجھے دی۔ پھر آپ بیعت لینے لگے یہاں تک کہ لوگ ختم ہونے لگے اس وقت آپ نے پھر مجھ سے فرمایا اے سلمہ کیا تم مجھ سے بیعت نہیں کرو گے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں تو آپ سے شروع میں بھی بیعت کر چکا ہوں اور درمیان میں بھی کر چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا پھر سہی۔ بغرض یہ کہ میں نے تیسری مرتبہ آپ سے بیعت کی پھر آپ نے فرمایا اے سلمہ تمہاری وہ بڑی ڈھال یا چھوٹی ڈھال کہاں ہے جو میں نے تمہیں دی تھی۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، میرے چچا عامر مجھے ملے وہ بے ہتھیار تھے۔ میں نے وہ ڈھال ان کو دے دی۔ یہ سن کر آپ ہنسے اور فرمایا تمہاری مثال اس شخص کی ہے جس نے دعا کی تھی یا اللہ مجھے ایسا دوست دے جو مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہو۔

بیعت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ) (اے رسول) جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں (يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ) اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ کے اوپر ہوتا ہے (فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا) پھر جو شخص (عہد کو) توڑ دے (یعنی بیعت کی خلاف ورزی کرے) تو اس کے توڑنے کا وبال اسی پر ہوگا اور جو شخص اس عہد کو پورا کرے جو اس نے اللہ سے کیا ہے تو اللہ اس کو اجر عظیم عطاء کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۝ (بنی اسرآئیل - ۳۴)

عہد کو پورا کرو بے شک عہد (و پیمان) کے بارے میں (قیامت کے دن) باز پرس ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۝ (المآئدۃ - ۱)

اے ایمان والو، اپنے عہدوں کو پورا کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

(آل عمران۔ ٧٦ و ٧٧)

وہ لوگ جو اپنے عہد کو پورا کریں اور تقویٰ اختیار کریں (وہ فلاح پا سکتے ہیں کیونکہ) اللہ تقویٰ شعار لوگوں کو پسند کرتا ہے ۔ بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو تھوڑی سی قیمت کے عوض بیچ دیتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ، اللہ قیامت کے دن نہ ان سے بات کرے گا ، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا بلکہ (اس دن) ان کو دردناک عذاب ہو گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَاءٍ بِالطَّرِيْقِ يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنَ السَّبِيْلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ اِمَامًا لَا يُبَايِعُهٗ اِلَّا لِدُنْيَاهُ اِنْ اَعْطَاهُ مَا يُرِيْدُ وَفٰى لَهٗ وَاِلَّا لَمْ يَفِ لَهٗ وَرَجُلٌ يُبَايِعُ رَجُلًا بِسِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَقَدْ اُعْطِىَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهٗ فَاَخَذَهَا وَلَمْ يُعْطَ بِهَا (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب من بایع رجلا یبایعہ الا للدنیا جزء ۹ صفحہ ۹۹)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے بات نہیں کرے گا ، نہ ان کو پاک کرے گا بلکہ ان کو دردناک عذاب ہو گا۔ ایک وہ شخص جس کے پاس راستے میں ضرورت سے زیادہ پانی ہو اور وہ مسافر کو نہ دے ، دوسرا وہ شخص جو محض دنیا کمانے کی غرض سے کسی امام کی بیعت کرے۔ اگر وہ اس کو دنیا کا مال و متاع جو وہ چاہتا ہے دیدے تو وہ بیعت پوری کرے ورنہ پوری نہ کرے اور وہ شخص جو عصر کی نماز کے بعد (بازار میں) کچھ سامان بیچے اور اللہ کی جھوٹی قسم کھا کر کہے کہ اس سامان کی اسے اتنی قیمت مل رہی تھی۔ خریدار نے اسے سچا سمجھ کر وہ سامان خرید لیا (حالانکہ وہ جھوٹا تھا) اسے اتنی قیمت نہیں مل رہی تھی۔

عمل

بیعت کو ہرگز نہ توڑیئے ۔ جو عہد کیجئے اسے پورا کیجئے ۔ بیعت دنیا کمانے کے لئے نہ کیجئے بلکہ خالص اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے کیجئے۔

سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ
الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَ
اَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا، يَقُوْلُوْنَ
بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ،
قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ
شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ
بِكُمْ نَفْعًا، بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۱﴾ بَلْ ظَنَنْتُمْ
اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَ

الْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰٓ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا
وَّزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِى قُلُوبِكُمْ وَ
ظَنَنتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ، وَكُنتُمْ قَوْمًا
بُورًا ﴿١٢﴾ وَمَن لَّمْ يُؤْمِن بِاللَّهِ
وَرَسُولِهِۦ فَإِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلْكَٰفِرِينَ
سَعِيرًا ﴿١٣﴾ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَٰوَٰتِ
وَالْأَرْضِ، يَغْفِرُ لِمَن يَشَآءُ
وَيُعَذِّبُ مَن يَشَآءُ، وَكَانَ
اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٤﴾

ترجمہ (اے رسول) دیہاتیوں میں سے جو لوگ (جہاد سے) پیچھے رہ گئے وہ عنقریب کہیں گے ہم کو ہمارے مال اور اہل وعیال نے مشغول کر لیا، آپ ہمارے لئے مغفرت طلب کیجئے۔
(اے رسول) یہ اپنی زبانوں سے ایسی باتیں کہیں گے جو ان کے دلوں میں نہیں ہوں گی، آپ (ان سے) پوچھیئے اگر اللہ تمہیں نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے یا تمہیں نفع پہنچانے کا ارادہ کرے تو کون اس کے سامنے ایسا ہے جو (تمہیں نقصان سے بچانے یا نفع سے محروم کرنے کے لئے) ذرا سا بھی اختیار رکھتا ہو (کوئی نہیں، تم یہ سمجھتے ہو کہ اللہ تمہارے اعمال سے غافل ہے، نہیں) بلکہ وہ تو جو کچھ تم کرتے ہو اس سے (پوری طرح) باخبر ہے (۱۱) (تم اس وجہ سے پیچھے نہیں رہے کہ تم کو تمہارے مال اور اہل و عیال نے مشغول کر لیا تھا) بلکہ تم نے یہ خیال کیا تھا کہ رسول اور ایمان والے کبھی بھی اپنے اہل وعیال میں لوٹ کر نہیں آئیں گے یہ بات تمہارے دلوں میں مزین ہو گئی اور تم نے برے برے خیال کئے (لیکن اللہ کے فضل سے رسول اور مومنین تو ہلاک نہیں ہوئے، تم لوگ خود ہی ہلاک ہو گئے (۱۲) اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے تو ہم نے (ایسے) کافروں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے (۱۳) اور (اے رسول) آسمانوں میں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہت ہے، وہ جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب دے۔ وہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (۱۴)

معانی ومصادر (مُخَلَّفُوْنَ) خَلَّفَ، یُخَلِّفُ، تَخْلِیْفٌ (باب تفعیل) پیچھے چھوڑنا، مؤخر کرنا، خلیفہ بنانا۔
(شَغَلَتْ) شَغَلَ، یَشْغَلُ، شَغْلٌ وشُغْلٌ (ف) مشغول کرنا۔
(بُوْرًا) بَارَ، یَبُوْرُ، بَوْرٌ وبَوَارٌ (ن) ہلاک ہونا (بُوْرٌ = ہلاک ہونے والا)
(اَعْتَدْنَا) اَعْتَدَ، یُعْتِدُ، اِعْتَادٌ (افعال) تیار کرنا۔
(سَعِیْرٌ) سَعَرَ، یَسْعَرُ، سَعْرٌ (ف) بھڑکانا (سَعِیْرٌ = بھڑکتی ہوئی آگ)۔

تفسیر عمرہ کے سفر میں منافقین نے مسلمین کا ساتھ نہ دیا۔ ان کا خیال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین واپس نہیں لوٹیں گے۔ کفار مکہ کے ہاتھوں تباہ وبرباد ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں فرمایا (سَیَقُوْلُ لَکَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَھْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا) (اے رسول، جب آپ واپس مدینہ پہنچیں گے تو (دیہاتیوں میں سے جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے کہیں گے ہم کو ہمارے مال اور اہل (وعیال) نے مشغول کر لیا تھا (بس اس وجہ سے ہم آپ کے ساتھ نہ جا سکے، ہم سے بے شک قصور ہوا) تو (اب) آپ ہمارے لئے (اللہ تعالیٰ سے) مغفرت طلب کیجئے (یَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ) (اور اے رسول) یہ اپنی زبانوں سے (ایسی خیر خواہانہ) باتیں کہیں گے جو ان کے دلوں میں نہیں ہوں گی (دل ان کے خیر خواہی سے خالی ہوں گے۔ ان کی تمام باتیں منافقت پر مبنی ہوں گی۔ ان کے عمرہ میں شریک نہ ہونے کا بس

اس کے سوا اور کوئی سبب نہ تھا کہ وہ اپنی جانیں بچانا چاہتے تھے) (قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا) (اے رسول) آپ ان سے پوچھیے اگر اللہ تمہیں نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے یا تمہیں نفع پہنچانے کا ارادہ کرے تو کون ایسا ہے جو اس کے مقابلہ میں (تمہیں نقصان سے بچانے یا نفع سے محروم کرنے کا) ذرا سا بھی اختیار رکھتا ہو (بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا) (کوئی نہیں۔ تم سمجھتے ہو کہ اللہ تمہارے اعمال سے غافل ہے، ہرگز نہیں) بلکہ وہ تو جو کچھ تم کرتے ہو اس سے (پوری طرح) باخبر ہے (تم کچھ بھی حیلے اور بہانے بناؤ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تمہارے نہ جانے کا یہ سبب نہیں تھا جو تم بیان کرتے ہو) (بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا) بلکہ تم نے یہ خیال کیا تھا کہ رسول اور مؤمنین کبھی بھی اپنے اہل (وعیال) میں لوٹ کر نہیں آئیں گے (سب قتل ہو جائیں گے۔ اگر ہم نہیں جائیں گے تو ہم عافیت میں رہیں گے) (وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ) اور یہ بات تمہارے دلوں میں مزین ہو گئی تھی (تم اس خیال میں مگن تھے) اور برے برے خیال کر رہے تھے (تم یہ سمجھ رہے تھے کہ اس سفر میں رسول اور مؤمنین ہلاک ہو جائیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے رسول اور مؤمنین تو ہلاک نہیں ہوئے) تم خود ہی ہلاک ہو گئے (تمہاری آخرت برباد ہو گئی اور یہی اصل ہلاکت ہے) (وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا) (تم ایمان نہیں لائے ہو) اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے تو ہم نے کافروں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے (وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا) اور (اے منافقو) آسمانوں میں اور زمین میں اللہ کی بادشاہت ہے (وہ جو چاہے کر سکتا ہے) وہ جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب دے اور (اے منافقو، اب بھی وقت ہے اللہ سے معافی مانگو، اللہ تمہیں بخش دے گا کیونکہ) اللہ بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

عمل

اے لوگو، منافقت سے توبہ کیجئے۔ صحیح معنوں میں ایمان لایئے اس لئے کہ مؤمنین کے لئے نجات ہے اور کافروں کے لئے آگ ہے۔

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ
إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا
نَتَّبِعْكُمْ، يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا
كَلَامَ اللَّهِ، قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا،
كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلُ،
فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا،
بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ⑮
قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ
سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ

شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ،
فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا
حَسَنًا ، وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ
مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا
اَلِيْمًا ﴿۱۶﴾ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ
وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى
الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ، وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ، وَمَنْ يَّتَوَلَّ

يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۷﴾

ترجمہ (اور اے ایمان والو) جب تم مال غنیمت حاصل کرنے کے لئے نکلو گے تو یہ پیچھے رہ جانے والے لوگ کہیں گے ہمیں اجازت دو کہ ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں، (اے رسول) یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کی بات کو بدل دیں، آپ کہہ دیجئے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں جا سکتے، اللہ پہلے ہی یہ حکم صادر فرما چکا ہے، تو (اے ایمان والو، یہ بات سن کر) وہ کہیں گے (بات یہ نہیں ہے جو تم کہتے ہو) بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو (اس لئے ہمیں مال غنیمت میں شریک نہیں کرتے، اے رسول، یہ لوگ سمجھ بوجھ کے ساتھ یہ بات نہیں کہہ رہے) بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) یہ بات کو بہت ہی کم سمجھتے ہیں (اس لئے ایسی ناسمجھی کی بات کہہ رہے ہیں) ﴿۱۵﴾ آپ ان دیہاتیوں سے جو پیچھے رہ گئے تھے کہہ دیجئے تم عنقریب ایک سخت جنگجو قوم سے لڑنے کے لئے بلائے جاؤ گے، (پھر یا تو) تم کو ان سے لڑنا ہوگا یا وہ اسلام قبول کرلیں گے (تو لڑائی بند کرنی ہوگی)، تو (اس موقع پر) اگر تم نے (اللہ اور اس کے رسول کی) اطاعت کی تو اللہ تم کو اچھا اجر دے گا اور اگر تم نے (اطاعت سے) منہ موڑا جیسا کہ پہلے موڑ چکے ہو تو اللہ تم کو دردناک عذاب دے گا ﴿۱۶﴾ (وہاں لڑائی میں شریک نہ ہونے کا) اندھے پر کوئی گناہ نہیں نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے اور نہ مریض پر کوئی گناہ ہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اللہ اس کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اور جو شخص (اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے) منہ موڑے گا تو اللہ اس کو دردناک عذاب دے گا ﴿۱۷﴾

معانی و مصادر
(اِنْطَلَقْتُمْ) اِنْطَلَقَ، يَنْطَلِقُ، اِنْطِلَاقٌ (اِنْفِعَالٌ) جانا۔
(مَغَانِمُ) غَنِمَ، يَغْنَمُ، غَنْمٌ و غُنْمٌ و غَنِيْمَةٌ و غُنْمَانٌ (س) غنیمت حاصل کرنا۔
(ذَرُوْا) وَذَرَ، يَذَرُ، وَذْرٌ (ف) چھوڑنا۔
(بَأْسٌ) بَئِسَ، يَبْأَسُ، بُؤْسٌ و بَئِيْسٌ و بُؤُوْسٌ (س) برا ہونا (بَأْسٌ = بہادری، قوت
(اَعْمٰى) عَمِيَ، يَعْمٰى، عَمًى (س) اندھا ہونا۔
(حَرَجٌ) حَرِجَ، يَحْرَجُ، حَرَجٌ (س) تنگ ہونا، گناہ کرنا۔
(اَعْرَجُ) عَرَجَ، يَعْرَجُ، عَرَجٌ (ف وس) لنگڑا ہونا۔

تفسیر اوپر کی آیات میں دیہاتی منافقین کا ذکر گذر چکا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ مسلمان مکہ سے کبھی واپس نہیں ہوں گے، انہیں وہاں قتل کر دیا جائے گا لہذا وہ عمرہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے ساتھ شریک نہیں ہوئے جس سفر میں جان کا خطرہ تھا اس سے انہوں نے پہلوتہی اختیار کی اور جس سفر میں مال ملنے کی توقع تھی اس میں شریک ہونے کے لئے بیتاب تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ) (اے ایمان والو) جب تم اموال غنیمت کے حصول کے لئے نکلو گے (یعنی ایسے جہاد کے لئے نکلو گے جس کے نتیجہ میں بآسانی بہت سا مال غنیمت ہاتھ آئے) تو (عمرہ سے) پیچھے رہ جانے والے (منافقین) کہیں گے ہمیں اجازت دو کہ ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں (يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ) یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کی بات (یعنی اللہ کے فیصلہ) کو بدل دیں (قُل لَّن تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِن قَبْلُ) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں جا سکتے، اللہ پہلے ہی یہ حکم صادر فرما چکا ہے (کہ ہم تمہیں اپنے ساتھ نہ لے جائیں، ہم پر اس حکم کی تعمیل فرض ہے، ہم اس کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے) (فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا) (اے ایمان والو، یہ سن کر وہ منافقین) کہیں گے (ہمیں نہ لے جانے کے سلسلہ میں جو کچھ تم کہہ رہے ہو حقیقتاً بات یہ نہیں ہے) بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو (اس لئے ہمیں مال غنیمت میں حصہ دار بنانا نہیں چاہتے اے ایمان والو، یہ لوگ سمجھ بوجھ کے ساتھ یہ بات نہیں کہہ رہے) بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) یہ لوگ بات کو بہت ہی کم سمجھتے ہیں (اس لئے ایسی ناسمجھی کی بات کہہ رہے ہیں۔ ان کو ساتھ نہ لے جانے کی حکمت کو یہ لوگ نہیں سمجھتے)۔

منافقین کو ساتھ نہ لے جانے میں جو حکمت تھی اس کو اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَوْ خَرَجُوا فِيكُم مَّا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا وَلَأَوْضَعُوا خِلَالَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ سَمَّاعُونَ لَهُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ○ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِن قَبْلُ وَقَلَّبُوا لَكَ الْأُمُورَ حَتَّىٰ جَاءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ كَارِهُونَ ○

(التوبة - ۴۷ و ۴۸)

(اور اے ایمان والو، ان کا لڑائی کے لئے نہ نکلنا اچھا ہی ہوا) اگر وہ تمہارے ساتھ نکل کھڑے ہوتے تو سوائے خرابی میں اضافہ کرنے کے اور کیا کرتے اور ضرور تمہارے درمیان فتنہ (و فساد) پھیلانے کی غرض سے دوڑے دوڑے پھرتے، تم میں ان کے جاسوس بھی ہیں (تم تو ان کو نہیں جانتے) لیکن اللہ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے (اور اے رسول) انہوں نے پہلے بھی (مؤمنین میں) فتنہ برپا کرنا چاہا تھا اور (یہی نہیں بلکہ) آپ (کو نقصان پہنچانے) کے لئے اپنی تدبیروں میں (بہت سے الٹ پھیر بھی کرتے رہے تھے حتیٰ کہ حق آگیا (فتح کا وعدہ پورا ہوا) اور اللہ کا حکم غالب ہو کر

رہا اگرچہ وہ (غلبۂ حق کو کتنا ہی) ناپسند کرتے رہے۔

نوٹ:۔ آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد ہونے والی جنگ میں منافقین کو شریک نہ کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے آچکا تھا لیکن وہ حکم قرآن مجید میں کہیں نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرآن مجید کے علاوہ بھی وحی آتی تھی اور اسی وحی کو حدیث کہا جاتا ہے۔

آگے فرمایا (قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ) (اے رسول) دیہاتیوں میں سے جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے آپ ان سے کہہ دیجئے (اگر تم خلوص کے ساتھ جنگ میں شریک ہونا چاہتے ہو تو انتظار کرو) تم عنقریب ایک سخت جنگجو قوم سے لڑنے کے لئے بلائے جاؤ گے (پھر یا تو) تم کو ان سے لڑنا ہوگا یا وہ اسلام قبول کرلیں گے (تو لڑائی سے ہاتھ روکنا ہوگا) (فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا) تو (اس موقع پر) اگر تم نے (اللہ اور اس کے رسول کی) اطاعت کی تو اللہ تم کو اچھا اجر دیگا اور اگر تم نے (اطاعت سے) منہ موڑا جیسا کہ تم پہلے موڑ چکے ہو تو اللہ تم کو (لڑائی میں شریک نہ ہونے کی سزا میں) دردناک عذاب دے گا (لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ) (ہاں لڑائی میں شریک نہ ہونے کا) اندھے پر کوئی گناہ نہیں، نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے اور نہ مریض پر کوئی گناہ ہے (گناہ تو اس پر ہے جو باوجود استطاعت کے لڑائی میں شریک نہ ہو) (وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ) اور (اے لوگو، لڑائی میں شریک نہ ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ جس حال میں بھی ہو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت بنیادی چیز ہے لہذا) جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا تو اللہ اس کو ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا) اور جو شخص (اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے) منہ موڑے گا تو اللہ اس کو دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتے رہیئے۔ اگر کوئی عذر ہو مثلاً اگر کوئی شخص نابینا ہو، لنگڑا ہو یا مریض ہو تو اس پر جہاد نہ کرنے کا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

اے ایمان والو، بغیر عذر کے جہاد سے پہلو تہی نہ کیجئے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ
اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ
فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ
عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾
وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَ
كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾ وَعَدَكُمُ
اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا
فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ
النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا
مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲۰﴾ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا
عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ، وَكَانَ
اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۱﴾
وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا
الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا
نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِىْ قَدْ
خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ
لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾

ترجمہ

(اور اے رسول) جب مؤمنین (ایک درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے (تو اللہ کو یہ بات بہت پسند آئی) اللہ ان مؤمنین سے راضی ہو گیا، اللہ کو (ان کے عمل سے بھی) معلوم ہو گیا (کہ) جو کچھ ان کے دلوں میں تھا (وہ یقیناً جذبۂ صادق تھا)، پھر اللہ نے ان پر تسلی نازل فرمائی اور (مستقبل) قریب میں انہیں (کافروں پر) فتح عنایت کی ⑱ اور بہت سی غنیمتیں بھی (انہیں عطاء فرمائیں) جن کو انہوں نے حاصل کیا اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے ⑲ اور (اے ایمان والو) اللہ نے تو تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جن کو تم حاصل کرو گے تو یہ غنیمت تو اللہ نے تم کو جلدی ہی دلوا دی اور لوگوں کے ہاتھوں کو تم (پر وار کرنے) سے روک دیا اور (اے رسول، اس کا مقصد یہ تھا) کہ (یہ فتح) مؤمنین کے لئے (اللہ کی قدرت کی) ایک نشانی ہو اور (یہ کہ) اللہ تم کو صراط مستقیم پر (استقامت کے ساتھ) چلاتا رہے ⑳ اور (اس غنیمت کے علاوہ) اور بھی غنیمتیں ہیں جن پر تم نے (ابھی) قابو نہیں پایا (لیکن) اللہ نے ان کا احاطہ کر رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ㉑ (ہم نے کافروں کو لڑنے سے باز رکھا) لیکن اگر کافر تم سے لڑتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگتے، پھر وہ نہ کسی کو دوست پاتے اور نہ مددگار ㉒ (اے رسول) اللہ کی یہ سنت پہلے سے چلی آ رہی ہے اور آپ اللہ کی سنت میں کبھی تبدیلی نہیں پائیں گے ㉓

معانی و مصادر

(اَثَابَ) اَثَابَ، یُثِیْبُ، اِثَابَۃً (باب افعال) جزا دینا، لوٹنا۔
(تَقْدِرُوْا) قَدَرَ، یَقْدِرُ، قَدْرٌ و قُدْرَۃٌ و مَقْدِرَۃٌ و مَقْدَرَۃٌ و مِقْدَارٌ (ض و ن) قدرت ہونا۔
(اَدْبَارٌ) دَبَرَ، یَدْبُرُ، دَبْرٌ و دُبُوْرٌ (ن) پیٹھ موڑنا، گذر جانا (اَدْبَارٌ = دُبُرٌ کی جمع، پچھلا حصہ)

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ) (اے رسول) جب مؤمنین ایک درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے (تو اللہ کو یہ بات بہت پسند آئی) اللہ ان مؤمنین سے راضی ہو گیا (فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا) پھر (بیعت کے سلسلہ میں ان کا جوش و خروش دیکھ کر) اللہ کو (ان کے عمل سے بھی) معلوم ہو گیا کہ ان کے دلوں میں کس قدر (ایمان اور خلوص) تھا (علم کے لحاظ سے تو اللہ تعالیٰ پہلے ہی ان کے ایمان اور خلوص سے واقف تھا لیکن پھر ان کے عمل سے بھی اسے معلوم ہو گیا کہ ان کے دل ایمان اور خلوص سے بھرپور تھے) تو اس (موقع پر) اللہ نے ان پر تسلی نازل فرمائی (ان کے دلوں کو سکون حاصل ہوا ان کا غم و غصہ دور ہو گیا اور وہ سمجھ گئے کہ دب کر صلح کرانے میں اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص مصلحت ہے) اور (صرف یہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر تسلی نازل فرمائی بلکہ مستقبل) قریب (میں انہیں کافروں پر) فتح عنایت کی (وَمَغَانِمَ كَثِیْرَۃً یَّاْخُذُوْنَھَا) اور بہت سی غنیمتیں (بھی انہیں عطاء فرمائیں) جن پر (مستقبل قریب میں) وہ قبضہ حاصل کریں گے (وَكَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَكِیْمًا) اور (اے ایمان والو) اللہ زبردست اور حکمت والا ہے (صلح حدیبیہ سے معلوم

ہوتا تھا کہ مسلمین کمزور ہیں اسی لئے دب کر صلح کر رہے ہیں لیکن اللہ کمزور نہیں، اس نے وہ تدبیر کی کہ مسلمین فتح یاب ہوتے چلے گئے۔ فتوحات کا ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ رکنے میں نہیں آتا تھا اور اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ پورا ہوا جو مندرجہ ذیل آیت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ (آل عمران - ۱۳۹)

اور (اے ایمان والو) تم ہی غالب رہو گے بشرطیکہ تم مؤمن رہے۔

اللہ تعالیٰ بڑی حکمت والا ہے۔ صلح میں بڑی حکمت تھی۔ صلح کی وجہ سے اسلام سے لوگ بآسانی متعارف ہوتے رہے، صلح کی وجہ سے وہ مسلمین پامال ہونے سے بچ گئے جو مکہ میں بے بسی کے عالم میں زندگی گذار رہے تھے۔ حکومت الٰہیہ کو استحکام سلطنت کا موقع فراہم ہوا، تبلیغ کا دائرہ وسیع ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کے نام خطوط روانہ کئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔

آیت زیر تفسیر میں ان مؤمنین کی بڑی فضیلت ہے جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں:۔

قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ اَنْتُمْ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ۔ (صحيح بخاری كتاب المغازی باب غزوة الحديبية جزء ۵ صفحہ ۱۵۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن ہم سے فرمایا (آج) تم تمام زمین والوں میں (سب سے) بہتر ہو۔

آگے فرمایا (وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ) اور (اے ایمان والو) اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جن پر تم قبضہ کرو گے تو اس نے یہ غنیمت (یعنی صلح حدیبیہ) تو تم کو جلدی سے دلوا دی اور لوگوں کے ہاتھوں کو تم (پر وار کرنے) سے روک دیا۔

اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کو غنیمت فرمایا اس لئے کہ صلح کا ہو جانا بہت بڑی غنیمت تھی۔ اس صلح نے فتوحات اور اموال غنیمت کے دروازے کھول دئے۔ یہ صلح تمام بعد میں حاصل ہونے والی غنیمتوں کا پیش خیمہ اور نقطۂ آغاز تھی اور یہی وہ فتح مبین تھی جس کی خوشخبری اللہ تعالیٰ نے ابتدائے سورت میں دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جنگ کی نوبت نہ آنے دی گویا کافروں کے ہاتھوں کو مسلمین کو نقصان پہنچانے سے روک لیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو بڑی خونریزی ہوتی۔

آگے فرمایا (وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا) اور (اے ایمان والو) اس صلح کا مقصد یہ بھی تھا کہ یہ صلح مؤمنین کے لئے (اللہ کی قدرت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی) ایک نشانی ہو (اور وہ یہ کہ اگرچہ دب کر صلح کی جا رہی تھی لیکن کتنی پر از حکمت تھی کہ اس کی وجہ سے چند ہی سال میں مسلمین کو غلبہ حاصل ہو گیا) اور (اس نشانی کا مقصد یہ بھی تھا کہ) اللہ تم کو سیدھے راستہ پر چلاتا رہے

اور منزل مقصود پر پہنچا دے (تمہارا ایمان قوی ہو جائے اور تم صراط مستقیم پر استقامت سے گامزن رہو۔
آگے فرمایا (وَاُخْرٰی لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا) اور (اے ایمان والو، اس غنیمت کے علاوہ) ایک اور غنیمت (یعنی غنیمت خیبر) بھی ہے (جو صلح حدیبیہ کی طرح تمہیں جلدی ملنے والی ہے اور) جس پر تم نے (ابھی) قابو نہیں پایا ہے (لیکن اللہ نے اس کا احاطہ کر رکھا ہے (وہ تمہیں ضرور ملے گی اس کا فیصلہ ہے کہ خیبر کی جنگ میں تم فتح پاؤ گے) اور (بہت سے مال غنیمت حاصل کرو گے اور اللہ کے لئے یہ کام مشکل نہیں ہے اس لئے کہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے (وہ ہر کام کر سکتا ہے)۔
الغرض خوشخبری کے چند ہی ماہ بعد خیبر فتح ہو گیا۔
حضرت ابوہریرہ رض کہتے ہیں :۔

اُفْتُتِحْنَا خَیْبَرَ وَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَّلَا فِضَّةً اِنَّمَا غَنِمْنَا الْبَقَرَ وَالْاِبِلَ وَالْمَتَاعَ وَ الْحَوَائِطَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر جزء ۵ ص۱۷۶)

ہم نے خیبر فتح کیا اور مال غنیمت میں سونا چاندی نہیں ملا، (گائے) بیل، اونٹ، سامان اور باغات ملے۔

آگے فرمایا (وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا) اوپر گذر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ہاتھوں کو مسلمین سے روک دیا۔ اور لڑائی کی نوبت نہیں آنے دی پھر اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا) اور (اے ایمان والو) اگر کافر تم سے لڑتے تو (ضرور) پیٹھ پھیر کر بھاگتے پھر نہ کسی کو دوست پاتے اور نہ مددگار (سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا) (اے رسول) اللہ کی یہ سنت پہلے سے چلی آرہی ہے اور آپ اللہ کی سنت میں تبدیلی نہیں پائیں گے۔
آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوا کہ دب کر جو صلح کی جارہی تھی وہ بزدلی کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ ایک خاص مصلحت کی بنیاد پر تھی۔ اگر جنگ ہوتی تو فتح مؤمنین ہی کی ہوتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی عزم اور حوصلہ کا اظہار فرمایا تھا۔

حضرت مسورؓ اور مروان کہتے ہیں :۔

خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَیْبِیَةِ فِیْ بِضْعَ عَشَرَةَ مِائَةً مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَلَمَّا اَتٰی ذَا الْحُلَیْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْیَ وَاَشْعَرَهٗ وَاَحْرَمَ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ وَّبَعَثَ عَیْنًا لَّهٗ مِنْ خُزَاعَةَ وَسَارَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی كَانَ بِغَدِیْرِ الْاَشْطَاطِ اَتَاهُ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال ایک ہزار سے زیادہ اصحاب کے ساتھ (مکہ کی طرف) نکلے جب ذوالحلیفہ میں پہنچے تو قربانی کے جانور کے گلے میں پٹہ ڈالا، اس کے کوہان کو چیرا اور عمرے کا احرام باندھا، پھر آپ نے خزاعہ قوم کے ایک جاسوس کو روانہ کیا (کہ قریش کی خبر لائے) آپ چلتے رہے یہاں تک

عَيْنُهُ قَالَ إِنَّ قُرَيْشًا جَمَعُوا لَكَ جُمُوعًا
وَقَدْ جَمَعُوا لَكَ الْأَحَابِيشَ وَهُمْ
مُقَاتِلُوكَ وَصَادُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ
وَمَانِعُوكَ فَقَالَ أَشِيرُوا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيَّ
أَتَرَوْنَ أَنْ أَمِيلَ إِلَى عِيَالِهِمْ وَذَرَارِيِّ
هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَصُدُّونَا عَنِ
الْبَيْتِ فَإِنْ يَأْتُونَا كَانَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ
قَدْ قَطَعَ عَيْنًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَإِلَّا تَرَكْنَاهُمْ
مَحْرُوبِينَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ خَرَجْتَ
عَامِدًا لِهَذَا الْبَيْتِ لَا تُرِيدُ قَتْلَ أَحَدٍ
وَلَا حَرْبَ أَحَدٍ فَتَوَجَّهْ لَهُ فَمَنْ صَدَّنَا
عَنْهُ قَاتَلْنَاهُ قَالَ امْضُوا عَلَى اسْمِ اللَّهِ۔
(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ
الحدیبیہ جزء ۵ صفحہ ۱۶۱)

کہ جب آپ غدیر الاشطاط پر پہنچے تو جاسوس بھی وہاں پہنچ گیا۔ کہنے لگا قریش کے لوگوں نے آپ کے لئے جنگجو اکٹھے کئے ہیں اور یہ لوگ متفرق قبیلوں سے اکٹھے کئے گئے ہیں وہ آپ سے لڑیں گے اور آپ کو بیت اللہ نہیں جانے دیں گے، آپ کو روکیں گے۔ آپ نے صحابہ سے فرمایا اے لوگو، مجھے مشورہ دو کیا میں ان کافروں کے اہل و عیال پر جو ہم کو اللہ کے گھر سے روکنا چاہتے ہیں چڑھائی کردوں۔ اگر وہ ہم سے لڑنے آئے تو اللہ زبردست اور بلند و بالا ہے (وہ ہمیں فتح دیگا) اس نے مشرکین کے شر سے (ہمارے) جاسوس کو بچالیا (اسی طرح ہمیں بھی بچالے گا) اور اگر وہ (مقابلہ پر نہ آئے تو ہم ان کو بھاگے ہوئے لوگوں کی طرح (تباہ و برباد) کرکے چھوڑیں گے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول، آپ تو بیت اللہ کا ارادہ کرکے نکلے ہیں نہ آپ کسی کو قتل کرنے نکلے ہیں اور نہ کسی سے لڑنے کے لئے نکلے ہیں۔ آپ بیت اللہ کی طرف چلئے جو شخص ہمیں بیت اللہ سے روکے گا ہم اس سے لڑیں گے۔ آپ نے فرمایا اللہ کا نام لے کر چلو۔

اللہ تعالیٰ کا یہ دستور پہلے سے چلا آرہا ہے کہ کافروں نے جب ایمان والوں سے مقابلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کافروں کو شکست سے دوچار کیا۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ایمان والے میدان جنگ چھوڑ کر بھاگے ہوں اور کافروں کی فتح ہوئی ہو۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی ایسا ہی ہوتا۔ اگر کافر جنگ کرتے تو نتیجہ ان ہی کے لئے برا ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ۚ فَلَنْ
تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ
لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ۝ أَوَلَمْ يَسِيرُوا

تو کیا یہ اگلوں کے (ساتھ جو ہمارا) دستور (رہا ہے اس) کے منتظر ہیں تو (اے رسول) آپ اللہ کے دستور میں نہ کوئی تبدیلی پائیں گے اور نہ

فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ وَکَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْہُمْ قُوَّۃً ، وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعْجِزَہٗ مِنْ شَیْءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ، اِنَّہٗ کَانَ عَلِیْمًا قَدِیْرًا ○

(الفاطر۔ ۴۳ ، ۴۴)

آپ اللہ کے دستور میں کوئی تحویل پائیں گے (جس طرح اور قوموں پر عذاب آیا ان پر بھی آئے گا۔ کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی تاکہ یہ (اپنی آنکھوں سے) دیکھتے کہ ان سے پہلے لوگوں کا کیا انجام ہوا حالانکہ وہ ان سے قوت میں کہیں زیادہ تھے اور اللہ ایسا نہیں کہ آسمانوں کی اور زمین کی کوئی چیز اسے عاجز کر سکے ، وہ علم والا اور قدرت والا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، جب کبھی اللہ کے راستہ میں جنگ کی نوبت آجائے تو خلوص دل سے جنگ میں شریک ہو جایا کیجئے۔ کسی قسم کا بہانہ نہ بنایا کیجئے۔ اگر آپ مؤمن رہے تو فتح آپ ہی کی ہوگی لہٰذا گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ کَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْکُمْ
وَاَیْدِیَکُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَکَّةَ مِنْ
بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَکُمْ عَلَیْهِمْ ، وَکَانَ
اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ﴿۲۴﴾ هُمُ
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْکُمْ عَنِ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْیَ مَعْکُوْفًا
اَنْ یَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ، وَلَوْلَا رِجَالٌ
مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ
تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِیْبَکُمْ

مِنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيُدْخِلَ
اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ لَوْ
تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۲۵﴾

ترجمہ اور (اے ایمان والو) وہ اللہ ہی تھا جس نے عین (شہر) مکہ میں کافروں کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تم کو کافروں پر فتح دینے کے بعد تمہارے ہاتھ ان سے روک دئے اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ اسے دیکھ رہا تھا ﴿۲۴﴾ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا، تم کو مسجد حرام (جانے) سے روک دیا اور قربانی کے جانوروں کو بھی ان کی (مقررہ) جگہ پر پہنچنے سے روک دیا تو اگر مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں جن کو تم نہیں جانتے تھے اور جن کو تم (لاعلمی میں) پامال کر دیتے تو ان کی طرف سے تم کو نادانستہ نقصان پہنچ جاتا (مکہ میں نہ ہوتیں تو جنگ کرا کے اللہ ابھی تم کو غلبہ دے دیتا لیکن اسے تاخیر منظور تھی) تاکہ وہ جس کو چاہے (اسلام کی توفیق دے کر) اپنی رحمت میں داخل کرلے اور اگر (مکہ کے مسلم کہیں) علحدہ ہو گئے ہوتے تو پھر ان (مکہ والوں) میں سے جو کافر تھے ہم ان کو دردناک عذاب دیتے ﴿۲۵﴾

معانی ومصادر (اَظْفَرَ) اَظْفَرَ، یُظْفِرُ، اِظْفَارٌ (باب افعال) فتح یاب کرنا۔

(هَدْیٌ) هَدٰی، یَهْدِیْ، هَدَآءٌ (ض) دلہن کو دولہا کے پاس بھیجنا، آگے جانا (هَدْیٌ = قربانی)۔

(مَعْكُوْفًا) عَكَفَ، یَعْكُفُ، عَكْفٌ وعُكُوْفٌ (ض ون) اردگرد بیٹھنا، روکے رکھنا۔

(تَطَئُوْا) وَطِئَ، یَطَأُ، وَطْأٌ (س) روندنا، پامال کرنا۔

(مَعَرَّةٌ) اَعَرَّ، یُعِرُّ، اِعْرَارٌ (باب افعال) برابر ہونا (مَعَرَّةٌ = نقصان، امر قبیح، اذیت، گناہ، عیب)۔

(تَزَیَّلُوْا) تَزَیَّلَ، یَتَزَیَّلُ، تَزَیُّلٌ (باب تفعّل) (حروف اصلی ز ی ل) متفرق ہوجانا۔

شانِ نزول ان آیات کا شانِ نزول حضرت سلمہ بن اکوع رضی کی روایت سے صلا ۹۵ پر گذر چکا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ:۔

(۱) چار مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخانہ کلمات کہے اور حضرت سلمہ بن اکوع کو مشتعل کرنا چاہا۔ حضرت سلمہ کو غصہ تو آیا لیکن انہوں نے غصہ کو ضبط کر لیا اور ان چاروں سے کچھ نہ کہا۔ اس طرح انہوں نے صلح کو برقرار رکھا۔

(۲) کفار کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ ابن زنیم شہید کر دئے گئے۔ یہ اعلان بھی اشتعال انگیز تھا لیکن مسلمین نے ضبط کیا البتہ اس اعلان کے بعد حضرت سلمہ ان چار مشرکین کو جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کی تھی ہانکتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کچھ نہ کہا اور انہیں چھوڑ دیا۔ ان کا چھوڑ دینا گویا صلح کو برقرار رکھنا تھا۔

(۳) ستر مشرکین نے حملہ کا ارادہ کیا۔ حضرت عامر رضی نے ان پر قابو پا لیا اور ان کو ہانکتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بھی کچھ نہ کہا اور انہیں چھوڑ دیا۔

الغرض نہ ان چار مشرکین سے کسی قسم کی نبرد آزمائی ہوئی اور نہ ان ستر مشرکین سے کسی قسم کی لڑائی ہوئی۔ نہ مشرکین نے تلوار اٹھائی اور نہ مسلمین نے تلوار اٹھائی۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو بزدل بنا دیا اور وہ ہاتھ نہ اٹھا سکے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمین کو ضبط و تحمل کی توفیق دی لہٰذا انہوں نے مشرکین پر ہاتھ نہ اٹھایا بلکہ ان کو معاف کر دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ صلح باقی رہی اور صلح سے جو فوائد متوقعہ تھے وہ خاطر خواہ حاصل ہوئے۔ ان واقعات کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے آیات زیرِ تفسیر نازل فرمائیں۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَهُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْ) اور (اے ایمان والو) وہ اللہ ہی تھا جس نے عین (شہر) مکہ میں کافروں کے ہاتھ تم سے روک دئے اور تمہیں ان پر فتح دینے کے بعد تمہارے ہاتھ ان سے روک دئے۔

شانِ نزول سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین مسلمین پر حملہ کر کے صلح کو کالعدم کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مسلمین کے قابو میں کر دیا۔ یہ بھی ایک قسم کی فتح ہی تھی۔ مسلمین اگر چاہتے تو سب کو قتل کر دیتے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں ہونے دیا۔ اگر ایسا ہونے دیا جاتا تو صلح بے نتیجہ ہو کر رہ جاتی۔

الغرض وہ مشرکین مسلمین کو قتل نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا بزدل بنا دیا کہ وہ ایک مسلم کے مقابلہ میں ناکارہ ثابت ہوئے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین کو بھی مسلمین کے ہاتھوں قتل ہونے سے بچا لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہرصورت صلح کو قائم رکھنا چاہتے تھے لہٰذا آپ نے انہیں معاف کر دیا اور اس طرح صلح قائم رہی اور صلح سے جو فائدہ اسلام اور مسلمین کو پہنچنا تھا وہ پہنچ کر رہا (وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا)

اور (اے ایمان والو) جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ اسے دیکھ رہا تھا۔ اللہ دیکھ رہا تھا کہ کہیں تم سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہو جائے جس سے صلح کالعدم ہو جائے) (هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ) یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے (حق کا) انکار کیا تھا تم کو مسجد حرام جانے سے روک دیا تھا اور (صرف یہی نہیں بلکہ انہوں نے) قربانی کے جانوروں کو بھی ان کی (مقررہ) جگہ (جہاں انہیں قربان ہونا تھا) جانے سے روک دیا تھا (وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ) اور اگر مؤمن مرد اور مؤمنہ عورتیں جن کو تم نہیں جانتے تھے اور جن کو تم (لاعلمی میں) پامال کر دیتے تو ان کی طرف سے تم کو نادانستہ نقصان پہنچ جاتا (مکہ میں نہ ہوتیں تو اللہ تعالیٰ جنگ کرا کے تم کو ابھی غلبہ دے دیتا لیکن اس نے ایسا نہیں کیا اس لئے کہ اسے تاخیر منظور تھی)۔

مکہ معظمہ میں ابھی تک بہت سے مؤمنین رہائش پذیر تھے مندرجہ ذیل آیت میں انہی کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝

(النسآء ۔ ۷۵)

اور (اے ایمان والو) تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے راستہ میں ان بے بس (مسلم) مردوں، اور عورتوں اور بچوں کی خاطر (کافروں سے) جنگ نہیں کرتے جو اس طرح دعائیں کر رہے ہے کہ اے ہمارے رب ہمیں اس ظالم بستی سے نجات دے جہاں کے رہنے والے (ہم پر ظلم کر رہے ہیں)، ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی حامی بنا دے اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کوئی مددگار بنا دے۔

اسلامی فوج ان مؤمنین کو نہیں پہچانتی تھی لہٰذا اگر مؤمنین مکہ پر حملہ کرتے تو لاعلمی میں کفار کے ساتھ انہیں بھی قتل کر ڈالتے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں تھا کہ مکہ کے بے بس مؤمنین کسی قسم کا نقصان اٹھائیں لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مسلمین اور کفار دونوں کے ہاتھ روک دئے اور جنگ نہیں ہونے دی۔ اگر جنگ ہو جاتی تو اسلامی فوج کو مؤمنین کے قتل کرنے کے کفارہ میں غلام آزاد کرنے پڑتے اور یہ بلاوجہ کا نقصان تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے اسلامی فوج کو بچا لیا۔ اس کفارہ کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۔

(النسآء ۔ ۹۲)

تو جو شخص کسی مؤمن کو جس کا تعلق دشمن قوم سے ہو (غلطی سے قتل کر دے)، تو (اس کے کفارہ میں قاتل) ایک مؤمن غلام آزاد کرے۔

لڑائی کے روکنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس صلح کی مدت میں بعض کافروں کے ایمان لانے کا امکان تھا اور اللہ تعالیٰ کو تو علم تھا کہ اس مدت میں بعض لوگ ایمان لا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (لِیُدْخِلَ اللّٰهُ فِیْ رَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ) (ہم نے جنگ اس لئے نہیں ہونے دی) تاکہ اللہ جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے (یعنی جس کو چاہے صلح کی مدت میں ایمان کی توفیق دے کر رحمت کا مستحق بنا دے)۔

آگے فرمایا (لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا) (لیکن جنگ کو روکنے کی اصل وجہ وہی تھی کہ مکہ کے بے بس مسلم کہیں بلاوجہ کافروں کے ساتھ پامال نہ ہو جائیں ہاں) اگر وہ (یعنی مکہ کے بے بس مسلم کافروں سے) علیحدہ ہو گئے ہوتے تو ہم ان (اہل مکہ) میں سے جو کافر تھے ان کو دردناک عذاب دیتے (یعنی ان کو سختی کے ساتھ روند ڈالتے)۔

عمل

اے لوگو، ایمان لائیے۔ ایمان ہی نجات کا سبب ہے۔

اِذۡ جَعَلَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الۡحَمِیَّۃَ حَمِیَّۃَ الۡجَاہِلِیَّۃِ فَاَنۡزَلَ اللّٰہُ سَکِیۡنَتَہٗ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ وَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ اَلۡزَمَہُمۡ کَلِمَۃَ التَّقۡوٰی وَ کَانُوۡۤا اَحَقَّ بِہَا وَ اَہۡلَہَا ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا ﴿۲۶﴾

ترجمہ (اور) جب کافروں نے اپنے دلوں میں حمیّت کو جگہ دی یعنی (ایام) جاہلیت کی حمیت کو جگہ دی تو اللہ نے اپنے رسول پر اور مؤمنین پر اپنی تسلی نازل فرمائی اور ان کو تقوے کی بات پر جمائے رکھا اور وہ اس کے حقدار بھی تھے اور اہل بھی اور (اے رسول) اللہ تو (ہر وقت) ہر چیز سے واقف ہوتا ہے ﴿۲۶﴾

معانی ومصادر (حَمِیَّۃٌ) حَمِیَ، یَحۡمٰی، حَمِیَّۃٌ ومَحۡمِیَّۃٌ (س) گرم ہونا، عار ہونا۔
(حَمِیَّۃٌ = جوش غضب، عار، نخوت، مروءت)
(اَلۡزَمَ) اَلۡزَمَ، یُلۡزِمُ، اِلۡزَامٌ (باب افعال) واجب کرنا، ثابت اور قائم کرنا، جمائے رکھنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِذۡ جَعَلَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الۡحَمِیَّۃَ حَمِیَّۃَ الۡجَاہِلِیَّۃِ فَاَنۡزَلَ اللّٰہُ سَکِیۡنَتَہٗ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ وَعَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَاَلۡزَمَہُمۡ کَلِمَۃَ التَّقۡوٰی وَکَانُوۡۤا اَحَقَّ بِہَا وَاَہۡلَہَا) (اے ایمان والو، وہ وقت یاد کرو) جب کافروں نے اپنے دلوں میں حمیّت کو اور وہ

بھی (ایام) جاہلیت کی حمیت کو جگہ دی تو اللہ نے اپنے رسول پر اور مؤمنین پر سکون و تسلی نازل فرمائی (ان کے پیچ و تاب کو ٹھنڈا کیا) اور ان کو تقوے کی بات پر جمائے رکھا اور وہ اس کے اہل بھی تھے (غیظ و غضب کے عالم میں بھی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے منہ نہیں موڑا۔ دب کر صلح کرنا ان کی غیرت ایمانی کو چیلنج تھا پھر بھی انہوں نے اطاعت رسول کو ترجیح دی اور انتشار کو دعوت نہیں دی۔ تقوے نے ان کو کسی غلط بات پر نہیں ابھارا بلکہ وہ غصہ کو پی گئے اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا) (وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا) اور اللہ تو (ہر وقت) ہر چیز سے واقف ہوتا ہے (وہ کافروں کی حمیت کو بھی دیکھ رہا تھا اور ایمان والوں کے پیچ و تاب، صبر و تحمل اور جذبۂ اطاعت کو بھی دیکھ رہا تھا)۔

صلح حدیبیہ کا حال اوپر گذر چکا ہے اس میں کافروں کی حمیت جاہلیت کا بیان کیا گیا ہے۔ پہلی حمیت تو ان کی یہ تھی کہ صلحنامہ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھنے دی۔ دوسری حمیت یہ تھی کہ محمد رسول اللہ نہیں لکھنے دیا اور تیسری حمیت یہ تھی کہ ابو جندل کو نہیں چھوڑا باوجود اس کے کہ وہ صلح نامہ کی تکمیل سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آچکے تھے۔

غلط بات پر اپنی قوم یا اپنے قبیلہ کی حمایت کرنا جاہلیت کی خصلت ہے اور یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عُمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِعَصَبَةٍ أَوْ يَدْعُوا إِلَى عَصَبَةٍ أَوْ يَنْصُرُ عَصَبَةً فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ وَفِي رِوَايَةٍ لَيْسَ مِنْ أُمَّتِي (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ جزء ۲ ص ۱۳۵ و ص ۱۳۶)

جو شخص اندھے جھنڈے کے نیچے لڑے، (اپنے) خاندان کے لئے غصہ کرے (حالانکہ خاندان والے حق پر نہ ہوں) یا عصبیت کی دعوت دے یا خاندان کی مدد کرے (خواہ وہ ظالم ہی کیوں نہ ہوں تو اگر وہ قتل ہو جائے تو اس کا) قتل جاہلیت کا قتل ہوگا۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ "میری امت میں سے نہیں"۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ ثَابَ مَعَهُ نَاسٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ حَتّٰى كَثُرُوا وَكَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلٌ لَعَّابٌ فَكَسَعَ أَنْصَارِيًّا فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ غَضَبًا شَدِيدًا حَتّٰى تَدَاعَوْا وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا۔ اس وقت آپ کے پاس مہاجرین میں سے بہت سے لوگ جمع ہو گئے تھے۔ ان مہاجرین میں ایک آدمی ہنسی دل لگی بہت کرتا تھا اس نے ایک انصاری کے کولہے پر ہاتھ مارا۔ انصاری بہت طیش میں آیا۔ اس نے انصار کو (اپنی مدد کے لئے) پکارا۔ انصاری نے کہا اے انصار دوڑو اور مہاجر نے کہا

فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوَى اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ ثُمَّ قَالَ مَا شَأْنُهُمْ فَاُخْبِرَ بِكَسْعَةِ الْمُهَاجِرِيِّ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهَا فَاِنَّهَا خَبِيْثَةٌ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماینہی من دعوۃ الجاھلیۃ جزء ۲ ص ۲۲۳ وصحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب نصر الاخ ظالما او مظلوما جزء ۲ ص ۳۲۱)

اے مہاجرو دوڑو، یہ سنکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکل آئے اور فرمایا یہ جاہلیت کی پکار کیسی؟ پھر آپ نے پوچھا کہ قصہ کیا ہے؟ لوگوں نے بیان کیا کہ ایک مہاجر نے ایک انصاری کے کولہے پر ہاتھ مارا۔ آپ نے فرمایا ایسی پکار کو چھوڑ دو، یہ پکار خبیث پکار ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَنَا اٰمُرُكُمْ بِخَمْسٍ اَللّٰهُ اَمَرَنِىْ بِهِنَّ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْجِهَادِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجَمَاعَةِ فَاِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ اِلَّا اَنْ يُّرَاجِعَ وَمَنِ ادَّعٰى دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَاِنَّهُ مِنْ جُثٰى جَهَنَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنْ صَلّٰى وَصَامَ فَقَالَ وَاِنْ صَلّٰى وَصَامَ فَادْعُوْا بِدَعْوَى اللّٰهِ الَّذِىْ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ عِبَادَ اللّٰهِ (رواہ الترمذی وصححہ فی کتاب ابواب الامثال باب ماجاء مثل الصلوٰۃ والصیام والصدقۃ جزء ۲ ص ۲۹۶)

میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے (امیر کا حکم) سننا اور (اس کی) اطاعت کرنا، جہاد کرنا، ہجرت کرنا، جماعت (سے چمٹے رہنا) اس لئے کہ جو جماعت سے بالشت برابر بھی علٰحدہ ہوا اس نے اسلام کی رسی کو اپنی گردن سے نکال دیا یہاں تک کہ (توبہ کرے) اور پھر جماعت کی طرف لوٹے اور جس نے جاہلیّت کی پکار پکاری تو وہ جہنم کی آگ میں ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزے رکھے فرمایا اگرچہ وہ نماز پڑھے اور روزے رکھے لہذا تم اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے القاب ہی سے پکارو جس نے تمہارا نام مسلمین رکھا ہے یعنی مؤمنین، اللہ کے بندے (کے القاب سے پکارو)۔

عمل

اے لوگو، غلط بات پر اپنی قوم یا اپنے قبیلہ کی حمایت نہ کیا کیجئے۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا
بِالْحَقِّ ، لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ
اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ
رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ ،
فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ
دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿٢٧﴾ هُوَ
الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى
وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ
كُلِّهٖ ، وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿٢٨﴾

ترجمہ (اے ایمان والو) اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا تھا کہ اگر اللہ نے چاہا تو تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے اس حالت میں کہ تم امن وامان سے ہو گے اور تمہیں کسی قسم کا خوف نہ ہو گا، (تم میں بعض) اپنا سر منڈائیں گے اور (بعض) بال کتروائیں گے، اللہ کو تو معلوم ہے جو کچھ تم نہیں جانتے، بہرحال اللہ نے اس (فتح یعنی فتح مکہ) کے علاوہ تمہیں جلد ہی ایک فتح اور عنایت کردی ﴿۲۷﴾ (اور اے ایمان والو) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ اللہ اس (دین) کو تمام دینوں پر غالب کرے اور (اپنے رسول کی تصدیق کے لئے) اللہ ہی گواہ کافی ہے ﴿۲۸﴾

معانی و مصادر (اٰمِنِیْنَ) اَمِنَ، یَاْمَنُ، اَمْنٌ و اَمَنٌ و اَمَانٌ و اَمَنَۃٌ (س) مطمئن ہونا۔

(مُحَلِّقِیْنَ) حَلَّقَ، یُحَلِّقُ، تَحْلِیْقٌ (باب تفعیل) مونڈنا۔

(مُقَصِّرِیْنَ) قَصَّرَ، یُقَصِّرُ، تَقْصِیْرٌ (باب تفعیل) کم کرنا۔

(قَرِیْبًا) قَرُبَ، یَقْرُبُ، قُرْبٌ و قُرْبَانٌ (س) قریب ہونا۔

(یُظْھِرُ) اَظْھَرَ، یُظْھِرُ، اِظْھَارٌ (باب افعال) ظاہر کرنا، غالب کرنا، دوپہر کے وقت میں داخل ہونا۔

تفسیر صلح حدیبیہ کی طویل حدیث میں یہ گذر چکا ہے کہ حضرت عمرؓ صلح کے حق میں نہیں تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا۔

فَلِمَ نُعْطِی الدَّنِیَّۃَ فِیْ دِیْنِنَا۔ — ہم اپنے دین کے معاملہ میں کیوں اپنے کو ذلیل کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَلَسْتُ اَعْصِیْہِ وَھُوَ نَاصِرِیْ۔ — میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں اس کی نافرمانی نہیں کر سکتا، وہ میرا مددگار ہے۔

حضرت عمرؓ نے عرض کیا تھا:۔

اَوَلَیْسَ کُنْتَ تُحَدِّثُنَا اِنَّا سَنَاْتِی الْبَیْتَ فَنَطُوْفُ بِہٖ۔ — آپ نے فرمایا تھا ہم کعبے کے پاس پہنچیں گے اور طواف کریں گے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:۔

بَلٰی فَاَخْبَرْتُکَ اِنَّا نَاْتِیْہِ الْعَامَ۔ — کیوں نہیں (میں نے کہا تھا لیکن) کیا میں نے تم کو یہ کہا تھا کہ ہم اسی سال کعبہ جائیں گے۔

حضرت عمرؓ نے کہا تھا۔

لَا — (آپ نے یہ تو) نہیں (فرمایا تھا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

فَاِنَّکَ اٰتِیْہِ وَمُطَوِّفٌ بِہٖ (صحیح بخاری) — تم کعبے کے پاس (ایک دن) ضرور پہنچو گے اور

کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد[۳][۲۵۶]) اور اس کا طواف کرو گے۔

مندرجہ بالا گفتگو اور آیت زیر تفسیر کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا تھا کہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں، آپ نے اس خواب کو صحابہ سے بیان کیا اور طواف کعبہ کرنے کی پیشین گوئی فرمائی۔ حضرت عمر یہ سمجھے کہ ہم اسی سال طواف کریں گے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سال متعین نہیں فرمایا تھا۔ غرض یہ کہ مندرجہ بالا گفتگو کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس خواب اور اس کی تعبیر کی تائید کردی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ) (اے ایمان والو) اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا تھا (لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ) اگر اللہ نے چاہا تو تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہوگے اس حالت میں کہ تم امن وامان سے ہوگے اور تمہیں (کسی قسم کا) خوف نہیں ہوگا تم سر منڈاؤ گے اور بال کترا ؤ گے (یعنی تم میں سے بعض سر منڈوائیں گے اور بعض بال کتروائیں گے) (فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا) (بہرحال گھبراؤ نہیں) اللہ کو تو علم ہے جو کچھ تم نہیں جانتے (یعنی اللہ کو تو علم ہے کہ تم ضرور عمرہ کرو گے لیکن اس سال نہیں۔ اس سال) تو اللہ نے (تمہیں) عمرہ کے علاوہ ایک اور قریبی فتح یعنی صلح حدیبیہ عطاء فرمادی۔

صلح حدیبیہ کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح سے تعبیر کیا ہے۔ اس سلسلہ میں آیت اور حدیث گذر چکی ہیں۔

آگے فرمایا (هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا (اور صرف اس لئے مبعوث فرمایا) کہ (اس کے ذریعہ) اس (دین حق) کو تمام دینوں پر غالب کرے (وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا) اور (رسول کی حقانیت پر) اللہ ہی گواہ کافی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں:۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰى تُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰى فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُ لَاَظُنُّ حِيْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ اَنَّ ذٰلِكَ تَامًّا قَالَ اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ مِنْ ذٰلِكَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ

میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات اور دن ختم نہیں ہوں گے جب تک لات اور عزیٰ کی پھر پرستش نہ کی جائے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں تو سمجھتی تھی جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کرے چاہے مشرکین کو یہ ناگوار ہی کیوں نہ گذرے" کہ یہ وعدہ پورا ہونے

رِيحًا طَيِّبَةً فَتَوَفَّى كُلَّ مَنْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِّنْ إِيمَانٍ فَيَبْقَى مَنْ لَّا خَيْرَ فِيهِ فَيَرْجِعُونَ إِلَى دِينِ آبَائِهِمْ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتى تعبد دوس ذا الخلصة جز ۲۰ ص۵۶)

والا ہے آپ نے فرمایا ایسا ہو گا جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہے۔ پھر اللہ تعالےٰ پاکیزہ ہوا بھیجے گا جس کی وجہ سے ہر وہ شخص جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا مر جائے گا اور وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جن میں کوئی بھلائی نہیں ہوگی پھر وہ لوگ اپنے باپ دادا کے دین پر لوٹ جائیں گے۔

صلح حدیبیہ دب کر کی گئی، اس سے ایمان والوں کے دلوں میں ایک قسم کی مایوسی جگہ پکڑ سکتی تھی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دین حق کے غلبہ کی خبر دے کر اس مایوسی کے امکان کو بھی ختم کر دیا۔ ہو سکتا تھا کہ صلح حدیبیہ پر نظر رکھ کر کوئی شخص یہ گمان کر لیتا کہ یہ دین غالب نہیں آئے گا اللہ تعالیٰ نے پیشین گوئی فرما دی کہ یہ دین ضرور غالب ہو گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بھیجا اسی لئے ہے کہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب کرے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ پورا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ پورا ہو کر رہے گا خواہ بظاہر حالات کیسے ہی ناسازگار کیوں نہ نظر آئیں۔

صلح حدیبیہ کو فتح مبین کا نام دینا ہی تمام شکوک اور شبہات کے دور کرنے کے لئے کافی تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس ہی پر اکتفا نہیں کی بلکہ ایمان والوں کے دلوں کو اور زیادہ مضبوط اور مطمئن کرنے کے لئے یہ خوشخبری بھی سنا دی کہ یہ دین حق غالب ہو کر رہے گا۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے دلوں میں سکون و اطمینان پیدا کر دیا۔ ان کی ہمت بڑھ گئی اور وہ استقامت کے ساتھ آگے بڑھتے رہے اور بالآخر وہ وقت آیا کہ فتح نے ان کے قدم چومے اور فوج در فوج لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ۝ (اذا جاء نصر اللہ والفتح ۔ ۲،۱)

(اے رسول) جب اللہ کی (طرف سے) مدد اور فتح آگئی اور آپ نے دیکھ لیا کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، مایوس نہ ہوا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی خبریں جھوٹی نہیں ہو سکتیں۔ اللہ تعالیٰ کی خبروں پر ایمان رکھیئے اور یہ یقین رکھیئے کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کریں گے تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی مدد کرے گا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، وَالَّذِيْنَ

مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ

بَيْنَهُمْ ، تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا

يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ

رِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ

مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ، ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ

فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ،

كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ

فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ

يُعۡجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيۡظَ بِهِمُ الۡكُفَّارَ ۚ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنۡهُمۡ مَّغۡفِرَةً وَّاَجۡرًا عَظِيۡمًا ﴿٢٩﴾

ترجمہ محمد اللہ کے رسول ہیں (انہی کے ذریعہ دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرنا ہمارے مدنظر ہے) اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں، آپس میں رحمدل ہیں (اے رسول) آپ ان کو دیکھیں گے کہ (کبھی) رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجدہ کر رہے ہیں، (اور) اللہ کے فضل اور اس کی رضاء کے (ہمہ اوقات) متلاشی رہتے ہیں۔ ان کی علامت یہ ہے کہ ان کے چہروں پر سجدے کے نشان پڑ گئے ہیں، ان کے یہ اوصاف توریت میں بھی (مذکور) ہیں اور انجیل میں بھی (مذکور) ہیں، (ان کی مثال ایسی ہے) جیسے کھیتی۔ جس نے (پہلے) اپنی سوئی نکالی، پھر اس کو قوت دی، پھر وہ موٹی ہوئی اور اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی اور کسانوں کی خوشی کا باعث بن گئی (اسی طرح اللہ اپنے رسول کے اصحاب کو رفتہ رفتہ مضبوط کر دیگا)، تاکہ (وہ اپنی قوت سے) کافروں کو غیظ و غضب میں مبتلا کریں، ان میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے اللہ کا مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہے ﴿٢٩﴾

معانی و مصادر (اَشِدَّآءُ) شَدَّ، يَشُدُّ، شَدٌّ (ن) بلند ہونا، قوی کرنا، مضبوط گرہ لگانا۔
(اَشِدَّآءُ = شَدِيۡدٌ کی جمع، بہادر، مضبوط، بلند)۔

(اَثَرٌ) اَثَرَ، يَاۡثُرُ، اَثۡرًا و اَثَارَةً و اُثۡرَةً (ن و ض) نقل کرنا، عزت کرنا۔

(سِيۡمَا) سِيۡمَاءُ، علامت۔

(مَثَلٌ) مَثُلَ، يَمۡثُلُ، مُثُوۡلٌ (ك) مثل ہونا (مَثَلٌ = اوصاف، حالت)۔

(زَرۡعٌ) زَرَعَ، يَزۡرَعُ، زَرۡعٌ (ف) اگانا، کھیتی کرنا، بونا (زُرَّاعٌ = زَارِعٌ کی جمع، کسان)۔

(شَطْأَہٗ) شَطَأَ، یَشْطَأُ، شُطُوْءٌ وشَطْأٌ (ف) سوئی نکالنا (شَطْأٌ- سوئی)۔
(اٰزَرَ) اٰزَرَ، یُؤَازِرُ، مُؤَازَرَۃٌ (باب مفاعلہ) قوت دینا، مدد کرنا۔
(اِسْتَغْلَظَ) اِسْتَغْلَظَ، یَسْتَغْلِظُ، اِسْتِغْلَاظٌ (باب استفعال) سخت پانا، سخت ہونا۔
(اِسْتَوٰی) اِسْتَوٰی، یَسْتَوِیْ، اِسْتِوَاءٌ (باب افتعال) سیدھا ہو جانا، جوانی کو پہنچنا۔
(سُوْقٌ) سُوْقٌ = سَاقٌ کی جمع، تنہ، پنڈلیاں۔
(یَغِیْظُ) غَاظَ، یَغِیْظُ، غَیْظٌ (ض) غصہ دلانا۔

تفسیر اوپر ذکر تھا کہ اللہ تعالیٰ نے دین حق کو غالب کرنے کے لئے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا ہے۔ آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ) محمد اللہ کے رسول ہیں (یہی وہ رسول ہیں جن کے ذریعہ دین اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا لہذا ان کی ناکامی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ ضرور غالب ہوں گے اور دین اسلام کو غالب کر کے ہی دنیا سے جائیں گے۔ بالآخر وہ وقت آیا کہ کافر سرنگوں ہو گئے، ادیان باطلہ مغلوب ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِ، اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (المائدۃ - ۳)	اب کافر تمہارے دین (کو ناکام کرنے) سے مایوس ہو چکے ہیں تو ان سے نہ ڈرو، بس مجھ سے ڈرتے رہو، آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا، اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

آگے فرمایا (وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ) اور جو لوگ ان کے (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت ہیں، آپس میں (ایک دوسرے کے ساتھ) بڑے رحیم ہیں (یعنی سختی کرتے ہیں کفار پر، نرمی کرتے ہیں ایمان والوں کے ساتھ۔ میدان جنگ میں کفار کو زیر و زبر کر دیتے ہیں، ایمان والوں کے ساتھ رحم و کرم کا برتاؤ کرتے ہیں، ان کی دشمنی کفار سے ہے۔ ان کی دوستی ایمان والوں سے ہے (تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا) (اے رسول) آپ ان کو دیکھیں گے کہ (کبھی) رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجدہ کر رہے ہیں (ان کے اوقات زیادہ تر نماز میں گذرتے ہیں) (یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا) اور وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضاء کے متلاشی رہتے ہیں (سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ) ان کی علامت یہ ہے کہ ان کے چہروں (یعنی پیشانیوں) پر سجدوں کے نشان پڑ گئے ہیں (ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ) ان کے یہ اوصاف توریت میں بھی (مذکور) ہیں اور انجیل میں بھی مذکور ہیں (کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ) (ان کی مثال ایسی ہے) جیسے کھیتی جس نے (پہلے) اپنی سوئی نکالی، پھر اس کو قوت دی، پھر

وہ موٹی ہوئی اور اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی (يُعۡجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيۡظَ بِهِمُ الۡكُفَّارَ) (اور) کسانوں کی خوشی کا باعث بن گئی (اسی طرح اللہ اپنے رسول کے اصحاب کو رفتہ رفتہ مضبوط اور طاقتور کرے گا) تاکہ وہ (اپنی قوت سے) کافروں کو غیظ و غضب میں مبتلا کریں (یعنی کافران کی قوت و حشمت کو دیکھ کر غیظ و غضب میں جلتے بھنتے رہیں) (وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنۡهُمۡ مَّغۡفِرَةً وَّاَجۡرًا عَظِيۡمًا) ان میں سے جو لوگ (سچے دل سے) ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے اللہ کا مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہے۔

آیت کے آخری الفاظ سے اللہ تعالیٰ نے اصحاب سے ان لوگوں کو نکال دیا جو ایمان نہیں لاتے لیکن زبان سے محض منافقانہ طور پر زبان کا اقرار کرتے ہیں۔

آیت زیر تفسیر میں صحابہ کرام کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے :۔

① کافروں پر سخت۔
② ایمان والوں کے ساتھ رحیم
③ رکوع و سجود میں مشغول
④ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضاء کے متلاشی
⑤ ان کی پیشانیوں پر سجدوں کے نشانات
⑥ ان کا ذکر توریت میں بھی ہے اور انجیل میں بھی
⑦ ان کی ترقی اس طرح رفتہ رفتہ ہو گی جس طرح کھیتی اگتی ہے۔ پہلے بیج سے سوئی نکلتی ہے، پھر وہ سوئی قوت حاصل کر کے اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو جاتی ہے، ایسے ہی ان کی ابتدائی حالت سوئی کی طرح کمزور ہو گی پھر آہستہ آہستہ قوی ہو جائے گی اور اتنی قوی ہو جائے گی کہ کفار ان کو دیکھ کر پیچ و تاب کھائیں گے لیکن کچھ نہیں کر سکیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پھر ایک بار صحابہ کرام کو تسلی دی۔ دب کر صلح کرنے کے سلسلہ میں جو غم اور غصہ ان کو تھا اسے اس طرح کہ کر دور کر دیا کہ (گھبراؤ نہیں) رفتہ رفتہ وہ وقت آنے والا ہے کہ تم مضبوط ہو جاؤ گے اور تمہاری قوت دیکھ کر کفار حسد کی آگ میں جلیں گے اور عاجز اور درماندہ ہو کر رہ جائیں گے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ پیشانیوں پر سجدوں کے نشانات اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ رَحۡمَةً مَنۡ اَرَادَ مِنۡ اَهۡلِ النَّارِ اَمَرَ اللّٰهُ الۡمَلٰٓئِكَةَ اَنۡ يُّخۡرِجُوۡا مَنۡ كَانَ يَعۡبُدُ اللّٰهَ فَيُخۡرِجُوۡنَهُمۡ وَيَعۡرِفُوۡنَهُمۡ بِاٰثَارِ السُّجُوۡدِ وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ اَنۡ

جب اللہ تعالیٰ دوزخیوں میں سے جن لوگوں پر رحم کرنا چاہے گا تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا اس کو نکال لو فرشتے ایسے لوگوں کو نکال لیں گے۔ وہ ان کو سجدوں

تَاكُلُ اَثَرَ السُّجُوْدِ۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فضل السجود جزء اول ص۲۰۳ و صحیح مسلم کتاب الایمان باب معرفۃ طریق الرؤیۃ جزء اول ص۹۲)

کے نشانات سے پہچان لیں گے کیونکہ سجدوں کے نشانات کا کھانا اللہ نے دوزخ پر حرام کر دیا ہے۔

قرآن مجید اور احادیث میں صحابۂ کرام کے اور بھی بہت سے فضائل مذکور ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ (التوبۃ - ۱۰۰)

اور (اے رسول) جن لوگوں نے مہاجرین اور انصار میں سے (ایمان لانے میں) سبقت اور پہل کی اور وہ لوگ جنہوں نے بحسن و خوبی ان کی پیروی کی ان (سب) سے اللہ راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں، اللہ نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے (اور) یہ (بہت) بڑی کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۚ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۚ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ○ (الحدید - ۱۰)

جن لوگوں نے تم میں سے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور جنگ کی وہ (بعد میں خرچ کرنے والوں اور جنگ کرنے والوں کے) برابر نہیں ہو سکتے۔ یہ لوگ ان لوگوں سے جنہوں نے (فتح مکہ کے) بعد خرچ کیا اور جنگ کی درجہ میں بہت زیادہ ہیں اور (ویسے تو) اللہ نے سب ہی سے اجر و ثواب کا وعدہ کر رکھا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے (بخوبی) واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۚ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ○ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

لیکن (یہ تو) اللہ (کا احسان ہے کہ اس) نے ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا ہے اور تمہارے دلوں میں اس کو زینت دے دی ہے اور کفر، فسق اور نافرمانی سے تم کو متنفر کر دیا ہے، ایسے

حَکِیۡمٌ ○

(الحجرات - ۷و۸)

ہی لوگ ہدایت پر ہوتے ہیں۔ (یہ ہدایت) اللہ کے فضل و احسان سے (ہی ملتی ہے) اور اللہ علم والا، حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ یُبَایِعُوۡنَکَ تَحۡتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ فَاَنۡزَلَ السَّکِیۡنَۃَ عَلَیۡہِمۡ وَ اَثَابَہُمۡ فَتۡحًا قَرِیۡبًا ○

(الفتح - ۱۸)

(اور اے رسول) جب مؤمنین ایک درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے (تو اللہ کو یہ بات بہت پسند آئی) اللہ ان مؤمنین سے راضی ہو گیا، اللہ کو ان کے عمل سے بھی معلوم ہو گیا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا (وہ جذبۂ صادق تھا)، پھر اللہ نے ان پر تسلی نازل فرمائی اور (مستقبل) قریب میں انہیں (کافروں پر) فتح عنایت کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لٰکِنِ الرَّسُوۡلُ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَہٗ جٰہَدُوۡا بِاَمۡوَالِہِمۡ وَ اَنۡفُسِہِمۡ ؕ وَ اُولٰٓئِکَ لَہُمُ الۡخَیۡرٰتُ ۫ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ○

(التوبۃ - ۸۸)

لیکن رسول اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے اپنے مالوں سے بھی جہاد کرتے رہے اور اپنی جانوں سے بھی جہاد کرتے رہے، انہی کے لئے (دنیا اور آخرت میں) بھلائیاں ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ اِذۡ کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا

(آل عمران - ۱۰۳)

اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی وہ یہ کہ ایک وقت وہ تھا کہ تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے، اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، پھر تم اللہ کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذۡ جَعَلَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الۡحَمِیَّۃَ حَمِیَّۃَ الۡجَاہِلِیَّۃِ فَاَنۡزَلَ اللّٰہُ سَکِیۡنَتَہٗ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ وَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ اَلۡزَمَہُمۡ کَلِمَۃَ التَّقۡوٰی وَ کَانُوۡۤا اَحَقَّ بِہَا وَ اَہۡلَہَا ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا ○ (الفتح - ۲۶)

(اور) جب کافروں نے اپنے دلوں میں حمیت کو یعنی (ایام) جاہلیت کی حمیت کو جگہ دی تو اللہ نے اپنے رسول پر اور مؤمنین پر اپنی تسلی نازل فرمائی اور ان کو تقوے کی بات پر جمائے رکھا اور وہ اس کے حق دار بھی تھے اور اہل بھی اور (اے رسول)

اللہ کو تو ہر (وقت ہر) چیز کا علم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ○ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ○

(الاحزاب - ۲۲ و ۲۳)

اور جب مؤمنین نے (کافروں کی) فوجوں کو دیکھا تو کہنے لگے یہ تو وہی ہے جس کے متعلق اللہ اور اس کے رسول نے ہمیں پہلے ہی خبر دے دی تھی اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا۔ اس منظر کو دیکھ کر وہ ڈگمگائے نہیں بلکہ (اس) سے ان کے ایمان اور اطاعت میں اور زیادتی ہوگئی۔ مؤمنین میں (بہت سے ایسے) آدمی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھایا تو ان میں سے بعض (تو ایسے ہیں جنہوں) نے اپنی نذر پوری کر دی اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو (اپنی نذر پورا کرنے کا) انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے (اپنی نیت اور اپنے ارادہ میں) ذرا سی بھی تبدیلی نہیں کی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ○

(النور - ۳۷)

وہ لوگ جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کا ذکر کرنے، نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی، وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس دن دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيَقُوْلُوْنَ فِيْكُمْ مَّنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيْكُمْ مَّنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ

ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا کہ لوگوں کے گروہ در گروہ جہاد کریں گے۔ وہ (آپس میں) کہیں گے تم میں کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہے۔ وہ کہیں گے ہاں ہے (پھر اس کی برکت سے ان کو اللہ کی طرف سے) فتح دی جائے گی۔ پھر ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا کہ لوگ گروہ در گروہ جہاد کریں گے۔ وہ (آپس میں) کہیں گے تم میں

ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُو فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَيُقَالُ هَلْ فِيكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيُفْتَحُ لَهُمْ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۵ صـ۲ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضل الصحابة جزء ۲ صـ۱۰۷)

کوئی ایسا ہے جو کسی صحابی کی صحبت میں رہا ہو۔ وہ کہیں گے ہاں ہے پھر ان کو (اس کی برکت سے) فتح دی جائے گی۔ پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگوں کے گروہ در گروہ جہاد کریں گے وہ (آپس میں)، کہیں گے تم میں کوئی ایسا آدمی ہے جو ایسے شخص کی صحبت میں رہا ہو جو صحابی کی صحبت میں رہا ہو وہ کہیں گے ہاں ہے۔ پھر ان کو فتح دی جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۵ صـ۳ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضل الصحابة جزء ۲ صـ۱۰۷)

میرے زمانہ کے لوگ سب سے اچھے ہیں پھر جو ان کے بعد ہوں گے پھر جو ان کے بعد ہوں گے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضؓ فرماتے ہیں:۔

صَلَّيْنَا الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُلْنَا لَوْ جَلَسْنَا حَتَّى نُصَلِّيَ مَعَهُ الْعِشَاءَ قَالَ فَجَلَسْنَا فَخَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ مَا زِلْتُمْ هٰهُنَا قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّيْنَا مَعَكَ الْمَغْرِبَ ثُمَّ قُلْنَا نَجْلِسُ حَتَّى نُصَلِّيَ مَعَكَ الْعِشَاءَ قَالَ أَحْسَنْتُمْ أَوْ أَصَبْتُمْ قَالَ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَكَانَ كَثِيرًا مِمَّا يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ (صحیح مسلم کتاب الفضائل

ہم نے مغرب کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی پھر ہم نے کہا اگر ہم بیٹھے رہیں یہاں تک کہ عشاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھیں (تو بہتر ہوگا) پھر ہم بیٹھے رہے۔ (اسی اثناء میں) آپ باہر تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا تم یہیں بیٹھے رہے؟ ہم نے عرض کیا جی ہاں، اے اللہ کے رسول ہم نے آپ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی پھر ہم نے سوچا اگر ہم بیٹھے رہیں یہاں تک کہ عشاء کی نماز بھی آپ کے ساتھ پڑھیں (تو بہتر ہو گا) آپ نے فرمایا تم نے اچھا کیا پھر آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور اکثر آپ اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے پھر فرمایا تارے آسمان کے لئے امان (کا سبب) ہیں، جب تارے

باب بیان ان بقاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم امان لاصحابہ جزء ۲ صلاہ)

ٹوٹ جائیں گے تو آسمان پر وہ چیز آجائے گی جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور میں اپنے اصحاب کے لئے امان (کا سبب) ہوں جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب پر وہ چیز آجائے گی جس کا وعدہ ان سے کیا گیا ہے اور میرے اصحاب میری امت کے لئے امان (کا سبب) ہیں جب میرے اصحاب چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ چیز آجائے گی جس کا وعدہ ان سے کیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْاَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَّا اَدْرَكَ مُدَّ اَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیْفَہٗ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب تحریم سب الصحابہ رضی اللہ عنہم جزء ۲ صلاہ)

میرے اصحاب کو برا نہ کہنا، میرے اصحاب کو برا نہ کہنا، قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ (اجر میں) ان کے مد یا آدھے مد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔

عمل

اے ایمان والو، صحابۂ کرام کی طرح آپ بھی (دشمنان دین) کفار پر سختی اور مؤمنین کے ساتھ رحم و کرم کا برتاؤ کیا کیجئے، کثرت سے نفل نماز پڑھا کیجئے، اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضاء کے متلاشی رہا کیجئے، کوئی کام ایسا نہ کیجئے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہو، اپنی ترقی کی سست رفتار سے مایوس نہ ہوئیے، ایمان والے آہستہ آہستہ ترقی کر کے ہی کمال کو پہنچتے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۂ حجرات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

بہت مہربان، نہایت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ
یَدَیِ اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ
اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۱﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ
اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ
صَوۡتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجۡہَرُوۡا لَہٗ
بِالۡقَوۡلِ کَجَہۡرِ بَعۡضِکُمۡ لِبَعۡضٍ

اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُكُمۡ وَ اَنۡتُمۡ
لَا تَشۡعُرُوۡنَ ۝۲ اِنَّ الَّذِيۡنَ يَغُضُّوۡنَ
اَصۡوَاتَهُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيۡنَ امۡتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ
لِلتَّقۡوٰى ؕ لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ
عَظِيۡمٌ ۝۳ اِنَّ الَّذِيۡنَ يُنَادُوۡنَكَ
مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَكۡثَرُهُمۡ
لَا يَعۡقِلُوۡنَ ۝۴ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ صَبَرُوۡا
حَتّٰى تَخۡرُجَ اِلَيۡهِمۡ لَكَانَ خَيۡرًا

لَّهُمْ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑤

ترجمہ اے ایمان والو، اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سننے والا، جاننے والا ہے ① اے ایمان والو، اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے اونچا نہ کیا کرو اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو نبی سے اس طرح زور سے نہ بولا کرو (کہیں ایسا نہ ہو) کہ تمہارے سارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو ② بے شک جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقوے کے لئے آزما لیا ہے، ان کے لئے مغفرت بھی ہے اور اجر عظیم بھی ③ (اور اے رسول) جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر ناسمجھ ہیں ④ اور (اے رسول) اگر وہ آواز نہ دیتے اور صبر (کے ساتھ انتظار) کرتے یہاں تک کہ آپ خود نکل کر ان کے پاس آتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا، (اللہ نے ان کی گذشتہ غلطی کو معاف کر دیا اس لئے کہ) اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ⑤

معانی و مصادر (تَحْبَطُ) حَبِطَ، يَحْبَطُ، حَبْطٌ، حُبُوْطٌ (س) ضائع ہونا۔ رائیگاں ہونا۔

شانِ نزول حضرت عبد اللہ بن الزبیر فرماتے ہیں:۔

اَنَّهٗ قَدِمَ رَكْبٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدٍ وَقَالَ عُمَرُ بَلْ اَمِّرِ الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ مَا اَرَدْتَّ اِلٰى اَوْ اِلَّا خِلَافِيْ فَقَالَ عُمَرُ مَا اَرَدْتُّ خِلَافَكَ فَتَمَارَيَا حَتّٰى ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَ فِيْ ذٰلِكَ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ حَتّٰى انْقَضَتِ الْاٰيَةُ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر الحجرات ۶/۱۴۲-۱۶۱)۔

بنی تمیم کے کچھ سوار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا، بنی تمیم کا سردار قعقاع بن معبد کو بنا دیجئے۔ حضرت عمر نے عرض کیا نہیں اقرع بن حابس کو سردار بنا دیجئے۔ حضرت ابوبکر نے کہا: تمہارا کوئی مقصد نہیں سوائے اس کے کہ مجھ سے اختلاف کرو۔ حضرت عمر نے کہا نہیں میرا مقصد اختلاف کرنا نہیں ہے۔ غرض یہ کہ دونوں میں تکرار ہوئی اور دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الاٰية۔

تفسیر آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے آداب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم دی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ، اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ) اے ایمان والو، اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو، اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے یعنی جب تک اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات دریافت نہ کریں اس وقت تک اس بات کے سلسلہ میں کچھ نہ بولا کرو، جو احکام اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دیئے ہیں ان کے آگے نہ بڑھو، ان میں اضافہ نہ کرو، دین بس اسی کو سمجھو جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ فِیْہِ فَھُوَ رَدٌّ (صحیح بخاری کتاب الصلح باب اذا اصطلحوا علی صلح جور جزء۳ ص۲۴۱ و صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب من نقض الاحکام الباطلۃ ورد محدثات الامور جزء۲ ص۶۳)

جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی بات نکالی جو اس میں (پہلے سے موجود) نہ ہو وہ بات مردود ہے۔

(یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ) (اور) اے ایمان والو، اپنی آواز کو نبی کی آواز سے اونچا نہ کیا کرو (وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ) اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو نبی سے اس طرح زور سے نہ بولا کرو (کہیں ایسا نہ ہو) کہ تمہارے (سارے) اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو (اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی) بے شک جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقوے کے لئے آزمایا ہے (یعنی جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں وہ واقعی تقوے والے ہیں، وہ واقعی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں) (لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ) ان کے لئے مغفرت بھی ہے اور اجر عظیم بھی۔

آگے فرمایا (اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ) اور (اے رسول) جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر ناسمجھ ہیں (وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ ، وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ) اور (اے رسول) اگر وہ آواز نہ دیتے اور صبر کے ساتھ انتظار کرتے یہاں تک کہ آپ خود (حجروں سے باہر) نکل کر ان کے پاس آتے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا (اللہ نے ان کی غلطی کو معاف کر دیا اس لئے کہ) اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت

رحم کرنے والا ہے۔

آداب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم دیتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

(الاعراف۔ ۱۵۷)

(میں اپنی رحمت ان لوگوں کے لئے لکھوں گا) جو رسول، نبی امی کی پیروی کریں گے جن کی بشارت اور جن کے ذکر جمیل) کو وہ اپنے ہاں توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، جو انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، جو پاکیزہ چیزیں ان کے لئے حلال قرار دیتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام کرتے ہیں اور جو ان (کی پیٹھوں) کے بوجھ اور ان (کی گردنوں) کے طوق ان سے اتار کر پھینک رہے ہیں، الغرض جو لوگ ان پر ایمان لائے، ان کا احترام کیا، ان کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو ان پر نازل کیا گیا ہے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓي اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۗءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاۗءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

(النور۔ ۶۲، ۶۳)

مؤمن تو وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب وہ ایسے کام کے سلسلہ میں جس میں لوگوں کے جمع ہونے کی ضرورت ہے رسول کے پاس ہوتے ہیں تو (وہاں سے) نہیں جاتے جب تک رسول سے اجازت نہ لے لیں۔ (اے رسول) جو لوگ آپ سے اجازت لیتے ہیں یہی لوگ (درحقیقت) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں تو (اے رسول) جب یہ اپنے کسی کام کے لئے آپ سے اجازت مانگیں تو آپ ان میں سے جس کو چاہیں اجازت دے دیں اور (اے رسول) آپ ان کے لئے بخشش کی دعا کیا کریں بے شک اللہ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ (اے ایمان والو) رسول کے بلانے کو ایسا نہ

سمجھو جیسا تمہارا آپس میں ایک دوسرے کو بلانا، اللہ ان لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں چھپ کر چپکے سے کھسک جاتے ہیں، تو جو لوگ رسول کے حکم (یا فعل) کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیے کہ کہیں وہ کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں یا ان پر کوئی دردناک عذاب نہ نازل ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ، وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ○

(النور - ۵۱ و ۵۲)

مومنین کی شان تو یہ ہونی چاہیئے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تو وہ کہیں کہ ہم نے سن لیا اور ہم اطاعت کریں گے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور جو شخص اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس (کی نافرمانی) سے بچتا رہے تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ، وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا ○

(الاحزاب - ۳۶)

کسی مومن اور کسی مومنہ کے لئے یہ زیبا نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو اس بات کے سلسلہ میں انہیں کوئی اختیار باقی رہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے آگے نہ بڑھیئے، شریعت سازی نہ کیجئے۔ جتنا بتا دیا ہے بس اتنا ہی کرتے رہیئے۔

اے ایمان والو، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے مقابلہ میں بے ادبی کا مظاہرہ نہ کیجئے۔ احادیث کو خاموشی سے سنیئے اور عمل کیجئے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ
فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا
قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا
فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ⑥ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ
فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ
فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ
اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ
زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ
الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ

هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

ترجمہ اے ایمان والو، اگر تمہارے پاس فاسق کوئی خبر لائے تو (اس کی خوب) تحقیق کر لیا کرو (ایسا نہ ہو) کہ لاعلمی میں تم کسی قوم پر جا پڑو (بعد میں) تمہیں اپنے فعل پر نادم ہونا پڑے ۝ اور (اے ایمان والو، اس بات کو اچھی طرح) جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں، اگر وہ بہت سی باتوں میں تمہارا کہنا مان لیا کریں تو تم مشقت میں پڑ جاؤ لیکن (یہ تو) اللہ (کا احسان ہے کہ اس) نے ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا ہے اور تمہارے دلوں میں اس کو زینت دے دی ہے اور کفر، فسق اور نافرمانی سے تم کو متنفر کر دیا ہے، ایسے ہی لوگ ہدایت پر ہوتے ہیں ۝ (یہ ہدایت) اللہ کے فضل و احسان سے (ہی ملتی ہے) اور اللہ علم والا، حکمت والا ہے ۝

معانی و مصادر

(نٰدِمِیْنَ) نَدِمَ، یَنْدَمُ، نَدَمٌ و نَدَامَةٌ (س) نادم ہونا۔

(عَنِتُّمْ) عَنِتَ، یَعْنَتُ، عَنَتٌ (س) مشقت میں پڑ جانا، ہلاک ہونا۔

(فُسُوْقٌ) (فَاسِقٌ) فَسَقَ، یَفْسُقُ، فِسْقٌ و فُسُوْقٌ (ن، ض، ک) طریق حق سے نکل جانا، برا کام کرنا۔

(حَبَّبَ) حَبَّبَ، یُحَبِّبُ، تَحْبِیْبٌ (باب تفعیل) محبت دینا۔

(کَرَّهَ) کَرَّهَ، یُکَرِّهُ، تَکْرِیْهٌ (باب تفعیل) ناپسندیدہ کر دینا۔

(عِصْیَانٌ) عَصٰی، یَعْصِیْ، عَصْیٌ، مَعْصِیَةٌ (ض) نافرمانی کرنا (عِصْیَانٌ = نافرمانی)۔

(رّٰشِدُوْنَ) رَشَدَ، یَرْشُدُ، رُشْدٌ و رَشَادٌ (ن) ہدایت پانا۔

شانِ نزول حضرت حارث ابن ضرار فرماتے ہیں:۔

قَدِمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِیْ اِلَی الْاِسْلَامِ فَدَخَلْتُ فِیْهِ وَاَقْرَرْتُ فَدَعَانِیْ اِلَی الزَّکٰوةِ فَاَقْرَرْتُ بِهَا وَقُلْتُ اَرْجِعُ اِلٰی قَوْمِیْ

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے اسلام کی دعوت دی۔ میں اسلام میں داخل ہو گیا۔ پھر آپ نے مجھے زکوٰۃ کی طرف بلایا، میں نے اس (کے ادا کرنے)

فَادْعُوهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَدَاءِ الزَّكٰوةِ
فَمَنِ اسْتَجَابَ لِي جَمَعْتُ زَكَاتَهُ فَيُرْسِلُ
إِلَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِبَّانِ
كَذَا وَكَذَا لِيَأْتِيَكَ مَا جَمَعْتُ مِنَ الزَّكٰوةِ
فَلَمَّا جَمَعَ الْحَارِثُ الزَّكَاةَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لَهُ
وَبَلَغَ الْإِبَّانَ الَّذِي أَرَادَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَبْعَثَ إِلَيْهِ احْتُبِسَ عَلَيْهِ
الرَّسُولُ فَلَمْ يَأْتِهِ فَظَنَّ الْحَارِثُ أَنَّهُ قَدْ
حَدَثَ فِيهِ سَخْطَةٌ مِنَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَ
رَسُولِهِ فَدَعَا بِسَرَوَاتِ قَوْمِهِ فَقَالَ لَهُمْ
إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
وَقَّتَ لِي وَقْتًا يُرْسِلُ إِلَيَّ رَسُولَهُ لِيَقْبِضَ
مَا كَانَ عِنْدِي مِنَ الزَّكَاةِ وَلَيْسَ مِنْ
رَسُولِ اللهِ الْخُلْفُ وَلَا أَرَى حَبْسَ رَسُولِهِ
إِلَّا مِنْ سَخْطَةٍ كَانَتْ فَانْطَلِقُوا فَنَأْتِيَ
رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعَثَ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلِيدَ
ابْنَ عُقْبَةَ إِلَى الْحَارِثِ لِيَقْبِضَ مَا كَانَ عِنْدَهُ
مِمَّا جَمَعَ مِنَ الزَّكَاةِ فَلَمَّا أَنْ سَارَ الْوَلِيدُ
حَتَّى بَلَغَ بَعْضَ الطَّرِيقِ فَرِقَ فَرَجَعَ فَأَتَى
رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ
يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ الْحَارِثَ مَنَعَنِي الزَّكَاةَ وَ
أَرَادَ قَتْلِي فَضَرَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَعْثَ إِلَى الْحَارِثِ فَأَقْبَلَ
الْحَارِثُ بِأَصْحَابِهِ إِذَا اسْتَقْبَلَ الْبَعْثَ
وَفَصَلَ مِنَ الْمَدِينَةِ لَقِيَهُمُ الْحَارِثُ
فَقَالُوا هٰذَا الْحَارِثُ فَلَمَّا غَشِيَهُمْ قَالَ
لَهُمْ إِلَى مَنْ بُعِثْتُمْ قَالُوا إِلَيْكَ قَالَ وَلِمَ

کا اقرار کیا۔ میں نے کہا: میں اپنی قوم کی طرف لوٹ کر جا رہا ہوں، ان کو اسلام کی دعوت دوں گا اور زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے کہوں گا تو جس شخص نے میری بات مان لی میں اس کی زکوٰۃ جمع کروں گا اور فلاں فلاں وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس کسی کو بھیجیں گے کہ وہ جو زکوٰۃ میں نے جمع کی ہے اسے آپ کے پاس پہنچا دے (تو میں وہ زکوٰۃ اس کے حوالہ کر دوں گا)۔ جب حارث نے ان لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر لی جنہوں نے حارث کی بات مان لی تھی (اور اسلام قبول کر لیا تھا) اور وہ وقت آ پہنچا جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث کے پاس کسی کو بھیجنے کا ارادہ کیا تھا (تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید کو عامل بنا کر اس کام کے لئے روانہ کیا) لیکن وہ عامل حارث تک نہیں پہنچ سکا۔
حارث نے خیال کیا کہ اللہ عزوجل اور اس کا رسول ناراض ہو گئے ہیں (اس لئے عامل کو نہیں بھیجا) حارث نے اپنی قوم کے سرداروں کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے وقت مقرر کیا تھا کہ اس وقت آپ کسی عامل کو میرے پاس بھیجیں گے تا کہ وہ زکوٰۃ کا جو مال میرے پاس ہے اسے اپنی تحویل میں لے لے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ خلافی تو نہیں کر سکتے اور میں نہیں سمجھتا کہ آپ نے عامل کو کسی اور وجہ سے روک لیا سوائے اس کے کہ آپ ناراض ہیں لہٰذا چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولید بن عقبہ کو حارث کے پاس بھیجا تھا کہ وہ جو زکوٰۃ حارث نے جمع کی ہے اسے اپنی تحویل میں لے لے۔ جب ولید روانہ ہوا اور راستہ میں کسی مقام

قَالُوْا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ بَعَثَ اِلَيْكَ الْوَلِيْدَ بْنَ عُقْبَةَ فَزَعَمَ اَنَّكَ مَنَعْتَهُ الزَّكٰوةَ وَاَرَدْتَ قَتْلَهٗ قَالَ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ مَا رَاَيْتُهٗ بَتَّةً وَلَا اَتَانِيْ فَلَمَّا دَخَلَ الْحَارِثُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنَعْتَ الزَّكَاةَ وَاَرَدْتَ قَتْلَ رَسُوْلِيْ قَالَ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَاَيْتُهٗ وَلَا اَتَانِيْ وَمَا اَقْبَلْتُ اِلَّا حِيْنَ احْتُبِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَشِيْتُ اَنْ تَكُوْنَ سَخْطَةً مِّنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلِهٖ فَنَزَلَتْ الْحُجُرٰتُ (يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (مسند امام احمد، رواتہ ثقات، بلوغ الامانی جزء ۱۸ صفحہ ۲۸۲ و صفحہ ۲۸۳ وسندہ صحیح)۔

پر پہنچا تو وہ ڈر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹ آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے رسول حارث نے مجھے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور میرے قتل کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث کی طرف ایک فوجی دستہ بھیجنے کا اہتمام فرمایا۔ اُدھر حارث بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب فوجی دستہ مدینہ سے روانہ ہو کر آگے بڑھا تو حارث نے اس دستہ کو (آگے بڑھتا ہوا) پایا۔ فوجی دستہ کے لوگوں نے کہا: یہ حارث موجود ہیں۔ پھر جب حارث نے ان سے ملاقات کی تو پوچھا تم کو کس کی طرف روانہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا تمہاری طرف۔ حارث نے کہا: کس لئے؟ فوجی دستے کے لوگوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری طرف ولید بن عقبہ کو بھیجا تھا۔ اس نے (واپس آکر) بیان کیا کہ تم نے اس کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ حارث نے کہا: نہیں قسم اس کی جس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں نے اس کو قطعاً نہیں دیکھا اور نہ وہ میرے پاس آیا۔ پھر جب حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا کیا تم نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا اور میرے عامل کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ حارث نے کہا: نہیں قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے نہ میں نے اس کو دیکھا اور نہ وہ میرے پاس آیا اور میں روانہ نہیں ہوا مگر اس وقت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عامل (مجھ تک) نہ پہنچ سکا۔ مجھے اندیشہ ہوا کہ (عامل کا نہ پہنچنا) کہیں اس سبب سے تو نہیں کہ اللہ عزوجل اور اسکا رسول

ناراض ہو گئے ہیں۔ اس وقت (سورۂ) حجرات کی یہ آیتیں نازل ہوئیں : یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ تک۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا) اے ایمان والو، اگر تمہارے پاس کوئی فاسق (یا نامعتبر آدمی) خبر لائے تو (اس کی خوب) تحقیق کر لیا کرو (اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ) (کہیں ایسا نہ ہو) کہ وہ (خبر غلط نکلے اور) تم لاعلمی میں کسی قوم پر جا پڑو پھر (بعد میں) تمہیں اپنے اس فعل پر جو تم کر بیٹھو نادم ہونا پڑے (یعنی بغیر تحقیق کے کسی قوم پر حملہ نہ کیا کرو ہو سکتا ہے کہ وہ قوم بے گناہ ہو اور تم اس کے ساتھ زیادتی کر بیٹھو پھر تمہیں اپنی جلد بازی پر ندامت ہو) (وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِیْکُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ) اور (اے ایمان والو، اچھی طرح جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں (تمہیں ان کی اطاعت کرنی چاہئے نہ یہ کہ وہ تمہاری اطاعت کریں) (لَوْ یُطِیْعُکُمْ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ) اگر وہ بہت سی باتوں میں تمہارا کہنا مان لیا کریں (اور تمہاری خواہش کو پورا کر دیا کریں) تو تم مشقت میں پڑ جاؤ (تمہیں کیا معلوم کہ کس کام کا کیا انجام ہونے والا ہے ، نہ تمہیں یہ معلوم کہ کسی کام میں کیا کیا مصلحتیں اور حکمتیں پوشیدہ ہیں ، رسول اپنے منصب رسالت کی وجہ سے بذریعہ وحی تمہارے کاموں کی مصلحتوں اور حکمتوں سے واقف ہیں ، وہ تم پر بہت شفیق ہیں ، وہ تمہیں کسی مشقت میں مبتلا کرنا نہیں چاہتے لہٰذا ان کی اطاعت ہی میں تمہارا فائدہ ہے ان کی نافرمانی میں تمہارا نقصان ہے) ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور مہربانی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○ (التوبۃ - ۱۲۸)

(اے لوگو) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آ گئے ہیں (جن کی خیر خواہی کا حال یہ ہے کہ) تمہاری تکلیف ان پر (بڑی) گراں گذرتی ہے ، وہ تمہاری فلاح و بہبود کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں اور مومنین پر تو وہ (خصوصیت کے ساتھ) بہت (ہی) مہربان اور بہت (ہی) رحم کرنے والے ہیں۔

آگے فرمایا (وَلٰکِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ) لیکن یہ تو اللہ (کا بڑا کرم ہے کہ اس) نے ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا ہے اور تمہارے دلوں میں اس کو زینت دے دی ہے (وَکَرَّهَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ) اور کفر، فسق اور نافرمانی سے تم کو متنفر کر دیا ہے (اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ) ایسے ہی لوگ ہدایت یاب ہوتے ہیں (فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً) (یہ ہدایت) اللہ کے فضل اور احسان سے (ہی ملتی ہے۔ یہ اسی کا احسان ہے کہ اس نے ایمان کو تمہارا محبوب

بنادیا اور معصیت و نافرمانی سے تمہارے دلوں کو متنفر کر دیا) وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ) اور (اے ایمان والو) اللہ علم والا، حکمت والا ہے (وہ ہی جانتا ہے کہ کس کام میں کیا حکمت ہے لہٰذا رسول کے توسط سے اسی کا کہنا مانتے رہو)۔

عمل

اے ایمان والو، غیر معتبر شخص کی خبر کی فوراً تصدیق نہ کیا کیجئے۔ پہلے تحقیق کیا کیجئے اور پھر اس کے مطابق عمل کیا کیجئے۔

اے ایمان والو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیجئے، ایمان کو اپنا محبوب بنانے اور کفر و نافرمانی سے بچنے کی کوشش کیجئے اور اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کیجئے۔

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ
بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى
فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى
اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا
بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ
يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۹﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ
اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَ
اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۰﴾

ترجمہ

اور (اے ایمان والو) اگر مؤمنین کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرادیا کرو، پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم اس سے لڑو جو زیادتی کرے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، پھر اگر وہ (اللہ کے حکم کی طرف) لوٹ آئے تو ان دونوں میں انصاف کے ساتھ صلح کرادو اور (دیکھو ہر حال میں) انصاف ہی کیا کرو، بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے (۹) مؤمنین تو آپس میں بھائی بھائی ہیں لہذا اپنے دو بھائیوں کے درمیان (ضرور) صلح کرادیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ (اللہ کی طرف سے) تم پر رحم کیا جائے (۱۰)

معانی و مصادر

(بَغَتْ) بَغٰی، یَبْغِیْ، بَغْیٌ و بُغًی و بُغَاءٌ و بِغْیَۃٌ (ض) طلب کرنا، زیادتی کرنا، نافرمانی کرنا۔

(فَاءَتْ) فَاءَ، یَفِیْئُ، فَیْءٌ (ض) مال غنیمت حاصل کرنا، لوٹنا، بدل جانا۔

(عَدْلٌ) عَدَلَ، یَعْدِلُ، عَدْلٌ (ض) انصاف کرنا، سیدھا کرنا، برابر کرنا، راہ سے مڑ جانا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا) اور (اے ایمان والو) اگر مؤمنین کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرادیا کرو (فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ) پھر اگر ان دونوں میں سے ایک (جماعت) دوسری (جماعت) پر زیادتی کرے تو تم اس سے لڑو جو زیادتی کرے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے (یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مطابق فیصلہ کے لئے آمادہ ہو جائے) (فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا، اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ) پھر اگر (زیادتی کرنے والی جماعت اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف) لوٹ آئے تو ان دونوں میں انصاف کے ساتھ صلح کرادو اور (دیکھو ہر حال میں) انصاف ہی کیا کرو، اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى وَیَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○
(النحل ۔ ۹۰)

(اور اے ایمان والو) بے شک اللہ انصاف، احسان اور رشتہ داروں کو (مالی امداد) دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی، بری بات اور ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے، (اے ایمان والو) اللہ تمہیں نصیحت کر رہا ہے تاکہ تم (ان باتوں کا خاص) خیال رکھو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ

اے ایمان والو، (محض) اللہ (کی رضا) کے لئے انصاف کے ساتھ گواہی دینے کے لئے کھڑے

قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا، اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ، اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

(المآئدة - ۸)

ہو جایا کرو، کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو، (نہیں) انصاف ہی کیا کرو، یہی تقوی کے قریب ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ، اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ، لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ، لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ، اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ○

(الشوریٰ - ۱۵)

اور (اے رسول) کہہ دیجئے کہ میں اس کتاب پر ایمان لایا جو اللہ نے نازل کی ہے، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تم لوگوں کے درمیان انصاف کروں، اللہ ہی ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے، ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں، ہم میں اور تم میں کوئی جھگڑا نہیں اللہ ہم سب کو (ایک دن) جمع کرے گا اور اسی کی طرف (ہم سب کو) لوٹ کر جانا ہے (وہی فیصلہ کرے گا کہ کون حق پر تھا اور کون باطل پر)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ، اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ، اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ○

(النسآء - ۵۸)

(اے ایمان والو) اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کے حوالے کر دیا کرو اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا کرو، بے شک اللہ تم کو اچھی اچھی نصیحتیں کر رہا ہے، بے شک اللہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى۔

(الانعام - ۱۵۳)

اور جب تم کوئی بات کہو تو انصاف کی بات کہو خواہ وہ شخص (جس کو انصاف کی بات کہنے سے نقصان پہنچ رہا ہے) تمہارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

إِنَّ الْمُقْسِطِيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ عَنْ يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ عَزَّ وَجَلَّ وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ اَلَّذِيْنَ يَعْدِلُوْنَ فِيْ حُكْمِهِمْ وَ أَهْلِيْهِمْ وَمَا وَلُوْا (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل جزء ۲ ص ۱۲۲)

جو لوگ انصاف کرتے ہیں وہ اللہ عزوجل کی داہنی طرف نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں اور یہ انصاف کرنے والے وہ لوگ ہیں جو اپنے حکم میں، اپنے اہل وعیال میں اور جس کام کا والی انہیں بنایا جائے اس میں انصاف کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَدْلٌ وَّشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَ تَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ وَ رَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقہ بالیمین جزء ۲ ص ۱۳۸ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل اخفاء الصدقۃ جزء ۲ ص ۱۱۲)

سات آدمیوں کو اللہ اس دن اپنے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا: ایک تو عادل امیر، دوسرے وہ جوان جس نے اللہ کی عبادت میں پرورش پائی، تیسرے وہ شخص جس کا دل مسجد میں لٹکا ہوا رہتا ہے، چوتھے وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ کے لئے محبت کی پھر اس محبت پر اکٹھے ہوئے اور اسی محبت پر جدا ہوئے، پانچویں وہ مرد جس کو ایک مرتبہ والی خوبصورت عورت نے بلایا تو اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں چھٹے وہ شخص جس نے صدقہ دیا پھر اس کو اتنا چھپایا کہ الٹے ہاتھ کو خبر نہیں ہوئی کہ سیدھے ہاتھ نے کیا دیا، ساتویں وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا پھر اس کے آنسو بہ نکلے۔

آگے فرمایا (اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ)

مؤمنین آپس میں بھائی بھائی ہیں لہذا اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ (اللہ کی طرف سے) تم پر رحم کیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت پر عمل کرکے دکھایا۔

حضرت سہیلؓ بن سعد کہتے ہیں:۔

اَنَّ اَهْلَ قُبَاءٍ اقْتَتَلُوْا حَتّٰى تَرَامَوْا بِالْحِجَارَةِ فَاُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ فَقَالَ اذْهَبُوْا بِنَا نُصْلِحُ بَيْنَهُمْ۔ (صحیح بخاری کتاب الصلح باب قول الامام

قباء کے لوگ آپس میں لڑ پڑے یہاں تک کہ انہوں نے ایک دوسرے پر پتھر پھینکے۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی۔ آپ نے فرمایا چلو ہم ان کے پاس چلیں تاکہ ان کے درمیان

لاصحابہ اذھبوبنا نصلح جزء۳ ص۲۲) صلح کرادیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک مؤمن کو دوسرے مؤمن کا بھائی قرار دیا۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ دونوں مثل بھائیوں کے زندگی گزاریں، جس طرح اپنے سگے بھائیوں کا خیال رکھتے ہیں اسی طرح آپس میں ایک دوسرے کا خیال رکھیں، جس طرح اپنے سگے بھائی کے نقصان کو پسند نہیں کرتے اسی طرح آپس میں ایک دوسرے کے نقصان کو پسند نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْھَا ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ○ (اٰل عمران - ۱۰۳)

اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقے فرقے نہ بنو اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر کی وہ یہ کہ ایک وقت وہ تھا کہ تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے، اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، پھر تم اللہ کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے۔ تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا، اللہ وضاحت کے ساتھ اپنی آیتوں کو بیان کر رہا ہے تاکہ تم ہدایت یاب ہوجاؤ (اور پھر اسی تفرقے بازی میں مبتلا نہ ہوجاؤ)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا (صحیح بخاری کتاب الأدب باب یایھا الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن جزء۸ ص۲۳ و صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظن جزء۲ ص۲۳ وزاد مسلم فی روایۃ وَلَا تَقَاطَعُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا)

بدگمانی سے بچو بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے کسی کی (خفیہ) باتوں کو نہ معلوم کرو، کسی کا عیب نہ تلاش کرو، قیمت بڑھانے کے لئے بولی نہ لگاؤ، حسد، بغض، قطع تعلق، قطع رحمی نہ کرو اور دنیا کی دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو، اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کے رہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا

ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، نہ حسد کرو اور

وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الھجرۃ جزء ۸ صفحہ ۲۵ و صحیح مسلم کتاب البر باب النہی عن التحاسد جزء ۲ صفحہ ۳۲۲)

نہ قطع تعلق کرو بلکہ اللہ کے بندے سب بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلم کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلم بھائی سے تین راتوں سے زیادہ (ناراض رہے اور) اسے چھوڑ دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الھجرۃ جزء ۸ صفحہ ۲۶ و صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الھجر فوق ثلاث جزء ۲ صفحہ ۳۲۳)

کسی شخص کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ تین راتوں سے زیادہ اپنے بھائی کو چھوڑ دے، دونوں ملاقات کریں اور ایک دوسرے سے منہ پھیر لیں اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا۔

ایک مؤمن (دوسرے) مؤمن کے لئے مثل عمارت کے ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو تقویت پہنچاتا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ رض کہتے ہیں:۔

ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ (صحیح بخاری کتاب الادب باب تعاون المؤمن بعضھم بعضًا جزء ۸ صفحہ ۱۲ و صحیح مسلم کتاب البر باب تراحم المؤمنین جزء ۲ صفحہ ۳۳۱)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں میں تشبیک کی (یعنی ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا۔ مطلب یہ کہ جس طرح انگلیاں آپس میں مل کر ایک دوسرے کی تقویت کا سبب ہیں اسی طرح مؤمنین کو بھی مل کر اتفاق و اتحاد سے رہنا چاہیئے تاکہ وہ ایک دوسرے کی تقویت کا سبب بن سکیں)۔

(نوٹ:۔ صحیح مسلم میں انگلیوں میں انگلیاں ڈالنے کا ذکر نہیں ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا

مسلم مسلم کا بھائی ہے نہ خود اس پر ظلم کرے اور

يُسْلِمُهُ وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (صحیح بخاری کتاب المظالم باب لا یظلم المسلم المسلم جزء ۳ ص ۱۶۸ وصحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الظلم جزء ۲ ص ۳۱۳)

نہ اسکو (کسی ظالم کے) حوالہ کرے۔ جو شخص اپنے بھائی کے کام میں اس کی مدد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے کام میں اس کی مدد کرے گا اور جو شخص کسی مسلم سے کسی مصیبت کو دور کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کی ایک مصیبت اس پر سے دور کر دے گا اور جو شخص مسلم کا عیب چھپائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا عیب چھپائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اُنْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا نَنْصُرُهُ مَظْلُومًا فَكَيْفَ نَنْصُرُهُ ظَالِمًا قَالَ تَأْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ (صحیح بخاری کتاب المظالم باب اعن اخاك ظالما او مظلوما جزء ۳ ص ۱۶۸ وروی مسلم نحوہ فی کتاب البر باب نصر الاخ ظالما او مظلوما جزء ۲ ص ۳۱۱)

اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ مظلوم ہو تو اس کی مدد کریں لیکن ظالم ہو تو کیسے مدد کریں۔ آپ نے فرمایا اس کا ہاتھ پکڑ لو (یعنی اس کو ظلم سے روک دو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوٰى هٰهُنَا وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ مُسْلِمٍ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ (صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الظلم المسلم جزء ۲ ص ۳۱۲)

حسد نہ کرو، قیمت بڑھانے کے لئے بولی نہ لگاؤ، بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو، تم میں سے کوئی دوسرے کی بولی پر بولی نہ لگائے۔ اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلم مسلم کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو چھوڑے نہ اس کو حقیر سمجھے، تقویٰ یہاں ہے آپ نے اپنے سینے کی طرف تین مرتبہ اشارہ کیا۔ مسلم کے لئے یہی برائی کافی ہے کہ اپنے مسلم بھائی کو حقیر سمجھے۔ مسلم کی سب چیزیں اس کا خون، اس کا مال اور اس کی (عزت اور) آبرو (دوسرے) مسلم پر حرام ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-
لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَّ لَوْ اَنْ تَلْقَى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ (صحیح مسلم کتاب البر باب استحباب طلاقة الوجه جزء ۲ صفحہ ۴۲۵)

کسی نیک کام کو حقیر نہ سمجھو اگرچہ (وہ کام) اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنا (ہی کیوں نہ ہو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-
تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَ تَوَادِّهِمْ وَ تَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى (صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمة للناس والبهائم جزء ۸ صفحہ ۱۲ صحیح مسلم کتاب البر باب تراحم المؤمنین وتعاطفهم جزء ۲ صفحہ ۴۳۱)

مؤمنین سب ایک دوسرے پر رحم کرنے، محبت کرنے اور مہربانی سے پیش آنے میں ایک جسم کی مانند ہیں۔ جب جسم میں ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارے اعضاء بے چین ہو جاتے ہیں، نیند نہیں آتی اور بخار چڑھ جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-
اَلْمُسْلِمُونَ كَرَجُلٍ وَّاحِدٍ اِنِ اشْتَكَى عَيْنُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ وَاِنِ اشْتَكَى رَاْسُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ (صحیح مسلم کتاب البر باب تراحم المؤمنین جزء ۲ صفحہ ۴۳۲)

مسلمین شخص واحد کے مانند ہیں۔ اگر اس کی آنکھ دکھتی ہے تو اس کا پورا جسم تکلیف پاتا ہے اور اگر اس کے سر میں درد ہوتا ہے تو اس کا پورا جسم درد و کرب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-
لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیه ما یحب لنفسه جزء اول صفحہ ۱۰)

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، بھائی بھائی بن کر رہیئے۔ اپنے مؤمن بھائی سے اس طرح محبت کیجئے جس طرح اپنے سگے بھائی سے محبت کی جاتی ہے۔

اے ایمان والو، اگر دو مسلم جماعتوں میں لڑائی ہو جائے تو ان کے درمیان صلح کرا دیا کیجئے۔ اگر ان دونوں میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے گروہ سے اس وقت تک لڑیئے جب تک وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مطابق فیصلہ ماننے پر آمادہ نہ ہو جائے۔ اگر وہ اللہ تعالےٰ کی شریعت کے مطابق فیصلہ ماننے کے لئے تیار ہو جائے تو ان دونوں میں انصاف کے ساتھ صلح کرا دیجئے۔

اے ایمان والو، ہمیشہ اور ہر موقع پر انصاف کیا کیجئے۔ اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ
مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا
مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى
اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا
اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ
بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ
الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾

ترجمہ اے ایمان والو، کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے ہوسکتا ہے وہ لوگ (جن کا مذاق اڑایا جا رہا ہے) مذاق اڑانے والوں سے بہتر ہوں اور (یہ حکم صرف مردوں ہی کے لئے نہیں بلکہ) عورتیں بھی (دوسری) عورتوں کا مذاق نہ اڑائیں ہوسکتا ہے کہ وہ (عورتیں جن کا مذاق اڑایا جا رہا ہے)

مذاق اڑانے والی عورتوں سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب سے منسوب نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برُے القاب سے پکارو، ایمان (لانے) کے بعد کسی کا برا نام (رکھنا) گناہ ہے اور جو لوگ (ان باتوں سے) توبہ نہ کریں وہی ظالم ہیں ⑪

معانی و مصادر

(یَسْخَرْ) سَخِرَ، یَسْخَرُ، سَخَرٌ وسُخْرٌ وسُخُرٌ وسُخْرَةٌ وَ مَسْخَرٌ (س) مذاق کرنا۔

(تَلْمِزُ) لَمَزَ، یَلْمِزُ، لَمزٌ (ن وض) مارنا، عیب لگانا، کلام خفی کے ساتھ آنکھ مارنا، دھکا دینا۔

(تَنَابَزُوْا) تَنَابَزَ، یَتَنَابَزُ، تَنَابُزٌ (باب تفاعل) باہم عار دلانا، ایک دوسرے کو برُا لقب دینا۔

شان نزول

حضرت ابی جبیرہؓ بن الضحاک کہتے ہیں:۔

كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا یَكُوْنُ لَهُ الْاِسْمَیْنِ وَالثَّلَاثَةَ فَیُدْعٰی بِبَعْضِهَا فَعَسٰی اَنْ یَّكْرَهَ قَالَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ (رواه الترمذی و صححه فی ابواب تفسیر القراٰن جزء ۲ ص ۱۵۸)

ہمارے ایک ایک آدمی کے دو دو اور تین تین نام تھے اور بعض نام سے پکارنا ان کو برُا لگتا تھا اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ یعنی لوگوں کو برُے لقب سے نہ پکارو۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ) اے ایمان والو، کوئی قوم کسی قوم کا مذاق نہ اڑائے ہو سکتا ہے کہ وہ (لوگ جن کا مذاق اڑایا گیا ہے) ان (لوگوں) سے (جنہوں مذاق اڑایا ہے) بہتر ہوں، اور نہ عورتیں (دوسری) عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ (عورتیں جن کا مذاق اڑایا گیا ہے) ان (عورتوں) سے (جنہوں نے مذاق اڑایا ہے) بہتر ہوں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مذاق میں کسی کی توہین کرنے، آبروریزی کرنے اور پھبتی اڑانے سے منع فرمایا ہے۔ اگرچہ قوم کے لفظ میں عورتیں بھی شامل تھیں لیکن پھر بھی ان کا علیحدہ ذکر اس مقصد سے کیا گیا کہ مذاق اڑانے کی خصلت عموماً عورتوں میں زیادہ پائی جاتی ہے۔

کسی مؤمن کی آبروریزی کرنا قطعاً حرام ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ یَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَیُّ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰/ ذوالحجہ کو لوگوں کو خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا لوگو، یہ

يَوْمٍ هٰذَا قَالُوا يَوْمٌ حَرَامٌ قَالَ فَأَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوا بَلَدٌ حَرَامٌ قَالَ فَأَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوا شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ (وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِي عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَأَبْشَارَكُمْ) عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فَأَعَادَهَا مِرَارًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ (قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَوَصِيَّتُهُ إِلَى أُمَّتِهِ) فَلْيُبْلِغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ۔

(صحیح بخاری کتاب الحج باب الخطبة ایام منیٰ جزء ۲ صـ۲۱۵ وکتاب الفتن باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا ترجعوا بعدی کفارا جزء ۹ صـ۶۳ وروی مسلم نحوہ فی صحیحہ عن ابی بکرۃ کتاب القسامۃ باب تغلیظ تحریم الدماء والاعراض جزء ۲ صـ۶۲)

کونسا دن ہے؟ انہوں نے کہا یہ حرمت والا دن ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کونسا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حرمت والا شہر ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے۔ لوگوں نے کہا یہ حرمت والا مہینہ ہے۔ آپ نے فرمایا: تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری آبروئیں، تمہاری جلدیں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح اس دن کی اس شہر میں اس مہینہ میں حرمت ہے۔ کئی مرتبہ آپ نے اس کلمہ کو دہرایا۔ پھر آسمان کی طرف سر اٹھایا اور فرمایا اے اللہ میں نے (تیرا حکم) پہنچا دیا اے اللہ میں نے پہنچا دیا (ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہی آپ کی اپنی امت کو وصیت تھی) جو یہاں موجود ہیں وہ ان کو پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں دیکھو میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مار کر کافر نہ بن جانا۔

(نوٹ:۔ صحیح بخاری میں یہ روایت حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابی بکرہؓ دونوں سے مروی ہے۔ صحیح مسلم میں صرف حضرت ابی بکرہؓ سے ہے)۔

آگے فرمایا (وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ) اور (اے ایمان والو) آپس میں ایک دوسرے کو عیب سے منسوب نہ کرو۔

اپنے مسلم بھائی کے عیب کو چھپائے۔ عیب کو ظاہر کر کے اپنے بھائی کو رسوا نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔

(صحیح بخاری کتاب المظالم باب لا یظلم المسلم المسلم جزء ۳ صـ۱۶۸ وصحیح مسلم کتاب البر والصلۃ جزء صـ۲۳)

جو شخص کسی مسلم کا عیب چھپائے اللہ قیامت کے دن اس کا عیب چھپائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا إِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب بشارة من ستر الله تعالیٰ عیبه جزء ۲ ص ۳۲۲)

کوئی بندہ کسی (دوسرے) بندے کے عیب کو نہیں چھپاتا مگر یہ کہ اللہ قیامت کے دن اس کے عیب کو چھپائے گا۔

جو عیب کسی مسلم بھائی میں نہ ہو اس کو اس کی طرف منسوب کرنا تو اور بھی زیادہ بڑا گناہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوقِ وَلَا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ (صحیح بخاری کتاب الادب باب ما ینهی من السباب و اللعن جزء ۸ ص ۱۸)

اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو فاسق یا کافر کہے اور وہ شخص فاسق یا کافر نہ ہو تو تہمت کا وہ کلمہ کہنے والے پر لوٹ آتا ہے۔

آگے فرمایا (وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ، بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ) اور (اے ایمان والو) ایک دوسرے کو برے القاب سے نہ پکارا کرو، ایمان (لانے) کے بعد (کسی کا) برا نام (رکھنا) گناہ ہے۔

حکم الٰہی کا منشاء یہ ہے کہ کسی کو ایسے برے لقب سے نہ پکارے جس سے اسے غصہ آئے یا جو لقب اسے برا لگے یا جس لقب سے اس کی توہین، تضحیک اور رسوائی ہوتی ہو۔

آگے فرمایا (وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ) اور جو لوگ (ان باتوں سے) توبہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔

اس آیت کا منشاء یہ ہے کہ مندرجہ ذیل کام ناجائز ہیں۔ اور ان سے توبہ کرنا ضروری ہے۔

(۱) کسی کا مذاق اڑانا،
(۲) کسی پر عیب لگانا اور
(۳) کسی کو برے لقب سے پکارنا۔

عمل

اے ایمان والو، کسی کا مذاق نہ اڑائیے، کسی پر عیب نہ لگائیے اور نہ کسی کو برے لقب سے پکاریئے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾

ترجمہ (اے ایمان والو، بہت گمان کرنے سے بچا کرو اس لئے کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، کسی کی عیب جوئی نہ کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کیا کرو، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو کیا تم کو اس سے کراہت (نہیں) آئے گی اور (دیکھو) اللہ سے ڈرتے رہو (توبہ کرو) بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا (اور) بہت رحم کرنے والا ہے ﴿۱۲﴾

معانی و مصادر (مَيْتٌ) مَاتَ، يَمُوْتُ، مَوْتٌ (ن) مرنا (مَيْتٌ = مَيِّتٌ، مردہ، جمع اَمْوَاتٌ، مَوْتٰی و مَيِّتُوْنَ)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ) اے ایمان والو، بہت گمان کرنے سے بچا کرو اس لئے کہ بعض گمان گناہ

ہوتے ہیں (وَلَا تَجَسَّسُوْا) اور (کسی کی) عیب جوئی نہ کیا کرو (وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا، اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ) اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کیا کرو، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو تم کو اس سے کراہت (نہیں) آئے گی (وَاتَّقُوا اللّٰهَ، اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ) اور (اے ایمان والو) اللہ سے ڈرو (اور توبہ کرو اللہ تمہاری توبہ قبول کریگا) بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بہت رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت میں تین باتوں کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے:۔

(۱) بدگمانی کرنا،

(۲) عیب تلاش کرنا،

(۳) غیبت کرنا،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا (صحیح بخاری کتاب الادب باب یا ایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن جزء ۸ صفحہ ۲۳ و صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الظن جزء۲ صفحہ ۳۳۲ وصفحہ ۳۳۴)

بدگمانی سے بچو، بدگمانی بہت بڑا جھوٹ ہے، کسی کا راز نہ معلوم کرو، کسی کا عیب نہ تلاش کرو، بولی پر بولی نہ لگاؤ، حسد، بغض اور تعلقات منقطع نہ کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔

بدگمانی بہت بڑا جھوٹ ہے۔ ہو سکتا ہے بدگمانی سے کسی میں کسی عیب کو فرض کرے اور وہ عیب اس میں نہ ہو۔ بدگمانی کرنے سے بلاوجہ بے بنیاد بغض وعداوت پیدا ہوتی ہے، تعلقات خراب ہوتے ہیں۔ اگر کسی کی طرف سے کوئی بدگمانی پیدا ہوتی معلوم ہو تو براہ راست اس سے وضاحت طلب کر لی جائے۔ وضاحت طلب کرنے سے عموماً یہ ثابت ہوتا ہے کہ بدگمانی بے بنیاد تھی۔

کسی کو اپنے سے بھی بدگمانی نہ ہونے دے۔

حضرت علی بن الحسینؓ کہتے ہیں:۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَعِنْدَهُ اَزْوَاجُهُ فَرُحْنَ فَقَالَ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ لَا تَعْجَلِيْ حَتّٰى اَنْصَرِفَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے اور آپ کے پاس آپ کی بیویاں تھیں جب وہ جانے لگیں تو آپ نے حضرت صفیہ سے فرمایا جلدی نہ کرو یہاں تک

مَعَكِ وَكَانَ بَيْتُهَا فِي دَارِ أُسَامَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهَا فَلَقِيَهُ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَنَظَرَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَجَازَا قَالَ لَهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَالَيَا إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ قَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ الْإِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ إِنِّي خَشِيتُ أَنْ يُلْقِيَ فِي أَنْفُسِكُمَا شَيْئًا (صحیح بخاری کتاب الصوم ابواب الاعتکاف باب زیارۃ المرأۃ زوجها فی اعتکافه جزء ۳ ص۶۵)

کہ میں تمہارے ساتھ جاؤں۔ ان کی رہائش اسامہ ابن زید کے گھر میں تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ نکلے۔ راستہ میں دو انصاری ملے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا پھر آگے بڑھ گئے۔ آپ نے ان دونوں کو پکارا اور بلایا پھر فرمایا یہ (میری بیوی) صفیہ بنت حییؓ ہیں۔ وہ کہنے لگے سبحان اللہ اے اللہ کے رسول (ہم آپ پر برا گمان کریں گے) آپ نے فرمایا شیطان انسان کے جسم میں خون کے ساتھ گردش کرتا ہے مجھے ڈر ہوا کہ کہیں تمہارے دل میں وسوسہ نہ ڈالے۔

آیت زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے عیب جوئی سے بھی منع فرمایا ہے۔ کسی کے عیب تلاش کرنا اچھی نیت سے تو ہو نہیں سکتا۔ اس میں بری نیت ہی عموماً شامل ہوتی ہے اور وہ یہ کہ اس شخص کے عیب کو لوگوں پر ظاہر کرکے اس کو رسوا اور ذلیل کرے۔ کسی مسلم کو اپنے مسلم بھائی کے لئے ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔ یہ اسلامی اخوت کے منافی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَلَا تَجَسَّسُوا (صحیح بخاری کتاب الادب باب یا ایها الذین آمنوا اجتنبوا کثیر من الظن بعض الظن اثم ولا تجسسوا جزء ۸ ص۲۳ وصحیح مسلم کتاب البر والصلة باب تحریم الظن والتجسس ۲/۳۴۴)

کسی کا عیب نہ تلاش کرو۔

تیسری چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حرام فرمایا وہ ہے غیبت۔ غیبت کی تشریح خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں:۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيلَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ قَالَ إِنْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اللہ (تعالیٰ) اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرو کہ (اگر وہ

كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الغیبۃ جزء۲ صـ۳۲۲)

سامنے ہو) تو اس کو ناگوار گذرے۔ کسی شخص نے کہا: یارسول اللہ اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو جو میں کہہ رہا ہوں؟ آپ نے فرمایا: جو تم کہہ رہے ہو اگر وہ (عیب) اس میں موجود ہے تو تم نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ (عیب) اس میں نہیں ہے تو تم نے بہتان لگایا۔

غیبت کی مذمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ غیبت کرنا ایسا ہے جیسے اپنے کسی مُردہ بھائی کا گوشت کھانا، مُردہ بھائی کا گوشت کھانا کوئی پسند نہیں کرتا تو پھر اپنے بھائی کی غیبت کرنا بھی اسے پسند نہیں کرنا چاہیئے۔ جیسے مُردہ بھائی کا گوشت کھانے سے نفرت ہوتی ہے ایسے ہی اپنے مسلم بھائی کی غیبت سے نفرت ہونی چاہیئے۔

عمل

اے ایمان والو، کسی کے متعلق بدگمانی نہ کیجئے، کسی کے عیوب کو تلاش نہ کیجئے اور کسی مسلم بھائی کا ذکر اس کی غیر موجودگی میں اس طرح نہ کیجئے کہ وہ سُنے تو اسے بُرا معلوم ہو۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا، اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ، اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾

ترجمہ اے لوگو، ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو (لیکن) اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے، بے شک اللہ جاننے والا اور باخبر ہے ﴿۱۳﴾

معانی و مصادر (شُعُوْبٌ) شُعُوْبٌ = شَعِيْبٌ کی جمع، بڑے قبیلے۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا) اے لوگو، ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔

محض نام سے کسی کو پہچاننا مشکل ہوتا ہے اس لئے کہ ایک نام کے کئی آدمی ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر قوم اور قبیلے کا نام بنا دیا جائے تو پہچاننا آسان ہوجاتا ہے۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ رشتہ داروں کو پہچان کر ان سے حسن سلوک کرنا سہل ہوجاتا ہے۔ اگر رشتہ داروں کو نہ پہچانے تو ان کے حقوق ادا کرنا ناممکن ہوجائے گا (اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ) لیکن یہ قومیں اور قبیلے اللہ تعالیٰ کے

نزدیک بزرگی اور عزت کے معیار یا علامت نہیں ہیں) اللہ کے نزدیک تو تم میں سب سے زیادہ با عزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں:۔

قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَكْرَمُ النَّاسِ قَالَ اَتْقَاهُمْ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول الله تعالیٰ یایھا الناس انا خلقنکم من ذکر جزء ۴ ص۲۱۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول، لوگوں میں سب سے زیادہ با عزت کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (جو) ان میں سب سے زیادہ متقی (ہے)۔

آیت زیر تفسیر کا منشاء یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلند مرتبہ اسے ملتا ہے جو تقویٰ شعار ہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کی نافرمانی سے بچتا ہو۔ اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے قوموں، قبیلوں اور نسلوں کی بنیاد پر جو فخر کیا جاتا ہے اسے جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ اب کسی مسلم کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ نسل اور قومیت کی بنیاد پر فخر کرے یا کسی دوسرے کو حقیر سمجھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَاِنَّ اَبَاكُمْ وَاحِدٌ اَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى اَعْجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ وَلَا لِاَحْمَرَ عَلٰى اَسْوَدَ وَلَا لِاَسْوَدَ عَلٰى اَحْمَرَ اِلَّا بِالتَّقْوٰى (رواہ احمد ورجالہ رجال الصحیح ۔ بلوغ الامانی جزء ۱۲ ص۲۲۶ وسندہ صحیح)۔

اے لوگو، تمہارا رب ایک ہے، تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ خبردار ہو جاؤ، نہ کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت ہے اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر فضیلت ہے، نہ کسی گورے کو کسی کالے پر فضیلت ہے اور نہ کسی کالے کو کسی گورے پر فضیلت ہے، فضیلت ہے تو تقویٰ کی وجہ سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ وَلَا يَبْغِيَ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا جزء ۲ ص۳۸۵)

اللہ نے میری طرف وحی کی ہے کہ تم لوگ تواضع کیا کرو یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر زیادتی کرے۔

(نوٹ:۔ تقویٰ کی مکمل معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۲ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

آگے فرمایا (اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ) بے شک اللہ جاننے والا (اور) باخبر ہے (اللہ ہی جانتا ہے کس کے دل میں کتنا تقویٰ ہے اور وہی جانتا ہے کہ اس تقویٰ کے باعث کون کتنا با عزت ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

اللہ کو (بخوبی) علم ہے جب اس نے تم کو مٹی سے

وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۝ (والنجم ۔ ۳۲)

بنایا تھا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے لہذا تم اپنی پاکیزگی نہ جتایا کرو ۔ متقی کو وہ خوب جانتا ہے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ؕ بَلِ اللّٰهُ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ وَلَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ۝ (النسآء ۔ ۴۹)

(اور اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو (بہت) مقدس سمجھتے ہیں حالانکہ یہ تو اللہ (کا کام) ہے کہ جس کو چاہے مقدس بنائے (انہیں اس فخر و گھمنڈ کی ضرور سزا ملے گی) لیکن ان پر کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی ظلم نہیں ہوگا (یعنی جرم کی مناسبت سے سزا ملے گی، کسی پر زیادتی نہیں ہوگی)۔

عمل

اے ایمان والو، اپنے قبیلے اور خاندان پر فخر نہ کیجئے اور نہ انہیں عزت و شرف کا معیار سمجھئے۔ عزت و شرف تو تقوے سے حاصل ہوتا ہے ۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ
تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا
وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ
وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ
مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ
لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ

هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ
اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ، وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِى
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ، وَاللّٰهُ
بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ
اَنْ اَسْلَمُوْا ، قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَىَّ
اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ
اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾

ترجمہ دیہاتی کہتے ہیں ہم ایمان لائے، (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ تم (ابھی) ایمان نہیں لائے (لہذا یہ نہ کہو کہ ہم ایمان لائے) بلکہ یہ کہو کہ ہم نے اسلام قبول کیا، (اس لئے کہ) ایمان تو ابھی تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے تو اللہ تمہارے اعمال (کے اجر) میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا۔ بے شک اللہ (بڑا) بخشنے والا اور (بہت) رحم کرنے والا ہے ﴿۱۴﴾ مؤمن تو وہ لوگ ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے (کسی قسم کا) شک نہیں کیا اور اللہ کے راستے میں اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا، یہی لوگ (اپنے دعوئ ایمان میں) سچے ہیں ﴿۱۵﴾ (اے رسول) ان لوگوں سے پوچھئے کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جتاتے ہو (کیا اللہ کو تمہاری دینداری کا علم نہیں)، اللہ کو تو ان تمام چیزوں کا علم ہے جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے ﴿۱۶﴾ (اے رسول) یہ لوگ آپ پر (اس بات کا) احسان رکھتے ہیں کہ انہوں نے اسلام قبول کیا۔ آپ کہہ دیجئے اپنے اسلام کا مجھ پر احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تم کو ایمان کا راستہ بتایا بشرطیکہ تم (اپنے دعوئ ایمان میں) سچے ہو ﴿۱۷﴾ بے شک اللہ آسمانوں کی اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے اور اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو ﴿۱۸﴾

معانی ومصادر (یَلِتْ) لَاتَ، یَلِیْتُ، لَیْتٌ (ض) پھیر دینا، کم کرنا۔
وَلَتَ، یَلِتُ، وَلْتٌ (ض) کم کرنا۔
(یَرْتَابُوْا) اِرْتَابَ، یَرْتَابُ، اِرْتِیَابٌ (باب افتعال) شک کرنا۔
(یَمُنُّوْنَ) مَنَّ، یَمُنُّ، مَنٌّ (ن) احسان جتانا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا، قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا) دیہاتی کہتے ہیں ہم ایمان لائے (اے رسول) آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ تم (ابھی) ایمان نہیں لائے (لہذا یہ نہ کہو کہ ہم ایمان لائے) بلکہ یہ کہو کہ ہم نے اسلام قبول کیا (وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ) (اس لئے کہ) ایمان تو ابھی تو تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا (تم نے محض زبان سے کلمہ پڑھا ہے اور اطاعت کا وعدہ کیا ہے) (وَاِنْ تُطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَا یَلِتْکُمْ مِّنْ اَعْمَالِکُمْ شَیْئًا) (تو) اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو گے تو اللہ تمہارے اعمال (کے اجر) میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا مزید برآں (تمہاری خطاؤں کو معاف کرے گا)

(اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) بے شک اللہ (بہت) بخشنے والا اور بہت) رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص اسلام قبول کرلے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا رہے تو اس کے اعمال مقبول ہوں گے اور وہ اجر و ثواب کا مستحق ہوگا (خواہ وہ ابھی مؤمن کے درجہ تک نہ پہنچا ہو۔ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کلمہ پڑھ کر پہلے مسلم بنتا ہے اور پھر مؤمن بنتا ہے۔ مسلم میں اور مؤمن میں فرق ہے۔ مسلم تو محض ایمان کا اقرار کرنے سے بن جاتا ہے لیکن مؤمن اس وقت بنتا ہے جب ایمان اس کے دل میں جاگزیں ہو جائے)

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطٰى رَهْطًا وَّسَعْدٌ جَالِسٌ فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا هُوَ اَعْجَبُهُمْ اِلَيَّ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ اَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ لِمَقَالَتِيْ فَقُلْتُ مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ اَوْ مُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِيْلًا ثُمَّ غَلَبَنِيْ مَا اَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ لِمَقَالَتِيْ وَعَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ يَا سَعْدُ اِنِّيْ لَاُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهٗ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ اَنْ يَّكُبَّهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب اذا لم یکن الاسلام علی الحقیقۃ جزء اول صـ ۱۳ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب تألف قلب من یخاف علی ایمانہ لضعفہ ج۲)

اس حال میں کہ میں بیٹھا ہوا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں کو کچھ مال دیا لیکن آپ نے ایک شخص کو چھوڑ دیا (اسے کچھ نہیں دیا) حالانکہ وہ مجھے ان سب سے زیادہ پسندیدہ تھا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول، آپ نے فلاں شخص کو چھوڑ دیا اللہ کی قسم میں تو اس کو مؤمن سمجھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یا مسلم۔ پھر تھوڑی دیر میں چپ رہا پھر جو حال میں اس کا جانتا تھا اس نے مجھ پر غلبہ کیا۔ میں نے دوبارہ عرض کیا آپ نے فلاں شخص کو کیوں چھوڑ دیا اللہ کی قسم میں تو اس کو مؤمن جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یا مسلم۔ پھر تھوڑی دیر میں چپ رہا پھر جو حال میں اس کا جانتا تھا اس نے مجھ پر غلبہ کیا۔ میں نے تیسری بار وہی عرض کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے سعد میں ایک شخص کو کچھ دیتا ہوں اور دوسرے شخص کو اس سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔ مجھے یہ ڈر رہتا ہے کہ کہیں اللہ اس کو اوندھے منہ دوزخ میں نہ ڈال دے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مسلم میں اور مؤمن میں فرق ہے۔ آگے فرمایا (اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ) مؤمن تو بس وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے (اللہ اور اس کی بتائی ہوئی باتوں میں کسی قسم کا ذرا سا بھی) شک نہیں کیا اور اللہ کے راستہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے

جہاد کیا، یہ لوگ (اپنے دعوئ ایمان میں) سچے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مؤمن بننے کے لئے ایسے قوی ایمان کی ضرورت ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی باتوں میں ذرا سا بھی شک نہ کرے۔ اللہ کے راستہ میں قربانی دے۔ نہ مال کی پرواہ کرے اور نہ جان کی۔ اتنا قوی ایمان دل میں پیدا کرنے میں کچھ وقت لگتا ہے۔ ایسا عموماً نہیں ہوتا کہ ادھر کلمہ پڑھا اور ادھر ایمان کمال کو پہنچ گیا۔ دل میں ایمان کے پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا رہے اور جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ہر وقت کمربستہ رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَ فِى الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَ الصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۷۷)

نیکی یہی نہیں کہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کر لو بلکہ نیکی تو دراصل (ایمان لا کر اعمال صالحہ کرنے کا نام ہے لہذا حقیقی نیکی) ان لوگوں کی نیکی ہے جو اللہ پر، روز آخرت پر، فرشتوں پر، کتاب (الٰہی) پر اور نبیوں پر ایمان لاتے ہیں، مال کی محبت کے باوجود اُسے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں پر اور غلاموں کے آزاد کرانے میں خرچ کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، جب عہد کر لیتے ہیں تو اسے پورا کرتے ہیں اور سختی، نقصان اور جنگ میں صابر و ثابت قدم رہتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے (ایمان اور نیکی کے تقاضوں کو) سچ کر دکھایا اور یہی لوگ (در حقیقت) متقی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا، لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ○

مؤمن تو درحقیقت وہ لوگ ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل دہل جائیں اور جب اللہ کی آیات پڑھ کر ان کو سنائی جائیں تو ان کے ایمان بڑھ جائیں، جو (صرف) اللہ پر بھروسہ کرتے ہوں، جو نماز قائم کرتے ہوں اور ہمارے دئے ہوئے مال میں سے

(الانفال - ۲ تا ۴)

خرچ کرتے ہوں۔ یہی لوگ سچے مؤمن ہیں، ان کے لئے ان کے رب کے ہاں (بلند) درجات ہیں، مغفرت ہے اور باعزت روزی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا، لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

(الانفال - ۷۴)

جو لوگ ایمان لائے، (پھر) انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور (جہاد فی سبیل اللہ میں) ان کی مدد کرتے رہے تو یہ لوگ سچے مؤمن ہیں، ان کے لئے مغفرت ہے اور باعزت رزق۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ حقیقی معنی میں مؤمن بننے کے لئے قوی ایمان، جہاد و قربانی اور دوسرے نیک اعمال کی سخت ضرورت ہے۔

آگے فرمایا (قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ) (دیہاتیوں نے اپنے ایمان اور دینداری کو جتایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے رسول ان سے) کہہ دیجئے کیا تم اللہ کو اپنی دینداری جتاتے ہو (کیا اللہ کو تمہاری دینداری کا علم نہیں) اللہ کو تو ان تمام چیزوں کا علم ہے جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں (اور انہی پر کیا موقوف ہے) اللہ کو تو ہر چیز کا علم ہے (وہ تمہارے دلوں کے ایمان کو بخوبی جانتا ہے اور وہ اپنے علم کی بناء پر خوب جانتا ہے کہ کون مسلم ہے اور کون مؤمن۔ دیہاتیوں نے اپنے ایمان لانے کا احسان جتایا تو) اللہ تعالیٰ نے فرمایا (يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ) (اے رسول) یہ لوگ آپ پر (اس بات کا) احسان رکھتے ہیں کہ انہوں نے اسلام قبول کیا، آپ کہہ دیجئے اپنے اسلام کا مجھ پر احسان نہ رکھو بلکہ اگر تم (اپنے ایمان میں) سچے ہو تو اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تم کو ایمان کا راستہ بتایا (تمہیں ہدایت قبول کرنے اور اس پر چلنے کی توفیق دی) (اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ) بے شک اللہ آسمانوں کی اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے (اس کو تمہارے ایمان کی حقیقت کا پوری طرح علم ہے اس کو اپنا ایمان جتانا بے عقلی کی دلیل ہے) اور اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو (غرض یہ کہ تمہارے دلوں کی کیفیت سے بھی وہ واقف ہے اور تمہارے اعمال سے بھی وہ واقف ہے)۔

عمل

اے ایمان والو، اس طرح کہا کیجئے کہ ہم نے اسلام قبول کیا، اس طرح نہ کہا کیجئے کہ ہم ایمان لائے۔ ایمان کی حقیقت کو تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہیئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائیے، اللہ اور اس کے رسول کی باتوں میں ذرا سا بھی شک نہ کیجئے، اپنے مال اور اپنی جان سے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتے رہیئے، اللہ تعالیٰ کو اپنی دینداری نہ جتائیے اور نہ اپنے اسلام قبول کرنے کا احسان اللہ تعالیٰ پر رکھیئے بلکہ اللہ تعالےٰ کا احسان مانیئے کہ اس نے آپ کو اسلام کا راستہ بتایا اور اسلام قبول کرنے کی توفیق عطاء کی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۂ قٓ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

بہت مہربان نہایت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

قٓ ۚ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡمَجِیۡدِ ﴿۱﴾ بَلۡ عَجِبُوۡۤا

اَنۡ جَآءَہُمۡ مُّنۡذِرٌ مِّنۡہُمۡ فَقَالَ

الۡکٰفِرُوۡنَ ہٰذَا شَیۡءٌ عَجِیۡبٌ ﴿۲﴾

ءَاِذَا مِتۡنَا وَکُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِکَ

رَجۡعٌۢ بَعِیۡدٌ ﴿۳﴾ قَدۡ عَلِمۡنَا مَا تَنۡقُصُ

الۡاَرۡضُ مِنۡہُمۡ ۚ وَعِنۡدَنَا کِتٰبٌ

حَفِيْظٌ ④ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ ⑤

ترجمہ قٓ، قرآن مجید کی قسم (بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں) ① (یہ لوگ کسی اور وجہ سے آپ کی رسالت کا انکار نہیں کرتے) بلکہ ان کے انکار کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہیں اس بات پر تعجب ہے کہ ان ہی میں سے ایک ڈرانے والا ان کے پاس آگیا، کافر کہنے لگے یہ تو (بڑی) عجیب بات ہے ② (اور جب ان سے کہا گیا کہ وہ حساب وکتاب کے لئے پھر زندہ کئے جائیں گے تو انہوں نے تعجب سے پوچھا) کیا جب ہم مرکر مٹی ہو جائیں گے (تو دوبارہ زندہ ہوں گے) یہ دوبارہ زندہ ہونا تو بعید (از عقل) ہے ③ (اے لوگو، یہ کوئی بعید از عقل بات نہیں) ہمیں اس چیز کا بخوبی علم ہے جو زمین ان کے جسموں میں سے (کھا کھا کر) کم کرتی رہتی ہے مزید برآں ہمارے پاس (تمام چیزوں کو) محفوظ کر دینے والی کتاب بھی ہے (جس میں ہر چیز تحریر ہے) ④ (اے رسول)، دوبارہ زندہ ہونا عجیب بات نہیں ہے، بلکہ (عجیب بات تو یہ ہے کہ) جب حق ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس کو جھٹلا دیا اور اب وہ ایک الجھی ہوئی بات میں (پڑے ہوئے) ہیں ⑤

معانی ومصادر
(مَجِيْدٌ) مَجُدَ، يَمْجُدُ، مَجْدٌ (ن) بزرگی والا ہونا۔
(عَجِبُوْا) عَجِبَ، يَعْجَبُ، عَجَبٌ (س) تعجب کرنا۔
(مَرِيْجٌ) مَرَجَ، يَمْرُجُ، مَرَجٌ (ن) مضطرب وملتبس ہونا (مَرِيْجٌ = مختلط، ملتبس)۔

تفسیر (قٓ) یہ حروف مقطعات میں سے ہے۔ حروف مقطعات کے متعلق پہلے لکھا جا چکا ہے، سورۂ بقرہ کی پہلی آیت کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

آگے فرمایا (وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ) بزرگی والے قرآن کی قسم (بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں) قرآن مجید کے متعلق ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ○ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ○ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ○ (اذا وقعت الواقعۃ ۔ ۷۵ تا ۷۷)

میں ستاروں کے منازل کی قسم کھاتا ہوں اور کاش تم سمجھتے کہ یہ بہت بڑی قسم ہے یہ (بہت) عزت والا قرآن ہے۔

آیت زیر تفسیر میں قسم تو مذکور ہے لیکن جواب قسم مذکور نہیں بلکہ محذوف ہے۔ قرآن مجید کی قسم آپ

اللہ کے رسول ہیں (بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ) (یہ لوگ کسی اور وجہ سے آپ کی رسالت کا انکار نہیں کرتے) بلکہ (ان کے انکار کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ آپ انسان ہیں) انہیں اس بات پر تعجب ہے کہ انہی میں سے ایک ڈرانے والا ان کے پاس (ان کی اصلاح کے لئے کیسے) آگیا۔ کافر کہتے ہیں یہ تو (بڑی) عجیب بات ہے (انسانوں کو ڈرانے کے لئے کوئی فرشتہ وغیرہ آنا چاہیے تھا۔ ہمارے جیسا انسان ہی کیوں آیا یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی)۔

کافروں کے اس قول کا ذکر اللہ تعالیٰ نے دوسرے کئی مقامات پر بھی کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓی اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ○ قُلْ لَّوْ كَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ○ قُلْ كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًا بَصِیْرًا ○

(بنی اسرائیل - ۹۴ تا ۹۶)

اور (اے رسول) جب ان لوگوں کے پاس ہدایت آگئی تو (اب) ان کو ایمان لانے سے اور کوئی امر مانع نہیں سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں کیا اللہ کسی انسان کو بھی رسول بنا کر بھیج سکتا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر زمین میں فرشتے (آباد ہوتے اور) اطمینان سے چلتے پھرتے ہوتے تو ہم ان پر آسمان سے فرشتے ہی کو رسول بنا کر نازل کرتے (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی گواہ کافی ہے، وہ اپنے بندوں سے بخوبی واقف ہے اور (انہیں) دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَیْنَآ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِیْنٌ ○

(یونس - ۲)

کیا لوگوں کو اس بات پر تعجب ہے کہ ہم نے انہی میں سے ایک شخص پر وحی بھیجی (اور اس سے کہا) کہ لوگوں کو ڈراؤ اور ایمان والوں کو خوشخبری سناؤ کہ ان کے لئے ان کے رب کے ہاں بڑا درجہ ہے (لیکن) کافروں نے (اس کو جھٹلایا اور) کہا یہ تو کھلا جادوگر ہے۔

آگے فرمایا (ءَ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ) (اور جب ان سے کہا گیا کہ وہ حساب و کتاب کے لئے دوبارہ زندہ کئے جائیں گے تو انہوں نے تعجب سے پوچھا) کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو (دوبارہ زندہ کئے جائیں گے)، یہ دوبارہ زندہ ہونا تو بعید (از عقل) ہے (قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِیْظٌ) (اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے لوگو، یہ کوئی بعید از عقل بات نہیں ہے)

ہمیں اس چیز کا بخوبی علم ہے جو زمین ان کے جسموں میں سے (کھا کھا کر) کم کرتی رہتی ہے (اور یہ چیز صرف ہمارے علم ہی میں نہیں بلکہ ہمارے پاس لکھی ہوئی بھی ہے) ہمارے پاس ایک کتاب ہے (جو تمام چیزوں اور مردہ انسانوں کے تمام ذرات کو) محفوظ کرنے والی (ہے، ہم جب چاہیں گے ان ذرات کو جمع کر کے انسانوں کو زندہ کر دیں گے اور یہ ہمارے لئے کچھ بھی مشکل نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَهُوَ الَّذِىْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ، وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(الروم ۔ ۲۷)

وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کے لئے آسان ہے، آسمانوں میں اور زمین میں اس کی شان بہت ہی اعلیٰ (وارفع) ہے اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ○ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّىَ بَنَانَهٗ ○

(لا اقسم بیوم القیمۃ ۔ ۳و۴)

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہیں کر سکتے۔ کیوں نہیں (ہم جمع کر سکتے ہیں) ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کی پور پور ٹھیک کر دیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ○ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ○ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ○ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ○ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِىَ الْمَوْتٰى ○

(لا اقسم بیوم القیمۃ ۔ ۳۶ تا ۴۰)

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اسے یونہی چھوڑ دیا جائے گا (اور اسے حساب وکتاب کے لئے زندہ نہیں کیا جائے گا۔ اس کا دوبارہ زندہ کرنا ہمارے لئے کیا مشکل ہے) کیا وہ منی کا ایک قطرہ نہیں تھا جو (رحم مادر میں) ٹپکائی گئی تھی۔ پھر وہ گوشت کا لوتھڑا (بنا) پھر اللہ نے اس کو بنایا اور (اس کے اعضاء کو) درست کیا۔ پھر اس کی دو جنسیں بنائیں (یعنی) مرد وعورت۔ کیا (جس ہستی نے منی سے پہلی مرتبہ انسان کو پیدا کر دیا) وہ اس بات پر قادر نہیں کہ مُردوں کو (دوبارہ) زندہ کر دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں

وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى، بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ (الاحقاف۔ ۳۳)

حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں۔

كَانَ رَجُلٌ يُّسْرِفُ عَلٰى نَفْسِهٖ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيْهِ اِذَا اَنَا مُتُّ فَاَحْرِقُوْنِيْ ثُمَّ اطْحَنُوْنِيْ ثُمَّ ذَرُّوْنِيْ فِي الرِّيْحِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ فَذَرُّوْنِيْ فِي الْيَمِّ) فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَيَّ رَبِّيْ لَيُعَذِّبَنِّيْ عَذَابًا مَا عَذَّبَهٗ اَحَدًا فَلَمَّا مَاتَ فُعِلَ بِهٖ ذٰلِكَ فَاَمَرَ اللّٰهُ الْاَرْضَ فَقَالَ اجْمَعِيْ مَا فِيْكِ مِنْهُ فَفَعَلَتْ فَاِذَا هُوَ قَآئِمٌ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قَالَ يَا رَبِّ خَشْيَتُكَ فَغَفَرَ لَهٗ

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماذکر عن بنی اسرائیل جزء ۴ ص۲۱۵ و ص۲۱۶ ص۲۱۵)

کو اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے نہیں تھکا اس بات پر قادر نہیں کہ مُردوں کو زندہ کر دے۔ کیوں نہیں، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) ایک شخص بہت گناہ کیا کرتا تھا جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹوں سے کہنے لگا جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا دینا پھر (ہڈیاں) خوب پیسنا پھر آندھی میں اور سمندر میں اڑا دینا۔ اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے پکڑ لیا تو ایسا عذاب کرے گا کہ اس نے اس جیسا عذاب کسی کو نہیں کیا ہوگا۔ جب وہ مرگیا تو اس کے بیٹوں نے اس کی وصیت کو پورا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا جو کچھ (اس کے بدن کے اجزاء) تیرے اندر ہیں وہ سب جمع کر۔ زمین نے انہیں جمع کر دیا وہ سامنے کھڑا ہوا اللہ تعالیٰ نے پوچھا تو نے یہ سب کچھ کیوں کیا۔ اس نے کہا: اے اللہ تیرے ڈر سے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے بخش دیا۔

آگے فرمایا (بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِيْٓ اَمْرٍ مَّرِيْجٍ) (قیامت کے روز زندہ ہونا عجیب بات نہیں ہے) بلکہ (عجیب بات تو یہ ہے کہ) جب حق ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے حق کو جھٹلا دیا (اور) اب وہ ایک الجھی ہوئی بات میں (سرگرداں) ہیں۔

حق کو تسلیم کرنے کے بعد ہی الجھن دور ہو سکتی تھی لیکن انہوں نے حق کا انکار کر دیا تو اب الجھن دور کیسے ہو وہ اسی طرح شک و التباس میں پڑے رہیں گے۔

عمل

اے لوگو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انسان ہونے پر تعجب نہ کیجئے، رسول انسان ہی ہوا کرتے ہیں۔

أَفَلَمْ يَنظُرُوٓا إِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ
كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَزَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا
مِنْ فُرُوْجٍ ﴿٦﴾ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا
وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْبَتْنَا فِيْهَا
مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيْجٍ ﴿٧﴾ تَبْصِرَةً
وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ﴿٨﴾
وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا
فَاَنْبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ﴿٩﴾
وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ﴿١٠﴾

رِزْقًا لِّلْعِبَادِ وَ اَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا، كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ⑪

ترجمہ کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان پر نظر نہیں کی کہ ہم نے اس کو کیسا بنایا ہے اور (کس طرح) اس کو زینت دی ہے، اس میں کہیں درز تک نہیں ہے ⑥ اور ہم ہی نے زمین کو پھیلا دیا، اس میں پہاڑ گاڑ دئے اور اس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں اگائیں ⑦ تاکہ ہر رجوع کرنے والا بندہ دیکھے اور نصیحت حاصل کرے ⑧ اور ہم ہی بادل سے برکت والا پانی برساتے ہیں، پھر اس سے باغ اور کھیتی کا غلہ اگاتے ہیں ⑨ اور لمبی لمبی کھجوریں بھی (اگاتے ہیں) جن کا شگوفہ تہ بہ تہ ہوتا ہے ⑩ (یہ سب کچھ ہم) بندوں کو رزق فراہم کرنے کے لئے (اگاتے ہیں) اور ہم ہی اس پانی کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کر دیتے ہیں (جس طرح پودے پانی برستے ہی زمین سے نکل پڑتے ہیں) اسی طرح (قیامت کے روز مردے) نکل پڑیں گے ⑪

معانی و مصادر

(بَنَيْنَا) بَنٰى، يَبْنِىْ، بَنْىٌ، وبِنَاءٌ و بُنْيَانٌ (ض) بنانا۔

(فُرُوْجٌ) فَرَجَ، يَفْرِجُ، فَرْجٌ (ض) کھولنا، کشادہ کرنا (فُرُوْجٌ = فَرْجٌ کی جمع، دراڑ، شگاف)۔

(رَوَاسِىَ) رَسَا، يَرْسُوْ، رَسْوٌ و رُسُوٌّ (ن) ثابت ہونا، راسخ ہونا (رَوَاسِىَ = جمے ہوئے پہاڑ)۔

(بَهِيْجٌ) بَهَجَ، يَبْهَجُ، بَهْجٌ (ف) خوش کرنا۔

بَهُجَ، يَبْهُجُ، بَهَاجَةٌ (ک) اچھا ہونا (بَهِيْجٌ = خوش کرنے والا، خوشنما، اچھا)۔

(تَبْصِرَةٌ) بَصَّرَ، يُبَصِّرُ، تَبْصِيْرٌ (باب تفعیل) دکھانا، سمجھانا، پہچاننا (تَبْصِرَةٌ = دکھانا)

(مُنِيْبٌ) اَنَابَ، يُنِيْبُ، اِنَابَةٌ (باب افعال) رجوع کرنا (مُنِيْبٌ = رجوع کرنے والا)۔

(حَبٌّ) حَبٌّ = دانہ (حَبَّةٌ = ایک دانہ)

(حَصِيْدٌ) حَصَدَ، يَحْصُدُ، حَصْدٌ و حَصَادٌ (ن) کاٹنا (حَصِيْدٌ = کٹی ہوئی کھیتی)۔

(بٰسِقٰتٌ) بَسَقَ، يَبْسُقُ، بُسُوْقٌ (ن) شاخوں کا بلند اور لمبا ہونا۔ (بَاسِقَةٌ = لمبی ٹہنیوں والی)

(طَلْعٌ) طَلَعَ، يَطْلُعُ، طُلُوْعٌ و مَطْلَعٌ و مَطْلِعٌ (ن) طلوع ہونا، ظاہر ہونا (طَلْعٌ = شگوفہ، خوشہ کا غلاف)۔

(نَضِیْدٌ) نَضَدَ، یَنْضِدُ، نَضْدٌ (ض) رکھنا، ایک کے اوپر ایک رکھ کر جمانا۔

تفسیر کفار مکہ قیامت کا انکار کرتے تھے، وہ اس کو بعید از عقل سمجھتے تھے۔ ان کی سمجھ میں کسی طرح نہ آتا تھا کہ دوبارہ پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلی دلیل تو یہ دی کہ اللہ اتنا علیم ہے کہ مُردے کے ذرات جو زمین کھاتی چلی جاتی ہے ان ذرات کا اسے علم ہوتا ہے۔ تمام ذرات اس کے علم اور اس کی کتاب میں محفوظ ہیں۔ وہ جب مردے کو زندہ کرنا چاہے گا تو زمین کو حکم دے گا وہ تمام ذرات جمع کر دے گی۔

قیامت کے دن دوبارہ پیدا کرنے کے مزید دلائل اللہ تعالیٰ نے آیات زیر تفسیر میں دئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَفَلَمْ یَنْظُرُوْٓا اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَ زَیَّنّٰهَا وَ مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ) کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان پر نظر نہیں کی کہ ہم نے اس کو کیسا بنایا ہے، کس طرح اس کو زینت دی ہے، اس میں کہیں درز تک نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ○ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا، مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ، فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ○ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّ هُوَ حَسِیْرٌ ○ وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِیْرِ ○

(الملک ۔ ۲ تا ۵)

وہ غالب اور بخشنے والا ہے (وہی ہے) جس نے اوپر تلے سات آسمان بنائے، (تو اے رسول) کیا آپ کو رحمٰن کی (اس) صنعت میں کوئی نقص نظر آتا ہے (ذرا آپ اس کی طرف) نظر کیجئے، کیا آپ کو (اس میں) کوئی دراڑ نظر آتی ہے۔ (ایک دفعہ نہیں) پھر دوبارہ نظر ڈالئے (ہر مرتبہ) آپ کی نظر تھکی ہاری آپ کی طرف لوٹ آئے گی۔ اور (اے رسول) ہم ہی نے آسمانِ دنیا کو چراغوں سے زینت دی اور ہم ہی نے ان چراغوں کو شیطانوں کے مارنے کی چیز بنایا اور ہم ہی نے ان کے لئے آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

آگے فرمایا (وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِیْجٍ) اور (کیا انہوں نے زمین کو نہیں دیکھا کہ) ہم نے اس کو پھیلایا پھر ہم نے اس میں پہاڑ گاڑ دئے اور ہم نے اس میں خوشنما چیزیں اگائیں (تَبْصِرَةً وَّ ذِكْرٰی لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ) (تاکہ) ہر رجوع کرنے والے بندے کو (ہم اپنی قدرت کی نشانیاں) دکھائیں اور (وہ انہیں دیکھ کر) نصیحت (حاصل کرے)، (وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الْحَصِیْدِ) اور ہم ہی بادل سے برکت والا پانی برساتے ہیں پھر اس سے باغ اور کھیتی کا غلہ اگاتے ہیں (وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ) اور (ہم ہی) لمبی لمبی کھجوریں (اگاتے ہیں)،

جن کے خوشے تہ بہ تہ ہوتے ہیں (رِزْقًا لِّلْعِبَادِ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا) (یہ سب کچھ ہم) بندوں کو رزق فراہم کرنے کے لئے (اگاتے ہیں) اور ہم (ہی) اس پانی کے ذریعہ مُردہ زمین کو زندہ کر دیتے ہیں (جس طرح درخت اور پودے پانی برستے ہی نکل پڑتے ہیں) اسی طرح (قیامت کے دن مُردے) نکل پڑیں گے۔

انسان کو دوبارہ پیدا کرنے کے دلائل میں سے پہلی دلیل تو اللہ تعالیٰ نے یہ دی کہ ہم نے آسمان کو پیدا کیا، اس کو زینت دی، زمین کو پھیلا دیا، اس میں پہاڑ پیدا کئے، بادل سے پانی برسایا اور اس سے پھل پھول پیدا کئے تو کیا جو اللہ یہ سب کچھ کر سکتا ہے وہ انسان کو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ بَنٰهَا ۝ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰهَا ۝ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰهَا ۝ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا ۝ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰهَا ۝ وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا ۝ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝

(والنازعات ۔ ۲۷ تا ۳۳)

(اے کافرو، بتاؤ) کیا تمہارا (دوبارہ) پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا آسمان (کا بنانا)۔ اللہ نے تو آسمان کو بنایا، اس کی چھت کو بلند کیا، پھر اسے ہموار کیا، اس کی رات کو تاریک بنایا اور اس کی صبح کو نکالا۔ اس کے بعد زمین کو بچھایا، (پھر) زمین سے اس کا پانی اور چارہ نکالا، پھر پہاڑوں کو اس میں گاڑ دیا۔ (یہ سب کچھ) تمہارے اور تمہارے جانوروں کے فائدے کے لئے (کیا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

(حٰمٓ المؤمن ۔ ۵۷)

آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنا لوگوں کے پیدا کرنے سے یقیناً زیادہ بڑا (کام) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ جو آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کر سکتا ہے اس کے لئے انسانوں کا دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے)۔

قیامت کے دن دوبارہ پیدا کرنے کے سلسلہ میں دوسری دلیل اللہ تعالیٰ نے کافروں کے مشاہدہ کو بنایا۔ کافر دیکھتے ہیں کہ زمین کیسی مُردہ پڑی ہوتی ہے، پھر پانی برستے ہی کس طرح زندہ ہوتی ہے، فصلیں لہلہانے لگتی ہیں، بالکل اسی طرح مُردے بھی زمین سے نکل کھڑے ہوں گے، زمین کا زندہ ہونا کافر اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو پھر کیوں نہیں تسلیم کرتے کہ اسی طرح مردے بھی زندہ ہو سکتے ہیں۔ جو زمین کو زندہ کر سکتا ہے وہ مُردوں کو بھی زندہ کر سکتا ہے۔

عمل

اے لوگو، دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لایئے۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ
الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ﴿۱۲﴾ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ
وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ﴿۱۳﴾ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ
وَقَوْمُ تُبَّعٍ ، كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ
فَحَقَّ وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾

ترجمہ ان (کافروں) سے پہلے قوم نوح نے، کنویں والوں نے اور ثمود نے بھی (اپنے رسولوں کو) جھٹلایا تھا ﴿۱۲﴾ اور عاد نے، فرعون نے اور لوط کے بھائیوں نے بھی (جھٹلایا تھا) ﴿۱۳﴾ اور بن کے رہنے والوں نے اور قوم تبع نے بھی (جھٹلایا تھا)، غرض یہ کہ سب ہی نے رسولوں کو جھٹلایا تو ان پر ہمارا وعدۂ عذاب ثابت ہوگیا ﴿۱۴﴾

معانی و مصادر (رَسٌّ) رَسَّ، یَرُسُّ، رَسٌّ (ن) کھودنا، دفن کرنا، بیان کرنا، اصلاح کرنا۔

(اَیْکَةٌ) اَیِکَ، یَیْیَكُ، اَیْكٌ (س) خوب پتوں والا ہونا (اَیْکَةٌ: وہ درخت جس میں بہت سے پتے ہوں)۔

تفسیر ان آیات میں کفار کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اگر وہ ایمان نہ لائے تو ان کا حشر بھی گذشتہ امتوں کی طرح ہوگا (كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ) ان سے پہلے قوم نوح نے، کنویں والوں نے اور ثمود نے (اپنے اپنے رسولوں کو) جھٹلایا تھا (وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ) اور عاد نے، فرعون نے اور لوط کے بھائیوں نے (یعنی لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم نے بھی

لوط علیہ السلام کو جھٹلایا تھا) (وَاَصْحٰبُ الْاَیْکَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ) اور جنگل کے رہنے والوں نے اور قوم تبع نے (بھی جھٹلایا تھا) (کُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ) (غرض یہ کہ ان) سب نے (اپنے اپنے) رسولوں کو جھٹلایا تو ان سب پر ہمارا وعدۂ عذاب ثابت ہو گیا (یعنی یہ سب کے سب عذاب کے مستحق ہو گئے اور ہم نے ان سب کو تباہ و برباد کر دیا)۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے کفار کو اپنے عذاب سے ڈرا دیا۔ ان قوموں کی تباہی کا حال بیان کرنے سے مقصد یہ تھا کہ اگر وہ ایمان نہیں لائے اور بدستور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے رہے تو ایک نہ ایک دن ان پر بھی عذاب نازل ہوگا اور وہ تباہ و برباد کر دئے جائیں گے۔

عمل

اے لوگو، قیامت پر اور رسولوں پر ایمان لائیے۔ اور ایمان لانے کے بعد ثابت قدم رہیئے۔

اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۵﴾

ترجمہ اور (اے لوگو) کیا ہم پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے ہیں، (نہیں، ہم تو نہیں تھکے) ہاں یہ بات ضرور ہے کہ یہ لوگ بلاوجہ از سر نو پیدا ہونے کے سلسلہ میں شک میں پڑے ہوئے ہیں ﴿۱۵﴾

معانی و مصادر (عَيِيْنَا) عَيِيَ، يَعْيٰى، عَیٌّ و عَیَاءٌ (س) تھک جانا۔
عَيَّ، يَعِيُّ، عَيٌّ و عَيَاءٌ (ف) تھک جانا۔

(لَبْسٌ) لَبَسَ، يَلْبِسُ، لَبْسٌ (ن وض) مختلط کرنا۔

(جَدِيْدٌ) جَدَّ، يَجِدُّ، جِدَّةٌ (ض) نیا ہونا (جَدِيْدٌ = نیا)۔

تفسیر گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دلائل دئے، پھر فرمایا جن قوموں نے قیامت کو اور رسولوں کو جھٹلایا ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پھر قیامت کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ، بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ) (اے لوگو) کیا ہم پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے ہیں (اور اس لئے دوبارہ پیدا نہیں کر سکتے۔ نہیں ہم ہر گز نہیں تھکے، ہم دوبارہ پیدا کر سکتے ہیں اور ضرور پیدا کریں گے) ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ لوگ بلاوجہ از سر نو پیدا کرنے کے (سلسلہ) میں شک میں پڑے ہوئے ہیں (ان پر قیامت کا عقیدہ مشتبہ ہو گیا ہے۔ یہ اس عقیدہ سے الجھن میں پڑ گئے حالانکہ الجھن کی تو کوئی بات نہیں، پیدا کرنے والا قادر مطلق ہے تو پھر الجھن کیسی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ، بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ (الاحقاف۔ ۳۳)

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے نہیں تھکا اس بات پر قادر نہیں کہ مُردوں کو زندہ کر دے۔ کیوں نہیں، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا

اور (اے رسول) ہم نے آسمانوں کو، زمین کو اور

فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ○
(قٓ - ۳۸)

جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کو چھ دن میں پیدا کیا اور ہم کو تکان محسوس نہیں ہوئی۔

عمل

اے لوگو، قیامت کے دن دوبارہ پیدا ہونے پر ایمان لائیے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ
مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ
أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿١٦﴾
إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ
وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿١٧﴾ مَا يَلْفِظُ
مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿١٨﴾
وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ
ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿١٩﴾
وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ

الْوَعِيْدِ ۝٢٠ وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ
مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ۝٢١ لَقَدْ كُنْتَ
فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ
غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝٢٢
وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ۝٢٣
اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ۝٢٤
مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ ۝٢٥
الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ
فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ۝٢٦

قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ
كَانَ فِىْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۲۷﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا
لَدَىَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿۲۸﴾
مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَىَّ وَمَآ اَنَا
بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۲۹﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ہم ہی نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسے اس کے دل میں آتے ہیں اور ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں ﴿۱۶﴾ جب (وہ کوئی کام کرتا ہے تو) دو ضبط کرنے والے جو (اس کے) دائیں بائیں (ضبط کرنے کے لئے تیار) بیٹھے ہوتے ہیں (اس کام کو) ضبط کر لیتے ہیں ﴿۱۷﴾ (اسی طرح) وہ کوئی بات منہ سے نہیں نکالنے پاتا کہ (اس کے لکھنے کے لئے بھی) اس کے پاس ایک نگراں تیار رہتا ہے ﴿۱۸﴾ اور (اے انسان، عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ) موت کی بیہوشی حق کے ساتھ (تجھ پر) طاری ہو جائے گی۔ (اس وقت تجھ سے کہا جائے گا) یہی وہ (موت) ہے جس سے تو بھاگتا پھرتا تھا ﴿۱۹﴾ پھر (ایک دن وہ آئے گا کہ) صور پھونکا جائے گا (تو اس دن کہا جائے گا) یہی تو عذاب کے وعدوں (کے پورا ہونے) کا دن ہے ﴿۲۰﴾ پھر ہر شخص (اس حالت میں) آئے گا کہ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہی دینے والا اس کے ساتھ ہوگا ﴿۲۱﴾ (پھر اس سے کہا جائے گا) تو اس دن سے (بڑا) غافل رہا (تیری آنکھوں پر غفلت کا جو پردہ پڑا ہوا تھا آج) ہم نے تیرے (اس) پردے کو تیرے سامنے سے ہٹا دیا تو آج تیری نگاہ بڑی تیز ہے (تجھے آج وہ تمام چیزیں نظر آ رہی ہیں جن سے تجھ کو ڈرایا گیا تھا) ﴿۲۲﴾ اس کا ساتھی کہے گا یہ (ہے اس کا اعمال نامہ) جو

میرے پاس تیار (موجود) ہے ⑳ (اللہ ان دونوں فرشتوں سے جو اس کے ساتھ آئے تھے فرمائیگا) ہر ناشکرے، (حق سے) عناد رکھنے والے کو دوزخ میں ڈال دو ㉔ (یعنی جو) خیر سے روکتا تھا، حدود (شریعت) سے آگے بڑھ گیا تھا، (دین حق میں) شکوک پیدا کرتا تھا ㉕ (اور) جس نے اللہ کے علاوہ دوسرا الٰہ بنا رکھا تھا (اب) اس کو سخت عذاب میں ڈال دو ㉖ (وہ عرض کرے گا میرا کیا قصور ہے مجھے تو شیطان نے جو میرا ساتھی تھا گمراہ کیا) اس کا ساتھی (شیطان) کہے گا، اے ہمارے رب میں نے اس کو گمراہ نہیں کیا بلکہ یہ خود ہی پرلے درجہ کی گمراہی میں (بھٹک رہا) تھا ㉗ (اللہ) فرمائے گا میرے پاس نہ جھگڑو، میں تو تم کو پہلے ہی ڈرا چکا ہوں ㉘ میرے ہاں بات بدلا نہیں کرتی اور نہ میں (اپنے) بندوں پر ظلم کرتا ہوں ㉙

معانی و مصادر

(وَرِيْدٌ) وَرَدَ، يَرِدُ، وُرُوْدٌ (ض) پانی پر آنا (وَرِيْدٌ = گردن کی رگ)

(عَتِيْدٌ) عَتُدَ، يَعْتُدُ، عَتَادٌ و عَتَادَةٌ (ك) تیار کرنا (عَتِيْدٌ = حاضر، مہیا)

(يَتَلَقَّى) اَلْمُتَلَقِّيْ، تَلَقَّى، يَتَلَقَّى، تَلَقِّيْ (باب تفعل) لینا، سیکھنا، ملاقات کرنا، استقبال کرنا

(يَلْفِظُ) لَفَظَ، يَلْفِظُ، لَفْظٌ (ض و س) منہ سے نکالنا، پھینک دینا

(رَقِيْبٌ) رَقَبَ، يَرْقُبُ، رُقُوْبٌ و رَقُوْبٌ و رَقَابَةٌ و رِقْبَانٌ و رِقْبَةٌ و رَقْبَةٌ (ن) نگرانی کرنا، انتظار کرنا (رَقِيْبٌ = نگران، منتظر)۔

(سَكْرَةٌ) سَكِرَ، يَسْكَرُ، سَكَرٌ و سَكْرٌ و سُكْرٌ و سُكُرٌ (س) نشہ آنا (سَكْرَةٌ = موت یا غم کی شدت)۔

(تَحِيْدُ) حَادَ، يَحِيْدُ، حَيْدٌ و حَيَدَانٌ و مَحِيْدٌ و حَيْدَةٌ و حُيُوْدٌ (ض) راستہ سے ہٹ جانا۔

(سَآئِقٌ) سَاقَ، يَسُوْقُ، سَوْقٌ و سِيَاقٌ و سِيَاقَةٌ و مَسَاقٌ (ن) ہانکنا۔

(غِطَآءٌ) غَطَا، يَغْطُوْ، غَطْوٌ و غُطُوٌّ (ن) پردہ کرنا، چھپانا۔

(حَدِيْدٌ) حَدَّ، يَحِدُّ، حِدَّةٌ (ض) تیز ہونا (حَدِيْدٌ = تیز، لوہا)۔

(عَنِيْدٌ) عَنَدَ، يَعْنُدُ، عُنُوْدٌ (ن، ض، س، ك) حق کو پہچان کر اس کا انکار کرنا اور مخالفت کرنا، راہ حق سے عدول کرنا۔

(مُعْتَدٍ) اِعْتَدَى، يَعْتَدِيْ، اِعْتِدَاءٌ (باب افتعال) حق سے تجاوز کرنا، ظلم کرنا۔

(مُرِيْبٌ) اَرَابَ، يُرِيْبُ، اِرَابَةٌ (باب افعال) شک میں ڈالنا۔

(اَطْغَيْتُ) اَطْغَى، يُطْغِيْ، اِطْغَاءٌ (باب افعال) سرکشی پر ابھارنا۔

تفسیر اور قیامت کا ذکر چل رہا تھا۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انسان پر قیامت سے پہلے آنے والے واقعات پر روشنی ڈالی اور آخر میں پھر قیامت پر زور دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ) اور (اے لوگو، ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم دوبارہ بھی پیدا کر سکتے ہیں) اور جو وسوسے اس کے دل میں آتے ہیں ہم تو ان تک کو جانتے ہیں (تو ہمارے لئے اس کے اعمال سے واقف ہونا کیا مشکل ہے) (وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ) اور ہم تو اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں (بھلا جو انسان کے اتنا قریب ہو وہ انسان کے اعمال سے واقف نہیں ہوگا۔ ضرور ہوگا اور ان اعمال کا اچھا یا برا بدلہ دے گا۔ یہ تو اس کا علم ہے۔ اس کے علاوہ اس نے تو بندے کے اعمال کو لکھنے کا بھی بندوبست کر رکھا ہے) (اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ) جب (بندہ کوئی کام کرتا ہے تو) دو ضبط تحریر میں لانے والے (فرشتے) جو (اس کے) دائیں بائیں (ضبط تحریر کے لئے تیار) بیٹھے ہوتے ہیں (فوراً اس کام کو) ضبط تحریر میں لے آتے ہیں (مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ) (اور) وہ کوئی بات منہ سے نکالنے نہیں پاتا کہ (اس کے لکھنے کے لئے) اس کے پاس نگران تیار (بیٹھا) ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ○ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ○ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ○

(اذا السماء انفطرت - ۱۰ تا ۱۲)

بے شک تم پر نگہبان (مقرر) ہیں۔ باعزت لکھنے والے۔ وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ وَاِنَّا لَهٗ كَاتِبُوْنَ ○

(الانبیاء - ۹۴)

جو شخص نیک عمل کرے اور وہ مؤمن بھی ہو تو اس کے اعمال کی ناقدری نہیں کی جائے گی اور ہم اس کے لئے (اس کے اعمال کو) لکھ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ، كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰى اِلٰى كِتٰبِهَا ، اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ، اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

(الجاثیة - ۲۸ و ۲۹)

اور (اے رسول) آپ ہر جماعت (کے لوگوں کو) دیکھیں گے کہ دو زانو بیٹھے ہیں۔ ہر جماعت (کے لوگوں) کو ان کے نامۂ اعمال کی طرف بلایا جائے گا (پھر) ان سے کہا جائے گا آج تمہیں ان اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو تم (دنیا میں) کرتے تھے۔ ہماری یہ کتاب تمہارے متعلق (تمام باتیں) سچائی کے ساتھ بیان کرے گی، جو کچھ تم کرتے تھے

ہم اسے لکھواتے جاتے تھے۔

الغرض انسان کی ہر بات لکھی جارہی ہے لہٰذا ضروری ہے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب من کان یؤمن باللہ والیوم الاخر فلا یؤذ جارہ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب الحث علی اکرام الجار جزء اول صـ۳۸)

جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اُسے چاہئیے کہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئیے کہ مہمان کی خاطر تواضع کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئیے کہ نیک بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

حضرت عدیؓ بن حاتم کہتے ہیں:۔

ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَاَشَاحَ بِوَجْهِهٖ ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَاَشَاحَ بِوَجْهِهٖ قَالَ شُعْبَةُ اَمَّا مَرَّتَيْنِ فَلَا اَشُكُّ ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ

(صحیح بخاری کتاب الادب باب طیب الکلام جزء ۸ صـ۱۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کا ذکر کیا پھر اس سے پناہ مانگی اور منہ پھیر لیا۔ پھر دوزخ کا ذکر کیا پھر اس سے پناہ مانگی اور منہ پھیر لیا۔ شعبہ کہتے ہیں آپ کے دو مرتبہ (اس طرح کرنے) میں تو مجھے شک نہیں (البتہ تین مرتبہ ایسا کرنے کے معاملہ میں شک ہے)۔ پھر آپ نے فرمایا دوزخ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر سہی، اگر یہ بھی نہ ملے تو اچھی بات کہہ کر (ہی سہی)

جھوٹ نہ بولے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ (وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ) اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب علامۃ المنافق جزء اول صـ۱۵ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان خصائل المنافق ۱/۴۴)

منافق کی تین نشانیاں ہیں اگرچہ وہ روزے رکھے، نماز پڑھے اور دعویٰ کرے کہ وہ مسلم ہے: جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

آگے فرمایا (وَجَآءَتۡ سَكۡرَةُ الۡمَوۡتِ بِالۡحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنۡتَ مِنۡهُ تَحِيۡدُ) اور (اے انسان، عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ) موت کی بیہوشی حق کے ساتھ (تجھ پر) طاری ہو جائے گی (اس وقت تجھ سے کہا جائے گا) یہی وہ (موت) ہے جس سے تو بھاگتا پھرتا تھا۔

موت سے کوئی کتنا ہی بھاگے موت تو آکر رہے گی۔ وہ پیچھا چھوڑنے والی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلۡ اِنَّ الۡمَوۡتَ الَّذِىۡ تَفِرُّوۡنَ مِنۡهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيۡكُمۡ ثُمَّ تُرَدُّوۡنَ اِلٰى عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ○

(الجمعہ۔ ۸)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگتے پھرتے ہو وہ ضرور (ایک دن) تم سے ملاقات کرے گی، پھر تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے (اللہ) کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر جو کچھ تم (دنیا میں) کرتے رہے تھے اللہ تعالیٰ تمام کاموں سے تمہیں مطلع کریگا۔

موت سے چھٹکارا نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلۡ فَادۡرَءُوۡا عَنۡ اَنۡفُسِكُمُ الۡمَوۡتَ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ○

(آل عمران۔ ۱۶۸)

(اے رسول) آپ ان سے کہدیجئے کہ اگر تم (واقعی اس دعوے میں) سچے ہو (کہ تم موت کو اپنی تدبیر سے ٹال سکتے ہو) تو اب موت کو اپنے پاس نہ آنے دینا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَيۡنَ مَا تَكُوۡنُوۡا يُدۡرِكْكُّمُ الۡمَوۡتُ وَلَوۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ بُرُوۡجٍ مُّشَيَّدَةٍ ۔

(النسآء۔ ۷۸)

اور (اے لوگو) تم کہیں بھی ہو موت تم کو آکر رہے گی خواہ تم (بڑے بڑے) اونچے برجوں ہی میں کیوں نہ (محفوظ) ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلۡ لَّنۡ يَّنۡفَعَكُمُ الۡفِرَارُ اِنۡ فَرَرۡتُمۡ مِّنَ الۡمَوۡتِ اَوِ الۡقَتۡلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوۡنَ اِلَّا قَلِيۡلًا ○

(الاحزاب۔ ۱۶)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے اگر تم موت یا قتل سے بھاگو تو یہ بھاگنا تمہیں ہرگز نفع نہیں دے گا اور (اگر بھاگ کر تم بچ بھی گئے تو) ایسی صورت میں تم کچھ تھوڑا سا (دنیوی) فائدہ اور حاصل کر لو گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

نَحۡنُ قَدَّرۡنَا بَيۡنَكُمُ الۡمَوۡتَ (الواقعہ۔ ۶۰)

ہم نے تم لوگوں کے درمیان مرنا مقدر کر دیا ہے

قیامت کے دلائل بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے موت کا ذکر کیا اس لئے کہ موت قیامت کا پیش خیمہ ہے۔

آگے فرمایا (وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ، ذٰلِكَ یَوْمُ الْوَعِیْدِ) اور (اے انسان، پھر ایک دن وہ آئے گا کہ) صور پھونکا جائے گا (تو اس دن کہا جائے گا)، یہ تو عذاب کے وعدوں (کے پورا ہونے) کا دن ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کو بار بار قیامت کے دن سے اور قیامت کے عذابات سے ڈرایا ہے تو جب قیامت کا دن آجائے گا اس دن اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ جن عذابوں کا وعدہ تم سے کیا گیا تھا آج ان وعدوں کے پورا ہونے کا دن ہے۔

صور دو دفعہ پھونکا جائے گا۔ آیت زیر تفسیر میں دوسری مرتبہ صور پھونکے جانے کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ، ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ○ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ○ وَوُفِّیَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ○

(الزمر۔ ۶۸ تا ۷۰)

اور (اے رسول، جب) صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں میں اور زمین میں جتنے بھی لوگ ہیں سب بیہوش ہو جائیں گے سوائے اس کے جس کو اللہ چاہے گا (کہ بیہوش نہ ہو)، پھر (جب) دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو سب ایک دم (قبروں سے نکل) کھڑے ہوں گے (اور حیران ہو کر ادھر ادھر) دیکھ رہے ہوں گے اور (اے رسول، اس وقت تمام) زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اٹھے گی، اعمال نامہ (سامنے) رکھ دیا جائے گا، انبیاء اور گواہ حاضر کئے جائیں گے اور ان لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہیں ہوگا اور ہر شخص کو جو عمل اس نے کئے تھے ان کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا اور (کسی شخص کا کوئی عمل ضائع نہیں ہوگا اس لئے کہ) اللہ کو جو کچھ لوگ کرتے رہے تھے اس کا بخوبی علم ہوگا۔

آگے فرمایا (وَجَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِیْدٌ) پھر ہر شخص (میدان محشر میں اس حالت میں) آئے گا کہ ایک ہانکنے والا اور ایک گواہی دینے والا اس کے ساتھ ہوگا۔

آیت کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے۔ ایک فرشتہ

انسان کو میدان محشر میں لے کر آئے گا اور دوسرا فرشتہ اس کے اعمال کی شہادت دے گا (لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ) (پھر اس سے کہا جائے گا) تو اس (دن) کے سلسلہ میں (بڑی) غفلت میں تھا (تیری آنکھوں پر غفلت کا پردہ تھا، اس پردہ کی وجہ سے تجھے نظر نہ آتا تھا) آج ہم نے تیرے (اس) پردے کو تیرے سامنے سے ہٹا دیا تو آج تیری نگاہ بڑی تیز ہے (آج تجھے قیامت کا منظر آنکھوں کے سامنے نظر آ رہا ہے اور اب تو اس کا انکار نہیں کر سکتا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ○

(مریم - ۳۸ و ۳۹)

جس دن یہ لوگ ہمارے پاس حاضر ہوں گے تو (اس دن) کیسے سننے والے اور کیسے دیکھنے والے ہوں گے مگر آج یہ ظالم لوگ کھلی گمراہی میں ہیں (نہ سنتے ہیں اور نہ دیکھتے ہیں) اور (اے رسول) آپ ان کو حسرت کے دن سے ڈرائیے جس دن ہر بات کا فیصلہ ہو جائے گا (افسوس! اس دن کے معاملہ میں) یہ لوگ (کیسی) غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَلَوْ تَرٰى إِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ، رَبَّنَآ أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوْقِنُوْنَ ○

(الٓمّٓ تنزیل - ۱۲)

اور (اے رسول) کاش آپ مجرموں کو (اس وقت) دیکھیں جس وقت وہ اپنے رب کے پاس سر جھکائے (کھڑے) ہوں گے (اور اس طرح کہہ رہے ہوں گے) اے ہمارے رب ہم نے (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیا اور (براہ راست سب کچھ) سن لیا، (اب) ہمیں یقین آگیا ہے۔ ہمیں واپس (دنیا میں) بھیج دے، (اب) ہم اچھے عمل کریں گے۔

آگے فرمایا (وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ) (پھر) اس کا ساتھی (جو گواہ بن کر آیا تھا) کہے گا یہ (ہے اس کا اعمال نامہ جو) میرے پاس تیار ہے (وہ اپنے نامۂ اعمال کے مطابق دوزخ کا مستحق ہو گا، لہٰذا اللہ تعالیٰ ان دونوں فرشتوں سے فرمائے گا) (أَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ) ہر ناشکرے، (حق سے) عناد (اور دشمنی) رکھنے والے کو دوزخ میں ڈال دو (مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبٍ) (جو)

خیر سے روکتا تھا، حدود (شریعت) سے آگے بڑھ گیا تھا اور لوگوں کے دلوں میں (دین حق کی طرف سے) شکوک پیدا کرتا تھا (اَلَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ فَاَلْقِیٰہُ فِی الْعَذَابِ الشَّدِیْدِ) جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا الٰہ بنا رکھا تھا (اب) اس کو سخت عذاب میں جھونک دو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

تَخْرُجُ عُنُقٌ مِّنَ النَّارِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لَھَا عَیْنَانِ تُبْصِرَانِ وَاُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ یَّنْطِقُ یَقُوْلُ اِنِّیْ وُکِّلْتُ بِثَلَاثَۃٍ بِکُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ وَّبِکُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ وَبِالْمُصَوِّرِیْنَ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب صفۃ جھنم باب ماجاء فی صفۃ النار جزء ۲ صـ ۲۱۶)

قیامت کے دن دوزخ سے ایک گردن نکلے گی اس کی دو آنکھیں ہوں گی جو دیکھتی ہوں گی اور دو کان ہوں گے جو سنتے ہوں گے اور ایک زبان ہوگی جو بولتی ہوگی۔ زبان کہے گی مجھے تین قسم کے لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا ہے: ایک تو ہر سرکش حق سے دشمنی رکھنے والے کے لئے، دوسرے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ کے ساتھ دوسرے الٰہ کو پکارتا تھا اور تیسرے تصویر بنانے والوں کے لئے۔

جن لوگوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا ان آیات میں ان کی مندرجہ ذیل صفات بیان کی گئی ہیں:۔

① ناشکری کرنا،
② حق سے عناد اور دشمنی رکھنا،
③ نیکی سے روکنا،
④ حدود شریعت سے آگے بڑھ جانا،
⑤ لوگوں کے دلوں میں اسلام کی طرف سے شکوک پیدا کرنا،
⑥ اللہ کے ساتھ دوسرا الٰہ بنانا،

آگے فرمایا (قَالَ قَرِیْنُہٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَیْتُہٗ وَلٰکِنْ کَانَ فِیْ ضَلٰلٍ بَعِیْدٍ) (انسان عرض کریگا میرا کیا قصور ہے مجھے تو شیطان نے سرکشی پر ابھارا) اس کا ساتھی یعنی شیطان کہے گا: اے ہمارے رب، میں نے اس کو سرکشی پر نہیں ابھارا بلکہ یہ تو خود ہی پرلے درجہ کی گمراہی میں تھا۔

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَا مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُکِّلَ بِہٖ قَرِیْنُہٗ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِیْنُہٗ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ قَالُوْا وَاِیَّاکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَاِیَّایَ اِلَّا اَنَّ

تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کے لئے ایک ساتھی جنات میں سے اور ایک ساتھی فرشتوں میں سے مقرر نہ کیا گیا ہو۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ

اللّٰهَ اَعَانَنِیْ عَلَیْهِ فَاَسْلَمَ فَلَا یَاْمُرُنِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ (صحیح مسلم کتاب صفة القیمة والجنة والنار باب تحریش الشیطان جزء ٢ صلـ٥٢٧)

کے رسول، کیا آپ کے ساتھ بھی شیطان ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی ہے لیکن اللہ نے اس کے مقابلہ میں میری مدد کی ہے تو وہ مسلم ہوگیا ہے اور مجھے نیکی کے سوا کوئی بات نہیں بتاتا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا لَیْلًا قَالَتْ فَغِرْتُ عَلَیْهِ فَجَآءَ فَرَاٰی مَآ اَصْنَعُ فَقَالَ مَالَكِ یَا عَآئِشَةُ اَغِرْتِ فَقُلْتُ وَمَالِیْ لَا یَغَارُ مِثْلِیْ عَلٰی مِثْلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقَدْ جَآءَكِ شَیْطَانُكِ قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَوَمَعِیَ شَیْطٰنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَمَعَ كُلِّ اِنْسَانٍ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَمَعَكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَلٰكِنْ رَبِّیْ اَعَانَنِیْ عَلَیْهِ حَتّٰی اَسْلَمَ (صحیح مسلم کتاب صفة القیمة باب تحریش الشیطان جزء ٢ صلـ٥٢٧)

ایک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے باہر نکلے۔ اس پر مجھے بڑی غیرت آئی۔ پھر آپ واپس تشریف لائے اور میرا حال دیکھا۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ، تمہیں کیا ہوا؟ کیا تمہیں غیرت آئی؟ میں نے کہا مجھے کیا ہوا جو میری جیسی بیوی کو آپ جیسے شوہر پر رشک نہ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارا شیطان تمہارے پاس آگیا تھا۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے کہا کیا ہر انسان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا آپ کے ساتھ بھی شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں لیکن میرے رب نے میری مدد کی تو وہ مسلم ہوگیا ہے۔

آگے فرمایا، قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَیْكُمْ بِالْوَعِیْدِ (اللہ تعالیٰ فرمائیگا میرے پاس جھگڑا نہ کرو، میں تو تم کو پہلے ہی (اپنے فیصلہ سے) متنبہ کرچکا ہوں (کہ میں شیطان کو اور اس کے متبعین کو جہنم میں ڈال دوں گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ○ (هود۔ ١١٩)

(اے رسول) آپ کے رب کی وہ بات پوری ہوکر رہے گی (جو وہ پہلے ہی کہہ چکا ہے) کہ وہ ضرور دوزخ کو جنات اور انسانوں سے بھر دے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ○

میری طرف سے (میرا وہ) وعدہ پورا ہوکر رہے گا (جو میں پہلے کرچکا ہوں کہ) میں ضرور (نافرمان)

(الم تنزیل - ۱۳)

جنات اور انسانوں سے دوزخ کو بھر دوں گا (اگر سب کو ہدایت دے دوں تو یہ وعدہ کیسے پورا ہوگا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ۞ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۞

(ص - ۸۴، ۸۵)

(اللہ نے ابلیس سے) فرمایا تو پھر سچی بات (یہ) ہے اور میں سچی بات ہی کہتا ہوں کہ میں ضرور تجھ سے (اور ان میں سے جو تیری پیروی کریں گے ان سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔

آگے فرمایا (مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ) میرے ہاں بات بدلا نہیں کرتی (میں نے شیطان اور اس کے متبعین کو جہنم میں جھونک دینے کا فیصلہ کر لیا ہے اور یہ فیصلہ اٹل ہے نا بدلا نہیں جا سکتا) اور نہ میں (اپنے) بندوں پر ظلم کرتا ہوں (ایسا نہیں ہو سکتا کہ جو شخص دوزخ کا مستحق نہ ہو اس کو دوزخ میں ڈال دوں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يَا عِبَادِيْ اِنِّيْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِيْ وَجَعَلْتُهٗ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم جزء۲ ص۳۱۹)

اے میرے بندو، میں نے ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا ہے اور تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے تو تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔

شیطان اور انسان میں جو جھگڑا ہوگا اس کا کچھ ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۂ ابراہیم میں بھی فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ، وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ، مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ، اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ، اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۞

(ابراھیم - ۲۲)

اور جب (سزا و جزا کا) کام ختم ہو جائے گا (اور لوگ) شیطان (کو برا بھلا کہیں گے تو وہ) کہے گا اللہ نے جو وعدہ تم سے کیا تھا وہ سچا وعدہ تھا (اس نے پورا کر دیا) اور میں نے جو وعدہ تم سے کیا تھا (وہ جھوٹا تھا) میں اسے پورا نہیں کر سکا، مجھے (دنیا میں) تم پر کوئی قدرت حاصل نہیں تھی مگر (صرف اتنی کہ) میں نے تم کو بلایا، تم نے میری بات مان لی لہذا اب تم مجھے ملامت نہ کرو بلکہ خود اپنے آپ کو ملامت کرو، نہ میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں اور

نہ تم میری مدد کر سکتے ہو، میں تو اس بات سے انکار کرتا ہوں کہ تم نے پہلے کبھی مجھے (اللہ کا) شریک بنایا تھا، بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب (تیار) ہے۔

الغرض شیطان میں اور انسان میں میدان محشر میں جھگڑا ہو گا۔ انسان شیطان کو اور شیطان انسان کو قصوروار ٹھہرائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے پاس جھگڑنے کی ضرورت نہیں، تمہارے متعلق پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس فیصلہ کے مطابق تمہیں جہنم میں جانا ہے، جھگڑنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ وہ فیصلہ حتمی ہے، واقع ہو کر رہے گا۔

عمل

اے لوگو، خوب سوچ سمجھ کر بات منہ سے نکالا کیجئے، آپ کی تمام باتیں لکھی جا رہی ہیں اور ان باتوں کے مطابق آپ کا فیصلہ ہو گا۔

اے لوگو، موت آ کر رہے گی، آپ حساب وکتاب سے بچ نہیں سکتے لہٰذا ایسے اعمال کیا کیجئے کہ قیامت کے دن آپ عذاب سے بچ جائیں۔

اے لوگو، ناشکری نہ کیجئے، جان بوجھ کر حق کا انکار نہ کیجئے، کسی کو نیکی کرنے سے نہ روکئے، اسلام کے متعلق کسی کے دل میں شکوک وشبہات نہ ڈالئے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہرگز کسی کو الٰہ نہ بنایئے۔ اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی کو الٰہ بنانا شرک ہے اور شرک ہرگز نہیں بخشا جائے گا۔

(نوٹ:۔ الٰہ کی مکمل تشریح کے لئے البقرہ کی آیت نمبر ۱۶۳ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ
وَتَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيدٍ ﴿۳۰﴾ وَ
أُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ
بَعِيدٍ ﴿۳۱﴾ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ
أَوَّابٍ حَفِيظٍ ﴿۳۲﴾ مَّنْ خَشِيَ الرَّحْمَٰنَ
بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ﴿۳۳﴾
ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ۖ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ﴿۳۴﴾
لَهُم مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ﴿۳۵﴾

ترجمہ اس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے: کیا تو بھر گئی؟ وہ کہے گی: "(نہیں)، کیا کچھ (دوزخی) اور ہیں"؟ ﴿۳۰﴾ (اس دن) جنّت متقیوں کے قریب کر دی جائے گی، (بالکل) دور نہیں ہوگی ﴿۳۱﴾ (پھر ان سے کہا جائے گا) یہی وہ چیز ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا (یعنی جس کا وعدہ) ہر

رجوع کرنے والے، (احکام الٰہی کی) حفاظت کرنے والے سے (کیا گیا تھا) (۳۲) جو بغیر دیکھے رحمٰن سے ڈرتا تھا اور رجوع کرنے والے دل کے ساتھ (ہمارے پاس) آیا (۳۳) (ایسے لوگوں سے کہا جائے گا) سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ، یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے (۳۴) ان کے لئے جو کچھ وہ اس میں چاہیں گے (موجود ہوگا) اور ہمارے پاس تو اور بھی بہت کچھ ہوگا (جو ہم انہیں دیں گے) (۳۵)

معانی و مصادر

(اِمْتَلَئْتِ) اِمْتَلَأَ، يَمْتَلِئُ، اِمْتِلَاءٌ (باب افتعال) بھرنا۔
(مَزِيْدٌ) زَادَ، يَزِيْدُ، زَيْدٌ وزِيْدٌ ومَزِيْدٌ وزَيْدَانٌ (ض) زیادہ ہونا، زیادہ کرنا (مزید اسم مفعول بھی ہے)۔
(اُزْلِفَتْ) اَزْلَفَ، يُزْلِفُ، اِزْلَافٌ (باب افعال) قریب کرنا۔
(اَوَّابٌ) اٰبَ، يَئُوْبُ، اَوْبٌ ومَآبٌ (ن) لوٹنا، رجوع کرنا۔

تفسیر

گذشتہ آیات میں قیامت کا ذکر تھا۔ آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کے مزید کچھ حالات بیان کئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَئْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ) اس دن ہم دوزخ سے پوچھیں گے، کیا تو بھر گئی؟ وہ کہے گی: (نہیں) کیا کچھ (دوزخی) اور ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
يُلْقٰى فِى النَّارِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ حَتّٰى يَضَعَ قَدَمَهٗ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب سورۃ قٓ جزء ۶ ص ۱۷۳)

دوزخی لوگ دوزخ میں ڈالے جائیں گے لیکن دوزخ یہی کہتی رہے گی کچھ اور ہے کچھ اور ہے (اس کا پیٹ نہیں بھرے گا) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس میں رکھ دے گا اس وقت کہے گی بس بس۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ اُوْثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِيْنَ وَالْمُتَجَبِّرِيْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ مَالِىْ لَا يَدْخُلُنِىْ اِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لِلْجَنَّةِ اَنْتِ رَحْمَتِىْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِىْ وَقَالَ لِلنَّارِ اِنَّمَا اَنْتِ عَذَابِىْ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِىْ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا مِلْؤُهَا فَاَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ

(ایک مرتبہ) دوزخ اور جنت میں بحث ہوئی دوزخ نے کہا مجھ میں تو وہ لوگ آئیں گے جو بڑے مغرور اور سرکش ہوں گے۔ جنت نے کہا میرا کیا حال ہے مجھ میں تو وہ لوگ آئیں گے جو غریب اور دھتکارے ہوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے میں تیرے ذریعہ اپنے جن بندوں پر چاہوں گا رحم کروں گا اور دوزخ سے فرمایا تو (میرا) عذاب ہے میں تیرے

حَتّٰى يَضَعَ رِجْلَهٗ فَتَقُوْلُ قَطِ قَطِ قَطِ فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوٰى بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ وَلَا يَظْلِمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ خَلْقِهٖ اَحَدًا وَاَمَّا الْجَنَّةُ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر باب سورۃ قٓ جزء ۲ صفحہ ۱۲۳ و صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا باب النار یدخلھا الجبارون جزء ۲ صفحہ ۵۳۷)

ذریعہ سے اپنے جن بندوں کو چاہوں گا عذاب دونگا اور ان میں سے ہر ایک کی بھرتی ہوگی۔ دوزخ نہیں بھرے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا پاؤں اس میں رکھ دے گا۔ اس وقت وہ کہے گی بس بس بس اور پھر کر سمٹ جائے گی اور اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے پر ظلم نہیں کرے گا۔ جنت کی بھرتی اس طرح ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے (مزید) مخلوق پیدا کرے گا۔

آگے فرمایا (وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ) اور (اس دن) جنت متقیوں کے قریب کردی جائے گی (بالکل) دور نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ○

(الشعرآء۔ ۹۰، ۹۱)

(اس دن) جنت متقیوں کے قریب کردی جائے گی اور دوزخ گمراہوں کے سامنے کردی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ○ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ○ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ○

(اذا الشمس کورت۔ ۱۲ تا ۱۴)

جب دوزخ دہکائی جائے گی اور جب جنت قریب لائی جائے گی (تو اس وقت) ہر شخص کو معلوم ہوجائے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔

آگے فرمایا (هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ) (پھر ان سے کہا جائے گا) یہی (وہ چیز) ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا (یعنی جس کا وعدہ) ہر رجوع کرنے والے اور (احکام الٰہی) کی حفاظت کرنے والے سے (کیا گیا تھا)

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جنت کا وعدہ ان لوگوں سے کیا گیا ہے جو اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں، اسی سے لو لگاتے ہیں، معافی کے لئے اسی سے درخواست کرتے ہیں، مدد کے لئے اسی کو پکارتے ہیں اور جو احکام الٰہی کی حفاظت کرتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام پر برضاء و رغبت عمل کرتے ہیں۔

آگے فرمایا (مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ) (اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والا اور احکام الٰہی کی حفاظت کرنے والا وہ ہے) جو بغیر دیکھے رحمٰن سے ڈرتا ہے اور رجوع کرنے والے دل کے ساتھ (قیامت کے دن ہمارے پاس) آئے گا۔

اوّاب اور حفیظ کی تشریح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اوّاب اور حفیظ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے بغیر دیکھے ڈرتے ہیں اور رجوع کرنے والا دل لے کر میدانِ محشر میں حاضر ہوں گے۔

ایمان بالغیب یعنی بغیر دیکھے ایمان لانا ضروری ہے۔ ایمان بالمشاہدہ کی کوئی حقیقت نہیں۔ جو ایمان مقبول ہے وہ ایمان بالغیب ہے۔ ہدایت بھی اسی کو ملتی ہے جو ایمان بالغیب لائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

(البقرۃ - ۱ تا ۳)

(یہ) وہ کتاب ہے جس میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں، یہ متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دئے ہوئے (مال) میں سے خرچ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝

(یٰسٓ - ۱۱)

آپ تو اسے ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت کی پیروی کرے اور بغیر دیکھے رحمٰن سے ڈرے تو (اے رسول) ایسے شخص کو آپ مغفرت اور باعزت اجر کی خوشخبری سنا دیجئے۔

قلب منیب سے مراد وہ دل ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو، مصیبت میں اسی کو پکارتا ہو، اسی سے لو لگاتا ہو، اسی کی یاد سے سرشار ہو۔

آگے فرمایا (ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ، ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ) (ایسے لوگوں سے جو بغیر دیکھے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوں اور جو رجوع کرنے والا دل لے کر میدان محشر میں حاضر ہوں گے کہا جائے گا) سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ، یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے (اب تم جنت سے نکالے نہیں جاؤ گے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ لَا يَبْأَسُ لَا تَبْلٰى ثِيَابُهٗ وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهٗ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا باب دوام نعیم اھل الجنۃ جزء ۲ صـ۵۳۴)

جو شخص جنت میں جائے گا وہ ہمیشہ سکون سے رہیگا اسے کبھی تکلیف نہیں ہوگی اور نہ اس کی جوانی کبھی ختم ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يُنَادِيْ مُنَادٍ اِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَّاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَّ

ایک پکارنے والا (جنت کے لوگوں کو) پکارے گا کہ تمہارے لئے (یہ بات طے پا گئی ہے) اگر تم تندرست رہو گے کبھی بیمار نہیں ہو گے، تم زندہ رہو گے تمہیں

إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبْأَسُوا أَبَدًا فَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمها باب دوام نعیم اھل الجنۃ جزء ۲ صفحہ ۵۳۴)

کبھی موت نہیں آئے گی، تم جوان رہو گے بڑھاپا کبھی تمہارے قریب نہیں آئے گا اور تم ہمیشہ امن سکون سے رہو گے کبھی غمگین نہیں ہو گے اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کہ جنت والوں کو پکارا جائے گا کہ یہ تمہاری جنت ہے جس کے تم وارث ہوئے اس وجہ سے کہ تم نیک عمل کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يُدْخِلُ اللّٰهُ أَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَيُدْخِلُ أَهْلَ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُومُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ فَيَقُولُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ كُلٌّ خَالِدٌ فِيمَا هُوَ فِيهِ (صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمها باب النار یدخلها الجبارون جزء ۲ صفحہ ۵۳۵)

اللہ تعالیٰ جنت والوں کو جنت میں اور دوزخ والوں کو دوزخ میں داخل کرے گا پھر ایک پکارنے والا ان کے درمیان میں کھڑا ہو گا اور کہے گا اے جنت والو اب موت نہیں ہے اور اے دوزخ والو اب موت نہیں ہے، ہر ایک ہمیشہ اسی حال میں رہے گا جس حال میں وہ (اب) ہے۔

آگے فرمایا (لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ) اس (جنت) میں ان (لوگوں) کے لئے جو کچھ وہ چاہیں گے (موجود ہو گا) اور ہمارے پاس تو اور بھی بہت کچھ ہو گا (جو ہم انہیں دیں گے)۔
جنتیوں کی ہر خواہش کو پورا کیا جائیگا۔ اس کے علاوہ ان کو اور بھی بہت سی نعمتیں دی جائیں گی۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

أَنَّ النَّاسَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ هَلْ تُمَارُونَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُونَهُ سَحَابٌ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَهَلْ تُمَارُونَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُونَهَا سَحَابٌ قَالُوا لَا قَالَ فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ كَذٰلِكَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُولُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ فَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الشَّمْسَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الْقَمَرَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَتَّبِعُ الطَّوَاغِيتَ وَتَبْقَى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِيهَا مُنَافِقُوهَا فَيَأْتِيهِمُ اللّٰهُ فَيَقُولُ أَنَا

لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے۔ آپ نے فرمایا تمہیں چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں کوئی رکاوٹ ہوتی ہے جب کہ اس پر ابر نہ ہو۔ انہوں نے کہا: نہیں اے اللہ کے رسول۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی رکاوٹ ہوتی ہے جب کہ ابر نہ ہو، انہوں نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا اسی طرح تم اپنے رب کو بھی دیکھو گے۔ قیامت کے دن لوگ اکٹھے کئے جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو شخص جس چیز کی عبادت کرتا تھا وہ اس کے ساتھ ہو

رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَاْتِيَنَا رَبُّنَا فَاِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَاْتِيْهِمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ رَبُّنَا فَيَدْعُوْهُمْ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يَّجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِاُمَّتِهٖ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ اَحَدٌ اِلَّا الرُّسُلُ وَكَلَامُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِيْ جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَاَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَاِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا اِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِاَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ يُّوْبَقُ بِعَمَلِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ يُّخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُوْ حَتّٰى اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ رَحْمَةَ مَنْ اَرَادَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ اَمَرَ اللّٰهُ الْمَلٰٓئِكَةَ اَنْ يُّخْرِجُوْا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَيُخْرِجُوْنَهُمْ وَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِاٰثَارِ السُّجُوْدِ وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ اَنْ تَاْكُلَ اَثَرَ السُّجُوْدِ فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ فَكُلُّ ابْنِ اٰدَمَ تَاْكُلُهُ النَّارُ اِلَّا اَثَرَ السُّجُوْدِ فَيَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتَحَشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَهُوَ اٰخِرُ اَهْلِ النَّارِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ مُقْبِلًا بِوَجْهِهٖ قِبَلَ النَّارِ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ فَقَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَاَحْرَقَنِيْ ذَكَاؤُهَا فَيَقُوْلُ هَلْ

جائے تو کوئی سورج کے ساتھ ہو جائے گا، کوئی چاند کے ساتھ ہو جائیگا اور کوئی بتوں کے ساتھ اور بس اس امت کے لوگ رہ جائیں گے ان میں منافق بھی ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ (ایک نئی صورت میں) ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے ہم یہیں رہیں گے جب تک ہمارا رب آئے۔ جب ہمارا رب آئے گا تو ہم اس کو پہچان لیں گے پھر اللہ تعالیٰ (دوسری صورت میں) ان کے پاس آئیگا اور فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے (بے شک) تو ہمارا رب ہے پھر ان کو بلایا جائے گا اور پل صراط کو دوزخ کے درمیان رکھا جائے گا پھر آپ نے فرمایا سب پیغمبروں سے پہلے میں اپنی امت لے کر پار ہو جاؤں گا۔ اس دن سوائے پیغمبروں کے کوئی بات نہیں کر سکے گا۔ پیغمبر یہ دعاء کریں گے اے اللہ ہمیں بچا، ہمیں بچا۔ دوزخ میں سعدان کے کانٹوں کی طرح آنکڑے ہوں گے۔

تم نے سعدان کا کانٹا دیکھا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا جی ہاں دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا بس وہ آنکڑے اسی سعدان کے کانٹوں کی شکل کے ہوں گے مگر اتنے بڑے کہ اللہ ہی ان کی بڑائی کو جانتا ہے وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق اچک لیں گے۔ کوئی اپنے عمل کی وجہ سے بالکل ہلاک ہو جائے گا اور کوئی چکنا چور ہو کر پھر بچ جائے گا۔

جب اللہ تعالیٰ دوزخیوں میں سے بعضوں پر رحم کرنا چاہے گا تو فرشتوں کو حکم دے گا جو اللہ کی عبادت کرتا تھا اس کو نکال لو۔ فرشتے ایسے لوگوں کو نکال لیں گے وہ سجدے کے نشان سے

عَسَیْتَ اِنْ فُعِلَ ذٰلِكَ بِكَ اَنْ تَسْئَلَ غَیْرَ ذٰلِكَ فَیَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ فَیُعْطِی اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَا یَشَآءُ مِنْ عَهْدٍ وَّمِیْثَاقٍ فَیَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ فَاِذَآ اَقْبَلَ بِهٖ عَلَى الْجَنَّةِ رَاٰی بَهْجَتَهَا سَكَتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ یَّسْكُتَ ثُمَّ قَالَ یَا رَبِّ قَدِّمْنِیْ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ اَلَیْسَ قَدْ اَعْطَیْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِیْثَاقَ اَنْ لَّا تَسْاَلَ غَیْرَ الَّذِیْ كُنْتَ سَاَلْتَ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ لَآ اَكُوْنُ اَشْقٰی خَلْقِكَ فَیَقُوْلُ فَمَا عَسَیْتَ اِنْ اُعْطِیْتَ ذٰلِكَ اَنْ لَّا تَسْاَلَ غَیْرَهٗ فَیَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْاَلُكَ غَیْرَ ذٰلِكَ فَیُعْطِیْ رَبَّهٗ مَا شَآءَ مِنْ عَهْدٍ وَّمِیْثَاقٍ فَیُقَدِّمُهٗ اِلٰی بَابِ الْجَنَّةِ فَاِذَا بَلَغَ بَابَهَا فَرَاٰی زَهْرَتَهَا وَمَا فِیْهَا مِنَ النَّضْرَةِ وَالسُّرُوْرِ فَیَسْكُتُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ یَّسْكُتَ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اَدْخِلْنِی الْجَنَّةَ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَیْحَكَ یَا ابْنَ اٰدَمَ مَآ اَغْدَرَكَ اَلَیْسَ قَدْ اَعْطَیْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِیْثَاقَ اَنْ لَّا تَسْاَلَ غَیْرَ الَّذِیْٓ اُعْطِیْتَ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ لَا تَجْعَلْنِیْٓ اَشْقٰی خَلْقِكَ فَیَضْحَكُ اللّٰهُ مِنْهُ ثُمَّ یَاْذَنُ لَهٗ فِیْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُ تَمَنَّ فَیَتَمَنّٰی حَتّٰٓی اِذَا انْقَطَعَ اُمْنِیَّتُهٗ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا اَقْبَلَ یُذَكِّرُهٗ رَبُّهٗ حَتّٰٓی اِذَا انْتَهَتْ بِهِ الْاَمَانِیُّ قَالَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ وَقَالَ اَبُوْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیُّ لِاَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ

ان کو پہچان لیں گے کیونکہ اللہ نے سجدے کے مقام کو دوزخ پر حرام کر دیا ہے، وہ سجدے کے مقام کو نہیں کھا سکتی الغرض وہ لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے آدمی کا سارا بدن آگ کھالے گی لیکن سجدے کا نشان رہ جائے گا۔ یہ لوگ کوئلے کی طرح جلے ہوئے دوزخ سے نکلیں گے پھر ان پر آب حیات ڈالا جائے گا تو وہ اس طرح ابھر آئیں گے جیسے دانہ نالے کے بہاؤ میں ابھر آتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلہ سے فارغ ہو جائے گا۔ ایک شخص جنت اور دوزخ کے بیچ میں رہ جائے گا وہ سب دوزخیوں کے بعد جنت میں جائے گا۔ اس کا منہ دوزخ کی طرف ہوگا۔ وہ عرض کرے گا اے میرے رب میرا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے کیونکہ اس کی بدبو میرے لئے ناقابل برداشت ہے اور اس کی چمک مجھے جلاتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اچھا اگر میں ایسا کر دوں تو پھر تو کوئی اور درخواست نہیں کرے گا۔ وہ عرض کرے گا ہرگز نہیں تیری بزرگی کی قسم پھر جس طرح اللہ چاہے گا وہ عہد و پیمان کرے گا۔ آخر اللہ تعالیٰ اس کا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے گا۔ جب وہ جنت کی طرف منہ کرے گا تو وہاں کی بہار دیکھ کر جتنی دیر اللہ تعالیٰ کو منظور ہے خاموش رہے گا پھر دوسری بار عرض کرے گا اے میرے رب مجھے جنت کے دروازے پر پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے کیا کیا قول و قرار کئے تھے، تو نے کہا تھا کہ اب میں کوئی اور درخواست نہیں کروں گا۔ بندہ عرض کرے گا اے میرے رب کیا تیری ساری مخلوق میں ایک

لَمْ اَحْفَظْهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِلَّا قَوْلَهُ لَكَ ذٰلِكَ وَ مِثْلُهُ مَعَهُ۔
(صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب فضل السجود جزء اوّل صہ۲۰۴)

میں ہی بدنصیب رہوں۔ ارشاد ہوگا اچھا اگر میں یہ درخواست بھی تیری پوری کردوں تو پھر تو اور کچھ نہیں مانگے گا۔ بندہ عرض کریگا ہرگز نہیں، تیری بزرگی کی قسم میں اب کچھ نہیں مانگوں گا۔ پھر جس طرح اللہ کو منظور ہوگا وہ قول و قرار کریگا۔ آخر اللہ تعالیٰ اس کو جنّت کے دروازے پر پہنچادے گا۔ جب جنّت کے دروازے پر پہنچے گا وہاں کی بہار تازگی و فرحت دیکھ کر جتنی دیر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا وہ خاموش رہے گا۔ پھر تیسری مرتبہ عرض کرے گا اے اللہ مجھے جنت میں داخل کردے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم کے بیٹے تجھ پر افسوس ہے تو کیسا بدعہد ہے؟ کیا تو نے یہ قول و قرار نہیں کئے تھے۔ تو نے کہا تھا کہ اب میں کوئی اور درخواست نہیں کرونگا۔ وہ عرض کریگا بیشک کئے تھے لیکن اے میرے رب مجھے اپنی ساری مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ بنا۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ ہنس دے گا اور اس کو جنت میں جانے کی اجازت دیگا اور فرمائے گا آرزو کر جب اس کی تمام آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو ارشاد ہوگا یہ بھی تو مانگ، یہ بھی تو مانگ، خود اللہ تعالیٰ اس کو یاد دلائے گا۔ جب اس کی ساری آرزوئیں پوری ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ سب تجھ کو دیں اور اتنی اور۔ ابوسعید خدریؓ صحابی نے ابوہریرہؓ سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا یہ سب تجھ کو دیں اور دس گنا۔ ابوہریرہؓ نے کہا مجھے تو یاد نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہو۔ آپ نے فرمایا تھا یہ سب نعمتیں تجھ کو دیں اور اس کی مثل اور دیں (دکتنی مثل اور دیں یہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں نہیں ہے)۔

اس حدیث میں مطلوبہ نعمتوں کے علاوہ جو نعمتیں دی جائیں گی ان میں ایک تو دیدار الٰہی ہے اور دوسری وہ نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ ان کو یاد دلائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَ سَعْدَيْكَ

اللہ تعالیٰ جنّتی لوگوں سے فرمائے گا اے جنّتیو، وہ کہیں گے اے رب ہم حاضر ہیں اور سعادت حاصل کرتے ہیں۔ سب

وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ فَيَقُولُ هَلْ رَضِيتُمْ فَيَقُولُونَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى يَا رَبِّ وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ فَيَقُولُ أَلَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذَٰلِكَ فَيَقُولُونَ يَا رَبِّ وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَٰلِكَ فَيَقُولُ أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا (صحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعيمها باب احلال الرضوان على اهل الجنة جزء ۲ صـ۵۳۱)

بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم راضی ہو؟ وہ کہیں گے ہم کیسے راضی نہ ہوں ہم کو تو تو نے اتنا کچھ دیا کہ اپنی مخلوق میں کسی کو نہیں دیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں تم کو اس سے بھی بہتر کوئی چیز دوں؟ وہ عرض کریں گے اے رب اس سے بہتر کون سی چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تم پر اپنی رضامندی نازل کرتا ہوں اور میں اس کے بعد تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا بَلْهَ مَا أُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ ثُمَّ قَرَأَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسير الٓمّٓ السجدة جزء ۶ صـ۱۴۵ وصحیح مسلم کتاب الجنة وصفة نعيمها باب كتاب الجنة وصفة نعيمها جزء ۲ صـ۵۳۰)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں کہ جن کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی آدمی کے دل میں اس کا خیال تک آیا۔ جو نعمتیں میں نے چھپا کر رکھی ہیں ان کے مقابلہ میں وہ نعمتیں جو تم پر ظاہر کر دی ہیں ہیچ ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (یعنی ان کے لئے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی جو (نعمتیں) ہم نے چھپا رکھی ہیں انہیں کوئی شخص نہیں جانتا۔ یہ ان کے (ان) اعمال کا بدلہ ہے جو وہ دنیا میں کیا کرتے تھے)۔

ان احادیث میں جن نعمتوں کا بیان ہے وہ یہ ہیں:۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی رضوان (۲) پوشیدہ نعمتیں

الغرض ہر جنتی کو وہ تمام نعمتیں ملیں گی جن کو وہ طلب کرے گا اور جب اس کی تمام مطلوبہ چیزیں اسے مل جائیں گی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسے مزید نعمتیں ملیں گی مثلاً دیدار الٰہی، رضوان الٰہی، پوشیدہ نعمتیں وغیرہ۔

عمل

اے لوگو، دوزخ سے بچنے کی کوشش کیجئے۔ متقی بننے کی کوشش کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیجئے، اس کے احکام کی حفاظت کیجئے اور بغیر دیکھے اس سے ڈرتے رہیئے۔

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ
أَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ
هَلْ مِنْ مَّحِيصٍ ﴿۳۶﴾ إِنَّ فِي
ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ
قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ﴿۳۷﴾
وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ
وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا
مِنْ لُّغُوبٍ ﴿۳۸﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُولُونَ
وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ

الشَّمۡسِ وَقَبۡلَ الۡغُرُوۡبِ ﴿۳۹﴾ وَمِنَ الَّيۡلِ فَسَبِّحۡهُ وَاَدۡبَارَ السُّجُوۡدِ ﴿۴۰﴾

ترجمہ اور (اے رسول) ان سے پہلے ہم نے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر ڈالا جو قوت میں ان سے کہیں زیادہ تھیں پھر (جب ہمارا عذاب آیا تو) وہ (کئی) شہروں میں پناہ حاصل کرنے کی جگہ تلاش کرنے کے لئے (آئے) گئے تو کیا (انہیں) کوئی بھاگنے کی جگہ (ملی)؟ ﴿۳۶﴾ اس میں نصیحت ہے اس شخص کے لئے جس کے پاس دل ہے اور جو حضور قلب کے ساتھ کان لگا کر سنتا ہے ﴿۳۷﴾ اور (اے رسول) ہم نے آسمانوں کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کو چھ دن میں پیدا کیا اور ہم کو تکان محسوس نہیں ہوئی ﴿۳۸﴾ تو (اے رسول) جو کچھ یہ کر رہے ہیں اس پر آپ صبر کیجئے اور سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح پڑھا کیجئے ﴿۳۹﴾ اور رات میں بھی کچھ دیر اس کی تسبیح پڑھا کیجئے اور نماز کے بعد بھی ﴿۴۰﴾

معانی و مصادر (قَرۡنٌ) قَرَنَ، يَقۡرُنُ، قَرۡنٌ (ن) دو چیزوں کو ملانا (قَرۡنٌ = سینگ، ایک جماعت کے بعد دوسری جماعت، اہل زمانہ)

(نَقَّبُوا) نَقَّبَ، يُنَقِّبُ، تَنۡقِيۡبٌ (باب تفعیل) بھاگنے کی جگہ تلاش کرنے کے لئے گشت لگانا۔

(مَحِيۡصٌ) حَاصَ، يَحِيۡصُ، حَيۡصٌ و حَيۡصَةٌ و حُيُوۡصٌ و مَحِيۡصٌ و حَيۡصَانٌ (ض) بھاگنا۔ (مَحِيۡصٌ = بھاگنے کی جگہ)۔

(لُغُوۡبٌ) لَغَبَ، يَلۡغُبُ، لَغۡبٌ، لَغُوۡبٌ و لُغُوۡبٌ (ف، ن، ك) تھکنا۔
لَغِبَ، يَلۡغَبُ، لَغَبٌ (س) تھکنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَكَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ هُمۡ اَشَدُّ مِنۡهُمۡ بَطۡشًا فَنَقَّبُوۡا فِى الۡبِلَادِؕ هَلۡ مِنۡ مَّحِيۡصٍ) اور (اے رسول) ان سے پہلے ہم نے کتنی ہی قوموں

کو ہلاک کر ڈالا جو قوت میں ان (کفار مکہ) سے کہیں زیادہ تھیں پھر (جب ہمارا عذاب آیا تو) وہ بھاگ کر پناہ کی جگہ تلاش کرنے کے لئے (کئی ایک) شہروں میں گشت لگاتے رہے تو کیا (انہیں) کوئی بھاگنے کی جگہ (ملی)۔

اس آیت میں کفار مکہ کو ایک قسم کی دھمکی ہے۔ گذشتہ قوموں نے جب اپنے رسولوں کی تکذیب کی اور کسی طرح ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل کیا۔ اس عذاب سے بچنے کے لئے انہوں نے شہروں کو چھان مارا لیکن انہیں کہیں کوئی پناہ کی جگہ نہیں ملی اور وہ ہلاک کر دئے گئے۔ وہ قوت میں کفار مکہ سے کہیں زیادہ تھے پھر بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ نہ سکے تو ان کفار مکہ کی کیا حقیقت ہے۔ اگر انہوں نے تکذیب جاری رکھی تو ان پر بھی اسی طرح عذاب نازل ہوگا اور یہ نیست و نابود کر دئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّ اَصْحٰبُ الرَّسِّ وَ ثَمُوْدُ ○ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ○ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۚ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ ○

(قٓ ۔ ۱۲ تا ۱۴)

ان (کافروں) سے پہلے قوم نوح نے، کنویں والوں نے اور ثمود نے بھی (اپنے اپنے رسولوں کو) جھٹلایا تھا اور عاد نے، فرعون نے اور لوط کے بھائیوں نے بھی (جھٹلایا تھا) اور بن کے رہنے والوں نے اور قوم تبع نے بھی (جھٹلایا تھا)، غرض یہ کہ سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو ان سب پر ہمارا وعدۂ عذاب ثابت ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ○ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۚ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ۚ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ

اللہ نے منافق مردوں، منافق عورتوں اور (ان کے علاوہ تمام) کفار کو آتش جہنم کی وعید سنا دی ہے، جہنم میں وہ ہمیشہ رہیں گے، (اور) وہی ان کے لئے کافی ہے، اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔ (اے کفار، تمہاری حالت بالکل ان لوگوں جیسی ہو گی) جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں (حالانکہ) وہ قوت کے لحاظ سے تم سے زیادہ مضبوط تھے اور مال اور اولاد بھی تم سے زیادہ رکھتے تھے (لیکن یہ چیزیں ان کے کچھ کام نہیں آئیں)، انہوں نے (دنیا سے

نُوۡحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوۡدَ وَقَوۡمِ اِبۡرٰهِيۡمَ وَاَصۡحٰبِ مَدۡيَنَ وَالۡمُؤۡتَفِكٰتِ‌ؕ اَتَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ‌ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظۡلِمَهُمۡ وَلٰـكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ ○

(التوبہ - ۶۸ تا ۷۰)

اپنے نصیب کے مطابق فائدہ اٹھایا تو جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے اپنے نصیب کے مطابق فائدہ اٹھایا تھا اسی طرح تم بھی اپنے نصیب کے مطابق فائدہ اٹھا رہے ہو اور جس طرح (وہ مذاق اڑانے کے لئے غور و) خوض کرتے رہے تھے، تم بھی (مذاق اڑانے کے لئے غور و خوض) کر رہے ہو (جو حشر ان کا ہوا وہی حشر تمہارا بھی ہوگا) ایسے لوگوں کے عمل دنیا اور آخرت (دونوں جگہ) ضائع ہو گئے اور یہی لوگ ہیں جو نقصان اٹھانے والے ہیں۔ کیا ان لوگوں کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں یعنی قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم ابراہیم، اصحاب مدین اور الٹی ہوئی بستیوں والے، ان (تمام قوموں) کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے (لیکن وہ ایمان نہیں لائے تو دیکھ لو ان کا حشر کیسا ہوا) اللہ ایسا نہیں ہے کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ وہ تو خود اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ‌ؕ كَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡهُمۡ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الۡاَرۡضَ وَعَمَرُوۡهَاۤ اَكۡثَرَ مِمَّا عَمَرُوۡهَا وَجَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ‌ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظۡلِمَهُمۡ وَلٰـكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ ○ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيۡنَ اَسَآءُوا السُّوۡۤاٰى اَنۡ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوۡا بِهَا يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ○

(الروم - ۹، ۱۰)

کیا انہوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی تاکہ وہ دیکھتے کہ ان سے پہلے (کافر) لوگوں کا انجام کیسا ہوا۔ وہ طاقت میں بھی ان سے زیادہ تھے، ا زمین میں انہوں نے ہل بھی خوب چلایا تھا (اور زراعت میں بڑی ترقی کی تھی) اور جتنا زمین کو انہوں نے آباد کیا ہے اس سے زیادہ انہوں نے آباد کیا تھا۔ ان کے پاس ان کے رسول معجزات لے کر آئے تھے (لیکن وہ ایمان نہیں لائے اور اپنے کفر کی سزا بھگتی) اللہ تو ایسا نہیں ہے کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ وہ خود ہی اپنے نفسوں پر ظلم کر رہے تھے۔

پھر جن لوگوں نے برے عمل کئے ان کا انجام بُرا ہوا اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا اور ان کا مذاق اڑاتے رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ، كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ، وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ، اِنَّهٗ قَوِىٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○

(حٰمٓ المومن - ۲۱، ۲۲)

اور (اے رسول) کیا انہوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی تاکہ یہ (اپنی آنکھوں سے) ان لوگوں کا انجام دیکھتے جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔ وہ قوت اور زمین میں اپنے آثار کے لحاظ سے ان سے کہیں زیادہ مضبوط تھے، لیکن اللہ نے ان کے گناہوں کے سبب ان کو پکڑ لیا تو پھر ان کو اللہ (کے عذاب) سے بچانے والا کوئی نہیں تھا۔ (ان پر) یہ (عذابات) اس لئے (نازل ہوئے) کہ ان کے پاس ان کے رسول معجزات لے کر آتے رہے لیکن انہوں نے انکار کیا تو اللہ نے ان کو پکڑ لیا، بے شک اللہ قوت والا اور سخت عذاب دینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ، كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ○ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا، سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِىْ قَدْ خَلَتْ فِىْ عِبَادِهٖ، وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ○

(اور اے رسول) کیا انہوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی کہ یہ (اپنی آنکھوں سے) ان لوگوں کا انجام دیکھتے جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔ وہ ان سے تعداد میں بھی زیادہ تھے اور قوت اور زمین میں آثار کے لحاظ سے بھی (ان سے) زیادہ مضبوط تھے لیکن جو عمل انہوں نے کئے تھے ان کے کچھ کام نہ آئے۔ پھر جب ان کے رسول کھلے دلائل کے ساتھ ان کے پاس پہنچے تو جو علم ان کے پاس تھا اس پر اترانے لگے۔ الغرض جس (عذاب) کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اس (عذاب) نے انہیں (چاروں طرف سے) گھیر لیا۔

(حٰمٓ المؤمن - ۸۲ تا ۸۵)

جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھا تو کہنے لگے ہم اللہ اکیلے پر ایمان لاتے ہیں اور جن لوگوں کو ہم اللہ کے ساتھ شریک کرتے تھے ان کا انکار کرتے ہیں، لیکن جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھ لیا تو (اس وقت) ایمان لانا ان کے لئے نفع بخش نہیں ہوا، یہ اللہ کا دستور ہے جو اس کے بندوں میں (پہلے سے) ہوتا آیا ہے کہ (عذاب دیکھنے کے بعد ایمان لانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ) ایسے موقع پر کافروں کو نقصان ہی اٹھانا پڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ○

(محمد ۔ ۱۳)

اور (اے رسول) کتنی ہی بستیوں کو جو قوت میں آپ کی بستی سے جس نے آپ کو نکالا کہیں زیادہ تھیں ہم نے ہلاک کر ڈالا، پھر ان کا کوئی مددگار نہ ہوا۔

کفارِ مکہ کو ڈرانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ) اس میں (یعنی قرآن مجید میں) اس شخص کے لئے نصیحت ہے جس کے پاس دل ہے اور جو حضورِ قلب کے ساتھ کان لگا کر سنتا ہے۔

دل تو ہر شخص کے سینے میں موجود ہے لیکن یہاں دل سے مراد دل کی وہ خاص کیفیت ہے جو اسے نصیحت سننے پر مجبور کرتی ہے۔ دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہو، اللہ تعالیٰ کی محبت ہو، خلوص ہو، تقویٰ ہو، حق کو تلاش کرنے اور اس پر عمل کرنے کی تڑپ ہو، دل بینا ہو، دل میں اللہ تعالیٰ کی لگن ہو، اللہ تعالےٰ سے لو لگانے والا دل ہو، ضد، ہٹ دھرمی اور حق پوشی سے دل پاک و صاف ہو، دل کی اسی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ○

(قٓ ۔ ۳۳)

(متقی وہ ہے) جو بغیر دیکھے رحمٰن سے ڈرے اور رجوع کرنے والے دل کے ساتھ (ہمارے پاس) آئے۔

دل اگر اندھا ہو جائے تو پھر سیدھا راستہ ملنا مشکل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ○ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَاۤ اَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ○

(الحج - ۴۵، ۴۶)

الغرض کتنی ہی بستیاں ہیں جن کو ہم نے اس لئے ہلاک کر دیا کہ وہ ظالم تھیں، (دیکھ لو) وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں، (بہت سے) کنویں بیکار پڑے ہیں اور (بہت سے) عالی شان محل (ویران پڑے ہیں)۔ تو (اے رسول) کیا ان لوگوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی تا کہ (ان بستیوں کا عبرتناک انجام دیکھ کر) ان کے دل ایسے ہو جاتے کہ ان سے (اپنے انجام کو) سمجھ لیتے اور کان ایسے ہو جاتے کہ ان سے (نصیحت کی بات) سن لیتے، (اے رسول) بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

الغرض دل کی مندرجہ بالا کیفیات ہوں، حضور قلب ہو اور کان لگا کر سنے تو نصیحت ضرور ہی اثر کرتی ہے۔

دل کی اصلاح بڑی ضروری ہے۔ دل اگر بگڑ جائے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے، حلال و حرام کی تمیز اٹھ جاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب فضل من استبراء لدینہ جزء اول صفحہ ۲۰)

بے شک (انسان) کے جسم میں ایک (گوشت) کا ٹکڑا ہے جب وہ درست ہوتا ہے تو سارا جسم درست ہوتا ہے اور اگر وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ سن لو وہ ٹکڑا دل ہے۔

آگے فرمایا (وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ) اور (اے لوگو) ہم نے آسمان کو، زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کو چھ دن میں پیدا کیا اور ہمیں تکان محسوس نہیں ہوئی (اور جب ساری کائنات کو پیدا کرنا ہمارے لئے مشکل نہیں) تو انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنا ہمارے لئے کیا مشکل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ، بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ○

اور (اے لوگو) کیا ہم پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے ہیں، (نہیں، ہم تو نہیں تھکے) البتہ یہی لوگ

(ق ۔ ۱۵)

از سرِ نو پیدا ہونے کے سلسلہ میں (بلا وجہ) شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ یَعْیَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰۤى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ (الاحقاف ۔ ۳۳)

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور ان کے پیدا کرنے سے نہیں تھکا اس بات پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر دے، کیوں نہیں، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بطور دلیل کے ان چیزوں کی پیدائش کا ذکر کیا۔ جو اللہ آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کر سکتا ہے وہ یقیناً انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰهَا ○ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ○ وَاَغْطَشَ لَیْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ○

(والنازعات ۔ ۲۷ تا ۲۹)

(اے کافرو، بتاؤ) کیا تمہارا (دوبارہ) پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا آسمان (کا پیدا کرنا)؟ اللہ نے تو آسمان کو بنایا، اس کی چھت کو بلند کیا، پھر اسے ہموار کیا، اس کی رات کو تاریک بنایا اور اس کی صبح کو نکالا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

(حٰمٓ المومن ۔ ۵۷)

آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنا لوگوں کے پیدا کرنے سے یقیناً زیادہ بڑا (کام) ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ جو آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کر سکتا ہے اس کے لئے انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے)۔

عذاب کی دھمکی اور قیامت کی دلیل دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا (فَاصْبِرْ عَلٰى مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ) (اے رسول، آپ کی نبوت اور قیامت کے سلسلہ میں) جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں آپ اس پر صبر کریں، (ان کے مذاق اڑانے کی پرواہ نہ کریں، آزردہ نہ ہوں) اور سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح پڑھا کیجئے (وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ) اور رات میں کچھ دیر اس کی تسبیح پڑھا کیجئے اور نماز کے بعد بھی (تسبیح پڑھا کیجئے)۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے چار اوقات میں تسبیح (یعنی نماز) پڑھنے کا حکم دیا ہے :۔

(۱) سورج کے طلوع سے پہلے،
(۲) سورج کے غروب سے پہلے،
(۳) رات کو تھوڑی دیر اور
(۴) نمازوں کے بعد

سورج کے طلوع اور غروب سے پہلے تسبیح پڑھنے سے مراد فجر اور عصر کی نمازیں ہیں۔

حضرت جریرؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں :۔

كُنَّا جُلُوْسًا لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَاَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ قٓ جزء ۶ ص ۱۷۳ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل صلوٰتی الصبح والعصر جزء اول ص ۲۵۳)

ہم ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے چودھویں رات کو چاند کی طرف دیکھا۔ آپ نے فرمایا عنقریب تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو بے تکلف دیکھ رہے ہو، اس کے دیکھنے میں تمہیں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہوگی اگر تم سے ہو سکے تو ایسا کرو کہ سورج نکلنے سے پہلے کی نماز اور سورج ڈوبنے سے پہلے کی نماز قضا نہ ہونے پائے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ (یعنی طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح پڑھا کیجئے)۔

فجر اور عصر کی نمازوں کی بڑی فضیلت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

• مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فضل صلوٰۃ الفجر جزء اول ص ۱۵۰ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل صلوٰتی الصبح والعصر جزء اول ص ۲۵۴)

جو شخص دو ٹھنڈی نمازیں پڑھے وہ جنت میں جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلٰٓئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلٰٓئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنٰهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنٰهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فضل الصلوٰۃ العصر جزء اول ص۱۲۵ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل صلاتی الصبح والعصر جزء ا ص۲۵۳)

رات اور دن کے فرشتے تمہارے پاس یکے بعد دیگرے آتے جاتے رہتے ہیں۔ یہ فرشتے فجر اور عصر کی نماز میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ جو فرشتے رات کو تم میں رہے تھے وہ (آسمان پر) چڑھ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ واقف ہوتا ہے تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے اس وقت بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ صَلَّى الْعِشَآءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهٗ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل صلوٰۃ العشاء والصبح فی جماعۃ جزء اول ص۲۶۳)

جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی تو گویا وہ آدھی رات تک نماز پڑھتا رہا اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھی وہ گویا ساری رات نماز پڑھتا رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ فَيُدْرِكَهٗ فَيَكُبَّهٗ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل صلوٰۃ العشاء والصبح فی جماعۃ جزء اول ص۲۶۳)

جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ کی پناہ میں ہے تو اللہ جس سے بھی اپنی پناہ کا حق طلب کرے گا اسے نہیں چھوڑے گا بلکہ اس کو جہنم میں ڈال دے گا۔

عصر کی نماز بیچ والی نماز کہلاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۝

(البقرۃ۔ ۲۳۸)

تمام نمازوں کی مستقل طور پر یکے بعد دیگرے حفاظت کرتے رہو، خصوصاً بیچ والی نماز (یعنی نماز عصر) کی اور (نماز میں) اللہ کے سامنے ادب سے کھڑے رہا کرو۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمَ الْخَنْدَقِ حَبَسُوْنَا عَنْ صَلٰوۃِ الْوُسْطٰی حَتّٰی غَابَتِ الشَّمْسُ مَلَأَ اللّٰہُ قُبُوْرَہُمْ وَبُیُوْتَہُمْ اَوْ اَجْوَافَہُمْ نَارًا (صحیح بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورہ بقرۃ جزء ۲ ص ۳۷ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الدلیل لمن قال الصلوٰۃ الوسطٰی ھی صلوٰۃ العصر ۱/۲۵۲)	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن فرمایا ان کافروں نے ہم کو بیچ والی نماز نہ پڑھنے دی حتیٰ کہ سورج ڈوب گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں، گھروں یا ان کے پیٹوں کو انگاروں سے بھرے۔

وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْہُ (اور رات کے وقت بھی کچھ دیر تسبیح پڑھا کیجئے) سے مراد مغرب اور عشاء کی نمازیں ہیں۔

(وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ) اور نمازوں کے بعد بھی (تسبیح پڑھا کیجئے)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:-

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیْ قَبْلَ الظُّہْرِ رَکْعَتَیْنِ وَبَعْدَہَا رَکْعَتَیْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَکْعَتَیْنِ فِیْ بَیْتِہٖ وَبَعْدَ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ رَکْعَتَیْنِ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب تفریع ابواب التطوع ورکعات السنۃ جزء اول ص ۱۸۵ وسنن صحیح)۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے اور ظہر کے بعد دو رکعتیں اور مغرب کے بعد دو رکعتیں اپنے گھر میں اور عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

عمل

اے ایمان والو، کافروں کی باتوں پر صبر کیا کیجئے۔ نماز پابندی سے پڑھتے رہا کیجئے۔

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ
مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿۴۱﴾ يَوْمَ يَسْمَعُونَ
الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۚ ذٰلِكَ يَوْمُ
الْخُرُوجِ ﴿۴۲﴾ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ وَ
نُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ ﴿۴۳﴾ يَوْمَ
تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۚ
ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ ﴿۴۴﴾ نَحْنُ
أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ
بِجَبَّارٍ ۚ فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ

یَّخَافُ وَعِیۡدِ ﴿۴۵﴾

ترجمہ اور (اے رسول) سنیئے جس دن ایک پکارنے والا نزدیک کے مقام سے پکارے گا ﴿۴۱﴾ جس دن لوگ حق کے ساتھ (اس کی) چیخ کو سن لیں گے، وہی (مُردوں کے زمین سے) نکلنے کا دن ہوگا ﴿۴۲﴾ (اے لوگو) ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری طرف ہی (سب کو) لوٹ کر آنا ہے ﴿۴۳﴾ جس دن زمین ان (کی لاشوں) پر سے پھٹ جائے گی (اور وہ (قبروں سے نکل کر) تیزی کے ساتھ (میدان محشر میں جمع ہوجائیں گے)، یہ جمع کرلینا ہمارے لئے آسان ہے ﴿۴۴﴾ (اے رسول) ہمیں معلوم ہے جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں لیکن آپ ان پر جبر کرنے والے تو (بناکر) نہیں (بھیجے گئے، آپ کی ذمہ داری) تو (بس اتنی ہے کہ) آپ اس شخص کو قرآن کے ذریعہ نصیحت کرتے رہیے جو میری وعید سے ڈرتا ہے ﴿۴۵﴾

معانی و مصادر (یُنَادِیْ) (مُنَادٍ) نَادٰی، یُنَادِیْ، مُنَادَاۃٌ وندَاءٌ (باب مفاعلہ) پکارنا (مُنَادٍ = پکارنے والا)۔

(صَیۡحَۃٌ) صَاحَ، یَصِیۡحُ، صَیۡحٌ، صَیۡحَۃٌ وصِیَاحٌ وصَیَحَانٌ (ض) چیخنا (صَیۡحَۃٌ = چیخ، عذاب)۔

(تَشَقَّقُ) تَشَقَّقَ، یَتَشَقَّقُ، تَشَقُّقٌ (باب تفعل) پھٹ جانا۔

(سِرَاعٌ) سَرُعَ، یَسۡرُعُ، سُرۡعَۃٌ وسَرۡعٌ وسِرۡعٌ وسُرۡعٌ وسِرَعٌ وسَرَعَۃٌ (ک وس) جلدی کرنا (سِرَاعٌ = سَرِیۡعَۃٌ کی جمع، جلدی کرنے والیاں)۔

(یَسِیۡرٌ) یَسُرَ، یَیۡسُرُ، یُسۡرٌ (ک) آسان ہونا، کم کرنا۔

یَسَرَ، یَیۡسِرُ، یَسۡرٌ (ض) نرم ہونا۔

(جَبَّارٌ) جَبَرَ، یَجۡبُرُ، جَبۡرٌ وجُبُوۡرٌ وجِبَارَۃٌ (ن) جبر کرنا، غنی کرنا، اصلاح کرنا۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے پھر قیامت کا ذکر شروع کردیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاسۡتَمِعۡ یَوۡمَ یُنَادِ الۡمُنَادِ مِنۡ مَّکَانٍ قَرِیۡبٍ) اور (اے رسول) سنیئے (قیامت اس دن آئے گی) جس دن ایک پکارنے والا (کسی) نزدیک کے مقام سے پکارے گا (یَوۡمَ یَسۡمَعُوۡنَ الصَّیۡحَۃَ بِالۡحَقِّ۔ ذٰلِکَ یَوۡمُ الۡخُرُوۡجِ) جس دن لوگ حق کے ساتھ (اس کی) چیخ کو سنیں گے وہی (مُردوں کے زمین سے) نکلنے کا دن ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ ○
(الزمر۔ ۶۸)

پھر (جب) دوبارہ صور پھونکا جائیگا تو سب ایک دم (قبروں سے نکل) کھڑے ہوں گے (اور حیران ہو کر ادھر ادھر) دیکھ رہے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ○
(اقتربت الساعۃ۔ ۶)

جس دن ایک پکارنے والا ان کو ایک ناگوار بات کی طرف بلائے گا۔

آگے فرمایا (إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَإِلَيْنَا الْمَصِيرُ) ہم ہی زندہ کرتے ہیں، ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری (ہی) طرف (سب کو) لوٹ کر آنا ہے۔

اس آیت میں اشارہ ہے کہ جب ہم پہلی مرتبہ پیدا کر چکے ہیں تو دوسری مرتبہ پیدا کرنا ہمارے لئے کیا مشکل ہے۔ ہم یقیناً دوبارہ پیدا کریں گے اور سب کو ہماری طرف حساب و کتاب کے لئے لوٹنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ○
(طٰہٰ۔ ۵۵)

(اے لوگو) ہم نے تم کو زمین ہی سے پیدا کیا ہے اور زمین ہی میں تم کو لوٹائیں گے اور پھر زمین ہی سے تم کو (زندہ کر کے) دوبارہ نکالیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ○
(الانبیاء۔ ۱۰۴)

ہم نے جس طرح مخلوق کو پہلی بار پیدا کیا (اسی طرح) دوبارہ (بھی) پیدا کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ ○
(الروم۔ ۲۷)

وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کے لئے آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○
(الروم۔ ۱۱)

اللہ ہی خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

آگے فرمایا (يَوْمَ تَشَقَّقُ الْأَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۚ ذَٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ) (اور ہماری طرف لوٹنا اس دن ہوگا جس دن زمین ان (کی لاشوں) پر سے پھٹ جائے گی (یعنی زمین پھٹ جائے گی اور یہ لوگ باہر نکل آئیں گے اور پھر) تیزی کے ساتھ (میدان محشر میں جمع ہو جائیں گے) یہ جمع کرنا ہمارے

لئے آسان ہے (کچھ بھی مشکل نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ○ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ○ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا، قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ، قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ○ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ○

(بنی اسرآءیل - ۴۹ تا ۵۲)

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ جب ہم (مرکر) مٹی ہو جائیں گے اور (پھر) ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہم کو از سرِ نو پیدا کر کے اٹھا کھڑا کیا جائے گا (اے رسول)، آپ کہہ دیجئے کہ تم پتھر بن جاؤ یا لوہا یا وہ چیز بن جاؤ جو تمہارے خیال میں بڑی (سخت) ہوتی ہے غرض یہ کہ تم کچھ بھی بن جاؤ، تم ضرور دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے۔ تو یہ (فوراً) کہیں گے ہمیں دوبارہ کون زندہ کرے گا، (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ وہ (زندہ کرے گا) جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا، تو (یہ جواب سنکر) یہ لوگ مذاقاً آپ کے سامنے سر مٹکائیں گے اور کہیں گے یہ کب ہوگا؟ آپ کہہ دیجئے کہ شاید (مستقبل) قریب ہی میں ہو جائے۔ (یہ اس دن ہوگا) جس دن وہ تمہیں پکارے گا تو تم اس کی حمد کرتے ہوئے (اس کے حکم کی) تعمیل کرو گے (اور سب قبروں سے باہر نکل آؤ گے، اس وقت) تم خیال کرو گے کہ تم (دنیا میں) بہت ہی کم رہے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ○ مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ، يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ○

(اقتربت الساعۃ - ۷، ۸)

لوگ آنکھیں نیچی کئے ہوئے (اپنی اپنی) قبروں سے اس طرح نکل پڑیں گے گویا کہ وہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں۔ (پھر یہ لوگ) پکارنے والے کی طرف تیزی کے ساتھ رواں دواں ہوں گے اور کافر یہ کہتے جا رہے ہوں گے یہ دن (بڑا) سخت ہے۔

الغرض قیامت کے دن زمین پھٹ جائے گی۔ مُردے اپنی اپنی قبروں سے زندہ ہو کر باہر نکل آئیں گے اور ٹڈیوں کی طرح پھیل جائیں گے اور ایک بلانے والے کی طرف جو (کسی) قریب کے مقام سے بلا رہا ہوگا تیزی کے ساتھ چلے جائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ اَوَّلُ مَنْ يُّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب تفضیل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علی جمیع الخلائق جزء۲ صفحہ۲۳۱)

میں قیامت کے دن آدم کی اولاد کا سردار ہوں گا، سب سے پہلے میری قبر پھٹے گی، سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔

آگے فرمایا (نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ) (اے رسول) ہمیں معلوم ہے جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں (ان کے ایمان نہ لانے سے آپ آزردہ نہ ہوں) آپ ان پر جبر کرنے والے (بنا کر) نہیں بھیجے گئے (کہ جبراً آپ ان کو مسلم بنائیں، آپ کا کام صرف پہنچا دینا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝

(ھل اتٰک حدیث الغاشیۃ - ۲۱،۲۲)

(اے رسول) آپ نصیحت کرتے رہئے۔ آپ تو بس نصیحت کرنے والے ہیں، ان پر داروغہ نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا، اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ۔

(الشوریٰ - ۴۸)

(اے رسول) اگر یہ روگردانی کریں تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا، آپ کے ذمہ سوائے تبلیغ کے اور کچھ نہیں۔

آگے فرمایا (فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ) (آپ کا کام نصیحت کرنا ہے لہذا آپ اس (شخص) کو قرآن (مجید) کے ذریعہ نصیحت کرتے رہئے جو میرے (عذاب کی) وعید سے ڈرتا ہے (جو ڈرتا ہے وہ ایمان لے آئے گا، جو نہیں ڈرتا وہ ایمان نہیں لائے گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝

(سبح اسم ربک الاعلیٰ - ۹،۱۰)

تو (اے رسول) اگر نصیحت نفع دے تو نصیحت کرتے رہئے۔ جو ڈرتا ہے وہ تو نصیحت مان لے گا۔

عمل

اے لوگو، قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لائیے۔ اللہ تعالیٰ پہلی بار پیدا کر چکا ہے لہذا وہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے اور یہ اس کے لئے کچھ مشکل نہیں۔

سورہ قٓ کے متعلق مزید معلومات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ کو خطبہ میں سورہ قٓ کی تلاوت فرماتے تھے۔

عمرۃ بنت عبدالرحمٰن کی بہن کہتی ہیں:۔

اَخَذْتُ قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَقْرَءُ بِهَا عَلَى الْمِنْبَرِ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ (صحیح مسلم کتاب الجمعة باب تخفیف الصلوة والخطبة جزء اول ص۳۲۵)

میں نے سورۃ قٓ والقرآن المجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنکر یاد کی ہے۔ آپ ہر جمعہ کو خطبہ میں منبر پر اس سورت کو پڑھا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز میں سورۃ قٓ پڑھا کرتے تھے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ کہتے ہیں:۔

اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَاَلَ اَبَا وَاقِدِ اللَّيْثِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا كَانَ يَقْرَءُ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَءُ فِيْهِمَا قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔ (صحیح مسلم کتاب العیدین باب ما یقرأ به فی صلوة العیدین جزء اول ص۳۵۲)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور عید الفطر (کی نماز) میں کیا پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ ان میں قٓ والقرآن المجید اور اقتربت الساعۃ وانشق القمر پڑھتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں سورہ قٓ پڑھا کرتے تھے۔

حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں:۔

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَءُ فِي الْفَجْرِ بِقٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَكَانَ صَلٰوتُهُ بَعْدُ تَخْفِيْفًا (صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب القراۃ فی الصبح ۱/۱۹۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں سورہ قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ پڑھتے تھے اور باقی نمازیں ہلکی پڑھتے تھے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

سورۂ ذٰریٰت

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝
اللہ کے نام کے ساتھ جو بہت رحم کرنے والے، نہایت مہربان

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرۡوًا ۝١ فَالۡحٰمِلٰتِ وِقۡرًا ۝٢
فَالۡجٰرِيٰتِ يُسۡرًا ۝٣ فَالۡمُقَسِّمٰتِ
اَمۡرًا ۝٤ اِنَّمَا تُوۡعَدُوۡنَ لَصَادِقٌ ۝٥
وَّاِنَّ الدِّيۡنَ لَوَاقِعٌ ۝٦

ترجمہ

قسم ان (ہواؤں) کی جو (بادلوں کو) اڑاتی ہیں (١) پھر (پانی کا) بوجھ اٹھاتی ہیں (٢)
پھر آہستہ آہستہ چلتی ہیں (٣) پھر امر (الٰہی) کے مطابق (پانی کو) تقسیم کرتی ہیں (٤)
جس چیز کا وعدہ تم سے کیا جا رہا ہے وہ (بالکل) سچ ہے (٥) حساب وکتاب ضرور ہو کر رہے گا (٦)

معانی ومصادر

(اَلذّٰرِيٰتِ، ذَرَا، يَذۡرُوۡا، ذَرۡوًا) اڑنا، اڑانا (اَلذّٰرِيٰتِ، اڑانے والیاں)

(وِقۡرٌ) وَقَرَ، يَقِرُ، وَقۡرٌ (ض) بوجھل ہونا (وِقۡرٌ = بوجھ)

(اَلْجٰرِیٰتُ) جَرٰی، یَجْرِیْ، جَرْیٌ، وجَرْیَةٌ وجَرَیَانٌ (ض) بہنا، جاری ہونا (جارِیاتٌ ـ جارِیَةٌ کی جمع، کشتیاں)

(یُسْرًا) یَسَرَ، یَیْسُرُ، یُسْرٌ (ک) آسان ہونا، کم ہونا۔

یَسِرَ، یَیْسَرُ، یَسَرٌ (س) آسان ہونا۔

یَسَرَ، یَیْسِرُ، یَسْرٌ (ض) نرم ہونا۔

(مُقَسِّمٰتٌ) قَسَّمَ، یُقَسِّمُ، تَقْسِیْمٌ (باب تفعیل) تقسیم کرنا۔

(دِیْنٌ) دَانَ، یَدِیْنُ، دِیْنٌ ودِیَانَةٌ (ض) دین اختیار کرنا۔ (دِیْنٌ = انصاف، سزا وجزا، حساب وکتاب)

(وَاقِعٌ) وَقَعَ، یَقَعُ، وُقُوْعٌ (ف) ثابت ہونا، گر پڑنا، واجب ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا) قسم ہے ان (ہواؤں) کی جو (بادلوں) کو اڑاتی ہیں (فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا) پھر (پانی) کا بوجھ اٹھاتی ہے (فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا) پھر آہستہ آہستہ چلتی ہیں (فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا) پھر امر (الٰہی) کے مطابق (پانی کو) تقسیم کرتی ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے برساتی ہواؤں کی قسم کھائی ہے۔ برساتی ہوائیں پانی سے لبریز بوجھل بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی آتی ہیں اور بارانِ رحمت کی خوشخبری دیتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَنْ یُّرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِہٖ (النمل۔ ٦۳)

اور وہ کون ہے جو اپنی رحمت سے پہلے خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتا ہے؟

پھر یہ ہوائیں امر الٰہی کے مطابق بادلوں کو اڑا کر ادھر ادھر تقسیم کر دیتی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم مطابق بارش ہوتی ہے :۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُزْجِیْ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَہٗ ثُمَّ یَجْعَلُہٗ رُکَامًا فَتَرَی الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِہٖ، وَیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِیْھَا مِنْ بَرَدٍ فَیُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَیَصْرِفُہٗ عَنْ مَّنْ یَّشَآءُ، یَکَادُ سَنَا بَرْقِہٖ یَذْھَبُ بِالْاَبْصَارِ ○ (النور۔ ۴۳)

(اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی بادلوں کو ہانکتا ہے، پھر ان کو آپس میں ملا دیتا ہے، پھر ان کو تہ بہ تہ (ایک دوسرے کے اوپر) جما دیتا ہے، پھر آپ دیکھتے ہیں کہ بادلوں کے اندر سے مینہ برستا ہے اور بادل ہیں جو (اولوں کے) پہاڑ ہوتے ہیں (اللہ ہی) ان میں سے اولے نازل کرتا ہے، پھر جس پر چاہتا ہے اولے برساتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اولوں

کو ہٹا دیتا ہے (اور جب) بادل سے نکلنے والی بجلی چمکتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بجلی) کی چمک عنقریب آنکھوں (کی بینائی) کو اچک لے جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَیْنٰکُمُوْهُ، وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِیْنَ ○

(الحجر۔ ۲۲)

ہم ہی بوجھل ہواؤں کو چلاتے ہیں پھر ہم ہی بادل سے پانی برساتے ہیں، پھر ہم ہی تم کو وہ پانی پلاتے ہیں حالانکہ تم تو اس کو جمع کرکے نہیں رکھتے۔

ہواؤں کی قسم کھانے کے بعد فرمایا (اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ) (اے لوگو) جس چیز کا وعدہ تم سے کیا جارہا ہے وہ بالکل سچ ہے (وَاِنَّ الدِّیْنَ لَوَاقِعٌ) اور (اے لوگو) حساب وکتاب واقع ہوکر رہے گا۔

جس چیز کا وعدہ کیا جارہا ہے وہ مُردوں کا دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ مُردے ضرور زندہ ہوں گے اور ان سے بازپرس کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ○

(الانعام۔ ۱۳۵)

(اے لوگو) جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے وہ یقیناً آنے والی ہے، تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کرسکتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِلَیْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا، وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا، اِنَّهٗ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ، وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِیْمٌ بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ ○

(یونس۔ ۴)

تم سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (یہ اللہ کا وعدہ ہے اور) اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے (ایسا ہوکر رہے گا)۔ وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا تاکہ (ان سے حساب وکتاب لے اور) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کو انصاف کے ساتھ اجر وثواب دے اور جو لوگ کافر ہیں ان کو (سزا دے)۔ ان کے لئے ان کے کفر کی وجہ سے جو وہ کررہے ہیں پینے کے لئے گرم

پانی ہوگا اور دردناک عذاب ہوگا۔

برساتی ہواؤں کی قسم کھانے میں ایک خاص قسم کی حکمت معلوم ہوتی ہے۔ برساتی ہوائیں پانی برساتی ہیں، پانی سے مُردہ زمین زندہ ہوجاتی ہے۔ جس طرح مردہ زمین زندہ ہوجاتی ہے، اسی طرح قیامت کے دن مُردے زندہ ہوجائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ، حَتّٰىٓ اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ، كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○

(الاعراف۔ ۵۷)

وہی ہے جو (باراں) رحمت سے پہلے (بارش کی آمد کی) خوشخبری دینے کے لئے ہواؤں کو بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب وہ (پانی سے بھرے ہوئے) بھاری بادلوں کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم (ان میں سے کسی) بادل کو کسی مُردہ زمین کی طرف ہانک دیتے ہیں، پھر ہم اس (بادل) سے پانی برساتے ہیں، پھر (اس پانی) کے ذریعہ ہم (زمین سے) ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں، اسی طرح ہم (قیامت کے دن زمین سے تمام) مُردوں کو نکالیں گے (ہم اس مثال کے ذریعہ تمہیں سمجھا رہے ہیں) تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا، اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(الروم۔ ۵۰)

(اے رسول) اللہ کی رحمت کے آثار کو دیکھئے کس طرح اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کردیتا ہے۔ بے شک اللہ (اسی طرح) مُردوں کو بھی زندہ کرے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

زمین کا زندہ ہونا، فصلوں کا لہلہانا، کافر اپنی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور تعجب نہیں کرتے، مُردے بھی اسی طرح زندہ ہوں گے اس پر انہیں تعجب کیوں ہے؟

الغرض اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں سزا وجزاء کے وقوع پر بہت زور دیا ہے۔ تاکہ انسان یہ نہ سمجھے کہ اس سے اس کے اعمال کی پرسش نہیں ہوگی، پرسش ضرور ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ○ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ○ ثُمَّ

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اسے یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا (اسے حساب وکتاب کے لئے

كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ○ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ○ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ○
(لا اقسم بیوم القیمۃ۔ ۳۶ تا ۴۰)

زندہ نہیں کیا جائے گا اس کا دوبارہ زندہ کرنا ہمارے لئے کیا مشکل ہے) کیا وہ نطفہ کا قطرہ نہیں تھا جو (رحم مادر میں) ٹپکایا گیا تھا، پھر وہ گوشت کا لوتھڑا بنا، پھر اللہ نے اس کو (انسان) بنایا اور (اس کے اعضاء کو) درست کیا، پھر اس کی دو جنسیں بنائیں (یعنی) مرد اور عورت ۔ کیا (جس ہستی نے پہلی مرتبہ انسان کو پیدا کر دیا) وہ اس بات پر قادر نہیں کہ مُردوں کو (دوبارہ) زندہ کر دے۔

عمل

اے لوگو، قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لائیے اور اس بات پر یقین رکھیئے کہ آپ کے اعمال کا حساب وکتاب ہوگا، آپ سے ضرور پوچھا جائے گا۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ﴿٧﴾ اِنَّكُمْ
لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ﴿٨﴾ يُّؤْفَكُ عَنْهُ
مَنْ اُفِكَ ﴿٩﴾ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ﴿١٠﴾
الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ﴿١١﴾
يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿١٢﴾
يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ﴿١٣﴾
ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ هٰذَا الَّذِيْ
كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٤﴾

ترجمہ

(اے کافرو) قسم ہے آسمان کی جس میں (بے شمار) راستے ہیں ﴿٧﴾ تم ایک اختلاف
والی بات میں (سرگرداں) ہو ﴿٨﴾ اس (عقیدۂ قیامت) سے وہی بہکے گا جو (پہلے سے) بہکا
ہوگا ﴿٩﴾ ظن وتخمین سے بات کرنے والے مارے گئے ﴿١٠﴾ جو غفلت میں (راہ) بھولے ہوئے ہیں ﴿١١﴾

پوچھتے ہیں کہ حساب و کتاب کا دن کب آئے گا (۱۲) (اس دن آئے گا) جس دن وہ آگ پر سینکے جائیں گے (۱۳) (ان سے کہا جائے گا لو اب) اپنے جلنے کا مزا چکھو، یہی وہ (عذاب) ہے جس کی تم جلدی کیا کرتے تھے (۱۴)

معانی و مصادر

(حُبُكُ) حَبَكَ، يَحْبُكُ، حَبْكٌ (ن) بننا، مضبوط کرنا (حُبُكٌ = حَبِيكَةٌ کی جمع، ستاروں کے درمیان راستے)۔

(يُؤْفَكُ) أَفَكَ، يَأْفِكُ، أَفْكٌ وأُفُوكٌ (ف، ض) رائے سے پھیر دینا، جھوٹ بولنا۔

أَفِكَ، يَأْفَكُ، أَفْكٌ (س) رائے سے پھیر دینا، جھوٹ بولنا۔

(خَرَّاصُونَ) خَرَصَ، يَخْرُصُ، خَرْصٌ (ن) اندازے سے کہنا، اندازہ لگانا۔

(غَمْرَةٌ) غَمَرَ، يَغْمُرُ، غَمْرٌ (ن) ڈھانکنا۔

(سَاهُونَ) سَهَا، يَسْهُو، سَهْوٌ وسُهُوٌّ (ن) غافل ہونا، بھولنا۔

(يُفْتَنُونَ) فَتَنَ، يَفْتِنُ، فُتُونٌ وفَتْنٌ (ض) فتنہ میں ڈالنا۔

فَتَنَ، يَفْتِنُ، فِتْنَةٌ (ض) گمراہ کرنا، آزمانا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ) (اے کافرو) آسمان کی قسم جس میں (بے شمار) راستے ہیں (إِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ) تم ایک اختلاف والی بات میں (سرگرداں ہو) (تم میں سے بعض قیامت کو مانتے ہیں اور بعض نہیں مانتے، اختلاف خود تم میں موجود ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِي أَمْرٍ مَّرِيجٍ ○
(قٓ۔ ۵)

(اے رسول، قیامت کے روز زندہ ہونا عجیب بات نہیں ہے، عجیب بات تو یہ ہے کہ) جب حق ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس کو جھٹلا دیا اور اب وہ ایک الجھی ہوئی بات میں (پڑے ہوئے) ہیں۔

آگے فرمایا (يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أُفِكَ) اس سے (یعنی قیامت کے عقیدے سے) وہی بہکے گا جو (پہلے سے) بہکا ہوگا (یعنی جو پہلے ہی سے گمراہ ہوگا وہی گمراہ ہوگا) (قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ) ظن و تخمین (سے بات کرنے والے مارے گئے (یعنی تباہ و برباد ہوگئے) (الَّذِينَ هُمْ فِي غَمْرَةٍ سَاهُونَ) (یہ وہ لوگ ہیں) جو غفلت میں (راہ) بھولے ہوئے ہیں (يَسْئَلُونَ أَيَّانَ يَوْمُ الدِّينِ) (اور مذاقاً) پوچھتے ہیں سزا و جزا کا دن (آخر) کب آئے گا (يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ) (اس دن آئے گا) جس دن وہ آگ پر سینکے جائیں گے (اس وقت ان سے کہا جائے گا) (ذُوقُوا فِتْنَتَكُمْ هٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ) اپنے جلنے کا مزا چکھو، یہی وہ (عذاب) ہے جس کی تم جلدی کرتے تھے۔

کافر محض ظن تخمین سے قیامت کا انکار کرتے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی خبر بالکل یقینی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ۝

(الواقعۃ ۔ ۹۵)

یہ بات یقیناً حق ہے (ایسا ہو کر رہیگا، قیامت آکر رہے گی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا، قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ۝

(الجاثیۃ ۔ ۳۲)

اور جب کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت (کے آنے) میں کچھ شک نہیں تو تم کہا کرتے تھے ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے، ہم تو محض گمان کرتے ہیں، ہمیں یقین نہیں ہے۔ (کہ جو کچھ ہمارا عقیدہ ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ۝

(یونس ۔ ۳۶)

بے شک حق کے مقابلہ میں ظن کچھ بھی کام نہیں آسکتا

عمل

اے لوگو، قیامت پر ایمان لائیے۔ محض ظن و تخمین سے قیامت کا انکار نہ کیجئے۔ ظن تخمین پر عقیدہ کی بنیاد رکھنے والے نقصان میں رہیں گے۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝١٥
آخِذِينَ مَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ ۚ إِنَّهُمْ
كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُحْسِنِينَ ۝١٦
كَانُوا قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ۝١٧
وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۝١٨
وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَ
الْمَحْرُومِ ۝١٩

ترجمہ

بے شک متقی باغوں اور چشموں میں (عیش کر رہے) ہوں گے (۱۵) اور جو کچھ ان کا رب انہیں دے گا وہ اسے لے رہے ہوں گے، اس سے پہلے (دنیا میں) وہ (بہت) نیکیاں کرتے تھے (۱۶) رات کو بہت ہی کم سوتے تھے (۱۷) صبح کے اوقات میں (اللہ سے) بخشش طلب کرتے تھے (۱۸) ان کے مالوں میں سائل اور محتاج کا حصہ ہوتا تھا (۱۹)

تفسیر

(يَهْجَعُونَ) هَجَعَ، يَهْجَعُ، هُجُوعٌ (ف) سونا۔
(مَحْرُومٌ) حَرَمَ، يَحْرِمُ، حَرْمٌ، حَرِيمٌ و حِرْمَانٌ و حِرْمٌ و حِرْمَةٌ و حَرِيمَةٌ

(ح ر م) روکنا، منع کرنا (مَحْرُوْمٌ روکا گیا، محتاج)۔

تفسیر گذشتہ آیات میں منکرین قیامت کے عذاب کا ذکر تھا۔ ان آیات میں متقین کے ثواب کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ) بے شک متقی باغوں اور چشموں میں (عیش کر رہے) ہوں گے (اٰخِذِیْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ) اور جو کچھ نعمتیں ان کا رب انہیں دے گا وہ انہیں لے رہے ہوں گے (اس لئے) کہ اس سے پہلے (دنیا میں) وہ (بہت) نیکیاں کرتے تھے (یہ نعمتیں انہیں انہی نیکیوں کے صلہ میں مل رہی ہیں) (كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ) رات کو بہت ہی کم سوتے تھے (عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے) (وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ) صبح کے اوقات میں (اللہ سے) بخشش طلب کرتے تھے (وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ) اور ان کے مالوں میں سائل اور محتاج کا حصہ ہوتا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ مَقَامٍ اَمِیْنٍ ○ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ○

(الدخان ۔ ۵۱ تا ۵۲)

متقی امن کے مقام میں ہوں گے (یعنی) باغوں میں اور چشموں میں (وہ شاداں وفرحاں زندگی گذاریں گے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَعِیْمٍ ○ فٰكِهِیْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ○ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓــًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ ○

(الطور ۔ ۱۷ تا ۲۰)

متقی لوگ باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے۔ جو کچھ ان کے رب نے انہیں دیا ہوگا اس میں وہ خوش وخرم ہوں گے۔ ان کا رب انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے گا۔ (ان سے کہا جائے گا) جو عمل تم (دنیا میں) کرتے تھے ان کے بدلے بے مشقت کھاؤ اور پیو۔ وہ قطاروں میں بچھے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے (بیٹھے) ہوں گے۔ ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ان کی شادی کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَیْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ○ اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ اَلصّٰبِرِیْنَ

(اے رسول) آپ ان سے کہئے کیا میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جو ان دنیوی چیزوں سے (بدرجہا) بہتر ہو، وہ باغات ہیں جو ان کے رب کے پاس متقیوں کے لئے (مخصوص) ہیں، (وہ باغات ایسے ہیں کہ) ان کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ان باغات میں متقی لوگ ہمیشہ رہیں گے، (ان کے لئے وہاں) پاک

وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ○
(آل عمران ۔ ۱۵ تا ۱۷)

بیویاں ہوں گی اور اللہ کی رضاء ہو گی اور (یہ نہ سمجھنا کہ) اللہ (اپنے نیک بندوں کے اعمال سے بے خبر ہے، نہیں، وہ اپنے) بندوں کو دیکھ رہا ہے (اور ان کے اعمال سے واقف ہے) (یہ وہ لوگ ہوں گے) جو اس طرح دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ: اے ہمارے رب، ہم ایمان لائے لہٰذا ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ (ان لوگوں کے مزید صفات یہ ہیں کہ وہ مصائب میں) صبر و استقامت سے کام لیتے ہیں، سچ بولتے ہیں، فرمانبرداری کرتے ہیں، (اللہ کے راستے میں) خرچ کرتے رہتے ہیں اور صبح کے اوقات میں (اپنے گناہوں کی) معافی مانگتے رہتے ہیں۔

الغرض متقین نعمتوں میں شاداں و فرحاں ہوں گے۔

نوٹ:۔ تقویٰ کے متعلق مفصل معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۲ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

عمل

اے ایمان والو، تقویٰ اختیار کیجئے، ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے اور اس کی نافرمانی سے بچتے رہیئے۔ نیکیاں کرتے رہیئے، راتوں کو کم سوئیے، صبح کے اوقات میں اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کیا کیجئے۔
اپنے مال میں سائل اور محتاج کا بھی حق سمجھئے اور ان کو دیتے رہا کیجئے۔

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ﴿۲۰﴾

وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿۲۱﴾

وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ﴿۲۲﴾

فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ ﴿۲۳﴾

ترجمہ

اور (اے لوگو) یقین کرنے والوں کے لئے زمین میں (اللہ کی قدرت کی بہت سی) نشانیاں ہیں (۲۰) اور خود تمہاری ذات میں بھی (بہت سی نشانیاں ہیں) تو کیا تم (انہیں) دیکھتے نہیں (۲۱) تمہارا رزق آسمان میں ہے اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے (وہ بھی آسمان میں ہے) (۲۲) آسمان اور زمین کے رب کی قسم، بے شک یہ (وعدۂ عذاب و ثواب اسی طرح) حق (اور یقینی) ہے جس طرح تمہارا بات کرنا (یقینی ہے) (۲۳)

معانی و مصادر

(مُوْقِنِیْنَ) اَیْقَنَ، یُوْقِنُ، اِیْقَانٌ (باب افعال) یقین کرنا۔
(تَنْطِقُوْنَ) نَطَقَ، یَنْطِقُ، نُطْقٌ، مَنْطِقٌ، نُطُوْقٌ (ض) بولنا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ) اور (اے لوگو) یقین کرنے والوں کے لئے تو زمین میں (اللہ کی قدرت کی بہت سی) نشانیاں ہیں (وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ) اور خود تمہاری ذات میں بھی (بہت سی نشانیاں ہیں) تو کیا تم (انہیں) دیکھتے نہیں۔

زمین میں اللہ تعالیٰ کی بہت سی مخلوقات ہے، جانور ہیں، نباتات ہیں، پہاڑ ہیں، دریا ہیں، معدنیات ہیں، قدرتی مناظر ہیں، غرض یہ کہ بے شمار چیزیں ہیں جو خالقِ کائنات کی قدرت پر دلالت کرتی ہیں اور خود انسان

کی تخلیق میں بہت سی نشانیاں ہیں، کس طرح پیدا ہوتا ہے کس طرح ماں کے پیٹ میں اور پھر پیٹ سے باہر نکلنے کے بعد اس کی پرورش اور نشو ونما ہوتی ہے۔ کیسی نازک مشینیں اس کے جسم میں ہمہ اوقات کام کر رہی ہیں، دماغ دیکھو تو کیسی کیسی ایجادات، معلومات اور تدابیر کرتا ہے کہ ان کو دیکھ کر عقل حیران ہوتی ہے۔ کیا یہ تمام نشانیاں اس بات کی دلیل نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ میں بڑی قدرت ہے، وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ قیامت کے دن دوبارہ پیدا کرنا اس کے لئے کیا مشکل ہے۔ اس کا صرف کُن کہہ دینا کافی ہے۔ کُن کہتے ہی وہ چیز وجود میں آجاتی ہے جس کے پیدا کرنے کا اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے (وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ) اور (اے لوگو) تمہارا رزق آسمان میں ہے اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ بھی آسمان میں ہے یعنی جنت، دوزخ بھی آسمان میں ہے۔ (تم دیکھتے ہو کس طرح بادل سے بارش ہوتی ہے اور اس سے درخت اور کھیتیاں پھلتی اور پھولتی ہیں اور تمہیں سبزی، پھل اور غلہ وغیرہ کی صورت میں رزق دستیاب ہوتا ہے۔ جس طرح آسمان یعنی بارش کے ذریعے پھل سبزی وغیرہ کا پیدا ہونا یقینی ہے، بالکل اسی طرح آسمان میں جنت دوزخ کا وجود یقینی ہے) (فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ) تو (سنو) آسمان اور زمین کے رب کی قسم یہ (ثواب اور عذاب کا وعدہ اسی طرح) حق اور یقینی ہے جس طرح تمہارا بات کرنا (یقینی ہے۔ جس طرح تم اپنی زبان سے نکالے ہوئے الفاظ کا یقین کرتے ہو اور ان پر شبہ نہیں کرتے اسی طرح قیامت بھی یقینی ہے۔ اس پر شبہ کرنا لغو اور لایعنی ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ، وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُونَ ○ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ○ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ○ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ○ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

وہی جاندار کو بے جان سے نکالتا ہے اور بیجان کو جاندار سے نکالتا ہے، وہی زمین کو اسکی موت کے بعد زندہ کرتا ہے، اسی طرح تم بھی (قبروں سے) نکالے جاؤ گے اور یہ اسی کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے (ایک نشانی) ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر تم انسان بن کر (روئے زمین پر) پھیلے ہوئے ہو اور اس کی نشانیوں میں سے (ایک نشانی) یہ بھی ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور (اسی نے) تم میں محبت اور مہربانی کو پیدا کر دیا، اس میں ان لوگوں کے لئے (بہت) سی نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں

فَيُحْيِ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا، اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ
اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ، ثُمَّ اِذَا
دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ
تَخْرُجُوْنَ ○

(الروم۔ ۱۹ تا ۲۵)

اور رنگوں کا مختلف ہونا یہ بھی اس کی (قدرت
کی) نشانیوں میں سے ہیں، بے شک اس میں
علم والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں ہیں
اور تمہارا رات اور دن کے وقت سونا اور (دن
کے وقت) اس کا فضل تلاش کرنا بھی اس کی
نشانیوں میں سے ہے، بے شک اس میں سننے
والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں اور اس
کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تم کو ڈرانے
اور امید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا ہے اور بادل
سے پانی برساتا ہے پھر اس کے ذریعہ زمین کو
اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتا ہے، بیشک
اس میں عقل والوں کے لئے (بہت سی) نشانیاں
ہیں اور یہ بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ
اس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں، پھر
جب وہ (قیامت کے دن) تم کو زمین سے
(نکلنے کے لئے) آواز دے گا تو تم (فوراً قبروں
سے) نکل پڑو گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ
السَّمَآءِ رِزْقًا، وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ
يُّنِيْبُ ○

(حٰمٓ المؤمن۔ ۱۴)

(اے لوگو) وہی ہے جو تم کو (اپنی قدرت اور
توحید کی) نشانیاں دکھاتا ہے اور تمہارے لئے
اوپر سے رزق اتارتا ہے (لیکن تمہیں پھر) بھی
(نصیحت ماننے کی توفیق نہیں ہوتی) بات یہ ہے
کہ نصیحت تو وہی حاصل کرتا ہے جو (اس کی طرف)
رجوع کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً
فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ،
اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى، اِنَّهٗ عَلٰى

اور (اے رسول) اس کی نشانیوں میں سے یہ
بھی ہے کہ آپ زمین کو دیکھتے ہیں کہ خشک پڑی
ہوتی ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(حٰمٓ السجدۃ۔ ۳۹)

تو وہ لہلہانے لگتی ہے اور خوب پھلتی پھولتی ہے، بے شک جو زمین کو زندہ کرتا ہے وہی مُردوں کو زندہ کرے گا، بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

عمل

اے لوگو، زمین کی مختلف اشیاء پر غور کیجئے، خود اپنی جانوں پر غور کیجئے، کیسے کیسے عجائبات آپ کو نظر آئیں گے۔ ان عجائبات کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اندازہ لگائیے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ اندازہ نہ لگا سکیں گے تو کیا جو اللہ اتنی قدرت کا مالک ہو وہ مُردوں کو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا۔ یقیناً وہ پیدا کر سکتا ہے لہٰذا مُردوں کے دوبارہ پیدا کئے جانے پر ایمان لائیے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ
الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا
سَلٰمًا ، قَالَ سَلٰمٌ ، قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾
فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ
سَمِيْنٍ ﴿۲۶﴾ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ ، قَالَ
اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ
خِيْفَةً ، قَالُوْا لَا تَخَفْ ،
وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ فَاَقْبَلَتِ
امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا

وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿٢٩﴾ قَالُوْا كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ ۖ إِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿٣٠﴾

ترجمہ (اور اے رسول) کیا آپ کو ابراہیم کے معزز مہمانوں کا قصہ پہنچا ہے ﴿۲۴﴾ جب وہ ابراہیم کے ہاں داخل ہوئے تو انہوں نے سلام کیا، ابراہیم نے سلام کا جواب دیا (اور دل میں خیال کیا کہ) اجنبی لوگ (معلوم ہوتے) ہیں ﴿۲۵﴾ بہرحال وہ (جلدی سے) اپنی بیوی کے پاس گئے اور (ان کے کھانے کے لئے) ایک (بھنا ہوا) موٹا (تازہ) بچھڑا لے آئے ﴿۲۶﴾ پھر انہوں نے اس (بچھڑے) کو ان کے آگے رکھ دیا (انہوں نے کھانے کے لئے ہاتھ نہیں بڑھایا۔ ابراہیم نے) کہا آپ کھاتے کیوں نہیں ﴿۲۷﴾ (انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا) تو ابراہیم دل میں ان سے ڈر گئے، انہوں نے کہا آپ ڈریں نہیں، (یہ کہہ کر) انہوں نے ابراہیم کو ایک علم والے لڑکے (کی پیدائش) کی خوشخبری سنائی ﴿۲۸﴾ (یہ خوشخبری سن کر) ان کی بیوی چیختی ہوئی سامنے آئیں، اپنے منہ پر (ہاتھ) مارا اور کہا بوڑھی (مزید برآں) بانجھ (کے بچہ کیسے ہوگا) ﴿۲۹﴾ انہوں نے کہا تمہارے رب نے اسی طرح فرمایا ہے، وہ حکمت والا، علم والا ہے ﴿۳۰﴾

معانی و مصادر

(ضَيْفٌ) ضَافَ، يَضِيْفُ، ضَيْفٌ و ضِيَافَةٌ (ض) مہمان ہونا [ضَيْفٌ = مہمان (یہ واحد بھی ہے اور جمع بھی)]

(رَاغَ) رَاغَ، يَرُوْغُ، رَوْغٌ (ن) جانا۔

(سَمِيْنٌ) سَمِنَ، يَسْمَنُ، سِمَنٌ و سَمَانَةٌ (س) موٹا ہونا (سَمِيْنٌ = موٹا)

(أَوْجَسَ) اَوْجَسَ، يُوْجِسُ، اِيْجَاسٌ (باب افعال) محسوس کرنا۔

(خِيْفَةً) خَافَ، يَخَافُ، خَوْفٌ و خَيْفٌ و خِيْفَةٌ و مَخَافَةٌ (س) ڈرنا۔

(صَرَّةٍ) صَرَّ، يَصِرُّ، صَرٌّ و صَرِيْرٌ (ض) زور سے آواز کرنا۔

(صَكَّتْ) صَكَّ، يَصُكُّ، صَكٌّ (ن) زور سے مارنا، بند کرنا، طمانچہ مارنا۔

(عَجُوْزٌ) عَجَزَ، یَعْجُزُ، عُجُوْزٌ (ن ولٹ) بوڑھی ہونا، (عَجُوْزٌ = بوڑھی)۔
(عَقِیْمٌ) عَقَمَ، یَعْقُمُ، عَقْمٌ (ن وك) بانجھ ہونا۔

تفسیر گذشتہ آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے ثبوت میں چند دلائل کا ذکر فرمایا اور اپنی بے پناہ قدرت کی طرف توجہ دلائی۔ آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ الْمُكْرَمِیْنَ) (اے رسول) کیا آپ کو ابراہیم علیہ السلام کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معزز مہمان معزز فرشتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی۔
(هود۔ ۶۹)

اور (اے رسول) ابراہیم کے پاس ہمارے فرشتے (بیٹا پیدا ہونے کی) خوشخبری لے کر آئے۔

آگے فرمایا (اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا، قَالَ سَلٰمٌ، قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ) جب وہ (معزز مہمان) ان کے ہاں (ان کے مکان میں) داخل ہوئے تو انہوں نے سلام کیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا (اور دل میں خیال کیا کہ) اجنبی لوگ (معلوم ہوتے) ہیں (فَرَاغَ اِلٰٓی اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ) بہر حال وہ (جلدی سے) اپنی بیوی کے پاس گئے اور (ان مہمانوں کے کھانے کے لئے) ایک (بھنا ہوا) موٹا (تازہ) بچھڑا لے آئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ ○
(هود۔ ۶۹)

اور ابھی کچھ زیادہ وقت گذرنے نہیں پایا تھا کہ (ان کے لئے) بھنا ہوا بچھڑا لے آئے۔

آگے فرمایا (فَقَرَّبَهٗٓ اِلَیْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ) پھر انہوں نے اس (بھنے ہوئے بچھڑے) کو ان کے سامنے رکھ دیا (مہمانوں نے کھانے کے لئے ہاتھ نہیں بڑھایا تو ابراہیم علیہ السلام نے) کہا آپ کھاتے کیوں نہیں؟ (فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً) (لیکن انہوں نے پھر بھی ہاتھ نہیں بڑھایا) تو ابراہیم علیہ السلام نے ان سے ڈر محسوس کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَمَّا رَآٰ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً ○
(هود۔ ۷۰)

ابراہیم نے جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھتے تو انہیں دشمن خیال کیا اور ان سے (ایک قسم کا) خوف محسوس کیا۔

آگے فرمایا (قَالُوْا لَا تَخَفْ) مہمانوں نے کہا آپ ڈریئے نہیں (ہم تو فرشتے ہیں، آپ کو خوشخبری

دینے آئے ہیں) وَبَشَّرُوْہُ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ) پھر انہوں نے ان کو ایک ذی علم لڑکے کی پیدائش کی خوشخبری دی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ ○
(الحجر - ۵۳)

مہمانوں نے کہا آپ ڈریئے نہیں، ہم آپ کو ایک علم والے لڑکے (کے پیدا ہونے) کی خوشخبری سناتے ہیں۔

(فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُہٗ فِیْ صَرَّۃٍ فَصَکَّتْ وَجْھَھَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِیْمٌ) بیٹے کی خوشخبری سُن کر ان کی بیوی چیختی ہوئی (مہمانوں کے) سامنے آئیں، اپنے چہرہ پر (ہاتھ) مارا اور کہا بوڑھی (مزید برآں) بانجھ (کے بچہ کیسے ہوگا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَتْ یٰوَیْلَتٰۤی ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّھٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ ○
(ھود - ۷۲)

(خوشخبری سنکر) وہ کہنے لگیں ہائے میری خرابی! کیا میرے بچہ ہوگا حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور یہ میرے شوہر بھی بوڑھے ہیں، یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

(قَالُوْا کَذٰلِکِ قَالَ رَبُّکِ اِنَّہٗ ھُوَ الْحَکِیْمُ الْعَلِیْمُ) (مہمانوں نے) کہا: تمہارے رب نے اسی طرح فرمایا ہے، وہ حکمت والا (اور) علم والا ہے (اسے معلوم ہے کہ تم بوڑھی ہو، بانجھ ہو، تمہارے شوہر بوڑھے ہیں لیکن اسے سب قدرت ہے وہ اس حالت میں بھی پیدا کرسکتا ہے) اور اس حالت میں پیدا کرنے میں اس کی خاص حکمت اور مصلحت ہے۔ جب وہ بانجھ اور بوڑھی عورت سے بچہ پیدا کر سکتا ہے تو مُردوں کو دوبارہ پیدا کرنا اس کے لئے کیا مشکل ہے۔

عمل

اے ایمان والو، سلام کا جواب دیا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی بات پر ایمان لایا کیجئے خواہ وہ کتنی ہی خلافِ عقل اور خلافِ تجربہ کیوں نہ ہو۔

مہمان کے آداب

اے ایمان والو، جب کوئی مہمان آپ کے گھر آئے تو اس کی خاطر مدارات کیا کیجئے ذیل میں ہم مہمان کے مفصل آداب نقل کر رہے ہیں۔

① مہمان کا اکرام کرے ۔ اس کے آنے سے خوش ہو ۔ اس کو دیکھ کر مرحبا و خوش آمدید کہے ۔ تین دن تک مہمان کی ضیافت کرے ۔ ایک دن ایک رات اچھی طرح خاطر مدارات کرے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ جَائِزَتُهٗ يَوْمٌ وَّلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلٰثَةُ اَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَّثْوِيَ عِنْدَهٗ حَتّٰى يُحْرِجَهٗ (صحيح بخاری كتاب الادب باب اكرام الضيف جزء ۸ ص ۳۹ وصحيح مسلم كتاب اللقطة باب الضيافة جزء ۲ ص ۶۷)

جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیئے کہ اپنے مہمان کی خاطر مدارات کرے ۔ ایک دن اور ایک رات (بہت) اچھی طرح خاطر ہونی چاہیئے ۔ مہمانی کے کل تین دن ہیں اس کے بعد (مہمانی نہیں ہوگی) صدقہ ہوگا ۔ مہمان کو چاہیئے کہ اس کے پاس اتنا نہ ٹھہرے کہ اسے پریشان کر دے ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اَوْ لَيْلَةٍ فَاِذَا هُوَ بِاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا) فَقَالَ مَا اَخْرَجَكُمَا مِنْ بُيُوْتِكُمَا هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَا الْجُوْعُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاَنَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَخْرَجَنِي الَّذِيْ اَخْرَجَكُمَا قُوْمُوْا فَقَامُوْا مَعَهٗ فَاَتٰى رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاِذَا هُوَ لَيْسَ فِيْ بَيْتِهٖ فَلَمَّا رَاَتْهُ الْمَرْاَةُ قَالَتْ مَرْحَبًا وَّاَهْلًا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ فُلَانٌ قَالَتْ ذَهَبَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا مِنَ الْمَآءِ اِذْ جَآءَ الْاَنْصَارِيُّ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) فَنَظَرَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا اَحَدٌ الْيَوْمَ اَكْرَمَ اَضْيَافًا مِّنِّيْ قَالَ فَانْطَلَقَ فَجَآءَهُمْ بِعِذْقٍ فِيْهِ بُسْرٌ وَّتَمْرٌ وَّرُطَبٌ فَقَالَ كُلُوْا مِنْ هٰذِهٖ وَاَخَذَ الْمُدْيَةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن یا ایک رات باہر نکلے ۔ آپ نے ابوبکر اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو دیکھا ۔ پوچھا تم اس وقت کیوں نکلے ہو ۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول بھوک کی وجہ سے نکلے ہیں ۔ آپ نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں بھی اسی وجہ سے نکلا ہوں ۔ چلو ۔ پھر وہ آپ کے ساتھ چلے ۔ آپ ایک انصاری کے ہاں آئے ۔ وہ گھر میں نہیں تھے ۔ ان کی بیوی نے آپ کو دیکھا تو وہ کہنے لگیں مرحبا، خوش آمدید ۔ آپ نے ان سے فرمایا فلاں شخص کہاں ہیں ۔ بیوی نے کہا ہمارے لئے میٹھا پانی لانے گئے ہیں ۔ اتنے میں وہ انصاری آ گئے ۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں ساتھیوں کو دیکھا تو کہا شکر ہے اللہ کا آج کسی کے ہاں ایسے عزت والے مہمان نہیں ہیں جیسے میرے ہاں ہیں پھر وہ گئے اور کھجور کا ایک خوشہ لے کر آئے جس میں گدری اور سوکھی اور تازہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكَ وَالْحَلُوبَ
فَذَبَحَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا مِنَ الشَّاةِ وَمِنْ ذٰلِكَ
الْعِذْقِ وَشَرِبُوْا فَلَمَّا اَنْ شَبِعُوْا وَرَوُوْا
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا)
وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتُسْئَلُنَّ عَنْ هٰذَا
النَّعِيْمِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَخْرَجَكُمْ مِنْ
بُيُوْتِكُمُ الْجُوْعُ ثُمَّ لَمْ تَرْجِعُوْا حَتّٰى
اَصَابَكُمْ هٰذَا النَّعِيْمُ (صحیح مسلم
کتاب الاشربة باب جواز استتباعة
غیرہ جزء ۲ صـ ۲۱۳)

کھجوریں تھیں۔ انہوں نے کہا اس میں سے کھائیے۔ پھر انہوں نے چھری لی۔ آپ نے فرمایا دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا۔ انہوں نے ایک بکری ذبح کی۔ سب نے اس کا گوشت کھایا اور کھجوریں بھی کھائیں اور پانی پیا جب کھانے اور پینے سے سیر ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم سے قیامت کے دن اس نعمت کا سوال ہو گا۔ تم اپنے گھروں سے بھوک کے نکلے تھے پھر تم (گھر) نہیں لوٹے یہاں تک کہ تم کو یہ نعمت ملی۔

(۲) اگر کوئی مسلم کسی قوم کے ہاں مہمان ہو تو پوری قوم پر اس کی مہمان داری لازم ہے۔ اگر وہ نہ کریں تو حق مہمان داری ان سے بذریعہ طاقت وصول کیا جائے۔ ہر مسلم کو چاہیئے کہ اس مہمان کی مدد کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَيُّمَا مُسْلِمٍ اَضَافَ قَوْمًا فَاَصْبَحَ الضَّيْفُ
مَحْرُوْمًا فَاِنَّ حَقًّا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ نَصْرَهٗ
حَتّٰى يَاْخُذَ بِقِرَى اللَّيْلَةِ لَيْلَتَهٗ مِنْ
زَرْعِهٖ وَمَالِهٖ (احمد۔ سندہ صحیح
بلوغ ۱۹/۶۱)

جو مسلم بھی کسی قوم کے ہاں مہمان ہو پھر وہ ایسی حالت میں صبح کرے کہ مہمان داری سے محروم ہو تو ہر مسلم پر اس کی (اس وقت تک) مدد کرنا ضروری ہے جب تک وہ اپنی رات کی مہمانداری (کا حق) اس کی کھیتی اور اس کے مال سے وصول (نہ) کر لے۔

(۳) گھر کے باہر جا کر مہمان کا استقبال کرے واپسی میں اسے رخصت کرنے کے لئے گھر کے باہر تک آئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ
صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ
مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَتْ نَعَمْ، فَاَخْرَجَتْ
اَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ ثُمَّ اَخْرَجَتْ خِمَارًا

ایک دن ابوطلحہ (رضی اللہ عنہ) نے ام سلیم سے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی ہے جو کمزور تھی۔ میں اس آواز میں بھوک محسوس کرتا ہوں تمہارے پاس کچھ ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ پھر انہوں نے کچھ جو کی روٹیاں نکالیں

لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ
يَدِيْ وَلَاثَتْنِيْ بِبَعْضِهٖ ، ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ
اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
فَذَهَبْتُ بِهٖ ، فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ ،
فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَكَ اَبُوْطَلْحَةَ ؟ فَقُلْتُ
نَعَمْ ، قَالَ بِطَعَامٍ ؟ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهٗ قُوْمُوْا ،
فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى
جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ
يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ ؟
فَقَالَتِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ ، فَانْطَلَقَ اَبُوْ
طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَاَبُوْطَلْحَةَ مَعَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّيْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ
مَا عِنْدَكِ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُتَّ
وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ مَا
شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُوْلَ ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ بِعَشَرَةٍ
فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ،
ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ بِعَشَرَةٍ ، فَاَذِنَ لَهُمْ ، فَاَكَلُوْا
حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ
بِعَشَرَةٍ ، فَاَذِنَ لَهُمْ ، فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا
ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ بِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ

اور ایک کپڑے میں ان کو لپیٹ دیا پھر ان کو میرے ہاتھ کے نیچے دبا دیا پھر تھوڑی سی اوڑھنی میرے بدن پر باندھ دی پھر مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے ہیں۔ آپ کے پاس لوگ بیٹھے ہیں۔ میں وہاں پہنچ کر خاموش کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم کو ابوطلحہ نے بھیجا ہے! میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کچھ کھانا دے کر۔ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ یہ سنتے ہی آپ نے لوگوں سے منع فرمایا چلو اٹھو۔ آپ روانہ ہوئے۔ میں آپ کے آگے آگے چل کر ابوطلحہ کے پاس پہنچا۔ میں نے ان کو خبر دی۔ ابوطلحہ نے ام سلیم سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لا رہے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے جو ان کو کھلائیں۔ ام سلیم نے کہا اللہ اور رسول خوب جانتے ہیں (ہم کیوں فکر کریں)۔ ابوطلحہ نے آگے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا پھر وہ دونوں ساتھ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ام سلیم، تمہارے پاس جو کھانا ہے وہ لے آؤ۔ ام سلیم وہی روٹیاں لے آئیں آپ نے فرمایا ان کے ٹکڑے کر ڈالو (ام سلیم نے ایسا ہی کیا) پھر ام سلیم نے کپی نچوڑ کر اس میں سے کچھ گھی نکالا۔ وہی سالن ہوا۔ پھر آپ نے جو کچھ دعا کرنی تھی وہ دعا کی اور ابوطلحہ سے فرمایا دس دس آدمیوں کو بلاؤ۔ انہوں نے بلایا وہ کھا کر سیر ہو کر باہر چلے گئے۔ پھر آپ نے فرمایا اب دوسرے دس آدمیوں کو بلاؤ۔ انہوں نے بلایا۔ وہ بھی آئے، کھا کر سیر ہو کر چلے گئے پھر فرمایا اب اور دس

لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ بِعَشَرَةٍ فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا (صحیح بخاری کتاب علامات النبوت فی الاسلام جزء ۲ صہ ۲۳۲ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب جواز استتباعۃ غیرہ جزء ۲ بت ۲۱۳)

آدمیوں کو بلاؤ ابوطلحہ نے فرمایا۔ وہ بھی آئے اور کھا کر سیر ہو کر چلے گئے۔ پھر فرمایا اور دس آدمیوں کو بلاؤ۔ انہوں نے بلایا غرض اسی طرح سب لوگوں نے کھالیا اور سیر ہو گئے۔ یہ سب لوگ ستر یا اسّی آدمی تھے۔

عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَبِىْ قَالَ فَقَرَّبْنَا اِلَيْهِ طَعَامًا وَوَطْبَةً فَاَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ اُتِىَ بِتَمْرٍ فَكَانَ يَاْكُلُهٗ وَيُلْقِى النَّوٰى بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ وَيَجْمَعُ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰى ثُمَّ اُتِىَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَهٗ ثُمَّ نَاوَلَهُ الَّذِىْ عَنْ يَمِيْنِهٖ قَالَ فَقَالَ اَبِىْ وَاَخَذَ بِلِجَامِ دَابَّتِهٖ اُدْعُ اللّٰهَ لَنَا فَقَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ (صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب استحباب وضع النوی خارج التمر جزء ۲ صہ ۲۱۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کے ہاں اترے۔ ہم نے کھانا پیش کیا اور وطبہ (وطبہ ایک کھانا ہے جو کھجور اور پنیر اور گھی کو ملا کر بنتا ہے) آپ نے کھایا۔ پھر سوکھی کھجوریں آئیں آپ ان کو کھاتے رہے اور گٹھلیاں دونوں انگلیوں کے بیچ میں رکھتے جاتے تھے یعنی کلمہ اور بیچ کی انگلی کے درمیان۔ پھر پینے کے لئے کچھ آیا۔ آپ نے پیا اس کے بعد داہنی طرف جو بیٹھا تھا اس کو دیا، پھر میرے باپ نے آپ کے جانور کی لگام پکڑی اور عرض کیا ہمارے لئے دعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا اے اللہ ان کی روزی میں برکت عطا فرما، ان کو بخش دے اور ان پر رحم فرما۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝۳۱
قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝۳۲
لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ۝۳۳
مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ۝۳۴
فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳۵ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا
غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۳۶ وَ
تَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ
الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝۳۷

ترجمہ

ابراہیم نے کہا: اے فرشتو تمہارے (آنے کا) کیا مقصد ہے؟ (۳۱) (فرشتوں نے) کہا: ہم مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں (۳۲) تاکہ ان پر مٹی کے سنگریزے برسائیں (۳۳) جن پر آپ کے رب کی طرف سے حد سے بڑھ جانے والوں کے لئے نشان لگا دئے گئے ہیں (۳۴) تو (اے رسول) اس (بستی) میں جتنے مؤمن تھے ہم نے ان کو (بستی سے) نکال لیا (۳۵) اور (اے رسول) ہمیں اس بستی میں ایک گھر کے علاوہ مسلمین کا کوئی اور گھر نہیں ملا (۳۶) اور ہم نے ان لوگوں کے لئے جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں اس بستی میں (عبرت) کی ایک نشانی چھوڑ دی (۳۷)

معانی و مصادر

(مُسَوَّمَةً) سَوَّمَ، يُسَوِّمُ، تَسْوِيْمٌ (باب تفعیل) نشان لگانا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ) (ابراہیم) نے کہا اے فرشتوں، (تمہارے آنے کا) مقصد کیا ہے (قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ) (فرشتوں نے) کہا ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں (لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ) تاکہ ان پر مٹی کے سنگریزے برسائیں (مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ) جن پر آپ کے رب کی طرف سے حد سے بڑھ جانے والوں کے لئے نشان لگا دئے گئے ہیں (کہ یہ فلاں قوم پر برسیں گے یا یہ سنگریزہ فلاں شخص پر برسے گا) یہ قوم حد فطرت اور حد شریعت سے آگے بڑھ گئی تھی۔ مردوں سے خلاف وضع فطری کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ○

(الاعراف - ۸۰ تا ۸۱)

اور (اے رسول ہم نے) لوط کو بھی (رسول بنا کر بھیجا تھا اور اے رسول وہ وقت یاد کیجئے) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو جو تم سے پہلے اقوام عالم میں سے کسی ایک نے بھی نہیں کیا۔ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے (اپنی) خواہش پوری کرتے ہو، تم (بڑے ہی حدِّ اعتدال سے) تجاوز کرنے والے ہو۔

الغرض جب اللہ تعالیٰ نے مقررہ عذاب اس بستی پر بھیجنا چاہا (فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ) (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) ہم نے اس بستی میں جتنے مؤمن تھے ان سب کو (اس بستی سے) نکال لیا (فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ) لیکن ہمیں اس بستی میں ایک گھر کے علاوہ مسلمین کا کوئی اور گھر نہیں ملا اور یہ گھر لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گھر تھا۔ اس گھر کے لوگوں کو عذاب سے نجات ملی البتہ لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی عذاب میں مبتلا ہو گئی کیونکہ وہ مسلم نہیں تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَ اِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ نَجَّیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ۝ اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ۝

(والصّٰفّٰت۔ ۱۳۳ تا ۱۳۶)

بے شک لوط بھی رسولوں میں سے (ایک رسول) تھے (اور اے رسول وہ وقت یاد کیجئے) جب ہم نے ان کو اور ان کے تمام اہل (وعیال) کو نجات دی سوائے ایک بوڑھی (عورت) کے (جو) پیچھے رہ جانے والوں میں (پیچھے رہ گئی) پھر ہم نے سب کو ہلاک کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَنْجَیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ۝

(الاعراف۔ ۸۳)

پھر ہم نے (لوط کو اور ان کے تمام) اہل وعیال کو نجات دی سوائے ان کی بیوی کے جو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ (پیچھے رہ گئی)۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے ان کی بستی کو الٹ دیا اور ان پر سنگریزے برسائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَجَعَلْنَا عَالِیَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّیْلٍ ۝ (الحجر۔ ۷۴)

پھر ہم نے اس (بستی کو الٹ کر) زیر و زبر کر دیا اور ان پر سنگ گل کے پتھر برسائے۔

آگے فرمایا (وَ تَرَكْنَا فِیْهَاۤ اٰیَةً لِّلَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ) اور ہم نے ان (لوگوں) کے لئے جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں اس (بستی) میں (عبرت) کی ایک نشانی چھوڑ دی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَ اِنَّهَا لَبِسَبِیْلٍ مُّقِیْمٍ ۝

(الحجر۔ ۷۶)

اور (اے رسول) وہ بستی تو ابھی تک سیدھے راستے پر موجود ہے (اور عبرت کا ایک عجیب منظر پیش کرتی ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَ مَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ بِبَعِیْدٍ ۝

(هود۔ ۸۳)

(اے رسول) وہ (بستی آپ کا انکار کرنے والے) ان ظالموں سے کچھ دور بھی نہیں (یہ خود وہاں جاکر نبی کا انکار کرنے والوں کا انجام دیکھ سکتے ہیں)۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو نیست و نابود کر دیا۔ ان کی بستی کے صرف کھنڈرات باقی رہ گئے اور وہ بھی کفار کی بستی مکہ سے کچھ دور بھی نہیں، لب سڑک واقع ہیں اور یہ لوگ دن رات سفر میں ان پر سے ہو کر گذرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۝ وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

(والصّٰفّٰت۔ ۱۳۷ و ۱۳۸)

اور (اے کافرو تم آتے جاتے کبھی) صبح کو ان (کی تباہ شدہ بستیوں) پر سے گذرتے ہو۔ (اور کبھی) رات کو، تو کیا تم میں عقل نہیں (کہ عبرت حاصل کرو)

عقل والوں کے لئے اس واقعہ میں عبرت کی نشانیاں ہیں۔ کفار مکہ کو چاہیئے کہ عبرت حاصل کریں ورنہ ان کا انجام بھی وہی ہوگا جو اس قوم کا ہوا۔

عمل

اے لوگو، حدّ سے نہ بڑھ جائیے۔ بدکاری نہ کیجئے۔ ایمان لائیے، مسلم بنیئے تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکیں۔

وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ
بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ
وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ
وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ وَ
هُوَ مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾ وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا
عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ
مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ
كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾ وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ
تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾ فَعَتَوْا عَنْ

أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنظُرُونَ ﴿۴۴﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوا مِن قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنتَصِرِينَ ﴿۴۵﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿۴۶﴾

ترجمہ اور (اے کافرو) موسیٰ (کے قصہ) میں (بھی نشانی ہے) جب ہم نے ان کو واضح معجزہ کے ساتھ فرعون کی طرف بھیجا ﴿۳۸﴾ تو اس نے اپنی قوت پر (ناز کرتے ہوئے دین حق سے) منہ موڑ لیا اور کہنے لگا یہ جادوگر ہیں یا دیوانے ﴿۳۹﴾ ہم نے اس کو اور اس کے لشکروں کو اپنی گرفت میں لے لیا اور ان کو سمندر میں پھینک دیا اور وہ تھا ہی قابل ملامت ﴿۴۰﴾ اور (اے کافرو) عاد (کے قصہ) میں بھی (عبرت) کی نشانی ہے، جب ہم نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی ﴿۴۱﴾ وہ جس چیز پر سے گذرتی اس کو ریزہ ریزہ کئے بغیر نہ چھوڑتی تھی ﴿۴۲﴾ اور (قوم) ثمود (کے قصہ) میں بھی (عبرت کی نشانی ہے) جب ان سے کہا گیا کہ ایک وقت (مقررہ) تک فائدہ اٹھا لو پھر (اس کے بعد تمہیں امر الٰہی سے سرتابی کی سزا میں ہلاک کر دیا جائے گا) ﴿۴۳﴾ انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی تو ان کے دیکھتے دیکھتے بجلی نے انہیں پکڑ لیا ﴿۴۴﴾ تو پھر نہ وہ اٹھ ہی سکے اور نہ بدلہ لے سکے ﴿۴۵﴾ اور ان سے پہلے قوم نوح کو بھی (ہم نے ہلاک کیا تھا) وہ بڑے نافرمان لوگ تھے ﴿۴۶﴾

معانی و مصادر (رُکْنٌ) رَکَنَ، یَرْکُنُ، رَکَانَةٌ، رُکُوْنَةٌ (ک) باوقار اور ثابت قدم ہونا (رُکْنٌ = شریف، عزت، قوت اور غلبہ)۔

(مُلِیۡمٌ) اَلَامَ، یُلِیۡمُ، اِلَامَۃٌ (افعال) ملامت کرنا۔
(رَمِیۡمٌ) رَمَّ، یَرِمُّ، رِمَّۃٌ ورَمٌّ ورَمِیۡمٌ (ض) بوسیدہ ہونا۔
(عَتَوۡا) عَتَا، یَعۡتُوۡ، عُتُوٌّ وعُتِیٌّ (ن) سرکشی کرنا۔
(مُنۡتَصِرِیۡنَ) اِنۡتَصَرَ، یَنۡتَصِرُ، اِنۡتِصَارٌ (باب افتعال) بدلہ لینا۔
(رِیۡحٌ) رَاحَ، یَرَاحُ، رِیۡحٌ (ف) ہوادار ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَفِیۡ مُوۡسٰۤی اِذۡ اَرۡسَلۡنٰہُ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ بِسُلۡطٰنٍ مُّبِیۡنٍ) اور (اے کافرو) موسیٰ (کے قصہ) میں بھی (تمہارے لئے عبرت کی) نشانی ہے جب ہم نے ان کو واضح معجزہ کے ساتھ فرعون کی طرف بھیجا (فَتَوَلّٰی بِرُکۡنِہٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوۡ مَجۡنُوۡنٌ) تو اس نے اپنی قوت پر (ناز کرتے ہوئے دین حق سے) منہ موڑ لیا! کہنے لگا یہ جادوگر ہیں یا دیوانے (فَاَخَذۡنٰہُ وَجُنُوۡدَہٗ فَنَبَذۡنٰہُمۡ فِی الۡیَمِّ وَہُوَ مُلِیۡمٌ) تو ہم نے اس کو اور اس کے لشکروں کو اپنی گرفت میں لے لیا اور ان کو سمندر میں پھینک دیا اور وہ تھا ہی قابل ملامت (اور عذاب کا مستحق) (وَفِیۡ عَادٍ اِذۡ اَرۡسَلۡنَا عَلَیۡہِمُ الرِّیۡحَ الۡعَقِیۡمَ) اور (اے کافرو) عاد (کے قصہ) میں بھی (عبرت) کی نشانی ہے جب ہم نے ان پر ایک سخت آندھی بھیجی (مَا تَذَرُ مِنۡ شَیۡءٍ اَتَتۡ عَلَیۡہِ اِلَّا جَعَلَتۡہُ کَالرَّمِیۡمِ) وہ جس چیز پر سے گذرتی تو اس کو ریزہ ریزہ کئے بغیر نہ چھوڑتی (یعنی اس آندھی نے ہر چیز کو چورا کر دیا اس کی شدت سے کوئی چیز محفوظ نہ رہ سکی) (وَفِیۡ ثَمُوۡدَ اِذۡ قِیۡلَ لَہُمۡ تَمَتَّعُوۡا حَتّٰی حِیۡنٍ) اور (اے کافرو) ثمود (کے قصہ) میں بھی (تمہارے لئے عبرت کی نشانی ہے) جب ان سے کہا گیا کہ ایک وقت مقررہ تک کے لئے فائدہ اٹھالو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَیٰقَوۡمِ ہٰذِہٖ نَاقَۃُ اللّٰہِ لَکُمۡ اٰیَۃً فَذَرُوۡہَا تَاۡکُلۡ فِیۡۤ اَرۡضِ اللّٰہِ وَلَا تَمَسُّوۡہَا بِسُوۡٓءٍ فَیَاۡخُذَکُمۡ عَذَابٌ قَرِیۡبٌ ○ فَعَقَرُوۡہَا فَقَالَ تَمَتَّعُوۡا فِیۡ دَارِکُمۡ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ ذٰلِکَ وَعۡدٌ غَیۡرُ مَکۡذُوۡبٍ ○

(ھود - ۶۴ تا ۶۵)

اور اے میری قوم، یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے (میری صداقت کی) ایک نشانی ہے، اس کو آزاد چھوڑ دو کہ اللہ کی زمین میں (جہاں سے چاہے) کھائے (پیئے) اور (دیکھو) اس کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچانا ورنہ تم بہت جلد کسی عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ لیکن (وہ نہ مانے) انہوں نے اس کی ٹانگیں کاٹ دیں، صالح نے (ان سے کہا اب) تین دن تک تم اپنے گھروں میں اور مزے اڑا لو (پھر عذاب الٰہی تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لے گا) یہ ایسا وعدہ ہے کہ جھٹلایا نہیں جا سکے گا۔

قوم ثمود کو تین دن کی مہلت دی گئی اس مہلت کے بعد عذاب آیا (فَعَتَوۡا عَنۡ اَمۡرِ رَبِّہِمۡ فَاَخَذَتۡہُمُ

الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ) انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرتابی کی (اونٹنی کو مارڈالا) لہذا ان کے دیکھتے دیکھتے بجلی نے انہیں پکڑلیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ○ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ○ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً، وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

(الشعرآء ۱۵۵ تا ۱۵۸)

(صالح نے) کہا یہ اونٹنی (تمہارے لئے ایک معجزہ ہے۔ ایک مقررہ دن) اس کے پانی پینے کی باری ہو گی اور ایک مقررہ دن تمہارے پانی پینے کی باری ہو گی اور (دیکھو) اس کو (کسی قسم کی) تکلیف نہ پہنچانا ورنہ بڑے دن کے عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ لیکن انہوں نے (صالح کی باتوں کی کوئی پرواہ نہیں کی اور ایک دن) تلوار سے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں پھر (اپنے اس فعل پر) بہت نادم ہوئے (لیکن ان کی یہ ندامت بے وقت تھی)۔ عذاب نے انہیں آپکڑا (اور وہ نیست و نابود کر دئے گئے)۔ بے شک اس (قصہ) میں (بڑی عبرت انگیز اور نصیحت آموز) نشانی ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ (پھر بھی) ایمان نہیں لاتے۔

آگے فرمایا (فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ) جب عذاب آیا تو وہ نہ اٹھ ہی سکے اور نہ بدلہ ہی لے سکے (وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ) اور ان سے پہلے قوم نوح کو بھی (ہم نے ہلاک کیا تھا) وہ (بھی بڑے) نافرمان تھے۔

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے پانی میں غرق کر دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ○ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ○ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ○ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً، وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

(الشعرآء ۱۱۷ تا ۱۲۱)

(نوح نے) کہا اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے، تو (اے میرے رب) میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دے اور مجھے اور جو مؤمنین میرے ساتھ ہیں ان کو نجات دے (ہم نے ان کی دعا قبول کر لی اور) ان کو اور جو لوگ ان کے ساتھ بھری کشتی میں (سوار) تھے ان کو عذاب سے بچا لیا، پھر اس کے بعد ہم نے باقی لوگوں کو غرق کر

دیا۔ بے شک اس (قصہ) میں (بڑی عبرت انگیز
اور نصیحت آموز) نشانی ہے لیکن پھر بھی ان میں سے
اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے مختلف قوموں کا ان کے ایمان نہ لانے کی وجہ سے ان کی تباہی و بربادی کا ذکر فرمایا تاکہ کفار مکہ کو عبرت ہو اور وہ ایمان لے آئیں اور اگر ایمان نہ لائیں تو وہ سمجھ لیں کہ ان پر بھی اسی طرح عذاب نازل ہوگا جس طرح ان قوموں پر نازل ہوا تھا اور وہ ان کو اسی طرح نیست و نابود کر دیگا جس طرح ان قوموں کو نیست و نابود کیا تھا۔

عمل

اے لوگو، عذاب الٰہی کو دعوت نہ دیجئے ایمان لے آیئے تاکہ آپ عذاب سے بچ جائیں۔

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ۝٤٧
وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۝٤٨
وَمِنْ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ
تَذَكَّرُوْنَ ۝٤٩ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ
لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٥٠ وَ
لَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّيْ
لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٥١ كَذٰلِكَ
مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ
رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝٥٢

أَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۵۳﴾
فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ أَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ وَّ
ذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾
وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا
لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ مَآ أُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ
رِّزْقٍ وَّمَآ أُرِيْدُ أَنْ يُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾
إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ
الْمَتِيْنُ ﴿۵۸﴾ فَإِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ أَصْحٰبِهِمْ

فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۵۹﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۶۰﴾

ترجمہ اور (اے رسول) آسمان کو ہم نے (اپنے) ہاتھ سے بنایا اور ہم بڑی وسعت دینے والے ہیں ﴿۴۷﴾ اور ہم ہی نے زمین کو بچھایا اور ہم کتنے اچھے بچھانے والے ہیں ﴿۴۸﴾ اور ہم نے ہر چیز کی دو جنسیں بنائیں تاکہ تم (ہماری قدرت کی نشانیاں دیکھ کر) نصیحت حاصل کرو ﴿۴۹﴾ اور (اے رسول، آپ ان سے کہہ دیجئے کہ) اللہ کی طرف دوڑو، میں اس کی طرف سے تمہیں کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں ﴿۵۰﴾ اور (اے لوگو) اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ نہ بناؤ، میں اللہ کی طرف سے تم کو کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں ﴿۵۱﴾ اور (اے رسول) یہ آپ کو جادوگر یا دیوانہ کہتے ہیں تو (کیا ہوا) ان سے پہلے جو (لوگ گذرے) ہیں ان کے پاس بھی جب کبھی کوئی رسول آیا تو وہ بھی اسی طرح اپنے رسول کو جادوگر یا دیوانہ کہتے رہے ﴿۵۲﴾ کیا یہ اس بات کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے چلے آتے ہیں، (نہیں) بلکہ یہ تو خود ہی سرکش لوگ ہیں ﴿۵۳﴾ تو (اے رسول) آپ ان سے روگردانی کیجئے، آپ پر کوئی ملامت نہیں ﴿۵۴﴾ اور (اے رسول) آپ نصیحت کرتے رہئیے اس لئے کہ نصیحت مؤمنین کو فائدہ پہنچاتی ہے ﴿۵۵﴾ اور (اے لوگو) ہم نے جنوں اور انسانوں کو (کسی اور مقصد کے لئے) پیدا نہیں کیا سوائے اس کے کہ وہ میری عبادت کریں۔ ﴿۵۶﴾ میں ان سے رزق طلب نہیں کرتا اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھے کھانا کھلائیں ﴿۵۷﴾ اللہ (تو خود ہی سب کو) رزق دینے والا، قوت والا اور بڑا مضبوط ہے ﴿۵۸﴾ جن لوگوں نے ظلم کیا ان کے لئے (ایک مقررہ) پیمانہ ہے جس طرح (ان سے پہلے) ان کے ہم مشربوں کے لئے (ایک) پیمانہ مقرر تھا۔ لہٰذا ان کو مجھ سے (عذاب کی) جلدی نہیں کرنی چاہیئے ﴿۵۹﴾ جس دن کا وعدہ کافروں سے کیا جا رہا ہے اس دن کے (عذاب) سے ان کافروں کی بڑی خرابی ہے ﴿۶۰﴾

معانی و مصادر

(بَنَيْنَا) بَنٰی، يَبْنِیْ، بَنْیٌ و بُنْيَانٌ (ض) بنانا۔
(مُوْسِعُوْنَ) اَوْسَعَ، يُوْسِعُ، اِيْسَاعٌ (باب افعال) وسعت دینا۔
(مَاهِدُوْنَ) مَهَدَ، يَمْهَدُ، مَهْدٌ (ف) بچھانا۔
(فِرُّوْا) فَرَّ، يَفِرُّ، فَرٌّ و فِرَارٌ و مَفَرٌّ (ض) بھاگنا۔
(تَوَاصَوْا) تَوَاصٰی، يَتَوَاصٰی، تَوَاصِیْ (باب تفاعل) وصیت کرنا۔

(طَاغُوْنَ) طَغَا، یَطْغُوْ، طُغُوٌّ وطُغْوَانٌ (ن) سرکشی کرنا۔
طَغٰی وطَغِیَ، یَطْغٰی، طَغْیٌ وطُغْیَانٌ (س، ف) سرکشی کرنا۔
(مُلُوْمٌ) لَامَ، یَلُوْمُ، لَوْمٌ (ن) ملامت کرنا۔
(مَلُوْمٌ = مُلِیْمٌ = ملامت کیا ہوا)۔
(مَتِیْنٌ) مَتُنَ، یَمْتُنُ، مَتَانَةٌ (ک) سخت ہونا، قوی ہونا۔
(مَتِیْنٌ = قوی)
(ذَنُوْبٌ) ذَنَبَ، یَذْنُبُ، ذَنْبٌ (ن) پیچھا کرنا۔
(ذَنُوْبٌ = ڈول)

تفسیر اللہ تعالیٰ توحید کے دلائل دیتے ہوئے فرماتا ہے (وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰھَا بِاَیْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ) اور (اے کافرو) آسمان کو ہم نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور ہم (بڑی) وسعت دینے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آسمان کی پیدائش کو بطور مثال پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے آسمان کو پیدا کیا تو اے کافرو، بتاؤ تمہارے شریک آسمان کو پیدا کر سکتے ہیں اگر نہیں کر سکتے تو وہ الٰہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ تم کیوں ان کو اللہ کا شریک بناتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر کہ "ہم بڑی وسعت دینے والے ہیں" آسمان کی وسعت کی طرف اشارہ فرمایا آسمان میں بے شمار تارے ہیں۔ یہ تارے زمین سے لاکھوں کروڑوں گنا بڑے ہیں تو آسمان جو ان تاروں کو گھیرے ہوئے ہے کتنا بڑا ہوگا۔ ہم اس کی وسعت کا اندازہ نہیں لگا سکتے اور جب ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی وسعت کا اندازہ نہیں لگا سکتے تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اندازہ کیسے لگا سکتے ہیں۔ کہاں اللہ تعالیٰ اور کہاں اس کا پیدا کیا ہوا انسان۔ کوئی مقابلہ نہیں تو پھر کسی انسان کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا کس قدر لغو اور لایعنی ہے۔

آگے فرمایا (وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰھَا فَنِعْمَ الْمٰھِدُوْنَ) اور ہم نے زمین کو بچھایا اور ہم کتنا اچھا بچھانے والے ہیں (کہ زمین گول ہوتے ہوئے بھی فرش معلوم ہوتی ہے)۔ (وَمِنْ کُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ) اور ہم نے ہر چیز کی دو جنسیں بنائیں، نر اور مادہ تاکہ تم (ہماری قدرت کی نشانیاں دیکھ کر نصیحت حاصل کرو (کہ اللہ اپنی ذات، صفات اور حقوق میں یکتا ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں، آسمان، زمین، جوڑے اس نے بنائے، کافروں کے معبودان باطل نے کیا بنایا؟ کچھ نہیں اور جب کچھ نہیں بنایا تو کیوں انکے پیچھے بھاگتے ہو۔ اے رسول آپ کہہ دیجئے (فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْہُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ) تو (پھر) اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو (تیزی سے اس کی طرف رجوع کرو اسی سے لو لگاؤ) میں اس کی طرف سے تمہارے لئے کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں (میں نے تمہیں ڈرا دیا اور اپنی ذمہ داری پوری کر دی اب تم میری بات مانو) (وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰہِ

اِلٰهًا اٰخَرَ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ) اور اللہ کے ساتھ کوئی الٰہ نہ بناؤ (وہ اکیلا الٰہ ہے۔ وہی اکیلا کارساز، مشکل کشا، حاجت روا، معبود اور حاکم ہے۔ اسی کے سامنے جھکو، اسی سے مانگو، اور میں تم سے پھر کہتا ہوں کہ) میں اس کی طرف سے تمہارے لئے کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں (لہٰذا میری بات مانو۔ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ اس کی طرف سے کہتا ہوں جس نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے)۔

ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ جو خالق ہے وہی الٰہ ہو سکتا ہے جو خالق نہیں وہ الٰہ نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ، یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ، یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ، اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ، تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ○

(الاعراف - ۵۴)

(اے لوگو) بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے چھ دن میں آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا، پھر عرش پر جلوہ افروز ہوا وہی دن کو رات سے ڈھانک دیتا ہے (گویا) رات دن کی طلب میں تیزی کے ساتھ (دوڑتی) چلی آتی ہے۔ اسی نے سورج، چاند اور تاروں کو اپنے حکم سے مسخر کر دیا، خبردار ہو جاؤ مخلوق اسی کی ہے (لہٰذا اس کی مخلوق میں حکم بھی اسی کا چلتا ہے) بڑی برکت والا ہے اللہ جو رب العٰلمین ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَیُشْرِكُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ شَیْئًا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ ○

(الاعراف - ۱۹۱)

کیا وہ ایسے لوگوں کو (اللہ کا) شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کئے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَیْهِمْ، قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○

(الرعد - ۱۶)

کیا انہوں نے ایسے لوگوں کو اللہ کا شریک بنایا ہے جنہوں نے اللہ کی مخلوق جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے جس کی وجہ سے ان کو مخلوق کے بارے میں شبہ پیدا ہو گیا ہے (کہ کس نے بنائی ہے)۔ آپ کہہ دیجئے (کسی نے کچھ نہیں بنایا) تمام چیزوں کا خالق اللہ ہے، وہ ایک ہے اور (سب پر) غالب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

(النحل۔ ۱۷)

تو کیا جس نے (سب کچھ) بنایا وہ اس جیسا ہو سکتا ہے جو کچھ بھی پیدا نہ کر سکے (ہرگز نہیں) تو پھر کیا بات ہے کہ تم نصیحت حاصل نہیں کرتے (اور اپنے بزرگوں کو اللہ کا شریک بناتے ہو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَأَلْقٰى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَأَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۚ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

(لقمٰن۔ ۱۰ تا ۱۱)

اسی نے آسمانوں کو جیسا کہ تم انہیں دیکھتے ہو بے ستونوں کے پیدا کیا، اسی نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیئے تاکہ زمین تمہیں لے کر ڈگمگا نہ جائے اور اسی نے زمین میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے اور (اے رسول) ہم ہی نے بادل سے پانی برسایا پھر ہم ہی نے زمین میں ہر قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں اگائیں (اے رسول آپ کافروں سے کہئے) یہ تو اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں، اب تم مجھے بتاؤ کہ اس کے علاوہ جو (تمہارے معبود) ہیں انہوں نے کیا پیدا کیا؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ ظالم صریح گمراہی میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ أَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ أَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ أَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ إِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا إِلَّا غُرُوْرًا ۝

(فاطر۔ ۴۰)

(اے رسول آپ ان سے) کہئے بتاؤ تمہارے شریک جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو (کچھ پیدا کر سکتے ہیں، اگر ایسا ہے تو) مجھے بتاؤ انہوں نے زمین (کی چیزوں) میں (سے) کونسی چیز پیدا کی یا آسمانوں (کی تخلیق) میں ان کی شرکت ہے؟ (اور اے رسول) کیا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ (شرک کے سلسلہ میں) یہ اس سے سند لیتے ہیں۔ (اے رسول، ان میں سے کوئی بات نہیں ہے) بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) یہ ظالم ایک دوسرے سے جو وعدہ کرتے ہیں وہ محض فریب ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِىْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِى السَّمٰوٰتِ ، اِيْتُوْنِىْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○

(الاحقاف - ۴ تا ۵)

(اے رسول آپ ان سے) کہیئے کہ جن ہستیوں کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو مجھے بتاؤ کہ زمین (کی چیزوں میں) سے انہوں نے کونسی چیز پیدا کی ہے یا آسمانوں (کے بنانے) میں ان کی شرکت ہے ، اگر تم سچے ہو تو (اپنے دعوے کے ثبوت میں اس (قرآن مجید) سے پہلے کی کوئی کتاب پیش کرو یا علوم (انبیاء) سے کوئی اثر (یا روایت پیش کرو) اور (اے رسول) اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کے علاوہ ایسے لوگوں کو پکارے جو قیامت تک اس کی مراد کو پورا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو ان کی پکار سے غافل ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ، فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○

(العنکبوت - ۶۱)

اور (اے رسول) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے مسخر کیا تو یہ جواب دیں گے کہ اللہ نے تو پھر یہ کہاں بہکے چلے جا رہے ہیں۔

آگے فرمایا (كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ) (اور اے رسول کفار آپ کو جادوگر یا دیوانہ کہتے ہیں تو آپ آزردہ نہ ہوں) ان سے پہلے جو (لوگ گذرے) ہیں ان کے پاس بھی جب کبھی کوئی رسول آیا تو وہ بھی (اپنے) رسول کو جادوگر یا دیوانہ کہتے رہے۔ (اَتَوَاصَوْا بِهٖ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ) کیا یہ اس بات کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے چلے آتے ہیں؟ نہیں بلکہ یہ تو خود ہی سرکش ہیں۔

کفار کے مسلسل رویہ سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ ایک دوسرے کو وصیت کرتے آئے ہیں کہ جو شخص بھی رسالت کا دعویٰ کرے اُسے یا تو جادوگر کہا جائے یا دیوانہ کہا جائے لیکن (اے رسول) حقیقت یہ نہیں ہے۔ یہ لوگ وصیت کی بنیاد پر ایسا نہیں کہہ رہے بلکہ یہ تو بذات خود ہی سرکش ہیں ، سرکشی کی وجہ سے آپ کو جادوگر یا دیوانہ کہہ رہے ہیں (فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ) تو (اے رسول) آپ ان سے روگردانی کیجئے (یعنی ان کی گستاخیوں کو نظر انداز کیجئے ، ان کو کوئی اہمیت نہ دیجئے اگر یہ ایمان نہیں لاتے) تو آپ پر کوئی ملامت نہیں (آپ کی ذمہ داری صرف پہنچا دینا ہے ، منوانا نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ (النحل ۔ ۸۲)

(اے رسول) اگر یہ (لوگ) اب بھی (حق سے) منہ موڑیں تو آپ کے ذمہ تو بس صاف صاف پہنچا دینا ہے، (اس کے علاوہ کچھ نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا، اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ (الشوریٰ ۔ ۴۸)

تو (اے رسول) اگر یہ روگردانی کریں تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا، آپ کے ذمہ تو بس تبلیغ ہے، (اور کچھ نہیں)۔

آگے فرمایا (وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ) اور (اے رسول ان کی) روگردانی کا یہ مطلب نہیں کہ آپ نصیحت کرنا چھوڑ دیں، نصیحت کرنا نہ چھوڑیئے اس لئے کہ) نصیحت (اگر کافروں کو فائدہ نہ دے گی تو) مومنین کو (ضرور) فائدہ دے گی (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ) اور (اے لوگو) میں نے جنات کو اور انسانوں کو (کسی اور مقصد کے لئے) پیدا نہیں کیا سوائے اس کے کہ وہ میری عبادت کریں (لہذا جنات کو اور انسانوں کو چاہئے کہ وہ مقصد تخلیق کو نہ بھولیں اور صرف میری عبادت کریں، اپنے شرکاء کی عبادت چھوڑ دیں) (مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ) میں ان سے رزق طلب نہیں کرتا اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا کھلائیں (اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ) اللہ (تو خود ہی سب کو) روزی دینے والا، قوت والا اور بڑا مضبوط ہے (وہ کسی کا محتاج نہیں جب وہ تم سے کچھ نہیں مانگتا پھر تم کیوں ایمان لانے سے گریز کر رہے ہو۔ اگر تم اللہ کے راستہ میں خرچ کرو گے تو اس میں تمہارا فائدہ ہے۔ اللہ کا کوئی فائدہ نہیں) (فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ) (اگر یہ لوگ ایمان نہیں لاتے تو اچھی طرح سمجھ لیں کہ) جن لوگوں نے ظلم کیا (یعنی شرک کرتے رہے) ان کے لئے (ایک) پیمانہ (مقرر ہے) جس طرح (گذشتہ زمانے میں) ان کے ہم مشرب لوگوں کے لئے (ایک) پیمانہ (مقرر تھا، جب وہ پیمانہ لبریز ہو گیا تو ان پر عذاب نازل ہو گیا اسی طرح جب ان لوگوں کا پیمانہ لبریز ہو جائے گا تو ان پر بھی عذاب نازل ہو جائیگا) لہذا انہیں مجھ سے عذاب کی جلدی نہیں کرنی چاہئے (مہلت اور درگذر کی ایک حد ہوتی ہے جیسے ہی وہ حد ختم ہو جائے گی عذاب نازل ہو جائے گا۔ عذاب نہ مقررہ وقت سے پہلے آتا ہے اور نہ مقررہ وقت آجانے کے بعد عذاب میں تاخیر ہوتی ہے۔ انہیں چاہئے کہ مہلت کو غنیمت سمجھیں اور عذاب آنے سے پہلے توبہ کر لیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ○ فَلَوْ

اور (اے رسول) ہم نے آپ سے پہلے بھی (بہت سی) امتوں کی طرف رسول بھیجے (تو جو لوگ ان پر

لَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ
قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا
عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا
بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ
مُّبْلِسُوْنَ ۝ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ
اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ
عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ
اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ
يَصْدِفُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ
عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ
اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

(الانعام ۔ ۴۳ تا ۴۷)

ایمان نہیں لائے) ہم نے ان کو سختیوں اور تکلیفوں میں مبتلا کیا تا کہ وہ (ان عذابات سے عبرت پکڑیں تکبر وعناد چھوڑ کر) گڑگڑائیں (اور توبہ کر کے ایمان لے آئیں) تو ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب ہمارا عذاب ان پر آیا تو وہ گڑگڑاتے لیکن ان کے دل تو (اور) سخت ہو گئے اور جو اعمال وہ کر رہے تھے شیطان نے ان کو ان کی نظروں میں مزین کر کے دکھایا (لہٰذا وہ اپنی بداعمالیوں میں اور مگن ہو گئے) پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی (کلیتہً) فراموش کر دیا تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دئے یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں میں جو ان کو دی گئی تھیں خوب مگن ہو گئے تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا پھر وہ مایوس ہو کر رہ گئے، پھر ان لوگوں کی جنہوں نے ظلم کیا تھا جڑ کاٹ دی گئی (یعنی وہ نیست ونابود کر دئے گئے) اور ہر قسم کی تعریف تو اللہ رب العالمین کے لئے (جو غالب ہے کبھی مغلوب نہیں ہوتا)۔ (اے رسول آپ ان سے) پوچھئے بتاؤ اگر اللہ تمہاری سماعت اور تمہاری بصارت چھین لے اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ کے علاوہ وہ کونسا اللہ ہے جو یہ چیزیں تمہیں (پھر) عطا کر دے۔ (اے رسول) دیکھئے ہم کن کن مختلف طریقوں سے اپنی آیات کو بیان کر رہے ہیں لیکن یہ لوگ پھر بھی منہ موڑے چلے جا رہے ہیں۔ (اے رسول آپ ان سے) پوچھئے بتاؤ اگر اللہ کا عذاب تم پر (خفیہ طور پر) اچانک آ جائے یا علی الاعلان (خبردار کرنے کے بعد) آئے تو کیا ظالموں کے علاوہ کوئی اور بھی ہلاک ہو گا؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

(یوسف ۔ ۱۰۷)

کیا انہیں اس بات کا ڈر نہیں کہ (اس جرم کی سزا میں) ان پر اللہ کے عذاب کا کوئی ٹکڑا نازل ہو جائے یا اچانک ان پر قیامت قائم ہو جائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○

(الزمر ۔ ۲۵، ۲۶)

جو لوگ ان سے پہلے گذر چکے ہیں انہوں نے بھی (رسولوں کو) جھٹلایا تھا پھر ان پر ایسی جگہ سے عذاب آیا کہ انہیں خبر بھی نہ ہوئی، پھر اللہ نے ان کو دنیا کی زندگی میں رسوائی کا مزا چکھایا اور آخرت کا عذاب تو اس سے بھی بڑا ہے، کاش انہیں (اس بات کا) علم ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ، لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ، اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ○ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ○ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ، آٰلْئٰنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ○

(یونس ۔ ۴۹ تا ۵۱)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے (کہ قیامت کا قائم کرنا میرے اختیار میں نہیں) مجھے تو اپنے نفع، نقصان کا بھی اختیار نہیں مگر جو اللہ چاہے (بس وہی ہوتا ہے) ہر امت کے لئے (عذاب کا) وقت مقرر ہے جب ان کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو پھر وہ ایک گھڑی کے لئے بھی نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔ (اے رسول آپ ان سے پوچھئے اگر اللہ کا عذاب رات کو یا دن کو (کسی وقت بھی تم پر اچانک واقع ہو جائے تو کیا تم اپنا بچاؤ کر سکو گے) (اے رسول) یہ گنہ گار (ہرگز بچاؤ نہیں کر سکیں گے تو آخر یہ پھر) کس چیز کی جلدی کر رہے ہیں (اس چیز کی جس سے بچنا ان کے اختیار میں نہیں ہو گا)۔ (اے رسول)، آپ ان سے پوچھئے کیا جب وہ عذاب واقع ہو جائے گا تو پھر اس وقت تم اس عذاب کا یقین کرو گے (اس وقت تو تم سے کہا جائے گا) اب تم اس عذاب

سے کیوں گھبرا رہے ہو، یہ تو وہی عذاب ہے جس کی تم جلدی مچایا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاءَهُمُ الْعَذَابُ ۚ وَلَيَأْتِيَنَّهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ○
(العنکبوت ۔ ۵۳)

اور (اے رسول) یہ لوگ آپ سے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں، اگر (عذاب کا) وقت مقرر نہ ہوتا (تو ان پر کبھی کا) عذاب آگیا ہوتا اور (اے رسول) وہ عذاب تو ان پر (اس طرح) ناگہانی طور پر واقع ہوگا کہ انہیں خبر بھی نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
أَفَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ ○ أَوَأَمِنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَن يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ ○
(الاعراف ۔ ۹۷، ۹۸)

(اور اے رسول) کیا ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ہمارا عذاب ان پر (اچانک) رات کے وقت نازل ہو جائے اور وہ (بے خبر) سو رہے ہوں اور کیا ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ہمارا عذاب ان پر (اچانک) صبح کے وقت آجائے اور وہ کھیل (کود) میں مصروف ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
فَهَلْ يَنتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِهِمْ ۚ قُلْ فَانتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُنتَظِرِينَ ○
(یونس ۔ ۱۰۲)

(اے رسول) کیا یہ اسی جیسی (گردش) ایام کے منتظر ہیں جیسی (گردش ایام) ان سے پہلے لوگوں پر آچکی ہے۔ (اے رسول) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ پھر تم بھی انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔

الغرض کافروں کو عذاب کی جلدی نہیں کرنی چاہیئے۔ عفو و درگذر کا ایک پیمانہ اور مہلت کا ایک وقت مقرر ہے۔ جیسے ہی عفو و درگذر کا پیمانہ لبریز ہو جائے گا اور مہلت کا زمانہ ختم ہو جائے گا اچانک عذاب نازل ہو جائے گا جس طرح گذشتہ امتوں پر نازل ہوتا رہا (فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِن يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ)، تو جس دن کا وعدہ کافروں سے کیا جا رہا ہے اس دن (کے عذاب) سے ان کافروں کی بڑی خرابی ہے (لہٰذا انہیں اپنی خرابی کے لئے جلدی نہیں کرنی چاہیئے)۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی عبادت کیجئے جس نے آسمان بنائے، زمین کو بچھایا اور ہر ایک چیز کے جوڑے بنائے۔ کسی اور نے یہ کام نہیں کئے اور نہ کوئی اور یہ کام کر سکتا ہے لہذا کسی کو اللہ تعالےٰ کا شریک نہ بنائیے۔ وہ اکیلا الٰہ ہے۔

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہلت کے زمانے کو غنیمت جانئے۔ یہ مہلت کا زمانہ لامحدود نہیں ہے۔ اس کا ایک وقت مقرر ہے اور اس کی ایک حد ہے۔ مہلت کے زمانہ ہی میں ایمان لے آیئے۔

اے ایمان والو، نصیحت کرنا نہ چھوڑیئے نصیحت مؤمنین کو ضرور فائدہ دیتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سورۂ طور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

وَالطُّوْرِ ﴿١﴾ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ﴿٢﴾ فِىْ
رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ﴿٣﴾ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ﴿٤﴾
وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ﴿٥﴾ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ﴿٦﴾
اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿٧﴾ مَّا لَهٗ
مِنْ دَافِعٍ ﴿٨﴾ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ
مَوْرًا ﴿٩﴾ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ﴿١٠﴾

فَوَيۡلٌ يَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِيۡنَ ⑪

الَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ خَوۡضٍ يَّلۡعَبُوۡنَ ⑫

يَوۡمَ يُدَعُّوۡنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ

دَعًّا ⑬ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِىۡ كُنۡتُمۡ بِهَا

تُكَذِّبُوۡنَ ⑭ اَفَسِحۡرٌ هٰذَاۤ اَمۡ اَنۡتُمۡ

لَا تُبۡصِرُوۡنَ ⑮ اِصۡلَوۡهَا فَاصۡبِرُوۡۤا

اَوۡ لَا تَصۡبِرُوۡا‌ ۚ سَوَآءٌ عَلَيۡكُمۡ‌ ؕ

اِنَّمَا تُجۡزَوۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ⑯

ترجمہ (اے رسول) طور کی قسم ① لکھی ہوئی کتاب کی قسم ② (جو ایک) کشادہ کاغذ پر (لکھی ہوئی ہے) ③ بیت معمور کی قسم ④ بلند چھت کی قسم ⑤ (اور) جوش مارنے والے سمندر کی قسم ⑥ بے شک آپ کے رب کا عذاب ضرور واقع ہونے والا ہے ⑦ اسے کوئی روکنے

والا نہیں (۸) جس دن آسمان لرزے گا (۹) اور پہاڑ چلیں گے (۱۰) تو اس دن جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہے (۱۱) (یعنی) ان لوگوں کو جو (محض اعتراض کرنے کے لئے) غور و فکر میں کھیلتے رہتے ہیں (۱۲) جس دن انہیں جہنم کی طرف دھکیل کرلے جایا جائے گا (۱۳) (اور ان سے کہا جائے گا) یہی وہ جہنم ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے (۱۴) (بتاؤ) کیا یہ جادو ہے یا تم کو (اب بھی) نظر نہیں آتا (۱۵) اس میں داخل ہو جاؤ، اب تم صبر کرو یا نہ کرو، دونوں چیزیں تمہارے لئے برابر ہیں، (کسی حالت میں تم اس میں سے نہیں نکل سکتے) جو عمل تم کرتے تھے انہی کا بدلہ تمہیں مل رہا ہے (۱۶)

معانی و مصادر

(مَسْطُوْرٌ) سَطَرَ، یَسْطُرُ، سَطْرٌ (ن) لکھنا، پچھاڑنا۔
(رَقٌّ) رَقَّ، یَرِقُ، رِقَّةٌ (ض) نرم ہونا، رحم کرنا (رَقٌّ = پتلی کھال برائے تحریر)
(مَنْشُوْرٌ) نَشَرَ، یَنْشُرُ، نَشْرٌ (ن) پھیلانا، علیحدہ کرنا۔
(مَعْمُوْرٌ) عَمَرَ، یَعْمُرُ، عَمْرٌ (ن) آباد کرنا، بنانا (معمور = آباد)
(مَوْرٌ) مَارَ، یَمُوْرُ، مَوْرٌ (ن) موج مارنا۔
(سَیْرٌ) سَارَ، یَسِیْرُ، سَیْرٌ و تَسْیَارٌ و مَسِیْرٌ و مَسِیْرَةٌ و سَیْرُوْرَةٌ (ض) جانا، چلنا پھرنا۔
(مَسْجُوْرٌ) سَجَرَ، یَسْجُرُ، سَجْرٌ (ن) ایندھن ڈال کر گرم کرنا، بھرنا۔
(خَوْضٌ) خَاضَ، یَخُوْضُ، خَوْضٌ و خِیَاضٌ (ن) غور کرنا۔ غوطہ لگانا۔
(یُدَعُّوْنَ) دَعَّ، یَدُعُّ، دَعٌّ (ف) دھکا دینا۔
(یَلْعَبُوْنَ) لَعِبَ، یَلْعَبُ، لَعْبٌ و لِعْبٌ و لَعِبٌ و تِلْعَابٌ (س) کھیلنا۔
(اِصْلَوْ) صَلِیَ، یَصْلٰی، صِلًی و صُلِیٌّ (س) داخل ہونا۔
(سَوَآءٌ) سَوّٰی، یُسَوِّیْ، تَسْوِیَةٌ (باب تفعیل) برابر کرنا۔
(سَوَآءٌ = برابر، عدل)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَالطُّوْرِ) (اے رسول) طور (پہاڑ) کی قسم (وَکِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ) لکھی ہوئی کتاب کی قسم (فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ) جو (ایک) کشادہ کاغذ پر (لکھی) ہوئی ہے (وَالْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ) بیت معمور کی قسم۔

بیت معمور ساتویں آسمان پر ایک مکان ہے جس میں فرشتے عبادت کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

ثُمَّ عَرَجَ بِنَا اِلَی السَّمَآءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِیْلُ فَقِیْلَ مَنْ ھٰذَا قَالَ جِبْرِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	پھر جبریل علیہ السلام ہمارے ساتھ ساتویں آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوایا۔ فرشتوں نے پوچھا کون ہے؟ کہا جبریل، پوچھا تمہارے

وَسَلَّمَ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ فَفَتَحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی السمٰوٰت وفرض الصلوٰۃ جزء ۲ ول ص۸۲)

ساتھ کون ہے؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرشتوں نے پوچھا کیا وہ بلوائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں بلوائے گئے ہیں۔ پھر (جب) دروازہ کھلا تو میں نے ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ وہ بیت المعمور سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے (بیت المعمور وہ مکان ہے جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ (جب وہ اس میں سے نکل آتے ہیں تو) پھر دوبارہ اس میں داخل نہیں ہوتے (یعنی ہر روز نئے فرشتے اس میں عبادت کے لئے داخل ہوتے ہیں)۔

آگے فرمایا (وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ) بلند چھت یعنی آسمان کی قسم۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا وَّهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ ○ (الانبیاء۔ ۳۲)

ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا لیکن وہ (پھر بھی) ہماری نشانیوں سے روگردانی کر رہے ہیں۔

آگے فرمایا (وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ) اور ابلتے ہوئے سمندر کی قسم۔

چند قسمیں کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا (إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ) بے شک آپ کے رب کا عذاب ضرور واقع ہونے والا ہے (مَا لَهُ مِن دَافِعٍ) اسے کوئی روکنے والا نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ تَأْتِيهِم بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ○ (الانبیاء۔ ۴۰)

(اے رسول، قیامت کے آنے کا علم پہلے سے کسی کو نہیں ہوگا) بلکہ وہ تو ان پر اچانک واقع ہوگی اور ان کو مبہوت کر دے گی۔ پھر نہ تو یہ اس کو دفع کر سکیں گے اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ○ (الروم۔ ۴۳)

تو (اے رسول) اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس دن کو اللہ کے مقابلہ میں کوئی لوٹانے والا نہیں آپ اپنے رخ کو سیدھے دین کی طرف قائم رکھیئے، (وہ دن ایسا ہے کہ) اس دن (لوگ

متفرق ہوجائیں گے (کافر علیحدہ اور مومن علیحدہ)

آگے فرمایا (یَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا) جس دن آسمان لرزے گا (وَتَسِیْرُ الْجِبَالُ سَیْرًا) اور پہاڑ چلیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَیَوْمَ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَی الْاَرْضَ بَارِزَۃً وَّ حَشَرْنٰھُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْھُمْ اَحَدًا ○
(الکہف ۔ ۴۷)

اور (اے رسول، نیک اعمال کا صلہ اس دن ملے گا) جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور جس دن زمین آپ کو (ایک) چٹیل (میدان کی طرح) نظر آئے گی اور جس دن ہم ان (سب) کو جمع کریں گے کسی ایک کو بھی ان میں سے نہیں چھوڑیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

یَوْمَ تَکُوْنُ السَّمَآءُ کَالْمُھْلِ ○ وَ تَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِھْنِ ○
(سأل سآئل ۔ ۸ تا ۹)

اس دن آسمان ایسا ہوجائے گا جیسا پگھلا ہوا تانبا اور پہاڑ اون کے مانند ہوجائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَّسُیِّرَتِ الْجِبَالُ فَکَانَتْ سَرَابًا ○
(عم یتسآءلون ۔ ۲۰)

پہاڑ چلائے جائیں گے تو وہ ریت ہو جائیں گے۔

آگے فرمایا (فَوَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ) تو اس دن (یعنی قیامت کے دن کو) جھٹلانے والوں کی (بڑی) خرابی ہے (الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ خَوْضٍ یَّلْعَبُوْنَ) (یعنی) ان لوگوں کی جو (محض اعتراض کرنے کے لئے) غور و فکر میں کھیلتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَذَرْھُمْ یَخُوْضُوْا وَیَلْعَبُوْا حَتّٰی یُلٰقُوْا یَوْمَھُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ ○
(سأل سآئل ۔ ۴۲)
(الزخرف ۔ ۸۳)

تو (اے رسول) آپ ان کو چھوڑ دیں کہ یہ بیہودہ بکواس کرتے رہیں اور کھیلتے رہیں یہاں تک کہ یہ (حساب و کتاب کے) اس دن سے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے ملاقات کریں۔

آگے فرمایا (یَوْمَ یُدَعُّوْنَ اِلٰی نَارِ جَھَنَّمَ دَعًّا) جس دن انہیں جہنم کی طرف دھکیل کر لے جایا جائے گا (ھٰذِہِ النَّارُ الَّتِیْ کُنْتُمْ بِھَا تُکَذِّبُوْنَ) (اور ان سے کہا جائے گا) یہی وہ جہنم ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اَفَسِحْرٌ ھٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ) (بتاؤ) کیا یہ جادو ہے (کیا یہ نظر بندی ہے؟

ہرگز نہیں بلکہ یہ ایک حقیقت ہے) کیا تم کو (اب بھی) نظر نہیں آتا کہ یہ وہی عذاب ہے جس کا تمہیں یقین نہیں آتا تھا) (اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْلَا تَصْبِرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اس میں داخل ہو جاؤ (اب) تم صبر کرو یا صبر نہ کرو دونوں چیزیں تمہارے لئے برابر ہیں (اب اس عذاب سے بچ نہیں سکتے) جو عمل تم (دنیا میں) کرتے رہے تھے اسی کا بدلہ تمہیں مل رہا ہے:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ○

(الزمر - ۷۱ تا ۷۲)

اور (اے رسول، اس دن) کافروں کی ٹولیاں بنا کر انہیں جہنم کی طرف ہانکا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ جہنم کے قریب پہنچ جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دئے جائیں گے۔ جہنم کے داروغہ ان سے کہیں گے کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے (اللہ کے) رسول نہیں آئے تھے جو تم کو تمہارے رب کی آیات پڑھ پڑھ کر سناتے اور اس دن کی ملاقات سے تم کو ڈراتے۔ وہ جواب دیں گے کیوں نہیں (ضرور آئے تھے) لیکن کافروں پر (اللہ کا) وعدۂ عذاب پورا ہو کر رہا۔ (پھر ان سے کہا جائے گا جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ (اب تم) اس میں ہمیشہ رہو گے۔ الغرض تکبر کرنے والوں کا (بڑا) برا ٹھکانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ○

(آل عمران - ۱۲)

(اے رسول) کافروں سے کہہ دیجئے کہ تم عنقریب مغلوب ہو جاؤ گے اور (آخرت میں) دوزخ کی طرف دھکیل دئے جاؤ گے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

عمل

اے لوگو۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا عذاب واقع ہو کر رہے گا۔ اس پر ایمان لائیے اور ایسے کام کیجئے جن کے ذریعہ آپ اس عذاب سے بچ سکیں۔

اے لوگو، دین اسلام میں عیب نکالنے کے لئے غور و خوض نہ کیا کیجئے۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّٰتٍ وَّنَعِيمٍ ﴿۱۷﴾
فَٰكِهِينَ بِمَآ ءَاتَىٰهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقَىٰهُمْ
رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿۱۸﴾ كُلُوا
وَاشْرَبُوا هَنِيٓـًٔا بِمَا كُنتُمْ
تَعْمَلُونَ ﴿۱۹﴾ مُتَّكِـِٔينَ عَلَىٰ سُرُرٍ
مَّصْفُوفَةٍ وَزَوَّجْنَٰهُم بِحُورٍ عِينٍ ﴿۲۰﴾
وَالَّذِينَ ءَامَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم
بِإِيمَٰنٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ
وَمَآ أَلَتْنَٰهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَيْءٍ

كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ ﴿٢١﴾
وَأَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ
مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٢٢﴾ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا
كَأْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَأْثِيْمٌ ﴿٢٣﴾
وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ
كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿٢٤﴾ وَأَقْبَلَ
بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿٢٥﴾
قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا
مُشْفِقِيْنَ ﴿٢٦﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا

وَوَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾

ترجمہ متقی لوگ باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے (۱۷) جو کچھ ان کے رب نے انہیں دیا ہوگا اس میں وہ خوش ہوں گے، ان کے رب نے انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالیا ہوگا (۱۸) (ان سے کہا جائے گا) جو عمل تم (دنیا میں) کرتے تھے ان کے صلہ میں مزے سے کھاتے پیتے رہو (۱۹) وہ صف بصف بچھے ہوئے تختوں پر تکیہ لگا کر بیٹھے ہوں گے، بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ہم ان کا نکاح کر دیں گے (۲۰) اور (اے رسول) جو لوگ ایمان لائے پھر ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی تو ہم ان کی اولاد کو ان سے ملا دیں گے اور ان کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہیں کریں گے، ہر شخص اپنے (برے) عمل کے بدلے میں گروی ہوگا (۲۱) اور (اے رسول) جس قسم کے میوے اور گوشت کو ان کا جی چاہے گا ہم انہیں مہیا کریں گے (۲۲) (خوش طبعی کے طور پر) وہ آپس میں جام (شراب) کی چھینا جھپٹی بھی کریں گے جس کے پینے سے نہ تو وہ لغو بات کہیں گے اور نہ گناہ کی بات کریں گے (۲۳) ان کے غلام ان کے پاس آتے جاتے رہیں گے، (وہ اتنے حسین ہوں گے) گویا وہ چھپائے ہوئے (آبدار) موتی ہیں (۲۴) اور (کبھی ایسا بھی ہوگا کہ) وہ ایک دوسرے کی طرف منہ کر کے آپس میں سوال کریں گے (۲۵) وہ کہیں گے اس سے پہلے (دنیا کی زندگی میں) ہم اپنے اہل و عیال میں (رہتے ہوئے اللہ سے) ڈرتے رہتے تھے (۲۶) اللہ نے ہم پر احسان کیا اور گرم ہوا کے عذاب سے ہمیں بچالیا (۲۷) ہم اس (زندگی) سے پہلے (دنیا کی زندگی میں) اسے پکارا کرتے تھے، بے شک وہ بڑا احسان کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے (۲۸)

معانی و مصادر (فَاكِهٌ) فَكِهَ، يَفْكَهُ، فَكَهٌ و فَكَاهَةٌ (س) ظریف الطبع ہونا، خوش ہونا (فَاكِهٌ = خوش)۔

(وَقٰى) وَقٰى، يَقِيْ، وَقْيٌ و وِقَايَةٌ و وَاقِيَةٌ (ض) بچانا۔

(جَحِیْمٌ) جَحَمَ، یَجْحَمُ، جَحْمٌ (ف) جلانا (جَحِیْمٌ۔ سخت گرم مکان)۔
(هَنِیْئًا) هَنَأَ، یَهْنَئُ، هَنَاءٌ و هَنَاءٌ (ن، ف، ح) خوشگوار ہونا۔
(مُتَّكِئِیْنَ) اِتَّكَأَ، یَتَّكِئُ، اِتِّكَاءٌ (باب افتعال) تکیہ لگاکر بیٹھنا۔
(حُوْرٌ) حَوِرَ، یَحْوَرُ، حَوَرٌ (س) آنکھ کی سفیدی کا شدت کے ساتھ سفید ہونا اور سیاہی کا شدید سیاہ ہونا (حُوْرٌ۔ حَوْرَاءُ کی جمع)۔
(عِیْنٌ) عَیِنَ، یَعْیَنُ، عَیَنٌ و عِیْنَةٌ (س) آنکھ کی سفیدی کا وسعت میں زیادہ ہونا (عِیْنٌ۔ عَیْنَاءُ کی جمع)۔
(اَلَتْنَا) اَلَتَ، یَاْلِتُ، اَلْتٌ (ض) کم ہونا، کم کرنا۔
(رَهِیْنٌ) رَهَنَ، یَرْهَنُ، رَهْنٌ (ف) رہن رکھنا۔
(لَغْوٌ) لَغَا، یَلْغُوْ، لَغْوٌ (ن) لغوبات کہنا۔
(تَاْثِیْمٌ) اَثَّمَ، یُؤَثِّمُ، تَاْثِیْمٌ (باب تفعیل) گناہ منسوب کرنا۔ گناہ کی نسبت کرنا۔
(مُشْفِقِیْنَ) اَشْفَقَ، یُشْفِقُ، اِشْفَاقٌ (باب افعال) ڈرنا۔
(سَمُوْمٌ) سَمَّ، یَسُمُّ، سُمُوْمٌ (ن) جلانا (سَمُوْمٌ۔ گرم ہوا)۔
(بَرٌّ) بَرَّ، یَبَرُّ، بِرٌّ، مَبَرَّةٌ (ن وض) اطاعت کرنا، محبت سے حسن معاملت کرنا۔

تفسیر گذشتہ آیات میں کفار کے انجام کا ذکر تھا۔ ان آیات میں متقیوں کے انعام کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَعِیْمٍ) متقی لوگ باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے (فٰكِهِیْنَ بِمَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقٰهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ) جو کچھ ان کے رب نے انہیں عطاء فرمایا ہوگا اس میں وہ شاداں و فرحاں ہوں گے، ان کے رب نے انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیا ہوگا (كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ) (ان سے کہا جائیگا) جو عمل تم (دنیا میں) کرتے تھے ان کے صلہ میں مزے سے کھاتے پیتے رہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ۝ (الحاقۃ۔ ۲۴)

(ان سے کہا جائے گا) جو عمل تم نے گذشتہ ایام میں آگے بھیج دئے تھے ان کے بدلے میں بغیر مشقت کھاؤ اور پیو۔

آگے فرمایا (مُتَّكِئِیْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ) وہ صف بصف بچھے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ہم ان کا نکاح کردیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْیَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ

اللہ ان کو اس دن کی برائی سے بچالے گا اور

نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ○ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا
جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ○ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى
الْاَرَآئِكِ، لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا
زَمْهَرِيْرًا ○

(ھل اتٰی - ۱۱ تا ۱۳)

تروتازگی اور سرور سے ان کو بہرہ ور کرے گا اور (دنیا میں) وہ جو صبر کرتے رہے اس کے بدلے میں انہیں جنت اور ریشمی کپڑے عطاء فرمائے گا۔ وہ اس (جنت) میں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے، وہاں انہیں نہ گرمی محسوس ہو گی اور نہ سردی۔

آگے فرمایا (وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ، كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ) اور جو لوگ ایمان لائے پھر ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی تو ہم ان کی اولاد کو ان سے ملا دیں گے اور ان کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہیں کریں گے۔ والدین اور ان کی اولاد کے اعمال کا ان کو پورا پورا اجر دیا جائے گا ہر (بد عمل) شخص اپنے (برے) عمل کے بدلے میں گروی ہو گا (یعنی برے اعمال کی وجہ سے گرفتار ہو گا)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ○ اِلَّآ
اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ○ (المدثر ۳۸، ۳۹)

(قیامت کے دن) داہنی طرف والوں کے علاوہ ہر شخص اپنے اعمال کی وجہ سے گروی ہو گا

آگے فرمایا (وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ) اور جس قسم کے میوے اور گوشت کو ان کا جی چاہے گا ہم انہیں مہیا کر دیں گے (يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ) وہ اس جنت میں آپس میں جام (شراب) کی چھینا جھپٹی بھی کریں گے (لیکن محض خوش طبعی کے لئے) اس (شراب کے نشہ) میں وہ نہ لغو بات کریں گے اور نہ کوئی گناہ کی بات کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ○ فَوَاكِهُ، وَ
هُمْ مُّكْرَمُوْنَ ○ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ○
عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ○ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ
مِّنْ مَّعِيْنٍ ○ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ○
لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ○
وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ○
كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ○

(الصّٰفّٰت - ۴۱ تا ۴۹)

ان کے لئے مقررہ رزق ہے (یعنی ان کو کھانے کے لئے) پھل (دئے جائیں گے) اور (وہاں) ان کی بڑی عزت کی جائے گی، نعمت کے باغوں میں (وہ رہیں گے)، ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے ہوں گے، ان (کے دستر خوان) پر چشمۂ جاری کی شراب کے جاموں کا دور چل رہا ہو گا، (وہ شراب) سفید ہو گی اور پینے والوں کے لئے بڑی لذت (بخش) ہو گی۔ نہ اس میں نشہ ہو گا اور نہ اس سے ان کی عقلیں زائل ہوں گی۔

ان کے پاس نیچی نگاہ رکھنے والی اور بڑی بڑی آنکھوں والی (عورتیں بیٹھی ہوں گی، وہ ایسی معلوم ہوں گی) گویا کہ وہ چھپائے ہوئے انڈے ہیں۔

آگے فرمایا (وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ) اور ان کے غلام ان کے پاس آتے جاتے ہوں گے (وہ اتنے حسین ہوں گے) گویا کہ وہ چھپائے ہوئے (آبدار) موتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ○ (ھل اتٰی - ۱۹)

ان کے اردگرد لڑکے آتے جاتے ہوں گے جو ہمیشہ (لڑکے ہی) رہیں گے۔ (اے رسول) جب آپ انہیں دیکھیں گے تو یہ خیال کریں گے کہ وہ بکھرے ہوئے موتی ہیں۔

آگے فرمایا (وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ) اور کبھی وہ ایک دوسرے کی طرف منہ کر کے آپس میں سوال بھی کریں گے (قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ) وہ کہیں گے اس سے پہلے (دنیا کی زندگی میں) ہم اپنے اہل وعیال میں (رہتے ہوئے اللہ سے) ڈرتے رہتے تھے (کہیں ایسا نہ ہو کہ اہل وعیال کی محبت میں ہم سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو جائے) (فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ) تو (اس کے صلہ میں) اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں گرم ہوا کے عذاب سے بچا لیا (إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ نَدْعُوهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ) اس (زندگی) سے پہلے (دنیا کی زندگی میں) ہم اُسے پکارا کرتے تھے۔ بے شک وہ بڑا احسان کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

دوزخ میں گرم ہوا کا بھی عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ ○ فِي سَمُومٍ وَحَمِيمٍ ○ وَظِلٍّ مِّن يَحْمُومٍ ○ لَّا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ ○ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُتْرَفِينَ ○ وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الْحِنثِ الْعَظِيمِ ○ وَكَانُوا يَقُولُونَ أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ○ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ○

(اذا وقعت الواقعۃ - ۴۱ تا ۴۸)

اور بائیں ہاتھ والے تو وہ کیسے (بُرے حال میں) ہوں گے۔ وہ (دوزخ کی) لپیٹ اور کھولتے ہوئے پانی میں، اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں رہیں گے۔ جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ باعزت یہ لوگ (اس سے) پہلے (دنیا کی زندگی میں) بڑے خوشحال تھے، گناہِ عظیم پر اصرار کرتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے! کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو ہم (دوبارہ) زندہ کئے جائیں گے اور کیا ہمارے آباء واجداد بھی زندہ کئے جائیں۔

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ
بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ
شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾
قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ
الْمُتَرَبِّصِيْنَ ﴿۳۱﴾ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ
بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۳۲﴾ اَمْ
يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾
فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا
صٰدِقِيْنَ ﴿۳۴﴾

ترجمہ (اے رسول) آپ نصیحت کرتے رہیئے، آپ اپنے رب کے فضل وکرم سے نہ تو کاہن ہیں اور نہ دیوانے (۲۹) کیا کافر یہ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہیں، ہم ان کے معاملہ میں زمانے کی گردش کا انتظار کر رہے ہیں (۳۰) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے تم انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں (۳۱) کیا ان کی عقلیں ان کو یہی حکم دیتی ہیں یا یہ لوگ ہیں ہی سرکش (۳۲) کیا (کفار) یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے خود بنا لیا ہے؟ بات یہ نہیں ہے بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ یہ ایمان لانا نہیں چاہتے اور) یہ ایمان نہیں لائیں گے (اس لئے ایسی باتیں بنا رہے ہیں) (۳۳) اگر وہ (اپنے اس دعوے میں) سچے ہیں تو ایسا کلام یہ بھی (بنا کر) لے آئیں (۳۴)

معانی ومصادر (مَنُوْنُ) مَنُوْنٌ = موت، زمانہ. رَیْبُ الْمَنُوْنِ = حوادث، زمانہ کی گردش۔

(اَحْلَامٌ) حَلَمَ، یَحْلُمُ، حُلْمٌ وحُلُمٌ (ن) خواب دیکھنا، بالغ ہونا (اَحْلَامٌ = حِلْمٌ کی جمع، عقلیں)۔

(تَقَوَّلَ) تَقَوَّلَ، یَتَقَوَّلُ، تَقَوُّلٌ (باب تفعّل) جھوٹ بنانا، جھوٹ منسوب کرنا۔

(طَاغُوْنَ) طَغَیٰ وطَغِیَ، یَطْغٰی، طَغْیٌ وطُغْیَانٌ (ف وس)

طَغَا، یَطْغُوْ، طُغُوٌّ وطُغْوٌ وطُغْوَانٌ (ن) حد سے گذر جانا۔

(طَاغُوْنَ = طَاغٍ کی جمع، حد سے گذر جانے والے)۔

تفسیر کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شاعر، مجنون یا کاہن کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّھُمْ کَانُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَسْتَکْبِرُوْنَ ○ وَیَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِکُوْٓا اٰلِھَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ○
(والصّٰفّٰت ۔ ۳۵ تا ۳۶)

جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں تو یہ لوگ تکبر کرتے تھے اور (اس طرح) کہتے تھے کہ کیا ہم ایک دیوانے شاعر (کے کہنے) سے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں گے۔

مجنون دیوانے کو کہتے ہیں۔ کاہن اس شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس جن آتا ہے اور اسے آئندہ کے متعلق ایک آدھ بات بتا دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْمَلٰٓئِکَۃُ تَتَحَدَّثُ فِی الْعَنَانِ وَالْعَنَانُ الْغَمَامُ بِالْاَمْرِ یَکُوْنُ فِی الْاَرْضِ فَتَسْمَعُ الشَّیٰطِیْنُ الْکَلِمَۃَ فَتَقُرُّھَا فِیْ اُذُنِ الْکَاھِنِ کَمَا تُقَرُّ الْقَارُوْرَۃُ فَیَزِیْدُوْنَ

فرشتے ابر میں زمین میں جو باتیں ہونے والی ہوتی ہیں آپس میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ شیطان ان کی کوئی بات سن لیتے ہیں اور کاہن کے کان میں اس طرح ڈال دیتے ہیں جیسے شیشی کا منہ ملا کر

مَعَهَا مِائَةَ كِذْبَةٍ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفة ابلیس جزء ۴ ص۱۵۲) اس میں کچھ چھوڑتے ہیں، پھر وہ کاہن ایک بات میں سو جھوٹ (اپنی طرف سے) ملاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا (فَذَكِّرْ فَمَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ) (اے رسول آپ نصیحت کرتے رہیئے، آپ اپنے رب کے فضل و کرم سے نہ تو کاہن ہیں اور نہ مجنون (اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ) کیا کافر کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہیں ہم ان کے معاملہ میں زمانے کی گردش کا انتظار کر رہے ہیں (ایک وقت آئے گا کہ گردش زمانہ سے یہ خود تباہ و برباد ہو جائیں گے)۔ (قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے تم انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں (عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون حق پر تھا اور کون نا حق پر)۔

بعض دیہاتی بھی مسلمین کے حق میں زمانے کی گردش کا انتظار کرتے رہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ، عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ، وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○

(التوبة۔ ۹۸)

اور (اے رسول) بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں کہ جو کچھ انہیں (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرنا پڑتا ہے اسے تاوان سمجھتے ہیں اور تمہارے لئے (زمانے کی) گردشوں کے منتظر ہیں (لیکن زمانے کی گردش کی برائی تو انہی پر واقع ہوگی، (اللہ ان کی باتیں سن بھی رہا ہے) اور (اسے ان کے دل کی باتوں کا بھی علم ہے) (بے شک) اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بھی کفار نے یہی کہا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ○

(المؤمنون۔ ۲۵)

یہ کچھ نہیں بس (ہم ہی جیسے) ایک آدمی ہیں جو دیوانگی کا شکار ہو گئے ہیں لہٰذا تم ان کے (انجام کے سلسلہ میں) کچھ عرصہ انتظار کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا، فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ○

(طٰهٰ۔ ۱۳۵)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے (ہم) سب انتظار کر رہے ہیں تم بھی انتظار کرو، عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ سیدھے راستے پر چلنے والے کون ہیں

اور (پھر) منزل مقصود تک پہنچنے والے کون ہیں۔

آگے فرمایا (اَمۡ تَاۡمُرُهُمۡ اَحۡلَامُهُمۡ بِهٰذَاۤ اَمۡ هُمۡ قَوۡمٌ طَاغُوۡنَ) کیا ان کی عقلیں ان کو یہی حکم دیتی ہیں (کہ وہ رسول پر زمانہ کی گردش کا انتظار کریں) یا یہ لوگ ہیں ہی سرکش (محض سرکشی اور عناد سے ایسی باتیں کہہ رہے ہیں) (اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ تَقَوَّلَهٗ بَلۡ لَّا يُؤۡمِنُوۡنَ) کیا (کفار) یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اس (قرآن) کو خود ہی بنا لیا ہے (اور جھوٹ کو اللہ کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ بات یہ نہیں ہے) بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ ایمان لانا نہیں چاہتے اور (اور یہ ایمان نہیں لائیں گے (اسی لئے ایسی بیہودہ باتیں کہتے رہتے ہیں) (فَلۡيَاۡتُوۡا بِحَدِيۡثٍ مِّثۡلِهٖۤ اِنۡ كَانُوۡا صٰدِقِيۡنَ) اگر یہ (اس بات کے کہنے میں) سچے ہیں (کہ انہوں نے اس کو خود بنا لیا ہے) تو ایسا کلام یہ بھی بنا کر لے آئیں (اور یہ ہرگز بنا کر نہیں لا سکتے تو پھر ان کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ یہ کلام کلامِ الٰہی ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰٮهُ‌ ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِهٖ مُفۡتَرَيٰتٍ وَّادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۝ فَاِلَّمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَـكُمۡ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَاۤ اُنۡزِلَ بِعِلۡمِ اللّٰهِ وَاَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ ۚ فَهَلۡ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ۝

(ھود۔ ۱۳ تا ۱۴)

(اے رسول) کیا یہ کہہ رہے ہیں کہ اس (قرآن کو اس (رسول) نے خود بنا لیا ہے، (آپ ان سے کہیئے کہ اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو تو اس جیسی دس سورتیں تم بھی بنا کر لے آؤ اور اللہ کے علاوہ جن جن کو تم بلا سکتے ہو (اپنی مدد کے لئے) بلا لو۔ پھر (اے ایمان والو) اگر کافر تمہارے چیلنج کو قبول نہ کریں تو (ان سے کہو کہ اے کافرو) اب تو جان لو کہ یہ قرآن اللہ کے علم سے اتارا گیا ہے (کسی انسان کی علمی کاوش کا نتیجہ نہیں ہے) اور یہ بھی جان لو کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں تو (بتاؤ اب بھی) تم مسلم بننے کے لئے تیار ہو (یا نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۝ فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوۡا النَّارَ الَّتِىۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ ۖۚ اُعِدَّتۡ لِلۡكٰفِرِيۡنَ ۝ (البقرۃ ۲۳ تا ۲۴)

اور اگر تم اس کتاب (کے سلسلہ) میں جو ہم نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کی ہے (ہماری طرف سے ہونے میں) کچھ شک ہے تو اس کے مثل ایک سورت تم بھی (بنا) لاؤ اور اللہ کے علاوہ (جو لوگ) تمہارے (خیال میں) حاضر و ناظر ہیں ان کو بھی (اپنی مدد کے لئے)

بلالو، اگر تم (اس دعوے میں) سچے ہو (کہ یہ انسانی کلام ہے تو اس چیلنج کو قبول کرو اور یہ کام کر گذرو۔ پھر اگر تم ایسا نہ کر سکو اور ہرگز تم ایسا نہ کر سکو گے تو پھر اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں (تمہیں رسول اور کتاب کے ساتھ کفر کرنے کی وجہ سے اس آگ میں ڈالا جائے گا اور) وہ کفر کرنے والوں کے لئے ہی تیار کی گئی ہے۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید کی مثل کوئی کتاب بنا کر لائیے۔ اگر آپ ایسی کتاب نہیں بنا سکتے تو اس کے مثل ایک سورت ہی بنا کر لائیے۔ آپ ہرگز نہیں لا سکیں گے تو پھر اس بات کو تسلیم کیجئے کہ یہ انسانی کلام نہیں ہے۔ یہ خالق کائنات کا کلام ہے۔ اس پر ایمان لائیے۔

أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ
الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضَ ۚ بَلْ لَا يُوقِنُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ
عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ
الْمُصَيْطِرُونَ ﴿٣٧﴾ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ
يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۖ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُمْ
بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿٣٨﴾ أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ
وَلَكُمُ الْبَنُونَ ﴿٣٩﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ
أَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَغْرَمٍ مُثْقَلُونَ ﴿٤٠﴾

اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۱﴾
اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ، فَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ
اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا
يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ
السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ
مَّرْكُوْمٌ ﴿۴۴﴾ فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا
يَوْمَهُمُ الَّذِىْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ﴿۴۵﴾
يَوْمَ لَا يُغْنِىْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ

شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّ
لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾
وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا
وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۴۸﴾
وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿۴۹﴾

ترجمہ کیا یہ بغیر کسی کے پیدا کئے پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں ﴿۳۵﴾ کیا انہوں نے
آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے، (نہیں، یہ کیا پیدا کریں گے) بات یہ ہے کہ یہ یقین نہیں
کرتے (اور نہ یقین کرنا چاہتے ہیں) ﴿۳۶﴾ (اے رسول) کیا ان کے پاس آپ کے رب کے خزانے ہیں یا یہ
(کہیں کے) داروغہ ہیں ﴿۳۷﴾ کیا ان کے پاس (کوئی) سیڑھی ہے جس پر (چڑھ کر یہ آسمان کی باتیں) سن آتے
ہیں، (اگر ایسا ہے) تو ان میں سے جو سننے والا ہے اُسے چاہیئے کہ کوئی روشن دلیل پیش کرے ﴿۳۸﴾ (اے
رسول، آپ ان سے پوچھیئے) کیا اللہ کے لئے بیٹیاں اور تمہارے لئے بیٹے ﴿۳۹﴾ (اے رسول) کیا آپ
ان سے کوئی اجرت مانگتے ہیں کہ اس (کے ادا کرنے کی ذمہ داری) سے یہ بوجھل ہو رہے ہیں ﴿۴۰﴾ کیا ان کے
پاس غیب (کی خبر آتی) ہے کہ (اس کی بنیاد پر) یہ (اپنے دعووں کو) لکھ دیں گے ﴿۴۱﴾ کیا یہ کوئی تدبیر کرنا
چاہتے ہیں تو (یہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ) کافر (ہمیشہ اللہ کی) تدبیر میں گرفتار ہوتے رہے ہیں ﴿۴۲﴾ کیا اللہ

کے علاوہ ان کا کوئی اور الٰہ ہے ؟ جو شرک یہ کررہے ہیں اللہ اس سے پاک ومنزّہ ہے (۴۳) اور (اے رسول، ان کی غفلت کا یہ عالم ہے کہ) اگر یہ آسمان کے ٹکڑے گرتے ہوئے بھی دیکھیں تو کہیں گے یہ تو تہ بہ تہ رکھے ہوئے بادل ہیں (۴۴) تو (اے رسول) آپ ان کو (ان کے حال پر) چھوڑ دیں یہاں تک کہ یہ اس دن سے ملاقات کریں جس دن (یہ بے ہوش ہوکر گریں گے۔ اس دن) ان کی کوئی تدبیر ان کے کام نہ آئے گی اور نہ ان کو کہیں سے مدد مل سکے گی (۴۶) اور (اے رسول) ظالموں کے لئے اس کے سوا اور بھی عذاب ہے (جو دنیا میں یا قبر میں) ان کو دیا جائے گا لیکن ان میں سے اکثر لوگ (اس سے) ناواقف ہیں (۴۷) اور (اے رسول) آپ اپنے رب کے حکم پہ جمے رہیئے، آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور (اے رسول) جب آپ (سوکر) اٹھا کریں تو اپنے رب کی تعریف کے ساتھ (اس کی) تسبیح پڑھا کیجئے (۴۸) اور رات کے کچھ حصہ میں اور ستاروں کے غروب ہونے کے بعد بھی اس کی تسبیح پڑھا کیجئے (۴۹)

معانی ومصادر

(مُصَيۡطِرُ) صَيۡطَرَ، يُصَيۡطِرُ، صَيۡطَرَةٌ (باب فعلله۔ رباعی مجرد) نگران ہونا۔

(سُلَّمٌ) سُلَّمٌ = سیڑھی۔

(مَغۡرَمٌ) غَرِمَ، يَغۡرَمُ، غُرۡمٌ، غَرۡمٌ وغَرَامَةٌ ومَغۡرَمٌ (س) ادا کرنا، نقصان اٹھانا (مَغۡرَمٌ۔ نقصان، تاوان)

(مُثۡقَلُوۡنَ) اَثۡقَلَ، يُثۡقِلُ، اِثۡقَالٌ (باب افعال) حمل کا بھاری ہونا، بوجھ اٹھوانا۔

(كِسۡفٌ) كَسَفَ، يَكۡسِفُ، كَسۡفٌ (ض) کاٹنا، چھپانا (كِسۡفٌ = كِسۡفَةٌ کی جمع، ٹکڑے)

(سَاقِطٌ) سَقَطَ، يَسۡقُطُ، سُقُوۡطٌ ومَسۡقَطٌ (ن) گرنا۔

(سَحَابٌ) سَحَبَ، يَسۡحَبُ، سَحۡبٌ (ف) زمین پر گھسیٹنا (سَحَابٌ = بادل)۔

(مَرۡكُوۡمٌ) رَكَمَ، يَرۡكُمُ، رَكۡمٌ (ن) تہ بہ تہ رکھنا۔

(ذَرۡ) وَذَرَ، يَذَرُ، وَذۡرٌ (ف) چھوڑنا۔

(يُصۡعَقُوۡنَ) صَعِقَ، يَصۡعَقُ، صَعۡقٌ وصَعَقٌ وصَعۡقَةٌ (س) بے ہوش ہونا۔

(اِدۡبَارٌ) اَدۡبَرَ، يُدۡبِرُ، اِدۡبَارٌ (باب افعال) پیٹھ پھیرنا۔

تفسیر

توحید کے دلائل دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَمۡ خُلِقُوۡا مِنۡ غَيۡرِ شَيۡءٍ اَمۡ هُمُ الۡخٰلِقُوۡنَ) کیا یہ (کفار) بغیر کسی کے پیدا کئے پیدا ہوگئے ہیں یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں (اَمۡ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بَلۡ لَّا يُوۡقِنُوۡنَ) کیا انہوں نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے (نہیں، یہ کیا پیدا کریں گے۔ یہ اس لئے انکار نہیں کررہے ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کی خالقیت سے انکار ہے) بلکہ یہ ایمان (اس لئے) نہیں لارہے ہے (کہ یہ ایمان لانا نہیں چاہتے اور جو ایمان لانا نہیں چاہتا اس کے لئے دلائل بے کار ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝ (الزخرف - ۹)

اور (اے رسول) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو یہ ضرور یہی کہیں گے کہ ان (سب) کو (اللہ) غالب اور علم والے نے پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ، تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (النحل - ۳)

اسی نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا (اور) وہ اس شرک سے جو کافر کر رہے ہیں بلند و بالا ہے۔

الغرض کفار کو یقین تھا کہ آسمانوں کا اور زمین کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اسی عقیدہ کی بنیاد پر ان کو توحید کی دعوت دی۔ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا منشاء یہ ہے کہ جو خالق ہے وہی الٰہ ہے، جو خالق نہیں وہ الٰہ بھی نہیں۔ اس پختہ دلیل کے باوجود انہوں نے ایمان قبول نہیں کیا تو اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ ایمان لانا ہی نہیں چاہتے تھے۔ دلیل تو اسے فائدہ دیتی ہے جو خلوص کے ساتھ حق کا متلاشی ہو لیکن جو ہٹ دھرم ہو اسے دلیل سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

آگے فرمایا (اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ) (اے رسول) کیا ان کے پاس آپ کے رب کے خزانے ہیں یا یہ (کہیں کے) داروغہ ہیں (افسوس کہ نہ ان کے پاس مال ہے اور نہ حکومت پھر بھی سرکشی سے باز نہیں آتے) (اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ) کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے، جس پر (چڑھ کر یہ آسمان کی باتیں) سن آتے ہیں (اگر ایسا ہے) تو ان میں سے جو سننے والا ہے اسے چاہئیے کہ (اپنے سنکر آنے کی) کوئی روشن دلیل پیش کرے۔

کفار کے پاس آسمان کی باتیں سننے کا کوئی ذریعہ نہیں اور نہ یہ کبھی سن سکتے ہیں تو پھر آخر یہ کس بھروسہ پر اپنے گمراہ کن عقائد پر جمے ہوئے ہیں۔ انہیں چاہئیے کہ رسول پر ایمان لائیں جس کے پاس آسمان کی خبریں آتی ہیں اور اس کے لئے اس کے پاس قرآن مجید کی صورت میں روشن دلیل موجود ہے۔

آگے فرمایا (اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ) (اے رسول، آپ ان سے پوچھئے) کیا اللہ کے لئے بیٹیاں اور تمہارے لئے بیٹے (تم خود بیٹیوں کو پسند نہیں کرتے تو اللہ کی بیٹیاں کیوں تجویز کرتے ہو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ، سُبْحٰنَهٗ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ۝ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ يَتَوَارٰى

اور (اے رسول) یہ لوگ اللہ کی تو بیٹیاں تجویز کرتے ہیں حالانکہ وہ (اولاد سے) مبرّا و منزہ ہے اور اپنے لئے وہ (چیز چاہتے ہیں) جس کو وہ پسند

مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ، اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ، اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝
(النحل ۔ ۵۷ تا ۵۹)

کرتے ہیں ۔ (بیٹیوں کے سلسلہ میں تو ان کا یہ حال ہے کہ) جب ان میں سے کسی کو بیٹی (کی پیدائش) کی خبر دی جاتی ہے تو (رنج وغم سے) اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور (غم وغصہ سے وہ اندر ہی اندر) گھٹ کر رہ جاتا ہے ۔ جس برائی کی اسے خبر دی جاتی ہے اس برائی کی وجہ سے وہ (اپنی) قوم سے منہ چھپاتا پھرتا ہے (دل میں سوچتا ہے کہ) وہ اس ذلت کو برداشت کرکے اس کو زندہ رہنے دے یا اس کو زمین میں (زندہ) دفن کر دے ۔ خبردار ، (اللہ کے لئے لڑکیاں اور اپنے لئے لڑکے تجویز کرنے کا) جو فیصلہ یہ کرتے ہیں وہ (بہت) برا فیصلہ ہے ۔

جب کفارِ مکہ بیٹی کو اپنے لئے اتنا بُرا سمجھتے تھے تو ان کا اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں تجویز کرنا بالکل بے جا حرکت تھی ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ۝ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ۝
(النجم ۔ ۱۹ تا ۲۲)

(اے کافرو) کیا تم نے لات اور عزیٰ کو دیکھا اور ان کے علاوہ تیسری (دیوی) منات کو دیکھا (کیا یہ اللہ کی بیٹیاں ہو سکتی ہیں) ؟ کیا تمہارے لئے لڑکے اور اس کے لئے بیٹیاں ؟ یہ تو بڑی نامناسب تقسیم ہے ۔

آگے فرمایا (اَمْ تَسْــَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ) اے رسول کیا آپ ان سے (تبلیغ رسالت کی) اجرت مانگتے ہیں کہ اس کے ادا کرنے (کی ذمہ داری) سے یہ بوجھل ہو رہے ہیں ۔ آخر ایمان لانے سے یہ کیوں ڈرتے ہیں (اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ) کیا ان کے پاس غیب (کا علم) ہے (کہ جس کی بنیاد پر) یہ (اپنے دعووں کو) لکھ دیں گے (یہ ہرگز لکھ کر نہیں دے سکتے ۔ لکھ کر دیں تو آخر کس بنیاد پر دیں) ، انہیں چاہیئے کہ جس رسول کے پاس غیب کی خبریں آتی ہیں اس کی باتوں کو مانیں اور اس پر ایمان لے آئیں (اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ، فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ) کیا یہ (رسول کے خلاف) کوئی تدبیر کرنا چاہتے ہیں تو (یہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ اس کا نتیجہ ان ہی کے حق میں برا ہوگا) ، یہ خود (اللہ تعالیٰ کی) کسی تدبیر کے نتیجہ میں نقصان اٹھائیں گے (ان کی تدبیر انہی پر الٹ پڑے گی) ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ، وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ○ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ، اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ○

(ابراهیم۔ ۴۶-۴۷)

اور (اے رسول) ان ظالموں نے (اپنے اپنے رسولوں کے خلاف بڑی بڑی) تدبیریں کیں اور ان کی تمام تدبیریں اللہ کے علم میں تھیں (وہ رسولوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکے) اگرچہ ان کی تدبیریں (اس بلا کی تھیں کہ ان) سے پہاڑ ٹل جانے۔ (اے رسول) آپ یہ خیال نہ کرنا کہ اللہ نے جو وعدہ اپنے رسولوں سے کیا ہے اس کے خلاف کریگا (اللہ ضرور وعدہ کے مطابق ان سے انتقام لے گا) بے شک اللہ بڑا زبردست اور انتقام لینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

(التغابن۔ ۵)

(اے لوگو) کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جنہوں نے (تم سے) پہلے (اللہ کے رسولوں کا) انکار کیا تھا، انہوں نے اپنے برے اعمال کی سزا کا مزا چکھا اور (قیامت کے دن) ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ، سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ) کیا اللہ کے علاوہ ان کا کوئی اور اللہ ہے (نہیں اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں) جو شرک یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے پاک و منزّہ ہے (وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ) اور (اے رسول، ان کی غفلت کا یہ عالم ہے کہ) اگر یہ آسمان کے ٹکڑے گرتے ہوئے دیکھیں تو (یہ اس کو عذاب الٰہی تسلیم نہیں کریں گے بلکہ) یہ کہیں گے کہ یہ تو تہ بہ تہ رکھے ہوئے بادل ہیں (جو ہم پر برسیں گے)۔

قوم عاد نے بھی اسی طرح کہا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ، اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ، اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ○ قَالُوْا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا، فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ قَالَ اِنَّمَا

اور (اے رسول) عاد کے بھائی (ہود) کا ذکر کیجئے جب انہوں نے اپنی قوم کو احقاف (کے مقام) میں اللہ کے عذاب سے ڈرایا۔ (انہوں نے اپنی قوم سے کہا) اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو، مجھے تمہارے متعلق بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ انہوں نے کہا کیا تم ہمارے پاس

الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ اُبَلِّغُكُمْ مَّا اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ○ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ، بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ، رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ، كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ○

(الاحقاف۔ ۲۱ تا ۲۵)

اس لئے آئے ہو کہ ہمارے معبودوں سے ہمیں برگشتہ کردو، اگر تم سچے ہو تو جس (عذاب) کا تم ہم سے وعدہ کر رہے ہو اسے لے آؤ۔ (ہود نے کہا (عذاب کب آئے گا اس کا) علم تو اللہ ہی کو ہے، میں تو (بس) وہ احکام تم کو پہنچا رہا ہوں جو احکام دے کر میں بھیجا گیا ہوں (میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ نادانی کی باتیں کر رہے ہو۔ پھر جب قوم کے لوگوں نے عذاب کو دیکھا کہ ابر کی صورت میں ان کی وادیوں کی طرف بڑھتا چلا آرہا ہے تو کہنے لگے یہ تو ابر ہے جو ہم پر برسے گا (ہود نے کہا) نہیں یہ تو وہ عذاب ہے جس کی تم جلدی کر رہے تھے، یہ تو ایک آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔ یہ ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے نیست و نابود کر دے گی (آخر ایسا ہی ہوا) وہ لوگ ایسے (تباہ و برباد) ہوئے کہ ان کے گھروں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ مجرم لوگوں کو ہم ایسے ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

آگے فرمایا (فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ) تو (اے رسول) آپ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیں یہاں تک کہ یہ اپنے اس دن سے ملاقات کریں جس دن یہ بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ، وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ○

(النساء۔ ۸۱)

(اے رسول) آپ ان سے اعراض کریں، اللہ پر بھروسہ رکھیں، کارسازی کے لئے بس اللہ ہی کافی ہے۔

آگے فرمایا (يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ) اس دن ان کی کوئی تدبیر ان کے کام نہیں آئے گی اور نہ ان کو کہیں سے مدد ملے گی۔

آگے فرمایا (وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ) اور (اے رسول) ظالموں کے لئے اس کے سوا اور بھی عذاب ہے (جو دنیا میں یا قبر میں) ان کو دیا جائے گا لیکن

ان میں سے اکثر لوگ (اس سے) ناواقف ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ○
(الٓمٓ تنزیل۔ ۲۱)

اور (اے رسول) بڑے عذاب کے علاوہ ہم ان کو قریب کے عذاب کا مزا چکھائیں گے تاکہ یہ لوگ (ہماری طرف) لوٹ آئیں۔

آگے فرمایا (وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ) اور (اے رسول) آپ اپنے رب کے حکم پر جمے رہیئے (یا اپنے رب کے حکم کے انتظار میں صبر کیجئے) اس لئے کہ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں (جو تکلیف آپ کو پہنچ رہی ہے ہم اسے دیکھ رہے ہیں، آپ ہماری حفاظت میں ہیں، یہ ظالم آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے) اور (اے رسول) جب آپ (سوکر) اٹھا کریں تو اپنے رب کی تعریف کے ساتھ (اس کی تسبیح پڑھا کریں (وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ) اور رات کے کچھ حصہ میں اور ستاروں کے غروب ہونے کے بعد بھی اس کی تسبیح پڑھا کریں۔

(وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ) میں تہجد کی طرف اشارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ، عَسَىٰ أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ○
(بنی اسرآءیل۔ ۷۹)

اور (اے رسول) رات کے وقت بھی کچھ دیر کے لئے قرآن مجید کے ساتھ شب بیداری کیا کیجئے۔ یہ (نماز) آپ کے لئے زائد ہے، ہوسکتا ہے کہ آپ کا ربّ آپ کو مقام محمود میں کھڑا کرے۔

(وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ) میں رات کی نماز یعنی مغرب اور عشاء کی طرف اشارہ ہے۔

(وَإِدْبَارَ النُّجُومِ) میں فجر کی نماز کی طرف اشارہ ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کیجئے۔ اس کی بیٹیاں نہ بنائیے، وہ شرک سے پاک و منزہ ہے۔

اے ایمان والو، اپنے رب کے حکم پر جمے رہیئے۔ رات کی نماز اور فجر کی نماز کو ادا کرتے رہیئے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

سورۂ نجم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

وَالنَّجۡمِ اِذَا هَوٰى ۝۱ مَا ضَلَّ
صَاحِبُكُمۡ وَمَا غَوٰى ۝۲ وَمَا يَنۡطِقُ عَنِ
الۡهَوٰى ۝۳ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡىٌ يُّوۡحٰى ۝۴
عَلَّمَهٗ شَدِيۡدُ الۡقُوٰى ۝۵ ذُوۡ مِرَّةٍ ؕ
فَاسۡتَوٰى ۝۶ وَهُوَ بِالۡاُفُقِ الۡاَعۡلٰى ۝۷
ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝۸ فَكَانَ قَابَ

قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝۹ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ
مَآ اَوْحٰى ۝۱۰ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝۱۱
اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝۱۲ وَلَقَدْ
رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝۱۳ عِنْدَ سِدْرَةِ
الْمُنْتَهٰى ۝۱۴ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝۱۵
اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝۱۶ مَا
زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝۱۷ لَقَدْ رَاٰى
مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝۱۸

ترجمہ تارے کی قسم جب وہ بلند ہو (۱) تمہارے ساتھی (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نہ گمراہ ہوئے اور نہ بہکے (۲) اور نہ وہ اپنی خواہش سے بات کرتے ہیں (۳) وہ جو کچھ کہتے ہیں وحی ہوتی ہے جو ان پر نازل کی جاتی ہے (۴) ان کو ایک زبردست طاقت والے (فرشتہ) نے تعلیم دی ہے (۵) (وہ یقیناً) طاقت والا

(فرشتہ ہے) تو (ایک دن ایسا ہوا کہ) اس نے قرار پکڑا ⑥ اس حالت میں کہ وہ اونچی افق پر (معلق نظر آرہا) تھا ⑦ پھر وہ قریب ہوا اور جھکا ⑧ یہاں تک کہ (اس کے اور رسول کے درمیان) دو کمان کا فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم ⑨ پھر اللہ نے (اس کے ذریعہ) اپنے بندہ پر وحی بھیجی ⑩ جو کچھ انہوں (یعنی رسول) نے دیکھا دل نے اس کو جھوٹ نہ سمجھا ⑪ تو (اے کافرو) جو کچھ وہ دیکھتے ہیں کیا تم اس پر ان سے جھگڑتے ہو ⑫ انہوں نے ان کو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا ہے ⑬ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ⑭ اس کے قریب ہی جنت الماویٰ ہے ⑮ جب اس بیری پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا ⑯ (آپ کی) نظر نہ (کسی اور طرف) مائل ہوئی اور نہ آگے بڑھی ⑰ انہوں نے یقیناً اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں ⑱

معانی ومصادر

(هَوٰى) هَوٰى، يَهْوِىْ، هُوِيٌّ و هَوَيَانٌ (ض) بلند ہونا، چڑھنا، گرنا، هَوٰى، يَهْوِىْ، هُوَّةٌ (ض) پہاڑ پر چڑھنا، بلند ہونا۔

(غَوٰى) غَوٰى، يَغْوِىْ، غَيٌّ (ض) غَوِىَ، يَغْوٰى، غَوَايَةٌ (س) گمراہ ہونا، گمراہ کرنا۔

(يَنْطِقُ) نَطَقَ، يَنْطِقُ، نَطْقٌ، مَنْطِقٌ و نُطُوْقٌ (ض) بولنا۔

(هَوٰى) هَوِىَ، يَهْوٰى، هَوًى (س) خواہش کرنا۔

(مِرَّةٌ) مَرَّ، يَمُرُّ، مَرٌّ (ن) مضبوطی سے باندھنا۔

(مِرَّةٌ = پیدائشی قوت، ذہانت)۔

(اُفُقٌ) اَفَقَ، يَاْفِقُ، اُفُقٌ (ض) آفاق میں چلے جانا، دباغت دینا (اُفُقٌ = آفاق کا واحد)۔

(تَدَلّٰى) تَدَلّٰى، يَتَدَلّٰى، تَدَلِّىْ (باب تفعل) لٹک جانا، اتر آنا۔

(قَابَ) قَابَ، يَقُوْبُ، قَوْبٌ (ن) قربت ہونا۔

(قَابٌ = مقدار، کمان کے مرکز اور کنارہ کا فاصلہ)۔

(تُمَارُوْنَ) مَارٰى، يُمَارِىْ، مُمَارَاةٌ، مِرَاءٌ (باب مفاعلہ) جھگڑنا۔

(نَزْلَةً) نَزَلَ، يَنْزِلُ، نُزُوْلٌ (ض) اترنا (نَزْلَةٌ = ایک مرتبہ نزول)۔

(سِدْرَةٌ) سِدْرَةٌ = بیری

(زَاغَ) زَاغَ، يَزِيْغُ، زَيْغٌ و زَيَغَانٌ و زَيْغُوْغَةٌ (ض) جھکنا، ٹیڑھا ہونا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى) تارے کی قسم جب وہ بلند ہو۔
قسم کھانے کے بعد فرمایا (مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى) (اے کافرو) تمہارے ساتھی (یعنی

محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نہ گمراہ ہوئے اور نہ بہکے (وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، سیدھے راستہ پر ہیں اور سیدھے راستہ کی طرف بلاتے ہیں)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝
(یٰسٓ ۔ ۱ تا ۴)

یٰسٓ (اے رسول) حکمت والے قرآن کی قسم بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں۔ (آپ) صراط مستقیم پر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝
(المؤمنون ۔ ۷۳)

اور (اے رسول) آپ بے شک ان کو صراط مستقیم کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔

آگے فرمایا (وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى) اور وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے (اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى) وہ جو کچھ کہتے ہیں وحی ہوتی ہے جو ان پر نازل کی جاتی ہے۔

کافر کہتے تھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بہک گئے ہیں، ان پر وحی نہیں آتی بلکہ یہ خود ہی عربی عبارتیں بناتے ہیں اور ان کو اللہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اس میں ان کا کوئی خاص مقصد ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝
(صٓ ۔ ۶، ۷)

ان (کافروں) میں جو سردار تھے وہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے) نکل کر چل دئے (اور آپس میں کہنے لگے) چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو، اس (دعوئ نبوت) سے ان کا کوئی خاص مقصد ہے۔ ہم نے پچھلی ملت میں یہ بات کبھی نہیں سنی، یہ محض افتراء ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝
(والطور ۔ ۳۳، ۳۴)

کیا (کفار) یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے خود بنا لیا ہے، بات یہ نہیں بلکہ دراصل بات یہ ہے کہ یہ ایمان لانا نہیں چاہتے اور) یہ ایمان نہیں لائیں گے (اسی لئے ایسی باتیں بنا رہے ہیں) اگر وہ (اپنے اس دعوے میں) سچے ہیں تو ایسا کلام یہ بھی (بنا کر) لے آئیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے کافروں کے الزام کی سختی سے تردید فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے صاف صاف

فرمایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو دینی بات بھی کہتے ہیں وہ ان کی طرف سے نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے وحی کی جاتی ہے۔ (اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی) میں ھُوَ سے مراد نُطقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔

آگے فرمایا (عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی) ان کو ایک زبردست طاقت والے فرشتے نے تعلیم دی ہے۔ وہی اس وحی کو لے کر آتا ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قلب پر القاء کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ فَاِنَّہٗ نَزَّلَہٗ عَلٰی قَلْبِکَ بِاِذْنِ اللّٰہِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ وَھُدًی وَّبُشْرٰی لِلْمُؤْمِنِیْنَ ○

(البقرۃ۔ ۹۷)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے جو شخص جبریل کا دشمن ہو تو (اسے خبردار ہوجانا چاہیئے کہ) بے شک وہی تو ہے جس نے اللہ کے حکم سے یہ کتاب آپ کے قلب پر اتاری ہے، جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے، ایمان والوں کے لئے ہدایت ہے اور (ان کو جنّت کی) بشارت (سناتی) ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّہٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ ○ عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ○ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ ○ وَاِنَّہٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ ○

(الشعراء۔ ۱۹۲ تا ۱۹۶)

اور (اے رسول)، بے شک یہ (قرآن)، رب العالمین کا نازل کردہ ہے۔ اس کو امانت دار فرشتہ (جبریل) لے کر اترا ہے (اور اس نے اس کو) آپ کے قلب میں (القاء کیا ہے) تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوجائیں (اور لوگوں کو عذاب سے ڈرائیں اور القاء بھی) صاف عربی زبان میں کیا ہے (تاکہ آپ کی قوم اسے بآسانی سمجھ سکے) اور یہ (قرآن) ایسی کتاب ہے کہ اس کا ذکر) اگلی کتابوں میں (موجود) ہے۔

اس فرشتے کی مزید صفت بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ذُوْ مِرَّۃٍ، فَاسْتَوٰی) (وہ یقیناً) طاقت والا (فرشتہ) ہے۔ (ایک دن ایسا ہوا کہ) اس نے (زمین اور آسمان کے درمیان) قرار پکڑا (وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی) اس حالت میں کہ وہ اونچے افق پر (معلّق نظر آرہا) تھا (ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی) پھر وہ قریب ہوا اور جھکا (فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی) یہاں تک کہ (اس کے اور ہمارے رسول کے درمیان) دو کمان کا فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم)۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان کا منشاء یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتے کا آنا محض

وہم وگمان اور خواب وخیال نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے ۔ اس کے انسانی شکل میں آنے سے کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ وہ کوئی آدمی ہے ۔ نہیں وہ آدمی نہیں ہے بلکہ انسانی شکل میں فرشتہ ہے ۔ اس کے فرشتے ہونے کا مزید ثبوت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس کی اصلی شکل میں بھی دیکھا ہے ایسی صورت میں کیسے کہا جاسکتا ہے کہ وہ انسان ہے ۔ جس کو بلند افق پر دیکھا وہ انسان نہیں ہو سکتا ۔ وہ فرشتہ ہی ہو سکتا ہے ۔ لہٰذا فرشتہ ہی وحی لاتا ہے ۔ ایسی صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں وہ یقیناً وحی ہے ۔ اس کے وحی ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا ۔

اس فرشتے کی مزید صفت بتاتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ○ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ○ وَالَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ○ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ○ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ○ ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ○ مُّطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ○ وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ ○ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ ○

(اذا الشمس کورت - ۱۵ تا ۲۳)

ان ستاروں کی قسم جو پیچھے ہٹ جاتے ہیں (اور) چلتے چلتے غائب ہو جاتے ہیں ، رات کی قسم جب وہ جانے لگے اور صبح کی قسم جب وہ روشن ہو جائے ، بے شک یہ کلام ایک معزز فرشتہ کا (پہنچایا ہوا ہے) جو بڑا طاقتور اور عرش والے کے پاس بلند مرتبہ ہے ۔ وہ سردار ہے اور وہاں (اللہ کے نزدیک بڑا) امانتدار ہے اور (اے کافرو) تمہارے ساتھی (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) دیوانے نہیں ہیں ۔ بے شک انہوں نے اس فرشتے کو آسمان کے صاف وشفاف کنارے پر دیکھا ہے ۔

اس آیت میں اس فرشتہ کو افق مبین پر دیکھنے کا پھر ذکر فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمادی کہ جو فرشتہ وحی لاتا ہے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اصل شکل میں بھی دیکھا ہے ۔ ایسی صورت میں وحی کی آمد یقینی ہے اور شبہ سے بالاتر ہے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی دیکھا تھا کہ اس فرشتے کے چھ سو پر ہیں ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں :-

اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى جِبْرِيْلَ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب سورۃ النجم جزء ۶ صـ۱۷۶)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل کو دیکھا تھا ۔ اُن کے چھ سو پر تھے ۔

یہ حدیث فرشتہ کو اصلی شکل میں دیکھنے کی زبردست دلیل ہے ۔ ایسی صورت میں جن یا انسان کو دیکھنے کا شبہ نہیں ہو سکتا ۔

آگے فرمایا (فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی) پھر اللہ نے (اس فرشتے کے ذریعے) اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر وحی بھیجی۔ فرشتے کا اصلی صورت میں دیکھنا اور پھر اسی وقت (بغیر وقفہ کے) وحی کا آنا یہ تسلسل بتاتا ہے کہ وحی کا ذریعہ فرشتہ ہے اور فرشتہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے لہذا وہ جو کچھ بتاتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتاتا ہے۔ الغرض اللہ تعالیٰ نے وحی کے سلسلے میں تمام شکوک و شبہات کا ازالہ فرمایا اور اپنے رسول کی رسالت پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

آیات زیر تفسیر میں جس واقعہ کی طرف اشارہ ہے اس واقعہ کی تفصیل حدیث میں ملتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

بَیْنَا اَنَا اَمْشِیْ اِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِیْ فَاِذَا الْمَلَکُ الَّذِیْ جَآءَنِیْ بِحِرَآءٍ جَالِسٌ عَلٰی کُرْسِیٍّ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَرُعِبْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ وَثِیَابَکَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ فَحَمِیَ الْوَحْیُ وَتَتَابَعَ (صحیح بخاری کتاب الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۲)

میں ایک بار (کہیں) چلا جا رہا تھا کہ اتنے میں میں نے آسمان سے ایک آواز سنی۔ آنکھ اٹھا کر اوپر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں وہی فرشتہ جو (غار) حراء میں میرے پاس آیا تھا آسمان اور زمین کے مابین ایک کرسی پر (معلق) بیٹھا ہوا ہے۔ میں اسے دیکھ کر ڈر گیا۔ پھر میں (اپنے گھر) لوٹ آیا میں نے گھر (والوں سے) کہا مجھے کپڑا اڑھا دو، مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں اتاریں۔ اے کپڑا اوڑھنے والے، اٹھ جائیے (لوگوں کو) ڈرائیے، اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے، اپنے کپڑوں کو پاک رکھیئے اور گندگی سے دور رہیئے، پھر تو وحی گرما گرم ہوگئی اور لگاتار آنے لگی۔

آگے فرمایا (مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی) جو کچھ انہوں نے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) دیکھا دل نے اس کو جھوٹ نہ سمجھا (یعنی ان کے دل میں یہ وہم و گمان بھی نہ آیا کہ میں کہیں خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں، کہیں میری آنکھ کو دھوکا تو نہیں ہوا۔ انہوں نے اپنی رُؤیت کو حقیقی سمجھا۔ انہوں نے جو کچھ دیکھا جسم کی آنکھوں سے دیکھا اور دل نے اس پر یقین کیا۔ جو کچھ وہ دیکھ رہے تھے اور جو کچھ وہ دیکھتے ہیں حقیقت ہے (اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی) تو (اے کافرو، جو کچھ انہوں نے دیکھا اور) جو کچھ وہ دیکھتے ہیں کیا تم اس پر ان سے جھگڑتے ہو (حالانکہ جھگڑنے کی تو کوئی بات نہیں۔ وہ اپنی رویت کی تصدیق میں وہ کلام پیش کرتے ہیں جس کی مثل تم بنا کر نہیں لا سکتے تمہارا اس کلام کی مثل نہ بنا سکنا اس بات کی قوی دلیل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، ان کی بات حق ہے انہوں نے یقیناً وحی لانے والے فرشتے کو اس کی اصل شکل میں بھی دیکھا ہے اور ایک بار

کیا دیکھا ہے ایک بار اور بھی دیکھا ہے (جس کا ذکر آگے آرہا ہے)۔

یہ دوسری رُویت معراج میں ہوئی کیونکہ اگلی آیت سے معراج کا بیان شروع ہوتا ہے لہٰذا ہم معراج کا مفصل حال بیان کرتے ہیں اور پھر متعلقہ آیات کی تفسیر بیان کریں گے تاکہ ان آیات کا مفہوم سمجھنے میں دقّت نہ ہو۔

معراج کا مفصّل حال

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُتِیْتُ بِالْبُرَاقِ وَھُوَ دَابَّۃٌ اَبْیَضُ طَوِیْلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ یَضَعُ حَافِرَہٗ عِنْدَ مُنْتَھٰی طَرْفِہٖ قَالَ فَرَکِبْتُہٗ حَتّٰی اَتَیْتُ بَیْتَ الْمَقْدِسِ قَالَ فَرَبَطْتُہٗ بِالْحَلْقَۃِ الَّتِیْ یَرْبِطُ بِھَا الْاَنْبِیَآءُ قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَصَلَّیْتُ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَآءَنِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِاِنَآءٍ مِّنْ خَمْرٍ وَاِنَآءٍ مِّنْ لَبَنٍ فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِیْلُ اخْتَرْتَ الْفِطْرَۃَ قَالَ ثُمَّ عَرَجَ بِنَآ اِلَی السَّمَآءِ (صحیح مسلم کتاب الایمان بالاسراء جزء اول ص۹۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے براق لایا گیا اور وہ ایک سفید رنگ کا لمبا جانور ہے، گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا وہ اپنے کھر وہاں رکھتا تھا جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی تھی۔ میں اس پر سوار ہوا اور بیت المقدس آیا۔ میں نے اس جانور کو اس حلقہ سے باندھ دیا جس حلقہ سے انبیاء اپنے اپنے جانوروں کو باندھا کرتے تھے۔ پھر میں مسجد کے اندر گیا اور دو رکعت نماز پڑھی پھر میں باہر نکلا تو جبرئیل علیہ السلام میرے پاس دو برتن لے آئے ایک میں شراب تھی اور ایک میں دودھ تھا۔ میں نے دودھ پسند کیا۔ جبرئیل نے کہا آپ نے فطرت کو پسند کیا۔ پھر وہ ہمارے ساتھ آسمان پر چڑھے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَا اَنَا عِنْدَ الْبَیْتِ بَیْنَ النَّآئِمِ وَالْیَقْظَانِ اِذْ سَمِعْتُ قَآئِلًا یَقُوْلُ اَحَدُ الثَّلَاثَۃِ بَیْنَ الرَّجُلَیْنِ فَاُتِیْتُ فَانْطُلِقَ بِیْ فَاُتِیْتُ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَھَبٍ فِیْھَا مِنْ مَّآءِ زَمْزَمَ فَشُرِحَ صَدْرِیْ اِلٰی کَذَا وَکَذَا قَالَ قَتَادَۃُ فَقُلْتُ لِلَّذِیْ مَعِیْ مَا یَعْنِیْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کعبہ کے پاس تھا۔ میری حالت خواب اور بیداری کے درمیان تھی۔ اتنے میں میں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ان دونوں میں جو تیسرے درمیان میں ہیں (ان کو لے جانا ہے، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے جانا ہے) پھر وہ شخص میرے پاس آیا اور مجھ کو (اٹھا کر) لے گیا۔ پھر میرے پاس

قَالَ إِلَى أَسْفَلِ بَطْنِهِ فَاسْتُخْرِجَ قَلْبِي فَغُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ أُعِيدَ مَكَانَهُ ثُمَّ حُشِيَ إِيمَانًا وَحِكْمَةً ثُمَّ أُتِيتُ بِدَابَّةٍ أَبْيَضَ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُونَ الْبَغْلِ يَقَعُ خَطْوُهُ عِنْدَ أَقْصَى طَرْفِهِ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا (صحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسراء جزء اول ص ۸۴)

ایک سونے کا طشت لایا گیا۔ اس میں زمزم کا پانی تھا۔ میرا سینہ چیرا گیا یہاں سے یہاں تک۔ قتادہ جو اس حدیث کے راوی ہیں کہتے ہیں میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا اس سے کیا مراد ہے۔ انہوں نے کہا پیٹ کے نیچے تک چیرا گیا۔ پھر میرا دل نکالا گیا پھر اسے زمزم کے پانی سے دھویا گیا پھر اسے اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا پھر اسے ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا۔ پھر میرے پاس ایک جانور لایا گیا جس کا رنگ سفید تھا اس کو براق کہتے تھے، گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا، وہ اپنا قدم وہاں رکھتا تھا جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی تھی۔ مجھ کو اس پر سوار کیا گیا پھر ہم چلے یہاں تک کہ پہلے آسمان پر پہنچے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَإِذَا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي أَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ قَائِلٌ يَا مُحَمَّدُ هَذَا مَالِكٌ صَاحِبُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَبَدَأَنِي بِالسَّلَامِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب فی ذکر المسیح بن مریم جزء اول ص ۹۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے اپنے کو انبیاء کی ایک جماعت میں دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ موسیٰ (علیہ السلام) کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ وہ ایک چھریرے بدن کے گھنگریالے بال والے آدمی ہیں گویا وہ شنوءہ (قبیلہ) کے (ایک فرد) ہیں۔ میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ ان سے مشابہ عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ ان سے سب سے زیادہ مشابہ تمہارے ساتھی ہیں یعنی میں (ان سے سب سے زیادہ مشابہ ہوں)۔ پھر نماز کا وقت آیا تو میں نے ان کی امامت کی۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو ایک کہنے والے نے کہا:

اے محمد یہ مالک دوزخ کے داروغہ ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے ان کی طرف دیکھا انہوں نے مجھے سلام کرنے میں ابتداء کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ لَیْلَةَ أُسْرِیَ بِیْ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْأَحْمَرِ وَھُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۲ ص۳۴۳)

جس رات کو مجھے معراج ہوئی میں سرخ ٹیلے کے نزدیک (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدَّثَھُمْ عَنْ لَیْلَةِ اُسْرِیَ بِہٖ بَیْنَمَا اَنَا فِی الْحَطِیْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِی الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا اِذْ اَتَانِیْ اٰتٍ فَقَدَّ قَالَ وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ فَشَقَّ مَا بَیْنَ ھٰذِہٖ اِلٰی ھٰذِہٖ فَقُلْتُ لِلْجَارُوْدِ وَھُوَ اِلٰی جَنْبِیْ مَا یَعْنِیْ بِہٖ قَالَ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِہٖ اِلٰی شِعْرَتِہٖ وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مِنْ قَصِّہٖ اِلٰی شِعْرَتِہٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِیْ ثُمَّ اُتِیْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَھَبٍ مَمْلُوْءَةٍ اِیْمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِیْ ثُمَّ حُشِیَ ثُمَّ اُعِیْدَ ثُمَّ اُتِیْتُ بِدَابَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ اَبْیَضَ فَقَالَ لَہُ الْجَارُوْدُ ھُوَ الْبُرَاقُ یَا اَبَا حَمْزَةَ؟ قَالَ اَنَسٌ نَعَمْ یَضَعُ خَطْوَہٗ عِنْدَ اَقْصٰی طَرْفِہٖ فَحُمِلْتُ عَلَیْہِ فَانْطَلَقَ بِیْ جِبْرِیْلُ حَتّٰی اَتَی السَّمَآءَ الدُّنْیَا فَاسْتَفْتَحَ فَقِیْلَ مَنْ ھٰذَا قَالَ جِبْرِیْلُ قِیْلَ وَمَنْ مَّعَکَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِیْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَیْہِ

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے معراج کی رات کا قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا میں حطیم میں یا حجر میں لیٹا ہوا تھا اتنے میں ایک آنے والا آیا۔ اس نے (میرا سینہ) چیر ڈالا۔ قتادہ نے کہا میں نے انسؓ سے سنا وہ کہتے تھے یہاں سے یہاں تک تو میں نے جارود سے جو میرے پاس بیٹھے تھے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا ہنسلی سے ناف تک اور میں نے انسؓ سے سنا وہ کہتے تھے سینے کے سرے سے ناف تک۔ پھر اس نے میرا دل نکالا پھر ایک سونے کا طشت لائے جو ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ میرا دل دھویا گیا پھر بھرا گیا پھر اپنی جگہ رکھ دیا گیا اس کے بعد ایک سفید جانور لایا گیا جو خچر سے ذرا نیچا اور گدھے سے کچھ اونچا تھا۔ جارود نے انسؓ سے پوچھا ابو حمزہ یہ جانور براق تھا؟ انہوں نے کہا ہاں وہ قدم وہاں ڈالتا تھا جہاں تک اس کی نگاہ پہنچتی تھی۔ میں اس پر سوار کیا گیا اور جبریل مجھ کو لے چلے یہاں تک کہ وہ نزدیک ترین

قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا فِيْهَا اٰدَمُ فَقَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اٰدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا يُوْسُفُ قَالَ هٰذَا يُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَّعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ قَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَآءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا اِدْرِيْسُ قَالَ هٰذَا اِدْرِيْسُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَآءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ

آسمان پر پہنچے۔ جبریل نے کہا دروازہ کھولو (اندر سے) پوچھا گیا کون ہے؟ جبریل نے کہا جبریل۔ پوچھا تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا کیا یہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اندر والے فرشتے نے کہا مرحبا خوب آئے اور دروازہ کھولا گیا میں اندر گیا دیکھا تو آدمؑ کو دیکھا۔ جبریل نے کہا یہ آپ کے باپ آدم ہیں ان کو سلام کیجیے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر کہنے لگے مرحبا کیا اچھا بیٹا اور کیا اچھا نبی ہے۔ پھر جبریل اوپر چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان تک پہنچے۔ انہوں نے کہا دروازہ کھولو۔ پوچھا کون ہے؟ جبریل نے کہا جبریل پوچھا تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ پوچھا کیا بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ (اندر والے فرشتے نے) کہا مرحبا خوب آئے۔ پھر دروازہ کھولا گیا میں اندر پہنچا کیا دیکھتا ہوں کہ (حضرت) یحییٰ اور (حضرت) عیسیٰ دونوں خالہ زاد بھائی وہاں موجود ہیں۔ جبریل نے کہا یہ یحییٰ اور عیسیٰ ہیں ان کو سلام کیجیے۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ پھر وہ دونوں کہنے لگے مرحبا کیا اچھا بھائی ہے اور کیا اچھا نبی ہے۔ پھر جبریل مجھ کو لے کر اوپر چڑھے۔ تیسرے آسمان پر پہنچے۔ دروازہ کھلوایا وہاں بھی پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا: جبریل۔ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اندر والے فرشتے نے کہا مرحبا، خوب آئے اور دروازہ کھولا گیا۔ میں اندر پہنچا تو (حضرت)

وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ
إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيلَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ
جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هَارُونُ قَالَ هٰذَا
هَارُونُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ
ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ
ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتّٰى أَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ
قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ وَمَنْ مَعَكَ
قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ قَالَ
نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَلَمَّا
خَلَصْتُ فَإِذَا مُوسٰى قَالَ هٰذَا مُوسٰى فَسَلِّمْ
عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا
بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ
بَكٰى قِيلَ لَهُ مَا يُبْكِيكَ قَالَ أَبْكِي لِأَنَّ
غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ
أُمَّتِهِ أَكْثَرُ مَنْ يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِي ثُمَّ
صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ
جِبْرِيلُ قِيلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيلُ قِيلَ
وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيلَ وَقَدْ بُعِثَ
إِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ
جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ هٰذَا
أَبُوكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ قَالَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ
فَرَدَّ السَّلَامَ قَالَ مَرْحَبًا بِالْابْنِ الصَّالِحِ
وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ رُفِعَتْ لِي سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى
(وَفِي رِوَايَتِهِمَا فَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لَا أَدْرِي مَا
هِيَ) فَإِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ وَإِذَا وَرَقُهَا
مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ قَالَ هٰذِهِ سِدْرَةُ
الْمُنْتَهٰى وَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ (وَفِي رِوَايَةِ
الْبُخَارِيِّ فِي أَصْلِهَا) نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ

یوسفؑ کو دیکھا۔ جبریلؑ نے کہا یہ یوسفؑ ہیں ان کو سلام کیجیے۔ میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہنے لگے مرحبا کیا اچھے بھائی ہیں اور کیا اچھے نبی ہیں۔ پھر جبریلؑ مجھ کو لے کر اوپر چڑھے یہاں تک کہ چوتھے آسمان پر پہنچے۔ وہاں بھی دروازہ کھلوایا۔ اندر سے پوچھا گیا کون ہے؟ جبریلؑ نے جواب دیا جبریلؑ۔ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اندر والے فرشتہ نے کہا مرحبا، خوب آئے۔ دروازہ کھلا۔ میں اندر گیا تو (حضرت) ادریسؑ کو دیکھا۔ جبریلؑ نے کہا یہ ادریسؑ ہیں ان کو سلام کیجیے۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور کہنے لگے مرحبا کیا اچھا بھائی کیا اچھا نبی ہے۔ پھر جبریل مجھ کو لے کر اور اوپر چڑھے یہاں تک کہ پانچویں آسمان پر پہنچے وہاں بھی دروازہ کھلوایا۔ اندر سے پوچھا گیا کون؟ جبریلؑ نے جواب دیا جبریلؑ پوچھا تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ پوچھا کیا بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اندر والے فرشتے نے کہا مرحبا، خوب آئے جب میں اندر پہنچا تو (حضرت) ہارونؑ کو دیکھا جبریلؑ نے کہا یہ ہارونؑ ہیں ان کو سلام کیجیے۔ میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور کہنے لگے مرحبا کیا اچھا بھائی ہے کیا اچھا نبی۔ پھر جبریلؑ مجھ کو لے کر اور اوپر چڑھے یہاں تک کہ چھٹے آسمان پر پہنچے، دروازہ کھلوایا اندر سے پوچھا گیا کون؟ جواب دیا جبریلؑ۔ پوچھا تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ پوچھا گیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں

ظَاهِرَانِ فَقُلْتُ مَا هٰذَانِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ
قَالَ اَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَاَمَّا
الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ ثُمَّ رُفِعَ لِيَ
الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ ثُمَّ اُتِيْتُ بِاِنَاءٍ مِّنْ خَمْرٍ
وَاِنَاءٍ مِّنْ لَبَنٍ وَّاِنَاءٍ مِّنْ عَسَلٍ فَاَخَذْتُ
اللَّبَنَ فَقَالَ هِيَ الْفِطْرَةُ اَنْتَ عَلَيْهَا وَاُمَّتُكَ
ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلٰوتُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً
كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ
بِمَا اُمِرْتَ قَالَ اُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ
يَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ
صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ
قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ اَشَدَّ
الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ
التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ
عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ
مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ
اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ
عَنِّيْ عَشْرًا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ
فَرَجَعْتُ فَاُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوٰتٍ كُلَّ يَوْمٍ
فَرَجَعْتُ فَقَالَ مِثْلَهٗ فَرَجَعْتُ فَاُمِرْتُ
بِخَمْسِ صَلَوٰتٍ كُلَّ يَوْمٍ فَرَجَعْتُ اِلٰى
مُوْسٰى فَقَالَ بِمَا اُمِرْتَ قُلْتُ اُمِرْتُ
بِخَمْسِ صَلَوٰتٍ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ اِنَّ اُمَّتَكَ
لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسَ صَلَوٰتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَاِنِّيْ قَدْ
جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِيْ
اِسْرَآءِيْلَ اَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ اِلٰى
رَبِّكَ فَاسْاَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِاُمَّتِكَ قَالَ
سَاَلْتُ رَبِّيْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ وَلٰكِنْ

نے کہا ہاں۔ اس نے کہا مرحبا خوب آئے۔ جب میں اندر پہنچا تو (حضرت) موسیٰؑ کو دیکھا۔ جبریلؑ نے کہا یہ موسیٰ ہیں ان کو سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہنے لگے مرحبا کیا اچھا بھائی کیا اچھا نبی ہے۔ جب میں وہاں سے آگے بڑھا تو وہ (فرط مسرت سے) رونے لگے۔ وجہ پوچھی تو کہنے لگے میں اس لئے رو رہا ہوں کہ یہ لڑکا میرے بعد رسول بنا کر بھیجا گیا۔ اس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ بہشت میں جائیں گے۔ پھر جبریلؑ مجھ کو لے کر اور اوپر چڑھے دروازہ کھلایا (اندر سے) پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریلؑ۔ پوچھا تمہارے ساتھ اور کون ہے؟ کہنے لگے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا کیا وہ بلائے گئے ہیں انہوں نے کہا ہاں۔ اندر والے فرشتہ نے کہا مرحبا، خوب آئے۔ جب میں اندر پہنچا تو (حضرت) ابراہیمؑ کو دیکھا۔ جبریلؑ نے کہا یہ ابراہیمؑ ہیں ان کو سلام کیجئے۔ میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہنے لگے مرحبا کیا اچھا بیٹا ہے کیا اچھا نبی ہے۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک بلند کیا گیا اس پر ایسے رنگ چھائے ہوئے تھے کہ میں نہیں جانتا وہ کیا تھے۔ اس کے بیر ہجر کے مٹکوں کے برابر تھے اور اس کے پتے ہاتھی کے کان کے مثل تھے۔ جبریلؑ نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اس کی جڑ سے چار دریا نکلتے ہیں۔ دو پوشیدہ ہیں اور دو ظاہر ہیں۔ میں نے پوچھا جبریل یہ کیسے دریا ہیں؟ انہوں نے کہا پوشیدہ دریا تو بہشت میں ہیں اور ظاہر دریا (دنیا میں) نیل اور فرات ہیں۔ پھر مجھے جنت میں

اَرْضٰى وَاُسَلِّمُ قَالَ فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادٰى
مُنَادٍ اَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِىْ وَخَفَّفْتُ عَنْ
عِبَادِىْ (صحیح بخاری ابواب المناقب
باب المعراج جزء ۵ ص ۶۶ تا ۶۹ وکتاب بدء
الخلق باب ذکر الملائکۃ جزء ۴ ص ۱۳۲
وصحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسراء
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول
ص ۶۳ و ص ۸۲)

داخل کیا گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں موتیوں کے
گنبد ہیں اور اس کی مٹی مشک ہے۔ پھر میرے
لئے بیت المعمور کو بلند کیا گیا۔ پھر میرے سامنے
ایک پیالہ شراب کا، ایک پیالہ دودھ کا اور ایک
پیالہ شہد کا لایا گیا۔ میں نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔
جبریل نے کہا یہ اسلام کی فطرت ہے جس پر آپ
اور آپ کی امت ہے۔ پھر مجھ پر ہر دن رات میں
پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ میں لوٹ کر آیا تو
موسیٰ کے پاس سے گذرا۔ انہوں نے پوچھا آپ
کو کیا حکم ملا؟ میں نے کہا ہر دن رات میں پچاس
نمازیں فرض ہوئی ہیں۔ انہوں نے کہا آپ کی امت
دن رات میں پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ اللہ
کی قسم مجھے لوگوں کا بہت تجربہ ہے اور میں بنی اسرائیل
پر بہت محنت کر چکا ہوں۔ آپ اپنے پروردگار کے
پاس پھر جائیں اور اپنی امت کے لئے تخفیف
کرائیں۔ یہ سن کر میں لوٹا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے
پچاس میں سے دس نمازیں معاف کر دیں۔ میں
لوٹ کر آیا تو پھر موسیٰ ملے۔ انہوں نے وہی کہا۔ میں پھر لوٹا۔
دس نمازیں اور معاف ہو گئیں۔ میں پھر لوٹ کر
موسیٰ کے پاس آیا، انہوں نے پھر وہی کہا۔ میں پھر لوٹا
تو مجھ کو ہر روز دس نمازوں کا حکم دیا گیا۔ میں پھر لوٹ
کر آیا۔ موسیٰ نے پھر وہی کہا۔ میں پھر لوٹا تو مجھے ہر روز
پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا۔ میں پھر لوٹ کر موسیٰ کے
پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا کیا حکم ہوا؟ میں نے کہا
ہر روز پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ انہوں نے
کہا آپ کی امت پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے
گی۔ میں تم سے پہلے لوگوں کا بخوبی تجربہ کر چکا ہوں
اور بنی اسرائیل پر بہت محنت کر چکا ہوں۔ آپ

پھر اپنے رب کے پاس جائیں اور اپنی امت کے لئے تخفیف کرائیں۔ میں نے کہا میں نے اپنے رب سے اتنی مرتبہ تخفیف کرائی، اب مجھے شرم آتی ہے۔ اب میں اس پر راضی ہوں۔ میں اسے تسلیم کرتا ہوں، جب میں آگے بڑھا تو ایک پکارنے والے نے پکار کر کہا: میں نے اپنا فرض جاری کر دیا اور اپنے بندوں پر تخفیف بھی کر دی۔

بیت المعمور کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا:۔

فَسَأَلْتُ جِبْرِيلَ فَقَالَ هٰذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ يُصَلِّي فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ إِذَا خَرَجُوا لَمْ يَعُودُوا إِلَيْهِ آخِرَ مَا عَلَيْهِمْ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملٰئکة جزء ۲ صـ۱۳۲) (وروی مسلم نحوہ فی کتاب الایمان فی باب الاسراء جزء اول صـ۸۵)

میں نے جبریل سے اس کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا یہ بیت معمور ہے، یہاں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں جب وہ وہاں سے نکل جاتے ہیں تو پھر لوٹ کر نہیں آتے، وہی ان کا آخری آنا ہوتا ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں سدرۃ المنتہیٰ کے متعلق یہ الفاظ زائد ہیں:۔

فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا فَأَوْحَىٰ إِلَيَّ مَا أَوْحَىٰ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول صـ۸۲)

پھر جب اس درخت کو اللہ کے حکم سے ڈھانکا جس چیز نے ڈھانکا تو اس کا حال ایسا ہو گیا کہ مخلوق میں سے کوئی اس کی خوبصورتی بیان نہیں کر سکتا پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی جو وحی کی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا أَسِيرُ فِي الْجَنَّةِ إِذْ عُرِضَ لِي نَهْرٌ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ قُلْتُ لِلْمَلَكِ مَا هٰذَا قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَهُ اللّٰهُ قَالَ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ إِلَى طِينَةٍ فَاسْتَخْرَجَ مِسْكًا ثُمَّ رُفِعَتْ لِي سِدْرَةُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت میں سیر کر رہا تھا کہ ایک نہر میرے سامنے لائی گئی۔ اس کے دونوں طرف موتی کے خیمے تھے۔ میں نے جبریل سے پوچھا یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ کوثر ہے جو اللہ نے آپ کو دی ہے۔ پھر انہوں نے ہاتھ ڈالا اور اس کی مٹی نکالی تو وہ

الْمُنْتَهٰى فَرَاَیْتُ عِنْدَهَا نُوْرًا عَظِیْمًا (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب تفسیر القرآن باب ومن سورۃ الکوثر جزء ۲ ص۱۶۳)

مشک تھی۔ پھر میرے لئے سدرۃ المنتہیٰ کو بلند کیا گیا۔ میں نے اس پر ایک بڑا نور دیکھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوحبہ انصاری کی روایت میں یہ لفظ زائد ہیں:۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُرِجَ بِیْ حَتّٰی ظَہَرْتُ لِمُسْتَوًی اَسْمَعُ فِیْہِ صَرِیْفَ الْاَقْلَامِ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب کیف فرضت الصلوٰۃ فی الاسراء جزء اول ص۹۸ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۹۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر جبریل مجھ کو لے کر چڑھے یہاں تک کہ میں ایک بلند ہموار مقام پر پہنچا۔ وہاں میں نے قلموں کے چلنے کی آواز سنی۔

صحیح مسلم میں حضرت انسؓ کی روایت میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ الفاظ زائد ہیں:۔

فَاِذَا اَنَا بِاِبْرَاہِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مُسْنِدًا ظَہْرَہٗ اِلَی الْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۹۲)

پھر (دروازہ) کھلا تو میں نے (حضرت) ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا وہ اپنی پیٹھ بیت المعمور سے لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور داروغہ جہنم کے متعلق یہ الفاظ ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ عَلٰی مُوْسَی بْنِ عِمْرَانَ رَجُلٌ اٰدَمُ طُوَالٌ جَعْدٌ کَاَنَّہٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَۃَ وَرَاَیْتُ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ اِلَی الْحُمْرَۃِ وَالْبَیَاضِ سَبِطَ الرَّاْسِ وَاُرِیَ مَالِکًا خَازِنَ النَّارِ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسراء جزء اول ص۸۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس رات کو مجھے معراج ہوئی میں موسیٰ بن عمران پر سے گزرا۔ وہ ایک گندمی رنگ کے لمبے آدمی تھے گھونگریالے بال والے جیسے شنوءہ کے آدمی ہوتے ہیں اور میں نے عیسیٰ بن مریمؑ کو دیکھا وہ میانہ قد تھے اور رنگ ان کا سرخ اور سفید تھا اور بال ان کے سیدھے تھے اور مجھے جہنم کا داروغہ مالک بھی دکھایا گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ ہیں:۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مجھے

حِيْنَ اُسْرِيَ بِيْ لَقِيْتُ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَجُلٌ حَسِبْتُهُ قَالَ مُضْطَرِبٌ رَجِلُ الرَّاْسِ كَاَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ وَلَقِيْتُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاِذَا رَبْعَةٌ اَحْمَرُ كَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ يَعْنِيْ حَمَّامًا قَالَ وَرَاَيْتُ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَا اَشْبَهُ وَلَدِهٖ بِهٖ (صحیح مسلم کتاب ایمان باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء اول ص۸۶)

معراج ہوئی تو میں موسیٰ سے ملا پھر آپ نے ان کی صورت بیان کی (میں خیال کرتا ہوں آپ نے یوں) فرمایا وہ گھنگھریالے اور بکھرے ہوئے بال والے تھے جیسے شنوءہ کے لوگ ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں عیسیٰ سے ملا پھر آپ نے ان کی صورت بیان کی وہ میانہ قامت تھے سرخ رنگ والے (وہ ایسے تروتازہ تھے) گویا ابھی غسل خانہ سے نکلے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں ابراہیم علیہ السلام سے بھی ملا تو میں ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ ہوں۔

اب ہم آیات کی تفسیر شروع کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى) (اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں صرف ایک مرتبہ ہی نہیں دیکھا بلکہ) ایک مرتبہ اور بھی دیکھا ہے (عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى) سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔

سدرۃ المنتہیٰ کے متعلق اوپر احادیث کے حوالے سے بتایا جا چکا ہے کہ وہ ایک بیری کا درخت ہے جس کے پتے ہاتھی کے کانوں کے مثل ہیں اور جس کے پھل ہجر کے مٹکوں کے برابر ہیں۔

آگے فرمایا (عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى) اس درخت کے قریب ہی جنۃ الماویٰ ہے یعنی وہ باغ ہے جو (نیک لوگوں کا) ٹھکانہ (ہے) (اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى) جب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے تو) اس بیری پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔

بیری پر کیا چیز چھا رہی تھی اس کا ذکر اوپر حدیثوں میں گذرا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر (ایسے) رنگ چھا رہے تھے کہ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا ہیں۔ اللہ کے حکم سے اس پر جو چیز چھا رہی تھی وہ چھا رہی تھی۔ اس کی وجہ سے وہ درخت ایسا ہو گیا تھا کہ اللہ کی مخلوق میں کوئی اس کے حسن کو بیان نہیں کر سکتا۔

آگے فرمایا (مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى) نظر نہ (کسی اور طرف) مائل ہوئی اور نہ آگے بڑھی (لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى) انہوں نے یقیناً اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں (جب آپ ان نشانیوں کو دیکھ رہے تھے تو بڑی مستقل مزاجی سے آپ انہی کو دیکھتے رہے۔ نظر کو انہی نشانیوں پر جمائے رکھا)۔

بڑی بڑی نشانیوں سے مراد انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنا، جبریل علیہ السلام کو اُن کی اصلی صورت میں دیکھنا، سدرۃ المنتہیٰ اور نہروں کا دیکھنا، سدرۃ المنتہیٰ پر رنگارنگ حسن وجمال کا دیکھنا، جنت کو دیکھنا، دوزخ کے داروغہ کو دیکھنا، قلموں کی آواز کا سننا، بیت المعمور کو دیکھنا۔

معراج جسم کے ساتھ بیداری میں ہوئی

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت جبریل علیہ السلام کو افق مبین پر دیکھنا یقیناً بیداری میں تھا لہذا دوسری مرتبہ کا دیکھنا بھی بیداری ہی میں ہونا چاہئے ورنہ دونوں دفعہ کی رویت میں کوئی مناسبت نہیں رہے گی۔

(۲) (مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی) "نظر نہ کسی طرف مائل ہوئی اور نہ آگے بڑھی" ان الفاظ میں بھی جسمانی آنکھوں سے دیکھنے کا قوی قرینہ ہے۔ آیات میں خواب کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

(۳) قریش کا جھٹلانا (جس کا ذکر سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۱ کی تفسیر میں گذر چکا ہے)۔
یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ معراج بیداری میں ہوئی ورنہ خواب کا جھٹلانا تو کوئی معنی نہیں رکھتا۔ قریش کا بیت المقدس کے متعلق سوالات کرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتداءً پریشان ہونا اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ معراج بحالت بیداری ہوئی۔

عمل

اے لوگو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی اصل شکل میں یقیناً دیکھا ہے اور ایک بار نہیں دو بار دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ گئے اور اللہ تعالیٰ کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں لہذا وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ ان پر ایمان لائیے۔

اَفَرَءَيۡتُمُ اللّٰتَ وَالۡعُزّٰى ۝١٩ وَ
مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الۡاُخۡرٰى ۝٢٠ اَلَكُمُ
الذَّكَرُ وَلَهُ الۡاُنۡثٰى ۝٢١ تِلۡكَ اِذًا
قِسۡمَةٌ ضِيۡزٰى ۝٢٢ اِنۡ هِىَ اِلَّاۤ
اَسۡمَآءٌ سَمَّيۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمۡ
مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ ؕ
اِنۡ يَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهۡوَى
الۡاَنۡفُسُ ۚ وَلَقَدۡ جَآءَهُمۡ مِّنۡ رَّبِّهِمُ
الۡهُدٰى ۝٢٣

ترجمہ

(اے کافرو) کیا تم نے لات اور عزّیٰ کو دیکھا (۱۹) اور ان کے علاوہ تیسری منات کو دیکھا (کیا (یہ) اللہ کی بیٹیاں ہوسکتی ہیں) (۲۰) کیا تمہارے لئے بیٹے اور اس کے لئے بیٹیاں (۲۱) یہ تو بڑی نامناسب تقسیم ہے (۲۲) یہ کچھ نہیں بس نام (ہی نام) ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء واجداد نے رکھ لئے ہیں، اللہ نے ان کے لئے کوئی دلیل نہیں اتاری، یہ لوگ محض ظن (وگمان) اور خواہش نفس کی پیروی کر رہے ہیں باوجود اس کے کہ ان کے پاس ان کے رب کی ہدایت آچکی ہے (۲۳)

معانی ومصادر

(ضِیْزٰی) ضَازَ. یَضِیْزُ. ضَیْزٌ (ض) ظلم کرنا، حق گم کردینا، ناانصافی کرنا (ضِیْزٰی یعنی کج، ناقص، ظلم (ناانصافی پر مبنی)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی) (اے کافرو) کیا تم نے لات اور عزّیٰ کو دیکھا (وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰی) اور ان کے علاوہ تیسری (دیوی) مناۃ کو (دیکھا (کیا تم نے کبھی ان دیویوں کی بے بسی کا مشاہدہ کیا، کیا ان میں کسی قسم کی کوئی قدرت ہے۔ نہیں ہے اور ہرگز نہیں ہے تو پھر کیوں ان کو پوجتے ہو۔ تمہارا ان کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ماننا بھی سراسر لغو اور نامعقول ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بے بس اور بے اختیار ہوسکتی ہیں۔ ان کی بے بسی کے علاوہ ایک اور بات پر غور کرو) (اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰی) کیا تمہارے لئے بیٹے اور اس کے لئے بیٹیاں (اپنے لئے تو تم بیٹے پسند کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں پسند کرتے ہو) (تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِیْزٰی) یہ تو بڑی نامناسب اور ناانصافی پر مبنی تقسیم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ○

(الطور۔ ۳۹)

(اے رسول) آپ ان سے پوچھئے) کیا اللہ کے لئے بیٹیاں اور تمہارے لئے بیٹے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَیَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ وَلَهُمْ مَّا یَشْتَهُوْنَ ○ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِیْمٌ ○ یَتَوَارٰی مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ، اَیُمْسِكُهٗ عَلٰی هُوْنٍ اَمْ یَدُسُّهٗ فِی التُّرَابِ اَلَا سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ○

(النحل۔ ۵۷ تا ۵۹)

اور (اے رسول) یہ لوگ اللہ کی تو بیٹیاں تجویز کرتے ہیں حالانکہ وہ (اولاد سے) مبرّا و منزّہ ہے اور اپنے لئے وہ (چیز چاہتے ہیں) جس کو وہ پسند کرتے ہیں۔ (بیٹیوں کے سلسلہ میں تو ان کا یہ حال ہے کہ) جب ان میں سے کسی کو بیٹی (کی پیدائش) کی خبر دی جاتی ہے تو (رنج وغم سے) اس کا چہرہ سیاہ ہوجاتا ہے اور (غم وغصہ سے وہ اندر ہی اندر) گھٹ کر رہ جاتا ہے۔ جس برائی کی اسے خبر دی جاتی ہے اس (برائی) کی وجہ سے وہ

اس ذلت کو برداشت کرکے اس کو زندہ رہنے دے یا اس کو زمین میں (زندہ) دفن کردے خبردار، (اللہ کے لئے لڑکیاں اور اپنے لئے لڑکے تجویز کرنے کا) جو فیصلہ یہ کرتے ہیں وہ (بہت) بُرا فیصلہ ہے۔

(سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ) (برا ہے وہ فیصلہ جو یہ لوگ کرتے ہیں) یہ گویا قِسْمَۃٌ ضِیْزٰی کی تفسیر ہے کفار مکہ لات، مناۃ، اور عزیٰ کو نعوذ باللہ من ذلک اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں سمجھتے تھے۔ انہوں نے فرشتوں کو بھی اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنا رکھا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا وَ اِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا ۝

(النسآء - ۱۱۷)

بے شک یہ لوگ اللہ کے علاوہ عورتوں کو پکارتے ہیں (اور عورتوں کو کیا پکارتے ہیں حقیقتاً تو) یہ لوگ سرکش شیطان کو پکارتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ۚ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ۝

(بنیۤ اسرآءیل - ۴۰)

(اے مشرکین) کیا تمہارے رب نے تم کو تو بیٹوں کے لئے خاص کیا اور اپنے لئے فرشتوں کو بیٹیاں بنالیا، یہ تو تم بڑی (ہی قبیح) بات کہتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ۝ اَلَاۤ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ۝ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ۝ مَا لَكُمْ ۟ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

(الصّٰفّٰت - ۱۵۰ تا ۱۵۷)

کیا (جب) ہم نے فرشتوں کو عورت بنایا یہ اس وقت موجود تھے۔ خبردار (ہوجاؤ) یہ لوگ غلط بات کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے اولاد ہے بے شک یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ کیا اس نے بیٹوں کے مقابلہ میں بیٹیوں کو پسند کیا (اے کافرو) تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم کیسا فیصلہ کرتے ہو۔ کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔ کیا تمہارے پاس کوئی صاف و صریح دلیل ہے! اگر تم سچے ہو تو (دلیل میں) اپنی کتاب پیش کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا، اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ، سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ○ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ، مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ○ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ○ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ○

(الزخرف ۔ ۱۹ تا ۲۲)

یعنی انہوں نے فرشتوں کو جو کہ رحمٰن کے بندے ہیں عورت بنا دیا، کیا یہ ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے (اگر ایسا ہے تو) ہم عنقریب ان کی گواہی کا فیصلہ کریں گے اور ان سے سوال (وجواب) کریں گے۔ اور (اے رسول یہ لوگ کہتے ہیں کہ رحمٰن چاہتا تو ہم ان (معبودوں) کی پرستش نہ کرتے، انہیں اس بات کا علم تو ہے نہیں محض ظن و تخمین سے بات کر رہے ہیں۔ کیا ہم نے ان کو اس سے پہلے کوئی کتاب دی تھی جس پر یہ مضبوطی سے جمے ہوئے ہیں، نہیں بلکہ یہ تو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے آباء واجداد کو ایک راستہ پر پایا اور ہم ان ہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

الغرض کفار مکہ نے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنا رکھی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہی کے نظریہ کے مطابق اس کو باطل قرار دیا۔ ان کے اس شرک کو جڑ سے اکھاڑ ڈالا۔

آگے فرمایا (اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ، اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى) (اے کافرو) یہ کچھ نہیں بس نام (ہی نام) ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء واجداد نے رکھ لئے ہیں، اللہ نے ان کے لئے کوئی دلیل نہیں اتاری۔ یہ لوگ محض ظن (وگمان) اور خواہش نفس کی پیروی کر رہے ہیں باوجود اس کے کہ ان کے پاس ان کے رب کی ہدایت آچکی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ، اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ، ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(یوسف ۔ ۴۰)

جن جن ہستیوں کی تم اللہ کے علاوہ پرستش کرتے ہو یہ بس نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے رکھ لئے ہیں، اللہ نے تو ان کی کوئی سند نازل نہیں فرمائی (اور یہ بھی سن لو کہ) حکم کسی کا نہیں چلتا سوائے اللہ (اکیلے) کے (تو پھر بغیر اس کے حکم کے ان ہستیوں کی عبادت کیسے ہو رہی ہے برخلاف اس کے) اس نے حکم دیا ہے کہ کسی کی عبادت نہ کرو سوائے اس کے

یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ (اتنی بھی واضح بات کو بھی) نہیں جانتے۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب معبود باطل ہیں۔ مشرکین نے یہ نام خود تجویز کئے اور ان کی عبادت کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں کوئی دلیل نہیں اتاری بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ہدایت آئی ہے اس میں ان معبودان باطل کی عبادت کو بالکل لغو و لایعنی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک بتایا گیا ہے۔

حضرت براءؓ فرماتے ہیں:۔

اَخَذَ یَرْتَجِزُ اُعْلُ هُبَلُ اُعْلُ هُبَلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُجِیْبُوْا لَهٗ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ قَالَ اِنَّ لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُجِیْبُوْا لَهٗ قَالَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَقُوْلُ لَهٗ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما یکرہ من التنازع جزء ۴ ص۸۰)

جنگ احد کے دن ابوسفیان نے فخریہ طور پر کہا ہُبل کی جے، ہبل کی جے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تم اس کو جواب کیوں نہیں دیتے۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول، ہم کیا جواب دیں۔ آپ نے فرمایا اس طرح کہو "اللہ سب سے زیادہ بلند و بالا اور سب سے زیادہ بلند مرتبہ والا ہے۔ پھر (ابوسفیان) نے کہا ہماری (مددگار) عزّیٰ ہے تمہاری (مددگار) عزّیٰ نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کو جواب کیوں نہیں دیتے، صحابہ نے عرض کیا کیا جواب دیں۔ آپ نے فرمایا تم کہو ہمارا مولیٰ اللہ ہے تمہارا مولیٰ کوئی نہیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں، وہ اس شرک سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیے، صرف اس کو الٰہ مانئیے اور اس کی کوئی اولاد تجویز نہ کیجئے۔

اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿۲۴﴾ فَلِلّٰهِ
الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ وَكَمْ
مِّنْ مَّلَكٍ فِى السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِىْ
شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ
اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ
يَرْضٰى ﴿۲۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ
تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿۲۷﴾ وَمَا لَهُمْ بِهٖ
مِنْ عِلْمٍ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا

الظَّنَّ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ
الْحَقِّ شَيْئًا ﴿۲۸﴾ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ
تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ
اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ
مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ، اِنَّ رَبَّكَ
هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ
وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾

ترجمہ کیا انسان کو ہر وہ چیز (مل جاتی) ہے جس کی وہ تمنا کرتا ہے (۲۴) آخرت اور دنیا سب اللہ ہی کی ہے (۲۵) اور (اے لوگو) آسمان میں کتنے ہی فرشتے ہیں جن کی سفارش کچھ بھی فائدہ نہیں دے گی مگر صرف اس صورت میں کہ اللہ جس کے لئے سفارش کرانا چاہے تو (اس کے لئے فرشتوں کو سفارش کی) اجازت دیدے (اور ان کی سفارش کو) وہ پسند فرمائے (۲۶) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہی فرشتوں کو عورتوں کے نام سے موسوم کرتے ہیں (اور انہیں اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں (۲۷) (اے رسول) انہیں اس سلسلہ میں کوئی علم نہیں، وہ صرف گمان کی پیروی کر رہے ہیں

اور حق کے مقابلہ میں گمان کچھ کام نہیں آتا (۲۸) تو (اے رسول) جو شخص ہماری نصیحت سے منہ موڑے اور دنیا کی زندگی کے سوا کچھ نہ چاہے آپ بھی اس سے اعراض کیجئے (۲۹) ان کے علم کی رسائی بس یہیں تک ہے، آپ کا رب اسے بھی خوب جانتا ہے جو اس کے راستہ سے بھٹک گیا اور اسے بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت کے راستہ پر چلتا ہے (۳۰)

معانی و مصادر

(تَمَنّٰی) تَمَنّٰی، یَتَمَنّٰی، تَمَنِّیٌ (باب تفعّل) پڑھنا، چاہنا، تمنا کرنا۔
(مَبْلَغٌ) بَلَغَ، یَبْلُغُ، بُلُوْغٌ (ن) پہنچنا (مَبْلَغٌ = حدّ و نہایت)

تفسیر

کفار مکہ بتوں کو پوجتے تھے، دیویوں اور دیوتاؤں کو انہوں نے معبود بنا رکھا تھا اور خواہش یہ تھی کہ آخرت میں بھی انہیں عیش و راحت نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰی) کیا انسان کو ہر وہ چیز مل جاتی ہے جس کی وہ تمنا کرے (فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى) تو (اسے سمجھ لینا چاہئے کہ) آخرت اور دنیا (دونوں) اللہ کی ہیں (آخرت یا دنیا کا ملنا کفار کی خواہش پر موقوف نہیں بلکہ محض اللہ کی مشیت پر موقوف ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوتی ہے تو وہ آخرت بھی اچھی کر دیتا ہے اور دنیا بھی اچھی کر دیتا ہے۔ آخرت حاصل کرنی ہو یا دنیا حاصل کرنی ہو ہر ایک کے حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے وسائل اور ذرائع مقرر کئے ہیں۔ جو شخص ان وسائل و ذرائع کو حاصل نہ کرے اور امید یہ رکھے کہ اسے آخرت یا دنیا مل جائے گی محض اس کی خام خیالی اور خوش فہمی ہے۔ آخرت حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل کرنا ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل کرنے کے لئے اس کے احکام پر عمل کرنا ضروری ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل نہیں کرتا اور تمنا یہ کرتا ہے کہ اسے جنت مل جائے گی یہ ناممکن ہے۔ الغرض کفار کی یہ خواہش کہ انہیں جنت مل جائے کبھی پوری نہیں ہو گی۔ اس کے حصول کے لئے بت پرستی اور شرک چھوڑنا ہو گا، توحید پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنا ہو گا (وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ یَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَرْضٰى) اور (رہی یہ بات کہ فرشتوں کی سفارش سے ان کی بخشش ہو جائے گی تو وہ اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ) آسمانوں میں (اگرچہ) بہت سے فرشتے ہیں لیکن ان کی سفارش کچھ بھی کام نہیں آئے گی مگر صرف اس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے سفارش کرانا چاہے تو (اس کے لئے فرشتوں کو سفارش کی) اجازت دیدے اور (ان کی سفارش کو) پسند (بھی) فرمائے۔

غرض یہ کہ کوئی فرشتہ کسی کی سفارش نہیں کر سکتا جب تک اللہ تعالیٰ اسے اجازت نہ دے اور اللہ تعالیٰ اسی کے لئے سفارش کی اجازت دے گا جس کو وہ بخشنا چاہے گا۔ ایسی صورت میں سفارش کی امید اور خوش فہمی میں مبتلا ہونا بالکل لغو اور لایعنی ہے۔ سفارش کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا، لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے شفاعت تو سب

وَالْاَرْضِ، ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○
(الزمر۔ ۴۴)

اللہ کے اختیار میں ہے۔ آسمانوں میں اور زمین میں (صرف) اسی کی حکومت ہے۔ مزید برآں تمہیں لوٹ کر بھی اسی کے پاس جانا ہے (لہٰذا بس اسی کے ہو جاؤ اور اسی کی اطاعت کرو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ○
(الزخرف۔ ۸۶)

اور (اے رسول) جن لوگوں کو یہ اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں وہ تو سفارش کا بھی اختیار نہیں رکھتے مگر ہاں وہ جو علم (و یقین) کے ساتھ سچی گواہی دیں (تو انہیں شفاعت کی اجازت مل سکتی ہے)۔

الغرض جو سفارش کا مالک ہے اُسے ہی خوش کرنا چاہیئے۔ جو سفارش کے مالک نہیں انہیں نذر و نیاز یا پوجا پاٹ سے خوش کرنا ایک احمقانہ فعل ہے۔ ان کاموں سے تو اللہ تعالیٰ جو کہ سفارش کا مالک ہے ناراض ہوتا ہے تو پھر پہلے ان عملوں کو چھوڑنا ہو گا اور خالص طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نذر و نیاز کرنی ہو گی۔

(نوٹ:۔ شفاعت کے متعلق مفصل معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۴۸ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

آگے فرمایا (اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَیُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِیَةَ الْاُنْثٰی) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہی فرشتوں کو عورتوں کے نام سے موسوم کرتے ہیں (یعنی ان کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَاَصْفٰكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِیْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا، اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِیْمًا ○
(بنی اسرآءیل ۔ ۴۰)

(اے مشرکین) کیا تمہارے رب نے تم کو تو بیٹوں کے لئے خاص کیا اور اپنے لئے فرشتوں کو بیٹیاں بنالیا، یہ تو تم بڑی (ہی قبیح) بات کہتے ہو۔

اگر یہ لوگ قیامت پر ایمان رکھتے تو کبھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ گستاخی نہ کرتے۔ اس کی بیٹیاں تجویز کر کے اس کی شان کو نہ گھٹاتے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ گستاخی اور اس کی شان کو گھٹانا کیا ان کاموں سے اللہ تعالیٰ خوش ہو گا، ہرگز نہیں تو پھر یہ ایسا کام کر کے اپنی آخرت خراب کر رہے ہیں۔ آخرت کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے تو پھر اس کو خوش کرنا ہی ضروری ہے لیکن یہ اس کو تو خوش نہیں کرتے

دوسروں کو خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔
اگر یہ صحیح معنی میں قیامت پر ایمان رکھتے تو کبھی ایسی گستاخی کرکے اللہ کو ناراض نہ کرتے (وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ، اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا) انہیں اس سلسلہ میں کوئی علم نہیں (علم کی بنیاد پر یہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں تجویز نہیں کر رہے بلکہ) محض وہم وگمان کی پیروی کر رہے ہیں (انہوں نے محض اپنے گمان سے فرض کر لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ ان کا یہ مفروضہ یقین کی بنیاد پر نہیں ظن کی بنیاد پر ہے) اور حق کے مقابلہ میں ظن وگمان کوئی کام نہیں آتا (حق تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں، قرآن مجید کی یہی تعلیم ہے تو پھر اس حق کے مقابلہ میں ظن وگمان کی کوئی حیثیت نہیں، گمان کو چھوڑنا ہوگا) (فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا) تو (اے رسول) جو شخص ہماری نصیحت سے منہ موڑے اور دنیا کی زندگی کے سوا کچھ نہ چاہے تو آپ اس سے اعراض کیجئے (ان کی روگردانی اور تمسخر کی پرواہ نہ کیجئے) (ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ، اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى) ان کے علم کی رسائی بس یہیں تک ہے (کہ آبائی رسم ورواج اور اوہام کی پیروی کرنے کو اچھا سمجھتے ہیں اور اپنے کو صحیح راستے پر سمجھتے ہیں لیکن اے رسول) آپ کا رب اُسے بھی (خوب) جانتا ہے جو اس کے راستہ سے بھٹک گیا اور اسے بھی (خوب) جانتا ہے جو ہدایت کے راستہ پر چل رہا ہے (کون گمراہ ہے اور کون ہدایت پر اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور وہی اپنے علم کی بنیاد پر فیصلہ کر سکتا ہے کہ کون راہ راست سے بھٹک گیا اور کون راہ راست پر چل رہا ہے۔
کافر تو محض وہم وگمان کی پیروی کر رہے ہیں لہٰذا وہ اپنے متعلق یہ فیصلہ نہیں کر سکتے کہ وہ ہدایت پر ہیں۔ فیصلہ وہ کر سکتا ہے جس کے پاس یقینی علم ہو اور یقینی علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے لہٰذا اس کا فیصلہ صحیح ہے۔ وہ اپنے فیصلہ سے صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مطلع فرماتا ہے لہٰذا جو کچھ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام خبر دیں وہی حق ہے اور جو کچھ اس خبر کے علاوہ ہو وہ غلط ہے۔
اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی کہ کفار غلطی پر ہیں لہٰذا وہ یقیناً غلطی پر ہیں اور جو شخص انہیں حق پر سمجھے وہ بھی غلطی پر ہے۔ کفار بھی گمراہ اور ان کو راہ راست پر سمجھنے والا بھی گمراہ۔

عمل

اے لوگو، خام خیالیوں میں نہ رہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام نازل فرما دیا ہے جو یقیناً حق ہے، اس پر یقین کیجئے اور اسی پر چلیئے۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
الْاَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا
بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ
اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾ اَلَّذِيْنَ
يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ
اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ
الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ
اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ
اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ

فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ، هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾

ترجمہ اور (اے لوگو) آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے (۔ چیزوں پر اس کی حکومت ہے) تاکہ وہ ان لوگوں کو جنہوں نے برے عمل کئے ان کے (برے) عمل کی سزا دے اور جنہوں نے نیکیاں کیں ان کو (ان کے نیک عمل کا) اچھا بدلہ دے ﴿۳۱﴾ جو لوگ بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں مگر (یہ کہ بعض) صغیرہ گناہ (ان سے سرزد ہو جاتے ہیں) تو آپ کا رب بڑی وسیع مغفرت والا ہے اسے (بخوبی) علم ہے جب اس نے تم کو مٹی سے بنایا تھا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے لہٰذا تم اپنی پاکیزگی نہ جتایا کرو، متقیوں کو وہ خوب جانتا ہے ﴿۳۲﴾

معانی و مصادر

(اَسَاءُوْا) اَسَاءَ، یُسِیْءُ، اِسَاءَۃٌ (باب افعال) خراب کرنا۔

(اِثْمٌ) اَثِمَ، یَاْثَمُ، اِثْمٌ، اَثَمٌ، اَثَامٌ و مَاْثَمٌ (س) گناہ کرنا۔

(فَوَاحِشُ) فَحُشَ، یَفْحُشُ، فُحْشٌ و فَحَاشَۃٌ (ک) برا ہونا۔ (فَوَاحِشُ = فَاحِشَۃٌ کی جمع، برے کام)

(لَمَمٌ) لَمَّ، یَلُمُّ، لَمٌّ (ن) جمع کرنا، ملانا، قریب ہونا (لَمَمٌ = خفیف جنون، گناہ کے قریب ہو جانا لیکن گناہ کرنا نہیں)۔

(اَنْشَاَ) اَنْشَاَ، یُنْشِئُ، اِنْشَاءٌ (باب افعال) پیدا کرنا۔

(اَجِنَّۃٌ) جَنَّ، یَجِنُّ، جَنٌّ (ض) چھپ جانا (اَجِنَّۃٌ = جَنِیْنٌ کی جمع، وہ بچے جو مادہ کے پیٹ میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں)۔

(تُزَکُّوْا) زَکّٰی، یُزَکِّیْ، تَزْکِیَۃٌ (باب تفعیل) پاک کرنا، پاکی جتانا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی) اور (اے لوگو) آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے (اسی نے ان تمام چیزوں کو انسان کے لئے پیدا کیا) تاکہ (انسانوں کی آزمائش کرے کہ کون نعمتوں کی شکر گزاری کر کے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہے اور کون اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے ناشکری کرتا ہے۔ پھر انسانوں سے) جن لوگوں نے برے عمل کئے ان کو

ان کے (برے) عمل کی سزا دے اور جنہوں نے نیکیاں کیں ان کو (ان کے نیک عمل کا) اچھا بدلہ دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۝ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا، وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ۝

(الملک ۔ ۱ تا ۲)

بابرکت ہے وہ (ذات) جس کے ہاتھ میں (کائنات) کی بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (وہی ہے) جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ وہ تم کو آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے (اور کون برے عمل کرتا ہے) اور (اے لوگو) وہ بہت زبردست اور بڑا بخشنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝

(الذاریات ۔ ۵۶)

اور (اے لوگو) میں نے جنوں اور انسانوں کو (کسی اور مقصد کے لئے) پیدا نہیں کیا سوائے اس کے کہ وہ میری عبادت کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جن و انس کو اپنی عبادت و اطاعت کے لئے پیدا کیا اور دنیا کی ساری نعمتیں اس کے لئے پیدا کیں تو اب جن و انس کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کریں اور ان نعمتوں کا حق ادا کریں۔

آسمانوں اور زمین کی پیدائش گویا بے فائدہ اور بے مقصد نہیں۔ یہ چیزیں جن و انس کی آزمائش کے لئے ہیں۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا، سُبْحٰنَكَ، فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

(آل عمران ۔ ۱۹۰ و ۱۹۱)

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ (یہ عقل مند لوگ وہ ہیں) جو کھڑے، بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے رہتے ہیں (کہ یہ کیوں بنائے گئے ہیں، پھر غور و فکر کرتے کرتے خود ہی کہنے لگتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو نے ان کو بے مقصد نہیں بنایا، تیری ذات (بے مقصد کام کرنے سے بلکہ) ہر برائی سے پاک ہے

(ان کا ضرور کوئی مقصد ہے اور وہ یہ ان کے ذریعہ ہماری آزمائش کرے ، اے ہمارے رب اگر ہم آزمائش میں پورے نہ اتریں) تو (ہمیں معاف فرمانا اور) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا۔

آگے فرمایا (اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ، اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَۃِ) جو لوگ بڑے بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں مگر (یہ کہ بعض صغیرہ گناہ (ان سے سرزد ہو جاتے ہیں تو اے رسول) آپ کا رب بڑی وسیع مغفرت والا ہے (وہ انہیں بخش دے گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبٰٓئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَنُدْخِلْکُمْ مُّدْخَلًا کَرِیْمًا ○

(النساء - ۳۱)

(اے ایمان والو) اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے جن سے تم کو منع کیا گیا ہے بچتے رہے تو ہم تمہارے (چھوٹے چھوٹے) گناہ معاف کر دیں گے اور تمہیں عزت کے مقام میں داخل کریں گے۔

انسان کے لئے تمام گناہوں سے بچنا بہت دشوار ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے چھوٹے گناہوں کی مغفرت کا وعدہ فرمایا۔ اب انسان کو چاہئے کہ بڑے گناہوں سے بچے اور چھوٹے گناہوں کی بخشش کا امیدوار رہے۔

انسان خطا کا پتلا ہے۔ چھوٹے گناہ ہو ہی جاتے ہیں لہذا کوئی شخص اپنے اعمال پر ناز نہ کرے اور اپنے کو پاک اور پرہیز گار نہ سمجھے اور نہ اپنی پاکیزگی اور پرہیز گاری جتائے اور نہ اس پر فخر کرے (هُوَ اَعْلَمُ بِکُمْ اِذْ اَنْشَاَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِکُمْ فَلَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ، هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی) اللہ کو (تو تمہاری اس حالت کا بھی بخوبی) علم ہے کہ جب اس نے تم کو مٹی سے بنایا تھا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے تھے تو (کیا اب وہ تمہارے حالات سے بے خبر ہو گا ، نہیں اور جب وہ بے خبر نہیں) تو تم (اسے) اپنی پاکیزگی نہ جتایا کرو وہ (خوب) جانتا ہے کہ متقی اور پرہیز گار کون ہے (اور کون نہیں)۔

محمد بن عمرو کہتے ہیں :-

سَمَّیْتُ ابْنَتِیْ بَرَّۃَ فَقَالَتْ لِیْ زَیْنَبُ بِنْتُ اَبِیْ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی

میں نے اپنی بیٹی کا نام برہ رکھا تو زینب بنت ابی سلمہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ هٰذَا الْاِسْمِ وَسُمِّيْتُ بَرَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ فَقَالُوْا بِمَ نُسَمِّيْهَا قَالَ سَمُّوْهَا زَيْنَبَ (صحیح مسلم کتاب الآداب باب استحباب تغییر الاسم القبیح جزء ۲ ص ۲۰۸ و روی البخاری نحوہ فی کتاب الادب باب تحویل الاسم جزء ۸ ص ۵۳)

اس نام سے منع کیا ہے میرا نام بھی برّہ رکھا گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی پاکی نہ جتایا کرو۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم میں سے نیک کون ہے لوگوں نے عرض کیا پھر ہم اس کا کیا نام رکھیں آپ نے فرمایا زینب رکھو۔

نہ خود اپنے متقی ہونے پر ناز کرے اور نہ کسی دوسرے کے متعلق متقی و پرہیز ہونے کا فیصلہ کرے۔

حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں:۔

اُثْنِيَ رَجُلٌ عَلٰى رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ مِرَارًا ثُمَّ قَالَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا اَخَاهُ لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ اَحْسِبُ فُلَانًا وَاللّٰهُ حَسِيْبُهُ وَلَا اُزَكِّيْ عَلَى اللّٰهِ اَحَدًا اَحْسِبُهُ كَذَا وَكَذَا اِنْ كَانَ يَعْلَمُ ذٰلِكَ مِنْهُ (صحیح بخاری کتاب الشہادة باب اذا ذکی رجل رجلاً کفاہ جزء ۳ ص ۲۳۱ و روی مسلم نحوہ کتاب الزھد باب النھی عن المدح جزء ۲ ص ۵۹۶)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے دوسرے شخص کی تعریف کی۔ آپ نے فرمایا تیری خرابی تونے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی، تونے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی۔ آپ نے یہ بات کئی بار کہی پھر فرمایا اگر تم میں سے کسی کو اپنے بھائی کی تعریف کرنے کی ضرورت ہی پڑ جائے تو اس طرح کہے میں فلاں کو ایسا سمجھتا ہوں، ویسے اس کی (صحیح) جانچ کرنے والا تو اللہ ہی ہے۔ میں اللہ کے سامنے کسی کو بے عیب نہیں کہہ سکتا۔ (بس وہ یہی کہے) میں سمجھتا ہوں وہ ایسا ایسا ہے (اور یہ بھی اس صورت میں کہے جب کہ وہ) اس کا حال (خوب) جانتا ہو۔

خارجہ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ اُمَّ الْعَلَاءِ امْرَاَةً مِنْ نِسَائِهِمْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ طَارَ لَهُمْ فِي السُّكْنٰى حِيْنَ اقْتَرَعَتِ الْاَنْصَارُ عَلٰى سُكْنَى الْمُهَاجِرِيْنَ

ام العلاء نے جو ان کے قبیلہ کی عورتوں میں سے ایک عورت تھیں اور جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی ان سے بیان کیا کہ جب انصار نے مہاجرین کی سکونت کے بارے

قَالَتْ اُمُّ الْعَلَاءِ فَاشْتَكٰى عُثْمَانُ عِنْدَنَا
فَمَرَّضْتُهٗ حَتّٰى تُوُفِّيَ وَجَعَلْنَاهُ فِيْ اَثْوَابِهٖ
فَدَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ اَبَا
السَّائِبِ شَهَادَتِيْ عَلَيْكَ لَقَدْ اَكْرَمَكَ
اللّٰهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَمَا يُدْرِيْكِ اَنَّ اللّٰهَ اَكْرَمَهٗ قَالَتْ
قُلْتُ لَا اَدْرِيْ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَنْ ؟ قَالَ اَمَّا هُوَ فَقَدْ
جَاءَهٗ وَاللّٰهِ الْيَقِيْنُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرْجُوْا
لَهُ الْخَيْرَ وَمَا اَدْرِيْ وَاللّٰهِ وَاَنَا رَسُوْلُ
اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ لَا اُزَكِّيْ
اَحَدًا بَعْدَهٗ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق
باب هجرة النبی صلی الله علیه وسلم
جزء ۵ صفحہ ۸۵)

قرعہ اندازی کی تو عثمان بن مظعون ہمارے حصہ
میں آئے ۔ ام العلاء کہتی ہیں عثمان ہمارے ہاں
بیمار ہو گئے ۔ میں ان کی تیمارداری کرتی رہی یہاں
تک کہ ان کی وفات ہو گئی۔ ہم نے ان کو کفن
پہنا دیا ۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں
تشریف لائے ۔ میں نے (عثمان کی نعش کو مخاطب
کر کے کہا) اے ابو سائب تم پر اللہ کی رحمت،
میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ نے تم کو عزت بخشی
ہے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں کیسے
معلوم ہوا کہ اللہ نے انہیں عزت بخشی ہے ۔ ام
العلاء کہتی ہیں میں نے کہا: اے اللہ کے رسول،
میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں نہیں جانتی
البتہ اگر اللہ ان کو عزت نہیں بخشے گا تو پھر کس کو
بخشے گا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللہ کی قسم انہیں موت آ گئی ہے، اللہ کی قسم میں
ان کے متعلق اچھی امید رکھتا ہوں اور اللہ کی قسم،
میں اللہ کا رسول ہوں لیکن پھر بھی میں نہیں جانتا
کہ میرے ساتھ کیا ہو گا ۔ ام العلاء نے کہا اللہ
کی قسم اب میں کسی کے پاکیزہ ہونے کا فیصلہ
نہیں کروں گی ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ بَلِ
اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ
فَتِيْلًا ۝

(النسآء - ۴۹)

(اور اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں
دیکھا جو اپنے آپ کو (بہت) مقدس سمجھتے ہیں
حالانکہ یہ تو اللہ (کا کام) ہے کہ جس کو چاہے
مقدس بنائے (انہیں اس فخر و گھمنڈ کی ضرور سزا
ملے گی لیکن) ان پر کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر
بھی ظلم نہیں ہو گا (یعنی جرم کی مناسبت سے
سزا ملے گی، کسی پر زیادتی نہیں ہو گی)

الغرض اپنے آپ مقدس و متقی بننے سے کیا ہوتا ہے۔ مقدس و متقی وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ مقدس و متقی قرار دے۔

اس سلسلے میں مزید معلومات کے لئے سورۂ نسآء کی آیت ۴۹ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

عمل

اے ایمان والو، بُرے عمل نہ کیجئے۔ بُرے اعمال کی بری سزا ہے۔ اچھے عمل کیجئے اچھے عمل کی اچھی جزا ہے۔

اے ایمان والو، بڑے گناہ اور فحش کاموں سے ہر حال میں بچتے رہیئے۔ اپنے آپ کو مقدس و متقی نہ سمجھئے۔ اپنے اعمال پر ناز نہ کیجئے۔

اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾ وَاَعْطٰى

قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ

الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ

بِمَا فِىْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَ

اِبْرٰهِيْمَ الَّذِىْ وَفّٰٓى ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ

وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَاَنْ لَّيْسَ

لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ

سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾ ثُمَّ يُجْزٰىهُ

الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ

الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ
وَاَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَ
اَحْيَا ﴿۴۴﴾ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ
الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ
اِذَا تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ
الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى
وَاَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾
وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادَا ۨالْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾
وَثَمُوْدَا فَمَآ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ

مِّنْ قَبْلُ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ
وَاَطْغٰى ﴿٥٢﴾ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿٥٣﴾
فَغَشّٰهَا مَا غَشّٰى ﴿٥٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿٥٥﴾

ترجمہ

(اے رسول) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے منہ پھیر لیا ﴿۳۳﴾ اور تھوڑا سا مال
(اللہ کے راستہ میں) دیا پھر ہاتھ روک لیا ﴿۳۴﴾ کیا اس کے پاس علم غیب ہے کہ (اس
کے ذریعہ) وہ (اپنے انجام کو) دیکھ رہا ہے (اور اچھا انجام دیکھ کر مگن ہے) ﴿۳۵﴾ کیا اسے وہ باتیں نہیں
پہنچیں جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہیں ﴿۳۶﴾ اور (جو) ابراہیم (کے صحیفوں میں ہیں) جنہوں نے (اپنے فرائض
کو) پوری طرح ادا کیا تھا ﴿۳۷﴾ (اور وہ یہ) کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا ﴿۳۸﴾
اور یہ کہ انسان کو اتنا ہی ملے گا جتنا وہ کوشش کرے ﴿۳۹﴾ اور یہ کہ وہ اپنی کوشش کو (قیامت کے
دن) دیکھ لے گا ﴿۴۰﴾ پھر اسے اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ﴿۴۱﴾ اور یہ کہ (سب کی) آخری منزل
آپ کے رب کے پاس ہے ﴿۴۲﴾ اور یہ کہ وہی ہنساتا ہے اور وہی رُلاتا ہے ﴿۴۳﴾ اور یہ کہ وہی مارتا
ہے اور وہی زندہ کرتا ہے ﴿۴۴﴾ اور یہ کہ اس نے دو قسم (کے جانور) یعنی نر اور مادہ پیدا کئے ﴿۴۵﴾
(جن کی پیدائش) نطفہ سے (ہوئی) جب وہ (رحم میں) ڈالا گیا ﴿۴۶﴾ اور یہ کہ اسی کے ذمہ دوبارہ پیدا
کرنا ہے ﴿۴۷﴾ اور یہ کہ وہی دولت مند اور غنی بناتا ہے ﴿۴۸﴾ اور یہ کہ وہی شعریٰ (ستارے) کا مالک
ہے ﴿۴۹﴾ اور یہ کہ اسی نے عادِ اول کو ہلاک کیا ﴿۵۰﴾ اور ثمود کو بھی، پھر (کسی کو) باقی نہ چھوڑا ﴿۵۱﴾
اور ان سے پہلے قوم نوح کو بھی (اسی نے ہلاک کیا) وہ بڑے ہی ظالم اور سرکش (لوگ) تھے ﴿۵۲﴾ اسی
نے الٹی ہوئی بستیوں کو دے پٹخا ﴿۵۳﴾ پھر ان کو ڈھانک لیا جس چیز نے ڈھانک لیا (یعنی عذاب ان
پر چھا گیا) ﴿۵۴﴾ تو (اے انسان) تو اپنے رب کی کس کس نعمت پر جھگڑے گا ﴿۵۵﴾

معانی و مصادر (اَکْدٰی) اَکْدٰی، یُکْدِیْ، اِکْدَاءٌ (باب افعال) ناکام ہونا۔ بخل کرنا، روکنا۔

(وَفّٰی) وَفّٰی، یُوَفِّیْ، تَوْفِیَۃٌ (باب تفعیل) پورا کرنا۔

(اَوْفٰی) اَوْفٰی، یُوْفِیْ، اِیْفَاءٌ (باب افعال) پورا کرنا۔

(نُطْفَۃٌ) نَطَفَ، یَنْطُفُ، نَطْفٌ، تَنْطَافٌ و نَطَفَانٌ (ض، ن) ٹپکنا۔

(تُمْنٰی) اَمْنٰی، یُمْنِیْ، اِمْنَاءٌ (باب افعال) ٹپکانا، انڈیلنا، منی میں آنا۔

(نَشْاَۃَ) نَشَاَ، یَنْشَاُ، وَنَشْؤٌ، یَنْشُؤٌ، نَشَاً و نُشُوْءٌ و نَشَاَۃً و نَشَاءٌ و نَشَاءَۃٌ (ف و ک) نیا ہونا، زندہ ہونا، نشو و نما پانا۔

(اَقْنٰی) اَقْنٰی، یُقْنِیْ، اِقْنَاءٌ (باب افعال) غنی کر دینا۔

(مُؤْتَفِکَۃُ) اِئْتَکَفَ، یَاْتَکِفُ، اِئْتِکَافٌ (باب افتعال) الٹ دینا۔

(اَھْوٰی) اَھْوٰی، یُھْوِیْ، اِھْوَاءٌ (باب افعال) گرا دینا، گر جانا۔

(غَشّٰی) غَشّٰی، یُغَشِّیْ، تَغْشِیَۃٌ (باب تفعیل) ڈھانکنا۔

(تَتَمَارٰی) تَمَارٰی، یَتَمَارٰی، تَمَارِیْ (باب تفاعل) جھگڑنا۔

(اٰلَاءٌ) اٰلَاءٌ۔ اِلْیٌ و اَلْیٌ کی جمع۔ نعمتیں۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی) (اے رسول) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے (آپ کی نصیحت سے) منہ موڑ لیا (وَاَعْطٰی قَلِیْلًا وَّاَکْدٰی) اور تھوڑا سامال (اللہ کے راستہ میں) دے کر پھر (ہاتھ) روک لیا اور اسی کو اپنی نجات کے لئے کافی سمجھ لیا) (اَعِنْدَہٗ عِلْمُ الْغَیْبِ فَھُوَ یَرٰی) کیا اس کے پاس علم غیب ہے کہ (اس کے ذریعہ) وہ اپنے انجام کو دیکھ رہا ہے (اور اچھا انجام دیکھ کر مگن ہے۔ مزید مال اللہ تعالیٰ کے راستہ میں دینے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا) (اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰی) کیا اسے وہ باتیں نہیں پہنچیں جو موسیٰ کے صحیفوں میں (مرقوم) تھیں (وَاِبْرٰھِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی) اور (جو) ابراہیم (کے صحیفوں میں مرقوم تھیں) جنہوں نے (اپنے فرائض کو) پوری طرح ادا کیا تھا (اَلَّا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی) کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کے بوجھ نہیں اٹھائے گا (ہر شخص اپنے اعمال کی سزا بھگتے گا، ایک شخص کے گناہ دوسرے پر نہیں لادے جائیں گے) (وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی) اور یہ کہ انسان کو اتنا ہی ملے گا جتنی وہ کوشش کریگا۔ کوشش سے زیادہ کسی کو کچھ نہیں ملے گا۔ آخرت میں تو عمل کا بدلہ ملے گا اگر عمل نہیں کئے تو کیا ملے گا کچھ نہیں۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں میں یہ دو باتیں خاص طور پر لکھی ہوئی تھیں کہ :۔

(۱) کسی کے گناہ کا بوجھ دوسرے پر نہیں ڈالا جائیگا اور
(۲) کسی کو دوسرے کے نیک اعمال سے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔

ان دونوں باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر شخص کو گناہوں سے بچنا چاہئے اس لئے کہ اس کے گناہوں کی سزا اسی کو بھگتنی ہوگی، دوسرے پر وہ سزا یا اس میں سے کچھ سزا نہیں ڈالی جائے گی اور نیک عمل کرنے چاہئیں اس لئے کہ اس کے ہی نیک اعمال اس کے کام آئیں گے، دوسرے کے نیک اعمال سے اُسے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔

آگے فرمایا (وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى) (موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحیفوں میں یہ بھی مذکور تھا) کہ وہ اپنی کوشش (یعنی اپنے اعمال کی جزا) کو (قیامت کے دن) دیکھ لے گا (ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى) پھر اسے اس (کی کوشش یعنی اچھے اعمال) کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا (اس کے ثواب میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جائے گی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○

(النحل۔ ۱۱۱)

(قیامت کے دن) ہر شخص کو جو کچھ اس نے (دنیا میں) کیا ہے اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان (میں سے کسی) پر (کسی قسم کا) ظلم نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○

(آل عمران۔ ۲۵)

تو پھر اس دن ان کا کیا حال ہوگا جس دن (کے آنے) میں کچھ شک نہیں، اس دن ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، ان (میں سے کسی) کے ساتھ کسی قسم کی ناانصافی نہیں ہوگی۔

آگے فرمایا (وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى) اور (اے رسول ان صحیفوں میں یہ بھی لکھا تھا) کہ (سب کی) آخری منزل آپ کے رب کے پاس ہوگی (سب کو اس کی طرف لوٹنا ہے، پھر وہ حساب لے گا۔ سب کو چاہیئے کہ اس سے ڈریں اور اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہ کریں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى ○ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ○ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ○

(اقرا باسم ربك الذى خلق۔ ۶ تا ۸)

بے شک انسان سرکشی کرتا ہے۔ جب وہ اپنے کو غنی دیکھتا ہے۔ بے شک اسے آپ کے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے (وہاں اسے اس کی سرکشی کی سزا مل جائے گی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّہُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ ۝ لِیَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ۝ یَّوۡمَ یَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝

(ویل للمطففین۔ ۴ تا ۶)

کیا انہیں (اس بات کا) خیال نہیں کہ یہ (ایک دن دوبارہ زندہ کرکے) اٹھائے جائیں گے۔ (یعنی) ایک (بہت) بڑے دن جس دن (تمام) لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

آگے فرمایا (وَاَنَّہٗ ھُوَ اَضۡحَکَ وَاَبۡکٰی) اور (ان صحیفوں میں) یہ (بھی لکھا تھا کہ وہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے (وَاَنَّہٗ ھُوَ اَمَاتَ وَاَحۡیَا) اور یہ کہ وہی مارتا ہے وہی زندہ کرتا ہے (وَاَنَّہٗ خَلَقَ الزَّوۡجَیۡنِ الذَّکَرَ وَالۡاُنۡثٰی) اور یہ کہ اسی نے دو قسم (کے جانور یعنی) نر اور مادہ پیدا کئے (مِنۡ نُّطۡفَۃٍ اِذَا تُمۡنٰی) (جن کی پیدائش) نطفہ سے (ہوئی) جب وہ (رحم میں) ڈالا گیا (وَاَنَّ عَلَیۡہِ النَّشۡاَۃَ الۡاُخۡرٰی) اور یہ کہ دوبارہ پیدا کرنا اسی کے ذمہ ہے (جس نے پہلی بار نطفہ سے پیدا کیا ہے)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّنۡ یَّبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُہٗ وَمَنۡ یَّرۡزُقُکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ؕ ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ قُلۡ ہَاتُوۡا بُرۡہَانَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ۝

(النمل۔ ۶۴)

(بتاؤ) وہ کون ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے اور پھر اس کو دوبارہ بھی پیدا کرے گا اور وہ کون ہے جو آسمان اور زمین سے تمہیں رزق فراہم کرتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے؟ ہرگز نہیں، تو اے رسول) آپ ان سے کہئے اگر تم سچے ہو (کہ کوئی اور الٰہ ہے جو یہ کام کرتا ہے) تو (اس کے ثبوت میں) کوئی دلیل پیش کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَہُوَ الَّذِیۡ یَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُہٗ وَہُوَ اَہۡوَنُ عَلَیۡہِ ؕ وَلَہُ الۡمَثَلُ الۡاَعۡلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ وَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۝

(الروم۔ ۲۷)

وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کے لئے بہت آسان ہے، آسمانوں میں اور زمین میں اس کی شان بہت بلند ہے اور وہ غالب ہے اور حکمت والا ہے۔

آگے فرمایا (وَاَنَّہٗ ھُوَ اَغۡنٰی وَاَقۡنٰی) اور یہ بھی توریت اور انجیل میں مرقوم تھا کہ وہی دولتمند بناتا ہے اور وہی سرمایہ دار بناتا ہے (وَاَنَّہٗ ھُوَ رَبُّ الشِّعۡرٰی) اور یہ کہ وہی شعریٰ (ستارے)

کا (جس کی بعض لوگ پرستش کرتے ہیں) مالک ہے (شعریٰ ستارے کی پرستش کرنے والے ہوشیار ہو جائیں کہ شعریٰ الٰہ نہیں، الٰہ تو وہ ہے جو شعریٰ کا مالک اور خالق ہے۔ انہیں چاہئے کہ شعریٰ کے مالک کی عبادت کریں) (وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادَا نِ الْاُوْلٰى) اور یہ کہ اسی نے عادِ اول کو ہلاک کیا (وَثَمُوْدَا۟ فَمَآ اَبْقٰى) اور ثمود کو بھی ہلاک کیا اور (کسی) کو باقی نہ چھوڑا (وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۖ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى) اور ان سے پہلے قوم نوح کو بھی (اسی نے ہلاک کیا) وہ بڑے ظالم اور سرکش (لوگ) تھے (وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى) اسی نے الٹی ہوئی بستیوں کو دے پٹخا (فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى) پھر ان کو ڈھانک لیا جس چیز نے ڈھانک لیا (یعنی عذاب الٰہی ان پر چھا گیا)۔

قوم عاد پر جو عذاب بھیجا گیا اس کی تفصیل میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝

(الحاقۃ۔ ۶ تا ۸)

اور عاد کو انتہائی تیز آندھی سے ہلاک کیا گیا۔ اللہ نے اس (آندھی) کو سات منحوس راتیں اور آٹھ منحوس دن ان پر مسخر کر دیا تو (اے رسول اگر) آپ (عذاب کے بعد) ان لوگوں کو دیکھتے (تو یہ دیکھتے کہ) وہ اس طرح (زمین پر) پڑے ہوئے ہیں گویا کہ وہ کھجور کے گرے ہوئے تنے ہیں تو (اے رسول) کیا آپ ان میں سے کسی کو باقی (بچا ہوا) دیکھتے ہیں۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝ تَنْزِعُ النَّاسَ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝

(اقتربت الساعۃ۔ ۱۸ تا ۲۱)

قوم عاد نے بھی (اپنے رسول کی) تکذیب کی تو (دیکھ لو) میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا رہا۔ ہم نے ان پر ہمیشہ رہنے والی نحوست کے دن ایک تیز آندھی چلائی۔ وہ (لوگوں کو) اس طرح اکھاڑ پھینکتی تھی گویا کہ وہ کھجور کے اکھڑے ہوئے درختوں کے تنے ہیں پھر (دیکھ لو) میرا عذاب اور ڈرانا کیسا رہا۔

قوم ثمود کے عذاب کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ۝

(اقتربت الساعۃ۔ ۳۱)

ہم نے ان پر ایک زوردار آواز بھیجی تو وہ ایسے ہو گئے جیسے کسی باڑ والے کی روندی ہوئی باڑ۔

قوم ثمود کے متعلق ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۚ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۚ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ۝

(هود ۔ ۶۷ و ۶۸)

اور (اے رسول) جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان کو ایک سخت آواز نے پکڑ لیا پھر ان لوگوں نے ایسی حالت میں صبح کی کہ وہ سب اپنے گھروں میں گرے ہوئے (مردہ) پڑے تھے (پھر وہ اس طرح نیست و نابود ہو گئے) گویا وہ کبھی ان گھروں میں رہے ہی نہ تھے۔ خبردار ہو جاؤ ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا، خبردار ہو جاؤ ثمود کو (رحمت سے) دور کر دیا گیا۔

ان آیات میں (كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا) (گویا وہ ان گھروں میں کبھی رہے ہی نہ تھے) (وَثَمُوْدَاۡ فَمَآ اَبْقٰى) (اور ثمود کو ایسا ہلاک کیا کہ ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑا) کی تفسیر ہے۔

قوم نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ۝

(الاعراف ۔ ۶۴)

قوم کے لوگوں نے (نوح) کی تکذیب کی (تو انجام کار) ہم نے (نوح) کو اور جو ان کے ساتھ کشتی میں سوار تھے ان کو تو بچا لیا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا انہیں غرق کر دیا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ لوگ (ہٹ دھرمی اور عناد میں) اندھے ہو رہے تھے۔

الٹی ہوئی بستی سے مراد لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی بستی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ ۝ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ۚ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ۝

(هود ۸۲ و ۸۳)

پھر (اے رسول) جب ہمارا حکم (عذاب) آیا تو ہم نے اس (بستی) کو الٹ پلٹ کر ڈالا اور اس پر پے در پے کنکریلے پتھروں کی بارش برسائی (جن پر) آپ کے رب کی طرف سے نشان لگے ہوئے (تھے) اور (اے رسول) وہ (بستی آپ کا انکار کرنے والے) ان ظالموں سے کچھ دور بھی نہیں (یہ خود وہاں جا کر نبی کا انکار کرنے والوں کا انجام دیکھ سکتے ہیں)۔

آگے فرمایا (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکَ تَتَمَارٰی) تو (اے انسان) تو اپنے رب کی کن کن نعمتوں پر جھگڑے گا۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا، اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

(النحل - ۱۸)

انبیاء علیہم السلام کا آنا، کتابوں کا نازل ہونا، کافر، سرکش اور مفسد لوگوں کا عذاب سے ہلاک ہونا اور امن وامان کا قائم ہونا یہ سب اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس نعمت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَحَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَیْكُمْ حُجَّةٌ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِیْ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِیْ عَلَیْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ یَتْلُوْا عَلَیْكُمْ اٰیٰتِنَا وَیُزَكِّیْكُمْ وَ یُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ یُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱۵۰، ۱۵۱)

اور (اے رسول) آپ جہاں کہیں چلے جارہے ہوں (یعنی بحالت سفر آپ جہاں کہیں بھی ہوں نماز کی حالت میں) اپنا منہ مسجد الحرام کی طرف کر لیا کریں (یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے) تاکہ لوگوں کے لئے تم پر کوئی حجت باقی نہ رہے (وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ تحویل قبلہ کی نشانی پوری نہیں ہوئی لہذا تم حق پر نہیں ہو، تحویل قبلہ کے بعد اب وہ کچھ نہیں کہہ سکیں گے) سوائے ان لوگوں کے جو ان میں ظالم ہیں (وہی لایعنی اعتراض کریں تو کریں) تو تم ان لوگوں سے نہ ڈرنا بلکہ مجھ سے ڈرنا اور (تحویل قبلہ کا یہ بھی مقصد ہے) کہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کردوں اور یہ کہ تم ہدایت پر چلتے رہو۔ (اور اے ایمان والو، ہم اپنی نعمتیں تم کو عطاء فرمارہے ہیں) اسی طرح جس طرح ہم نے (ایک بہت بڑی نعمت تم کو یہ عطاء فرمائی کہ) ہم نے تم میں ہی سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ہماری آیتیں تم کو پڑھ کر سناتا ہے، تمہارے دلوں کو

پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں ایسی ایسی باتیں سکھاتا ہے جو تم (پہلے) نہیں جانتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ اے انسان جھگڑا اور ضد کرنا چھوڑ دے، تجھ پر اللہ تعالےٰ کے بہت سے احسانات و انعامات ہیں ان کو یاد کر اور ان نعمتوں کا شکر ادا کر اور اللہ کے رسول پر (جن کی بعثت ایک بہت بڑی نعمت ہے) ایمان لے آ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو نعمت قرار دینے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ○

(البقرۃ۔ ۱۵۲)

(اے ایمان) والو، تم میرا ذکر کرتے رہو میں تمہارا ذکر کرتا رہوں گا، تم میرے (احسان کا) شکر ادا کرتے رہو اور میری ناشکری نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحیفہ کے مضامین کا ذکر کر کے اہل کتاب کو جھنجوڑ ڈالا اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مضامین کا ذکر کر کے مشرکین اور اہل کتاب دونوں کو جھنجوڑ ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں گروہوں کو بتایا کہ قرآن مجید کوئی نئی بات نہیں کہتا بلکہ وہی بات کہتا ہے جو اس سے پہلے تمہاری مستند اور مسلمہ کتابوں میں کہا گیا ہے۔ اس کے باوجود تمہارا ایمان نہ لانا اختلاف برائے اختلاف، بحث برائے بحث، اعتراض برائے اعتراض کی تعریف میں آتا ہے۔ جھگڑا اور لایعنی اعتراض چھوڑ دو اور ایمان لے آؤ۔ اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ ○ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ○ بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ○ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ○ إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ○ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ○

(سبح اسم ربك الاعلیٰ۔ ۱۴ تا ۱۹)

وہ شخص یقیناً فلاح پائے گا جس نے (اپنے آپ کو روحانی امراض سے) پاک کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرتا رہا پھر نماز بھی پڑھتا رہا (اے لوگو، تم آخرت کی زندگی کو ترجیح نہیں دیتے) بلکہ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔ یہ (بات پہلے صحیفوں میں بھی (لکھی ہوئی) تھی یعنی ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

قرآن مجید جو کچھ کہتا ہے وہ وہی ہے جو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحیفوں میں موجود تھا۔ اس کے باوجود کافروں کا اس پر ایمان نہ لانا جھگڑے کے سوا اور کچھ نہیں۔

عمل

اے لوگو، کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائیگا- ہر شخص کو اس کے اپنے اعمال کا بدلہ ملے گا لہذا اچھے عمل کرکے قیامت کے دن نجات حاصل کیجئے۔

اے لوگو! اللہ ہی ہنساتا ہے، وہی رلاتا ہے، وہی مارتا ہے، وہی جلاتا ہے، اسی نے پہلی مرتبہ پیدا کیا، وہی دوبارہ پیدا کرے گا، وہی تمہارے معبودوں کا خالق اور مالک ہے لہذا اس پر ایمان لے آئیے اور شرک سے توبہ کرکے توحید اختیار کیجئے۔

هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾
اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا
الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَتَضْحَكُوْنَ
وَلَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾
السجدة فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾

ترجمہ یہ (رسول بھی) اگلے ڈرانے والوں کی طرح ایک ڈرانے والے ہیں ﴿۵۶﴾ وہ قریب آنے والی (یعنی قیامت) قریب آ پہنچی ﴿۵۷﴾ اللہ کے علاوہ کسی کے اختیار میں نہیں کہ اس (کی مصیبتوں) کو دور کر سکے ﴿۵۸﴾ تو (اے کافرو) کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو؟ ﴿۵۹﴾ ہنستے ہو، روتے نہیں ﴿۶۰﴾ اور غفلت میں پڑے ہوئے ہو ﴿۶۱﴾ تو (اب رسول کے آ جانے کے بعد تو غفلت سے ہوشیار ہو جاؤ اور) اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤ اور اسی کی عبادت (واطاعت) کرو ﴿۶۲﴾

معانی و مصادر (اَزِفَتْ) (اٰزِفَةٌ) اَزِفَ، يَاْزَفُ، اَزَفٌ (س) قریب آنا۔
(سٰمِدُوْنَ) سَمَدَ، يَسْمُدُ، سُمُوْدٌ (ن) مبہوت ہونا، گانا، تکبر سے اکڑنا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ھٰذَا نَذِیْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰی) (اے لوگو) یہ (رسول بھی) اگلے ڈرانے والے (رسولوں) کی طرح ایک ڈرانے والے (رسول) ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے رسول نہیں ہیں کہ لوگوں کو کسی قسم کا شبہ ہو۔ پہلے بھی رسول آتے رہے ہیں اور ڈراتے رہے ہیں، ان ہی کی طرح یہ بھی رسول ہیں جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرا رہے ہیں۔ اگر پہلے رسول نہیں آئے ہوتے تو بے شک ان کے رسول ہونے پر شبہ ہو سکتا تھا۔ کہنے والا کہہ سکتا تھا کہ آج تک تو کوئی رسول آیا نہیں، یہ کہاں سے آگئے۔ جب پہلے بھی رسول آتے رہے ہیں تو ان کا دعویٰ رسالت کوئی انوکھی چیز نہیں جس سے انکار کیا جائے۔ پہلے بھی رسولوں کو تسلیم کیا گیا ہے تو انہیں بھی تسلیم کرنے میں کوئی پس و پیش نہیں ہونا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ، قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِیْ مِنَ اللّٰهِ شَیْــٴًـا ، هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ ، كَفٰى بِهٖ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ، وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَ مَاۤ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَ لَا بِكُمْ ، اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ وَ مَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝

(الاحقاف ۔ ۸ و ۹)

(اے رسول) کیا کافر یہ کہتے ہیں کہ رسول نے اسے (یعنی قرآن مجید کو) خود بنا لیا ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ اگر میں نے اسے خود بنا لیا ہے تو تم اللہ کے مقابلہ میں میرے (بچانے کا) کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے۔ جن باتوں میں تم مشغول ہو وہ انہیں خوب جانتا ہے، میرے اور تمہارے درمیان وہی گواہ کافی ہے اور وہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں، (مجھ سے پہلے بہت سے رسول آچکے ہیں) مجھے نہیں معلوم کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا، میں تو بس اس چیز کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے اور میں تو بس صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

آگے فرمایا (اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ) وہ قریب آنے والی قریب آپہنچی ہے (یعنی قیامت قریب ہے، وہ بڑی آفت ہے اس سے ڈر جاؤ اور ایمان لے آؤ) (لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ) اللہ کے علاوہ کسی کو اختیار نہیں کہ اس (کی مصیبتوں) کو دور کر سکے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝ مَا لَهٗ

بے شک آپ کے رب کا عذاب ضرور واقع

مِنۡ دَافِعٍ ○ (الطور - ۷، ۸) ہونے والا ہے۔ اسے کوئی روکنے والا نہیں۔

آگے فرمایا (اَفَمِنۡ هٰذَا الۡحَدِيۡثِ تَعۡجَبُوۡنَ) (اے کافرو) تو کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو (کہ قیامت آئے گی، مردے زندہ کئے جائیں گے۔ اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے) (وَتَضۡحَكُوۡنَ وَلَا تَبۡكُوۡنَ) ہنستے ہو اور روتے نہیں (وَاَنۡتُمۡ سٰمِدُوۡنَ) (بلکہ) غفلت میں پڑے ہوئے ہو (تم نے اپنی بداعمالی سے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر لیا ہے، تمہیں اپنی بدقسمتی پر رونا چاہیئے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلۡيَضۡحَكُوۡا قَلِيۡلًا وَّلۡيَبۡكُوۡا كَثِيۡرًا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ○ (التوبۃ - ۸۲)

جو عمل یہ کر رہے ہیں، اس کے بدلہ میں انہیں چاہیئے کہ ہنسیں کم اور روئیں زیادہ۔

اے کافرو، اب تو غفلت سے باز آجاؤ (فَاسۡجُدُوۡا لِلّٰهِ وَاعۡبُدُوۡا) اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤ اور اسی کی عبادت (و اطاعت) کرو (معبودانِ باطل کی عبادت سے توبہ کرو) اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کا اظہار کرو، روؤ اور گڑگڑاؤ اور اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت، عذاب یا موت اچانک آجائے اور تم تباہ و برباد ہو جاؤ۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ بِالنَّجۡمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الۡمُسۡلِمُوۡنَ وَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ وَالۡجِنُّ وَالۡاِنۡسُ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ النجم جزء ۶ ص۱۴۷)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نجم میں سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مسلمین، مشرکین اور جنات اور انسان (جو اس وقت موجود تھے سب) نے سجدہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

اَوَّلُ سُوۡرَةٍ اُنۡزِلَتۡ فِيۡهَا سَجۡدَةٌ وَ النَّجۡمِ قَالَ فَسَجَدَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَسَجَدَ مَنۡ خَلۡفَهٗ اِلَّا رَجُلًا رَاَيۡتُهٗ اَخَذَ كَفًّا مِّنۡ تُرَابٍ فَسَجَدَ عَلَيۡهِ فَرَاَيۡتُهٗ بَعۡدَ ذٰلِكَ قُتِلَ كَافِرًا وَهُوَ اُمَيَّةُ بۡنُ خَلَفٍ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ

سب سے پہلے جو سجدے والی سورت اتری وہ سورہ نجم تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورت میں سجدہ کیا اور آپ کے پیچھے جتنے لوگ تھے ان سب نے سجدہ کیا مگر ایک شخص امیہ بن خلف نے (سجدہ نہیں کیا) اس نے مٹھی میں کچھ مٹی لی اور اس پر سجدہ کیا میں نے اس واقعہ کے بعد دیکھا کہ وہ شخص کفر کی حالت میں

النجم جزء ۶ صـ۱۷۷ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب سجود التلاوۃ جزء اول صـ۲۳۳ واللفظ للبخاری) مارا گیا۔ وہ شخص امیہ بن خلف تھا۔

عمل

اے لوگو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے۔ آپ کوئی انوکھے رسول نہیں ہیں کہ کسی کو ان کی رسالت میں شک و شبہ ہو، ان سے پہلے بھی رسول آتے رہے ہیں۔

اے لوگو، قیامت قریب ہے۔ غفلت نہ کیجئے، جلدی سے کفر سے باز آجائیے۔ ایمان لائیے اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کیجئے اور اسی کے سامنے سجدہ ریز ہوئیے۔

کیونکہ اس سورت میں ہنسنے اور رونے کا ذکر آیا ہے لہٰذا ہم ان دونوں کے آداب نقل کر رہے ہیں۔

ہنسنے کے آداب

(۱) ہنستے وقت بہت زیادہ منہ نہ کھولے۔ مسکرائے قہقہہ نہ لگائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

مَارَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِکًا حَتّٰی اَرٰی مِنْہُ لَھَوَاتِہٖ اِنَّمَا کَانَ یَتَبَسَّمُ (صحیح بخاری کتاب الادب باب التبسم جزء ۸ صـ۳۰ وصحیح مسلم کتاب صلوٰۃ الاستسقاء باب التعوذ عند رؤیۃ الریح جزء اول صـ۲۹۵)

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی پوری طرح ہنستے نہیں دیکھا کہ میں آپ کا کوّا دیکھ لیتی۔ آپ تو بس مسکرایا کرتے تھے۔

رونے کے آداب

(۱) تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور خوب روئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

سَبْعَۃٌ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَّشَابٌّ نَشَأَ فِیْ

سات آدمیوں کو اللہ اس دن اپنے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سوا اور کوئی سایہ

عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ مُّعَلَّقٌ قَلْبُهٗ فِى الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِى اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّىْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصدقۃ بالیمین جزء۲ ص۱۳۸ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل اخفاء الصدقۃ جزء اول ص۳۱۲)

نہ ہوگا، ایک تو عادل امام، دوسرے وہ جوان جو اللہ کی عبادت میں پرورش پاتا رہا، تیسرے وہ شخص جس کا دل مسجد میں لٹکا رہا، چوتھے وہ دو مرد جنھوں نے آپس میں اللہ کے لئے محبت کی پھر اسی پر جمع ہوئے اور اسی پر جدا ہوئے، پانچواں وہ مرد جس کو ایک مرتبہ والی خوبصورت عورت نے بلایا، اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں، چھٹا وہ مرد جس نے داہنے ہاتھ سے ایسا چھپا کر صدقہ دیا کہ بائیں ہاتھ کو اس کی خبر نہ ہوئی، ساتواں وہ مرد جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کے آنسو بہ نکلے۔

(۲) قرآن مجید کو سن کر رو دے اور اس طرح کہے:۔

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ

اے ہمارے رب، ہم ایمان لائے، ہم کو ایمان کی شہادت دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ (المآئدۃ۔۸۳)

اور یہ لوگ جب اس کتاب کو سنتے ہیں جو رسول پر نازل ہوئی ہے تو (اے رسول) آپ دیکھیں گے کہ اس وجہ سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں (پھر وہ اس طرح) کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے لہذا ہم کو ایمان کی شہادت دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔

(۳) تنگ دستی کی وجہ سے اگر جہاد نہ کر سکے تو اس محرومی پر رنج و غم کرے اور روئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا

اور (اے رسول جہاد میں نہ جانے کی) ان لوگوں پر کوئی ملامت نہیں جو آپ کے پاس آئے تاکہ آپ انہیں سواری دے دیں (تو وہ بھی جہاد میں

يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ ○ (التوبة- ۹۲)

شریک ہو جائیں) آپ نے کہدیا کہ میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے کہ تمہیں سوار ہونے کے لئے دے دوں تو وہ لوٹ گئے اور اس صدمہ سے کہ ان کے پاس خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں تھا انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

(۴) رنج وغم کے موقع پر آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں لیکن کوئی ایسی بات نہ کہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کے انتقال کے موقع پر فرمایا تھا۔

إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا (صحيح بخاري كتاب الجنائز باب قول النبي صلى الله عليه وسلم انّا بك لمحزونون جزء۲ ص۱۰۵) وصحيح مسلم كتاب الفضائل باب رحمة صلى الله عليه وسلم الصبيان والعيال جزء۲ ص۳۲۵)

آنکھ آنسو بہا رہی ہے، دل کو رنج وغم ہے لیکن زبان سے ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے رب کو پسند ہے۔

(۵) چلّا کر نہ روئے، واویلا نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ حَلَقَ وَسَلَقَ وَخَرَقَ۔ (صحيح مسلم كتاب الايمان باب تحريم ضرب الخدود جزء اول ص۷۰)

میں بیزار ہوں اس شخص سے جو بال منڈائے، چلّا کر روئے اور کپڑے پھاڑے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

سورہ اقتربت الساعة

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانۡشَقَّ الۡقَمَرُ ①
وَاِنۡ يَّرَوۡا اٰيَةً يُّعۡرِضُوۡا وَيَقُوۡلُوۡا
سِحۡرٌ مُّسۡتَمِرٌّ ② وَكَذَّبُوۡا وَ
اتَّبَعُوۡۤا اَهۡوَآءَهُمۡ وَكُلُّ اَمۡرٍ
مُّسۡتَقِرٌّ ③ وَلَقَدۡ جَآءَهُمۡ مِّنَ
الۡاَنۡۢبَآءِ مَا فِيۡهِ مُزۡدَجَرٌ ④ حِكۡمَةٌ

بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ﴿۵﴾ فَتَوَلَّ
عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى
شَیْءٍ نُّكُرٍ ﴿۶﴾ خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ
يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ
كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ﴿۷﴾ مُّهْطِعِيْنَ
اِلَى الدَّاعِ ؕ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ
هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴿۸﴾

ترجمہ | قیامت قریب آگئی اور چاند شق ہوگیا (جو رسول کی صداقت کی ایک کھلی نشانی ہے) ① (لیکن کافروں نے نشانی تسلیم نہیں کیا بلکہ اسے جادو قرار دیا) اور (اے رسول) اگر یہ (کوئی اور) نشانی بھی دیکھیں تو یہی کہیں گے یہ جادو ہے جو ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے ② الغرض انہوں نے (رسول کو) جھٹلایا اور اپنی خواہشات کی پیروی کی (جس کے نتیجہ میں ان پر عذاب نازل ہو جانا چاہئیے تھا) لیکن (اللہ تعالیٰ کے ہاں) ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے (عذاب بھی وقت مقررہ ہی پر آئے گا) ③ اور (اے رسول) ان کی پاس (ایسے واقعات کی) خبریں پہنچ چکی ہیں جن میں

سخت تنبیہ ہے ④ (مزید برآں ان کو ایسی باتیں بھی پہنچ چکی ہیں جو) سراسر حکمت (پر مبنی ہیں) لیکن ان کو ڈرانا فائدہ نہیں دیتا ⑤ تو (اے رسول) آپ ان سے روگردانی کریں (قیامت کے دن ان کو اس کا مزا معلوم ہو جائے گا) جس دن ایک پکارنے والا ایک ناگوار چیز کی طرف بلائے گا ⑥ (اس دن لوگوں کی) آنکھیں نیچی ہوں گی، (وہ اپنی اپنی) قبروں سے اس طرح نکل پڑیں گے گویا وہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں ⑦ وہ پکارنے والے کی طرف تیزی کے ساتھ بھاگ رہے ہوں گے اور کافر یہ کہتے جا رہے ہوں گے یہ دن (بڑا) سخت ہے ⑧

معانی و مصادر

(اِقْتَرَبَتْ) اِقْتَرَبَ، یَقْتَرِبُ، اِقْتِرَابٌ (باب افتعال) قریب آنا۔

(اِنْشَقَّ) اِنْشَقَّ، یَنْشَقُّ، اِنْشِقَاقٌ (باب انفعال) شق ہونا، پھٹ جانا۔

(یَرَوْا) رَاٰی، یَرٰی، رُؤْیَةٌ (ف) دیکھنا۔

(یُعْرِضُوْا) اَعْرَضَ، یُعْرِضُ، اِعْرَاضٌ (باب افعال) روگردانی کرنا، منہ پھیر لینا۔

(مُسْتَمِرٌّ) اِسْتَمَرَّ، یَسْتَمِرُّ، اِسْتِمْرَارٌ (باب استفعال) ہمیشہ ایک حالت پر باقی رہنا۔

(مُسْتَقِرٌّ) اِسْتَقَرَّ، یَسْتَقِرُّ، اِسْتِقْرَارٌ (باب استفعال) ٹھہرنا، رہنا۔

(اَنْبَآءٌ) نَبَاَ، یَنْبَاُ، نَبْاٌ و نُبُوْءٌ (ف) بلند ہونا، جھانکنا، دور ہونا، نکلنا (اَنْبَاءٌ = نَبَأٌ کی جمع، خبریں)۔

(مُزْدَجَرٌ) اِزْدَجَرَ، یَزْدَجِرُ، اِزْدِجَارٌ (باب افتعال) جھڑک دینا، روک دینا۔

(تُغْنِ) اَغْنٰی، یُغْنِیْ، اِغْنَاءٌ (باب افعال) فائدہ پہنچانا۔

(نُکُرٌ) نَکِرَ، یَنْکَرُ، نَکَرٌ و نُکُوْرٌ و نَکِیْرٌ (س) نہ جاننا، نہ پہچاننا۔

(خُشَّعٌ) خَشَعَ، یَخْشَعُ، خُشُوْعٌ (ف) عاجزی وانکساری کرنا (خُشَّعٌ = خَاشِعٌ کی جمع، عاجزی کرنے والے، جھکانے والے۔

(اَجْدَاثٌ) اَجْدَاثٌ = جَدَثٌ کی جمع، قبریں۔

(جَرَادٌ) جَرَادٌ = ٹڈیاں۔

(مُهْطِعِیْنَ) اَهْطَعَ، یُهْطِعُ، اِهْطَاعٌ (باب افعال) خوفزدہ ہو کر تیزی سے بھاگنا (مُهْطِعٌ = خوفزدہ ہو کر تیزی سے بھاگنے والا)۔

(عَسِرٌ) عَسَرَ، یَعْسِرُ، عَسْرٌ، عُسْرٌ (ض)
عَسِرَ، یَعْسَرُ، عُسْرٌ و عُسُرٌ و عَسَرٌ (س)
عَسُرَ، یَعْسُرُ، عُسْرٌ و عَسَارَةٌ (ك) مشکل ہونا (عَسِرٌ = سخت، مشکل)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ) آفت کی گھڑی قریب آگئی اور چاند شق ہو گیا۔

چاند کا شق ہونا قیامت کی نشانی ہے اور کیونکہ چاند شق ہو چکا ہے لہٰذا قیامت قریب آگئی ہے۔ چاند کا شق ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی ایک کھلی نشانی ہے لیکن کافروں نے اسے نشانی تسلیم نہیں کیا بلکہ اسے جادو کہہ کر ٹال دیا (وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ) اور (اے رسول) اگر یہ (کوئی اور) نشانی بھی دیکھ لیں تو یہی کہیں گے یہ تو جادو ہے جو ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چاند کو شق کرنا بہت مشہور معجزہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

اِنْشَقَّ الْقَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ فَقَالَ لَنَا اِشْهَدُوْا اِشْهَدُوْا (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ اقتربت جزء ۶ ص ۱۷۸ وصحیح مسلم کتاب صفة القیامة باب انشقاق القمر جزء ۲ ص ۵۲۱ واللفظ للبخاری)

جس وقت چاند پھٹا اس وقت ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے، چاند دو ٹکڑے ہو گیا آپ نے فرمایا گواہ رہو، گواہ رہو۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب سوال المشرکین ان یریھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۴ ص ۲۵۱ وصحیح مسلم کتاب صفة القیمة جزء ۲ ص ۵۲۲ واللفظ للبخاری)

مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ کوئی نشانی دکھائیے۔ آپ نے چاند کا پھٹ جانا ان کو دکھایا۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ کفار مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ کا مطالبہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا معجزہ انہیں دکھایا۔ کفار نے یہ معجزہ دیکھنے کے بعد بھی ایمان لانے سے انکار کیا، معجزہ کو جادو سے تعبیر کیا اور کہا کہ جادو تو ہوتا آیا ہے، کوئی نئی بات نہیں ہے (وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ) الغرض انہوں نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور اپنی خواہشات کی پیروی کی (اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لیتے تو اپنی خواہشات کو چھوڑنا پڑتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنی پڑتی اور یہ انہیں منظور نہیں تھا۔ ان کے انکار پر ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ان پر عذاب نازل ہوتا) لیکن (اللہ کے ہاں) ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے (عذاب کا بھی وقت مقرر ہے لہٰذا عذاب اپنے مقررہ وقت ہی پر آئے گا۔ پہلے نہیں آسکتا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ، وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ، وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○

(العنکبوت - ۵۳)

اور (اے رسول) یہ لوگ آپ سے عذاب کی جلدی کر رہے ہیں، اگر (عذاب کا) وقت مقرر نہ ہوتا تو ان پر (کبھی کا) عذاب آگیا ہوتا اور (اے رسول) وہ عذاب تو ان پر (اس طرح) ناگہانی طور پر واقع ہوگا کہ انہیں خبر بھی نہیں ہوگی۔

آگے فرمایا (وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ) اور (اے رسول) ان کے پاس (ایسے واقعات کی) خبریں پہنچ چکی ہیں جن میں سخت تنبیہ ہے (اور وہ تنبیہ یہ ہے کہ اگر یہ ایمان نہیں لائے تو جس طرح گذشتہ قومیں عذاب سے ہلاک کردی گئیں یہ بھی ہلاک کردیئے جائیں گے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ○ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ، اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ○ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا، اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ○ اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا، وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ○

(الفرقان - ۳۹ تا ۴۲)

اور ہر امت کے لئے ہم نے (عبرتناک) مثالیں بیان کیں (لیکن جب وہ نہیں مانے) تو ہم نے ان سب کو ہلاک کر ڈالا۔ اور (اے رسول) یہ کافر اس بستی پر سے گذرے ہیں جس بستی پر ہم نے (بڑی) بُری (طرح سنگ) باری کی تھی تو کیا انہوں نے اس کو (تباہ و برباد حالت میں) نہیں دیکھا (ضرور دیکھا ہے لیکن ایمان نہ لانے کی اصل وجہ یہ نہیں کہ انہوں نے عبرتناک مناظر نہیں دیکھے) بلکہ (اصل وجہ یہ ہے کہ) انہیں دوبارہ زندہ ہونے کی کوئی توقع نہیں اور (اے رسول) یہ لوگ جب آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا مذاق اڑاتے ہیں (اور اس طرح کہتے ہیں) کیا یہی وہ صاحب ہیں جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اگر ہم

اپنے معبودوں پر جمے نہ رہتے تو انہوں نے تو ہمیں ان سے منحرف کر ہی دیا تھا اور (اے رسول وہ وقت زیادہ دور نہیں) جب یہ لوگ عذاب دیکھیں گے تو (اس وقت) انہیں معلوم ہو جائے گا کہ سیدھے راستے سے کون بھٹکا ہوا تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۝

(حٰمٓ السجدۃ ۔ ۱۳)

(اور اے رسول) اگر یہ (آپ کی نصیحت سے) منہ موڑیں تو آپ کہہ دیجئے کہ عاد اور ثمود (پر جس قسم) کی کڑک (کا عذاب آیا تھا اس) جیسی کڑک (کے عذاب) سے میں تمہیں (پہلے ہی) ڈرا چکا ہوں (اگر تم ایمان نہیں لائے تو تم پر بھی ویسا ہی عذاب نازل ہوگا)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوْا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

(حٰمٓ المؤمن ۔ ۸۲)

(اور اے رسول) کیا انہوں نے زمین میں سیر و سیاحت نہیں کی کہ (اپنی آنکھوں سے) ان لوگوں کا انجام دیکھتے جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔ وہ ان سے تعداد میں بھی زیادہ تھے اور قوت اور زمین میں آثار (قلعے، محل وغیرہ) کے لحاظ سے بھی (ان سے) زیادہ مضبوط تھے لیکن جو عمل انہوں نے کئے تھے ان کے کچھ کام نہ آئے۔

آگے فرمایا (حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ) (تنبیہ کی خبروں کے علاوہ ان کو ایسی باتیں بھی پہنچ چکی ہیں جو) سراسر حکمت (پر مبنی ہیں) لیکن (یہ اتنے ہٹ دھرم ہیں کہ) ان کو نہ ڈرانا فائدہ پہنچاتا ہے (اور نہ حکمت کی باتیں فائدہ پہنچاتی ہیں) (فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَىْءٍ نُّكُرٍ) تو (اے رسول) آپ ان سے روگردانی کریں۔ (قیامت کے دن ان کو اپنی ہٹ دھرمی کا انجام معلوم ہو جائے گا) جس دن ایک پکارنے والا ایک ناگوار چیز کی طرف بلائے گا (خُشَّعًا اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ) (اس دن لوگوں کی) آنکھیں نیچی ہوں گی (وہ اپنی اپنی) قبروں سے اس طرح نکل پڑیں گے گویا کہ وہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں (ان کے انتشار کی وہی کیفیت ہوگی جو ٹڈیوں

کی ہوتی ہے) وہ خوفزدہ ہو کر پکارنے والے کی طرف تیزی کے ساتھ بھاگ رہے ہوں گے (اور) کافریہ کہتے جارہے ہوں گے یہ دن بڑا سخت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ وَخَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ۝

(طٰہٰ ۔ ۱۰۸)

اس دن (تمام لوگ) ایک پکارنے والے کے پیچھے چلے جارہے ہوں گے۔ اس (کی پیروی) سے (سرمُو) انحراف نہ کریں گے، رحمٰن کے سامنے (سب کی) آوازیں پست ہو جائیں گی تو (اے رسول) آہٹ کے سوا آپ اور کچھ نہ سُن سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ۝ يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۚ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ۝

(قٓ ۔ ۴۱ تا ۴۲)

اور (اے رسول) سنیئے جس دن ایک پکارنے والا (کسی) نزدیک کے مقام سے پکارے گا، جس دن لوگ حق کے ساتھ (اس کی) چیخ کو سنیں گے، وہی (مُردوں کے زمین سے) نکلنے کا دن ہوگا۔

الغرض قیامت کے دن ایک بلانے والا بلائے گا۔ صور پھونکا جائے گا اس کی آواز ایک چیخ کے مانند ہوگی۔ جس ناگوار چیز کی طرف وہ بلائے گا وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب وکتاب کے لئے حاضری ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّرْقَدِنَا ۜ هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ۝ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝

(یٰسٓ ۔ ۵۱ تا ۵۳)

اور (اے رسول پھر جب) صور پھونکا جائے گا تو یہ لوگ قبروں سے نکل کر (فوراً) اپنے رب کی طرف تیزی کے ساتھ چل کھڑے ہوں گے (اور ایک دوسرے سے) کہیں گے ہائے ہماری خرابی! ہمیں ہماری خوابگاہوں سے کس نے اٹھا کھڑا کیا! یہ تو وہی ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسول سچ کہتے تھے (اور اے رسول) وہ تو بس ایک زوردار آواز ہوگی کہ (جس کو سنکر) وہ سب کے سب (فوراً) ہمارے پاس حاضر ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَإِنْ كُلٌّ لَمَّا جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝ (یٰسٓ - ۳۲)

اور (اے رسول، قیامت کے دن) یہ سب ہمارے سامنے حاضر کئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ۝ فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۝ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ۝ (المدثر - ۸ تا ۱۰)

جب صور پھونکا جائے گا تو وہ دن (بڑا) سخت ہوگا اور) کافروں پر تو وہ (قطعاً) آسان نہیں ہوگا۔

عمل

اے لوگو، اپنی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے اس دن سے ڈریئے جس دن آپ حساب وکتاب کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر کئے جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے۔ معجزہ شق القمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کے لئے کافی ہے۔

كَذَّبَتۡ قَبۡلَهُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ فَكَذَّبُوۡا

عَبۡدَنَا وَقَالُوۡا مَجۡنُوۡنٌ وَّازۡدُجِرَ ﴿۹﴾

فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّىۡ مَغۡلُوۡبٌ فَانۡتَصِرۡ ﴿۱۰﴾

فَفَتَحۡنَاۤ اَبۡوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنۡهَمِرٍ ﴿۱۱﴾

وَّفَجَّرۡنَا الۡاَرۡضَ عُيُوۡنًا فَالۡتَقَى

الۡمَآءُ عَلٰٓى اَمۡرٍ قَدۡ قُدِرَ ﴿۱۲﴾ وَحَمَلۡنٰهُ

عَلٰى ذَاتِ اَلۡوَاحٍ وَّدُسُرٍ ﴿۱۳﴾ تَجۡرِىۡ

بِاَعۡيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنۡ كَانَ كُفِرَ ﴿۱۴﴾

وَلَقَدۡ تَّرَكۡنٰهَاۤ اٰيَةً فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۵﴾

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِىْ وَنُذُرِ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۱۷﴾

ترجمہ ان سے پہلے قوم نوح نے بھی جھٹلایا تھا، انہوں نے ہمارے بندے (نوح) کی تکذیب کی اور کہنے لگے یہ تو دیوانے ہیں اور (ہمارے بزرگوں کے) جھڑکے ہوئے ⑨ (جب کافر کسی طرح باز نہیں آئے) تو نوح نے اپنے رب سے دعا کی میں مغلوب ہوں تو (ان سے) بدلہ لے ⑩ ہم نے (ان کی دعا کو قبول کیا اور) موسلا دھار بارش کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دئے ⑪ اور زمین میں چشمے جاری کر دئے یہاں تک کہ (آسمان اور زمین کا) پانی اس کام کے لئے جو مقدر تھا مل کر ایک ہوگیا ⑫ اور ہم نے نوح کو تختے اور کیلوں سے بنی ہوئی ایک کشتی پر سوار کر دیا ⑬ جو ہماری آنکھوں کے سامنے چل رہی تھی (کافروں کو غرقابی کی) یہ سزا اس شخص کی خاطر (دی جارہی تھی) جس کا انکار کیا گیا تھا ⑭ اور (اے رسول) ہم نے اس واقعہ کو (عبرت کی) ایک نشانی بنا کر چھوڑ دیا تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ⑮ (کافر اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے) تو (دیکھ لو) میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا رہا ⑯ اور (اے لوگو) ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ⑰

معانی و مصادر

(مُنْهَمِرٌ) اِنْهَمَرَ، يَنْهَمِرُ، اِنْهِمَارٌ (باب انفعال) بہنا، منہدم ہونا۔
(اِلْتَقٰى) اِلْتَقٰى، يَلْتَقِىْ، اِلْتِقَاءٌ (باب افتعال) ملنا۔
(قُدِرَ) قَدَرَ، يَقْدِرُ، قَدْرٌ (ض) مقدار یا اندازہ مقرر کرنا۔
(دُسُرٌ) دَسَرَ، يَدْسُرُ، دَسْرٌ (ن) دفع کرنا، کیلیں ٹھونک کر درست کرنا دُسُرٌ۔ دِسَارٌ کی جمع، کیلیں۔
(مُدَّكِرٌ) اِدَّكَرَ، يَدَّكِرُ، اِدِّكَارٌ (باب افتعال) ذکر کرنا، حفظ کرنا، یاد کرنا، نصیحت حاصل کرنا۔

تفسیر کفارِ مکہ شق القمر کا معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے تو اللہ تعالیٰ نے بطور تنبیہ ان خبروں کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس میں تنبیہ کی گئی تھی۔ آیاتِ زیرِ تفسیر اور ان کے بعد آنے والی آیات میں اللہ تعالیٰ نے بطور یاد دہانی ان خبروں کا صراحتاً اور مختصراً ذکر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (کَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّ ازْدُجِرَ) (اے رسول، کفارِ مکہ نے اگر آپ کو جھٹلا دیا تو کیا ہوا) ان سے پہلے قوم نوح نے بھی (نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو) جھٹلایا تھا۔ انہوں نے ہمارے بندے (نوح) کی تکذیب کی اور کہنے لگے یہ تو دیوانے ہیں اور (ہمارے بزرگوں کے) جھڑکے ہوئے ہیں (ان پر ہمارے بزرگوں کی پھٹکار ہے اس لئے ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں)۔

اسی قسم کی بات ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی کی گئی تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ○ اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ۚ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ○

(ھود۔ ۵۳ و ۵۴)

(قوم کے لوگوں نے) کہا اے ہود، تم ہمارے پاس (اپنی نبوت کی) کوئی کھلی نشانی لے کر تو آئے نہیں لہٰذا (محض) تمہارے کہنے سے ہم نہ اپنے معبودوں کو چھوڑ سکتے ہیں اور نہ تم پر ایمان لا سکتے ہیں، ہم تو بس یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے کسی معبود نے تمہیں دیوانگی میں مبتلا کر دیا ہے (اسی لئے تم بہکی بہکی باتیں کرتے ہو)۔ ہود نے کہا میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں ان شریکوں سے جو تم نے بنا رکھے ہیں بیزار ہوں۔

آگے فرمایا (فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ) (جب کافر کسی طرح باز نہیں آئے) تو نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنے رب سے دعا کی (اے میرے رب) میں مغلوب ہوں (میں مظلوم ہوں میں تو ان سے بدلہ نہیں لے سکتا) تو (ان سے) بدلہ لے (فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ) ہم نے (ان کی دعا قبول کی اور) موسلا دھار بارش کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دئے (وَفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ) اور زمین میں چشمے جاری کر دئے الغرض (پانی برستا رہا، چشمے ابلتے رہے یہاں تک کہ آسمان اور زمین کا) پانی اس کام کے لئے جو مقدر تھا مل کر ایک ہو گیا (وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ) اور (اے رسول، پھر) ہم نے نوح کو تختے اور کیلوں سے بنی ہوئی ایک کشتی پر سوار کر لیا (تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ) جو ہماری آنکھوں کے سامنے (ہماری نگرانی میں) چل رہی تھی (جو لوگ کشتی میں سوار نہیں ہوئے یعنی کافر ان کو ڈبو دیا گیا اور) یہ سزا

(ان کو) اس شخص کی خاطر دی گئی جس کا انکار کیا گیا تھا (نوح علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو جھٹلایا گیا، انکی رسالت کا انکار کیا گیا اور ان کو ستایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے کافروں کو غرق کر کے اس ظلم و زیادتی کا بدلہ ان سے لیا جو وہ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کرتے رہے تھے۔ اس طرح نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ دعا جس کا ذکر فَانْتَصِرْ کے الفاظ میں اوپر گذر چکا ہے قبول ہوئی۔

نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو ظلم و زیادتی ہوئی اس طرف مندرجہ ذیل آیت میں اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۝ (نوح۔ ۲۲) (نوح نے کہا اے میرے رب) ان (کافروں) نے (میرے خلاف) بڑی بُری تدبیریں کیں۔

آگے فرمایا (وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ) اور (اے رسول) ہم نے اس (واقعہ) کو (عبرت کی) ایک نشانی بنا کر چھوڑ دیا تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا (کہ اس واقعہ سے عبرت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کے رسولوں اور اللہ تعالیٰ کی کتابوں کا انکار نہ کرے۔ ان پر ایمان لے آئے اور آخرت میں سرخروئی حاصل کرے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ سمجھ لے کہ وہ عنقریب عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا) (فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ) نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی (قوم نے ایمان قبول نہیں کیا اور کفر سے باز نہیں آئے) تو دیکھ لو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا رہا (جس عذاب سے میں ڈرایا کرتا تھا آخر وہ عذاب آیا اور اس نے قوم کو تباہ و برباد کر دیا۔ اگر کفار مکہ ایمان نہیں لائے تو عذاب آئے گا اور وہ بھی اسی طرح برباد کر دئے جائیں گے جس طرح نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم برباد کر دی گئی (وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ) (اب بھی وقت ہے کہ وہ ایمان لے آئیں اور (قرآن مجید سے نصیحت حاصل کریں) بے شک ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسولوں پر اور اس کی کتابوں پر ایمان لائیے۔ عذاب الٰہی سے ڈرتے رہئے اور قرآن مجید سے نصیحت حاصل کر کے اپنی آخرت کو سنوارئیے۔

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي
وَنُذُرِ ﴿۱۸﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا
صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾
تَنزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ
نَخْلٍ مُّنقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي
وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ
لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾

ترجمہ

(قوم) عاد نے بھی (اپنے رسول کی) تکذیب کی تو (دیکھ لو) میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا رہا (۱۸)
ہم نے ان پر ہمیشہ باقی رہنے والی نحوست کے دن ایک تیز آندھی چلائی (۱۹) وہ (لوگوں
کو) اس طرح اکھاڑ پھینکتی تھی گویا کہ وہ کھجور کے اکھڑے ہوئے درختوں کے تنے ہیں (۲۰) پھر (دیکھ لو)
میرا عذاب اور ڈرانا کیسا رہا (۲۱) اور (اے لوگو) ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے تو
ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا (۲۲)

معانی و مصادر

(صَرْصَرٌ) صَرْصَرَ، يُصَرْصِرُ، صَرْصَرَةٌ (باب فعللة۔ رباعی مجرد) چیخنا، جمع کرنا۔

(نَحْسٌ) نَحِسَ، يَنْحَسُ، نَحَسٌ (س) نَحُسَ، يَنْحُسُ نُحُوسَةً و نَحَاسَةً (ک) منحوس ہونا (نَحْسٌ = منحوس)۔

(تَنْزِعُ) نَزَعَ، يَنْزِعُ، نَزْعٌ (ض) کھینچ لینا، علیحدہ کرنا، معزول کرنا۔

(أَعْجَازٌ) أَعْجَازٌ = عَجُزٌ کی جمع، جڑیں۔

(مُنْقَعِرٌ) اِنْقَعَرَ، يَنْقَعِرُ، اِنْقِعَارٌ (باب انفعال) اکھڑ جانا (مُنْقَعِرٌ = اکھڑ جانے والا)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کی عبرت کے لئے حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کا حال سنایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ) (قوم) عاد نے بھی (اپنے رسول کی) تکذیب کی تو (دیکھ لو) میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا رہا (جس عذاب سے ڈراتا تھا آخر وہ عذاب آیا اور اس نے قوم عاد کو تباہ کر کے رکھ دیا) (إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُسْتَمِرٍّ) ہم نے ان پر ہمیشہ باقی رہنے والی نحوست کے دن ایک تیز آندھی چلائی (تَنْزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ) وہ (قوم عاد کے لوگوں کو) اس طرح اکھاڑ پھینکتی تھی گویا کہ وہ (لوگ) اکھڑے ہوئے کھجور کے درختوں کے تنے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ فَهَلْ تَرَىٰ لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ ۝

(الحاقۃ - ۶ تا ۸)

اور عاد کو انتہائی تیز آندھی سے ہلاک کیا گیا۔ اللہ نے اس (آندھی) کو سات منحوس راتیں اور آٹھ منحوس دن ان پر مسخر کر دیا تو (اے رسول) اگر آپ (عذاب کے بعد) ان لوگوں کو دیکھتے (تو یہ دیکھتے کہ) وہ اس طرح (زمین پر) پڑے ہوئے ہیں گویا کہ وہ کھجور کے گرے ہوئے تنے ہیں۔ (ان کو نیست و نابود کر دیا گیا) تو کیا آپ ان میں سے (اب) کسی کو باقی (بچا ہوا) دیکھتے ہیں۔

نحوست کو ہمیشہ باقی رہنے والی اس لئے کہا گیا کہ وہ نحوست جس کا آغاز عذاب کے دن ہوا تھا کبھی ختم ہونے والی نہیں تھی۔ وہ دنیا میں بھی جاری رہی اور موت کے بعد قبر میں، قیامت کے دن اور دوزخ میں بھی جاری رہے گی، کبھی اس سے نجات نہیں ملے گی۔

آگے فرمایا (فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ) پھر (دیکھ لو) میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا رہا

(آخر جس عذاب سے ہیں نے انہیں ڈرایا تھا اس عذاب نے انہیں نیست و نابود نہیں کر دیا) وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ اور (اے کفار، اب بھی وقت ہے ایمان لے آؤ قرآن مجید سے نصیحت حاصل کرو) ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا (اگر اب بھی تم ایمان نہ لائے تو تمہیں اسی طرح برباد کر دیا جائے گا جس طرح قوم عاد کو برباد کیا گیا)۔

عمل

اے لوگو، قوم عاد کے واقعہ سے نصیحت حاصل کیجئے اور قرآن مجید پر ایمان لے آئیے۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾ فَقَالُوْٓا
اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ اِنَّآ اِذًا
لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ
عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ
اَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ
الْاَشِرُ ﴿۲۶﴾ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً
لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿۲۷﴾ وَنَبِّئْهُمْ
اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ كُلُّ
شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ﴿۲۸﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ

فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَكَيْفَ كَانَ
عَذَابِىْ وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ
صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ
الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ
لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾

ترجمہ (قوم) ثمود نے بھی (اپنے) ڈرانے والوں کو جھٹلایا (۲۳) کہنے لگے کیا ہم اپنے ہی میں سے ایک آدمی کی پیروی کریں، اگر ہم ایسا کریں (تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) ہم یقیناً گمراہی اور جنون میں (مبتلا ہو گئے) (۲۴) کیا ہم لوگوں میں بس یہی ایک رہ گئے تھے کہ ان پر نصیحت نازل کی گئی (نہیں، بات یہ نہیں ہے) بلکہ یہ جھوٹے اور شیخی خورے ہیں (۲۵) (اللہ نے فرمایا) انہیں کل معلوم ہو جائیگا کہ کون جھوٹا اور شیخی خورا ہے (۲۶) ہم ان کی آزمائش کے لئے ایک اونٹنی بھیجنے والے ہیں (اے صالح) تم ان کو دیکھتے رہو اور صبر کرتے رہو (۲۷) اور (اے صالح) ان کو بتا دو کہ ان کے اور (اونٹنی کے درمیان پانی (پینے کے دنوں کو) تقسیم کر دیا گیا ہے، ہر ایک کو اپنے پینے کے دن ہی حاضر ہونا ہے (۲۸) (کافر اس آزمائش میں پورے نہیں اترے) انہوں نے اپنے رفیق کو بلایا (اور اس سے اونٹنی کو جان سے مارنے کے لئے کہا) وہ کھڑا ہوا اور اس نے (اس اونٹنی کی) کونچیں کاٹ دیں (۲۹) پھر (دیکھ لو) ہمارا عذاب اور ہمارا ڈرانا کیسا رہا (۳۰) ہم نے ان پر ایک زوردار آواز بھیجی تو وہ ایسے ہو گئے جیسے کسی باڑ والے کی روندی ہوئی باڑ (۳۱) اور (اے لوگو) ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟ (۳۲)

معانی و مصادر

(سُعُرٌ) سَعَرَ، یَسْعُرُ، سَعْرٌ (ن) بھڑکانا (سُعُرٌ = جنون = سُعْرٌ)۔
(اَشِرَ) اَشِرَ، یَاْشَرُ، اَشَرٌ (س) اترانا (اَشِرٌ = اترانے والا)
(اِرْتَقِبْ) اِرْتَقَبَ، یَرْتَقِبُ، اِرْتِقَابٌ (باب افتعال) انتظار کرنا۔
(اِصْطَبِرْ) اِصْطَبَرَ، یَصْطَبِرُ، اِصْطِبَارٌ (باب افتعال) صبر کرنا۔
(قِسْمَةٌ) قَسَمَ، یَقْسِمُ، قَسْمٌ (ض) تقسیم کرنا۔ (قِسْمَةٌ = حصہ)
(شِرْبٌ) شَرِبَ، یَشْرَبُ، شُرْبٌ (س) پینا۔ (شِرْبٌ = پینے کا پانی، پینے کا وقت، پانی پر آنا، پانی کا حصہ)۔
(مُحْتَضَرٌ) اِحْتَضَرَ، یَحْتَضِرُ، اِحْتِضَارٌ (باب افتعال) حاضر ہونا، حاضر کرنا (مُحْتَضَرٌ = مَشْهَدٌ، حاضر ہونے کی جگہ)۔
(نَادَوْا) نَادٰی، یُنَادِیْ، مُنَادَاةٌ (باب مفاعلۃ) پکارنا
(تَعَاطٰی) تَعَاطٰی، یَتَعَاطٰی، تَعَاطِیْ (باب تفاعل) لینا، کسی کام کے لئے مستعد ہونا، کھڑے ہونا۔
(عَقَرَ) عَقَرَ، یَعْقِرُ، عَقْرٌ (ض) بانجھ ہونا، زخمی کرنا، نحر کرنا، کونچیں کاٹ دینا (کونچیں ان پٹھوں کو کہتے ہیں جو ایڑی کے اوپر پیچھے کی طرف ہوتے ہیں)۔
(هَشِیْمٌ) هَشَمَ، یَهْشِمُ، هَشْمٌ (ض) توڑنا۔ (هَشِیْمٌ = مَهْشُوْمٌ = ٹوٹنے والی خشک نباتات)۔
(مُحْتَظِرٌ) اِحْتَظَرَ، یَحْتَظِرُ، اِحْتِظَارٌ (باب افتعال) روکنا، روک کر دوسرے کو محروم کر دینا (مُحْتَظِرٌ = روکنے والا۔ باڑ والا)۔

تفسیر

کفار مکہ کی عبرت کے لئے اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کے بعد قوم ثمود کا قصہ بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ) (قوم) ثمود نے بھی (اپنے) ڈرانے والوں کو جھٹلایا (فَقَالُوْا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗۤ اِنَّاۤ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ) کہنے لگے کیا ہم اپنے ہی میں سے ایک آدمی کی پیروی کریں، اگر ہم ایسا کریں تو (ہمیں سمجھنا چاہئے کہ) ہم یقیناً گمراہی اور جنون میں (مبتلا ہو گئے) (ءَاُلْقِیَ الذِّكْرُ عَلَیْهِ مِنْۢ بَیْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ) کیا ہم لوگوں میں بس یہی ایک رہ گئے تھے کہ ان پر نصیحت نازل کی گئی (نہیں، بات یہ نہیں ہے) بلکہ یہ جھوٹے اور شیخی خورے ہیں (سَیَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ) (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) انہیں کل (یعنی عنقریب) معلوم ہو جائے گا کہ کون جھوٹا اور شیخی خورا ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ○ (قوم کے لوگوں نے) کہا آپ پر کسی نے جادو کر

مَآ اَنۡتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا فَاۡتِ بِاٰيَةٍ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ○

(الشعرآء - ۱۵۳ و ۱۵۴)

دیا ہے۔ آپ کچھ نہیں بس ہم جیسے ایک آدمی ہیں۔ اگر (واقعی) آپ (دعویٰ نبوت میں) سچے ہیں تو کوئی نشانی پیش کیجئے۔

کفار نے نشانی کا مطالبہ کیا تو اللہ نے فرمایا (اِنَّا مُرۡسِلُوا النَّاقَةِ فِتۡنَةً لَّهُمۡ فَارۡتَقِبۡهُمۡ وَاصۡطَبِرۡ) ہم ان کی آزمائش کے لئے ایک اونٹنی بھیجنے والے ہیں تو (اے صالح) تم ان کو دیکھتے رہو اور صبر کرتے رہو (وَنَبِّئۡهُمۡ اَنَّ الۡمَآءَ قِسۡمَةٌۢ بَيۡنَهُمۡ كُلُّ شِرۡبٍ مُّحۡتَضَرٌ) اور (اے صالح) ان کو بتادو کہ ان کے اور اونٹنی کے درمیان پانی (پینے کے دنوں) کو تقسیم کردیا گیا ہے (باری باری سے) ہر ایک کو اپنے پینے کے دن ہی حاضر ہونا ہے (فَنَادَوۡا صَاحِبَهُمۡ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ) (کافروں کو یہ تقسیم ناگوار گذری، وہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش میں پورے نہیں اترے) انہوں نے اپنے ایک رفیق کو بلایا (اور اس سے اونٹنی کو جان سے مارنے کے لئے کہا) وہ کھڑا ہوا اور (اس نے اس اونٹنی کی) کونچیں کاٹ دیں۔

حضرت عبداللہ بن زمعہؓ فرماتے ہیں:۔

سَمِعۡتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الَّذِيۡ عَقَرَ النَّاقَةَ قَالَ انۡتَدَبَ لَهَا رَجُلٌ ذُوۡعِزَّةٍ وَّمَنۡعَةٍ فِيۡ قُوَّةٍ كَاَبِيۡ زَمۡعَةَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ والی ثمود اخاھم صالحا جزدوم صفحہ ۱۸)

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے اس شخص کا ذکر کیا جس نے حضرت صالح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اونٹنی کو مارا تھا۔ آپ نے فرمایا ایک عزت دار، زوردار صاحب قوت شخص نے اس کے مار ڈالنے کا ذمہ لیا (وہ ایسا تھا جیسا ہمارے زمانے میں) ابو زمعہ ہے۔

آگے فرمایا (فَكَيۡفَ كَانَ عَذَابِيۡ وَنُذُرِ) پھر (اے کفار مکہ تم نے دیکھا) ہمارا عذاب اور ہمارا ڈرانا کیسا رہا (اِنَّآ اَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ صَيۡحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوۡا كَهَشِيۡمِ الۡمُحۡتَظِرِ) ہم نے ان پر ایک زوردار ہوا بھیجی تو وہ ایسے ہو گئے جیسے کسی باڑ والے کی روندی ہوئی باڑ (یعنی ان کو تباہ و برباد کر دیا گیا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَخَذَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوا الصَّيۡحَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِيۡ دِيَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَ ○ كَاَنۡ لَّمۡ يَغۡنَوۡا فِيۡهَا ۗ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوۡدَا۟ كَفَرُوۡا رَبَّهُمۡ ۗ اَلَا بُعۡدًا لِّثَمُوۡدَ ○

(ھود - ۶۷ و ۶۸)

اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان کو ایک سخت آواز نے پکڑ لیا پھر ان لوگوں کی ایسی حالت میں صبح ہوئی کہ وہ سب اپنے اپنے گھروں میں گرے ہوئے (مُردہ) پڑے تھے۔ (پھر وہ اس طرح نیست و نابود ہو گئے) گویا وہ کبھی ان (گھروں) میں رہے ہی نہ تھے، خبردار ہو جاؤ

ثمود نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا، خبردار ہو جاؤ ثمود کو (رحمت سے) دُور کر دیا گیا۔

آگے فرمایا (وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ) (اے کفار مکہ، اس قصہ سے عبرت حاصل کرو اور قرآن مجید کی نصیحت پر عمل کرو) ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔

عمل

اے لوگو، قوم ثمود کی تباہی اور بربادی سے عبرت حاصل کیجئے اور ایمان لے آئیے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾ إِنَّآ
أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّآ آلَ
لُوطٍ ، نَجَّيْنَٰهُم بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ نِعْمَةً
مِّنْ عِندِنَا ، كَذَٰلِكَ نَجْزِى
مَن شَكَرَ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ أَنذَرَهُم
بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾ وَ
لَقَدْ رَاوَدُوهُ عَن ضَيْفِهِ
فَطَمَسْنَآ أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِى
وَنُذُرِ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُم بُكْرَةً

عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ
وَنُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ
لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ ﴿۴۰﴾

ترجمہ (اور اے کفار مکہ) قوم لوط نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا ﴿۳۳﴾ ہم نے لوط کے گھر والوں کے علاوہ ان سب پر پتھروں کی بارش کی (اور ان سب کو ہلاک کر دیا لیکن) لوط کے گھر والوں کو ہم نے صبح کے وقت ہی (عذاب سے) بچا (کر نکال) لیا ﴿۳۴﴾ (یہ) ہمارا (ان پر) فضل و کرم (تھا)، ہم شکر کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں ﴿۳۵﴾ اور (اے کفار مکہ) لوط نے ان کو ہماری پکڑ سے ڈرایا تھا لیکن وہ ڈرانے (کے معاملہ) میں (ان سے) جھگڑنے لگے ﴿۳۶﴾ اور ان سے ان کے مہمانوں کو طلب کرنے لگے تو ہم نے (ان کی آنکھوں کو مٹا دیا (اور ان سے کہا) لو اب میرے عذاب اور (میرے) ڈرانے کا مزا چکھو ﴿۳۷﴾ الغرض صبح سویرے ہی ان پر نہ ٹلنے والا عذاب نازل ہو گیا ﴿۳۸﴾ (میں نے کہا) لو اب میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزا چکھو ﴿۳۹﴾ اور (اے لوگو) ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا! ﴿۴۰﴾

معانی و مصادر (حَاصِبٌ) حَصَبَ، یَحْصِبُ، حَصْبٌ (ض ون) کنکری مارنا، پتھر کا فرش بنانا (حَاصِبٌ = سنگریزوں والی آندھی)

(بَطْشَةٌ) بَطَشَ، یَبْطِشُ، بَطْشٌ (ن وض) پکڑنا (بَطْشَةٌ = پکڑ)

(تَمَارَوْا) تَمَارٰی، یَتَمَارٰی، تَمَارِیْ (باب تفاعل) جھگڑنا، مجادلہ کرنا۔

(رَاوَدُوْا) رَاوَدَ، یُرَاوِدُ، مُرَاوَدَةٌ و رِوَادٌ (باب مفاعلہ) چاہنا، پھسلانا، دھوکہ دے کر غلط کام کرانا۔

(طَمَسْنَا) طَمَسَ، یَطْمِسُ، طَمْسٌ (ن، ض) مٹانا، مٹنا۔ طَمَسَ، یَطْمِسُ، طُمُوْسٌ (ن وض) مٹنا۔

(صَبَّحَ) صَبَّحَ، یُصَبِّحُ، تَصْبِیْحٌ (باب تفعیل) کسی کے پاس صبح کے وقت جانا، صبح کے وقت

دعائے خیر کہنا، صبح کو بلانا۔
(بُكْرَةٌ) بَكَرَ، يَبْكُرُ، بُكُورٌ (ن) آگے بڑھنا، صبح کے وقت آنا، صبح کے وقت کرنا
بُكْرَةٌ = صبح)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۭ بِالنُّذُرِ) (اے کفارِ مکہ) قوم لوط نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا (اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ، نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ) ہم نے لوط کے گھر والوں کے علاوہ سب پر پتھروں کی بارش کی (اور ان سب کو ہلاک کر دیا لیکن) لوط کے گھر والوں کو ہم نے صبح کے وقت ہی (عذاب سے بچا) (کر نکال) لیا۔

لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی بستی میں صرف لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر والے ایمان لائے تھے۔ ان گھر والوں میں سے بھی ایک بوڑھی عورت جو لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوی تھی ایمان نہیں لائی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

(الذاریات - ۳۵، ۳۶)

تو (اے رسول) اس (بستی) میں جتنے مؤمن تھے ہم نے ان کو نکال لیا اور (اے رسول) ہمیں اس بستی میں ایک گھر کے علاوہ مسلمین کا کوئی اور گھر نہیں ملا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا، فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

(الاعراف - ۸۳، ۸۴)

پھر ہم نے (لوط) کو اور ان کے (تمام) اہل وعیال کو نجات دی سوائے ان کی بیوی کے جو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ (پیچھے رہ گئی)۔ پھر ہم نے ان پر (پتھروں) کی بارش برسائی (اور ان کو نیست و نابود کر دیا) تو (اے رسول) آپ دیکھ لیں کہ مجرمین کا انجام کیسا ہوا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً، وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (الشعرآء - ۱۷۰ تا ۱۷۴)

پھر ہم نے ان کو اور ان کے سب گھر والوں کو (عذاب سے) بچا لیا سوائے ایک بڑھیا کے (جو) پیچھے رہ جانے والوں میں (رہ گئی)۔ پھر ہم نے باقی لوگوں کو نیست و نابود کر دیا۔ ہم نے ان پر (پتھروں کی) بارش برسائی، تو جو بارش ان

لوگوں پر جو (عذاب سے) ڈرائے گئے تھے ہوئی
وہ بُری (بارش) تھی۔ بے شک اس (قصہ) میں
(بڑی عبرت انگیز اور نصیحت آموز نشانی) ہے
لیکن ان میں سے اکثر لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے۔

آگے فرمایا (نِعۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِنَا، كَذٰلِكَ نَجۡزِیۡ مَنۡ شَكَرَ) یہ ہمارا (ان پر فضل وکرم (تھا) ہم شکر کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں (وَلَقَدۡ اَنۡذَرَهُمۡ بَطۡشَتَنَا فَتَمَارَوۡا بِالنُّذُرِ) اور (اے کفار مکہ) لوط نے ان کو ہماری پکڑ سے ڈرایا تھا لیکن وہ ڈرانے (کے معاملہ) میں (ان سے) جھگڑنے لگے۔ (وَلَقَدۡ رَاوَدُوۡهُ عَنۡ ضَيۡفِهٖ فَطَمَسۡنَاۤ اَعۡيُنَهُمۡ فَذُوۡقُوۡا عَذَابِیۡ وَنُذُرِ) اور (اے کفار مکہ) وہ لوط سے ان مہمانوں کو طلب کرنے لگے تو ہم نے ان کی آنکھوں کو مٹا دیا (اور ان سے کہا) لو اب میرے عذاب اور (میرے) ڈرانے کا مزا چکھو (یعنی تم کو ڈرایا گیا تھا، تمہیں عذاب کی وعید سنائی گئی تھی لیکن تم نے اس وعید کی پرواہ نہیں کی تو اب اس وعید کے مطابق آنے والے عذاب کا مزا چکھو) (وَلَقَدۡ صَبَّحَهُمۡ بُكۡرَةً عَذَابٌ مُّسۡتَقِرٌّ) الغرض صبح سویرے ہی ان پر نہ ٹلنے والا عذاب نازل ہو گیا (وہ عذاب ایسا تھا کہ کسی کے ٹالے نہ ٹل سکتا تھا۔ اس عذاب نے ان کا پیچھا نہیں چھوڑا جب تک ان کو نیست و نابود دیا) (فَذُوۡقُوۡا عَذَابِیۡ وَنُذُرِ) (میں نے ان سے کہا) لو اب میرے عذاب اور میری وعید کا مزا چکھو۔

اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی تباہی و بربادی کا حال کفار مکہ کو عبرت کے لئے سُنایا۔ اس میں کفار مکہ کے لئے ایک قسم کی دھمکی تھی وہ یہ کہ اگر وہ ایمان نہ لائے تو ان کا بھی یہی حشر ہو گا۔ انہیں چاہئے کہ ایمان لے آئیں، اپنی بربادی کو دعوت نہ دیں، قرآن مجید کی نصیحت پر عمل کریں (وَلَقَدۡ يَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّكۡرِ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّكِرٍ) اور (یہ نہ سمجھیں کہ قرآن مجید کا سمجھنا مشکل ہے، نہیں، مشکل نہیں ہے) ہم نے نصیحت کے لئے قرآن کو آسان کر دیا ہے تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ اس نے آپ کی ہدایت کے لئے قرآن مجید نازل فرمایا۔ شکر ادا کرنے کے لئے قرآن مجید پر عمل کیجئے۔ قرآن مجید پر عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ آپ کو عذاب سے بچا لے گا ورنہ یاد رکھیئے جس طرح لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم پر عذاب آیا تھا اسی طرح ڈر ہے کہیں آپ پر عذاب نہ نازل ہو جائے۔

وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ
عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ
مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ
فِى الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ
مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ
الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ
وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿۴۶﴾ اِنَّ
الْمُجْرِمِيْنَ فِىْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿۴۷﴾

يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى
وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾
اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾
وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۢ
بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ
فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾ وَكُلُّ شَیْءٍ
فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَكُلُّ صَغِيْرٍ
وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ
فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِيْ مَقْعَدِ

صِدۡقٍ عِنۡدَ مَلِيۡكٍ مُّقۡتَدِرٍ ﴿۵۵﴾

ترجمہ اور (اے کفار مکہ) قوم فرعون کے پاس بھی (ہماری طرف سے) ڈرانے والے پہنچے تھے ﴿۴۱﴾ انہوں نے ہماری تمام نشانیوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو اس طرح پکڑ لیا جس طرح ایک غالب اور با اقتدار (بادشاہ) پکڑتا ہے ﴿۴۲﴾ (اے کفار مکہ، بتاؤ) کیا تمہارے کافران (پرانے لوگوں) سے بہتر ہیں (کہ عذاب سے محفوظ رہیں گے) یا (پہلی) کتابوں میں تم کو معافی (کی کوئی ضمانت دے دی گئی) ہے ﴿۴۳﴾ (اور اے رسول) کیا یہ کہتے ہیں کہ ہم غالب آنے والی (مضبوط) جماعت ہیں ﴿۴۴﴾ عنقریب یہ جماعت شکست کھائے گی اور یہ (لوگ) پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے ﴿۴۵﴾ (اور یہ سزا تو کچھ بھی) نہیں (اصلی سزا تو انہیں) قیامت (کے دن ملے گی جس) کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور قیامت (کا دن) زیادہ سخت اور زیادہ کڑوا ہے ﴿۴۶﴾ بے شک گنہگار لوگ گمراہی اور جنون میں مبتلا ہیں ﴿۴۷﴾ (قیامت کے) دن یہ لوگ اپنے مونہوں کے بل دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا) اب آگ کا مزا چکھو ﴿۴۸﴾ (اور اے کافرو) ہم نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) اندازے کے مطابق پیدا کیا ہے ﴿۴۹﴾ اور ہمارا حکم تو بس ایک پلک جھپکنے کی طرح واقع ہوتا ہے ﴿۵۰﴾ اور (اے کافرو) ہم نے تمہاری (طرح کی کئی) جماعتوں کو ہلاک کر ڈالا تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟ ﴿۵۱﴾ اور (اے کافرو) جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب (ان کے) اعمال ناموں میں (لکھا ہوا) ہے ﴿۵۲﴾ اور ہر چھوٹا اور بڑا (عمل) لکھ لیا گیا ہے ﴿۵۳﴾ بے شک متقی لوگ باغوں اور نہروں میں (شاداں و فرحاں) ہوں گے ﴿۵۴﴾ با اقتدار بادشاہ کے پاس ایک سچے (باعزت) مقام میں ﴿۵۵﴾

معانی و مصادر

(بَرَآءَةٌ) بَرِئَ، يَبۡرَئُ، بُرُوۡءٌ و بَرَآءَةٌ و بَرَآءٌ (س) عیب یا قرض سے سبکدوش ہونا یا سلامت رہنا۔

(زُبُرٌ) زَبَرَ، يَزۡبُرُ، زَبۡرٌ (ن) لکھنا، منع کرنا، جھڑکی دینا (زُبُرٌ = زَبُوۡرٌ کی جمع، کتابیں)

(مُنۡتَصِرٌ) اِنۡتَصَرَ، يَنۡتَصِرُ، اِنۡتِصَارٌ (باب انتعال) غالب ہونا، بدلہ لینا۔

(يُهۡزَمُ) هَزَمَ، يَهۡزِمُ، هَزۡمٌ (ض) شکست دینا۔

(يُوَلُّوۡنَ) وَلّٰی، يُوَلِّيۡ، تَوۡلِيَةٌ (باب تفعیل) پیٹھ پھیرنا۔

(دُبُرٌ) دَبَرَ، يَدۡبُرُ، دَبۡرٌ و دُبُوۡرٌ (ن) منہ موڑنا (دُبُرٌ = کسی چیز کا آخری حصہ، جمع اَدۡبَارٌ)

(مَوۡعِدٌ) وَعَدَ، يَعِدُ، وَعۡدٌ (ض) وعدہ کرنا (مَوۡعِدٌ = وعدہ کی جگہ، وعدہ کا وقت)

(اَدۡهٰی) دَهٰی، يَدۡهِيۡ، دَهۡيٌ (ض) مصیبت پہنچانا۔

(اَدْھٰی، دَھِیٌّ سے اسم تفضیل ہے)
(اَمَرُّ) مَرَّ، یَمُرُّ، مَرَارَۃٌ (ن، ف) کڑوا ہونا (اَمَرُّ = اسم تفضیل ہے۔ مُرٌّ = کڑوا)۔
(یُسْحَبُوْنَ) سَحَبَ، یَسْحَبُ، سَحْبٌ (ف) گھسیٹنا۔
(سَقَرُ) سَقَرُ = دوزخ۔
(لَمْحٌ) لَمَحَ، یَلْمَحُ، لَمْحٌ (ف) دیکھنا، نظرِ خفیف سے دیکھنا، جھپکانا۔
(شَاعَ) شَاعَ، یَشِیْعُ، شِیَاعٌ (ض) پیروی کرنا اور ساتھ دینا اَشْیَاعٌ = شِیْعَۃٌ کی جمع، اتباع وانصار۔
(مَلِیْکٌ) مَلَکَ، یَمْلِکُ، مُلْکٌ، مَلَکَۃٌ، مَمْلُکَۃٌ (ض) مالک ہونا مَلِیْکٌ = بادشاہ جمع مُلَکَآء)۔

تفسیر فرعون کی قوم کا یہ آخری قصّہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے کفّارِ مکّہ کی عبرت کے لئے اس سورت میں بیان فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ) اور (اے کفارِ مکہ) قومِ فرعون کے پاس بھی (ہماری طرف سے) ڈرانے والے پہنچے تھے (کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا کُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ) انہوں نے ہماری تمام نشانیوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو اس طرح پکڑ لیا جس طرح ایک غالب اور با اقتدار (بادشاہ) پکڑتا ہے۔

جن نشانیوں کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے ان کا ذکر سورۂ اعراف میں گذر چکا ہے دو نشانیوں کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ○
وَّنَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ ○
(الاعراف - ۱۰۷ و ۱۰۸)

(موسیٰ) نے اپنا عصاء (زمین پر) ڈال دیا تو وہ سچ مچ کا اژدہا بن گیا۔ (موسیٰ نے) اپنا ہاتھ (گریبان سے) نکالا تو وہ دیکھنے والوں کے لئے سفید (جھک) بن گیا۔

تیسری نشانی کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِیْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَذَّکَّرُوْنَ ○
(الاعراف - ۱۳۰)

اور (اے رسول) پھر ہم نے قومِ فرعون کو قحط سالیوں میں اور پھلوں کے نقصان میں مبتلا کر دیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

قومِ فرعون کو قحط میں مبتلا کیا گیا لیکن وہ ایمان نہیں لائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو مزید پانچ

نشانیاں دکھائیں جن کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ○

(الاعراف - ۱۳۳)

پھر (اے رسول) ہم نے ان پر طوفان، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک اور خون (کا عذاب) بھیجا (یہ سب) نشانیاں علیحدہ علیحدہ بھیجی گئی تھیں لیکن انہوں نے (ہر مرتبہ) تکبر کیا اور وہ تھے ہی بڑے گنہگار۔

نویں نشانی سمندر کا پھٹ جانا اور اس میں قوم فرعون کا غرق ہو جانا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ○

(الشعراء - ۶۳)

(اور اے رسول) ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنے عصا کو سمندر پر مارو (انہوں نے اپنے عصا کو سمندر پر مارا) تو وہ پھٹ گیا اور ہر ٹکڑا ایک بڑے پہاڑ کی مثل ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ○

(الاعراف - ۱۳۶)

بالآخر ہم ان سے بدلہ لے کر ہی رہے، ہم نے ان کو سمندر میں ڈبو دیا اس لئے کہ وہ (مسلسل) ہماری آیتوں کو جھٹلاتے رہے اور ان سے غفلت برتتے رہے۔

سمندر کا پھٹ جانا آخری نشانی تھی ان نو نشانیوں کو دیکھ کر بھی وہ ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالےٰ نے ان کو سمندر کے وسط میں پکڑ لیا اور ایسا مضبوطی سے پکڑا کہ وہ اپنے کو چھڑا نہ سکے اور بالآخر غرق ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کی عبرت کے لئے مذکورہ بالا پانچ قوموں کی تباہی و بربادی کا حال سنا کر فرمایا (اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِى الزُّبُرِ) (اے کفار مکہ، بتاؤ) کیا تمہارے (زمانے کے) کافران (گذرے ہوئے زمانوں کے کافروں) سے (طاقت، سازوسامان، دوست وغیرہ کے لحاظ سے) بہتر ہیں (کہ اپنا دفاع کریں گے اور عذاب الٰہی سے بچ جائیں گے) یا پہلی کتابوں میں تم کو معافی کی کوئی ضمانت دے دی گئی) ہے (جس پر تم نازاں ہو)

کفار مکہ کسی لحاظ سے بھی گذشتہ قوموں سے بہتر نہیں تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ، هِيَ حَسْبُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ، فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ، اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ، اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ، فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝

(التوبۃ - ۶۸ تا ۷۰)

اللہ نے منافق مردوں، منافق عورتوں اور (ان کے علاوہ تمام) کفار کو آتش جہنم کی وعید سُنادی ہے۔ جہنم میں وہ ہمیشہ رہیں گے (اور) وہی ان کے لئے کافی ہے۔ اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔ (اے منافقین تمہاری حالت بالکل ان لوگوں جیسی ہے) جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ حالانکہ وہ قوت کے لحاظ سے تم سے زیادہ مضبوط تھے اور اولاد بھی تم سے زیادہ رکھتے تھے (لیکن یہ چیزیں ان کے کچھ کام نہیں آئیں)۔ انہوں نے (دنیا سے) اپنے نصیب کے مطابق فائدہ اٹھایا تو جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے اپنے نصیب کے مطابق فائدہ اٹھایا اسی طرح تم بھی اپنے نصیب کے مطابق فائدہ اٹھا رہے ہو اور جس طرح (وہ مذاق اڑانے کے لئے) غور وخوض کرتے رہے تھے تم بھی غور وخوض کرتے رہے ہو (جو حشر ان کا ہوا وہی حشر تمہارا بھی ہوگا) ایسے لوگوں کے عمل دنیا اور آخرت (دونوں جگہ) ضائع ہو گئے اور یہی لوگ ہیں جو نقصان اٹھانے والے ہیں۔ کیا ان کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں (یعنی) قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم ابراہیم، اصحاب مدین اور الٹی ہوئی بستیوں والے، ان (تمام قوموں) کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے۔ (لیکن وہ ایمان نہیں لائے تو دیکھ لو ان کا حشر کیسا ہوا) اللہ ایسا نہیں ہے کہ ان پر ظلم کرتا بلکہ وہ تو خود اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ

(اور اے رسول) کیا انہوں نے زمین میں سیر و سیاحت

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ، كَانُوْآ اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْآ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ○ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ، سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ○

(حٰمٓ مومن ۔ ۸۲ تا ۸۵)

نہیں کی کہ یہ (اپنی آنکھوں سے) ان لوگوں کا انجام دیکھتے جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں ۔ وہ ان سے تعداد میں بھی زیادہ تھے اور قوت اور زمین میں آثار (قلعہ، محل، وغیرہ) کے لحاظ سے بھی (ان سے) زیادہ مضبوط تھے لیکن جو عمل انہوں نے کئے تھے ان کے کچھ کام نہ آئے ۔ جب ان کے رسول کھلے دلائل کے ساتھ ان کے پاس پہنچے تو جو علم ان کے پاس تھا اس پر اترانے لگے ، الغرض جس (عذاب) کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اس (عذاب) نے انہیں (چاروں طرف سے) گھیر لیا ۔ جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھا تو کہنے لگے ہم اللہ اکیلے پر ایمان لاتے ہیں اور جن لوگوں کو ہم اللہ کے ساتھ شریک کرتے تھے ان کا انکار کرتے ہیں ۔ لیکن جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھ لیا تو (اس وقت) ایمان لانا ان کے لئے نفع بخش نہیں ہوا ۔ یہ اللہ کا دستور ہے جو اس کے بندوں میں (پہلے سے) ہوتا آیا ہے (یعنی عذاب دیکھنے کے بعد ایمان لانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ ایسے موقع پر کافروں کو نقصان ہی اٹھانا پڑتا ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِیْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ○

(سبا ۔ ۴۵)

اور (اے رسول) ان سے پہلے جو لوگ گذر چکے ہیں انہوں نے بھی تکذیب کی تھی اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا تھا یہ تو اس کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچتے انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا تو (دیکھ لو) میرا عذاب کیسا رہا (جب وہ باوجود دس گنا طاقت کے اپنے کو عذاب سے نہیں بچا سکے تو یہ اپنے آپ کو کیا بچائیں گے)

الغرض کفار مکہ گذشتہ کافر قوموں کے مقابلہ میں ہر لحاظ سے کمزور تھے پھر بھی انہیں زعم تھا کہ وہ

بڑی طاقت ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ نَحۡنُ جَمِیۡعٌ مُّنۡتَصِرٌ) (اور اے رسول) کیا یہ کہتے ہیں کہ ہم غالب آنے والی (مضبوط) جماعت ہیں (ہمیں کون شکست دے سکتا ہے) (سَیُہۡزَمُ الۡجَمۡعُ وَیُوَلُّوۡنَ الدُّبُرَ) (تو اے رسول) عنقریب یہ جماعت شکست کھائے گی اور یہ (لوگ) پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے (بَلِ السَّاعَۃُ مَوۡعِدُہُمۡ وَالسَّاعَۃُ اَدۡہٰی وَاَمَرُّ) (اور یہ سزا تو کچھ بھی) نہیں (اصلی سزا تو انہیں) قیامت (کے دن ملے گی جس) کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور قیامت زیادہ سخت اور زیادہ کڑوی ہے۔

کفار کے شکست کھانے کی خوشخبری جنگ بدر کے موقع پر نازل ہوئی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَھُوَ فِیۡ قُبَّۃٍ لَہٗ یَوۡمَ بَدۡرٍ (اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ) اَنۡشُدُکَ عَھۡدَکَ وَوَعۡدَکَ اَللّٰھُمَّ اِنۡ شِئۡتَ لَمۡ تُعۡبَدۡ بَعۡدَ الۡیَوۡمِ اَبَدًا فَاَخَذَ اَبُوۡبَکۡرٍ بِیَدِہٖ وَقَالَ حَسۡبُکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ اَلۡحَحۡتَ عَلٰی رَبِّکَ وَھُوَ فِی الدِّرۡعِ فَخَرَجَ وَھُوَ یَقُوۡلُ سَیُھۡزَمُ الۡجَمۡعُ وَیُوَلُّوۡنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَۃُ مَوۡعِدُھُمۡ وَالسَّاعَۃُ اَدۡھٰی وَاَمَرُّ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ اقتربت جزء ۶ ص ۱۷۹)

بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمہ میں تھے۔ آپ نے اس طرح دعا کی۔ اے اللہ میں تجھ سے تیرے عہد اور وعدہ کو پورا کرنے کی درخواست کرتا ہوں۔ اے اللہ اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے (تو پھر تو جو چاہے کر) (حضرت) ابوبکرؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یا رسول اللہ بس کافی ہے۔ آپ اپنے رب سے بہت منت اور الحاح کر چکے آپ (اس روز) زرہ پہنے ہوئے تھے۔ (یہ دعا کر کے) آپؐ خیمے سے باہر نکلے، آپ اس وقت یہ آیتیں پڑھ رہے تھے۔ سَیُھۡزَمُ الۡجَمۡعُ وَیُوَلُّوۡنَ الدُّبُرَ۔ بَلِ السَّاعَۃُ مَوۡعِدُھُمۡ وَالسَّاعَۃُ اَدۡھٰی وَ اَمَرُّ۔ (عنقریب کافروں کی جمعیت شکست کھائے گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ ان کی سزا کا اصل وعدہ تو قیامت کے دن ہے اور وہ بہت سخت اور بہت کڑوی ہے)۔

آگے فرمایا (اِنَّ الۡمُجۡرِمِیۡنَ فِیۡ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ) بے شک گنہگار گمراہی اور جنون میں مبتلا ہیں (انہیں اپنے نفع و نقصان کا ہوش نہیں ہے، ان کی عقلیں بیکار ہو گئی ہیں وہ حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتے لہذا بھٹک رہے ہیں) (یَوۡمَ یُسۡحَبُوۡنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوۡھِھِمۡ، ذُوۡقُوۡا مَسَّ سَقَرَ) (قیامت) کے دن یہ لوگ اپنے مونہوں کے بل دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا)

اب آگ کا مزا چکھو،
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ اِلٰی جَهَنَّمَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۝

(الفرقان - ۳۴)

(اور اے رسول) جو لوگ اپنے منہ کے بل دوزخ کی طرف جمع کئے جائیں گے تو یہی وہ لوگ ہوں گے جو مکان کے لحاظ سے بدترین ہوں گے اور راہ راست کے اعتبار سے سب سے زیادہ بھٹکے ہوئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ یُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰی وَجْهِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ قَالَ اَلَیْسَ الَّذِیْ اَمْشَاهُ عَلٰی رِجْلَیْهِ فِی الدُّنْیَا قَادِرًا عَلٰی اَنْ یُّمْشِیَهٗ عَلٰی وَجْهِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

(صحیح مسلم کتاب صفة القیامة باب یحشر الکافر علی وجهه جزء ۲ ص ۵۲۳)

ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول، کافر قیامت کے دن اپنے چہرے کے بل کس طرح جمع کیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ ہستی جس نے اس کو (دنیا میں) اس کے دو پیروں پر چلایا اس بات پر قادر نہیں ہے کہ اس کو قیامت کے دن اس کے چہرے کے بل چلائے۔

آگے فرمایا (اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ) اور (اے کافرو) ہم نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) اندازے کے مطابق پیدا کیا ہے (قیامت کے وقت کا اندازہ بھی مقرر ہے۔ قیامت اپنے وقت مقررہ پر ہی آئے گی، پس ہمارے حکم کی دیر ہے۔ ہم نے حکم دیا اور وہ واقع ہوئی۔ اس کے واقع ہونے میں دیر نہیں لگے گی (وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ) اور ہمارا حکم تو بس ایک پلک جھپکنے کی طرح واقع ہوتا ہے (ادھر کہا ادھر ہو گیا) (وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْیَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ) اور (اے کافرو) ہم نے تمہاری (طرح کی کئی) جماعتوں کو ہلاک کر ڈالا تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا (اگر تم ایمان نہیں لاتے تو ہم تمہیں بھی اسی طرح ہلاک کر ڈالیں گے۔ اب بھی وقت ہے ایمان لے آؤ۔ اور اے رسول، یہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ ہمیں ان قوموں کے اعمال کی خبر نہیں۔ ہمیں ان کے اعمال کی خبر ہے) (وَكُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ) اور (صرف خبر ہی نہیں بلکہ) جو کچھ انہوں نے کیا ہے سب (ان کے) اعمال ناموں میں (لکھا ہوا) ہے (وَكُلُّ صَغِیْرٍ وَّكَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ) اور (یہ نہیں کہ ان کے بعض اعمال لکھے ہوئے ہیں بلکہ) ہر چھوٹا اور بڑا عمل لکھ لیا گیا ہے (غرض یہ ہے کہ ان لوگوں کے تمام اعمال اللہ تعالیٰ کے علم میں بھی ہیں اور اعمال ناموں میں لکھے ہوئے ہیں گویا ہر طرح محفوظ ہیں، ضائع نہیں ہوئے اور نہ ہو سکتے ہیں۔ ان کا بدلہ انہیں قیامت کے دن ملے گا)

آگے فرمایا (اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ) بے شک اللہ سے ڈرنے والے (پرہیزگار

لوگ باغوں اور نہروں میں (شاداں و فرحاں) ہوں گے (فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ) با اقتدار بادشاہ کے پاس ایک سچے (باعزت) مقام میں (وہ عیش و عشرت میں مگن ہوں گے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ۝ اٰخِذِیْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ ۝

(الذٰریٰت ۔ ۱۵ و ۱۶)

بے شک متقی باغوں اور چشموں میں (عیش کر رہے) ہوں گے اور جو کچھ ان کا رب انہیں دے گا وہ اسے لے رہے ہوں گے، اس سے پہلے (دنیا میں) وہ (بہت) نیکیاں کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَعِیْمٍ ۝ فٰكِهِیْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ ۝

(الطور ۔ ۱۷ تا ۲۰)

بے شک متقی لوگ باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے۔ جو کچھ ان کے رب نے انہیں دیا ہو گا اس میں وہ خوش ہوں گے۔ ان کے رب نے انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیا ہو گا۔ (ان سے کہا جائے گا) جو عمل تم (دنیا میں) کرتے رہے تھے ان کے صلہ میں مزے سے کھاتے پیتے رہو۔ وہ صف بصف بچھے ہوئے تختوں پر تکیہ لگا کر بیٹھے ہوں گے۔ بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ہم ان کا نکاح کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۝

(نٓ ۔ ۳۴)

متقیوں کے لئے ان کے رب کے پاس نعمت کے باغات ہیں۔

عمل

اے لوگو، ایمان لے آئیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جائیں۔

اے ایمان والو، تقویٰ اختیار کیجئے تاکہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں آپ کو باعزت مقام مل جائے۔

اے ایمان والو، عید کی نماز میں سورۃ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ پڑھا کیجئے۔

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ کہتے ہیں :۔

اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ سَاَلَ

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابو واقد لیثی سے

اَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا كَانَ
يَقْرَأُ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ
يَقْرَأُ فِيْهِمَا بِقٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَ
اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔
(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ما
یقرأ بہ فی صلوٰۃ العیدین جزء اول
ص ٣٥٢)

پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ اور
عید الفطر میں کیا پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ
ان میں ق والقرآن المجید اور اقتربت الساعۃ
وانشق القمر پڑھتے تھے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۂ رحمٰن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

نہایت مہربان ، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

اَلرَّحۡمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ﴿۲﴾ خَلَقَ
الۡاِنۡسَانَ ۙ﴿۳﴾ عَلَّمَہُ الۡبَیَانَ ﴿۴﴾ اَلشَّمۡسُ
وَ الۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ ۪﴿۵﴾ وَّ النَّجۡمُ وَ الشَّجَرُ
یَسۡجُدٰنِ ﴿۶﴾ وَ السَّمَآءَ رَفَعَہَا
وَ وَضَعَ الۡمِیۡزَانَ ۙ﴿۷﴾ اَلَّا تَطۡغَوۡا
فِی الۡمِیۡزَانِ ﴿۸﴾ وَ اَقِیۡمُوا الۡوَزۡنَ

بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ﴿۹﴾
وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ ﴿۱۰﴾
فِيهَا فَاكِهَةٌ وَالنَّخْلُ ذَاتُ
الْأَكْمَامِ ﴿۱۱﴾ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ
وَالرَّيْحَانُ ﴿۱۲﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبَانِ ﴿۱۳﴾

ترجمہ

رحمٰن (ہی ہے) (۱) (جس نے) قرآن کی تعلیم دی (۲) انسان کو پیدا کیا (۳) (اور) اُسے بولنا سکھایا (۴) سورج اور چاند ایک حساب کے ساتھ گردش (کر رہے) ہیں (۵) جڑی بوٹیاں اور درخت (سب اس کے آگے) سجدہ ریز ہیں (۶) اسی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو بنائی (۷) (پھر اسی نے حکم دیا) کہ تولنے میں حد سے نہ بڑھ جاؤ (۸) بلکہ انصاف کے ساتھ ترازو (کی ڈنڈی) سیدھی رکھو اور کم نہ تولو (۹) زمین کو (بھی) اسی نے (اپنی) مخلوق کے لئے بنایا (۱۰) جس میں میوے بھی ہیں اور کھجور کے درخت بھی ہیں جن کے خوشوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہوتے ہیں (۱۱) جس میں بھوسے والا غلّہ بھی پیدا (ہوتا ہے) اور پھول بھی (۱۲) تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۱۳)

معانی و مصادر

(بَیَانٌ) بَانَ، یَبِیْنُ، بَیَانٌ، تِبْیَانٌ (ض) واضح ہونا (بَیَانٌ = فصیح زبان میں خیالات کا اظہار)

(حُسْبَانٌ) حَسَبَ، یَحْسُبُ، حَسْبٌ و حِسْبَانٌ و حِسَابٌ و حِسْبَۃٌ و حِسَابَۃٌ (ن) گننا۔

(نَجْمٌ) نَجَمَ، یَنْجُمُ، نُجُوْمٌ (ن) ظاہر ہونا، طلوع ہونا، قسطوں میں ادا کرنا (نَجْمٌ = اصل، بوٹی، بے تنے کا پودا)۔

(مِیْزَانٌ) وَزَنَ، یَزِنُ، وَزْنٌ و زِنَۃٌ (ض) تولنا (مِیْزَانٌ = ترازو، تول، مقدار، عدل)۔

(قِسْطٌ) قَسَطَ، یَقْسِطُ، قِسْطٌ (ن و) عادل ہونا (قِسْطٌ = انصاف)۔

(اَنَامٌ) اَنَامٌ = مخلوق۔

(اَکْمَامٌ) کَمَّ، یَکُمُّ، کَمٌّ (ن) چھپانا، جمع ہونا،

(اَکْمَامٌ = کِمٌّ کی جمع، غلاف)۔

(حَبٌّ) حَبٌّ = دانہ۔

(عَصْفٌ) عَصْفٌ = بھوسا۔

(رَیْحَانٌ) رَاحَ، یَرِیْحُ، رَیْحٌ (ض) خوشبو پانا۔

(رَیْحَانٌ = معیشت، خوشبودار نباتات، خوشبودار پھول)

(اٰلَاءٌ) اٰلَاءٌ = اِلْیٌ و اِلًی و اَلًی کی جمع، نعمتیں۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلرَّحْمٰنُ) رحمٰن وہی ہے جس نے (عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ) قرآن کی تعلیم دی (خَلَقَ الْاِنْسَانَ) انسان کو پیدا کیا (عَلَّمَہُ الْبَیَانَ) (اور) اس کو بولنا سکھایا۔

قرآن مجید کی تعلیم اگرچہ جبریل علیہ السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دی گئی لیکن کیونکہ فاعل حقیقی اللہ ہے اور کیونکہ اسی نے قرآن مجید سکھانے کا اہتمام فرمایا لہذا اس نے قرآن مجید کی تعلیم کو اپنی طرف منسوب کر لیا۔

انسان کو بولنا اللہ تعالیٰ نے سکھایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی اور اس کی بہت بڑی نعمت ہے۔

آگے فرمایا (اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ) (یہ بھی اسی کی کاریگری ہے کہ) سورج اور چاند ایک حساب کے ساتھ (گردش کر رہے ہیں، اگر اس حساب میں فرق آجائے تو نظام کائنات درہم برہم ہو جائے) (وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ یَسْجُدَانِ) جڑی بوٹیاں اور درخت (سب اس کے آگے) سجدہ ریز ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ ، وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ، وَمَن يُهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ ، إِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ○

(الحج - ۱۸)

(اے رسول) کیا آپ کو نہیں معلوم کہ اللہ کو سجدہ کرتی ہے وہ تمام مخلوق جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور سورج اور چاند، تارے اور پہاڑ، درخت اور چار پائے اور انسانوں میں سے بھی بہت سے لوگ (اللہ کو سجدہ کرتے ہیں) اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کو (سجدہ نہ کرنے اور اللہ کے حکم کی تعمیل نہ کرنے کی وجہ سے) عذاب (میں مبتلا ہونا) لازم ہو گیا ہے ۔ (یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ ذلیل کرے گا، اور جس کو اللہ ذلیل کرے اس کو عزت دینے والا کوئی نہیں بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ۔

آگے فرمایا (وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ) اسی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو بنائی (أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ) (پھر اسی نے حکم دیا کہ) تولنے میں حد سے نہ بڑھ جاؤ (وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ) بلکہ انصاف کے ساتھ ترازو (کی ڈنڈی) کو سیدھا رکھو اور کم نہ تولو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ، ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ○

(بنی اسرآءیل - ۳۵)

اور (اے ایمان والو) جب تم ناپ کر دو تو پورا پورا ناپ کر دو اور (جب تم تول کر دو تو) ترازو (کی ڈنڈی) کو سیدھا رکھ کر تولو، یہ (بہت) اچھی بات ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ○ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ○ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ○

(ویل للمطففین - ۱تا۳)

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی (بڑی) خرابی ہے جو لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں اور جب لوگوں کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں ۔

آگے فرمایا (وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ) اور اسی نے زمین کو (اپنی) مخلوق کے لئے بنایا (فِيهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ) جس میں میوے بھی ہیں اور کھجور کے درخت بھی جن (کے خوشوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہوتے ہیں (وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ) اور (اسی زمین میں) بھوسے

والا غلہ بھی (پیدا ہوتا ہے) اور پھول بھی۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مندرجہ ذیل نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے۔

(۱) قرآن مجید کی تعلیم دی۔ یہ حقیقت میں بہت بڑی نعمت ہے۔ دین اور دنیا میں سرخروئی اسی سے حاصل ہوتی ہے۔

(۲) انسان کو پیدا کیا اور اس کو بولنا سکھایا۔ اگر انسان کو بولنا نہ آتا تو کتنی بڑی مصیبت ہوتی۔

(۳) سورج، چاند کی ایک خاص رفتار سے گردش مقرر کی۔ سورج سے گرمی حاصل ہوتی ہے، اناج پکتا ہے، دن اور رات بنتے ہیں۔ ان فائدوں کے علاوہ سورج کی روشنی سے اور بھی فوائد حاصل کئے جاتے ہیں۔
چاند سے ماہ و سال کا حساب رکھا جاتا ہے، رات کے وقت روشنی حاصل ہوتی وغیرہ وغیرہ۔

(۴) جڑی بوٹیاں اور درخت پیدا کئے۔ جڑی بوٹیوں کے متعدد فوائد ہیں۔ جڑی بوٹیاں دوا کے طور پر کام آتی ہیں۔ درختوں کے فوائد تو بے شمار ہیں جن میں سے بعض کا ذکر اللہ تعالیٰ نے انہی آیتوں میں فرمایا ہے یعنی پھل، پھول، غلہ اور کھجور انسان کے فائدہ کی چیزیں ہیں۔ ان کے علاوہ درختوں سے جلانے کے لئے اور عمارتوں اور فرنیچر کے لئے لکڑی حاصل ہوتی ہے۔

(۵) آسمان بنایا۔ آسمان کی تخلیق ایک عجب قدرت کا نمونہ پیش کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا، مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ، فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ○ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ○ (الملک - ۳و۴)	(وہی ہے) جس نے اوپر تلے سات آسمان بنائے (تو اے انسان کیا تجھ کو رحمٰن کی (اس) کاریگری میں کوئی خرابی نظر آتی ہے (ذرا اس کی طرف) نظر کر، کیا تجھ کو (اس میں) کوئی دراڑ نظر آتی ہے۔ (ایک دفعہ نہیں) پھر دوبارہ نظر ڈال (ہر مرتبہ) تیری نظر تھکی ہاری تیری طرف لوٹ آئے گی۔

آسمان کی وسعت و عظمت کو دیکھ کر انسان حیرت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ آسمان کی عظمت انسان کے تصور سے بالاتر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ○ (والذٰریٰت - ۴۷)	اور (اے رسول) آسمان کو ہم نے (اپنے) ہاتھ سے بنایا اور ہم بڑی وسعت (دینے) والے ہیں۔

آسمان کی تخلیق اور عظمت، اللہ تعالیٰ کی بے پایاں عظمت کا ایک قطعی ثبوت ہے۔ یہ کام کوئی نہیں کر سکتا لہٰذا کوئی اللہ کا شریک نہیں ہو سکتا گویا آسمان اللہ تعالیٰ کی توحید کا درس دیتا ہے اور انسان کو شرک سے بچاتا ہے۔ توحید پر قائم رہنا اور شرک سے بچ جانا یہ بہت بڑی نعمت ہے۔

(۶) ترازو بنائی۔ ترازو کا یہ فائدہ ہے کہ لین دین اور اشیاء کا باہمی تبادلہ انصاف کے ساتھ عمل میں آتا ہے۔ کسی کا نقصان نہیں ہوتا۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ نے صرف ترازو ہی نہیں بنائی بلکہ ترازو کے صحیح استعمال کا حکم دے کر جنات اور انسان کو پابند بنا دیا کہ وہ ناپ تول میں کمی نہ کریں۔

(۷) زمین کو پیدا کیا۔ زمین پر انسان رہتا ہے، اس کے تمام کام زمین ہی پر انجام پاتے ہیں۔ زراعت ہوتی ہے جس سے انسان اپنی روزی حاصل کرتا ہے۔

ان تمام نعمتوں کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے جنات اور انسانوں کو مخاطب کر کے فرمایا (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ) تو اے جنّو اور انسانو) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اس آیت میں دو جگہ تثنیہ کا صیغہ استعمال ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سورت میں دو شخصوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ دو شخصوں سے مراد جنّ اور انس ہیں۔ تفصیل اگلی آیتوں کی تفسیر میں ملاحظہ فرمائیں۔

نعمتوں کے ذکر سے اللہ تعالیٰ کی منشاء یہ ہے کہ جس ہستی نے یہ نعمتیں دی ہیں بس اسی کی عبادت کرو، اسی کی اطاعت کرو، دوسروں کی عبادت و اطاعت چھوڑ دو۔ اسی میں نجات ہے اور بس۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو دیکھئے اور اپنے الٰہ کو پہچانیئے، توحید اختیار کیجئے اور شرک سے باز آجائیے۔ اسلام قبول کر کے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات حاصل کیجئے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾

ترجمہ اسی نے انسان کو ٹھیکری کی طرح بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ﴿۱۴﴾ اور جنات کو آگ کے شعلہ سے پیدا کیا ﴿۱۵﴾ تو (اے جنو اور انسانو) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ﴿۱۶﴾

معانی و مصادر (صَلْصَالٌ) صَلْصَلَ، يُصَلْصِلُ، صَلْصَلَةٌ رباب فَعْلَلَۃ۔ رباعی مجرد) آواز کرنا۔

صَلْصَالٌ = کھنکنے والی خشک مٹی۔

(فَخَّارٌ) فَخَرَ، يَفْخَرُ، فَخْرٌ و فَخْرٌ و فَخَارٌ و فَخَارَةٌ (ف) فخر کرنا (فَخَّارٌ = ٹھیکری)۔

(مَارِجٌ) مَرِجَ، يَمْرَجُ، مَرَجٌ (س) خراب اور ملتبس ہونا، تکلیف پہنچانا (مَارِجٌ = سخت شعلہ)

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ) (اللہ تعالیٰ تو وہ ہے جس نے) انسان کو ٹھیکری کی طرح بجنے والی مٹی سے پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ○ (الحجر۔ ۲۶)

ہم ہی نے انسان کو کھنکھناتے ہوئے کالے اور سڑے ہوئے گارے سے پیدا کیا۔

آگے فرمایا (وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ) اور اسی نے جنات کو آگ کے شعلہ سے پیدا کیا۔

انسان کو مٹی سے اور جنات کو شعلہ سے پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی کاریگری ہے۔ کوئی دوسرا یہ کام انجام نہیں دے سکتا۔ ظاہر ہے کہ پھر وہ الٰہ بھی نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں بڑے شدّو مدّ سے شرک کی تردید اور توحید کا اثبات کر کے جنات کو اور انسانوں کو اخروی فلاح کی دعوت دی۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ وہ بار بار توحید کے دلائل دے کر جنات کو اور انسانوں کو دوزخ سے بچانے کا اہتمام فرماتا ہے یہ اہتمام ایک نعمت ہے (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ) تو (اے جنّو اور انسانو) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

آیات زیرِ تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے جن وانس کا ذکر فرمایا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آیت (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ) میں مخاطب جن اور انسان ہیں۔ مندرجہ ذیل آیات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا، لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ○
(الرحمٰن ۔ ۳۳)

اے جنو اور انسانو، اگر تم سے ہو سکے تو آسمانوں کے اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ (لیکن) تم نہیں نکل سکتے سوائے اس صورت کے کہ تمہارے پاس (ذاتی) قوت ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ○ (الرحمٰن ۔ ۳۹)

تو اس دن نہ تو کسی انسان سے اس کے گناہوں کے متعلق باز پرس ہوگی اور نہ کسی جن سے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ○
(الرحمٰن ۔ ۷۴)

حوروں کو اہلِ جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہوگا اور نہ کسی جن نے۔

عمل

اے لوگو، توحید کو اختیار کیجئے۔ شرک سے توبہ کیجئے۔

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾

ترجمہ وہی دونوں مشرقوں کا رب ہے اور وہی دونوں مغربوں کا رب ہے ﴿۱۷﴾ تو (اے جنو اور انسانو) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ﴿۱۸﴾

معانی و مصادر
(مَشْرِقَیْنِ) شَرَقَ، یَشْرُقُ، شَرْقٌ وشُرُوْقٌ (ن) طلوع ہونا۔
(مَغْرِبَیْنِ) غَرَبَ، یَغْرُبُ، غُرُوْبٌ (ن) غروب ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ) وہی دونوں مشرقوں کا رب ہے اور وہی دونوں مغربوں کا رب ہے۔ سورج کے طلوع ہونے اور غروب ہونے کی جگہ جب کسی جانب انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو سورج واپس لوٹتا ہے اور جب دوسری طرف انتہائی منزل تک پہنچ جاتا ہے تو وہاں سے پھر پہلی طرف انتہائی منزل کی جانب لوٹتا ہے۔ یہ انتہائی منزلیں سردی اور گرمی کے موسموں میں مختلف ہوتی ہیں۔ انہیں انتہائی منزلوں کو دو مشرق اور دو مغرب کہا گیا ہے۔

سورج کا طلوع کرنا اور غروب کرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ دوسرا یہ کام نہیں کر سکتا لہٰذا صرف اللہ ہی کی عبادت و اطاعت کرنی چاہیئے۔ شرک سے بالکل بری ہو جانا چاہیئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ وہ جنات کو اور انسانوں کو شرک سے بچانے کا اہتمام فرما رہا ہے۔ یہ اہتمام ایک نعمت ہے (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ) تو (اے جنو اور انسانو) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

عمل

اے لوگو، شرک سے توبہ کیجئے، اسلام قبول کیجئے۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ (۱۹)
بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ (۲۰) فَبِاَيِّ
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (۲۱) يَخْرُجُ
مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ (۲۲) فَبِاَيِّ
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (۲۳) وَلَهُ
الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ
كَالْاَعْلَامِ (۲۴) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ (۲۵) كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (۲۶)
وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ

وَالۡاِكۡرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ يَسۡـَٔلُهٗ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ
وَالۡاَرۡضِ ؕ كُلَّ يَوۡمٍ هُوَ فِىۡ
شَاۡنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾ سَنَفۡرُغُ لَكُمۡ اَيُّهَ
الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾

ترجمہ اسی نے دو دریا بہائے (ایک کھاری اور دوسرا میٹھا)۔ یہ دریا آپس میں ملتے ہیں ﴿۱۹﴾
(لیکن) ان دونوں کے درمیان ایک پردہ ہے (جس سے) وہ تجاوز نہیں کرتے (اور
خلط ملط نہیں ہوتے ان کا خلط ملط نہ ہونا ایک نعمت ہے) ﴿۲۰﴾ تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے
رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ﴿۲۱﴾ ان دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں ﴿۲۲﴾
تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ﴿۲۳﴾ اور جہاز بھی اسی کی
(قدرت) کے (نمونے) ہیں جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں ﴿۲۴﴾ تو (اے گروہ

جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۲۵) (اور اے رسول) زمین پر جتنی مخلوق ہے سب کو (ایک دن) فنا ہوتا ہے (۲۶) صرف آپ کے رب ذوالجلال والاکرام کا چہرہ ہی باقی رہ جائے گا (لہذا وہی درحقیقت الٰہ ہے۔ فنا ہونے والے الٰہ نہیں ہو سکتے۔ توحید کی یہ دلیل بھی ایک نعمت ہے کہ اس کے ذریعہ تم دوزخ سے بچ سکتے ہو) (۲۷) تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۲۸) آسمانوں میں اور زمین میں جتنے لوگ ہیں سب اسی سے مانگتے ہیں۔ ہر روز وہ ایک (نئی) شان میں ہوتا ہے (معبودانِ باطل کی یہ شان کہاں۔ توحید کی یہ دلیل بھی ایک نعمت ہے) (۲۹) تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۳۰) اے جن وانس ہم عنقریب (یعنی قیامت کے دن) تمہارے لئے (حساب وکتاب کا) فیصلہ کرنے والے ہیں (حساب وکتاب کا عقیدہ ظالم کو ظلم سے روکتا ہے لہذا حساب وکتاب بھی ایک نعمت ہے ورنہ ظالم ظلم سے باز نہ آتے، مظلوم مظلوم ہی رہتے) (۳۱) تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۳۲)

معانی ومصادر

(مَرَجَ) مَرَجَ، یَمْرُجُ، مَرْجٌ (ن) چھوڑنا، چرنے کے لئے سبزے میں چھوڑنا۔

(بَرْزَخٌ) بَرْزَخٌ = آڑ، پردہ۔

(یَبْغِیٰنِ) بَغٰی، یَبْغِیْ، بَغْیٌ وبُغَاءٌ وبُغًی وبِغْیَۃٌ (ض) طلب کرنا، نافرمانی کرنا۔

(لُؤْلُؤٌ) لُؤْلُؤٌ = موتی۔

(مَرْجَانٌ) مَرْجَانٌ = چھوٹے موتی۔ اس کا واحد مَرْجَانَۃٌ ہے۔

(جَوَارُ) جَرٰی، یَجْرِیْ، جَرْیٌ وجَرَیَانٌ وجِرْیَۃٌ (ض) جاری ہونا (جَوَارٌ = جَارِیَۃٌ کی جمع، کشتیاں)

(مُنْشَئٰتُ) اَنْشَأَ، یُنْشِئُ، اِنْشَآءٌ (باب افعال) ایجاد کرنا، بلند کرنا، پیدا کرنا، پرورش کرنا، مُنْشَئٰتٌ = مُنْشَئَۃٌ کی جمع۔ بلند کی ہوئی چیزیں۔

(اَعْلَامٌ) اَعْلَامٌ = عَلَمٌ کی جمع، جھنڈے، نقش ونگار، طویل پہاڑ، منارہ۔

(فَانٍ) فَنِیَ وفَنٰی، یَفْنٰی، فَنَاءٌ (ف، س) فنا ہونا۔ (فَانٍ = فنا ہونے والا)۔

(جَلَالٌ) جَلَّ، یَجِلُّ، جَلَالٌ وجَلَالَۃٌ (ض) باعزت ہونا۔

(شَأْنٌ) شَأَنَ، یَشْأَنُ، شَأْنٌ (ف) قصد کرنا، حال ہونا۔ (شَأْنٌ = حال، شان، حکم، کام)۔

(نَفْرُغُ) فَرَغَ، یَفْرُغُ، فَرَاغٌ وفُرُوْغٌ (ف، ن، س) فارغ ہونا، قصد کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ) اسی نے دو دریا ایسے بنائے ہیں جو آپس میں ملتے ہیں (بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ) (لیکن) ان دونوں کے درمیان ایک پردہ ہے (جس سے) وہ تجاوز نہیں کرتے (یعنی آپس میں خلط ملط نہیں ہوتے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ○ (الفرقان - ۵۳)

اور (اے لوگو) وہی ہے جس نے دو سوتوں کو جاری کر دیا ایک کا پانی شیریں ہے اور پیاس بجھانے والا اور دوسرے کا پانی نمکین بیحد کھاری ہے اور اسی نے ان دونوں کے درمیان ایک پردہ اور ایک آڑ بنا دی۔

اراکان (برما) سے چاٹگام (بنگلہ دیش) تک دو دریا مل کر بہتے ہیں، دونوں کا پانی الگ الگ نظر آتا ہے۔ ایک طرف کا پانی میٹھا اور ایک طرف کا پانی کھاری۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک ادنیٰ سا نمونہ ہے۔ یہ کام کوئی اور نہیں کر سکتا لہٰذا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے کہ وہ (اے جنّو اور انسانو) تمہیں شرک سے بچانے کا اہتمام فرما رہا ہے یہ اہتمام ایک نعمت ہے (فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ) تو اب تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ) ان دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں (یہ موتی اور مونگے تمہارے کام آتے ہیں)، (فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ) تو (اے جنّو اور انسانو) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ) اور جہاز بھی اسی کی (قدرت) کے (نمونے) ہیں جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں (یہ کس کی کاریگری ہے؟ یہ اللہ کی کاریگری ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ جہاز سمندروں میں چلتے رہتے ہیں، ڈوبتے نہیں) (فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ) تو (اے جنّو اور انسانو) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ (كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ) اور (اے رسول) اس (زمین) پر جتنی مخلوق ہے سب کو (ایک دن) فنا ہونا ہے (وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ) اور (اے رسول) صرف آپ کے رب ذوالجلال والاکرام کا چہرہ ہی باقی رہ جائے گا۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں:-

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ يَمُوْتُوْنَ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کہا کرتے تھے: (اے اللہ) میں تیری عزت کی پناہ طلب کرتا ہوں تو وہ ہے کہ کوئی الٰہ نہیں سوا تیرے، تو وہ ہے کہ جو مرتا نہیں جبکہ جن و انس تو مرتے رہتے ہیں۔

قول اللہ تعالیٰ انا الرزاق ذو القوۃ المتین

جزء ۹ ص ۱۴۳)

جن جن کو کافر پوجتے چلے آرہے ہیں سب مر چکے، سب فنا ہو گئے اور جن کو اب یہ پوج رہے ہیں یا آئندہ کبھی پوجیں گے سب فنا ہو جائیں گے صرف اللہ تعالیٰ کا چہرہ باقی رہ جائے گا۔ جو لوگ فانی تھے یا فانی ہیں وہ الٰہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ الٰہ تو وہی ہو سکتا ہے جو باقی ہو، غیر فانی ہو۔ یہ اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے کہ اس نے توحید کے سلسلہ میں ایسی زبردست دلیل دی ہے کہ اس کا جواب نہیں۔ (فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ) تو (اے جن وانس) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ) آسمانوں میں اور زمین میں جو لوگ بھی ہیں سب اسی سے مانگتے ہیں، ہر روز وہ ایک (نئی) شان میں ہوتا ہے (ہر روز وہ کسی نہ کسی کام میں ہوتا ہے۔ کسی کو مارتا ہے، کسی کو پیدا کرتا ہے۔ کہیں طوفان بھیجتا ہے، کہیں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں بھیجتا ہے، کہیں زلزلہ برپا کرتا ہے تو کہیں سلطنتوں کو درہم برہم کرتا ہے، کسی کو بادشاہ بناتا ہے اور کسی کو ذلیل کرتا ہے غرض یہ کہ وہ مختلف اور نت نئے کام کرتا رہتا ہے۔ نظام کائنات اُسی کی تدبیر سے چل رہا ہے لیکن اس کی ذات میں کوئی تغیر نہیں آتا۔ نہ وہ تھکتا ہے نہ بڑھاپے سے دوچار ہوتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاۗءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ (الٓمٓ تنزیل۔ ۵)

وہی آسمان سے (لے کر) زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے پھر ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہارے حساب سے ایک ہزار سال کے برابر ہے وہ کام اس کی طرف چڑھ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ نظام کائنات کو کوئی نہیں چلاتا لہٰذا اللہ ہی الٰہ ہے۔ یہ اس کی کتنی بڑی نعمت ہے کہ اس نے اپنی توحید کی دلیل دے کر جنات کو اور انسانوں کو عذاب سے بچانے کا اہتمام فرمایا (یہ اہتمام درحقیقت ایک نعمت ہے)۔ (فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ) تو (اے جنو اور انسانو) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ (سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ) (یہ تمام کام تو ہم کرتے ہی رہتے ہیں لیکن) عنقریب اے جنو اور انسانو ہم تمہارے (حساب و کتاب کا) قصد کرنے والے ہیں (یعنی قیامت قریب ہے) اس دن ہم تم سے حساب و کتاب لیں گے لہٰذا ہوشیار ہو جاؤ، توحید پر جم جاؤ، شرک سے توبہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کا یہ تم پر احسان ہے کہ وہ تمہیں شرک سے بچا رہا ہے اللہ تعالیٰ کا یہ احسان تمہارے لئے ایک بہت بڑی نعمت ہے (فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ) تو (اے جنو اور انسانو) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ
اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ
اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
فَانْفُذُوْا، لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا
بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا
شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ
فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ

السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿٣٧﴾

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٨﴾

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ

اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿٣٩﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٠﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ

بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ

وَالْاَقْدَامِ ﴿٤١﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٢﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ

يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٤٣﴾ يَطُوْفُوْنَ

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ ...

بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ اٰنٍ (۴۴)
فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (۴۵)

ترجمہ

اے گروہ جن وانس اگر تم سے ہو سکے تو آسمانوں کے اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ (لیکن) تم نہیں نکل سکتے سوائے اس صورت کے کہ تم میں (ذاتی) قوت ہو (کہ اس کے ذریعہ تم نکل سکو۔ تمہاری بے بسی سے تم کو ہوشیار کر دینا اور اس طرح شرک سے تم کو بچانا تاکہ تم دوزخ سے بچ جاؤ یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے (۳۳) تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۳۴) (اور اگر تم نکلنا چاہو) تو تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا، پھر تم اس کو دفع نہ کر سکو گے (اس آفت سے تم کو ڈرا دینا یہ اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے) (۳۵) تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۳۶) پھر جب آسمان پھٹ جائے گا اور تیل کی تلچھٹ کی طرح گلابی ہو جائے گا (تو اس دن مشرکین کی بڑی خرابی ہے۔ اللہ تم کو اس دن سے ہوشیار کر رہا ہے۔ یہ ہوشیار کر دینا اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے) (۳۷) تو (اے گروہ جن و انس) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۳۸) اس دن نہ کسی انسان سے اس کے گناہوں کے متعلق باز پرس ہو گی اور نہ کسی جن سے (وہ ایک بہت خوفناک وقت ہو گا جس سے تمہیں ڈرایا جا رہا ہے۔ یہ ڈرانا تمہارے لئے ایک نعمت ہے تاکہ اس کے ذریعہ تم جنت حاصل کر سکو) (۳۹) تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۴۰) مجرم اپنے چہروں سے پہچان لئے جائیں گے پھر مجرمین کے پیشانی کے بال اور پیر پکڑ لئے جائیں (پھر انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا جہنم کے عذاب کا ذکر کر کے اللہ تمہیں توحید کی دعوت دے رہا ہے تاکہ تم شرک سے بچ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ یہ دعوت ایک بہت بڑی نعمت ہے) (۴۱) تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۴۲) (پھر ان سے کہا جائے گا) یہی وہ جہنم ہے جسے مجرم جھٹلایا کرتے تھے (۴۳) وہ دوزخ اور گرم پانی کے درمیان گھومتے پھریں گے (برے اعمال کی سزا سے ہوشیار کر دینا یہ اللہ تعالےٰ کی بہت بڑی نعمت ہے) (۴۴) تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۴۵)

معانی و مصادر

(مَعْشَرٌ) مَعْشَرٌ = جماعت۔
(تَنْفُذُوْا) نَفَذَ، يَنْفُذُ، نُفُوْذٌ وَنَفَاذٌ (ن) گھس کر نکل جانا، جاری ہونا، جاری کرنا۔

(اَقْطَارٌ) اَقْطَارٌ = قُطْرٌ کی جمع، اطراف۔
(شُوَاظٌ) شَاظَ، یَشُوْظُ، شَوْظٌ (ن) مشتعل ہونا، غصہ آنا، گالی دینا۔
شُوَاظٌ = بے دھوئیں کا شعلہ، گرمی
(نُحَاسٌ) نُحَاسٌ = تانبا، آگ، بے شعلہ کا دھواں۔
(وَرْدَةٌ) وَرْدَةٌ = گلاب کا پھول۔
(دِھَانٌ) دَھَنَ، یَدْھُنُ، دَھْنٌ ودَھْنَۃٌ (ن) تیل لگانا (دِھَانٌ = سرخ جلد، تیل)۔
(سِیْمَا) سِیْمَا = نشانی۔
(نَوَاصِیْ) نَوَاصِیْ = نَاصِیَۃٌ کی جمع، پیشانیاں۔
(حَمِیْمٌ) حَمَّ، یَحُمُّ، حَمٌّ (ن) گرم کرنا (حَمِیْمٌ = گرم پانی۔
(اٰنٍ) اَنَی، یَأْنِیْ، اَنْیٌ واِنًی واَنَاءٌ (ض) قریب ہونا (اٰنٍ = پکنے کے قریب ہونے والا، کھولنے والا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا، لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ) (اے جنو اور انسانو) اگر تم سے ہوسکے تو آسمانوں کے اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ (لیکن) تم نہیں نکل سکتے سوائے اس صورت کے کہ تم میں قوت ہو (اور وہ تم میں ہے نہیں اور تم میں کیا ایسی قوت نہ کسی جن میں ہے اور نہ کسی انسان میں، سب بے بس اور عاجز ہیں لہٰذا ان میں سے کوئی الٰہ نہیں ہوسکتا الٰہ صرف اللہ ہی ہے لہٰذا صرف اللہ کو الٰہ مانو اور صرف اسی کی عبادت واطاعت کرو۔ عبادت واطاعت اسی کا حق ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے کہ وہ تمہیں توحید کے دلائل دے کر تمہیں شرک سے بیزار کر رہا ہے تاکہ تم دائمی دوزخ کے عذاب سے بچ جاؤ (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ) تو (اے جنو اور انسانو) تم اللہ کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے) (یُرْسَلُ عَلَیْکُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ) (اور اگر تم نکلنا چاہو تو) تم پر آگ کے شعلے اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا پھر تم اسے دفع نہ کرسکو گے (اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے کرشمے تمہیں دکھاتا ہے اور دوسروں کی بے بسی کا منظر تمہارے سامنے لاکر رکھ دیتا ہے تاکہ تم شرک سے بچ جاؤ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ وہ تمہیں شرک سے بچا رہا ہے۔ کیونکہ ڈرانا جنت جیسی عظیم الشان نعمت کا سبب بن سکتا ہے لہٰذا ڈرانا خود بھی (ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ) تو (اے جنو اور انسانو) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، (فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَکَانَتْ وَرْدَةً کَالدِّھَانِ) پھر جب آسمان پھٹ جائے گا اور تیل کی تلچھٹ کی طرح گلابی ہوجائے گا (تو اس دن شرک کرنے والوں کی بڑی خرابی ہوگی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ وہ شرک کی سزا سے تمہیں ڈرا کر تمہیں دائمی عذاب سے بچا رہا ہے) (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ) تو (اے جنو اور انسانو)

تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ) پھر (قیامت کے) دن (ایسا بھی وقت آئے گا کہ) نہ تو انسان سے اس کے گناہوں کے متعلق باز پرس ہوگی اور نہ کسی جن سے ۔ وہ ایک بہت خوفناک وقت ہوگا ۔ عذاب الٰہی کو دیکھ کر سب کا بُرا حال ہوگا۔

اللہ تعالٰی فرماتا ہے :۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ○ یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰی وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰی وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ ○

(الحج ۔ ۱و۲)

اے لوگو، اپنے رب سے ڈرو، قیامت کا زلزلہ (بہت) بڑی چیز ہے ۔ (اے لوگو) اس دن تم دیکھو گے کہ دودھ پلانے والی اپنے شیرخوار (بچے) کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی کا حمل ساقط ہوجائے گا اور (اے رسول) آپ دیکھیں گے کہ لوگ (نشہ میں) مدہوش ہیں حالانکہ وہ (نشہ میں) مدہوش نہیں ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہوگا (اس کو دیکھ کر وہ مدہوش ہوجائیں گے)۔

یہ اللہ کا کتنا بڑا احسان اور اس کی کتنی بڑی نعمت ہے کہ اس نے بُرا وقت آنے سے پہلے تمہیں ہوشیار کردیا (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ) تو اب تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے) (یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰهُمْ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ) (اس دن اگر حساب وکتاب نہ بھی ہو تب بھی) مجرم اپنے چہروں سے پہچان لئے جائیں گے (بہرحال حساب وکتاب ہوگا) پھر مجرمین کے) پیشانی کے بال اور پیر پکڑے جائیں گے (اور انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا ۔ یہ اللہ تعالٰی کی کتنی بڑی نعمت ہے کہ وہ عذاب آنے سے پہلے تمہیں عذاب سے ڈرا رہا ہے) (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ) تو پھر (اے جنّو اور انسانو) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ) (پھر ان سے کہا جائے گا) یہی وہ جہنم ہے جسے گنہ گار جھٹلایا کرتے تھے (یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ) (جہنم میں) وہ جہنم اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان گھومتے پھریں گے ۔ (کبھی آگ میں جلیں گے اور کبھی کھولتے ہوئے پانی میں یہ اللہ تعالٰی کی بڑی نعمت ہے کہ اس نے اپنے عذاب سے تمہیں ڈرا دیا تاکہ تم عذاب سے بچنے کی فکر کرو) (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ) تو (اے جنّو اور انسانو) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

عمل

اے لوگو، گناہوں سے بچئے، نیک عمل کیجئے تاکہ آخرت میں آپ کو چین اور سکون کی زندگی میسر ہو۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ
جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾
فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَيِّ
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِيْهِمَا
مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾
مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۢ بَطَآئِنُهَا

مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ
دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾ فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ
الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ
وَلَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ
وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾ هَلْ جَزَآءُ
الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَيِّ

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾ وَمِنْ
دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾ فِيْهِمَا
عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ
وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿۶۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾ فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ
حِسَانٌ ﴿۷۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

تُكَذِّبٰنِ ﴿٧١﴾ حُورٌ مَّقْصُورٰتٌ فِى
الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ فَبِأَىِّ آلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٣﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ
وَلَا جَآنٌّ ﴿٧٤﴾ فَبِأَىِّ آلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٥﴾ مُتَّكِـِٔينَ عَلٰى رَفْرَفٍ
خُضْرٍ وَّعَبْقَرِىٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِأَىِّ
آلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٧﴾ تَبٰرَكَ
اسْمُ رَبِّكَ ذِى الْجَلٰلِ
وَالْإِكْرَامِ ﴿٧٨﴾

ترجمہ اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اس کے لئے دو جنتیں ہیں (یہ خوشخبری کتنی بڑی نعمت ہے) ۴۶ تو (اے جنّو اور انسانو) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۴۷ ان دونوں جنتوں میں بہت سی شاخیں ہوں گی (جن کے سایہ میں تم بیٹھو گے۔ یہ خوشخبری کتنی بڑی نعمت ہے) ۴۸ تو (اے جنّو اور انسانو) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۴۹ ان دونوں جنتوں میں دو چشمے بہ رہے ہوں گے (نیک اعمال کے صلہ کی یہ خوشخبری کتنی بڑی نعمت ہے) ۵۰ تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۵۱ دونوں جنتوں میں ہر قسم کے میوے کی دو دو قسمیں ہوں گے (یہ خوشخبری جو تمہیں جنت کے حصول کی ترغیب دیتی ہے کتنی بڑی نعمت ہے) ۵۲ تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کونسی کی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۵۳ (ان جنتوں میں جنتی) ایسے بچھونوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے جن کے بستر اطلس کے ہوں گے اور (ان) دونوں جنتوں کے میوے قریب ہوں گے (یعنی جھک رہے ہوں گے جنت کا حال بتا کر نیک اعمال کی ترغیب دینا یہ کتنی بڑی نعمت ہے) ۵۴ تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۵۵ ان میں نیچی نگاہ رکھنے والی عورتیں ہوں گی جن کو اس سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہوگا اور نہ کسی جن نے (یہ کتنی بڑی خوشخبری ہے۔ یہ خوشخبری ایک نعمت ہے کہ اس کے ذریعہ تمہیں جنت کے حصول کی ترغیب ہو رہی ہے) ۵۶ تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۵۷ وہ عورتیں ایسی ہوں گی گویا کہ وہ یاقوت یا مرجان ہیں (یہ اللہ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ جنت کی ترغیب دے کر دوزخ سے بچا رہا ہے) ۵۸ تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۵۹ کیا نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کچھ ہو سکتا ہے (نہیں، نیک اعمال کا اچھا صلہ دئے جانے کی خوشخبری یہ بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے) ۶۰ تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۶۱ اور ان دو جنتوں کے علاوہ دو جنتیں اور ہیں (یہ خوشخبری بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے) ۶۲ تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۶۳ دونوں جنتیں گہری سبز ہوں گی ۶۴ تو (اے گروہ جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۶۵ ان میں دو چشمے ابل رہے ہوں گے ۶۶ تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۶۷ ان دونوں جنتوں میں میوے، کھجوریں اور انار ہوں گے ۶۸ تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۶۹ ان میں نیک اور خوبصورت عورتیں ہوں گی ۷۰ تو (اے گروہ جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۷۱ (وہ عورتیں) حوریں ہوں گی جو خیموں میں بند بیٹھی ہوں گی ۷۲ تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۷۳ اہل جنت سے پہلے نہ انہیں کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہوگا اور کسی جن نے ۷۴ تو (اے گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ۷۵ (اہل جنت، جنت میں)

سبز گاؤ تکیوں اور نفیس مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے (یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ وہ جنت کی ترغیب دے کر تمہیں دوزخ سے بچا رہا ہے۔ جنت کی ترغیب ایک بہت بڑی نعمت ہے) (۷۶) تو اے (گروہ جن وانس) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۷۷) (اے رسول) آپ کے رب کا نام جو جلال اور اکرام والا ہے (بڑا) بابرکت ہے (۷۸)

معانی و مصادر

(اَفْنَانٌ) اَفْنَانٌ = فَنَنٌ کی جمع، سیدھی شاخیں۔

(بَطَآئِنُ) بَطَنَ، یَبْطُنُ، بُطُوْنٌ و بَطْنٌ (ن) چھپنا (بَطَآئِنُ = بِطَانَۃٌ کی جمع، استر، خاص آدمی)

(اِسْتَبْرَقٌ) اِسْتَبْرَقٌ = سونے اور ریشم سے بنا ہوا کپڑا۔

(جَنَا) جَنَا، یَجْنِیْ، جَنْیٌ و جَنًی (ض) پھل توڑنا (جَنَا = پھل)۔

(دَانٍ) دَنَا، یَدْنُوْا، دُنُوٌّ و دَنَاوَۃٌ (ن) قریب ہونا (دَانٍ = قریب ہونے والا)۔

(قَاصِرَاتٌ) قَصَرَ، یَقْصُرُ، قُصُوْرٌ (ن) لٹکانا، کم ہونا، روکنا۔ قَاصِرَاتٌ = قَاصِرَۃٌ کی جمع، نگاہ نیچے رکھنے والی عورتیں)

(طَرْفٌ) طَرَفَ، یَطْرِفُ، طَرْفٌ (ض) پلک جھپکانا، پھیرنا (طَرْفٌ = آنکھ، کنارہ)۔

(یَطْمِثُ) طَمَثَ، یَطْمِثُ، طَمْثٌ (ن، ض) چھونا۔

(یَاقُوْتٌ) یَاقُوْتٌ = لعل۔

(مُدْهَامَّتَانِ) اِدْهَامَّ، یَدْهَامُّ، اِدْهِیْمَامٌ (باب افعیلال) سیاہ ہونا (مُدْهَامٌّ = سیاہ)۔

(نَضَّاخَتَانِ) نَضَخَ، یَنْضَخُ، نَضْخٌ (ف) چھڑکنا۔

(رُمَّانٌ) رُمَّانٌ = انار۔

(خَیْرَاتٌ) خَارَ، یَخِیْرُ، خَیْرٌ (ض) بھلائی والا ہونا (خَیْرَاتٌ = خَیْرَۃٌ کی جمع، بہت خیر والی۔

(حِسَانٌ) حَسُنَ، یَحْسُنُ، حُسْنٌ (ن وك) خوبصورت ہونا (حِسَانٌ = حَسَنٌ اور حَسَنَۃٌ کی جمع)

(حُوْرٌ) حَوِرَ، یَحْوَرُ، حَوَرٌ (س) آنکھوں کی سفیدی اور سیاہی تیز ہونا (حُوْرٌ = حَوْرَاءُ کی جمع، وہ عورتیں جن کی آنکھوں کی سفیدی اور سیاہی تیز ہو)

(خِیَامٌ) خَامَ، یَخِیْمُ، خَیْمٌ، خَیَمَانٌ، خُیُوْمٌ، خُیُوْمَۃٌ، خِیَامٌ، خَیْمُوْمَۃٌ (ض) اقامت گزیں ہونا، قیام کرنا (خِیَامٌ = خَیْمَۃٌ کی جمع، خیمے)۔

(رَفْرَفٌ) رَفْرَفَ، یُرَفْرِفُ، رَفْرَفَۃٌ (باب فَعْلَلَۃٌ) بازو پھیلانا اور ان کو ہلانا (رَفْرَفٌ = تکیہ، باریک دیباج)۔

(عَبْقَرِيٌّ) عَبْقَرَ، يُعَبْقِرُ، عَبْقَرَةٌ (باب فَعْلَلَةٌ، رباعی مجرد) چمکنا (عَبْقَرِيٌّ = سیّد، ہر وہ شخص جس کے کمال، قوت اور عقل پر لوگ متعجب ہوں۔ عَبْقَرُ عرب میں ایک مقام ہے جہاں کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ وہاں جنّات رہتے ہیں۔ اس مقام سے تعلق رکھنے والا عَبْقَرِيٌّ کہلاتا ہے)

تفسیر اوپر کی آیتوں میں جہنم کا ذکر تھا۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے جنت اور اس کی نعمتوں کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ) اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اس کے لئے (ایک نہیں) دو جنتیں ہیں۔ اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ (النازعات - ۴۰ و ۴۱)

اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو (ناجائز) خواہش سے باز رکھا تو اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔

صحیح معنی میں اگر اللہ تعالیٰ کا ڈر ہو تو وہ مغفرت کا سبب ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ عَلٰى نَفْسِهٖ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيْهِ اِذَا اَنَا مُتُّ فَاحْرِقُوْنِيْ ثُمَّ اطْحَنُوْنِيْ ثُمَّ ذَرُّوْنِيْ فِي الرِّيْحِ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَيَّ رَبِّيْ لَيُعَذِّبُنِيْ عَذَابًا مَا عَذَّبَهٗ اَحَدًا فَلَمَّا مَاتَ فُعِلَ بِهٖ ذٰلِكَ فَاَمَرَ اللّٰهُ الْاَرْضَ فَقَالَ اجْمَعِيْ مَا فِيْكِ مِنْهُ فَفَعَلَتْ فَاِذَا هُوَ قَائِمٌ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قَالَ يَا رَبِّ خَشْيَتُكَ فَغَفَرَ لَهٗ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب حدیث الغار جزو ۲ صفحہ ۲۱۴ - ۲۱۵)

ایک شخص تھا جس نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا تھا (یعنی بہت گناہ کئے تھے) جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا ڈالنا پھر میری لاش کو پیس ڈالنا، پھر میری راکھ کو ہوا میں اڑا دینا۔ اللہ کی قسم اگر میرے رب نے مجھ پر سختی کی تو مجھے ایسی سزا دے گا کہ ایسی سزا اس نے کسی کو نہ دی ہوگی۔ جب وہ مر گیا تو اس کے ساتھ وہی کیا گیا (جو اس نے کہا تھا) اللہ نے زمین کو حکم دیا کہ اس کے جسم کے جو ذرّات اس میں ہوں انہیں جمع کر دے۔ زمین نے ایسا ہی کیا۔ (ایسا کرتے ہی) وہ زندہ کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کس چیز نے تجھے اس کام پر آمادہ کیا۔ اس نے عرض کیا: اے میرے رب، تیرے ڈر نے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے بخش دیا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈرنے والوں کے لئے یہ بہت بڑی خوشخبری ہے اور یہ خوشخبری ایک بہت بڑی نعمت ہے اس لئے کہ اس کے ذریعہ نیک اعمال کی طرف رغبت ہوتی ہے (فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

تُكَذِّبٰنِ) تو (اے جن وانس) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ) ان دونوں جنتوں میں بہت سی سبز ہی شاخیں ہوں گی (یعنی دونوں جنتیں بہت سرسبز وشاداب ہوں گی - یہ خوشخبری بھی ایک نعمت ہے کہ اس کے ذریعہ جنت کی طرف رغبت ہوتی ہے) (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ) تو (اے جنّو اور انسانو) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ) ان دونوں جنتوں میں چشمے بہ رہے ہوں گے (جنت کی نعمتوں کا ذکر جنت کے حصول کی ایک ترغیب ہے۔ یہ ترغیب بھی ایک نعمت ہے) (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ) تو (اے جنّو اور انسانو) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ) ان دونوں جنتوں میں ہر قسم کے میوے کی دو دو قسمیں ہوں گی (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ) تو (اے جنّو اور انسانو) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ، وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ) (ان جنتوں میں جنتی) ایسے بچھونوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے جن کے استر اطلس کے ہوں گے اور ان جنتوں میں میوے قریب ہوں گے (یعنی جھک رہے ہوں گے تاکہ آسانی سے توڑے جا سکیں) (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ) تو (اے جنّو اور انسانو) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ) ان (تمام جنتوں) میں نیچی نگاہ رکھنے والی عورتیں ہوں گی جن کو ان (جنتیوں) سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہوگا اور نہ کسی جن نے (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ) تو (اے جنّو اور انسانو) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ) وہ عورتیں ایسی ہوں گی گویا کہ وہ لعل اور مرجان ہیں (یعنی وہ عورتیں بیحد خوبصورت ہوں گی) (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ) تو (اے جنّو اور انسانو) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ) کیا بھلائی کا بدلہ بھلائی کے سوا اور کچھ ہو سکتا ہے (جنہوں نے دنیا میں نیکیاں کی ہوں گی ان کو نیک بدلہ ملے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے کہ وہ تمہیں جنت کی ترغیب دے رہا ہے) (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ) تو (اے جنّو اور انسانو) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ) ان دو جنتوں کے علاوہ دو جنتیں اور ہونگی (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ) تو (اے جنّو اور انسانو) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

جَنَّتَانِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ يَّنْظُرُوْا اِلٰى رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَآءُ الْكِبْرِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ (صحیح بخاری کتاب

دو جنتیں چاندی کی ہوں گی، ان جنتوں کے برتن اور جو کچھ بھی ان میں ہوگا (سب) چاندی کا ہوگا اور دو جنتیں سونے کی ہوں گی، ان جنتوں کے برتن اور جو کچھ بھی ان میں ہوگا (سب) سونے کا ہوگا۔ جنت عدن میں لوگوں کے اور ان کے

التفسیر باب تفسیر سورۃ الرحمٰن جزء ۶ ص ۱۸) رب کے درمیان رب کے چہرہ پر صرف کبریائی کی چادر ہوگی۔

آگے فرمایا (مُدْهَآمَّتٰنِ) وہ دونوں جنتیں گہری سبز ہوں گی (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ) تو (اے جنوں اور انسانوں) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (فِیْهِمَا عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ) ان جنتوں میں دو چشمے ابل رہے ہوں گے (جو ادھر ادھر بہ رہے ہوں گے۔ یہ منظر بڑا ہی پر کیف ہوگا) (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ) تو (اے جنوں اور انسانوں) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (فِیْهِمَا فَاکِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ) ان دونوں جنتوں میں میوے، کھجور اور انار ہوں گے (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ) تو (اے جنوں اور انسانوں) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (فِیْهِنَّ خَیْرٰتٌ حِسَانٌ) ان (جنتوں میں (بھی) نیک اور حسین عورتیں ہوں گی (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ) تو (اے جنوں اور انسانوں) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ) (یعنی وہ عورتیں) حوریں ہوں گی جو خیموں میں بند بیٹھی ہوں گی (نہ کسی کو دیکھتی ہوں گی اور نہ کسی کو اپنا حسن دکھاتی ہوں گی، بڑی پردہ دار غیرت والی عورتیں ہوں گی)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْخَیْمَةُ دُرَّةٌ مُّجَوَّفَةٌ طُوْلُهَا فِی السَّمَآءِ ثَلٰثُوْنَ مِیْلًا فِیْ کُلِّ زَاوِیَةٍ مِّنْهَا لِلْمُؤْمِنِ اَهْلٌ لَّا یَرَاهُمُ الْاٰخَرُوْنَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ جزء ۴ ص ۱۴۳ وصحیح مسلم کتاب الجنۃ باب فی صفۃ خیام الجنۃ جزء ۲ ص ۵۳۲)

(جنت میں) ایک کھوکھلے موتی کا خیمہ ہوگا جس کی بلندی ۳۰ میل ہوگی۔ اس کے ہر کونے میں مومن کی بیویاں ہوں گی جن کو دوسرے نہیں دیکھ سکیں گے۔

اے جنوں اور انسانوں، تم نے دیکھا وہاں تمہیں کیسی کیسی نعمتیں ملیں گی یہ خوشخبری کہ جس کے ذریعہ جنت حاصل کرنے کی ترغیب ہو ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ) تو (اے جنوں اور انسانوں) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ) ان جنتیوں سے پہلے انہیں نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہوگا اور نہ کسی جن نے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا ○ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ○ وَّکَوَاعِبَ اَتْرَابًا ○ وَّکَاْسًا دِهَاقًا ○

(عم یتسآءلون - ۳۱ تا ۳۴)

متقیوں کے لئے کامیابی ہے، باغات ہیں اور انگور ہیں، ہم عمر نوجوان لڑکیاں ہیں اور چھلکتے ہوئے جام ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ○ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ○ عُرُبًا اَتْرَابًا ○ (الواقعہ ـ ۳۵ تا ۳۷) ہم نے ان عورتوں کو کنواری بنایا (مزید بر آں ہم نے ان کو) پیاری پیاری اور ہم عمر بنایا۔

الغرض جنت میں بے حد و بے شمار نعمتیں ہیں۔ ان نعمتوں کا ذکر ان کے حصول کے لئے ترغیب ہے اور یہ ترغیب بجائے خود ایک نعمت ہے۔ (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ) تو (اے جنوں اور انسانوں) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِیٍّ حِسَانٍ) (وہ جنتی ان جنتوں میں) سبز (گاؤ) تکیوں اور نفیس مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ) تو (اے جنوں اور انسانوں) تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اللہ کی تو بیشمار نعمتیں ہیں۔ آخر تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (ان نعمتوں کا شکر ادا کرو اور اپنے رب کے آگے جھک جاؤ اور صرف اسی کے آگے جھکو، کسی دوسرے کے آگے نہ جھکو۔ اسی کا نام لو اور اسی کے گن گاؤ) (تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ) (اے رسول) آپ کے رب کا نام جو بزرگی اور پاکی والا ہے (بڑا) بابرکت ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی کاریگریاں اور اپنے پیدا کردہ عجائبات کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کاریگریوں اور عجائبات کو توحید کے اثبات اور شرک کی تردید میں پیش کر کے جن و انس پر بڑا احسان کیا۔ ان دلائل کو سننے کے بعد جن و انس شرک سے بچکر دوزخ سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے قیامت اور دوزخ کا بھی ذکر فرمایا۔ قیامت اور دوزخ کی ہولناکیوں سے ڈرا کر برے اعمال کو چھوڑنے کی ہدایت فرمائی اور اس طرح جن و انس کو نجات کا راستہ بتایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے جنت اور اس کی نعمتوں کا بھی ذکر فرمایا۔ جنت اور اس کی نعمتوں کا ذکر کر کے نیک اعمال کی ترغیب دی تاکہ نیک اعمال کر کے جن و انس جنت اور اس کی نعمتوں کے وارث بن سکیں یہ ترغیب دینا بھی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے اور بہت بڑی نعمت ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے اپنے احسانات اور انعامات کا ذکر فرما کر بار بار جن و انس کو ان کی ناشکری پر جھنجوڑ ڈالا بار بار جھنجوڑنے کا مقصد ان کو ہوشیار کرنا، اپنی نعمت کو منوانا اور ان کو توحید پر قائم کرنا ہے۔

عمل

اے لوگو، توحید اختیار کیجئے، شرک سے بچئے۔ نیک عمل کر کے جنت کو حاصل کیجئے۔

سورۂ واقعہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ① لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا
كَاذِبَةٌ ② خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ③
إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا ④ وَبُسَّتِ
الْجِبَالُ بَسًّا ⑤ فَكَانَتْ هَبَاءً
مُّنۢبَثًّا ⑥

ترجمہ (اے لوگو) جب واقع ہونے والی (یعنی قیامت) واقع ہوگی ① (اور) اس کے واقع ہونے میں جھوٹ کو کوئی دخل نہیں (وہ ایک حقیقت ہے، ضرور واقع ہوکر رہے گی) ② (تو) وہ (بعض لوگوں کو) پست کرے گی (اور بعض لوگوں کو) بلند کرے گی ③ (اور اے

لوگو، جب (قیامت آئے گی تو) زمین بہت زور سے ہلائی جائے گی (۴) اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے (۵) (اور) غبار کی طرح اڑیں گے (۶)

معانی و مصادر

(وَاقِعَۃٌ) وَقَعَ، یَقَعُ، وُقُوْعٌ (ف) گرنا، ثابت ہونا، واجب ہونا۔
(خَافِضَۃٌ) خَفَضَ، یَخْفِضُ، خَفْضٌ (ض) پست کرنا، ٹھہرنا۔
(رُجَّتْ) رَجَّ، یَرُجُّ، رَجٌّ (ن) ہلنا، ہلانا۔
(بُسَّتْ) بَسَّ، یَبُسُّ، بَسٌّ (ن) ریزہ ریزہ کرنا، آہستہ آہستہ ہانکنا۔
(ھَبَاءً) ھَبَا، یَھْبُوْ، ھُبُوٌّ (ن) (غبار کا) بلند ہونا، اڑنا۔
(مُّنْبَثًّا) اِنْبَثَّ، یَنْبَثُّ، اِنْبِثَاثٌ (باب انفعال) تیزی سے دوڑنا یا اڑنا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَۃُ) (اے لوگو) جب وہ واقع ہونے والی (یعنی قیامت) واقع ہوگی (لَیْسَ لِوَقْعَتِھَا کَاذِبَۃٌ) اور اس کے واقع ہونے میں جھوٹ کو کوئی دخل نہیں (وہ ایک حقیقت ہے، ضرور واقع ہوگی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ○ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ○ (الطور ۔ ۷، ۸)

بے شک آپ کے رب کا عذاب ضرور واقع ہونے والا ہے۔ اسے کوئی روکنے والا نہیں۔

آگے فرمایا (خَافِضَۃٌ رَّافِعَۃٌ) (تو) وہ (بعض لوگوں کو) نیچا کرے گی اور (بعض لوگوں کو) اونچا کرے گی (کسی کو ذلیل و خوار کرے گی، کسی کو بلند مرتبہ پر پہنچائے گی) (اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا) (یہ اس وقت ہوگا) جب زمین بہت زور سے ہلائی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ○ (اذا زلزلت الارض ۔ ۱)

جب زمین بڑے زور سے ہلائی جائے گی۔

(وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا) اور جب پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے (فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْبَثًّا) اور غبار کی طرح اڑیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ○ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ○ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ○ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ○ (الحاقۃ ۔ ۱۳ تا ۱۶)

پھر جب صور میں پھونک ماری جائے گی اور زمین کو اور پہاڑوں کو اٹھا لیا جائے گا اور ان کو ایک ہی بار میں (توڑ پھوڑ کر) برابر کر دیا جائے گا تو اس دن قیامت واقع ہوگی۔ آسمان پھٹ جائے گا اور اس دن وہ بہت ہی کمزور ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ○ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ ○ (القارعۃ - ۴ و ۵)

اس دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کے مانند (بکھرے ہوئے) ہوں گے اور پہاڑ ایسے ہو جائیں گے جیسے دھنکی ہوئی اون۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ○ (المزمل - ۱۴)

جس دن زمین اور پہاڑ لرزیں گے اور پہاڑ بھر بھرے ٹیلے بن جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّي نَسْفًا ○ (طٰہٰ - ۱۰۵)

اور (اے رسول، لوگ) آپ سے پہاڑوں کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب ان کو چورا چورا کر دیگا۔

الغرض قیامت ضرور واقع ہوگی۔ اس دن زمین خوب ہلے گی اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر اڑیں گے۔

عمل

اے لوگو، قیامت پر ایمان لائیے اور اس دن کی باز پرس کے لئے تیاری کیجئے۔

وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ فَاَصْحٰبُ
الْمَيْمَنَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۸﴾
وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ مَآ اَصْحٰبُ
الْمَشْئَمَةِ ﴿۹﴾ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾
اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ فِيْ جَنّٰتِ
النَّعِيْمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾
وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ عَلٰى
سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا
مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۶﴾ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ

مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ وَّ
اَبَارِيْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾
لَا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾
وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ
لَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَحُوْرٌ
عِيْنٌ ﴿۲۲﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾
جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ
فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ﴿۲۵﴾ اِلَّا قِيْلًا
سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾

ترجمہ اور (اے لوگو، اس دن) تم تین قسم (کی جماعتوں میں تقسیم) ہو جاؤ گے ⑦ ایک تو داہنے ہاتھ والے تو داہنے ہاتھ والوں کا کیا (کہنا) ⑧ (دوسرے) بائیں ہاتھ والے تو بائیں ہاتھ والے کیسے (برے حال میں ہوں گے) ⑨ (تیسرے) آگے بڑھنے والے (تو وہ تو) آگے بڑھنے والے ہیں ⑩ یہی لوگ ہوں گے جو (اللہ) کے مقرب ہوں گے ⑪ وہ نعمتوں سے بھرپور جنتوں میں (رہیں گے) ⑫ (ان میں) ایک بہت بڑی جماعت اگلوں میں سے ہوگی ⑬ اور تھوڑے سے پچھلوں میں سے ہوں گے ⑭ یہ لوگ (جواہرات سے) جڑے ہوئے تختوں پر بیٹھے ہوں گے ⑮ (اور) تکیہ لگائے ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے ⑯ ہمیشہ (ایک ہی حالت میں) رہنے والے لڑکے ان کے پاس آتے جاتے رہیں گے ⑰ ان کے پاس آبخورے، آفتابے اور بہنے والی شراب کے جام ہوں گے ⑱ اس (شراب) سے نہ تو درد سر ہوگا اور نہ ان کی عقلیں زائل ہوں گی ⑲ اور (وہاں ان کے لئے) میوے ہوں گے جو وہ پسند کریں ⑳ اور جس قسم کے پرندوں کا گوشت وہ چاہیں گے انہیں میسر ہوگا ㉑ اور (وہاں) بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں (بھی) ہوں گی ㉒ وہ ایسی ہوں گی جیسے چھپے ہوئے (آبدار) موتی ㉓ یہ ان اعمال کا بدلہ ہوگا جو وہ (دنیا میں) کرتے رہے تھے ㉔ وہاں وہ نہ کوئی بیہودہ بات سنیں گے اور نہ کوئی گناہ کی بات ㉕ وہاں تو بس سلام سلام کی آوازیں (آ رہی ہوں گی) ㉖

معانی و مصادر (مَيْمَنَةٌ) يَمَنَ، يَيْمَنُ، يَمْنٌ (ف) سیدھی طرف سے آنا، سیدھی طرف سے جانا (مَيْمَنَةٌ = سیدھی طرف والے)۔

(مَشْئَمَةٌ) شَاءَمَ، يُشَاءِمُ، مُشَاءَمَةٌ (باب مفاعلة) الٹی طرف سے پکڑنا (مَشْئَمَةٌ = الٹی طرف والے)۔

(ثُلَّةٌ) ثُلَّةٌ = جماعت۔

(مَوْضُوْنَةٌ) وَضَنَ، يَضِنُ، وَضْنٌ (ض) بُننا، جڑنا۔

(مُخَلَّدُوْنَ) خَلَّدَ، يُخَلِّدُ، تَخْلِيْدٌ (باب تفعيل) رہنا، ہمیشہ کے لئے بسانا۔

(اَكْوَابٌ) كَابَ، يَكُوْبُ، كَوْبٌ (ن) پیالے سے پینا (اَكْوَابٌ = كُوْبٌ کی جمع، بغیر کنڈے کے پیالے)۔

(اَبَارِيْقُ) اَبَارِيْقُ = اِبْرِيْقٌ کی جمع، لوٹے۔

(كَاْسٌ) كَاْسٌ = گلاس۔

(مَعِيْنٌ) مَعَنَ، يَمْعَنُ، مَعْنٌ (ف) مَعُنَ، يَمْعُنُ، مُعُوْنٌ (ك) آہستہ آہستہ بہنا۔

(يُصَدَّعُوْنَ) صَدَّعَ، يُصَدِّعُ، تَصْدِيْعٌ (باب تفعيل) پھاڑنا، کاٹنا۔

(يُنْزِفُوْنَ) اَنْزَفَ، يُنْزِفُ، اِنْزَافٌ (باب افعال) نشہ میں ہونا، عقل کا زائل ہونا۔

(یَتَخَیَّرُوْنَ) تَخَیَّرَ، یَتَخَیَّرُ، تَخَیُّرٌ (باب تفعل) پسند ہونا۔
(طَیْرٌ) طَارَ، یَطِیْرُ، طَیْرٌ وطَیَرَانٌ (ض) اڑنا (طَیْرٌ = طَائِرٌ کی جمع، پرندے)۔
(عِیْنٌ) عَیِنَ، یَعْیَنُ، عَیَنٌ وعِیْنَۃٌ (س) آنکھ کی سیاہی کا بڑا ہونا (عِیْنٌ = عَیْنَآءُ کی جمع، وہ عورتیں جن کی آنکھ کی سیاہی بڑی ہو)۔
(مَکْنُوْنٌ) کَنَّ، یَکُنُّ، کَنٌّ وکُنُوْنٌ (ن) چھپانا۔
(لَغْوٌ) لَغَا، یَلْغُوْ، لَغْوٌ (ن) باطل ہونا، غلط بات کرنا۔
(تَاْثِیْمٌ) اَثَّمَ، یُؤَثِّمُ، تَاْثِیْمٌ (باب تفعیل) گناہ منسوب کرنا، گناہ کی تہمت لگانا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَکُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَۃً) اور (اے لوگو، اس دن) تم تین قسم (کی جماعتوں) میں تقسیم ہو جاؤ گے (فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَۃِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَۃِ) (ایک) تو داہنے ہاتھ والے ہوں گے تو داہنے ہاتھ والوں کا کیا (کہنا وہ تو بڑے مزے میں ہوں گے) (وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَۃِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَۃِ) اور دوسرے) بائیں ہاتھ والے تو بائیں ہاتھ والے کیسے (برے حال میں ہوں گے) (وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ) اور (تیسرے) آگے بڑھنے والے (سبقت لے جانے والے تو وہ تو واقعی) آگے بڑھنے والے ہیں (ان کے کیا کہنے) (اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ) یہی لوگ ہوں گے جو (اللہ تعالیٰ کے) مقرب ہوں گے (فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ) اور نعمتوں سے بھرپور جنتوں میں رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْھُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ وَمِنْھُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْھُمْ سَابِقٌ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰہِ، ذٰلِکَ ھُوَ الْفَضْلُ الْکَبِیْرُ ○
(الفاطر۔ ۳۲)

پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا تو ان میں سے کچھ (تو ایسے ہیں جو) اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، کچھ (ایسے ہیں جو) میانہ رو ہیں اور کچھ (ایسے ہیں جو) اللہ کے حکم سے نیکیوں کی طرف سبقت کرتے ہیں اور یہ (نیکیوں کی طرف سبقت کرنا تو اللہ کا) بڑا فضل ہے (جو خوش قسمت لوگوں کو ہی ملا کرتا ہے)۔

آگے فرمایا (ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ) (ان مقربین میں) ایک (بہت بڑی) جماعت اگلے لوگوں پر مشتمل ہوگی (وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ) اور بعد والوں میں سے قلیل لوگ ہوں گے (عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَۃٍ) یہ لوگ (جواہرات سے) جڑے ہوئے تختوں پر (مُّتَّکِئِیْنَ عَلَیْھَا مُتَقٰبِلِیْنَ) تکیہ لگائے ہوئے ایک دوسرے کے سامنے (بیٹھے ہوں گے)۔

نَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ○ اُدْخُلُوْهَا
بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ ○ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ
مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ○
(الحجر ۔ ۴۵ تا ۴۷)

بے شک متقین باغوں اور چشموں میں (شاداں و فرحاں) ہوں گے ۔ (قیامت کے دن ان سے کہا جائے گا) ان باغوں میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ ۔ ہم ان کے دلوں سے بغض اور کینہ نکال دیں گے (پھر) وہ ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر اس طرح بیٹھے ہوں گے گویا کہ وہ بھائی بھائی ہیں ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ○ فَوَاكِهُ وَ
هُمْ مُّكْرَمُوْنَ ○ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ○
عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ○
(وَالصّٰفّٰت ۔ ۴۱ تا ۴۴)

ان کے لئے مقررہ رزق ہے یعنی (ان کو کھانے کے لئے) پھل (دیئے جائیں گے) اور ان کی بڑی عزت کی جائے گی ۔ نعمت کے باغوں میں (وہ رہیں گے) اور ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے ہوں گے ۔

آگے فرمایا (یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ) ہمیشہ (ایک ہی حالت میں) رہنے والے لڑکے ن کے پاس آتے جاتے رہیں گے (بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِیْقَ وَكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ) ان کے پاس آبخورے ، آفتابے ور بہنے والی (شراب) کے جام ہوں گے (لَا یُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا یُنْزِفُوْنَ) اس (شراب) سے نہ تو دردِ سر ہوگا اور نہ ان کی عقلیں زائل ہوں گی ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَیُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ
كَانَتْ قَوَارِیْرَا ○ قَوَارِیْرَا۟ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا
تَقْدِیْرًا ○ وَیُسْقَوْنَ فِیْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا
زَنْجَبِیْلًا ○ عَیْنًا فِیْهَا تُسَمّٰی سَلْسَبِیْلًا ○
وَیَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ اِذَا
رَاَیْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ○ وَ
اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْكًا كَبِیْرًا ○
(ھل اتیٰ ۔ ۱۵ تا ۲۰)

ان کے (دسترخوان) پر چاندی کے برتنوں اور شیشے کے گلاسوں کا دور چل رہا ہوگا ۔ وہ شیشے چاندی کے بنے ہوئے ہوں گے ۔ (فرشتوں نے ان برتنوں اور گلاسوں کو) ایک مقررہ اندازے کے مطابق ڈھالا ہوگا ۔ وہاں جنتی ایسے جام بھی پئیں گے جن میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی ۔ (سونٹھ کے پانی کا) جنت میں ایک چشمہ ہوگا جس کا نام سلسبیل ہوگا ۔ ان کے اردگرد لڑکے پھرتے ہوں گے جو ہمیشہ (لڑکے ہی) رہیں گے ۔ (اے رسول) جب آپ انہیں دیکھیں گے تو یہ خیال کریں گے کہ

بکھرے ہوئے موتی ہیں اور جب آپ (جنت کو) دیکھیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ وہ (ایک بہت بڑی) نعمت اور ایک (بہت) بڑی سلطنت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یُطَافُ عَلَیۡهِمۡ بِكَاۡسٍ مِّنۡ مَّعِیۡنٍ ۝ بَیۡضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیۡنَ ۝ لَا فِیۡهَا غَوۡلٌ وَّلَا هُمۡ عَنۡهَا یُنۡزَفُوۡنَ ۝

(والصّٰفّٰت ۔ ۴۵ تا ۴۷)

ان (کے دسترخوان) پر چشمہ جاری (کی شراب) سے (لبریز) جاموں کا دور چل رہا ہوگا۔ (وہ شراب) سفید ہوگی (اور) پینے والوں کے لئے (بڑی) لذت (بخش) ہوگی۔ نہ اس میں نشہ ہوگا اور نہ اس سے ان کی عقلیں زائل ہوں گی۔

آگے فرمایا (وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ) اور (وہاں ان کے لئے) میوے ہوں گے جو وہ پسند کریں (وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ) اور جس قسم کے پرندوں کا گوشت وہ چاہیں (انہیں میسّر ہوگا) (وَحُوْرٌ عِيْنٌ) اور (وہاں ان کے لئے) بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی (كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ) (وہ ایسی ہوں گی) جیسے چھپے ہوئے (آبدار) موتی (یعنی بہت خوبصورت ہوں گی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فِیۡهِنَّ خَیۡرٰتٌ حِسَانٌ ۝ (الرحمٰن ۔ ۷۰)

ان میں نیک اور خوبصورت عورتیں ہوں گی۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعِنۡدَهُمۡ قٰصِرٰتُ الطَّرۡفِ عِیۡنٌ ۝ كَاَنَّهُنَّ بَیۡضٌ مَّكۡنُوۡنٌ ۝

والصّٰفّٰت ۔ ۴۸ و ۴۹)

ان کے پاس نیچی نگاہ رکھنے والی اور بڑی بڑی آنکھوں والی (عورتیں بیٹھی) ہوں گی۔ (وہ ایسی معلوم ہوں گی) گویا کہ وہ چھپائے ہوئے انڈے ہیں۔

آگے فرمایا (جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہوگا جو اعمال وہ (دنیا میں) کرتے رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۝

(الٓمّٓ تنزیل ۔ ۱۷)

تو ایسے لوگوں کے لئے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی جو (نعمتیں) ہم نے چھپا رکھی ہیں انہیں کوئی شخص نہیں جانتا، یہ ان کے (ان) اعمال کا بدلہ ہوگا جو وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے۔

آگے فرمایا (لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا) وہ وہاں نہ کوئی بیہودہ بات سنیں گے اور نہ کوئی گناہ کی بات (اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا) (وہاں تو) بس سلام سلام کی آوازیں (آرہی ہوں گی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(یونس۔ ۱۰)

(پھر) ان باغوں میں ان کی پکار یہ ہو گی:۔ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ (اے اللہ تو پاک ہے) (آپس میں) ان کا تحفہ سلام ہوگا اور ان کی آخری پکار یہ ہوگی، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (سب تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ وَّاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ○

(الاحزاب۔ ۴۴)

جس روز وہ اللہ سے ملیں گے تو (اللہ کی طرف سے) ان کا تحفہ سلام ہوگا اور اللہ نے ان کے لئے عزت کا اجر تیار کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ○

(الفرقان۔ ۷۵)

یہی وہ لوگ ہیں جن کو ان کے صبر و استقامت کے بدلے (جنت میں) بالاخانے دئے جائیں گے۔ ان بالاخانوں میں وہ (ایک دوسرے سے) دعاء و سلام کے ساتھ ملاقات کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ○ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ○ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ○

(الرعد۔ ۲۲ تا ۲۴)

اور جو اپنے رب کی رضا جوئی کے لئے صبر کرتے ہیں، جو نماز قائم کرتے ہیں، جو اپنے مال میں سے جو ہم نے ان کو دیا ہے پوشیدہ اور علانیہ (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرتے ہیں اور جو برائی کے بدلے بھلائی کرتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے لئے دار آخرت میں اچھا انجام ہے۔ یہ لوگ ہمیشہ (قائم) رہنے والے باغات میں داخل ہوں گے اور (ان کے ساتھ) ان کے آباء واجداد، ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے وہ لوگ بھی (ان باغات میں داخل

ہوں گے) جنہوں نے نیک عمل کئے ہوں گے۔ (ان باغات کے) ہر دروازے سے فرشتے ان کے پاس آئیں گے (اور ان سے کہیں گے: دنیا میں) جو عمل تم کرتے رہے تھے (اس کے بدلہ میں سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ (تم پر سلامتی ہو) (تمہارے لئے) اس دارِ آخرت میں اچھا بدلہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْیَوْمَ فِیْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِیْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ۝ لَهُمْ فِیْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا یَدَّعُوْنَ ۝ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ۝

(یٰسٓ - ۵۵ تا ۵۸)

اس دن اہلِ جنّت (اپنے اپنے) شغل میں شاداں و فرحاں ہوں گے۔ وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں تختوں پر تکیہ لگائے (بیٹھے) ہوں گے۔ جنت میں ان کے لئے (ہمہ اقسام کے) پھل ہوں گے اور ہر وہ چیز ہوگی جس کی وہ تمنا کریں گے۔ مہربان رب کی طرف سے (ان کو) سلام کہا جائے گا۔

غرض یہ کہ جنت میں اہل جنت آپس میں بھی سلام کریں گے اور اللہ تعالیٰ اور فرشتے بھی ان کو سلام کریں گے۔

عمل

اے ایمان والو، عمل کیجئے تاکہ آپ کو جنت کی نعمتیں میسر ہوں۔

وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ مَآ اَصْحٰبُ
الْيَمِيْنِ ﴿۲۷﴾ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ﴿۲۸﴾
وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿۲۹﴾ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿۳۰﴾
وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ﴿۳۱﴾ وَّفَاكِهَةٍ
كَثِيْرَةٍ ﴿۳۲﴾ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿۳۳﴾
وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿۳۴﴾ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ
اِنْشَآءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ﴿۳۶﴾
عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۳۸﴾
ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَثُلَّةٌ

مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾

ترجمہ اور داہنے ہاتھ والے، کیا کہنے داہنے ہاتھ والوں کے ﴿۲۷﴾ (وہاں) وہ بغیر کانٹے والی بیریوں میں ﴿۲۸﴾ تہ بہ تہ کیلوں (میں) ﴿۲۹﴾ لمبے لمبے سایوں (میں) ﴿۳۰﴾ پانی کے جھرنوں (میں) ﴿۳۱﴾ کثیر میووں (میں) ﴿۳۲﴾ (جو) نہ (کبھی) منقطع ہوں گے اور نہ ان سے (کبھی) روکا جائیگا ﴿۳۳﴾ اونچے اونچے فرشوں (میں عیش کر رہے ہوں گے، ﴿۳۴﴾ (ان چیزوں کے علاوہ انہیں حوریں بھی ملیں گی)، ہم نے ان کو پیدا کیا ﴿۳۶﴾ پھر ان کو کنواری بنایا ﴿۳۷﴾ (مزید برآں ہم نے ان کو) پیاری پیاری اور ہم عمر بنایا ﴿۳۸﴾ داہنے ہاتھ والوں کے لئے ﴿۳۹﴾ (ان میں) ایک بہت بڑی جماعت اگلوں میں سے (ہوگی) اور ایک بہت بڑی جماعت بعد والوں میں سے ہوگی ﴿۴۰﴾

معانی ومصادر (مَخْضُوْدٌ) خَضَدَ، يَخْضِدُ، خَضْدٌ (ض) کانٹا توڑنا۔
(طَلْحٌ) طَلْحٌ = کیلا۔

(مَنْضُوْدٌ) نَضَدَ، يَنْضِدُ، نَضْدٌ (ن) اوپر تلے جمانا۔
(ظِلٌّ) ظَلَّ، يَظَلُّ، ظَلَالَةٌ (ت) سایہ دار ہونا (ظِلٌّ = سایہ)
(مَمْدُوْدٌ) مَدَّ، يَمُدُّ، مَدٌّ (ن) کھینچنا، پھیلانا، دراز کرنا (مَمْدُوْدٌ = کھینچا گیا یعنی لمبا)۔
(مَسْكُوْبٌ) سَكَبَ، يَسْكُبُ، سَكْبٌ وتَسْكَابٌ (ن) ڈالنا (مَسْكُوْبٌ = ڈالا گیا، پانی جب اوپر سے ڈالا جائے تو اس کی کیفیت آبشار کی سی ہوتی ہے)۔
(اَبْكَارٌ) اَبْكَارٌ = بِكْرٌ کی جمع، کنواریاں۔
(عُرُبٌ) عُرُبٌ = عَرُوْبَةٌ کی جمع، شوہر کی پیاری۔
(اَتْرَابٌ) اَتْرَابٌ = تِرْبٌ کی جمع، ہم عمر۔

تفسیر مقربین کے بعد اللہ تعالیٰ نے داہنے ہاتھ والوں کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (وَ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ مَاۤ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ) اور داہنے ہاتھ والے کیا کہنے داہنے ہاتھ والوں کے (فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ) (آخرت میں) وہ بغیر کانٹے والی بیریوں میں (وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ) تہ بہ تہ کیلوں (میں)، (وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ) لمبے لمبے سایوں میں (شاداں وفرحاں ہوں گے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا (صحیح

جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں اگر سوار سو سال تک چلتا رہے تب بھی وہ اسے

بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ جزء ۴ ص۱۴۲ و صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب ان فی الجنۃ شجرۃ ۲/۵۳۰) قطع نہیں کر سکے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ فِی الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِيْعَ مِائَةَ عَامٍ مَا يَقْطَعُهَا ۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب صفۃ الجنۃ جزء ۸ ص۱۴۳ و صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب ان فی الجنۃ شجرۃ جزء۲ ص۵۳۱)

جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں اگر اچھے چالاک گھوڑ دوڑ کے لئے تیار کئے ہوئے تیز گھوڑے کا سوار سو برس تک چلتا رہے جب بھی اس کو ختم نہ کر سکے گا۔

آگے فرمایا (وَمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ) اور (داہنے ہاتھ والے) پانی کے آبشاروں (میں) (وَفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ) کثیر میووں (میں) (لَا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ) (جو) نہ کبھی منقطع ہوں گے اور نہ ان سے روکا جائے گا (وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ) اور اونچے اونچے فرشوں (میں عیش کر رہے ہوں گے) (اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً) (ان نعمتوں کے علاوہ انہیں حوریں بھی ملیں گی) ہم نے ان کو پیدا کیا (فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا) پھر ان کو کنواری بنایا (عُرُبًا اَتْرَابًا) (مزید برآں ہم نے ان کو) پیاری پیاری اور ہم عمر بنایا (لِاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ) داہنے ہاتھ والوں کے لئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۝ (الرحمٰن ۔ ۵۶)

ان میں نیچی نگاہ رکھنے والی عورتیں ہوں گی جن کو ان سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہو گا اور نہ کسی جن نے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۝ (عم یتسآءلون ۔ ۳۳)

(متقیوں کے لئے) ہم عمر نوجوان لڑکیاں ہوں گی۔

آگے فرمایا (ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ) (داہنے ہاتھ والوں میں) ایک بہت بڑی جماعت اگلوں میں سے ہو گی (وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ) اور ایک بہت بڑی جماعت پچھلوں میں سے (ہو گی یعنی داہنے ہاتھ والوں میں اگلے بھی بہت ہوں گے اور پچھلے یعنی بعد میں آنے والے بھی بہت ہوں گے)۔

عمل

اے لوگو، ایمان لائیے اور جنت کی نعمتیں حاصل کرنے کی کوشش کیجئے۔

وَاَصۡحٰبُ الشِّمَالِ مَاۤ اَصۡحٰبُ
الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِیۡ سَمُوۡمٍ وَّحَمِیۡمٍ ﴿۴۲﴾
وَّظِلٍّ مِّنۡ یَّحۡمُوۡمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ
وَّلَا کَرِیۡمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا
قَبۡلَ ذٰلِکَ مُتۡرَفِیۡنَ ﴿۴۵﴾ وَکَانُوۡا
یُصِرُّوۡنَ عَلَی الۡحِنۡثِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۴۶﴾
وَکَانُوۡا یَقُوۡلُوۡنَ اَئِذَا مِتۡنَا وَکُنَّا
تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ ﴿۴۷﴾
اَوَ اٰبَآؤُنَا الۡاَوَّلُوۡنَ ﴿۴۸﴾ قُلۡ اِنَّ

الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ
اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ
اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾
لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾
فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوْنَ
عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ
شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ
يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۵۶﴾

ترجمہ (اور رہے) بائیں ہاتھ والے تو وہ کیسے (برے حال میں) ہوں گے ﴿۴۱﴾ وہ (دوزخ
کی) لپٹ اور کھولتے ہوئے پانی میں ﴿۴۲﴾ اور سیاہ دھوئیں کے سایہ (میں رہیں
گے) ﴿۴۳﴾ جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ باعزت ﴿۴۴﴾ یہ لوگ (اس سے) پہلے (دنیا کی زندگی میں)

بڑے خوشحال تھے (۴۵) گناہ عظیم پر اصرار کرتے تھے (۴۶) اور یہ کہا کرتے تھے: کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو ہم (دوبارہ) زندہ کئے جائیں گے (۴۷) اور کیا ہمارے آباء و اجداد بھی زندہ کئے جائیں گے (۴۸) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے بے شک اگلے اور پچھلے سب ایک مقررہ دن مقررہ وقت پر جمع کئے جائیں گے (۴۹) پھر اے جھٹلانے والے گمراہ لوگو (۵۰) تم تھوہر کے درخت میں سے کھاؤ گے (۵۱) پھر اسی سے (اپنے) پیٹ بھرو گے (۵۲) پھر اس پر گرم پانی پیو گے (۵۳) اور اس طرح پیو گے جس طرح پیاس کے مریض (اونٹ پانی) پیتے ہیں (۵۴) جزا کے دن ان کی مہمانی یہ ہوگی (۵۵)

معانی و مصادر

(شِمَالٌ) شِمَالٌ = بایاں، الٹا۔

(سَمُوْمٌ) سَمَّ، یَسُمُّ، سُمُوْمٌ (ن) ہوا کا جلانا (سَمُوْمٌ = گرم ہوا)

(حَمِیْمٌ) حَمَّ، یَحُمُّ، حَمٌّ (ن) گرم کرنا (حَمِیْمٌ = گرم پانی)۔

(یَحْمُوْمٌ) یَحْمُوْمٌ = سیاہ دھواں۔

(بَارِدٌ) بَرَدَ، یَبْرُدُ، بَرْدٌ (ن) بَرُدَ، یَبْرُدُ، بُرُوْدَۃٌ (ک) ٹھنڈا ہونا (بَارِدٌ = ٹھنڈا)

(مُتْرَفِیْنَ) اَتْرَفَ، یُتْرِفُ، اِتْرَافٌ (باب افعال) مال کا مغرور کرنا (مُتْرَفٌ = عیش کی زندگی گذارنے والا)۔

(حِنْثٌ) حَنِثَ، یَحْنَثُ، حِنْثٌ (س) قسم توڑنا، باطل کی طرف مائل ہونا۔

(زَقُّوْمٌ) زَقُّوْمٌ = دوزخ کے ایک درخت کا نام ہے۔

(مَالِئُوْنَ) مَلَأَ، یَمْلَأُ، مَلْأٌ و مِلْأَۃٌ (ف) بھرنا (مَالِئٌ = بھرنے والا)۔

(ھِیْمٌ) ھَامَ، یَھِیْمُ، ھِیَامٌ (ض) پیاسا ہونا (ھِیْمٌ = اَھْیَمُ کی جمع، پیاس کے مریض)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ) اور (رہے) بائیں ہاتھ والے تو وہ کیسے (برے حال میں) ہوں گے (فِیْ سَمُوْمٍ وَّحَمِیْمٍ) وہ دوزخ کی لپٹ اور کھولتے ہوئے پانی میں (وَظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ) اور سیاہ دھوئیں کے سایہ (میں زندگی گزاریں گے) (لَّا بَارِدٍ وَّلَا کَرِیْمٍ) جو نہ ٹھنڈا ہو گا اور نہ باعزت (یعنی ذلت کے ساتھ دھوئیں کے گرم سایہ میں انہیں رکھا جائے گا) (اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِیْنَ) یہ لوگ اس سے پہلے (دنیا کی زندگی میں بڑے) خوشحال (اور فارغ البال) تھے (وَكَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ) اور گناہ عظیم پر اصرار کرتے تھے (ان کا میلان باطل کی طرف تھا، شرک جیسے بڑے گناہ پر اڑے ہوئے تھے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ (اے رسول) انہیں اس بات پر تعجب ہے

وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝

(صٓ ۔ ۴ تا ۷)

کہ ان کے پاس انہی میں سے ڈرانے والا آ گیا ۔ کافر کہتے ہیں یہ بڑا جھوٹا جادوگر ہے۔ کیا انہوں نے (تمام) معبودوں کی جگہ ایک معبود بنا دیا یہ تو بڑی عجیب بات ہے ۔ ان میں جو سردار تھے وہ نکل کر چل دیئے (اور آپس میں کہنے لگے) چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو، اس (دعوئی نبوت) سے ان کا کوئی خاص مقصد ہے ۔ ہم نے پچھلی ملت میں یہ بات کبھی نہیں سنی یہ محض افتراء ہے ۔

آگے فرمایا (وَكَانُوْا یَقُوْلُوْنَ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ) اور یہ کہا کرتے تھے کیا ہم جب مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو ہم (دوبارہ) زندہ کئے جائیں گے (اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ) اور کیا ہمارے آباؤ اجداد بھی زندہ کئے جائیں گے (یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۬ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝

(الٓمٓ تنزیل ۔ ۱۰)

اور (اے رسول) یہ لوگ کہتے ہیں کہ جب ہم زمین میں نیست و نابود ہو جائیں گے تو کیا ہم از سرِ نو پیدا ہوں گے (اے رسول یہ لوگ اصل میں دوبارہ پیدا ہونے کا انکار نہیں کرتے) بلکہ یہ تو اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں ۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے اس تعجب کا جواب دیا (قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ) (اے رسول کہہ دیجئے (ہاں ایسا ہی ہو گا) بے شک اگلے اور پچھلے (سب) (لَمَجْمُوْعُوْنَ اِلٰی مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ) ایک مقررہ دن مقررہ وقت پر جمع کئے جائیں گے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ ۝ قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ ۝

(یٰسٓ ۔ ۷۸ و ۷۹)

اور (اے رسول، انسان) ہمارے متعلق باتیں بناتا ہے وہ اپنی پیدائش کو بھول گیا، کہتا ہے جب ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو انہیں کون زندہ کرے گا ۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے ان (ہڈیوں) کو وہ زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا، وہ ہر طرح) پیدا کرنا جانتا ہے ۔

آگے فرمایا (ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ) (دوبارہ زندہ ہو جانے کے بعد) پھر اے جھٹلانے والے گمراہو (لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ) تم تھوہر کا درخت کھاؤ گے (فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ) پھر اسی سے اپنے پیٹ بھرو گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ○ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ○ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ○ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ○
(الدخان۔ ۴۳ تا ۴۶)

بے شک زقوم کا درخت گنہگار کا کھانا (ہو گا)۔ وہ پگھلے ہوئے تانبے کے مانند ہو گا اور پیٹوں میں اس طرح کھولے گا جس طرح گرم پانی کھولتا ہے۔

آگے فرمایا (فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ) پھر اس پر گرم پانی پیو گے (فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ) اور اس طرح پیو گے جس طرح پیاس کے مریض (اونٹ پانی) پیتے ہیں (پئے چلے جاؤ گے لیکن پیاس نہیں بجھے گی) هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ) جزا کے دن ان کی مہمانی یہ ہو گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ○ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ○ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ○
(ھل اتٰک۔ ۵ تا ۷)

ان کو ایک گرم چشمے سے (پانی) پلایا جائیگا۔ ان کے لئے (وہاں) کوئی کھانا نہیں ہو گا سوائے خاردار گھاس کے جو نہ موٹا کرے گی اور نہ بھوک میں (کچھ) کام آئے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ○ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ○ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ○ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ○ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ○ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ○
(الصّٰفّٰت۔ ۶۲ تا ۶۷)

کیا مہمانی کے لئے یہ بہتر ہے یا زقوم کا درخت ہم نے اس درخت کو ظالموں کے لئے (ذریعہ) آزمائش بنایا ہے۔ وہ ایک درخت ہے جو دوزخ کی جڑ میں اگتا ہے۔ اس کے خوشے ایسے ہیں گویا کہ وہ شیاطین کے سر ہیں۔ وہ (ظالم) اس میں سے کھائیں گے پھر اسی سے پیٹ بھریں گے پھر اس کے اوپر انہیں گرم پانی کا آمیزہ دیا جائے گا۔

الغرض مجرمین گرم ہوا اور گرم پانی میں رہیں گے، ان پر سیاہ دھویں کا سایہ ہو گا۔ ان کے کھانے کے لئے تھوہر کا درخت ہو گا اور پینے کے لئے کھولتا ہوا پانی۔

نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۷﴾
اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿۵۸﴾ ءَاَنْتُمْ
تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾
نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ
وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۶۰﴾ عَلٰۤى
اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ
فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ
النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾
اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾ ءَاَنْتُمْ

تَزۡرَعُوۡنَهٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الزّٰرِعُوۡنَ ﴿۶۴﴾
لَوۡ نَشَآءُ لَجَعَلۡنٰهُ حُطَامًا فَظَلۡتُمۡ
تَفَكَّهُوۡنَ ﴿۶۵﴾ اِنَّا لَمُغۡرَمُوۡنَ ﴿۶۶﴾ بَلۡ
نَحۡنُ مَحۡرُوۡمُوۡنَ ﴿۶۷﴾ اَفَرَءَيۡتُمُ
الۡمَآءَ الَّذِىۡ تَشۡرَبُوۡنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنۡتُمۡ
اَنۡزَلۡتُمُوۡهُ مِنَ الۡمُزۡنِ اَمۡ نَحۡنُ
الۡمُنۡزِلُوۡنَ ﴿۶۹﴾ لَوۡ نَشَآءُ جَعَلۡنٰهُ
اُجَاجًا فَلَوۡلَا تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۷۰﴾
اَفَرَءَيۡتُمُ النَّارَ الَّتِىۡ تُوۡرُوۡنَ ﴿۷۱﴾

ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِیْنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ ﴿۷۴﴾

ترجمہ (اے کافرو) ہم تمہیں (پہلی بار) پیدا کر چکے ہیں تو تم (ہمارے دوبارہ پیدا کرنے کی) تصدیق کیوں نہیں کرتے؟ ﴿۵۷﴾ بتاؤ جس (نطفہ) کو تم ٹپکاتے ہو ﴿۵۸﴾ کیا اس (سے انسان) کو تم بناتے ہو یا ہم بناتے ہیں ﴿۵۹﴾ ہم نے تم (لوگوں میں) موت کو مقدر کر دیا ہے اور ہم عاجز نہیں ﴿۶۰﴾ کہ تمہاری مثل تمہاری جگہ اور لوگ لے آئیں اور تم کو ایسی شکل میں پیدا کر دیں جس سے تم (قطعًا) ناواقف ہو ﴿۶۱﴾ اور (اے کافرو) پہلی پیدائش کا تو تمہیں علم ہے پھر تم نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے (کہ دوسری پیدائش کو بھی مان لو) ﴿۶۲﴾ (اچھا) بتاؤ جو (بیج) تم بوتے ہو ﴿۶۳﴾ اسے تم اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں ﴿۶۴﴾ اگر ہم چاہیں تو اسے چورا چورا کر دیں اور تم تعجب میں (اسے دیکھتے) رہ جاؤ ﴿۶۵﴾ (کہو ہائے افسوس) ہم تو نقصان میں آگئے ﴿۶۶﴾ بلکہ ہم تو (بالکل ہی) محروم ہو گئے ﴿۶۷﴾ (اچھا) بتاؤ جو پانی تم پیتے ہو ﴿۶۸﴾ اسے بادل سے تم نازل کرتے ہو یا ہم نازل کرتے ہیں ﴿۶۹﴾ اگر ہم چاہیں تو اسے کھاری کر دیں تو پھر تم شکر ادا کیوں نہیں کرتے ﴿۷۰﴾ (اچھا) بتاؤ جو آگ تم سلگاتے ہو ﴿۷۱﴾ کیا اس کے درخت کو تم نے پیدا کیا ہے یا ہم نے پیدا کیا ہے ﴿۷۲﴾ ہم نے اس درخت کو نصیحت (کا باعث) اور مسافروں کے فائدے کے لئے بنایا ہے ﴿۷۳﴾ تو (اے رسول) آپ اپنے عظیم رب کی تسبیح پڑھا کیجئے ﴿۷۴﴾

معانی و مصادر
(تُمْنُوْنَ) اَمْنٰی، یُمْنِیْ، اِمْنَاءٌ (باب افعال) انڈیلنا۔
(اَمْثَالٌ) مَثَلَ، یَمْثُلُ، مُثُوْلٌ (ن) مثل ہونا (اَمْثَالٌ، مِثْلٌ کی جمع)
(تَحْرُثُ) حَرَثَ، یَحْرُثُ، حَرْثٌ (ن) کھیتی کرنا، ہل چلانا۔

(تَزْرَعُوْنَ) زَرَعَ، یَزْرَعُ، زَرْعٌ (ف) اگانا، ہل چلانا، بیج ڈالنا۔
(حُطَامٌ) حَطَمَ، یَحْطِمُ، حَطْمٌ (ض) چورا کرنا۔
(ظَلْتُمْ) ظَلَّ، یَظَلُّ، ظَلٌّ و ظُلُوْلٌ (ف) ہمیشہ رہنا۔
(تَفَکَّھُوْنَ) تَفَکَّہَ، یَتَفَکَّہُ، تَفَکُّہٌ (بابِ تفعل) میوے کھانا، نادم ہونا، متعجب ہونا۔
(مُغْرَمٌ) غَرِمَ، یَغْرَمُ، غُرْمٌ و غَرَامَۃٌ و مَغْرَمٌ (س) قرض وغیرہ ادا کرنا۔
(مَحْرُوْمٌ) حَرَمَ، یَحْرِمُ، حِرْمٌ و حَرِیْمٌ و حِرْمَانٌ و حِرْمٌ و حِرْمَۃٌ و حَرِیْمَۃٌ (ض و س) محروم کرنا، روکنا۔
(مُزْنٌ) مَزَنَ، یَمْزُنُ، مَزْنٌ و مُزُوْنٌ (ن) چمکنا، بھرنا (مُزْنٌ ۔ پانی سے بھرا ہوا بادل)
(اُجَاجٌ) اَجَّ، یَؤُجُّ، اُجُوْجٌ (ن) کھاری ہونا (اُجَاجٌ ۔ کھاری)
(تُوْرُوْنَ) اَوْرٰی، یُوْرِیْ، اِیْرَاءٌ (بابِ افعال) آگ نکالنا۔
(مُقْوِیْنَ) اَقْوٰی، یُقْوِیْ، اِقْوَاءٌ (بابِ افعال) محتاج ہونا، ضرورت مند ہونا، بے آب و گیاہ سنسان جگہ اترنا مُقْوِیْنَ ۔ ضرورت مند، بے آب و گیاہ سنسان جگہ اترنے والے)۔

تفسیر قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جانے کا ثبوت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (نَحْنُ خَلَقْنٰکُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ) (اے کافرو) ہم تمہیں (پہلی بار) پیدا کر چکے ہیں تو تم (ہمارے دوبارہ پیدا کرنے کی) تصدیق کیوں نہیں کرتے (جب ہم نے ایک مرتبہ پیدا کر دیا تو دوسری مرتبہ پیدا کرنا ہمارے لئے کیا مشکل ہے۔ تم یہ تو تسلیم کرتے ہو کہ ہم نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تو اسی بنیاد پر تمہیں تسلیم کر لینا چاہئے کہ ہم دوبارہ بھی پیدا کر سکتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَھُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ وَھُوَ اَھْوَنُ عَلَیْہِ ۭ وَلَہُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○
(الروم ۔ ۲۷)

وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کے لئے بہت آسان ہے، آسمانوں میں اور زمین میں اس کی شان بہت بلند ہے اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

آگے فرمایا (اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ) (اے کافرو) بتاؤ جس (نطفہ) کو تم ٹپکاتے ہو (ءَ اَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَہٗٓ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ) کیا اس (سے انسان) کو تم بناتے ہو یا ہم (یقیناً ہم بناتے ہیں، تو جب ہم ایک بوند سے انسان بنانے کی قدرت رکھتے ہیں تو کیا دوبارہ انسان کو پیدا نہیں کر سکتے، یقیناً ہم کر سکتے ہیں) (نَحْنُ قَدَّرْنَا بَیْنَکُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ) ہم نے تم (لوگوں) میں موت کو مقدر کر دیا ہے (اس لئے تم مرتے ہو ورنہ ہم تمہیں ہمیشہ بھی زندہ رکھ سکتے تھے) اور ہم عاجز نہیں ہیں

علی اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَکُمْ وَنُنْشِئَکُمْ فِی مَا لَا تَعْلَمُوْنَ) کہ تمہاری مثل تمہاری جگہ اور لوگ لے آئیں اور نہ ہم اس بات سے عاجز ہیں) کہ تم کو ایسی شکل میں پیدا کر دیں جس سے تم (قطعاً) ناواقف ہو (غرض یہ کہ ہم جو کچھ چاہیں کر سکتے ہیں) (وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَۃَ الْاُوْلٰی فَلَوْلَا تَذَکَّرُوْنَ) اور (اے کافرو) تمہیں پہلی پیدائش کا تو علم ہے پھر تم نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے (پہلی پیدائش کی بنیاد پر تمہیں سمجھ لینا چاہئے کہ ہم دوبارہ بھی پیدا کر سکتے ہیں) (اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ) (اچھا) بتاؤ جو کھیتی تم کرتے ہو (ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَہٗ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ) اسے تم اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں (لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰہُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَکَّھُوْنَ) اگر ہم چاہیں تو اسے چورا چورا کر دیں پھر تم تعجب میں (اسے دیکھتے) رہ جاؤ (اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ) اور کہو کہ ہائے (افسوس) ہم تو نقصان میں مبتلا ہو گئے (بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ) بلکہ ہم تو (بالکل ہی) محروم ہو گئے (نہ نفع ہوا اور نہ جو خرچ کیا تھا وہ ہی وصول ہوا۔ روپیہ بھی ضائع ہوا اور محنت بھی اکارت گئی) (اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ) (اچھا) بتاؤ جو پانی تم پیتے ہو (ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْہُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ) اسے بادل سے تم نازل کرتے ہو یا ہم نازل کرتے ہیں (لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰہُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْکُرُوْنَ) اگر ہم چاہیں تو اسے کھاری کر دیں (لیکن قدرت ہوتے ہوئے بھی ہم ایسا کرتے نہیں) تو پھر تم (ہمارا) شکر ادا کیوں نہیں کرتے (کہ ہم تمہیں میٹھا پانی پلاتے ہیں) (اَفَرَءَیْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ) اچھا بتاؤ جو آگ تم سلگاتے ہو (ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَھَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ) کیا اس کے درخت کو تم نے پیدا کیا ہے یا ہم نے پیدا کیا ہے (نَحْنُ جَعَلْنٰھَا تَذْکِرَۃً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِیْنَ) ہم نے اس درخت کو نصیحت (کا باعث) بنایا اور (خاص طور پر) مسافروں کے فائدے کے لئے پیدا کیا ہے۔

مسافروں کے پاس آگ سلگانے کے لئے نہ کوئی انگارہ ہوتا ہے اور نہ چنگاری سوائے اس درخت کی ٹہنیوں کے جن کو آپس میں رگڑ کر وہ آگ نکالتے ہیں۔ مسافروں کے لئے اس درخت کی ٹہنیاں کتنی مفید ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے انسانوں کی آسائش کے لئے ضرورت کی چیزوں کو پیدا کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْہُ تُوْقِدُوْنَ ○

(یٰسٓ - ۸۰)

(وہی ہے) جس نے تمہارے لئے سرسبز درخت سے آگ (کی چنگاری) پیدا کی پھر تم اس (چنگاری) سے آگ جلاتے ہو۔

سرسبز ٹہنیوں سے آگ کا پیدا کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا نمونہ ہے۔ انسانوں کو چاہئے کہ اس سے نصیحت حاصل کریں اور سوچیں کہ جو اللہ سرسبز ٹہنیوں سے آگ پیدا کر سکتا ہے کیا وہ انسان کو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا؟ یقیناً وہ ایسا کر سکتا ہے۔ اُسے ہر بات کی قدرت ہے۔

بیج کو وہ اگاتا ہے، پانی وہ برساتا ہے، درخت کی ٹہنیوں سے آگ وہ پیدا کرتا ہے لہٰذا انسان کو دوبارہ

بھی پیدا کر سکتا ہے۔

آگے فرمایا (فَسَبِّحۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الۡعَظِيۡمِ) تو (اے رسول) اپنے رب عظیم کی تسبیح پڑھا کیجئے۔ (کافر اگر دوبارہ پیدا ہونے پر ایمان نہیں لاتے تو نہ لائیں، آپ تسبیح پڑھ کر بتا دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی بے بسی اور کمزوری سے پاک ہے۔ وہ عاجز اور کمزور نہیں ہے کہ انسانوں کو مرنے کے بعد دوبارہ پیدا نہ کر سکے)

عمل

اے لوگو، قیامت کے دن دوبارہ پیدا ہونے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کے دلائل کا غور سے مطالعہ کیجئے اور قیامت پر ایمان لے آئیے۔

اے ایمان والو، اپنے رب عظیم کی تسبیح پڑھتے رہا کیجئے اور اس بات پر یقین رکھئے کہ اللہ تعالے ہر عیب، عجز اور کمزوری سے پاک ہے۔

فَلَآ أُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُومِ ﴿۷۵﴾ وَإِنَّهُ
لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ﴿۷۶﴾ إِنَّهُ
لَقُرْاٰنٌ كَرِيمٌ ﴿۷۷﴾ فِي كِتٰبٍ مَّكْنُونٍ ﴿۷۸﴾
لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ﴿۷۹﴾ تَنزِيلٌ
مِّن رَّبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿۸۰﴾ أَفَبِهٰذَا
الْحَدِيثِ أَنتُم مُّدْهِنُونَ ﴿۸۱﴾
وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ
تُكَذِّبُونَ ﴿۸۲﴾ فَلَوْلَآ إِذَا بَلَغَتِ
الْحُلْقُومَ ﴿۸۳﴾ وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ

تَنْظُرُوْنَ ۝۸۴ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ
مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ۝۸۵ فَلَوْ
لَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ۝۸۶
تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۸۷
فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝۸۸
فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ۝۸۹
وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ
الْيَمِيْنِ ۝۹۰ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ
الْيَمِيْنِ ۝۹۱ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ

الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٩٢﴾ فَنُزُلٌ
مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٩٣﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿٩٤﴾
اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿٩٥﴾ فَسَبِّحْ
بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٩٦﴾

ترجمہ

(اور اے لوگو) میں تاروں کی منزلوں کی قسم کھاتا ہوں ﴿٧٥﴾ اور اگر تم سمجھو تو یہ (بہت) بڑی قسم
ہے ﴿٧٦﴾ بے شک قرآن بہت باعزت کتاب ہے ﴿٧٧﴾ پوشیدہ کتاب (یعنی لوح
محفوظ) میں (مکتوب ہے) ﴿٧٨﴾ اس کو صرف پاک لوگ ہاتھ لگاتے ہیں ﴿٧٩﴾ یہ رب العالمین کی طرف
سے اتارا گیا ہے ﴿٨٠﴾ تو کیا تم (ایسے) کلام سے غفلت برت رہے ہو ﴿٨١﴾ اور اس کے جھٹلانے کو تم نے
اپنا رزق بنا رکھا ہے ﴿٨٢﴾ تو جب روح گلے میں پہنچ جاتی ہے (اسے روکتے) کیوں نہیں ﴿٨٣﴾ حالانکہ تم
اس وقت (مرنے والے کو) دیکھتے رہتے ہو (لیکن کر کچھ نہیں سکتے) ﴿٨٤﴾ اور ہم تم سے زیادہ اس (مرنے
والے) کے قریب ہوتے ہیں لیکن تم دیکھ نہیں سکتے ﴿٨٥﴾ تو اگر تم کسی کے بس میں نہیں ہو تو (اپنی طاقت
کا مظاہرہ) کیوں نہیں (کرتے) ﴿٨٦﴾ اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو تو اس (روح) کو لوٹا (کیوں نہیں)
لیتے ﴿٨٧﴾ پھر اگر وہ مرنے والا مقربین میں سے ہو ﴿٨٨﴾ تو (اس کے لئے) آرام ہے، پھول ہیں اور
نعمت سے بھرپور جنت ہے ﴿٨٩﴾ اور اگر وہ دائیں ہاتھ والوں میں سے ہوا ﴿٩٠﴾ تو (اس سے کہا جائے
گا (اے وہ شخص جو) داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے تجھ پر سلام ﴿٩١﴾ اور اگر وہ (مرنے والا) جھٹلانے
والے گمراہوں میں سے ہوا ﴿٩٢﴾ تو (اس کی) مہمانی کھولتے ہوئے (پانی) سے ہوگی ﴿٩٣﴾ (پھر اسے)
دوزخ میں داخل کیا جائے گا ﴿٩٤﴾ یہ بات یقیناً حق ہے (ایسا ہو کر رہے گا) ﴿٩٥﴾ تو (اے رسول)
آپ اپنے عظیم رب کے نام کی تسبیح پڑھتے رہا کیجئے ﴿٩٦﴾

معانی و مصادر

(مَوَاقِعُ) وَقَعَ، یَقَعُ، وُقُوعٌ (ف) گرنا، واقع ہونا، ثابت ہونا، واجب ہونا (مَوَاقِعُ = مَوْقِعٌ کی جمع، گرنے کی جگہ، واقع ہونے کی جگہ)

(مَکْنُوْنٌ) کَنَّ، یَکُنُّ، کَنٌّ و کُنُوْنٌ (ن) چھپانا۔

(مُدْهِنُوْنَ) اَدْهَنَ، یُدْهِنُ، اِدْهَانٌ (باب افعال) دھوکا دینا، مداہنت کرنا، چشم پوشی کرنا۔

(حُلْقُوْمُ) حُلْقُوْمٌ = حلق۔

(مَدِیْنِیْنَ) دَانَ، یَدِیْنُ، دِیْنٌ (ض) مجبور بنا دینا۔

(مَدِیْنِیْنَ = مَدِیْنٌ کی جمع، مجبور و بے بس)

(رَوْحٌ) رَوْحٌ = راحت، خوشی، رحمت۔

(رَیْحَانٌ) رَاحَ، یَرِیْحُ، رَیْحٌ (ض) خوشبو پانا (رَیْحَانٌ = خوشبودار پھول)۔

(نُزُلٌ) نَزَلَ، یَنْزِلُ، نُزُوْلٌ (ض) اترنا، اتارنا (نُزُلٌ = مہمانی)۔

(تَصْلِیَةٌ) صَلّٰی، یُصَلِّیْ، تَصْلِیَةٌ (باب تفعیل) آگ میں داخل کرنا۔

(جَحِیْمٌ) جَحَمَ، یَجْحَمُ، جَحْمٌ (ف) جلانا۔

جَحِمَ، یَجْحَمُ، جَحَمٌ و جَحْمٌ (س)

جَحُمَ، یَجْحُمُ، جُحُوْمٌ (ک) بھڑکنا (جَحِیْمٌ = دوزخ)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ) (اور اے لوگو) میں تاروں کی منزلوں کی قسم کھاتا ہوں (وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ) اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت (بڑی) قسم ہے۔

تارے بے شمار ہیں اور ان کی منزلیں ان سے بھی زیادہ ہیں۔ ان لاتعداد منزلوں کی قسم واقعی ایک بہت بڑی قسم ہے۔ تارے اور ان کی منزلیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی حیرت انگیز جھلک ہیں۔

قسم کھانے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ) بے شک قرآن بہت باعزت (کتاب) ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنَّهٗ لَکِتٰبٌ عَزِیْزٌ ○ بے شک یہ کتاب تو بڑی باعزت کتاب ہے۔

(حٰمٓ السجدۃ۔ ۴۱)

آگے فرمایا (فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ) (یہ قرآن مجید) پوشیدہ کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں (مکتوب ہے)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ ○ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ○ (اے کافرو، قرآن کوئی معمولی کتاب نہیں)، بلکہ یہ تو بزرگی والا قرآن ہے جو لوح محفوظ میں (مکتوب ہے)

(والسمآء ذات البروج۔ ۲۱، ۲۲)

الغرض قرآن مجید بہت قدرومنزلت والی کتاب ہے۔ اس کی تو یہ شان ہے کہ (لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ) اس کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا سوائے پاکیزہ (لوگوں) کے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَلَّاۤ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝ فِیْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۝
(عبس - ۱۱ تا ۱۶)

نہیں، یہ تو ایک نصیحت ہے تو جو چاہے اسے یاد رکھے (اور جو چاہے اسے بھلا دے)۔ (یہ قرآن مجید) بڑے عزت والے اوراق میں (لکھا ہوا) ہے جن کو بلندی دی گئی ہے اور جو (نہایت) پاکیزہ ہیں۔ (یہ اوراق ایسے) لکھنے والوں کے ہاتھوں (میں رہتے ہیں) جو (بڑے) باعزت اور بہت نیک ہیں۔

(نوٹ:۔ قرآن مجید کے آداب ہم انشاء اللہ سورۂ عبس کی تفسیر میں بیان کریں گے)

آگے فرمایا (تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ) یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے اتارا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

الٓمّٓ ۝ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ۝
(الٓمّٓ تنزیل - ۱ تا ۳)

الٓمّٓ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کتاب کا نزول رب العالمین کی طرف سے ہے۔ (اور اے رسول) کیا لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ اِسے انہوں نے خود بنا لیا ہے۔ نہیں (ان کی یہ بات صحیح نہیں) یہ تو آپ کے رب کی طرف سے (بالکل) حق ہے تاکہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی رسول نہیں آیا۔ قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت پر آجائیں۔

آگے فرمایا (اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ) تو کیا تم اس (عظیم الشان) کلام سے غفلت برت رہے ہو (اور اس کا انکار کر رہے ہو) (وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ) اور تم نے اس کے جھٹلانے کو اپنا رزق بنا رکھا ہے (تمہارا پیٹ نہیں بھرتا جب تک تم اس کی تکذیب نہ کر لو۔ اس کی تکذیب کو تم اتنا ضروری سمجھتے ہو جتنا ضروری کہ تم اپنے کھانے کو سمجھتے ہو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ تَكْذِیْبٍ ۝
(والسماء ذات البروج - ۱۹)

لیکن کافر جھٹلانے میں (مصروف) ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ○

(حٰمٓ السجدۃ - ۲۶)

اور (اے رسول) کافر کہتے ہیں کہ اس قرآن کو سنا ہی نہ کرو اور (جب وہ پڑھا جائے تو) اس (کی قرأت) کے دوران شور مچا دیا کرو شاید ایسا کرنے سے تم غالب رہو۔

آگے فرمایا (فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ) تو جب (روح) گلے میں پہنچ جاتی ہے (اسے روکتے کیوں نہیں (وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ) حالانکہ تم اس وقت (مرنے والے کو) دیکھتے رہتے ہو (لیکن کر کچھ نہیں سکتے) (وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ) اور ہم تم سے زیادہ اس (مرنے والے) کے قریب ہوتے ہیں لیکن تم دیکھ نہیں سکتے (ہم دور نہیں ہوتے قریب ہی ہوتے ہیں۔ پھر تم ہمارا ہاتھ کیوں نہیں پکڑتے، روح کو نکالتے وقت مزاحمت کیوں نہیں کرتے) (فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ) اگر تم کسی کے بس میں نہیں ہو تو (اپنی طاقت کا مظاہرہ) کیوں نہیں (کرتے) (تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ) اگر تم سچے ہو تو روح کو لوٹا کیوں نہیں لیتے (یعنی اگر تم اس دعویٰ میں سچے ہو کہ تم دوبارہ زندہ نہیں کئے جاؤ گے، تمہارا کوئی حساب وکتاب نہیں ہوگا، تم کسی کے محکوم نہیں ہو تو روح کو لوٹا کیوں نہیں لیتے۔ یہ جا رہی ہے حساب وکتاب کے لئے لیکن تم نہ تو اسے روک سکتے ہو اور نہ لوٹا سکتے ہو لہٰذا تمہارا دعویٰ باطل اور بے بنیاد ہے، تم یقیناً محکوم و مغلوب ہو اور تم سے یقیناً قیامت کے روز تمہارے اعمال کے متعلق بازپرس ہوگی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ○ وَقِيْلَ مَنْ رَاقٍ ○ وَظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ○ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ○ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ نِ الْمَسَاقُ ○

(لا اقسم بیوم القیٰمہ - ۲۶ تا ۳۰)

(کوئی انسان اپنے رب کے سامنے حساب و کتاب کے لئے پیش ہونے سے) ہرگز نہیں (بچ سکتا سنو)، جب (جان) ہنسلی تک پہنچ جائے گی، لوگ کہیں گے کیا کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے؟ لیکن وہ (مرنے والا شخص) یہ خیال کر رہا ہوگا کہ فراق (کا وقت) آپہنچا (اب جھاڑ پھونک سے کیا ہوگا)۔ (جان کنی کے عالم میں) پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی تو اے انسان اس دن تجھے اپنے رب کی طرف چلنا ہوگا۔

آیات زیر تفسیر اگرچہ کفار مکہ کی تردید میں نازل ہوئی تھیں لیکن اس کا حکم ہر زمانے کے لئے عام ہے۔ خالق کائنات کا انکار کرنے والوں کے لئے بھی یہ آیات تازیانۂ عبرت ہیں، کاش وہ ان آیات پر غور کریں۔

آگے فرمایا (فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ) پھر اگر وہ (مرنے والا) مقربین میں سے ہوا (فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ) تو (اس کے لئے) آرام ہے، پھول ہیں اور نعمت سے بھرپور جنت ہے (وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ) اور اگر وہ داہنے ہاتھ والوں میں سے ہوا (فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ) تو (اس سے کہا جائے گا: اے وہ شخص جو داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے تجھ پر سلام (وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ) اور اگر وہ (مرنے والا) جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہوا (فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ) تو (اس کی) مہمانی کھولتے ہوئے پانی سے ہوگی (وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ) پھر اسے دوزخ میں داخل کردیا جائے گا (اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ) یہ بات یقیناً حق ہے (قیامت کے دن ایسا ہوکر رہے گا) (فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ) تو (اے رسول) آپ اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح پڑھتے رہا کیجئے (وہ عاجز اور لاچار نہیں ہے۔ جو کچھ اس نے کہا ہے وہ یقیناً ہوکر رہے گا)۔

عمل

اے لوگو، قرآن مجید پر ایمان لائیے۔ اس کے احکام سے غفلت نہ برتئے۔
اے ایمان والو، اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح پڑھتے رہا کیجئے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

سُورہ حدید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ

وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۝۱ لَہٗ مُلۡکُ

السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ

وَ ہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۝۲

ہُوَ الۡاَوَّلُ وَ الۡاٰخِرُ وَ الظَّاہِرُ

وَ الۡبَاطِنُ وَ ہُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ۝۳

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى
الْعَرْشِ ؕ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِى الْاَرْضِ
وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ
السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَهُوَ مَعَكُمْ
اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
بَصِيْرٌ ﴿۴﴾ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۵﴾
يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ

فِی اللَّیْلِ، وَھُوَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٦﴾

ترجمہ آسمانوں میں اور زمین میں جتنی بھی چیزیں ہیں سب اللہ کی تسبیح پڑھتی ہیں اور (اے لوگو) وہ غالب اور حکمت والا ہے ① آسمانوں میں اور زمین میں اسی کی بادشاہت ہے، وہی زندہ کرتا ہے، وہی مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ② وہی اول ہے، وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے اور وہی پوشیدہ ہے اور وہ ہر چیز سے واقف ہے ③ وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر عرش پر جلوہ افروز ہوا۔ جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے وہ اسے جانتا ہے اور جو چیز اس میں سے نکلتی ہے (اسے بھی وہ جانتا ہے) اور جو چیز آسمان سے نازل ہوتی ہے اور جو چیز آسمان پر چڑھتی ہے (سب اس کے علم میں ہوتی ہے) اور (اے لوگو) وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں بھی تم ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اسے دیکھ رہا ہے ④ آسمانوں میں اور زمین میں اسی کی بادشاہت ہے اور تمام کام اسی کی طرف لوٹتے ہیں ⑤ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ سینے والی باتوں کو (بھی) جانتا ہے ⑥

معانی و مصادر

(ظَاهِرٌ) ظَهَرَ، يَظْهَرُ، ظُهُوْرٌ (ف) ظاہر ہونا۔

(بَاطِنٌ) بَطَنَ، يَبْطُنُ، بَطْنٌ و بُطُوْنٌ (ن) پوشیدہ ہونا۔

(يَلِجُ) وَلَجَ، يَلِجُ، وُلُوْجٌ و لِجَةٌ (ض) داخل ہونا۔

(يَعْرُجُ) عَرَجَ، يَعْرُجُ، عُرُوْجٌ و مَعْرَجٌ (ن، ض) چڑھنا۔

(يُوْلِجُ) أَوْلَجَ، يُوْلِجُ، إِيْلَاجٌ (باب افعال) داخل کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ) آسمانوں میں اور زمین میں جتنی بھی چیزیں ہیں سب اللہ کی تسبیح (و تقدیس) کرتی ہیں اور (اے لوگو) وہ غالب (اور) حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَإِنْ مِّنْ شَیْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ

ساتوں آسمان، زمین اور جو مخلوق ان میں ہے سب اس کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور (یہی کیا

بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ، اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ○

(بنی اسرائیل۔ ۴۴)

کائنات میں) کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ پڑھتی ہو، لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے، بے شک اللہ بردبار اور معاف کرنے والا ہے (کہ مشرکوں کو شرک کی فوراً سزا نہیں دیتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ، كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ○

(النور۔ ۴۱)

(اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں میں اور زمین میں جتنی بھی مخلوق ہے سب اللہ کی تسبیح (و تقدیس) کرتی رہتی ہے اور پر پھیلائے ہوئے پرندے بھی، ہر ایک کو اپنی نماز اور اپنی تسبیح (کا طریقہ) معلوم ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ کے علم میں ہوتا ہے۔

آگے فرمایا (لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ) آسمانوں میں اور زمین میں اسی کی بادشاہت ہے، وہی زندہ کرتا ہے، وہی مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ○

(الزمر۔ ۶)

یہ اللہ ہی تمہارا رب ہے، اسی کی بادشاہت ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، پھر تم کہاں بھٹکے چلے جا رہے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِى الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ○

(بنی اسرائیل۔ ۱۱۱)

اور (اے رسول، اس طرح کہا کیجئے) سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس کے نہ کوئی اولاد ہے نہ (اس کی) بادشاہت میں کوئی اس کا شریک ہے اور نہ کمزوری (کی وجہ) سے کوئی اس کا مددگار ہے تو (اے رسول) اس کی بڑائی خوب بیان کیا کیجئے۔

آگے فرمایا (هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ) وہی اول ہے، وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے، وہی باطن ہے اور وہ ہر چیز سے واقف ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَوْ لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب التہجد باللیل جزء۲ ص۶۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو اس طرح کہتے: اے اللہ، ہر قسم کی تعریف تیرے لئے ہے، تو ہی آسمانوں کا، زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے ان (سب) کا سنبھالنے والا ہے، ہر قسم کی تعریف تیرے لئے ہے، آسمانوں پر، زمین پر اور جو کچھ ان میں ہے ان (سب) پر تیری بادشاہت ہے۔ ہر قسم کی تعریف تیرے لئے ہے، تو ہی آسمانوں کا، زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے ان (سب) کا نور ہے۔ ہر قسم کی تعریف تیرے لئے ہے، تو ہی آسمانوں کا اور زمین کا بادشاہ ہے۔ ہر قسم کی تعریف تیرے لئے ہے۔ تو حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیری ملاقات حق ہے، تیری بات حق ہے، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے، انبیاء حق ہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) حق ہیں، قیامت حق ہے۔ اے اللہ، میں نے تیرے لئے اسلام قبول کیا: تجھ پر ایمان لایا۔ تجھ پر بھروسہ کیا، تیری طرف رجوع کیا، تیرے لئے جھگڑا کیا۔ تجھ ہی سے فیصلہ چاہا، میری (تمام خطاؤں کو) معاف کر دے جو میں نے پہلے کیں اور جو بعد میں کرونگا، جو میں نے پوشیدہ طور پر کیں اور جن کو علانیہ کیا۔ تو ہی آگے کرنے والا ہے۔ تو ہی پیچھے کرنے والا ہے، تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں:۔

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا إِذَا أَخَذْنَا مَضْجَعَنَا أَنْ نَقُولَ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ جب ہم بستر پر لیٹیں تو اس طرح کہیں، اے اللہ، اے آسمانوں کے رب، اے زمین کے رب

رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ (صحیح مسلم کتاب الذکر باب ما یقول عند النوم جزء۲ ص۳۴۹)

اے عرش عظیم کے رب، اے ہمارے رب اور ہر چیز کے رب، اے دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے اور اے توریت، انجیل اور قرآن (مجید) کے نازل کرنے والے، میں تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں ہر اس چیز سے جس کی پیشانی کو تو پکڑے ہوئے ہے۔ اے اللہ تو اول ہے تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں، تو آخر ہے تیرے بعد کوئی چیز نہیں، تو ظاہر ہے تجھ سے اوپر کوئی چیز نہیں (یعنی تجھ سے زیادہ ظاہر کوئی چیز نہیں)، تو باطن ہے تیرے نیچے کوئی چیز نہیں (یعنی تجھ سے زیادہ پوشیدہ کوئی چیز نہیں)، ہم سے قرض ادا کروا دے اور ہمیں فقر سے مستغنی کر دے۔

آگے فرمایا (هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِيْ سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ) وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر جلوہ افروز ہوا (يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا) جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے وہ اسے جانتا ہے اور جو چیز اس میں سے نکلتی ہے (اسے بھی جانتا ہے) اور جو چیز آسمان سے نازل ہوتی ہے اور جو چیز آسمان پر چڑھتی ہے (سب اس کے علم میں ہوتی ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ إِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○ (الانعام۔ ۵۹)

غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں، انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔ خشکی اور تری کی تمام چیزوں کا اسے علم ہے۔ کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اللہ کے علم میں ہوتا ہے۔ زمین کی تاریکیوں میں ایک دانہ بھی ایسا نہیں اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ایسی ہے جو روشن کتاب میں (لکھی ہوئی نہ ہو)۔

آگے فرمایا (وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ) اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں بھی تم ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو (اللہ) اسے دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ○ (قٓ ۔ ۱۶)

اور (اے لوگو) ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسے اس کے دل میں آتے ہیں اور ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔

اس آیت میں گویا "هُوَ مَعَكُمْ" (وہ تمہارے ساتھ ہے) کی تشریح ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ○ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ○ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ○ (الواقعہ ۔ ۸۳ تا ۸۵)

تو جب روح گلے میں پہنچ جاتی ہے (تو اسے روکتے) کیوں نہیں۔ تم اس وقت (مرنے والے کو دیکھتے رہتے ہو (لیکن کر کچھ نہیں سکتے) اور ہم تم سے زیادہ اس (مرنے والے) کے قریب ہوتے ہیں لیکن تم دیکھ نہیں سکتے۔

حضرت موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں:۔

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا اِذَا اَشْرَفْنَا عَلٰى وَادٍ هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّهٗ مَعَكُمْ (وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ وَالَّذِيْ تَدْعُوْنَهٗ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ عُنُقِ رَاحِلَةِ اَحَدِكُمْ) اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ تَبَارَكَ اسْمُهٗ وَتَعَالٰى جَدُّهٗ (صحیح بخاری كتاب الجهاد باب ما يكره من رفع الصوت فى التكبير جزء ۴ صفحہ ۶۹ وروى مسلم نحوهٗ فى كتاب الذكر باب استحباب خفض الصوت بالذكر جزء ۲ صفحہ ۴۷۵)

ہم (ایک سفر میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب ہم کسی گھاٹی پر چڑھتے تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے۔ ہماری آوازیں بلند ہو جاتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو، اپنی جانوں پر رحم کرو، تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے وہ تمہارے ساتھ ہے، تم جس کو پکار رہے ہو وہ تو تمہاری سواری کی گردن سے زیادہ تمہارے قریب ہے۔ وہ سننے والا ہے، نزدیک ہے۔ اس کا نام بابرکت اور اس کی بزرگی بلند و بالا ہے۔

نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔

آگے فرمایا (لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ) آسمانوں میں اور زمین میں اسی کی بادشاہت ہے اور تمام کام اسی کی طرف لوٹتے ہیں (تمام کام وہی سرانجام دیتا ہے اور تمام کاموں کا نتیجہ بھی اسی کے ہاتھ میں ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ○

(الٓمٓ تنزیل ۔ ۵)

وہی آسمان سے (لے کر) زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے پھر ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہارے حساب سے ایک ہزار سال کے برابر ہے وہ کام اس کی طرف چڑھ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ○

(ھود ۔ ۱۲۳)

اور (اے رسول) آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ باتوں کو (بس) اللہ ہی جانتا ہے۔ تمام کام اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں، لہٰذا اسی کی عبادت کیجئے، اسی پر بھروسہ رکھیئے اور جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو آپکا رب اس سے غافل نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ لِّلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا ○ (الرعد ۔ ۳۱)

تمام کام اللہ ہی کے اختیار میں ہیں۔

آگے فرمایا (يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ، وَهُوَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ)
وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ سینے والی باتوں کو جانتا ہے۔

گرمی کے موسم میں دن بڑا ہوتا ہے، سردی کے موسم میں دن چھوٹا ہوتا ہے۔ ان دونوں دنوں میں جو فرق ہے اس میں رات داخل ہو جاتی ہے۔ وہ وقت جو موسم گرما میں پہلے دن میں تھا موسم سرما میں اس وقت میں رات آجاتی ہے۔ اسی طرح موسم سرما میں جو وقت رات میں تھا موسم گرما میں اس وقت میں دن آجاتا ہے۔
الغرض اسی طرح ہوتا رہتا ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔

آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کا بیان کیا۔ یہ صفات ایسی ہیں کہ کسی دوسرے میں نہیں پائی جاتیں لہٰذا وہ الٰہ نہیں ہو سکتے۔ الٰہ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ آیات گویا اللہ تعالیٰ کی وحدت کو ثابت کرتی ہیں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ ایک ہے، وہ اکیلا الٰہ ہے صرف اسی کی عبادت اور اطاعت کیجئے۔

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا

مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا

لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۷﴾ وَمَا لَكُمْ

لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ

يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ

اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸﴾ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى

عَبْدِهٖۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ

مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ
اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹﴾
وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِىْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ
مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ
قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً
مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ
وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۰﴾
مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا
حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ
كَرِيْمٌ ﴿۱۱﴾

ترجمہ (اے لوگو) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس مال میں سے جس مال میں اللہ نے تم کو خلیفہ بنایا ہے (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرو، جو لوگ تم میں سے ایمان لے آئیں گے اور (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرتے رہیں گے ان کے لئے بڑا اجر ہے ﴿۷﴾ اور (اے لوگو) تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ (ہمارے) رسول تم کو دعوت دے رہے ہیں کہ اپنے رب پر ایمان لے آؤ اور اگر تمہیں (اللہ کی بات پر) یقین ہو تو (ہوشیار ہو جاؤ کہ) اللہ تم سے اس بات کا مضبوط عہد بھی لے چکا ہے ﴿۸﴾ وہی ہے جو اپنے بندے پر واضح آیتیں نازل کر رہا ہے تاکہ تم کو (گمراہی) کی تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے اور (اے لوگو) بے شک اللہ تم پر بہت شفقت کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ﴿۹﴾ اور (اے ایمان والو) تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ کے لئے ہے جن لوگوں نے تم میں سے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور جنگ کی وہ (بعد میں خرچ کرنے والوں اور جنگ کرنے والوں کے) برابر نہیں ہو سکتے، وہ لوگ ان لوگوں سے جنہوں نے (فتح مکہ کے) بعد خرچ کیا اور جنگ کی درجہ میں بہت زیادہ ہیں (اگرچہ) اللہ نے سب سے اجر و ثواب کا وعدہ کر رکھا ہے، اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے (بخوبی) واقف ہے ﴿۱۰﴾ کون ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے (اور جو کوئی اللہ کو اچھا قرض دیگا تو) اللہ اس کے لئے اس کو کئی گنا کر دیگا، اور (قیامت کے دن) اس کے لئے عزت والا اجر ہوگا ﴿۱۱﴾

معانی و مصادر (مُسْتَخْلَفِيْنَ) اِسْتَخْلَفَ، يَسْتَخْلِفُ، اِسْتِخْلَافٌ (باب استفعال) جانشین بنانا۔

(مِيْثَاقٌ) وَثُقَ، يَوْثُقُ، وَثَاقَةٌ (ک) ثابت و قوی ہونا۔

(مِيْثَاقٌ = مضبوط عہد)

(خَبِيْرٌ) خَبُرَ، يَخْبُرُ، خَبْرٌ و خِبْرٌ و خُبْرَةٌ و خِبْرَةٌ و مَخْبَرَةٌ و مَخْبُرَةٌ (ک) کسی چیز کی حقیقت جاننا۔

تفسیر توحید کا ثبوت دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ (اے لوگو) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس مال میں سے جس مال میں اللہ نے تمہیں خلیفہ بنایا ہے (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرو۔ جو لوگ تم میں سے ایمان لے آئیں گے اور (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرتے رہیں گے ان کے لئے بڑا اجر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے گذشتہ زمانہ میں بھی بعد والوں کو اگلے لوگوں کا خلیفہ بنایا تھا یعنی جو مال و متاع اور زمینیں پہلے اگلوں کے قبضہ میں تھیں وہ اللہ تعالیٰ نے بعد والوں کے قبضہ میں دیں اور انہیں ان میں تصرف کرنے کا اختیار دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝ (یونس۔ ۱۴)

پھر ان کے بعد ہم نے تم کو اس زمین میں (ان کا) جانشین بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۡ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (الانعام۔ ۱۶۶)

وہی ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر بلند مرتبے عطاء کئے تاکہ جو کچھ اس نے تمہیں دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے (اور اے رسول) آپ کا رب (بداعمال لوگوں کو) جلد عذاب دینے والا ہے اور وہ (جس کو چاہے گا معاف بھی کر دیگا کیونکہ وہ) بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

آگے فرمایا وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ) اور (اے لوگو) تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ (تمہارے) رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کو بلا رہے ہیں کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ اور اگر تمہیں (اللہ

کی بات پر) یقین ہو تو (ہوشیار ہو جاؤ کہ) اللہ تم سے اس بات کا مضبوط عہد بھی لے چکا ہے (تم عہد کر چکے ہو کہ تم صرف اللہ کو اپنا رب مانو گے تو اب اس عہد کو پورا کرو اور ایمان لے آؤ اور صرف اللہ تعالےٰ کو اپنا رب مانو)۔

جس عہد کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے اس عہد کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّیَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ وَلَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ۝

(الاعراف ۔ ۱۷۲ تا ۱۷۴)

اور (اے رسول، وہ وقت یاد کیجئے) جب ہم نے بنی آدم سے (یعنی) ان کی پشتوں سے ان کی اولاد کو (باہر) نکالا اور ان پر انہی کو گواہ بنایا (وہ اس طرح کہ ہم نے ان سے کہا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، انہوں نے کہا کیوں نہیں، ہم گواہی دیتے ہیں (کہ تو ہمارا رب ہے)۔ اللہ نے کہا۔ میں نے تم سے یہ اقرار اس لئے کرایا ہے) کہ کہیں تم قیامت کے دن یہ نہ کہدو کہ ہمیں تو خبر ہی نہیں تھی (کہ تو ہمارا رب ہے) یا تم یہ نہ کہدو (ہم سے) پہلے ہمارے آباؤ اجداد نے شرک کیا اور ہم تو ان کی اولاد تھے، ان کے بعد (پیدا ہوئے، جیسا ان کو کرتے دیکھا وہی کرنے لگے) تو کیا (اے اللہ) تو ہم کو ان باطل کام کرنے والے لوگوں کے اعمال کی وجہ سے ہلاک کرے گا اور (اے رسول) ہم اس طرح اپنی آیات کو علیحدہ علیحدہ بیان کر رہے ہیں (کہ لوگوں کو سمجھنے میں کوئی الجھن نہ ہو) اور کافر (اپنے کفر سے) باز آجائیں۔

آگے فرمایا (هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ) وہی (اللہ) جو (تم سے عہد لے چکا ہے اب) اپنے بندے پر واضح آیتیں نازل کر رہا ہے تاکہ تم کو (گمراہی کی) تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے اور (اے لوگو) بے شک اللہ تم پر بہت شفقت کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

(اے لوگو) اللہ تعالیٰ کا یہ کتنا بڑا رحم وکرم ہے کہ جس وعدہ کو تم بھول گئے اللہ تعالیٰ اس وعدہ کو یاد دلا کر تمہارے لئے ایمان کا راستہ آسان کر رہا ہے۔ اس کا شکر ادا کرو اور ایمان لے آؤ) (وَمَا لَكُمْ

اَلَّا تُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ) اور (اے ایمان والو) تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین کی میراث اللہ کے لئے ہے (تم سب کچھ چھوڑ کر دنیا سے چلے جاؤ گے پھر اللہ ہی ان سب چیزوں کا وارث ہو گا لہذا جس مال کو تم چھوڑ کر جانے والے ہو اس میں دل نہ لگاؤ، مال و دولت کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرو اس لئے کہ رضائے الٰہی کی دولت باقی رہنے والی اور کام آنے والی ہے)۔

آگے فرمایا (لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ، اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا) (البتہ اس بات کو ذہن نشین رکھو کہ) جن لوگوں نے تم میں سے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور جنگ کی وہ (بعد میں خرچ کرنے والوں اور جنگ کرنے والوں) کے برابر نہیں ہو سکتے۔ وہ لوگ ان لوگوں سے جنہوں نے (فتح مکہ کے) کے بعد خرچ کیا اور جنگ کی درجہ میں بہت زیادہ ہیں (وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ) (اگرچہ) اللہ نے سب سے اجر و ثواب کا وعدہ کر رکھا ہے (ثواب ان کو بھی ملے گا جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور جنگ کی اور ان کو بھی ملے گا جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جنگ کی۔ ثواب دونوں کو دیا جائے گا لیکن درجات اور مراتب میں فرق ضرور ہو گا) اور (اے ایمان والو) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے (بخوبی) واقف ہے (وہ ہر شخص کو انصاف کے ساتھ اس کے اعمال کا بدلہ دیگا۔ کسی کے ساتھ ظلم اور زیادتی نہیں ہوگی)

آگے فرمایا (مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِیْمٌ) (ثواب کی یہ خوشخبری سننے کے بعد) کون ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے (اور جو کوئی اللہ کو اچھا قرض دیگا تو) اللہ اس کے لئے اس کو کئی گنا کر دیگا اور (قیامت کے دن) اس کے لئے عزت والا اجر ہو گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ، وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ، وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○

(البقرۃ ۔ ۲۶۱)

جو لوگ اللہ کے راستہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے دانہ، (جب وہ زمین میں بو دیا جاتا ہے تو) اس سے سات بالیں اگتی ہیں، ہر بال میں سَو دانے ہوتے ہیں (یعنی ایک دانے سے سَو دانے پیدا ہوتے ہیں اسی طرح اللہ کے راستہ میں دیا ہوا مال ثواب کے لحاظ سے سات سَو گنا ہو جاتا ہے) اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے (ثواب کو) کئی گنا کر دیتا ہے، اللہ بڑی وسعت والا ہے (وہ جس کو چاہتا ہے فراخی سے ثواب عنایت فرماتا ہے) اور وہ جاننے والا ہے

ہے (وہ اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ کس نے کس قدر خلوص سے مال دیا ہے لہذا جس قدر خلوص زیادہ ہوتا ہے اسی قدر ثواب بھی وہ زیادہ دیتا ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا تَصَدَّقَ اَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِنْ طَيِّبٍ وَلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ اِلَّا اَخَذَهَا الرَّحْمٰنُ بِيَمِيْنِهٖ وَاِنْ كَانَتْ تَمْرَةً فَتَرْبُوْ فِيْ كَفِّ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى تَكُوْنَ اَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ اَوْ فَصِيْلَهٗ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب وتربیتہا جزء اول ص ۲۰۵)

جب (تم میں سے) کوئی شخص پاک مال میں سے صدقہ دیتا ہے اور اللہ پاک مال ہی قبول فرماتا ہے تو ہوتا یہ ہے کہ رحمٰن اس صدقہ کو اپنے سیدھے ہاتھ میں لے لیتا ہے اگرچہ وہ ایک کھجور ہی کیوں نہ ہو پھر وہ صدقہ رحمٰن کی ہتھیلی میں بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ پہاڑ سے زیادہ بڑا ہو جاتا ہے (اللہ تعالیٰ صدقہ کی اسی طرح پرورش کرتا ہے) جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے گھوڑے کے بچے کی یا اونٹ کے بچے کی پرورش کرتا ہے۔

قرض حسنہ (یعنی اچھے قرض) سے مراد یہ ہے کہ اپنے مال کو خلوص کے ساتھ اللہ کے راستہ میں خرچ کرے نہ ریاء کاری کی نیت ہو اور نہ کسی پر احسان رکھنے یا تکلیف پہنچانے کی نیت ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَا اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَا اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ

جو لوگ اپنے مال اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ (لینے والے پر) احسان رکھتے ہیں اور نہ (اسے کسی قسم کی) تکلیف پہنچاتے ہیں تو ان کے رب کے پاس ان کا اجر و ثواب ہے، انہیں نہ (کسی قسم کا) خوف ہوگا اور نہ غم۔ اچھی بات کہہ دینا اور (لینے والے کو) معاف کر دینا یا (اس سے معذرت کر کے) معافی مانگ لینا اس صدقہ سے بہتر ہے جس صدقہ کے دینے کے بعد (لینے والوں کو) تکلیف دی جائے۔ اللہ (کو تمہارے صدقہ کی کوئی پرواہ نہیں، وہ) غنی ہے (محتاج نہیں، وہ تمہاری خطاؤں کو معاف کرتا

مِمَّا كَسَبُوا ، وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝
وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ
مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ
كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ
فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا
وَابِلٌ فَطَلٌّ ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
بَصِيْرٌ ۝

(البقرۃ ۔ ۲۶۲ تا ۲۶۵)

رہتا ہے کیونکہ وہ) علیم و بردبار ہے (تمہیں بھی علم و بردباری اختیار کرنی چاہیے)۔ اے ایمان والو، احسان جتا کر اور اذیت پہنچا کر اپنے صدقات کو ضائع نہ کرو (جو شخص ایسا کرتا ہے اس کی مثال ایسی ہے) جیسے وہ شخص جو لوگوں کو دکھانے کے لئے اپنا مال خرچ کرتا ہے اور اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتا (احسان جتانے والے اور تکلیف پہنچانے والے کا صدقہ بالکل اسی طرح ضائع ہو جاتا ہے جس طرح بے ایمان اور ریاکار آدمی کا صدقہ ضائع ہو جاتا ہے)۔ اس کے صدقہ کی مثال اس پتھر کی سی ہے جس پر خاک پڑی ہوئی ہو، پھر اس پتھر پر موسلا دھار بارش ہو تو وہ بارش پتھر کو دھو کر بالکل صاف کر دے (خاک کا نام و نشان باقی نہ رہے)۔ ایسے ہی ریاکار آدمی یا احسان جتانے والے اور تکلیف پہنچانے والے آدمی کا دیا ہوا اس کے نامۂ اعمال سے صاف ہو جاتا ہے۔ قیامت کے روز) ان لوگوں کو اپنے کمائے ہوئے مال پر کوئی قدرت نہیں ہوگی (کہ اس سے کسی قسم کا فائدہ حاصل کر سکیں) اللہ تعالیٰ ایسے ناشکروں کو (کبھی) منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا اور جو لوگ اللہ کی رضا جوئی اور خلوص نیت سے اپنے مال خرچ کرتے ہیں انکی مثال اس باغ کی سی ہے جو کسی بلند مقام پر واقع ہو، جب اس باغ پر بارش ہو تو وہ دگنے پھل لائے اور اگر بارش نہ ہو تو (پھل لانے کے لئے) پھوار ہی کافی ہے) اور (اے ایمان والو، خبردار ہو جاؤ) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ
يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ
بِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾
يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ
مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ
فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ

بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ
وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝۱۳
يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ قَالُوْا
بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ
وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ
الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ
غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝۱۴ فَالْيَوْمَ
لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ
وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ

النَّارُ، هِيَ مَوْلٰكُمْ، وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑮

ترجمہ اس دن (اے رسول) آپ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی داہنی طرف چل رہا ہوگا (ان سے کہا جائے گا) آج تمہارے لئے (ایسی) جنتوں کی خوشخبری ہے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، ان میں تم ہمیشہ رہوگے (اور) یہ بڑی کامیابی ہے ⑫ اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے (ذرا کچھ دیر) ہمارا انتظار کرو تاکہ تمہارے نور سے ہم بھی کچھ روشنی حاصل کریں، (اس کے جواب میں ان سے) کہا جائے گا، اپنے پیچھے لوٹ جاؤ اور (وہیں) روشنی تلاش کرو پھر ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا، اس کے اندر کی طرف رحمت (ہی رحمت) ہوگی اور اس کے باہر کی طرف عذاب (ہی عذاب) ہوگا ⑬ منافق ایمان والوں کو پکار کر کہیں گے: کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ ایمان والے کہیں گے: کیوں نہیں (بے شک تم ہمارے ساتھ تھے) لیکن تم نے خود اپنی جانوں کو فتنہ میں مبتلا کیا، تم (ہماری تباہی وبربادی کے) منتظر رہا کرتے تھے (اسلام کے متعلق) تم شک وشبہ ہی میں پڑے رہے اور تمہاری خوش فہمیوں (اور خام خیالیوں) نے تم کو دھوکے میں رکھا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آپہنچا (اور تمہاری روحیں قبض کرلی گئیں) الغرض (پوری زندگی) شیطان اللہ کے بارے میں تمہیں دھوکا دیتا رہا (اور تم اس کے دھوکے میں آتے رہے) ⑭ تو (اب) آج نہ تو تم سے فدیہ لیا جائیگا اور نہ کافروں ہی سے (کوئی فدیہ لیا جائیگا)، تم (سب کا) ٹھکانہ دوزخ ہے، وہی تمہاری رفیق ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے ⑮

معانی ومصادر

(بُشْرٰی) بَشَرَ، یَبْشِرُ، بَشْرٌ (ض، س) خوش ہونا (بُشْرٰی۔ خوش خبری)

(نَقْتَبِسْ) اِقْتَبَسَ، یَقْتَبِسُ، اِقْتِبَاسٌ (باب افتعال) استفادہ کرنا، علم لینا، آگ لینا۔

(سُوْرٌ) سَارَ، یَسُوْرُ، سَوْرٌ (ن) فصیل پر چڑھنا۔

(سُوْرٌ = فصیل، دیوار)

(قِبَلَ) قَبَلَ، یَقْبُلُ، قَبْلٌ (ن) سامنے آنا (قِبَلَ۔ مقابلہ میں، ظاہر)

(اَمَانِیُّ) اَمَانِیُّ، اُمْنِیَّۃٌ کی جمع، تمنائیں۔

تفسیر قیامت کے دن کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ) اس دن (اے رسول) آپ مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کے داہنی طرف چل رہا ہوگا (اور وہ اس کی روشنی میں چل رہے ہوں گے) بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا، ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ) (اس وقت ان سے کہا جائیگا) آج تمہارے لئے (ایسی) جنتوں کی خوشخبری ہے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، ان میں تم ہمیشہ رہوگے (اور) یہ بڑی کامیابی ہے (يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ) اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گی (ذرا کچھ دیر) ہمارا انتظار کرو تاکہ تمہارے نور سے ہم بھی کچھ روشنی حاصل کرلیں (قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا) (اس کے جواب میں ان سے) کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹ جاؤ (یعنی دنیا میں واپس چلے جاؤ) اور (وہیں) روشنی تلاش کرو (دنیا دار العمل ہے۔ جو عمل دنیا میں کئے جاتے ہیں ان کا بدلہ آخرت میں ملتا ہے۔ آخرت عمل کی جگہ نہیں۔ دنیا میں جاکر عمل کرو تاکہ اس کی جزاء میں تمہیں یہاں نور عطا کیا جائے) (فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ، بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ) پھر ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا۔ اس کے اندر کی طرف رحمت (ہی رحمت) ہوگی اور اس کے باہر کی طرف عذاب (ہی عذاب) ہوگا۔ (يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ) منافقین ایمان والوں کو پکار کر کہیں گے۔ کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے (قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ) (ایمان والے کہیں گے: کیوں نہیں (بے شک تم ہمارے ساتھ تھے لیکن تم نے خود اپنی جانوں کو فتنہ میں ڈالا، تم (ہماری تباہی و بربادی کے) منتظر رہا کرتے تھے (اسلام کے متعلق) تم شک و شبہ میں پڑے رہے اور (تمہاری) خوش فہمیوں (اور خام خیالیوں) نے تم کو دھوکے میں رکھا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آپہنچا (اور تمہاری روحیں قبض کرلی گئیں۔ الغرض (پوری زندگی) شیطان اللہ کے بارے میں تمہیں دھوکا دیتا رہا (اور تم اس کے دھوکے میں آتے رہے) (فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا، مَاْوٰىكُمُ النَّارُ، هِيَ مَوْلٰىكُمْ، وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ) تو (اب) آج نہ تو تم سے فدیہ لیا جائیگا اور نہ کافروں ہی سے (کوئی فدیہ لیا جائیگا) تم (سب کا) ٹھکانا دوزخ ہے، وہی تمہاری رفیق ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ، اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور اس حالت میں مرگئے کہ وہ کافر ہی تھے تو اگر ان میں سے کوئی شخص اپنے فدیہ میں زمین بھر کر سونا دے تو اس سے

عَذَابٌ اَلِيۡمٌ وَّمَا لَهُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِيۡنَ ۝
(آل عمران ۔ ۹۱)

ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہوگا اور ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
لِلَّذِيۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّهِمُ الۡحُسۡنٰى‌ؕ وَالَّذِيۡنَ لَمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَهٗ لَوۡ اَنَّ لَهُمۡ مَّا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا وَّمِثۡلَهٗ مَعَهٗ لَافۡتَدَوۡا بِهٖ‌ؕ اُولٰٓـئِكَ لَهُمۡ سُوۡۤءُ الۡحِسَابِ ۙ وَمَاۡوٰٮهُمۡ جَهَـنَّمُ‌ؕ وَبِئۡسَ الۡمِهَادُ ۝
(الرعد ۔ ۱۸)

جن لوگوں نے اپنے رب (کو خوش کرنے) کے لئے (اس کے احکام کو) قبول کیا ان کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے اور جن لوگوں نے قبول نہیں کیا تو اگر (قیامت کے دن) ان کے پاس روئے زمین کی تمام دولت اور اس کے برابر اتنی ہی دولت اور ہو تو (ان کی خواہش یہ ہوگی کہ) وہ اپنی نجات کے لئے سب دے ڈالیں (لیکن وہاں نہ دولت ہوگی اور نہ کوئی معاوضہ قبول کیا جائے گا، وہاں تو) ان کا بہت بڑا محاسبہ کیا جائے گا، ان کی جگہ دوزخ ہوگی اور وہ (بہت) بری جگہ ہے۔

عمل

اے لوگو، خلوص دل سے ایمان لائیے اور ایسے عمل کیجئے جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے خوش فہمیوں اور خام خیالیوں میں نہ کھو جائیے۔ شیطان کے دھوکے میں نہ آئیے۔

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوٓا أَنْ تَخْشَعَ
قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ
مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ
أُوتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ
عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ
وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُونَ ﴿۱۶﴾ اِعْلَمُوٓا
أَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ
قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُونَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ کیا ایمان والوں کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر اور اس حق کے لئے جو (اللہ کی طرف سے) نازل ہوا ہے جھک جائیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو (ان سے) پہلے کتاب دی گئی تھی پھر (جب) ان پر ایک طویل زمانہ گذر گیا تو ان کے دل سخت ہو گئے اور (اب) ان میں سے اکثر فاسق ہیں ⑯ (اے ایمان والو، اس بات کو اچھی طرح) جان لو کہ اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے (تو اسی طرح قیامت کے دن وہ مُردوں کو زندہ کرے گا) اور (اے ایمان والو) ہم نے اپنی آیات کو واضح طور پر بیان کر دیا ہے تاکہ تم (بآسانی) سمجھ جاؤ ⑰

معانی و مصادر (یَأْنِ) اَنٰی، یَأْنِیْ، اَنْیٌ و (اَنٰی و اَنَاءٌ) (ض)، کسی چیز کا وقت قریب آنا۔

(تَخْشَعَ) خَشَعَ، یَخْشَعُ، خُشُوْعٌ (ف) عاجزی کرنا۔

(طَالَ) طَالَ، یَطُوْلُ، طُوْلٌ (ن) لمبا ہونا۔

(اَمَدُ) اَمَدٌ = غایت، مدت۔

(قَسَتْ) قَسَا، یَقْسُوْ، قَسْوٌ و قَسْوَۃٌ و قَسَاوَۃٌ و قَسَاءَۃٌ (ن) سخت ہونا۔

وقت نزول عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ کے ایمان لانے کے چار سال بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں :-

مَاکَانَ بَیْنَ اِسْلَامِنَا وَبَیْنَ اَنْ عَاتَبَنَا اللّٰہُ بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ "اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ" اِلَّا اَرْبَعُ سِنِیْنَ (صحیح مسلم کتاب التفسیر باب قولہ تعالیٰ الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ جزء ۲ ص ۶۰۹)

ہمارے اسلام قبول کرنے اور اس آیت "اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ" کے ذریعہ ہم پر اللہ کے عتاب کرنے کا درمیانی وقفہ بس چار سال تھا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ یہ آیت مکہ معظمہ میں اسلام کے ابتدائی زمانہ میں نازل ہوئی۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ) کیا ایمان والوں کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر اور اس حق کے لئے جو (اللہ کی طرف سے) نازل ہوا جھک جائیں (وَلَا یَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَیْھِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُھُمْ، وَکَثِیْرٌ مِّنْھُمْ فٰسِقُوْنَ) اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو (ان سے) پہلے کتاب دی گئی تھی پھر جب ان پر ایک طویل زمانہ گذر گیا تو ان کے دل سخت ہو گئے اور یہی وجہ ہے کہ اب بھی) ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔

اہل کتاب کے دلوں کے سخت ہو جانے کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○

(المائدۃ ۔ ۱۳)

(انہوں نے اس عہد و پیمان کو توڑ دیا) تو ان کے عہد و پیمان کے توڑ دینے کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ یہ لوگ (اللہ کے) کلمات کو ان کے (اصلی) موقع و محل سے ہٹا دیا کرتے تھے اور جن باتوں کی ان کو نصیحت کی گئی تھی انہوں نے ان باتوں کو بھلا دیا تھا اور (اے رسول) ان میں سے چند لوگوں کے علاوہ اکثر لوگوں کی خیانت کی خبر آپ کو ہمیشہ ملتی رہے گی لیکن آپ (فی الحال) ان کو معاف کرتے رہیں، درگذر فرماتے رہیں (یہ عفو و درگذر بھی ایک نیکی ہے) بے شک اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اہل کتاب کا اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو توڑنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی اور ان کے دل سخت کر دئے مزید برآں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کلام میں تحریف کی اور جو نصیحتیں انہیں کی گئی تھیں انہیں بھول گئے۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو متنبہ کرتا ہے کہ تم اہل کتاب کی طرح نہ ہو جانا، دلوں کو اللہ تعالیٰ کے کلام کے لئے جھکائے رکھنا، اس پر عمل کرنا، ایمان لانے کے وقت اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا ہے اسے نہ بھلا دینا، کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک لمبا زمانہ گذرنے کے بعد تمہارے دل سخت ہو جائیں اور پھر تم وہی کام کرنے لگو جو اہل کتاب نے کئے تھے اور ان ہی جیسے حیلے اور تاویلات بعیدہ سے اللہ تعالیٰ کے احکام کو بدل ڈالو۔ ایسے ہی لوگوں پر شیطان غالب آجاتا ہے اور انہیں کھلی گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ

اور (اے رسول) ہم نے آپ سے پہلے نہ ایسا کوئی رسول بھیجا اور نہ کوئی نبی بھیجا (جس کے ساتھ یہ معاملہ پیش نہ آیا ہو) کہ جب اس نے تلاوت کی تو شیطان نے اس کی تلاوت میں (کوئی رخنہ نہ ڈالا ہو)، پھر اللہ شیطان کے ڈالے ہوئے (رخنے) کو زائل کر دیا کرتا تھا اور اپنی آیتوں کو مستحکم کر دیا کرتا

فَقُلُوْبُهُمْ، وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَفِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ ۝ وَّلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَیُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝

(الحج - ۵۲ تا ۵۴)

تھا دہی اللہ اب بھی کرے گا، بے شک) اللہ علم والا حکمت والا ہے۔ (یہ اس لئے) کہ جو رخنہ شیطان ڈالتا ہے اس کو ان لوگوں کے لئے ذریعہ آزمائش بنائے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہو گئے ہیں اور (اے رسول) اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ظالم پہلے درجہ کی مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں اور (شیطان کے رخنہ ڈالنے اور پھر اس کے ازالہ کا یہ مقصد بھی ہوتا ہے) کہ جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے وہ جان لیں کہ آپ کے رب کی طرف سے جو وحی آرہی ہے وہ سچی ہے (شیطان کی رخنہ اندازی اس پر اثر نہیں کر سکتی) پھر وہ اس پر ایمان لے آئیں اور ان کے دل وحی کے آگے جھک جائیں اور بے شک اللہ ایمان والوں ہی کو سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں ہر وقت جاگزیں رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور احکام سے دل کو نرم کرتے رہنا چاہیئے یہی ایک ذریعہ ہے جس کی بدولت ایک مسلم اسلام پر قائم رہ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ، فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ، اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ، ذٰلِكَ هُدَی اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ، وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝

(الزمر - ۲۲، ۲۳)

کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو پھر وہ اپنے رب کی طرف سے نور (ہدایت) پر قائم ہو (اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو اللہ کی نصیحت سے بے بہرہ ہو، ہرگز نہیں) تو جن لوگوں کے دل اللہ کی نصیحت سے (فائدہ حاصل نہیں کرتے بلکہ) سخت ہو گئے ہیں ان کے لئے بڑی خرابی ہے، یہ لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔ اللہ نے کتابی شکل میں اپنا بہترین کلام نازل کر دیا ہے (جس کی آیتیں) ایک دوسرے کے مشابہ (اور جس میں ایک ہی

چیز کو مختلف عبارتوں میں بار بار) دہرایا گیا (ہے تو) جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں اس کلام (کو پڑھ کر) ان کی جلدوں کے رونگٹے (اللہ کے خوف) سے کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر ان کی جلدیں اور ان کے دل اللہ کی نصیحت کے لئے نرم ہو جاتے ہیں۔ یہ (کلام) اللہ کی (طرف سے) ہدایت ہے، وہ جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعہ ہدایت دیتا ہے اور جس کو اللہ گمراہ کر دے اس کو ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔

دل جب تک نرم رہتا ہے آدمی نصیحت کی باتیں سنتا ہے اور مانتا ہے لیکن جب بدعہدی اور بدنیتی کے نتیجے میں دل سخت ہو جاتا ہے تو پھر اس پر نہ کوئی نصیحت اثر کرتی ہے اور نہ عبرتناک واقعات سے اس کو عبرت ہوتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُم بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ○ فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُم بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَٰكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُم بَغْتَةً فَإِذَا هُم مُّبْلِسُونَ ○ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○

(الانعام-۴۲ تا ۴۵)

اور (اے رسول) ہم نے آپ سے پہلے بھی امتوں کی طرف رسول بھیجے (تو جو لوگ ان پر ایمان نہیں لائے) ہم نے ان کو سختیوں اور تکلیفوں میں مبتلا کیا تاکہ (وہ ان عذابات سے عبرت پکڑیں، تکبر و عناد چھوڑ کر) گڑگڑائیں (اور توبہ کر کے ایمان لے آئیں)۔ تو ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب ہمارا عذاب ان پر آیا تو وہ گڑگڑاتے۔ لیکن ان کے دل تو (الٹا) سخت ہو گئے اور جو اعمال وہ کر رہے تھے شیطان نے ان کو ان کی نظروں میں مزین کر کے دکھایا (لہٰذا وہ اپنی بداعمالیوں میں اور مگن ہو گئے) پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو جو انہیں کی گئی تھی (کلیتہً) فراموش کر دیا تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دئے یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں میں جو ان کو دی گئی تھیں خوب مگن ہو گئے تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا تو وہ مایوس

ہو کر رہ گئے۔ بالآخر ان لوگوں کی جنہوں نے ظلم
کیا تھا جڑ کاٹ دی گئی (وہ نیست و نابود
کر دئے گئے) اور ہر قسم کی تعریف تو اللہ رب
العالمین کے لئے ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے آیت زیر تفسیر میں ایمان والوں کو متنبہ کر دیا کہ دل کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اللہ تعالیٰ کے دین حق کے لئے جھکائے رکھیں، بدعہدی اور بدنیتی سے اپنے قلوب کو سخت نہ بنائیں، اہل کتاب کی نقالی نہ کریں، ان کی بری عادتوں سے سختی کے ساتھ اجتناب کریں تاکہ دلوں کی سختی اور اللہ تعالیٰ کی لعنت سے محفوظ رہ کر ترقی کرتے رہیں، آگے بڑھتے رہیں اور فلاح و فوز اور فتوحات ان کے قدم چومیں (اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ) (اور اے ایمان والو اس بات کو اچھی طرح) جان لو کہ اللہ ہی زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے (اسی طرح اللہ تعالیٰ تم کو پستی کے بعد بلندی عطا فرمائے گا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مُردوں کو زندہ کریگا اور پھر ان سے حساب و کتاب لے گا، غرض یہ کہ دنیا میں سربلندی اور قیامت کے دن سرخروئی اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے دلوں میں نرمی پیدا کرنے سے حاصل ہوگی) اور (اے ایمان والو) ہم نے اپنی آیات کو واضح طور پر بیان کر دیا ہے تاکہ تم (بآسانی) سمجھ جاؤ (بدنیتی بدعہدی اور دین حق سے روگردانی کرنے سے بچ جاؤ اور تم پر وہ وقت نہ آئے جو اہل کتاب پر آیا تھا)۔

عمل

اے ایمان والو، دلوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور دین حق کے لئے جھکا دیجئے اور نرم کر دیجئے۔

إِنَّ الْمُصَّدِّقِينَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ
وَأَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ
لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِينَ
اٰمَنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ أُولٰٓئِكَ هُمُ
الصِّدِّيقُونَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ
لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ ۖ وَالَّذِينَ
كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَآ أُولٰٓئِكَ
أَصْحٰبُ الْجَحِيمِ ﴿۱۹﴾

ترجمہ صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور (وہ لوگ جو) اللہ کو اچھا قرض دیتے ہیں ان کے لئے (ان کا ثواب) کئی گنا کردیا جائے گا اور ان کے لئے باعزت اجر ہوگا ﴿۱۸﴾
اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہی لوگ ان کے رب کے نزدیک صدیق اور شہید

ہیں، ان کے لئے ان کا اجر بھی ہے اور ان کا نور بھی اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا، یہی لوگ دوزخی ہیں (۱۹)

معانی و مصادر

(مُصَّدِّقِيْنَ) اِصَّدَّقَ، يَصَّدِّقُ، اِصَّدُّقٌ (باب افعّل) صدقہ و خیرات کرنا

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ) صدقہ دینے والے مرد، صدقہ دینے والی عورتیں اور (وہ لوگ جو) اللہ کو اچھا قرض دیتے ہیں ان کے لئے (ان کا ثواب) کئی گنا کر دیا جائے گا اور ان کے لئے باعزت اجر ہوگا۔

صدقہ دینے کی فضیلت قرآن مجید میں کئی جگہ بیان کی گئی ہے اور اس سورت میں بھی اس کی فضیلت کا ذکر گزر چکا ہے۔

آگے فرمایا (وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ، لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ) اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے (تو) ایسے ہی لوگ ان کے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں، ان کے لئے ان کا اجر بھی ہے اور ان کا نور بھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا، ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

(الحدید - ۱۲)

اس دن (اے رسول) آپ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی داہنی طرف چل رہا ہوگا (ان سے کہا جائیگا) آج تمہارے لئے (ایسی) جنتوں کی خوشخبری ہے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں ان میں تم ہمیشہ رہو گے (اور) یہ بڑی کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ، وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۝

(النساء ۶۹ و ۷۰)

اور جو شخص بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو ایسے لوگوں کو ان کی رفاقت نصیب ہوگی جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء، صدیق، شہداء اور صالحین کی اور ان لوگوں کی رفاقت کتنی اچھی رفاقت ہے۔ یہ فضل ہے جو اللہ کی طرف سے عطا ہوتا ہے اور (وہی خوب جانتا ہے کہ اپنا فضل کس کو عطا کرے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ

اس بات کو) جاننے کے لئے اللہ ہی کافی ہے۔

صدیق کی صفت یہ ہے کہ وہ کسی پر لعنت نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا یَنْبَغِیْ لِصِدِّیْقٍ اَنْ یَّکُوْنَ لَعَّانًا (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب النہی عن لعن الدواب وغیرھا جزء۲ ص۳۲۴)

صدیق کے لئے زیبا نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔

صدیق کی دوسری صفت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

عَلَیْکُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ یَھْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ یَھْدِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَمَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَصْدُقُ وَیَتَحَرَّی الصِّدْقَ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ صِدِّیْقًا وَاِیَّاکُمْ وَالْکِذْبَ فَاِنَّ الْکِذْبَ یَھْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَھْدِیْ اِلَی النَّارِ وَمَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَکْذِبُ وَیَتَحَرَّی الْکِذْبَ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ کَذَّابًا (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب قبح الکذب وحسن الصدق جزء۲ ص۳۲۹)

سچ بولنے کو اپنے اوپر لازم کر و اس لئے کہ سچ بولنا نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور (جب) آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کا قصد کرتا رہتا ہے تو وہ اللہ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ بولنے سے بچو اس لئے کہ جھوٹ بولنا برائیوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور برائیاں دوزخ کی طرف رہنمائی کرتی ہیں اور (جب) آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کا قصد کرتا رہتا ہے تو وہ اللہ کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔

آگے فرمایا (وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ) اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا (تو) ایسے (ہی) لوگ دوزخی ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے رہیئے۔

اے لوگو، اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیے۔ کفر اور تکذیب آیات سے بچئے۔ کفر اور تکذیب آیات جہنم میں لے جانے والی چیزیں ہیں۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ
وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ
وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ، كَمَثَلِ
غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ
يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ
حُطَامًا ، وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ
شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ
رِضْوَانٌ ، وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ
اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾ سَابِقُوْٓا اِلٰى

مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۱﴾

ترجمہ (اے لوگو) جان لو کہ دنیا کی زندگی تو محض کھیل و تماشا، (زیب و) زینت، آپس میں فخر (ومباہات) اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے زیادہ بڑھ جانے کی خواہش ہے، (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ اس سے اُگنے والی کھیتی کسانوں کو کتنی اچھی لگتی ہے پھر وہ لہلہانے لگتی ہے (تو اور زیادہ خوشی کا باعث ہوتی ہے لیکن) پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد ہو جاتی ہے، پھر چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں تو عذاب شدید بھی ہے اور اللہ کی مغفرت اور رضوان بھی ہے (تو اب تم خود فیصلہ کر لو کہ تمہیں کونسی چیز چاہیئے) اور (یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ) دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کا چند روزہ سامان ہے (اس کی خاطر آخرت کو نہ بگاڑو) ﴿۲۰﴾ (اور اے لوگو) اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف سبقت کرو جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کے برابر ہے (اور جو) ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں، یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے فضل عطاء فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے ﴿۲۱﴾

معانی و مصادر (لَعِبٌ) لَعِبَ، يَلْعَبُ، لَعْبٌ ولَعِبٌ وتَلْعَابٌ (س) کھیلنا، مذاق کرنا۔

(لَھْوٌ) لَھَا، یَلْھُوْ، لَھْوًا، کھیلنا، غافل ہونا۔
(زِیْنَةٌ) زَانَ، یَزِیْنُ، زَیْنٌ (ض) زینت دینا۔
(غَیْثٌ) غَاثَ، یَغِیْثُ، غَیْثٌ (ض) بارش برسانا (غَیْثٌ: بارش)۔
(تَکَاثُرٌ) تَکَاثَرَ، یَتَکَاثَرُ، تَکَاثُرٌ (باب تفاعل) کثرت ہو جانا، کثرت میں ایک دوسرے پر غالب آنا۔
(یَھِیْجُ) ھَاجَ، یَھِیْجُ، ھَیْجٌ و ھِیَاجٌ و ھَیَجَانٌ (ض) متحرک کرنا، متحرک ہونا، مضطرب ہونا۔
(مُصْفَرٌّ) اِصْفَرَّ، یَصْفَرُّ، اِصْفِرَارٌ (باب افعلال) زرد ہو جانا۔
(حُطَامٌ) حَطَمَ، یَحْطِمُ، حَطْمٌ (ض) چورا کرنا۔ (حُطَامٌ = چورا)

تفسیر دنیا کی بے ثباتی. ناپائیداری اور غیر یقینی حالت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَّزِیْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیْنَکُمْ وَتَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ، کَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْکُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَھِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَکُوْنُ حُطٰمًا) (اے لوگو، جان لو کہ دنیا کی زندگی تو محض کھیل، تماشا، (زیب و) زینت، آپس میں فخر (و مباہات) اور مال اولاد میں ایک دوسرے سے زیادہ بڑھ جانے کی خواہش ہے (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ اس سے اگنے والی کھیتی کسانوں کو کتنی اچھی لگتی ہے، پھر وہ (کھیتی) لہلہانے لگتی ہے (تو اور زیادہ خوشی کا باعث ہوتی ہے لیکن) پھر تم دیکھتے ہو کہ زرد ہو جاتی ہے پھر چورا چورا ہو جاتی ہے۔

دنیا کی زندگی کو کھیل تماشا بتا کر اس کی ناپائیداری کی طرف اشارہ کیا۔ کھیل تماشا کچھ دیر کے لئے ہوتا ہے اسی طرح دنیا کی زندگی چند روزہ ہے، باقی رہنے والی نہیں ہے۔ ایسی عارضی چیز پر فریفتہ ہو کر آخرت کی دائمی زندگی کو بگاڑ لینا عقل مندی کی نشانی نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا ھٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَھْوٌ وَّلَعِبٌ، وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَھِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ○ (العنکبوت۔ ۶۴)

اور یہ دنیا کی زندگی تو بس تماشا اور کھیل کے سوا کچھ نہیں اور دار آخرت (کی زندگی) ہی (اصل) زندگی ہے، کاش انہیں علم ہوتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ، وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا یُؤْتِکُمْ اُجُوْرَکُمْ وَلَا یَسْـَٔلْکُمْ اَمْوَالَکُمْ ○ (محمد۔ ۳۶)

(اے لوگو) دنیا کی زندگی تو بس کھیل تماشا ہے (اس پر بھروسہ نہ کرو) اور اگر تم ایمان لے آؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو اللہ تم کو تمہارا اجر دے گا اور تم سے تمہارا مال (اپنے لئے) طلب نہیں کریگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ، وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ، اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

(الانعام۔ ۳۲)

دنیا کی زندگی لہو ولعب سے زیادہ کچھ نہیں البتہ جو لوگ پرہیزگار ہیں ان کے لئے دار آخرت (بہت) بہتر ہے، تو کیا (اے کافرو) تم (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے۔

پھر فرمایا کہ دنیا کی زندگی کیا ہے: چند ارمانوں کا مجموعہ مثلاً زیب و زینت کی خواہش، فخر و مباہات کے لئے دنیاوی ساز و سامان کی فراوانی کی آرزو، مال اور اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی تمنا۔ دنیا میں کسی بھی انسان کے تمام ارمان پورے نہیں ہوتے۔ ایسی دنیا سے دل لگانا ہوشمندی نہیں۔ ہوشمندی تو یہ ہے کہ ایسی زندگی کے حصول کے لئے جد و جہد کی جائے جس زندگی میں ہر خواہش اور ہر تمنا پوری ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ○

(الکھف۔ ۴۶)

(اے رسول) مال اور بیٹے دنیا کی (زیب و) زینت ہیں اور باقی رہنے والے نیک اعمال آپ کے رب کے ہاں ثواب کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں اور نیک توقعات کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى، اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ○

(القصص۔ ۶۰،۶۱)

اور (اے لوگو) جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے یہ دنیا کی زندگی کا چند روزہ فائدہ اور اس کی زیب و زینت ہے اور جو (اجر و ثواب) اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے، تو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے (کہ جو چیز بہتر اور باقی رہنے والی ہو اس کے لئے جد و جہد کرو) اور اے لوگو کیا وہ شخص جس سے ہم نے (اجر و ثواب) کا اچھا وعدہ کیا ہے پھر وعدہ (کے مطابق) وہ اجر و ثواب اسے ملنے والا ہے اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیا کی زندگی کے مال و متاع سے بہرہ اندوز کیا ہو لیکن قیامت کے دن وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جو (ہمارے سامنے

جواب دہی کے لئے حاضر کئے جائیں گے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝
(الشوریٰ ۔ ۳۶)

(اور اے لوگو، مال و متاع میں سے) جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا چند روزہ ساز و سامان ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ۝ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ۝ وَزُخْرُفًا ، وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ، وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝
(الزخرف ۔ ۳۳ تا ۳۵)

اور (اے لوگو) اگر یہ بات نہ ہوتی کہ (کافروں کے مال و متاع کو دیکھ کر) سب لوگ ایک ہی جماعت بن جائیں گے (یعنی سب کفر اختیار کر لیں گے)، تو جو لوگ رحمٰن کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کے گھروں کی چھتوں کو اور ان سیڑھیوں کو جن پر وہ چڑھتے ہیں چاندی کا بنا دیتے۔ یہی نہیں بلکہ ان کے گھروں کے دروازوں کو اور تختوں کو بھی جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں (چاندی کا بنا دیتے) مزید برآں (ان کے لئے) سونا (ہی سونا کر دیتے) مگر یہ سب کچھ دنیا کی زندگی کا چند روزہ ساز و سامان ہوتا (آخرت میں انہیں کچھ نہیں ملتا اس لئے کہ) آخرت (کا ساز و سامان) تو آپ کے رب کے ہاں متقیوں کے لئے ہے ۔

دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ کھینچتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے کھیتی کی مثال بیان فرمائی ۔ جس طرح کھیتی کی خوشنمائی اور اس کا لہلہانا عارضی ہوتا ہے ایسے ہی دنیا کی زیب و زینت بھی عارضی ہے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔
اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ، حَتّٰٓى اِذَآ

دنیا کی زندگی کی مثال تو بس ایسی ہے جیسے بارش (کہ جب) ہم اسے بادل سے نازل کرتے ہیں تو اس میں اور زمین کی سبزی میں جس کو انسان بھی کھاتے

أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَادِرُونَ عَلَيْهَا أَتَاهَا أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا كَأَنْ لَمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ، كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ○ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ، وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ○

(یونس - ۲۴، ۲۵)

ہیں اور جانور بھی کھاتے ہیں امتزاج پیدا ہو جاتا ہے (یعنی دونوں چیزیں ایک دوسرے سے مل جاتی ہیں اور سبزی پھلنے اور پھولنے لگتی ہے) یہاں تک کہ جب زمین (سرسبز و شاداب فصل سے) رونق پر آجاتی ہے اور (خوب) آراستہ (و پیراستہ) ہو جاتی ہے اور زمین کے مالک یہ یقین کر لیتے ہیں کہ وہ اس پر (ہر طرح کی) قدرت رکھتے ہیں (تو ناگہاں) رات کو یا دن کو ہمارے حکم (عذاب) اسے آگھیرتا ہے اور کاٹ (کر ایسا نیست و نابود کر) دیتا ہے گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں۔ غور کرنے والوں کے لئے ہم اسی طرح اپنی آیات کو علیحدہ علیحدہ بیان کر رہے ہے (تاکہ سمجھنے میں کوئی الجھن نہ ہو) اور (اے رسول) اللہ (لوگوں کو) سلامتی کے گھر کی طرف بلا رہا ہے (یہ دعوت اس کی عام ہے) لیکن صراط مستقیم کی طرف ہدایت اسی کو دیتا ہے جس کو وہ (ہدایت دینا) چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ، وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُقْتَدِرًا ○

(الکہف - ۴۵)

اور (اے رسول) ان سے دنیا کی زندگی کی مثال بیان کیجئے۔ (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے پانی، ہم نے اسے بادل سے برسایا، پھر زمین سے اگنے والی چیز اس کے ساتھ مل گئی (پھر وہ خوب پھلی پھولی) پھر وہ چورا چورا (ہو کر ایسی) ہو گئی کہ اس کو ہوائیں اڑائے پھرتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

آگے فرمایا (وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ) اور (اے لوگو) آخرت میں (تو دونوں چیزیں ہیں) شدید عذاب بھی ہے اور اللہ کی مغفرت اور اس کی رضا بھی ہے (اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں میں سے تمہیں کونسی چیز پسند ہے۔ اگر تمہیں دنیا کی زندگی پسند ہے تو سن لو) (وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ) دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کا

چند روزہ سامان ہے (اس کی خاطر آخرت کو نہ بگاڑو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَضِيْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ وَمَالَنَا لَا نَرْضٰى يَارَبِّ وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ اَلَا اُعْطِيْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ يَارَبِّ وَاَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا۔

(صحیح بخاری کتاب التوحید باب کلام الرب مع اھل الجنۃ جزء ۹ ص۱۸۲ وصحیح مسلم کتاب الجنۃ باب احلال الرضوان علی اھل الجنۃ جزء ۲ ص۵۳۱)

اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا اے اہل جنت وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم حاضر ہیں اور سعادت حاصل کرتے ہیں۔ بھلائی تیرے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تم خوش ہو؟ وہ عرض کریں گے: ہمیں کیا ہو گیا کہ ہم خوش نہ ہوں، تو نے ہم کو وہ نعمتیں عنایت فرمائیں جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اب میں تم کو وہ نعمت دوں گا جو ان سب نعمتوں سے افضل ہے۔ وہ عرض کریں گے پروردگار ان نعمتوں سے افضل کونسی نعمت ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ نعمت میری رضاء ہے۔ اب میں تم پر اپنی رضاء نازل کرتا ہوں۔ اس کے بعد میں کبھی تم سے ناراض نہیں ہونگا۔

الغرض اللہ تعالیٰ کی رضوان کے مقابلہ میں تمام نعمتیں ہیچ ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ، ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ، لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِنَّنَا اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اَلصّٰبِرِيْنَ

عورتوں، بیٹوں، سونے اور چاندی کے خزانوں، مویشی اور کھیتی کی (طرف انسانوں کو جو) رغبت (دی گئی ہے اس رغبت) کی محبت کو لوگوں کے لئے مزین کر دیا گیا ہے (یہی وجہ ہے کہ لوگ ان چیزوں کی طرف دوڑتے ہیں حالانکہ) یہ مال و متاع دنیا کی زندگی کا عارضی اور قلیل فائدہ ہے اور اللہ کے پاس جو ٹھکانہ ہے وہ (بہت اچھا) اور باقی رہنے والی کثیر نعمتوں سے مالا مال) ہے۔ (اے رسول) آپ ان سے کہیئے کہ کیا میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں جو ان دنیوی چیزوں سے (بدرجہا) بہتر ہو، وہ باغات ہیں جو ان کے

وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝
(آل عمران - ۱۴ تا ۱۷)

رب کے پاس متقیوں کے لئے (تیار کئے گئے) ہیں (وہ باغات ایسے ہیں کہ ان کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، ان باغات میں متقی لوگ ہمیشہ رہیں گے، (ان کے لئے وہاں) پاک بیویاں ہیں اور اللہ کی رضا ہے اور (یہ نہ سمجھنا کہ) اللہ (اپنے نیک بندوں کے اعمال سے بے خبر ہے، نہیں، وہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے (اور ان کے اعمال سے واقف ہے)۔ (یہ وہ لوگ ہیں) جو اس طرح دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ: اے ہمارے رب ہم ایمان لائے لہٰذا ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ (ان لوگوں کے مزید صفات یہ ہیں کہ وہ مصائب میں) صبر و استقامت سے کام لیتے ہیں، سچ بولتے ہیں، (اللہ کی) فرمانبرداری کرتے ہیں، (اللہ کے راستے میں) خرچ کرتے رہتے ہیں اور صبح کے اوقات میں (اپنے گناہوں کی) معافی مانگتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝
(النسآء - ۷۷)

(اے رسول) کہہ دیجئے دنیا کا مال و متاع (بہت) تھوڑا ہے اور آخرت کا فائدہ اس شخص کے لئے جو متقی ہو بہت (زیادہ اور بہت) بہتر ہے اور (وہاں) کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا (ہر ایک کو اس کے عملوں کی مناسبت سے سزا و جزاء ملے گی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ (التوبۃ - ۳۸)

کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے (تو خبردار ہو جاؤ کہ) دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں (بہت ہی) کم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ، وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا، وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ○

(الرعد ۔ ۲۶)

اللہ جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) روزی تنگ کر دیتا ہے۔ کافر اس دنیا کی زندگی (میں جو فراخی انہیں میسر ہے اس) سے بہت خوش ہیں حالانکہ دنیا کی زندگی (کا فائدہ) آخرت (کے مقابلہ) میں بہت تھوڑا اور ناپائیدار ہے۔

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ لوگ دنیا کی زندگی کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں حالانکہ دنیا کی نعمتیں فانی ہیں اور آخرت کو بھول جاتے ہیں حالانکہ آخرت کی نعمتیں دائمی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ○

(الروم ۔ ۷)

یہ تو (بس) دنیا کی زندگی کے ظاہری (ساز و سامان) ہی کو (سب کچھ) سمجھے بیٹھے ہیں اور آخرت (کی طرف) سے (بالکل) غافل ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ○ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی ○

(سبح اسم ربک الاعلیٰ ۔ ۱۶،۱۷)

(اے لوگو تم آخرت کی زندگی کو ترجیح نہیں دیتے) بلکہ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے دونوں چیزیں رکھ دیں: دنیا کی فانی نعمتیں اور آخرت میں اللہ تعالےٰ کی مغفرت اور رضوان ۔ یہ دونوں چیزیں پیش کرنے کے بعد ان کو ہماری پسند پر نہیں چھوڑا بلکہ ہماری خیر خواہی کرتے ہوئے فرمایا (سَابِقُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ) (اے لوگو) اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین کے عرض کے برابر ہے سبقت کرو (یہ جنت) ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں (ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ) یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطاء فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ○

(آل عمران ۔ ۱۳۳)

اور (اے ایمان والو) اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف تیزی سے آؤ جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے اور جو متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

غرض یہ کہ دنیا بے ثبات ہے، اس کی طرف دل نہیں لگانا چاہیئے۔ آخرت دائمی ہے لہذا اس کے حصول کے لئے پوری کوشش کرنی چاہیئے۔

عمل

اے لوگو، دین کو چھوڑ کر دنیا کی طرف رغبت نہ کیجئے جہاں دین و دنیا دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا جائیں تو دین کو ترجیح دیجئے۔ دنیا کی خاطر آخرت کو نہ بگاڑئیے۔ دنیا چندروزہ ہے۔ آخرت باقی رہنے والی ہے۔

اے لوگو، اللہ کی مغفرت اور جنت کی طرف سبقت کیجئے۔ جنت حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیے۔

مَآ اَصَابَ مِنۡ مُّصِيۡبَةٍ فِى
الۡاَرۡضِ وَلَا فِىۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ اِلَّا
فِىۡ كِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّبۡرَاَهَا ؕ
اِنَّ ذٰ لِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ ۚ ﴿۲۲﴾
لِّكَيۡلَا تَاۡسَوۡا عَلٰى مَا فَاتَكُمۡ
وَلَا تَفۡرَحُوۡا بِمَاۤ اٰتٰٮكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ
لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرِ ۙ ﴿۲۳﴾
اۨلَّذِيۡنَ يَبۡخَلُوۡنَ وَيَاۡمُرُوۡنَ
النَّاسَ بِالۡبُخۡلِ ؕ وَمَنۡ يَّتَوَلَّ

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۴﴾

ترجمہ (اور اے لوگو) جو مصیبت بھی زمین میں نازل ہوتی ہے یا خود تم پر نازل ہوتی ہے وہ اس سے قبل کہ ہم اسے پیدا کریں کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ کام اللہ کے لئے آسان ہے ﴿۲۲﴾ (یہ اور اس کے علاوہ تمام باتیں ہم نے لوح محفوظ میں لکھ دی ہیں اور اس لئے لکھ دی ہیں) تاکہ جو چیز تم سے جاتی رہے اس کا تمہیں رنج نہ ہو (یہ کہہ کر صبر کرلو کہ قسمت میں ایسا ہی لکھا تھا) اور جو چیز اللہ تم کو دے اس پر اترانہ جاؤ (بلکہ اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تقدیر میں ایسا ہی لکھ دیا تھا) اور (اے لوگو اس بات کو یاد رکھو کہ) اللہ تمام اترانے والوں اور گھمنڈ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ﴿۲۳﴾ جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں اور جو شخص (دین اسلام سے) منہ موڑے تو اللہ غنی اور تعریف والا ہے (اسے تمہارے منہ موڑنے کی کوئی پرواہ نہیں) ﴿۲۴﴾

معانی و مصادر (نَبْرَأُ) بَرَأَ، یَبْرَأُ، بَرْءٌ و بُرُوْءٌ (ف) پیدا کرنا۔
(یَسِیْرٌ) یَسُرَ، یَیْسُرُ، یُسْرٌ و یَسْرٌ و یَسَرٌ و یَسَرٌ (ک) آسان ہونا (یَسِیْرٌ = آسان)۔
(تَاْسَوْا) اَسِیَ، یَاْسٰی، اَسًی (س) غمگین ہونا۔
(فَاتَ) فَاتَ، یَفُوْتُ، فَوْتٌ و فَوَاتٌ (ن) گزر جانا۔
(تَفْرَحُوْا) فَرِحَ، یَفْرَحُ، فَرَحٌ (س) خوش ہونا۔
(مُخْتَالٌ) اِخْتَالَ، یَخْتَالُ، اِخْتِیَالٌ (باب افتعال) تکبر کرنا (مُخْتَالٌ = متکبر)
(فَخُوْرٌ) فَخَرَ، یَفْخَرُ، فَخْرٌ و فَخَرٌ و فَخَارٌ و فَخَارَۃٌ (ف) فخر کرنا (فَخُوْرٌ = بہت فخر کرنے والا)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا) (اے لوگو) جو مصیبت بھی زمین میں نازل ہوتی ہے یا خود تم پر نازل ہوتی ہے وہ اس سے قبل کہ ہم اسے پیدا کریں کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی ہوتی ہے (اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ) یہ کام اللہ کے لئے آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے لہٰذا اس کے لئے کچھ مشکل نہیں کہ وہ کسی مصیبت کے ظاہر ہونے سے پہلے اسے جان لے اور اسے لکھ لے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهٗ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب وکان عرشہ علی الماء جزء ۹ صـ ۱۵۲)

اللہ تعالیٰ تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی۔ اس کا تخت پانی پر تھا۔ پھر اس نے آسمان پیدا کئے اور زمین پیدا کی اور ذکر (یعنی لوح محفوظ) میں ہر چیز کو لکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ خَلْقَ اَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا وَّاَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَهٗ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَهٗ ثُمَّ يُبْعَثُ اِلَيْهِ الْمَلَكُ فَيُؤْذَنُ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ رِزْقَهٗ وَاَجَلَهٗ وَعَمَلَهٗ وَشَقِيٌّ اَمْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يَنْفُخُ فِيْهِ الرُّوْحَ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى لَا يَكُوْنُ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗ اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ وَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗ اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتٰبُ فَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا (صحیح بخاری کتاب التوحید باب ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین جزء ۹ صـ ۱۶۵ و صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ خلق الآدمی فی بطن امہ جزء ۲ صـ ۳۵۱)

تم میں سے ہر شخص کا نطفہ اس کے ماں کے پیٹ میں چالیس دن اور چالیس رات جمع رہتا ہے پھر وہ چالیس دن خون کی پھٹکی کی شکل میں رہتا ہے پھر وہ چالیس دن لوتھڑے کی شکل میں رہتا ہے پھر ایک فرشتہ اس کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ اس کو چار باتیں لکھنے کا حکم ہوتا ہے۔ وہ اس کی روزی، اس کی عمر، اس کا عمل اور بدبخت یا نیک بخت لکھتا ہے۔ پھر وہ فرشتہ اس میں روح پھونکتا ہے۔ (تم میں سے کوئی ساری عمر) جنتیوں کے سے کام کرتا ہے یہاں تک کہ اس میں اور بہشت میں ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ (دیکا یک) اللہ کا نوشتہ سبقت کرتا ہے اور وہ دوزخیوں کا سا کام کرکے دوزخ میں چلا جاتا ہے۔ اسی طرح تم میں سے کوئی (ساری عمر) دوزخیوں کے سے کام کرتا ہے حتی کہ جب اس میں اور دوزخ میں ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو (یکایک) اللہ کا نوشتہ اس پر سبقت کرتا ہے اور وہ جنتیوں کے سے کام کرکے جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ اِلَّا وَقَدْ كَتَبَ اللّٰهُ مَكَانَهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَاِلَّا وَقَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةً اَوْ سَعِيْدَةً قَالَ

تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے (یعنی) کوئی جان ایسی نہیں ہے جس کا اللہ نے ٹھکانہ نہ لکھ دیا ہو، جنت میں یا دوزخ میں اور یہ نہ لکھ دیا ہو کہ وہ نیک بخت ہے

فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللهِ اَفَلَا نَمْكُثُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ فَقَالَ مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيْرُ اِلٰى عَمَلِ اَهْلِ السَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيَصِيْرُ اِلٰى عَمَلِ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَقَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ اَمَّا اَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ اَهْلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا اَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَءَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى (صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ خلق الآدمی فی بطن امہ جزء۲ ص۳۵۳)

یا بدبخت ہے۔ ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول پھر ہم اپنے لکھے پر کیوں نہ بھروسہ کرلیں اور عمل کو چھوڑ دیں (یعنی عمل کرنا بے فائدہ ہے جو قسمت میں ہے وہ ضرور ہوگا)۔ آپ نے فرمایا جو نیک بختوں میں سے ہوگا وہ نیک بختوں کے سے کام کرے گا اور جو بدبختوں میں سے ہوگا وہ بدبختوں کے سے کام کرے گا پھر فرمایا: عمل کرو ہر ایک کو آسانی دی گئی ہے نیک بختوں کے لئے نیک بختوں کے سے اعمال کرنا آسان کیا جائیگا اور بدبختوں کے لئے بدبختوں کے سے اعمال کرنا آسان کیا جائے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی جس نے خیرات کی اور جو ڈرا اور جس نے بہتر بات (یعنی اسلام کو سچا جانا) تو اس پر ہم نیکی کرنا آسان کر دیں گے اور جس نے بخل کیا اور لاپرواہی اختیار کی اور بہتر بات کو جھٹلایا تو اس پر ہم برے عمل کرنا آسان کر دیں گے۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں:۔

جَاءَ سُرَاقَةُ ابْنُ مَالِكِ ابْنِ جُعْشُمٍ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ بَيِّنْ لَنَا دِيْنَنَا كَاَنَّا خُلِقْنَا الْاٰنَ فِيْمَا الْعَمَلُ الْيَوْمَ اَفِيْمَا جَفَّتْ بِهِ الْاَقْلَامُ وَجَرَتْ بِهِ الْمَقَادِيْرُ اَمْ فِيْمَا نَسْتَقْبِلُ قَالَ لَا بَلْ فِيْمَا جَفَّتْ بِهِ الْاَقْلَامُ وَجَرَتْ بِهِ الْمَقَادِيْرُ قَالَ فَفِيْمَ الْعَمَلُ قَالَ زُهَيْرٌ ثُمَّ تَكَلَّمَ اَبُو الزُّبَيْرِ بِشَيْءٍ لَمْ اَفْهَمْهُ فَسَاَلْتُ مَا قَالَ فَقَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ۔ (صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ خلق الآدمی فی بطن امہ جزء۲ ص۳۵۲)

سراقہ بن مالک بن جعشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول، ہم سے ہمارا دین بیان کیجئے گویا ہم ابھی پیدا ہوئے ہیں۔ کیا جو عمل ہم کرتے ہیں تو اس لئے کرتے ہیں کہ اس کو لکھ کر قلم سوکھ گئی اور تقدیریں جاری ہو گئیں یا اس لئے کرتے ہیں کہ جو آگے ہونے والا ہے (وہ ہو جائے)؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اس لئے عمل کرو کہ اس کو لکھ کر قلم سوکھ گئی اور تقدیریں جاری ہو چکیں۔ سراقہ نے کہا پھر عمل سے کیا فائدہ ہے؟ زہیر نے کہا ابوالزبیر نے کچھ بات کہی جس کو میں نہیں سمجھ سکا میں نے (اپنے ہم سبق لوگوں سے)

پوچھا گیا کہا؛ انہوں نے کہا عمل کرو ہر ایک شخص کے لئے آسان کیا گیا ہے (جو اس کی تقدیر میں لکھا ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔
اِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ عَمَلَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فِیْمَا یَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَھُوَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ عَمَلَ اَھْلِ النَّارِ فِیْمَا یَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَھُوَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ (صحیح مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ خلق الادمی فی بطن امہ جزء۲ ص۳۳۵)

بعض آدمی لوگوں کی نظر میں جنتیوں کے سے کام کرتا ہے اور وہ جہنمی ہوتا ہے اور بعض آدمی لوگوں کی نظر میں جہنمیوں کے سے کام کرتا ہے اور وہ جنتی ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اِحْتَجَّ اٰدَمُ وَمُوْسٰی فَقَالَ لَہٗ مُوْسٰی یَا اٰدَمُ اَنْتَ اَبُوْنَا خَیَّبْتَنَا وَاَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّۃِ فَقَالَ لَہٗ اٰدَمُ اَنْتَ اصْطَفَاکَ اللّٰہُ بِکَلَامِہٖ وَخَطَّ لَکَ بِیَدِہٖ اَتَلُوْمُنِیْ عَلٰی اَمْرٍ قَدَّرَہُ اللّٰہُ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَنِیْ بِاَرْبَعِیْنَ سَنَۃً فَقَالَ حَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰی فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰی۔
(صحیح مسلم کتاب القدر باب حجاج آدم وموسیٰ علیہما السلام جزء۲ ص۳۳۶)

حضرت آدمؑ اور حضرت موسیٰؑ میں بحث ہوئی۔ موسیٰ نے کہا: اے آدم، آپ ہمارے باپ ہیں، آپ نے ہم کو (نعمتوں سے) محروم کیا (یعنی) ہم کو جنت سے نکالا۔ حضرت آدم نے کہا تم موسیٰ ہو، تم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کے ساتھ خاص کیا تھا اور تمہارے واسطے توریت اپنے ہاتھ سے لکھی تھی تم مجھ کو اس کام پر ملامت کرتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے میری قسمت میں میری پیدائش سے چالیس سال پہلے لکھ دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدم (علیہ السلام) دلیل میں موسیٰ (علیہ السلام) پر غالب رہے، آدم (علیہ السلام) دلیل میں موسیٰ (علیہ السلام) پر غالب رہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔
جَآءَ مُشْرِکُوْ قُرَیْشٍ یُخَاصِمُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْقَدَرِ فَنَزَلَتْ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۝ اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰہُ بِقَدَرٍ ۝

قریش کے مشرک تقدیر کے معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر جھگڑنے لگے۔ اس وقت یہ آیت اتری: جس دن مجرم اوندھے منہ جہنم میں گھسیٹے جائیں گے پھر ان سے کہا جائے گا

(صحیح مسلم کتاب القدر باب کل شیء بقدر جزء ۲ صفحہ ۵۷)

جہنم کا مرا چکھو، ہم نے ہر چیز کو تقدیر کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ وَقَالَ وَعَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ (صحیح مسلم کتاب القدر باب حجاج آدم و موسیٰ علیہما السلام جزء ۲ صفحہ ۵۴)

اللہ (تعالیٰ) نے آسمان اور زمین کے بنانے سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی تقدیروں کو لکھا اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا۔

حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں :۔

قَالَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَمْتِعْنِيْ بِزَوْجِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِاَبِيْ اَبِيْ سُفْيَانَ وَبِاَخِيْ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكِ سَاَلْتِ اللّٰهَ لِاٰجَالٍ مَّضْرُوْبَةٍ وَاٰثَارٍ مَّوْطُوْءَةٍ وَاَرْزَاقٍ مَّقْسُوْمَةٍ لَا يُعَجِّلُ شَيْئًا مِّنْهَا قَبْلَ حِلِّهٖ اَوْ يُؤَخِّرُ مِنْهَا شَيْئًا بَعْدَ حِلِّهٖ وَلَوْ سَاَلْتِ اللّٰهَ اَنْ يُّعَافِيَكِ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ اَوْ عَذَابٍ فِي الْقَبْرِ لَكَانَ خَيْرًا لَّكِ (صحیح مسلم کتاب القدر باب بیان ان الاٰجال والارزاق وغیرہ لا تزید ولا تنقص عما سبق بہ القدر $\frac{2}{342}$)

ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے اللہ مجھ کو میرے شوہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور میرے باپ ابو سفیان سے اور میرے بھائی معاویہ سے فائدہ پہنچا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اللہ تعالیٰ سے وہ چیزیں مانگیں جن کی میعادیں مقرر ہو چکیں، قدم پامال ہو چکے اور روزیاں بٹ چکیں۔ کسی چیز کو اللہ تعالیٰ اس کے وقت سے پیشتر نہیں کرے گا اور نہ اس کے وقت مقررہ سے مؤخر کرے گا۔ اگر تم اللہ سے یہ مانگتیں کہ تم کو دوزخ کے عذاب سے بچائے یا قبر کے عذاب سے بچائے تو تمہارے لئے بہتر ہوتا۔

آگے فرمایا (لِكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ) (ہم نے تمام باتیں لوح محفوظ میں لکھ لی ہیں اور اس لئے لکھ لی ہیں) تاکہ جو چیز تم سے جاتی رہے اس کا تمہیں رنج نہ ہو (یہ کہ کر صبر کر لو کہ قسمت میں ایسا ہی لکھا تھا) اور جو چیز (اللہ) تم کو دے اس پر اترا نہ جاؤ (بلکہ اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تقدیر میں ایسا ہی لکھ دیا تھا) اور اس بات کو یاد رکھو کہ اللہ اترانے والوں اور گھمنڈ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اچھی چیز کے حصول پر یہ نہ کہے کہ یہ میری کارگزاری کا نتیجہ ہے اور اپنی کارگزاری پر اترا نہ جائے، فخر نہ کرے بلکہ اس اچھی چیز اور اچھی کارگزاری کو بھی عطیہ الٰہی سمجھے اور شکر ادا کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَّاَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ وَفِیْ کُلٍّ خَیْرٌ اِحْرِصْ عَلٰی مَا یَنْفَعُکَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَلَا تَعْجِزْ وَاِنْ اَصَابَکَ شَیْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّیْ فَعَلْتُ کَانَ کَذَا وَکَذَا وَلٰکِنْ قُلْ قَدَرُ اللّٰہِ وَمَا شَآءَ فَعَلَ فَاِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّیْطٰنِ (صحیح مسلم کتاب القدر باب فی الامر بالقوۃ وترک العجز جز ۲ ص ۳۶۱)

قوی مؤمن ضعیف مؤمن کے مقابلہ میں اللہ کے نزدیک بہتر اور اللہ کو زیادہ پسند ہے ویسے تو ہر مؤمن میں خیر ہوتی ہے۔ (اے ایمان والے) ان کاموں کی حرص کر جو تجھ کو نفع پہنچائیں اور مدد مانگ اللہ سے اور ہمت نہ ہار اور جو مصیبت تجھ پر آئے تو اس طرح نہ کہہ کہ اگر میں ایسا کرتا تو یہ مصیبت نہ آتی بلکہ یہ کہے اللہ نے تقدیر میں ایسا ہی لکھا تھا اور جو اس نے چاہا کیا۔ اس لئے کہ اگر شیطانی عمل کے لئے (راہ) کھولتا ہے۔

(اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ، وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ)
(اترانے والے اور گھمنڈ کرنے والے وہ لوگ ہیں) جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں اور جو شخص (دین اسلام سے) منہ موڑے تو اللہ غنی اور تعریف والا ہے (اسے تمہارے منہ موڑنے کی کوئی پرواہ نہیں۔ اگر تم بخل کروگے تو اللہ تعالیٰ کا کیا بگاڑ لوگے، اللہ تو غنی ہے، اسے کسی قسم کی حاجت نہیں ہوتی۔ حاجت ہونا ایک قسم کا عیب ہے۔ اللہ تعالیٰ عیب سے مبرا ہے، وہ تعریف والا ہے لہٰذا وہ ہر برائی سے پاک و منزہ ہے)

آیت کا منشاء یہ ہے کہ کسی کارگزاری کو اپنی طرف منسوب کرنا فخر اور غرور ہے۔ ایسی خصلت عموماً ان لوگوں میں ہوتی ہے جو بخل کرتے ہیں، روپیہ بچا کر عیش کرتے ہیں اور بڑے بڑے مکانات بنا کر اتراتے ہیں اور اسے اپنی معاشی حکمت عملی کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔

عمل

اے لوگو، جب کوئی چیز آپ کو ملے تو اترا نہ جائیے بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھیئے۔ عاجزی اور انکساری کا مظاہرہ کیجئے اور یہ کہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے اچھی تدبیر کی توفیق دی اور یہ اچھی تدبیر اور اس کا بہترین نتیجہ میری قسمت میں پہلے سے لکھ دیا تھا۔ ہم کیا اور ہماری ہستی کیا یہ سب کچھ اس کی دین ہے اور اگر نقصان ہو جائے تو اس طرح اپنے آپ کو تسلی دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری قسمت میں ایسا ہی لکھ دیا تھا اس کی مرضی ہے، وہ جو چاہے کرے۔ وہ مالک ہے۔

غرض یہ کہ تقدیر کا سمجھنا اگرچہ مشکل ہے لیکن اس کا فائدہ ظاہر و باہر ہے۔
تقدیر اللہ تعالیٰ کا علم ہے۔
تقدیر کی وجہ سے انسان کو مجبور محض نہیں سمجھیے، نہ یہ سمجھیے کہ نوشتۂ تقدیر کے مطابق ہمیں مجبوراً کرنا پڑتا ہے بلکہ یہ سمجھیے کہ ہمارے عمل کا اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم ہوتا ہے وہ اپنے اس علم کو لکھ لیتا ہے اور یہی ہماری تقدیر کہلاتا ہے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ
وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ
لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا
الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّ
مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ
يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ، اِنَّ
اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا
نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ
ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ

فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ
فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ
بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ
وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۥ وَجَعَلْنَا فِىْ
قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً
وَّرَحْمَةً ۥ وَرَهْبَانِيَّةَ ۨ ابْتَدَعُوْهَا
مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ
رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ
رِعَايَتِهَا فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

مِنۡهُمۡ اَجۡرَهُمۡ وَكَثِيۡرٌ مِّنۡهُمۡ فٰسِقُوۡنَ ﴿۲۷﴾

ترجمہ اور (اے لوگو) ہم نے اپنے (تمام) رسولوں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا تھا اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان (عدل) کو نازل کیا تھا تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور ہم نے لوہے کو بھی نازل کیا جس (سے لڑائی) میں شدید (قسم کا) خطرہ (رہتا) ہے اور لوگوں کے لئے (اس میں) فائدے (بھی بہت) ہیں اور (اے لوگو، لوہے کو اس لئے پیدا کیا گیا ہے) تاکہ اللہ یہ معلوم کرے کہ (لوہے سے بنے ہوئے ہتھیاروں کے خطرہ کے باوجود اور اللہ کو) دیکھے بغیر کون اللہ اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے (اور اے لوگو) اللہ (تمہاری مدد کا محتاج نہیں ہے) وہ تو بڑی قوت والا اور بڑے غلبہ والا ہے ﴿۲۵﴾ اور (اے رسول) ہم نے نوح اور ابراہیم کو رسول بنا کر بھیجا اور ان کی اولاد میں نبوت اور (نزول) کتاب کو (جاری) رکھا، تو ان میں سے (بعض لوگ) ہدایت یاب ہوئے لیکن ان میں سے اکثر فاسق (ہی) رہے ﴿۲۶﴾ پھر ہم نے ان کے بعد انہی کے نقش قدم پر اپنے (اور) رسول بھیجے اور ان کے بعد عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور انہیں (بھی اپنی کتاب یعنی) انجیل عطا کی اور جن لوگوں نے ان کی پیروی کی ان کے دلوں میں ہم نے شفقت و مہربانی پیدا کر دی (رہا) دنیا کو ترک کرنا (تو اللہ کو خوش کرنے کا یہ طریقہ تو) انہوں نے خود ایجاد کیا تھا، ہم نے ترک دنیا کو ان پر فرض نہیں کیا تھا مگر (انہوں نے اپنے زعم باطل میں اس کو) اللہ کی رضا جوئی کے لئے (ایجاد کیا) پھر وہ اس کی (ایسی) رعایت اور نگرانی نہیں کر سکے جیسا کہ اس کی رعایت اور نگرانی کا حق تھا، پھر ان میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہم نے ان کو ان کا اجر عطاء کیا اور ان میں سے بہت سے تو فاسق ہی رہے ﴿۲۷﴾

معانی و مصادر (قِسۡطٌ) قَسَطَ، يَقۡسِطُ، قِسۡطٌ (ض) عادل ہونا (قِسۡطٌ = عدل و انصاف)

(حَدِيۡدٌ) حَدِيۡدٌ = لوہا۔

(بَأۡسٌ) بَؤُسَ، يَبۡؤُسُ، بَأۡسٌ (ك) شدید اور بہادر ہونا (بَأۡسٌ = حرج، بہادری، عذاب)۔

(قَفَّيۡنَا) قَفّٰى، يُقَفِّيۡ، تَقۡفِيَةٌ (باب تفعیل) پیچھے بھیجنا۔

(رَأۡفَةٌ) رَأَفَ، يَرۡأَفُ، رَأۡفَةٌ (ف) و رَؤُفَ، يَرۡؤُفُ، رَآفَةٌ (ك) و رَئِفَ، يَرۡئَفُ، رَأۡفٌ (س) رحم کرنا۔

(رَہْبَانِيَّةٌ) رَہِبَ، يَرْہَبُ، رَہْبَۃٌ و رَہْبٌ و رُہْبٌ و رَہَبٌ و رُہْبَانٌ (س) ڈرنا۔
رَہْبَانِيَّةٌ = تارک الدنیا لوگوں کا طریقہ۔
(اِبْتَدَعُوْا) اِبْتَدَعَ، يَبْتَدِعُ، اِبْتِدَاعٌ (باب افتعال) ایجاد کرنا۔
(رَعَوْا) رَعٰی، يَرْعٰی، رَعْيٌ و رِعَايَۃٌ و مَرْعًی (ف) نگرانی کرنا، چرانا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ) اور (اے لوگو) ہم نے اپنے (تمام) رسولوں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا تھا اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان (عدل) کو نازل کیا تھا تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں (ناپ تول اور مقدمات میں انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ نہ کسی کی حق تلفی ہو اور نہ کسی کو اس کے جائز حق سے زیادہ ملے۔ سب کو اپنے اپنے حقوق کے مطابق ملتا رہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ○

(الشوریٰ۔ ۱۵)

تو (اے رسول اگر آپ کی دعوت ان کو گراں گذرتی ہے تو آپ ان کی پرواہ نہ کیجئے بلکہ) اسی دین کی طرف انہیں بلائیے (جو اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے) اور آپ خود بھی اس پر جمے رہیئے جیساکہ آپ کو حکم دیا جا چکا ہے اور (اے رسول) ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے اور (صاف صاف کہہ دیجئے کہ میں اس کتاب پر ایمان لایا جو اللہ نے نازل کی ہے، مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تم لوگوں کے درمیان انصاف کروں، اللہ ہی ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے، ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں، ہم میں اور تم میں کوئی جھگڑا نہیں، اللہ ہم اور تم کو (ایک دن) جمع کرے گا اور اسی کی طرف (ہم سب کو) لوٹ کر جانا ہے (وہی اس دن فیصلہ کرے گا کہ کون حق پر تھا اور کون باطل پر)۔

میزان کے سلسلہ میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ○ اَلَّا تَطْغَوْا فِى الْمِيْزَانِ ○ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ

اللہ ہی نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو بنائی، (پھر اسی نے حکم دیا) کہ تولنے میں تم حد سے نہ بڑھ جاؤ

وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ○ (الرحمٰن۔ ۷ تا ۹) بلکہ انصاف کے ساتھ ترازو سیدھی رکھو اور کم نہ تولو۔

آگے فرمایا (وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ) اور (اے لوگو) ہم نے لوہے کو بھی نازل کیا جس (سے لڑائی) میں شدید (قسم کا) خطرہ رہتا ہے اور لوگوں کے لئے (اس میں) فائدے (بھی بہت) ہیں۔

لوہے سے ہتھیار بنتے ہیں جو لڑائی میں کام آتے ہیں۔ اگرچہ ہتھیاروں سے لڑنے والے دونوں فریقوں کو خطرہ رہتا ہے تاہم ہتھیاروں کو ہر فریق اپنے لئے فائدہ مند سمجھتا ہے اور انہیں دفاع اور دشمن کے استیصال کے لئے استعمال کرتا ہے۔ لوہے سے اور بھی بہت چیزیں بنتی ہیں مثلاً مشینیں، انجن۔ چاقو، چھری، قینچی وغیرہ جن کی انسان کو ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ الغرض اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے لوہے کو پیدا کر کے انسان کی بہت سی ضروریات کو پورا کیا۔

آگے فرمایا (وَلِیَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَیْبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ) اور (اے لوگو، لوہے کو اس لئے پیدا کیا گیا ہے) تاکہ اللہ یہ معلوم کرے کہ (لوہے سے بنے ہوئے ہتھیاروں کے خطرہ کے باوجود اور اللہ تعالیٰ کو) دیکھے بغیر کون اللہ اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے (اور اے لوگو) اللہ (تمہاری مدد کا محتاج نہیں ہے وہ) تو بڑی قوت والا اور بڑے غلبہ والا ہے۔

بغیر اللہ تعالیٰ کو دیکھے اللہ تعالیٰ کی مدد کرنا یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنا ایمان والوں کے ایمان بالغیب کا امتحان ہے اور لڑائی میں دشمنوں کے ہتھیاروں سے خطرہ لاحق ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے کے لئے لڑنا ایمان والوں کے ایمان کی جانچ ہے۔ اللہ تعالیٰ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون ایمان بالغیب میں پختہ ہے اور کون اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے اپنے کو خطرات میں ڈالتا ہے اور اپنی جان کی قربانی پیش کرنے کے لئے بخوشی آمادہ ہے۔ یہ آزمائش ایمان والوں کے اپنے فائدے کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ایمان والوں کی مدد کی ضرورت نہیں ہے، وہ خود بھی اپنے دین کی حفاظت کرسکتا ہے، اس کی قوت بے پناہ، لامحدود اور لازوال ہے۔

آگے فرمایا (وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِیْمَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ وَكَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ) اور (اے رسول) ہم نے نوح اور ابراہیم کو رسول بنا کر بھیجا اور ان کی اولاد میں نبوت اور (نزول) کتاب کو (جاری) رکھا تو ان میں سے بعض (لوگ) ہدایت یاب ہوئے لیکن ان میں سے اکثر فاسق ہی رہے (لہٰذا اے رسول آپ کے ساتھ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے حق کے تابع ہمیشہ کم ہی رہے ہیں اور حق کے مخالف ہمیشہ زیادہ رہے ہیں لہٰذا آپ آزردہ نہ ہوں)۔

آگے فرمایا (ثُمَّ قَفَّیْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّیْنَا بِعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ وَاٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ) پھر ہم نے ان کے بعد انہی کے نقش قدم پر (یعنی انہی کی طرح کتاب اور میزان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے

پیغام کو پہنچانے کے لئے) اپنے (بہت سے) رسول بھیجے اور ان کے بعد عیسٰی بن مریم کو بھیجا اور انہیں (بھی اپنی کتاب یعنی) انجیل عطاء فرمائی (وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً) اور جن لوگوں نے ان کی پیروی کی ان کے دلوں میں ہم نے شفقت اور مہربانی پیدا کردی (وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا) اور (رہا) دنیا کو ترک کرنا (تو اللہ کو خوش کرنے کا یہ طریقہ تو) انہوں نے خود ایجاد کیا، ہم نے ترکِ دنیا کو ان پر فرض نہیں کیا تھا مگر (انہوں نے اپنے زعم باطل میں اس کو، اللہ کی رضاء جوئی کے لئے (ایجاد کیا) پھر وہ اس کی ایسی رعایت اور نگرانی نہ کرسکے جیسا کہ اس کی رعایت اور نگرانی کا حق تھا (ترکِ دنیا کے تقاضے وہ کما حقہٗ پورے نہ کرسکے۔ انہوں نے فطرت انسانی کے خلاف دنیا کو ترک کیا جس کو وہ نباہ نہ سکے اور دین فطرت کی خلاف ورزی کرکے بری طرح ناکام ہوئے اور اپنی آخرت خراب کرلی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور وہ اس کی فطرت سے بخوبی واقف ہے لہٰذا اسی کی ہدایت کے مطابق انسان کو اپنی زندگی گزارنی چاہیئے۔ اپنی طرف سے ایسی کسی چیز کو ایجاد نہیں کرنا چاہئے جو پہلے سے دین فطرت میں نہ ہو۔ انسانی فطرت کے خلاف اللہ تعالیٰ بھی انسان کو مجبور نہیں کرتا ایسی صورت میں انسانوں کو خود اپنی فطرت کے خلاف اپنے کو بعض ضروریات زندگی کے ترک پر مجبور کرنا اللہ تعالیٰ کے دین سے بغاوت اور ایک قسم کا شرک ہے جس کو شرک فی التشریع کہا جاتا ہے۔ ترکِ دنیا کو ایجاد کرکے وہ ایک قسم کے شرک میں مبتلا ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا صَرُورَةَ فِي الْإِسْلَامِ (مسند احمد کتاب الحج باب التغليظ فی ترك الحج للمستطيع۔ سندہٗ صحیح بلوغ جزء ۱۱ صـ۲۵) — اسلام میں ترکِ دنیا (جائز) نہیں۔

آگے فرمایا (فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ) پھر ان میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہم نے ان کو ان کا اجر عطاء کیا اور ان میں سے بہت سے تو فاسق ہی رہے (ایمان نہیں لائے)۔

بدعت کے لغوی معنی

آیت زیر تفسیر میں "اِبْتَدَعُوا" استعمال ہوا ہے اس کا مصدر اِبْتِدَاعٌ ہے جس کے معنی ہیں: "بدعت نکالنا، ایجاد کرنا"

یہ لفظ حروف اصلی "ب، د اور ع" سے بنا ہے۔ ثلاثی مجرد میں فَتَحَ يَفْتَحُ کے باب میں "بَدْعٌ" مصدر ہے۔ بَدْعٌ کے معنی ہیں نو پیدا کرنا، ایجاد کرنا۔ ثلاثی مجرد میں باب كَرُمَ يَكْرُمُ میں بھی یہی مصدر ہے جس کے معنی ہیں: بے مثل ہونا۔ اس میں دو اور مصادر بھی ہیں یعنی بَدَاعَةٌ اور بُدُوعٌ جو بَدْعٌ کے ہم معنی ہیں۔

"بِدْعٌ" کے معنی ہیں: نو ایجاد جو کسی کی مثال پر نہ ہو۔ "بَدِيعٌ" اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہے اس کے معنی ہیں

بے نمونہ پیدا کرنے والا۔
اَلْإِبْدَاعُ کے معنی بغیر کسی کی تقلید کے کسی چیز کے ایجاد کرنے کے ہیں۔ جب اِبْدَاعٌ کا لفظ اللہ عزّ و جل کے متعلق استعمال ہو تو اس کے معنی بغیر آلہ، بغیر مادہ، بغیر زمان و مکان کے کسی شئے کو ایجاد کرنے کے ہوتے ہیں۔
الغرض بدعت کے لغوی معنی یہ ہوئے "ایسی نئی چیز جس کا نمونہ پہلے سے موجود نہ ہو۔" قرآن مجید سے بھی اس معنیٰ کی تائید ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ۔ (الاحقاف۔ ۹)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میں رسولوں میں بِدْعٌ نہیں ہوں (یعنی ایسا نیا نرالا رسول نہیں ہوں کہ اس کا نمونہ گزشتہ رسولوں میں نہ ہو، پہلے بھی ایسے رسول آتے رہے ہیں)۔

بدعت کے شرعی و اصطلاحی معنیٰ

قرآنی اور لغوی معنی کی بنیاد پر بدعت کے شرعی معنی یہ ہوئے:۔

• ایسا نیا کام جس کی مثال یا جس کا نمونہ پہلے سے شریعت یا سنت میں موجود نہ ہو۔"

اس اصطلاحی و شرعی معنی کی تائید قرآن مجید کی آیت زیر تفسیر سے بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ۔ (حدید۔ ۲۷)

(نصاریٰ نے) رہبانیت کی بدعت نکالی حالانکہ ہم نے اس رہبانیت کو ان پر فرض نہیں کیا تھا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رہبانیت پہلے سے دین میں شامل نہیں تھی، اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق کوئی حکم نہیں دیا تھا، بعد میں نصاریٰ نے اسے ایجاد کیا، اللہ تعالیٰ نے اس ایجاد کو بدعت کہا، لہٰذا آیت سے ثابت ہوا کہ بدعت" وہ نیا کام ہے جو پہلے سے دین میں موجود نہ ہو۔"

بدعت کے یہ شرعی و اصطلاحی معنی اتنے مشہور ہو گئے کہ اہل لغت نے بھی اپنی کتابوں میں اسے درج کر دیا مثلاً منتہی الارب میں بدعت کے یہ معنیٰ لکھے ہیں:۔ دین کے کمال کے بعد اس میں نئی رسم نکالنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئی بات نکالنا۔

کیا بدعت کی دو قسمیں ہیں

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ بدعت کی قسمیں دو ہیں۔

(۱) بدعت حسنہ (یعنی اچھی بدعت)

(۲) بدعت سیئہ (یعنی بری بدعت)۔ بدعت کو دو قسموں میں تقسیم کرنا عقل کے بھی خلاف ہے اور نقل کے بھی۔

عقل کے خلاف اس لحاظ سے ہے کہ بدعت سیئہ کا اضافہ دین میں نہیں ہو سکتا، ایسی نئی بات کوئی نہیں نکال سکتا کہ جو بری بھی ہو اور پھر اسے ثواب بھی سمجھا جائے اور اگر کوئی نکالے بھی تو اسے کوئی تسلیم نہیں کرے گا۔ مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں تاریخ کو جوا کھیلنا یا شراب پینا باعث ثواب ہے تو بتائیے اُسے کون تسلیم کرے گا۔ لہٰذا بدعت سیئہ کا کوئی وجود نہیں۔

بُرا کام ہر حال میں بُرا ہے خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔ اس لحاظ سے برے کام کے لئے نئے، پرانے کی تقسیم لایعنی ہے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام لایعنی باتوں سے پاک ہوتا ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ بدعت سے برے کام مراد لینا قطعاً صحیح نہیں اور یہ کہ بدعت کی دو قسمیں کرنا عقلاً باطل ہے۔

بدعت حسنہ ہی درحقیقت شرعی بدعت ہے۔ لیکن یہ مرکب توصیفی صحیح نہیں اس لئے کہ بدعت بُرا کام ہے (جیسا کہ آگے آرہا ہے) لہٰذا کسی بُرے کام کے ساتھ حسنہ کا لفظ لگانا باطل ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک کام بُرا بھی ہو اور اچھا بھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (صحیح مسلم کتاب الجمعة باب تخفیف الصلاة والخطبة[1])	"ہر بدعت گمراہی ہے۔"
إِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (احمد، ابوداؤد کتاب السنة باب لزوم السنة جزء۲ ص۲۸۷ ورواه النسائی والترمذی قال الترمذی هٰذا حدیث حسن صحیح)	ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

سنن کی مندرجہ بالا احادیث میں لفظ "مُحْدَثَةٌ" آیا ہے۔ یہ لفظ "احداث" سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں "نیا پیدا کرنا، ایجاد کرنا" مُحْدَث وہ چیز جو عدم سے وجود میں آئی ہو، حدوث کے معنی ہیں ایسی چیز کا وجود میں آنا جو پہلے نہ ہو، گویا "مُحْدَثَةٌ" اور "بِدْعَةٌ" ہم معنی الفاظ ہیں۔

احادیث بالا سے ثابت ہوا کہ ہر نئی بات کو بدعت کہتے ہیں اور ہر بدعت گمراہی۔ جب ہر بدعت گمراہی ہے تو پھر وہ کونسی بدعت رہ جاتی ہے جو گمراہی نہیں ہے۔ لہٰذا نقلاً بھی بدعت کو دو قسموں میں تقسیم کرنا باطل ہے۔

نیک کام ہی بدعت ہوتا ہے

اگرچہ دلائل بالا ہی سے ثابت ہو چکا ہے کہ بدعت اس نیک کام کو کہتے ہیں جو دین میں نیا نکالا جائے اور جس کا نمونہ سنت میں موجود نہ ہو، تاہم ذیل میں ہم اس کے مزید دلائل دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (صحیح بخاری کتاب الصلح باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود جزء ۳ ص۲۴۱ وصحیح مسلم کتاب الاقضیة باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور ۲/۶۳)

جس نے ہمارے اس امر میں کوئی نیا کام نکالا جو اس میں نہ ہو تو وہ نیا کام نامقبول اور مسترد کر دیا جائے گا۔

اللہ اور اس کے رسول کا "امر" (یعنی حکم) دین اسلام ہے، لہٰذا حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ "دین میں جو نیا کام نکالا جائے وہ مقبول نہیں ہوگا۔"

امر کے معنی حکم کے بھی ہیں اور فعل کے بھی۔ جب امر کے معنیٰ حکم ہوتے ہیں تو اس کی جمع اوامر ہوتی ہے اور جب امر کے معنیٰ کام ہوتے ہیں تو اس کی جمع امور ہوتی ہے۔ لہٰذا حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ جس نے ایسا کوئی عمل کیا جس کی تائید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یا فعل نہ ہو تو وہ عمل مردود ہے، نامقبول ہے۔

برے کام کو قبول کرنے یا نہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ برا کام نیا ہو یا پرانا ہر حال میں نامقبول ہے، لہٰذا اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ "وہ نامقبول ہے" کوئی معنیٰ نہیں رکھتا، اللہ اور اس کے رسول کا کلام مہمل نہیں ہوتا لہٰذا حدیث میں بدعت سے مراد برا کام نہیں لیا جا سکتا۔ قبول ہونے نہ ہونے کا سوال تو صرف نیک کام کے متعلق ہی ہو سکتا ہے لہٰذا اس حدیث کی رو سے اگر کوئی بدعت قبول نہیں ہوئی تو ظاہر ہے کہ وہ بدعت نیک کام ہوگی۔ خلاصہ یہ ہوا کہ وہ نیک کام جو دین میں نکالا گیا ہو بدعت ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ تین آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق سوال کیا۔ جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کی تفصیل بتائی گئی تو انہوں نے اس عبادت کو اپنے حق میں کم سمجھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ عبادت کرنے کا ارادہ کیا۔

ایک نے کہا۔

اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّی اللَّیْلَ اَبَدًا۔

میں ہمیشہ تمام رات نماز پڑھا کروں گا۔

دوسرے نے کہا۔

اَنَا اَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا اُفْطِرُ۔

میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا (دن کو) کبھی افطار نہیں کروں گا۔

تیسرے نے کہا۔

اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا۔ میں عورتوں سے علیحدہ رہوں گا، کبھی نکاح نہیں کروں گا (تاکہ ہر وقت عبادت میں لگا رہوں)۔

ان لوگوں کی یہ باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئیں، آپ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:۔

اَنْتُمُ الَّذِیْنَ قُلْتُمْ کَذَا وَکَذَا وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَخْشَاکُمْ لِلّٰہِ وَاَتْقٰکُمْ لَہٗ لٰکِنِّیْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّیْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح جزء ۷ صـ۲ و روی مسلم نحوہٗ فی کتاب النکاح جزء اول صـ۵۸۳)

تم ہی لوگ ہو جنہوں نے اس اس طرح کہا ہے، اللہ کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور تم سب سے زیادہ متقی ہوں لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں لہٰذا جو شخص میری سنت سے بے رغبتی کرے وہ مجھ سے نہیں (یعنی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں)۔

ان تین آدمیوں نے جن کاموں کا ارادہ کیا وہ کام یقیناً نیک تھے اور خلوص نیت پر مبنی تھے، اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خفگی کا اظہار فرمایا اور سنت سے زائد کام کرنے سے روک دیا بلکہ سنت سے زیادہ کام کرنے والے سے اپنی بے تعلقی اور بیزاری کا اظہار فرمایا۔ اس حدیث سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ کتنا ہی نیک کام کیوں نہ ہو اگر وہ سنت سے زائد ہو تو مردود ہے، اس کے کرنے سے ثواب حاصل نہ ہو گا بلکہ نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق ہو گا۔

بدعت کفر ہے

مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ متقی تھے لہٰذا جو کچھ آپ نے کیا وہ تقوی کی انتہائی منزل اور آخری حد ہے۔ اس کے آگے ضلالت و گمراہی کے حدود شروع ہو جاتے ہیں، لہٰذا جو شخص سنت سے زائد کام کرتا ہے وہ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ متقی بننا چاہتا ہے ایسا شخص یقیناً کافر ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ سنت سے زائد جتنے نیک کام ہیں وہ بدعت ہیں۔ ان کا کرنا کفر کی ایک قسم ہے۔ سورۂ حدید کی آیت زیر تفسیر اور احادیث مذکورہ بالا سے نتیجہ یہ نکلا کہ بدعت اس نیک کام کو کہتے ہیں جو حدود شرعیہ اور طریقہ مسنونہ سے آگے بڑھ جائے۔ اگرچہ سنت سے کم کرنا گناہ ہے لیکن سنت سے زیادہ کرنا نہ صرف گناہ ہے بلکہ بدعت ہے اور یہ ترک سنت سے زیادہ ہلاکت خیز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب تخفیف الصلوٰۃ والخطبۃ جزء اول ص۲۲۴) — ہر بدعت گمراہی ہے۔

وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ (نسائی کتاب العیدین باب کیف الخطبۃ جزء اول ص۱۷۹ وسندہٗ صحیح) — ہر گمراہی دوزخ میں لے (جانے والی) ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

إِنَّ شَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ) — بے شک تمام اعمال میں سب سے بدتر عمل بدعات ہیں۔

سب سے بدتر کام تو کفر اور شرک کے کام ہیں لہٰذا بدعت کفر اور شرک سے کسی طرح کم نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (المآئدۃ-۳) — آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔

جب دین کامل ہو گیا تو پھر اس میں کوئی چیز شامل نہیں ہو سکتی۔ دین میں نئی چیز شامل کرنے کے معنی یہ ہیں کہ دین کو ناقص مانا جائے اور یہ عقیدہ کفر ہے جو لوگ دین میں نئی نئی باتیں نکال رہے ہیں یا نئی نئی باتوں پر عمل کر رہے ہیں۔ وہ دین کو ناقص ماننے کا اقرار کریں یا نہ کریں عملاً وہ دین کو ناقص ہی ثابت کر رہے ہیں۔ ان کا بدعت پر عمل کرنا کفر عملی ہے۔

بدعت شرک ہے

دین اسلام، اللہ کا دین ہے۔ اس دین کی تمام جزئیات اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:-

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ (شوریٰ-۱۳) — اللہ نے تمہارے لئے دین کا واضح راستہ مقرر کیا۔

دین میں کمی بیشی کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ بدعت کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین میں شامل نہیں ہوتی بلکہ بعد میں بڑھائی جاتی ہے لہٰذا یہ دین میں اضافہ کے مترادف ہے اور کیونکہ دین میں اضافہ کرنا صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے لہٰذا جو لوگ کسی بدعت کا اضافہ کرتے ہیں وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے منصب پر پہنچا دیتے ہیں، وہ شرک فی الدین یا شرک فی التشریع کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو لوگ اس بدعت پر عمل کرتے ہیں وہ گویا اس بدعت کے نکالنے والے کو دین سازی میں اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھتے ہیں۔ اس طرح وہ ایک الٰہ نہیں بلکہ کئی الٰہ مانتے ہیں۔ کتنا بڑا شرک ہے جو یہ لوگ کر رہے ہیں لیکن انہیں اس کا شعور نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ — کیا انہوں نے (اللہ کے) شریک بنا رکھے ہیں جو ان

مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ۔ (الشوریٰ)
کے لئے دین سازی کرتے رہتے ہیں حالانکہ اللہ نے اس کی اجازت نہیں دی۔

آیت بالا سے ثابت ہوا کہ دین سازی شرک ہے۔ دین سازی خالص اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

أَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ۔ (زمر ۳)
اللہ کا تو دین خالص ہے۔

بدعتی کی بدبختی

قیامت کے دن حوض کوثر سے بعض لوگوں کو دور کر دیا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرمائیں گے کہ ان کو کس جرم میں دور کیا جا رہا ہے ! اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملے گا :۔

إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ۔
آپ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے آپ کے بعد کیسی کیسی بدعتیں کی تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے سُحْقًا (یہ لوگ مجھ سے) دور ہو جائیں۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب فی الحوض جزء ۸ صفحہ ۱۵۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں، اپنی امت کے گناہگاروں پر بہت مہربان ہیں، لیکن باوجود اس کے آپ بدعتیوں سے بیزار ہیں۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے ؟ اس سوال کا جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں سنئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ (صحیح بخاری کتاب الرقاق جزء ۸ صفحہ ۱۵۰)
یہ دوری اس کے لئے ہوگی جس نے میرے بعد دین کو بدل دیا تھا۔

بدعت سے دین بدل جاتا ہے، سنت اٹھ جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدعتی سے بیزار ہوں گے۔

بدعت میں خیر نہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ۔ (المآئدۃ ۔ ۳)
میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔

جب نعمت پوری ہو گئی تو اب وہ کونسی نعمت رہ گئی جس کو تلاش کیا جائے۔ اگر بدعتیں نعمت ہوتیں تو ضرور اللہ تعالیٰ ان کو پہلے اپنے دین میں شامل کر کے پھر دین کو کامل کرتا، لیکن ایسا نہیں ہوا تو پھر یہ بدعتیں جو مسلمانوں نے نکال رکھی ہیں نعمت نہیں ہیں بلکہ لعنت ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ اٰوٰی مُحْدِثًا (صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب تحریم الذبح لغیر اللہ تعالیٰ ولعن فاعلہ جزء ۲ ص ۱۸۶)

اللہ کی لعنت ہے اس شخص پر جو کسی بدعتی کو جگہ دے۔

جب بدعتی کو جگہ دینے والے پر اللہ کی لعنت ہے تو پھر بدعتی پر کس قدر لعنت ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّہٗ لَمْ یَکُنْ نَبِیٌّ قَبْلِیْ اِلَّا کَانَ حَقًّا عَلَیْہِ اَنْ یَّدُلَّ اُمَّتَہٗ عَلٰی خَیْرِ مَا یَعْلَمُہٗ لَھُمْ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بالوفاء ببیعۃ الخلفاء الاول فالاول ۲/۱۳۲)

مجھ سے پہلے جتنے بھی رسول آئے ان میں سے ہر ایک پر فرض تھا کہ امت کے لئے جو خیر کی بات اسے معلوم ہے وہ امت کو بتا دے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خیر کی جتنی باتیں تھیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیں، اب کوئی خیر نہیں جس کو خیر سمجھ کر ایجاد کیا جائے۔

بدعتی بے ایمان ہوتا ہے، مؤمنین کا اس سے کیا سلوک ہونا چاہیئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ نَبِیٍّ بَعَثَہُ اللّٰہُ فِیْ اُمَّۃٍ قَبْلِیْ اِلَّا کَانَ لَہٗ فِیْ اُمَّتِہٖ حَوَارِیُّوْنَ وَاَصْحَابٌ یَّاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِہٖ وَیَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِہٖ ثُمَّ اِنَّھَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِھِمْ خُلُوْفٌ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا لَا یُؤْمَرُوْنَ۔

مجھ سے پہلے جو نبی بھی اللہ نے کسی امت میں مبعوث فرمایا اس امت میں اس کے مددگار اور اصحاب ہوا کرتے تھے جو اس کی سنت پر عمل کرتے تھے اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ ان کے بعد ایسے ناخلف لوگ پیدا ہوتے تھے جو ایسی باتیں کہتے تھے جن پر عمل نہیں کرتے تھے اور جو عمل کرتے تھے ان کے کرنے کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان ناخلف لوگوں کی دو خصوصیات تھیں۔

(۱) ان کے قول و فعل میں تضاد تھا، جیسے آج کل کے لوگ کہ اپنے مسلم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اسلام پر عمل نہیں کرتے، اپنے فرقہ وارانہ خود ساختہ مذاہب پر عمل کرتے ہیں۔

(۲) ایسے عمل کرتے تھے جن کا حکم نہیں دیا گیا تھا یعنی جو عمل وہ کرتے تھے ان کے دین میں اُن کا کوئی ذکر نہیں تھا، دوسرے لفظوں میں یہ کہنا چاہیئے کہ وہ بدعتیں کرتے تھے۔ مختصر یہ کہ سنت کا ترک اور بدعت پر عمل ان کا شیوہ تھا۔

ایسے لوگوں سے ایمان والوں کو کس قسم کا سلوک رکھنا چاہئے اس کی وضاحت کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا الفاظ کے آگے فرمایا:۔

فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْإِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان جزء اول ص ۳۹)

جو شخص ایسے لوگوں سے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مؤمن ہے، جو زبان سے جہاد کرے وہ بھی مؤمن ہے اور جو قلب سے جہاد کرے وہ بھی مؤمن ہے اور اس کے بعد تو رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان باقی نہیں رہتا۔

یہ حدیث اپنے مطلب میں بالکل واضح ہے۔ حدیث سے ثابت ہوا کہ جو شخص بدعتی کے خلاف قلب سے بھی جہاد نہ کرے وہ مؤمن نہیں۔ یعنی جو بدعتی کو یا بدعت کو دل میں بھی برا نہ سمجھے وہ بالکل بے ایمان ہے، سوچئے جو شخص بدعت تو نہیں کرتا لیکن بدعتی یا بدعت کو برا بھی نہیں سمجھتا وہ بے ایمان ہے تو بتائیے کہ جو شخص بدعت کو اچھا سمجھتا ہے اور اس کو کرتا بھی ہے وہ کتنا بڑا بے ایمان ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدعت کو بُرا نہ سمجھنا کفر ہے تو پھر اس کو اچھا سمجھنا کیسے کفر نہ ہوگا۔ حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مؤمنین کو بدعتیوں سے جہاد کرنا چاہئے نہ یہ کہ ان کا ہم نوالہ و ہم پیالہ بن جائیں اور ان کو اپنا امام بنا لیں۔

عمل

اسلام اس دین کا نام ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت تھا۔ جو چیز بعد میں نکلی وہ بدعت ہے۔ اسلام قرآن مجید اور احادیث کے اندر محفوظ ہے۔ قرآن مجید اور احادیث کے باہر اسلام نہیں ملے گا۔

اے لوگو، اس خالص اسلام کو مانیئے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس امت کو چھوڑ کر دنیا سے تشریف لے گئے تھے۔ اس میں کسی کے قول و فعل فتوے اور رائے کو شامل نہ کیجئے، اللہ کے دین کو خالص رکھیئے، اس میں کسی قسم کی آمیزش نہ کیجئے، اتفاق و اتحاد کی یہی صورت ہے اور بس۔ نجات کا دارومدار بھی صرف قرآن مجید اور احادیث کی اتباع پر ہے۔ سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیجئے اور ایک ہو جائیے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱتَّقُوا ٱللَّهَ
وَءَامِنُوا بِرَسُولِهِۦ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ
مِن رَّحْمَتِهِۦ وَيَجْعَل لَّكُمْ
نُورًا تَمْشُونَ بِهِۦ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ
وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۲۸﴾ لِّئَلَّا يَعْلَمَ
أَهْلُ ٱلْكِتَٰبِ أَلَّا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ
شَىْءٍ مِّن فَضْلِ ٱللَّهِ ۙ وَأَنَّ
ٱلْفَضْلَ بِيَدِ ٱللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن
يَشَآءُ ۚ وَٱللَّهُ ذُو ٱلْفَضْلِ ٱلْعَظِيمِ ﴿۲۹﴾

ترجمہ اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، وہ تمہیں اپنی رحمت سے دوگنا اجر دے گا اور تمہارے لئے ایسا نور پیدا کر دے گا کہ اس (کی روشنی) میں تم چلو گے (اور منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے) اور تمہاری مغفرت فرمائیگا اور اللہ (تو) بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (۲۸) (یہ باتیں اس لئے بیان کی جارہی ہیں) تاکہ اہل کتاب کو معلوم ہو جائے کہ انہیں اللہ کے فضل (دین) سے کسی بھی چیز پر کوئی قدرت حاصل نہیں ہے اور یہ کہ فضل تو بس اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ جس کو چاہتا ہے عطاء فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (۲۹)

معانی و مصادر (کِفْلَیْنِ) کَفَلَ، یَکْفُلُ، کَفْلٌ و کَفَالَۃٌ (ن) کفالت کرنا (کِفْلٌ۔ کَفَالَۃٌ = نصیب، مثیل، گنا)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِہٖ) اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر (سچے دل سے) ایمان لاؤ (پھر کسی دوسری طرف نہ دیکھو اور نہ کوئی نئی بات نکالو جو حکم رسول دیں اس کی تعمیل کرو اور جس بات سے روکیں اس سے رک جاؤ)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ ، اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝

(الحشر۔ ۷)

(اے ایمان والو) جو کچھ رسول نے تمہیں دیا اسے لے لو اور جس چیز سے (رسول نے) روک دیا (اس سے) رک جاؤ اور (اے ایمان والو) اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ (بہت) سخت عذاب دینے والا ہے۔

آگے فرمایا (یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِہٖ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِہٖ وَیَغْفِرْ لَکُمْ، وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ) اللہ تمہیں اپنی رحمت سے دوگنا (اجر) دیگا اور تمہارے لئے ایسا نور پیدا کردیگا کہ اس (کی روشنی) میں تم چلو گے (اور منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے) اور (اللہ) تمہاری مغفرت فرمائے گا اور اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

نور سے مراد نور ہدایت بھی ہو سکتا ہے جس کی روشنی میں ایک مسلم چل کر منزل مقصود پر پہنچ جاتا ہے اور نجات حاصل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ ۔

(الزمر۔ ۲۲)

کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو پھر وہ اپنے رب کی طرف سے نور (ہدایت) پر (قائم) ہو (اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو اللہ کی نصیحت سے بے بہرہ ہو)

ہر گز نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

(الانعام ۔ ۱۲۲)

(اے رسول، ان کافروں سے پوچھئے بتاؤ) کیا وہ شخص جو مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کر دیا، پھر ہم نے اسے نور عطاء فرمایا جس کی روشنی میں وہ شخص لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہے، اس جیسا ہو سکتا ہے جو تاریکیوں میں گھرا ہوا ہو پھر ان میں سے نکل نہ سکتا ہو (ہر گز نہیں، کافر اس بات کو تسلیم نہیں کرتے اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ) جو عمل یہ کافر کر رہے ہیں ان اعمال کو ان کے لئے مزین کر دیا گیا ہے (وہ اعمال ان کو برے ہی نہیں معلوم ہوتے تو چھوڑیں گے کیسے)۔

نور سے مراد وہ نور بھی ہو سکتا ہے جس کی روشنی میں ایمان والے قیامت کے دن چلیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(التحریم ۔ ۸)

اے ایمان والو، اللہ سے خالص دل سے توبہ کرو، ہو سکتا ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیوں کو دور کر دے اور تم کو ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ اس دن اللہ نبی کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے کبھی رسوا نہیں کرے گا، ان کا نور ان کے آگے آگے اور ان کی داہنی طرف (ان کے ساتھ ساتھ) چل رہا ہوگا (اور) وہ (اس طرح) دعاء کر رہے ہوں گے: اے ہمارے رب، ہمارے لئے ہمارے نور کو کامل کر دے اور ہماری مغفرت فرما، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ

اس دن (اے رسول) آپ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے آگے

اَلْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ، ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ، فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ، بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَ ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ○

(الحدید - ۱۲ و ۱۳)

اور ان کی داہنی طرف چل رہا ہوگا (ان سے کہا جائیگا) آج تمہارے لئے (ایسی) جنتوں کی خوشخبری ہے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، ان میں تم ہمیشہ رہوگے (اور) یہ بڑی کامیابی ہے۔ اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے (ذرا کچھ دیر) ہمارا انتظار کرو تاکہ تمہارے نور سے ہم بھی کچھ روشنی حاصل کرلیں۔ (اس کے جواب میں ان سے) کہا جائے گا، اپنے پیچھے لوٹ جاؤ اور (وہاں) روشنی تلاش کرو، پھر ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کردی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا اس کے اندر کی طرف رحمت (رہی رحمت) ہوگی اور اس کے باہر کی طرف عذاب (رہی عذاب) ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ، لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ، وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ○

(الحدید - ۱۹)

اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہی لوگ ان کے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔ ان کے لئے ان کا اجر بھی ہے اور ان کا نور بھی اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہی لوگ دوزخی ہیں۔

آگے فرمایا لِئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ (یہ باتیں اس لئے بیان کی جارہی ہیں) تاکہ اہل کتاب کو معلوم ہوجائے کہ انہیں اللہ کے فضل (میں) سے کسی بھی چیز پر کوئی قدرت حاصل نہیں ہے (وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ، وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ) اور (انہیں یہ بھی معلوم ہوجائے) کہ فضل تو (بس) اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ جس کو چاہتا ہے عطاء فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اہل کتاب کا دعویٰ تھا کہ خیر تو بس ان کا حق ہے اور آخرت بھی خالص ان کے لئے ہے۔ اللہ تعالےٰ نے نور اور دو گنے اجر کی خوشخبری سنا کر اہل کتاب کے دعوے کی تردید فرمائی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ

(اے ایمان والو) اہل کتاب میں سے جو لوگ

وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ
مِّنْ رَّبِّكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ
يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○
(البقرۃ- ۱۰۵)

کافر ہیں وہ نہیں چاہتے کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے کوئی خیر نازل ہو اور نہ مشرکین چاہتے ہیں حالانکہ اللہ اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے خاص کر دیتا ہے (اس کی رحمت پر کسی کی اجارہ داری نہیں، جو قوم بھی مستحق ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل سے نوازتا ہے) اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ
بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ
مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا
حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۭ
وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ
عِنْدَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○
وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا
اَوْ نَصٰرٰى ۭ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ
لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○
(البقرۃ- ۱۰۹ تا ۱۱۲)

بہت سے اہل کتاب حق ظاہر ہو جانے کے بعد بھی محض اپنے قلبی حسد کی بناء پر یہ چاہتے ہیں کہ کاش وہ تم کو تمہارے ایمان لانے کے بعد کافر بنا دیں (تو اے ایمان والو، تم ان کی اس بات پر صبر کرو) ان کو معاف کرتے رہو، درگذر کرتے رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا کوئی (اور) حکم صادر فرمائے، بے شک (اللہ اگر چاہے تو ان کو نیست و نابود کر سکتا ہے، کیونکہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور (اے ایمان والو) نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور (اس بات پر یقین رکھو کہ جو بھلائی تم اپنے لئے (اپنی موت سے) پہلے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے ہاں موجود پاؤ گے، بے شک اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو (وہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے) اہل کتاب کہتے ہیں کہ جنت میں یہودیوں یا عیسائیوں کے علاوہ ہرگز کوئی داخل نہیں ہوگا، یہ ان کی خوش فہمیاں ہیں۔ (اے رسول) آپ (ان سے) کہئے کہ اگر تم (اس دعوٰی میں) سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کرو (اور اے رسول ان کی یہ خوش فہمی صحیح نہیں) بلکہ جو شخص اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دے اور نیکی کرتا رہے تو (بس) اس کے لئے اس کے رب

کے ہاں اس (کے اعمال) کا اجر (و ثواب) ہے اور ایسے لوگوں کو (قیامت کے دن) نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ کوئی غم۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○

(البقرۃ - ۹۴)

(اے رسول، آپ اہل کتاب سے کہہ دیں کہ اگر اللہ کے نزدیک دار آخرت تمام لوگوں کو چھوڑ کر خالص تمہارے لئے مخصوص ہے اور اگر تم اس دعویٰ میں واقعی سچے ہو تو پھر موت کی تمنا کرو (تاکہ دنیوی تکالیف سے نجات پا کر ابدی راحت کا لطف اٹھاؤ)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ، بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ○ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ، وَ كَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا ○

(النساء - ۴۹، ۵۰)

(اور اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے کو (بہت) مقدس سمجھتے ہیں حالانکہ یہ تو اللہ (کا کام) ہے کہ جس کو چاہے مقدس بنائے (انہیں اس فخر و گھمنڈ کی ضرور سزا ملے گی) لیکن ان پر کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی ظلم نہیں ہو گا (یعنی جرم کی مناسبت سے سزا ملے گی، کسی پر زیادتی نہیں ہو گی)، (اے رسول) دیکھئے یہ لوگ کس طرح اللہ پر جھوٹ افتراء کرتے رہتے ہیں اور یہ ایسا کھلا گناہ ہے کہ ان (کی شامت) کے لئے یہی کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَیْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ، وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ، فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَ

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے، اے اہل کتاب تم اس وقت تک سیدھے راستہ پر قائم نہیں ہو سکتے جب تک تم توریت کو، انجیل کو اور جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے (اب) تم پر نازل کیا گیا ہے اس کو قائم نہیں کرو اور (اے رسول) جو کتاب آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل کی گئی ہے

الصَّابِئُونَ وَالنَّصٰرٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

(المائدۃ - ۶۸، ۶۹)

اس سے ان میں سے بہت سے لوگوں کی سرکشی اور کفر میں اور اضافہ ہوگا تو (اے رسول) آپ ان کافر لوگوں پر کسی قسم کا افسوس نہ کریں۔ جو لوگ ایمان لے آئے ہیں، جو یہودی ہیں، جو صابیٔ ہیں اور جو عیسائی ہیں (ان میں سے) جو شخص بھی اللہ پر اور قیامت پر ایمان لائے اور نیک عمل کرتا رہے تو ایسے لوگوں کو (قیامت کے دن) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے مختلف مقامات پر اہل کتاب کے اس دعویٰ کی کہ اللہ تعالے کے فضل کے صرف وہ حق دار ہیں تردید فرمائی اور ایمان والوں کو طرح طرح کی بشارتیں سُنائیں۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہئیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صحیح معنوں میں ایمان لائیے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۂ مجادلہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام کے ساتھ جو بہت مہربان، بہت رحم کرنے والے

قَدۡ سَمِعَ اللّٰہُ قَوۡلَ الَّتِیۡ تُجَادِلُکَ
فِیۡ زَوۡجِہَا وَ تَشۡتَکِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ ٭
وَ اللّٰہُ یَسۡمَعُ تَحَاوُرَکُمَا ؕ اِنَّ
اللّٰہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ ﴿۱﴾ اَلَّذِیۡنَ
یُظٰہِرُوۡنَ مِنۡکُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِہِمۡ
مَّا ہُنَّ اُمَّہٰتِہِمۡ ؕ اِنۡ اُمَّہٰتُہُمۡ

اِلَّا الّٰٓـئِیْ وَلَدْنَهُمْ، وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ

مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا،

وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۲﴾ وَالَّذِيْنَ

يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ

يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا، ذٰلِكُمْ

تُوْعَظُوْنَ بِهٖ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

خَبِيْرٌ ﴿۳﴾ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ

شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ

اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ
فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۚ ذٰلِكَ
لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَتِلْكَ
حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَلِلْكٰفِرِيْنَ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ④

ترجمہ (اے رسول) اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے بارے میں آپ سے جھگڑ رہی تھی (کہ اس کے معاملہ میں کچھ رعایت کی جائے) اور وہ اللہ سے فریاد کر رہی تھی، اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا، بے شک اللہ سننے والا، دیکھنے والا ہے ① (اے ایمان والو) تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہہ دیتے ہیں، (ان کے اس کہنے سے) وہ ان کی مائیں نہیں بن جاتیں، مائیں تو ان کی وہی ہیں جنھوں نے ان کو جنا، البتہ وہ ایک (بہت) بری اور جھوٹی بات منہ سے نکالتے ہیں، بے شک اللہ بہت معاف کرنے والا اور بہت بخشنے والا ہے ② اور (اے ایمان والو) جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہہ بیٹھیں پھر (اگر) وہ اپنے (اس) قول سے رجوع کریں تو (ان کو اپنی بیویوں کو) ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا (ضروری) ہے، (اے ایمان والو) تم کو اس (قرآن) کے ذریعہ نصیحت کی جارہی ہے (تم کو چاہیئے کہ اس نصیحت پر عمل کرو اور یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ) جو کچھ تم کررہے ہو اللہ اس سے باخبر ہے ③ جس شخص کو (غلام) میسر نہ ہو تو (اسے چاہیئے کہ بیوی کو) ہاتھ لگانے سے پہلے متواتر دو مہینے کے روزے رکھے، پھر جس شخص کو (روزے رکھنے کی) استطاعت نہ ہو تو اسے چاہیئے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، (اے ایمان والو) یہ (حکم) اس لئے (دیا گیا) ہے تاکہ (اس پر عمل کرکے تم

صحیح معنوں میں) اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ، یہ اللہ کی حدیں ہیں (ان پر سختی سے عمل کرو) اور (اسے اچھی طرح سن لو کہ) جو لوگ (ہماری حدوں) کا انکار کریں گے ان کے لئے دردناک عذاب (تیار) ہے (۴)

معانی و مصادر

(تَحَاوُرُ) تَحَاوَرَ، یَتَحَاوَرُ، تَحَاوُرٌ (باب تفاعل) باہم گفتگو کرنا (تَحَاوُرٌ، گفتگو)۔

(یُظٰهِرُوْنَ) ظَاهَرَ، یُظَاهِرُ، مُظَاهَرَةٌ و ظِهَارٌ (باب مفاعلہ) ظہار کرنا، اپنی بیوی کو اپنی ماں کی پیٹھ کے مثل قرار دینا، باہم ایک دوسرے کی مدد کرنا۔

(وَلَدْنَ) وَلَدَ، یَلِدُ، لِدَةٌ و وِلَادَةٌ و وِلَادٌ و اِلَادَةٌ و مَوْلِدٌ (ض) جننا۔

(زُوْرٌ) زُوْرٌ، جھوٹ۔

(یَتَمَآسَّا) تَمَآسَّ، یَتَمَآسُّ، تَمَآسٌّ (باب تفاعل) کئی آدمیوں کا ایک دوسرے کو چھونا۔

(مُتَتَابِعَیْنِ) تَتَابَعَ، یَتَتَابَعُ، تَتَابُعٌ (باب تفاعل) کئی آدمیوں کا ایک دوسرے کے پیچھے آنا۔

شانِ نزول

حضرت خولہ بنت ثعلبہؓ فرماتی ہیں:۔

وَاللهِ فِیَّ وَفِیْ اَوْسِ بْنِ الصَّامِتِ اَنْزَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ صَدْرَ سُوْرَةِ الْمُجَادَلَةِ قَالَتْ كُنْتُ عِنْدَهُ وَكَانَ شَیْخًا كَبِیْرًا قَدْ سَاءَ خُلُقُهُ وَضَجِرَ قَالَتْ فَدَخَلَ عَلَیَّ یَوْمًا فَرَاجَعْتُهُ بِشَیْءٍ فَغَضِبَ فَقَالَ اَنْتِ عَلَیَّ كَظَهْرِ اُمِّیْ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجَ فَجَلَسَ فِیْ نَادِیْ قَوْمِهِ سَاعَةً ثُمَّ دَخَلَ عَلَیَّ فَاِذَا هُوَ یُرِیْدُنِیْ عَلٰی نَفْسِیْ قَالَتْ فَقُلْتُ كَلَّا وَالَّذِیْ نَفْسُ خُوَیْلَةَ بِیَدِهٖ لَا تَخْلُصُ اِلَیَّ وَقَدْ قُلْتَ مَا قُلْتَ حَتّٰی یَحْكُمَ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ فِیْنَا بِحُكْمِهٖ قَالَتْ فَوَاثَبَنِیْ وَامْتَنَعْتُ مِنْهُ فَغَلَبْتُهٗ بِمَا تَغْلِبُ بِهِ الْمَرْاَةُ الشَّیْخَ الضَّعِیْفَ فَاَلْقَیْتُهٗ عَنِّیْ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجْتُ اِلٰی بَعْضِ جَارَاتِیْ فَاسْتَعَرْتُ مِنْهَا ثِیَابَهَا ثُمَّ خَرَجْتُ حَتّٰی جِئْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

اللہ کی قسم میرے اور اوس بن الصامت کے سلسلہ میں اللہ عزوجل نے سورۂ مجادلہ کی ابتدائی آیات نازل فرمائیں۔ میں اس کی بیوی تھی اور وہ بہت بوڑھا تھا۔ اس کا مزاج خراب ہو گیا تھا اور وہ صدمہ سے دوچار تھا۔ ایک دن وہ میرے پاس آیا۔ میں نے اس کو (سخت) جواب دیا۔ وہ غضب ناک ہو گیا۔ اس نے کہا تو میری ماں کی پیٹھ جیسی ہے۔ پھر وہ باہر چلا گیا اور کچھ دیر اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھا رہا پھر میرے پاس آیا اور مجھ سے صحبت کرنے کا ارادہ کیا۔ میں نے کہا ہرگز نہیں قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں خولہ کی جان ہے تم مجھ سے صحبت نہیں کر سکتے حالانکہ تم کہہ چکے ہو جو کہہ چکے ہو یہاں تک کہ اللہ اور اس کا رسول ہمارے معاملہ میں فیصلہ (نہ) فرما دیں پھر وہ مجھ پر جھپٹا، میں اس سے (اپنے کو) بچاتی رہی اور اس طرح اس پر غالب

فَجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَذَكَرْتُ مَا لَقِيتُ
مِنْهُ فَجَعَلْتُ أَشْكُو إِلَيْهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَا أَلْقَى مِنْ سُوءِ خُلُقِهِ قَالَتْ
فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ يَا خُوَيْلَةُ ابْنُ عَمِّكِ شَيْخٌ كَبِيرٌ
فَاتَّقِي اللهَ فِيهِ قَالَتْ فَوَاللهِ مَا بَرِحْتُ حَتَّى
نَزَلَ فِيَّ الْقُرْآنُ فَتَغَشَّى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ يَتَغَشَّاهُ ثُمَّ سُرِّيَ
عَنْهُ فَقَالَ لِي يَا خُوَيْلَةُ قَدْ أَنْزَلَ اللهُ فِيكِ
وَفِي صَاحِبِكِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيَّ قَدْ سَمِعَ اللهُ
قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللهِ
وَاللهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللهَ سَمِيعٌ
بَصِيرٌ إِلَى قَوْلِهِ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ
فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ مُرِيهِ فَلْيُعْتِقْ رَقَبَةً
قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ مَا عِنْدَهُ مَا
يُعْتِقُ قَالَ فَلْيَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ
قَالَتْ فَقُلْتُ وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّهُ
شَيْخٌ كَبِيرٌ مَا بِهِ مِنْ صِيَامٍ قَالَ فَلْيُطْعِمْ
سِتِّينَ مِسْكِينًا وَسْقًا مِنْ تَمْرٍ قَالَتْ قُلْتُ
وَاللهِ يَا رَسُولَ اللهِ مَا ذَاكَ عِنْدَهُ
قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَإِنَّا سَنُعِينُهُ بِعَرَقٍ مِنْ تَمْرٍ
قَالَتْ فَقُلْتُ وَأَنَا يَا رَسُولَ اللهِ سَأُعِينُهُ
بِعَرَقٍ آخَرَ قَالَ قَدْ أَصَبْتِ وَأَحْسَنْتِ
فَاذْهَبِي فَتَصَدَّقِي عَنْهُ ثُمَّ اسْتَوْصِي
بِابْنِ عَمِّكِ خَيْرًا قَالَتْ فَفَعَلْتُ۔
(مسند امام احمد کتاب الظہار باب ما
جاء فی لفظہ وسببہ بلوغ جزء ۱۷ ص۳ وسندہ صحیح)

رہی جس طرح کوئی عورت بوڑھے مرد پر غالب
آتی ہے۔ میں نے اسے اپنے اوپر سے ہٹا دیا۔
پھر میں اپنی ایک پڑوسن کے پاس گئی میں نے
اس کے کپڑے عاریۃً لئے۔ پھر میں نکلی یہاں تک
کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچی۔
میں آپ کے سامنے بیٹھ گئی۔ میں نے آپ سے
سارا ماجرا بیان کیا۔ میں آپ سے اس کی بدخلقی
کی شکایت کرتی رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرمانے لگے:۔ اے خویلہ! تمہارے چچازاد
بھائی بہت بوڑھے ہیں لہٰذا ان کے معاملہ میں
اللہ سے ڈرو۔ اللہ کی قسم میں وہاں سے نہ ٹلی
یہاں تک کہ میرے معاملہ میں قرآن (مجید)
نازل ہوا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس
چیز نے ڈھانک لیا جو (نزول وحی کے موقع پر)
آپ کو ڈھانک لیا کرتی تھی۔ پھر وہ کیفیت جاتی
رہی تو آپ نے فرمایا اے خویلہ تمہارے اور تمہارے
شوہر کے سلسلہ میں اللہ نے (وحی نازل فرمائی ہے)
پھر آپ نے میرے سامنے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں
(قَدْ سَمِعَ اللهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي
زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللهِ وَاللهُ يَسْمَعُ
تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ...... وَ
لِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ تک) پھر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا انہیں حکم
دو کہ وہ ایک غلام آزاد کریں۔ میں نے کہا :
اے اللہ کے رسول، ان کے پاس (غلام ہی)
نہیں جس کو وہ آزاد کریں۔ آپ نے فرمایا تو وہ
دو مہینہ کے متواتر روزے رکھیں۔ میں نے کہا۔
اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول، وہ بہت

بوڑھے ہیں، وہ روزے نہیں رکھ سکتے۔ آپ نے فرمایا تو پھر وہ ساٹھ مسکینوں کو ساٹھ وسق کھجور کھلائیں۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم، اے اللہ کے رسول (اتنے کھجور) ان کے پاس نہیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم ایک عرق کھجور سے ان کی مدد کریں گے میں نے کہا: اے اللہ کے رسول میں بھی ایک عرق سے ان کی مدد کروں گی۔ آپ نے فرمایا: تم نے ٹھیک کہا اور اچھا کیا۔ اب تم جاؤ اور ان کی طرف سے (یہ کھجور) صدقہ کردو اور اپنے چچازاد بھائی سے اچھا سلوک کرتی رہو۔ الغرض میں نے ایسا ہی کیا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ) اے رسول، اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے بارے میں آپ سے جھگڑ رہی تھی (وہ چاہتی تھی کہ اس کے معاملہ میں کوئی رعایت کی جائے۔ طلاق نافذ نہ کی جائے)۔ اور وہ اللہ سے فریاد کر رہی تھی۔ اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا بے شک اللہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ۝

(طٰہٰ - ۷)

اور (اے رسول) آپ بلند آواز سے بات کریں (تو اسے بھی وہ سنتا ہے اور آہستہ آواز سے بات کریں تو اسے بھی وہ سنتا ہے) کیوں کہ وہ تو (دلوں کے) بھید اور پوشیدہ سے پوشیدہ چیز کو بھی جانتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَسِعَ سَمْعُهُ الْاَصْوَاتَ لَقَدْ جَآءَتْ خَوْلَةُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُوْ زَوْجَهَا فَكَانَ يَخْفٰى عَلَيَّ كَلَامُهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ

ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے جس کی سماعت تمام آوازوں پر محیط ہے۔ خولہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ وہ اپنے شوہر کی شکایت کر رہی تھیں۔ ان کی آواز مجھے نہیں سنائی دے رہی تھی (لیکن) اللہ عزوجل نے (سن لی اور یہ

زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا الْاٰيَة (نسائی کتاب الطلاق باب الظہار جزء ۲ ص ۹۰۔ سندہ صحیح۔ صحیح نسائی جزء ۲ ص ۷۳)

آیات) نازل فرمائیں: اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو (اے رسول) آپ سے اپنے شوہر کے معاملہ میں جھگڑ رہی تھی اور اللہ سے فریاد کر رہی تھی۔ اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔

آگے فرمایا (اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ) (اے ایمان والو) تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہہ دیتے ہیں (ان کے اس کہنے سے) وہ ان کی مائیں نہیں بن جاتیں۔ (اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ) مائیں تو ان کی وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا (وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا، وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ) البتہ وہ ایک (بہت) بری اور جھوٹی بات منہ سے نکالتے ہیں۔ بے شک اللہ بہت معاف کرنے والا اور بہت بخشنے والا ہے (وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا) (اور اے ایمان والو) جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہہ بیٹھیں پھر (اگر) وہ اپنے (اس) قول سے رجوع کریں تو (ان کو اپنی بیویوں کو) ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا (ضروری) ہے (ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ) (اے ایمان والو) تم کو اس (قرآن مجید) کے ذریعہ نصیحت کی جا رہی ہے (تم کو چاہیئے کہ اس نصیحت پر عمل کرو اور یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ) جو کام تم کر رہے ہو اللہ اس سے باخبر ہے (فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا) جس شخص کو غلام میسر نہ ہو تو وہ بیوی کو ہاتھ لگانے سے پہلے متواتر دو مہینے کے روزے رکھے (فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا) پھر جس شخص کو (روزے رکھنے کی) استطاعت نہ ہو تو اسے چاہیئے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے (ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ، وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ) (اے ایمان والو) یہ (حکم) اس لئے (دیا گیا) ہے تاکہ اس پر عمل کر کے تم صحیح معنوں میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں (ان پر سختی سے عمل کرو) اور (اسے اچھی طرح سن لو کہ) جو لوگ (ہماری حدوں کا) انکار کریں گے ان کے لئے دردناک عذاب (تیار) ہے۔

متواتر روزے رکھنے سے مراد یہ ہے کہ درمیان میں ایک روزہ بھی چھوٹنے نہ پائے۔ پورے دو مہینے کے روزے مسلسل بغیر انقطاع رکھے جائیں۔

مسکین وہ ہے جو غنی نہ ہو اور وہ کسی سے چمٹ کر سوال بھی نہ کرتا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰكِنِ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ

مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کے پاس گھومتا رہتا ہے، ایک لقمہ اور دو لقمے اور ایک کھجور اور دو کھجور اُسے لوٹا دیتے ہیں مسکین

لَا يَجِدُ غِنًى يُّغْنِيهِ وَلَا يُفْطَنُ بِهٖ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ (صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب قول اللہ تعالیٰ لا یسألون الناس الحافا جزء ۲ صفحہ ۱۵۴ و صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب المسکین الذی لا یجد غنی جزء اول صفحہ ۴۱۲ و اللفظ للبخاری)

تو وہ ہے جس کو اتنی دولت نہیں ملتی کہ اُسے بے پرواہ کر دے اور نہ کوئی اس کا حال جانتا ہے کہ اس کو خیرات دے اور نہ وہ کھڑے ہو کر سوال کرتا ہے۔

عَرَق ایک پیمانہ ہے جس میں ۱۵ صاع غلہ آتا ہے۔ کفارہ میں دو عَرَق صاع سے مراد ۳۰ صاع ہوئے۔ ۳۰ صاع ساٹھ مسکینوں کو دینا چاہئے یعنی ہر مسکین کو آدھا صاع دیا جائے۔

حضرت کعب بن عجرہؓ احرام باندھے ہوئے تھے۔ ان کے سر میں جوئیں بہت ہو گئیں لیکن وہ قربانی کرنے سے پہلے سر نہیں منڈا سکتے تھے اور اس تکلیف سے نجات نہیں پا سکتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:۔

مَا كُنْتُ أُرَى أَنَّ الْجَهْدَ قَدْ بَلَغَ بِكَ هٰذَا أَمَا تَجِدُ شَاةً

میں نہیں سمجھتا تھا کہ یہ تکلیف تم کو اس حد تک پہنچ گئی ہے۔ کیا تمہیں بکری میسّر نہیں (کہ بطور کفارہ اُسے ذبح کر دو)؟۔

حضرت کعبؓ نے عرض کیا:۔

لَا

نہیں (مجھے بکری میسّر نہیں ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ وَاحْلِقْ رَأْسَكَ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ البقرۃ جزء ۶ صفحہ ۳۳ و صحیح مسلم کتاب الحج باب جواز حلق الرأس للمحرم اذا کان بہ اذی جزء اول صفحہ ۴۹۶ و اللفظ للبخاری)

(تو پھر) تم تین دن روزہ رکھو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ (یعنی) ہر مسکین کو نصف صاع طعام دو۔ (یہ کفارہ ادا کرنے کے بعد) تم سر منڈا دو۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ طعام مسکین سے نصف صاع طعام یعنی نصف صاع غلہ یا کھجور وغیرہ مراد ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اپنی بیوی کو ماں نہ کہہ دیا کیجئے۔ اگر اتفاق سے ایسا ہو جائے تو بیوی کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کیجئے۔ اگر غلام میسّر نہ ہو تو ۲ مہینے کے متواتر روزے رکھیئے۔ اگر روزوں کی طاقت نہ ہو تو ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلائیے یعنی ساٹھ مسکینوں میں سے ہر ایک کو اس چیز کا جو آپ روزانہ کھاتے ہیں نصف صاع دیجئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی مقررہ حدود سے آگے نہ بڑھیئے، حدود کے اندر رہیئے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُحَآدُّونَ اللَّهَ وَ
رَسُولَهُ كُبِتُوا كَمَا كُبِتَ
الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَقَدْ أَنزَلْنَآ
ءَايَٰتٍ بَيِّنَٰتٍ ، وَلِلْكَٰفِرِينَ عَذَابٌ
مُّهِينٌ ۝٥ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ
جَمِيعًا فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا ،
أَحْصَىٰهُ اللَّهُ وَنَسُوهُ ، وَاللَّهُ
عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدٌ ۝٦

ترجمہ (اور اے لوگو، خبردار ہو جاؤ) جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کر رہے ہیں وہ اسی طرح ذلیل ہوں گے جس طرح ان سے پہلے کے لوگ ذلیل ہوئے۔ ہم نے تو صاف و صریح آیتیں نازل کر دی ہیں (جو ان کا انکار کرے گا تو) انکار کرنے والوں کو ذلّت کا

عذاب ہوگا ⑤ (یہ عذاب اس دن ہوگا) جس دن اللہ ان سب کو (دوبارہ) زندہ کرے گا، پھر انہیں بتائے گا کہ وہ (دنیا میں) کیا کیا کرتے رہے تھے، اللہ نے ان (تمام اعمال) کو گن رکھا ہے (اگرچہ) یہ اس کو بھول گئے ہوں گے اور اللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے ⑥

معانی و مصادر

(یُحَآدُّوْنَ) حَادَّ، یُحَادُّ، مُحَادَّۃٌ (باب مفاعلہ) دشمنی کرنا، غصہ دلانا۔

(کُبِتُوْا) کَبَتَ، یَکْبِتُ، کَبْتٌ (ض) پچھاڑنا، رسوا کرنا، الٹا کر دینا، توڑنا۔

(اَحْصٰی) اَحْصٰی، یُحْصِیْ، اِحْصَاءٌ (باب افعال) گننا، ضبط کرنا، محفوظ کرنا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ کُبِتُوْا کَمَا کُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ) (اور اے لوگو، خبردار ہوجاؤ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کر رہے ہیں وہ اسی طرح ذلیل (وخوار) ہوں گے جیسے ان سے پہلے کے لوگ ذلیل (وخوار) ہوئے۔ ہم نے تو صاف وصریح آیتیں نازل کر دی ہیں (وَلِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ) (جو ان کا انکار کرے گا تو) انکار کرنے والوں کو ذلت کا عذاب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَلَی النَّارِ، اَذْھَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ حَیَاتِکُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِھَا فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْھُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَسْتَکْبِرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَبِمَا کُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ○

(الاحقاف - ۲۰)

اور جس دن کافر دوزخ کے سامنے لائے جائیں گے (تو اس وقت ان سے کہا جائے گا) تم اپنی دنیوی زندگی میں عمدہ عمدہ چیزوں کے مزے اڑا چکے اور ان سے فائدہ حاصل کر چکے اب آج تو تم کو ذلت کا عذاب دیا جائیگا اس لئے کہ تم زمین میں ناحق تکبر کرتے تھے اور نافرمانی کرتے تھے۔

آگے فرمایا (یَوْمَ یَبْعَثُھُمُ اللّٰہُ جَمِیْعًا فَیُنَبِّئُھُمْ بِمَا عَمِلُوْا، اَحْصٰہُ اللّٰہُ وَنَسُوْہُ، وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ) کافروں کو رسوا کرنے والا عذاب اس دن ہوگا جس دن اللہ ان سب کو دوبارہ) زندہ کرے گا پھر انہیں بتائے گا کہ وہ (دنیا میں) کیا کیا کرتے رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان (تمام اعمال) کو گن رکھا ہے (اس کے ہاں ان کے تمام اعمال محفوظ ہیں اگرچہ) یہ اس کو بھول گئے ہوں گے اور اللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِلٰی رَبِّکَ یَوْمَئِذِ نِ الْمُسْتَقَرُّ ○ یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ

اس دن تو (اے رسول) آپ کے رب کے پاس ہی ٹھکانہ ہوگا۔ اس دن انسان

وَاَخَّرَ○ کو بتایا جائے گا کہ اس نے کون کون سے عمل آگے بھیجے تھے اور کون کون سے عمل پیچھے چھوڑ آیا تھا۔

(القیٰمۃ۔ ۱۲و۱۳)

عمل

اے لوگو، اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت نہ کیجئے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِي الْاَرْضِ ، مَا يَكُوْنُ
مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ
وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ
وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ
اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ثُمَّ
يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑦

ترجمہ (اے رسول) کیا آپ کو نہیں معلوم کہ اللہ جانتا ہے (اُن تمام چیزوں کو) جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں۔ جب تین آدمی سرگوشی کرتے ہیں تو ان میں چوتھا اللہ ہوتا ہے اور جب پانچ آدمی سرگوشی کرتے ہیں تو ان میں چھٹا اللہ ہوتا ہے، غرض یہ کہ اس

سے کم ہوں یا اس سے زیادہ اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ کہیں بھی ہوں، پھر قیامت کے دن وہ انہیں بتائے گا کہ وہ (دنیا میں) کیا کیا کرتے رہے تھے بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے (۷)

معانی و مصادر

(نَجْوٰی) نَجَا، یَنْجُوْ، نَجْوٌ (ن) سرگوشی کرنا (نَجْوٰی = سرگوشی، سرگوشی کرنے والے)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ) (اے رسول) کیا آپ کو نہیں معلوم کہ جو (چیزیں) آسمانوں میں ہیں اور جو (چیزیں) زمین میں ہیں اللہ ان سب کو جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُھَآ اِلَّا ھُوَ، وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ، وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعْلَمُھَا وَلَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ○ وَھُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّھَارِ ثُمَّ یَبْعَثُکُمْ فِیْہِ لِیُقْضٰۤی اَجَلٌ مُّسَمًّی ثُمَّ اِلَیْہِ مَرْجِعُکُمْ ثُمَّ یُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

(الانعام ۔ ۵۹، ۶۰)

غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں۔ انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے خشکی اور تری کی تمام چیزوں کا اسے علم ہے، کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اللہ کے علم میں ہوتا ہے، زمین کی تاریکیوں میں ایک دانہ بھی ایسا نہیں اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ایسی ہے جو روشن کتاب میں (لکھی ہوئی نہ ہو)۔ وہی ہے جو رات کے وقت (نیند میں) تمہیں وفات دے دیتا ہے اور جو کچھ تم نے دن کے وقت کیا تھا اسے (اچھی طرح) جانتا ہے، پھر (رات کے بعد) دن کے وقت وہ تم کو (اٹھا کر) کھڑا کر دیتا ہے تاکہ (اسی طرح زندگی کی) مقررہ میعاد پوری ہو جائے۔ پھر تمہیں اسی کی طرف لوٹنا ہے، پھر وہ تمہیں بتائے گا کہ تم (دنیا میں) کیا کیا کرتے رہے تھے۔

آگے فرمایا (مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَۃٍ اِلَّا ھُوَ رَابِعُھُمْ وَلَا خَمْسَۃٍ اِلَّا ھُوَ سَادِسُھُمْ وَلَآ اَدْنٰی مِنْ ذٰلِکَ وَلَآ اَکْثَرَ اِلَّا ھُوَ مَعَھُمْ اَیْنَ مَا کَانُوْا) جب تین آدمی سرگوشی کرتے ہیں تو ان میں چوتھا اللہ ہوتا ہے اور جب پانچ آدمی سرگوشی کرتے ہیں ان میں چھٹا اللہ ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ اس سے کم (آدمی) ہوں یا اس سے زیادہ اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ کہیں بھی ہوں (ثُمَّ یُنَبِّئُھُمْ بِمَا عَمِلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ، اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ) پھر قیامت کے دن وہ انہیں بتائے گا کہ وہ (دنیا میں) کیا کیا کرتے رہے تھے، بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○ هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ، يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا، وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ○

(الحدید - ۳ و ۴)

وہی اول ہے، وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے، وہی پوشیدہ ہے اور وہ ہر چیز سے واقف ہے۔ وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر عرش پر جلوہ افروز ہوا۔ جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے وہ اسے جانتا ہے اور جو چیز اس میں سے نکلتی ہے (اسے بھی جانتا ہے) اور جو چیز آسمان سے نازل ہوتی ہے اور جو چیز آسمان پہ چڑھتی ہے (سب اس کے علم میں ہوتی ہے) اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں بھی تم ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اسے دیکھ رہا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنَّا اِذَا اَشْرَفْنَا عَلٰى وَادٍ هَلَّلْنَا وَكَبَّرْنَا ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّهُ مَعَكُمْ اِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ تَبَارَكَ اسْمُهُ وَتَعَالٰى جَدُّهُ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما یکرہ من رفع الصوت فی التکبیر جزء ۴ ص۶۹ وروی مسلم نحوہ فی کتاب الذکر باب استحباب خفض الصوت بالذکر جزء ۲ ص۲۷۵)

ہم (ایک سفر میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب ہم کسی گھاٹی پر چڑھتے تو لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر (پکار کر) کہتے۔ ہماری آوازیں بلند ہوئیں تو آپ نے فرمایا اے لوگو، اپنی جانوں پر نرمی کرو اس لئے کہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے (تم جس کو پکار رہے ہو) وہ تو تمہارے ساتھ ہے۔ وہ سمیع ہے اور قریب ہے، اس کا نام برکت والا ہے اور اس کی بزرگی بلند و بالا ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ سے ڈریئے، اس کی نافرمانی نہ کیجئے۔ وہ ہر وقت آپ کے ساتھ ہے اور آپ کے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ قیامت کے دن وہ آپ کو ان اعمال کی جزا یا سزا دیگا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى

ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ

بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ

الرَّسُوْلِ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ

بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ وَيَقُوْلُوْنَ

فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا

نَقُوْلُ ، حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ، يَصْلَوْنَهَا

فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٨﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا

بِالۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ وَمَعۡصِیَتِ
الرَّسُوۡلِ وَتَنَاجَوۡا بِالۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰی،
وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیۡۤ اِلَیۡہِ تُحۡشَرُوۡنَ ⑨
اِنَّمَا النَّجۡوٰی مِنَ الشَّیۡطٰنِ لِیَحۡزُنَ
الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَلَیۡسَ بِضَآرِّہِمۡ
شَیۡـًٔا اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰہِ، وَعَلَی اللّٰہِ
فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ⑩

ترجمہ (اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو سرگوشی سے منع کیا گیا تھا لیکن وہ (باز نہیں آئے بلکہ اب بھی) وہی کام کر رہے ہیں جس سے ان کو منع کیا گیا تھا، وہ گناہ، ظلم (وزیادتی) اور رسول کی نافرمانی کے لئے سرگوشیاں کرتے رہتے ہیں۔ (اے رسول) جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو ان الفاظ سے آپ کو سلام کرتے ہیں جن الفاظ سے اللہ نے آپ کو سلام نہیں بھیجا اور اپنے دل میں کہتے ہیں کہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اس (کی سزا) میں اللہ ہم پر عذاب کیوں نہیں (نازل) کرتا۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) ان کے لئے دوزخ (کا عذاب ہی) کافی ہے، یہ لوگ اس میں داخل ہونگے

اور وہ (بہت) بری جگہ ہے (۸) اے ایمان والو، تم جب آپس میں سرگوشی کیا کرو تو گناہ، ظلم و زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشی نہ کیا کرو بلکہ نیکی اور تقوے کی (باتوں کی) سرگوشی کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کی طرف تم (سب) جمع کئے جاؤ گے (۹) (کافروں کی) سرگوشی تو (درحقیقت) شیطان کی طرف سے ہوتی ہے تاکہ وہ ایمان والوں کو فکر میں مبتلا کرے لیکن بغیر اللہ کے حکم کے وہ ان کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے (اور جب یہ صورت ہے تو) ایمان والوں کو (صرف) اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے (۱۰)

معانی و مصادر

(یَتَنَاجَوْنَ) تَنَاجٰی، یَتَنَاجٰی، تَنَاجِیْ (باب تفاعل) باہم مشورہ کرنا۔

(اِثْمٌ) اَثِمَ، یَاْثَمُ، اِثْمٌ، اَثَمٌ (س) گناہ کرنا۔

(مَعْصِیَتٌ) عَصٰی، یَعْصِیْ، عَصْیٌ و مَعْصِیَۃٌ (ض) نافرمانی کرنا۔

(حَیَّوْا) حَیّٰی، یُحَیِّیْ، تَحِیَّۃٌ (باب تفعیل) دعاء دینا۔

(یَصْلَوْنَ) صَلِیَ، یَصْلٰی، صَلًی و صِلِیٌّ (س) داخل ہونا۔

(یَحْزُنُ) حَزَنَ، یَحْزُنُ، حُزْنٌ (ن) غمگین کرنا۔

(ضَآرٌّ) ضَآرَّ، یُضَآرُّ، مُضَآرَّۃٌ و ضِرَارٌ (باب مفاعلۃ) نقصان پہنچانا، مخالفت کرنا۔

شانِ نزول

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں۔

اِسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ (عَزَّ وَجَلَّ) يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهٖ قَالَتْ اَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ (وَفِيْ رِوَايَةٍ فَفَطِنَتْ بِهِمْ عَائِشَةُ فَسَبَّتْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ يَا عَائِشَةُ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَالتَّفَحُّشَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَاِذَا جَاءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ) (وَفِيْ رِوَايَةٍ وَاِنَّا نُجَابُ عَلَيْهِمْ وَلَا يُجَابُوْنَ عَلَيْنَا) صحیح مسلم

یہودیوں کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی (آپ نے اجازت دیدی۔ وہ آئے تو) انہوں نے کہا اَلسَّامُ عَلَیْکُمْ (تم پر موت طاری ہو) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (ان کی بات کو سمجھ گئیں۔ انہوں) نے جواب میں کہا تمہارے اوپر موت طاری ہو اور تم پر لعنت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ، اللہ عز وجل ہر کام میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔ سخت بات اور بدکلامی کو پسند نہیں کرتا۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول، کیا آپ نے سُنا نہیں کہ (انہوں نے کیا کہا۔ آپ نے فرمایا: میں نے وَعَلَیْکُمْ کہہ دیا۔ ہماری بددعاء ان کے حق میں قبول ہوتی ہے ان کی بددعاء ہمارے حق میں قبول نہیں ہوتی۔ اسی موقع پر آیت زیرِ تفسیر نازل ہوئی۔

کتاب السلام باب النہی عن ابتداء اہل الکتاب بالسلام جزء ۲ ص۲۶۷ و ص۲۶۸ و بخاری البخاری الجزء الاول نحو روایۃ لمسلم)

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ) اور (اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو سرگوشی سے منع کیا گیا تھا لیکن وہ (باز نہیں آئے بلکہ اب بھی) وہی کام کر رہے ہیں جس سے ان کو منع کیا گیا تھا۔ وہ گناہ (ظلم و) زیادتی اور رسول کی نافرمانی کے لئے سرگوشیاں کرتے رہتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب کو سرگوشی کرنے سے منع کیا گیا تھا لیکن وہ نہ مانے تو اللہ تعالیٰ نے آیت زیر تفسیر نازل فرما کر ان کی مذمت فرمائی۔

سرگوشی سے جس حکم کے ذریعہ منع کیا گیا تھا وہ حکم قرآن مجید میں نہیں ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ حدیث کے ذریعے منع کیا گیا تھا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ احکام الٰہی حدیث کے ذریعہ بھی نازل ہوئے تھے۔

آگے فرمایا (وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ) اور (اے رسول) جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو ان الفاظ سے آپ کو سلام کرتے ہیں جن الفاظ سے اللہ نے آپ کو سلام نہیں بھیجا۔

اللہ تعالیٰ نے جن الفاظ میں سلام بھیجا وہ مندرجہ ذیل آیتوں میں مذکور ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○ (والصّٰفّٰت آیت ۱۸۱) — اور رسولوں پر سلام ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ (النمل ۔ ۵۹) — اور سلام ہے اللہ کے ان بندوں پر جن کو (اللہ نے) منتخب فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو بھی تعلیم دی کہ وہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (الاحزاب ۔ ۵۶) — اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو، تم بھی نبی کے لئے رحمت کی دعا کیا کرو اور ان پر سلام بھیجتے رہا کرو۔

اس حکم کی تعمیل میں جو سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمین کو سکھایا وہ مندرجہ ذیل حدیث میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَاِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلِ التَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَ الصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ فَاِنَّکُمْ اِذَا قُلْتُمُوْھَا اَصَابَتْ کُلَّ عَبْدٍ لِلّٰہِ صَالِحٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب التشہد فی الاخرۃ جزء اول ص۱۱۲ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب التشہد فی الصلوٰۃ جزء اول ص۱۷۱)

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اس طرح کہے: اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ۔ (تمام عبادتیں، نمازیں اور پاکیزہ کلمات اللہ کے لئے ہیں۔ اے نبی، آپ پر سلام ہو، آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت نازل ہو۔ سلام ہم پر بھی ہو اور اللہ کے تمام صالح بندوں پر بھی) جب تم یہ کہو گے تو تمہارا سلام آسمان اور زمین میں جہاں کوئی اللہ کا نیک بندہ ہے اس کو پہنچ جائے گا (اس کے بعد یہ کہو) اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

اللہ تعالیٰ نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجا اور سلام بھیجنے کا حکم دیا لیکن یہودیوں نے سلام کی جگہ سام کہنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آیت زیر تفسیر میں ان کے اس فعل کی مذمت کی۔

آگے فرمایا: (وَیَقُوْلُوْنَ فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ لَوْلَا یُعَذِّبُنَا اللّٰہُ بِمَا نَقُوْلُ) اور (اے رسول یہ یہودی جب آپ کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ (آپ پر سلامتی ہو) کے بجائے اَلسَّامُ عَلَیْکَ (آپ پر موت طاری ہو) کہتے ہیں تو) اپنے دل میں کہتے ہیں کہ (اگر واقعی یہ اللہ کے رسول ہیں تو) جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں اس (کی سزا) میں اللہ ہم پر عذاب کیوں نہیں (نازل) کرتا (حَسْبُھُمْ جَھَنَّمُ یَصْلَوْنَھَا فَبِئْسَ الْمَصِیْرُ) (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) ان کے لئے دوزخ (کا عذاب ہی) کافی ہے۔ یہ لوگ اس میں داخل ہوں گے اور وہ (بہت) بری جگہ ہے (یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰی، وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ) (اے ایمان والو) تم جب آپس میں سرگوشی کیا کرو تو گناہ، (ظلم و) زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشی نہ کیا کرو بلکہ نیکی اور تقوے (کی باتوں) کی سرگوشی کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کی طرف تم (سب) جمع کئے جاؤ گے۔

یہودی، منافقین وغیرہ آپس میں گناہ، ظلم و زیادتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے کے لئے کانا پھوسی کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو حکم دیا کہ وہ نیکی اور تقویٰ (کی بات) کی کانا پھوسی کیا کریں۔

(اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّیْطٰنِ لِیَحْزُنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَیْسَ بِضَآرِّھِمْ شَیْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ، وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ) (کافروں) کی سرگوشی تو (درحقیقت) شیطان کی طرف سے ہوتی ہے (وہ انہیں ایمان والوں کو نقصان پہنچانے کی ترغیب دیتا ہے اور پھر ان کے دلوں میں وہ تدبیریں بھی القا کرتا

کرتا ہے جن تدبیروں کو بروئے کار لانے کے لئے یہ آپس میں کانا پھوسی کرتے ہیں، شیطان یہ سب کچھ اس لئے کرتا ہے) تاکہ وہ ایمان والوں کو فکر میں مبتلا کرے (ایمان والے سمجھیں کہ ہم سے چھپا کر جو یہ باتیں کر رہے ہیں وہ ہمیں نقصان پہنچانے کے لئے ہیں۔ اگر ان کا منشاء ایمان والوں کو نقصان پہنچانا نہیں ہے تو ان باتوں کو چھپاتے کیوں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا یہ لوگ) اللہ کے حکم کے بغیر ان کو (یعنی ایمان والوں کو) نقصان نہیں پہنچا سکتے (لہٰذا) ایمان والوں کو فکرمند نہیں ہونا چاہئے بلکہ) اللہ (تعالیٰ پر) بھروسہ رکھنا چاہئے۔ (اس کا حکم ہوگا تو نقصان پہنچے گا اور اگر اس کا حکم نہیں ہوگا تو یہ لاکھ کوشش کر لیں کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے)۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح سلام کیا کیجئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے سکھایا ہے۔

اے ایمان والو، نیکی اور تقوے کی باتوں اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی سرگوشی کیا کیجئے۔ کافروں کی سرگوشی سے فکرمند نہ ہوا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیئے۔ کافر آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

سرگوشی کے مسائل

سرگوشی کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل ہدایات گذر چکی ہیں:۔

(۱) گناہ، ظلم و زیادتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے کے لئے سرگوشی نہ کیا کیجئے۔

(۲) جب کبھی سرگوشی کرنے کی ضرورت ہو تو نیکی اور تقوے کی باتوں پر عمل پیرا ہونے کی سرگوشی کیا کیجئے۔

(۳) کافروں کی سرگوشی سے خوفزدہ نہ ہوا کیجئے۔ یہ لوگ بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے آپ کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

اب ہم سرگوشی کے مزید مسائل بیان کرتے ہیں:۔

(۴) اگر کسی مجلس میں صرف تین آدمی ہوں تو دو آدمی تیسرے سے علیحدہ ہو کر سرگوشی نہ کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ — اگر کہیں (صرف) تین آدمی ہوں تو ایک کو علیحدہ چھوڑ

دُوْنَ الثَّالِثِ (صحیح بخاری کتاب الاستیذان باب لا یتناجیٰ اثنان دون الثالث جزء۴ ص۵۶)

کر دو کانا پھوسی نہ کریں (کیونکہ) اس میں تیسرے شخص کو رنج ہوگا۔

⑤ اگر مجلس میں تین سے زیادہ آدمی ہوں تو سرگوشی کر سکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا کُنْتُمْ ثَلَاثَۃً فَلَا یَتَنَاجیٰ اثْنَانِ دُوْنَ الْاٰخَرِ حَتّٰی تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ مِنْ اَجْلِ اَنْ یُّحْزِنَہٗ (صحیح مسلم کتاب السلام باب تحریم مناجاۃ الاثنین دون الثالث جزء۲ ص۲۴۲)

جب تم میں سے تین آدمی کہیں جمع ہوں تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی کانا پھوسی نہ کریں جب تک اور لوگ تم سے نہ آملیں اس لئے کہ (ایسا کرنے سے) تیسرے آدمی کو رنج ہوگا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ
تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا
يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَاِذَا قِيْلَ
انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا
الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾

ترجمہ اے ایمان والو، جب تم سے کہا جائے کہ مجالس میں کھل کر بیٹھو تو کھل کر بیٹھ جایا کرو، اللہ تم کو کشادگی عطاء فرمائے گا اور جب تم سے کہا جائے کہ مل کر بیٹھو تو مل کر بیٹھ جایا کرو (یا یہ کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو) تم میں جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور (وہ) جن کو علم دیا گیا ہے اللہ ان کے درجات بلند کرے گا (اور یہ نہ سمجھنا کہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر نہیں) اللہ تو جو اعمال تم کر رہے ہو (ان سب سے) باخبر ہے ﴿۱۱﴾

معانی و مصادر (تَفَسَّحُوْا) تَفَسَّحَ ، یَتَفَسَّحُ ، تَفَسُّحٌ (باب تفعّل) کشادہ ہونا ، کشادگی کرنا ، فراخی کرنا ۔

(اِفْسَحُوْا) یَفْسَحُ ، فَسَحَ ، یَفْسَحُ ، فَسْحٌ و فُسُوْحٌ (ف) کشادگی کرنا ۔

(اُنْشُزُوْا) نَشَزَ ، یَنْشُزُ ، نَشْزٌ (ن ، ض) بلند ہونا ، کھڑے ہو جانا ، اٹھ جانا ، مل کر بیٹھ جانا ۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَاِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا) اے ایمان والو ، جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں کھل کر بیٹھو تو کھل کر بیٹھ جایا کرو ، اللہ تم کو کشادگی عطاء فرمائے گا (یعنی اگر تم مجلس میں فراخی اور کشادگی سے بیٹھو گے ، لوگوں کو تنگی میں مبتلا نہ کرو گے تو اللہ تم کو کشادگی اور فراخی عطاء فرمائے گا) اور جب تم سے کہا جائے کہ مل کر بیٹھ جاؤ تو مل کر بیٹھ جایا کرو (یا اگر یہ کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو ۔ (اگر جگہ کشادہ ہو تو دُور دُور بیٹھو اور اگر جگہ کم ہو اور آدمی زیادہ ہوں تو قریب قریب ہو کر بیٹھ جایا کرو ۔ غرض یہ کہ امیر یا مدرس جو حکم دے اس کے مطابق کیا کرو) (یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ) تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور (وہ لوگ) جن کو علم دیا گیا ہے (تعمیل حکم کے انعام میں) اللہ ان کے درجے بلند کرے گا (اور یہ نہ سمجھنا کہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر نہیں ، اللہ تو جو (اعمال تم کر رہے ہو ان (سب) سے باخبر ہے (اگر تم حکم کی تعمیل کرو گے تو اس کا اجر پاؤ گے اور اگر تم نافرمانی کرو گے تو اس کی سزا پاؤ گے ، غرض یہ کہ تمہارا کوئی عمل ضائع نہیں ہو گا یا تو اس کی جزا پاؤ گے یا اس کی سزا پاؤ گے) ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان اور اہل علم لوگوں کی فضیلت بیان فرمائی ہے ۔ ایمان والے اور علم والے ہی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اس ڈر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے ہیں اور بلند درجات حاصل کرتے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ ۝

(فاطر ۔ ۲۸)

اللہ کے بندوں میں سے اللہ سے وہی ڈرتے ہیں جو عالم ہوتے ہیں ، بے شک اللہ زبردست (اور) مغفرت کرنے والا ہے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَیَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ

کیا وہ شخص جو رات کے اوقات میں (اللہ کے سامنے) عاجزی کا اظہار کرتا ہے ، کبھی سجدہ کرتا ہے اور کبھی قیام کرتا ہے ، آخرت سے

لَا یَعْلَمُوْنَ ، اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○
(الزمر - ۹)

ڈرتا رہتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہے (اس مشرک جیسا ہو سکتا ہے جو مطلب کے وقت خالص اللہ کو پکارتا ہے اور پھر شرک کرنے لگتا ہے، ہرگز نہیں دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ اے رسول) آپ (ان سے) پوچھئے کیا جو علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں (ہرگز برابر نہیں ہو سکتے اور اے رسول) نصیحت تو وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل مند ہوتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اہل علم آخرت سے ڈرتے رہتے ہیں اور اپنے رب کی رحمت کے امید وار رہتے ہیں۔ ان کی راتیں نماز میں گذرتی ہیں۔ بھلا جن لوگوں کا یہ حال ہو وہ کیوں نہ بلند درجات حاصل کریں گے۔

عمل

اے ایمان والو، جب آپ سے کہا جائے کہ کھل کر بیٹھ جاؤ تو کھل کر بیٹھ جایا کیجئے اور جب آپ سے کہا جائے کہ مل کر بیٹھ جاؤ (تاکہ دوسروں کے لئے جگہ نکل آئے) تو مل کر بیٹھ جایا کیجئے۔

اے ایمان والو، علم حاصل کیجئے تاکہ آخرت میں اللہ تعالیٰ آپ کے درجے بلند فرمائے۔

آداب مجلس

آیت زیر تفسیر میں مجلس کے مندرجہ ذیل آداب گذر چکے ہیں:۔

(۱) جب کسی مجلس میں یہ کہا جائے کہ کھل کر بیٹھ جاؤ تو کھل کر بیٹھ جایا کیجئے۔

(۲) جب آپ سے کہا جائے کہ مل کر بیٹھ جاؤ تو مل کر بیٹھ جایا کیجئے اگر یہ کہا جائے کہ کھڑے ہو جاؤ تو کھڑے ہو جایا کیجئے۔

اب ہم مجلس کے مزید آداب لکھتے ہیں۔

(۳) اگر کسی مجلس میں بے دینی کی باتیں ہو رہی ہوں تو اس مجلس میں ہرگز نہ بیٹھئے۔ اگر آپ بھولے سے بیٹھ جائیں تو یاد آنے کے بعد فوراً اٹھ جائیے۔ ایسے لوگوں سے علیحدہ رہئے لیکن انہیں نصیحت کرنا نہ چھوڑئیے۔ اگر وہ بے دینی کی باتیں نہ کریں تو ان کی مجلس میں بیٹھ جانے میں کوئی حرج نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ ؕ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ○

(الانعام۔ ۶۸)

اور (اے رسول) جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیتوں پر (نکتہ چینی کے لئے) غور و خوض کر رہے ہوں تو آپ ان سے منہ موڑ لیجئے، (ان سے علیحدہ رہیئے) یہاں تک کہ وہ کسی دوسری بات میں مشغول ہو جائیں اور اگر شیطان آپ کو بھلا دے (اور آپ بھولے سے ان کے ساتھ بیٹھ جائیں) تو یاد آنے کے بعد ان ظالم لوگوں کے ساتھ (ہرگز) نہ بیٹھئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَذَرِ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَذَكِّرْ بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖۗ لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیٌّ وَّلَا شَفِیْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا یُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِیْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِیْمٌۢ بِمَا كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ ○

(الانعام۔ ۷۰)

اور (اے رسول) جن لوگوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے اور جن کو دنیا کی زندگی نے فریب میں مبتلا کر رکھا ہے آپ انہیں چھوڑ دیجئے البتہ قرآن (مجید) کے ذریعہ انہیں نصیحت کرتے رہیئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ (قیامت کے دن) کوئی شخص اپنے اعمال کی وجہ سے تباہ و برباد ہو جائے (اس لئے کہ اس دن تو) اللہ کے علاوہ نہ اس کا کوئی دوست ہوگا اور نہ شفیع (کہ اس کو تباہی سے بچا لے، اس دن تو) اگر وہ تمام چیزیں معاوضہ میں دینا چاہے تو اس سے قبول نہیں کی جائیں گی بلکہ (اس دن تو) ایسے (تمام) لوگ اپنے اعمال کے وجہ سے تباہ و برباد ہو کر رہیں گے، ان کو پینے کے لئے گرم پانی ملے گا اور جو کفر وہ کرتے تھے اس کی وجہ سے ان کو دردناک عذاب ہوگا۔

④ جہاں تک ہو سکے مجلس میں فراخی و کشادگی رکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

خَیْرُ الْمَجَالِسِ اَوْسَعُهَا (رواہ احمد و ابوداؤد وسندہ صحیح۔ بلوغ جزء ۱۹ ص ۱۶۵)

بہترین مجلس وہ ہے جو کشادہ ہو۔

⑤ اگر مجلس میں صرف تین آدمی ہوں تو دو آدمی تیسرے سے علیحدہ ہو کر سرگوشی نہ کریں۔

إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ (صحیح بخاری کتاب الاستیذان باب لا یتناجی اثنان دون الثالث جزء ۸ ص۸۰ وروی مسلم نحوہ فی کتاب السلام باب تحریم مناجاۃ الاثنین دون الثالث جزء ۲ ص۲۲۷)

اگر کہیں صرف تین آدمی ہوں تو ایک کو علٰحدہ چھوڑ کر دو آدمی کانا پھوسی نہ کریں (کیونکہ اس سے تیسرے شخص کو رنج و فکر ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الْآخَرِ حَتَّى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ مِنْ أَجْلِ أَنْ يُحْزِنَهُ (صحیح مسلم کتاب السلام باب تحریم مناجاۃ الاثنین دون الثالث جزء ۲ ص۲۲۷ وروی البخاری نحوہ فی کتاب الادب باب اذا کانوا اکثر من ثلاثۃ فلا باس بالمسارۃ جزء ۸ ص۸۰)

جب تم تین آدمی ہو تو تم میں سے دو تیسرے کو چھوڑ کر کانا پھوسی نہ کریں جب تک تم (مزید) آدمیوں سے (نہ) مل جاؤ، یہ اس لئے کہ (اس قسم کی سرگوشی سے) تیسرے آدمی کو رنج (وفکر) ہوگا۔

⑦ اگر مجلس میں کہیں جگہ خالی ہو تو وہاں بیٹھ جائیے

حضرت ابو واقد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ أَقْبَلَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ قَالَ فَوَقَفَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيهَا وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَأَمَّا الثَّالِثُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوَى إِلَى اللّٰهِ فَآوَاهُ اللّٰهُ وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَى فَاسْتَحْيَى اللّٰهُ مِنْهُ وَأَمَّا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ (کچھ) لوگ بھی آپ کے ساتھ (بیٹھے ہوئے) تھے، اتنے میں تین آدمی آئے۔ ان میں سے دو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھے اور ایک چل دیا۔ پھر وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کھڑے ہوگئے۔ ان میں ایک نے حلقہ میں کچھ جگہ خالی دیکھی، وہ وہاں بیٹھ گیا۔ دوسرا لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا پیٹھ موڑ کر چل دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (وعظ سے) فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا، کیا میں تمہیں تین آدمیوں کا حال نہ بتاؤں۔ ان میں سے ایک نے اللہ سے جگہ طلب کی اللہ نے اس کو جگہ دی، دوسرے نے شرم کی اللہ نے

اَلْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ (صحیح بخاری کتاب العلم باب من قعد حیث ینتہی بہ المجلس جزء اول صـ۲۶ وصحیح مسلم کتاب السلام باب من اتی مجلسا فوجد فرجۃ مجلس فیہا جزء ۲ صـ۲۱)

بھی اس سے شرم کی اور تیسرے نے منہ پھیر لیا اللہ نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔

⑧ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهٖ وَيَجْلِسُ فِيْهِ اٰخَرُ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا (صحیح بخاری کتاب الادب باب اذا قیل لکم تفسحوا فی المجلس فافسحوا۔ جزء ۸ صـ۶۴ وروی مسلم نحوہٗ فی کتاب السلام باب تحریم اقامۃ الانسان من موضعہ جزء ۲ صـ۲۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ مجلس میں کسی شخص کو اٹھا کر اس کی جگہ دوسرا بیٹھے لیکن (مجلس میں) فراخی اور گنجائش رکھا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ (صحیح بخاری کتاب الادب باب لا یقیم الرجل الرجل من مجلسہ جزء ۸ صـ۶۴ وروی مسلم نحوہ فی کتاب السلام باب تحریم اقامۃ الانسان من موضعہ جزء ۲ صـ۲۰)

کوئی شخص (کسی دوسرے) شخص کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے (اور) پھر اس جگہ (خود) بیٹھ جائے

⑨ اگر کوئی شخص کسی آنے والے شخص کے لئے کھڑا ہو جائے اور اپنی جگہ آنے والے شخص کو دیدے تب بھی آنے والا شخص اس جگہ نہ بیٹھے۔

حضرت ابوبکرہؓ فرماتے ہیں:۔

نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ مِنْ مَجْلِسِهٖ اَنْ يَجْلِسَ فِيْهِ (رواہ احمد وسندہ صحیح بلوغ جزء ۱۹ صـ۱۶۶)

جب کوئی شخص اپنی جگہ سے کسی دوسرے شخص کے لئے کھڑا ہو جائے تو اس جگہ بیٹھنے سے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

(۱۰) اگر کوئی شخص اٹھ کر کہیں چلا جائے تو واپس آنے کے بعد وہی اس جگہ کا زیادہ حق دار ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ رَجَعَ اِلَيْهِ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ (صحیح مسلم کتاب السلام باب اذا قام من مجلسه ثم عاد جزء۲ صلہ۲۱۴)

جب تم میں سے کوئی شخص اپنی جگہ سے کھڑا ہو پھر لوٹ کر آئے تو وہ اس جگہ کا زیادہ حق دار ہے۔

(۱۱) بغیر اجازت کسی شخص کے گھر میں اس کی عزت کی جگہ نہ بیٹھو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِيْ سُلْطَانِهٖ وَلَا يَقْعُدُ فِيْ بَيْتِهٖ عَلٰى تَكْرِمَتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب من حق بالامامۃ جزء اول صلہ۲۷۰)

کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی امامت اس کی امارت کی جگہ ہرگز نہ کرے اور نہ اس کی عزت والی جگہ میں بیٹھے مگر یہ کہ اس کی اجازت سے۔

(۱۲) ہتھیلی کو پیچھے ٹکا کر نہ بیٹھے۔

شرید بن سوید رضؓ فرماتے ہیں:۔

مَرَّ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا جَالِسٌ هٰكَذَا وَقَدْ وَضَعْتُ يَدِيَ الْيُسْرٰى خَلْفَ ظَهْرِيْ وَاتَّكَاْتُ عَلٰى اَلْيَةِ يَدِيْ فَقَالَ اَتَقْعُدُ قِعْدَةَ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ (رواہ احمد وابوداؤد وسندہ صحیح۔ بلوغ جزء ۱۹ صلہ۱۶۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گذرے۔ میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا یعنی میں اپنے الٹے ہاتھ کو پیٹھ کے پیچھے رکھ کر اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر سہارا لے کر بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا تم ان لوگوں کی نشست بیٹھتے ہو جن پر غضب کیا گیا۔

(۱۳) مجلس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ضرور کیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ضرور بھیجئے ورنہ یہ مجلس قیامت کے دن آپ کے لئے باعث حسرت ہو گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا قَعَدَ قَوْمٌ مَقْعَدًا لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ لِلثَّوَابِ (رواہ احمد وسندہ صحیح۔ بلوغ جزء ۱۹ صلہ۱۶۶)

جب کوئی قوم کسی مجلس میں بیٹھتی ہے پھر نہ اللہ کا ذکر کرتی ہے اور نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتی ہے تو وہ مجلس قیامت کے دن ان کے لئے باعث حسرت ہو گی اگرچہ وہ (دوسرے اعمال کے ثواب کے سبب جنت ہی میں کیوں نہ داخل ہو جائیں۔

(۱۴) جب مجلس میں کوئی شخص آئے تو اس کی تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہوئیے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا اِذَا رَاَوْهُ لَمْ يَقُوْمُوْا لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهٖ لِذٰلِكَ (رواه الترمذی وصححه فی ابواب الاستيذان باب ماجاء فی کراهية قيام الرجل للرجل جزء۲ ص۲۶۸)

صحابہ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا پھر بھی وہ آپ کو دیکھ کر کھڑے نہیں ہوتے تھے اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو برا جانتے ہیں۔

(نوٹ:۔ ملاقات اور استقبال کے لئے کھڑا ہونا اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ سورۂ ذاریات کی آیات ۲۴ تا ۳۰ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیے)۔

(۱۵) جب کسی مجلس سے اٹھنے کا ارادہ کیجئے تو یہ دعا پڑھیے:۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

اللہ اپنی تعریف کے ساتھ پاک ہے۔ اے اللہ، تو اپنی حمد کے ساتھ ہر قسم کی کمزوری سے پاک ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی الٰہ نہیں سوائے تیرے، میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ فَقَالَهَا فِیْ مَجْلِسِ ذِكْرٍ كَانَتْ كَالطَّابِعِ يُطْبَعُ عَلَيْهِ وَمَنْ قَالَهَا فِیْ مَجْلِسِ لَغْوٍ كَانَتْ كَفَّارَةً لَّهٗ (رواه الحاكم كتاب الدعاء باب كفارة المجلس جزء۱ ص۵۳۷ وسنده صحيح۔ الاحاديث الصحيحة للالبانی جلد اول جزء۱ ص۱۲)

جس شخص نے ذکر کی مجلس میں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ کہا تو اس کی مثال ایسی ہوگی جیسے مہر لگانے والے نے اس پر مہر لگا دی اور جس نے لغو مجلس میں کہا تو وہ اس کے لئے (لغو باتوں کا) کفارہ ہو جائے گی۔

(۱۶) مختلف ٹولیاں بنا کر الگ الگ نہ بیٹھیے۔

حضرت جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں:۔

خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَاٰنَا حِلَقًا فَقَالَ مَالِیْ اَرَاکُمْ عِزِیْنَ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ جزء اول صفحہ ۱۸۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ نے ہمیں کئی حلقوں میں دیکھا تو فرمایا کیا بات ہے کہ میں تمہیں مختلف ٹولیوں میں علیحدہ علیحدہ دیکھتا ہوں۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ
الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ
نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ
لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ
اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۱۲ ءَاَشْفَقْتُمْ
اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ
صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَ
تَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا

اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ، وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ اے ایمان والو، جب تم رسول سے سرگوشی کیا کرو تو سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ دیا کرو، یہ تمہارے لئے بہتر اور زیادہ پاکیزگی کی بات ہے، پھر اگر تمہارے پاس (دینے کے لئے) کچھ نہ ہو (تو اللہ معاف کر دیگا)، بے شک اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ﴿۱۲﴾ (اور اے ایمان والو) کیا سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ دینے سے تم ڈر گئے، اگر تم ایسا نہ کرسکے تو اللہ تم پر رحمت کے ساتھ متوجہ ہوا (یعنی اس حکم کو منسوخ کر دیا) تو (اب کم از کم اتنا تو کرو کہ) نماز کو قائم رکھو، زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو (اور یہ یقین رکھو کہ) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے باخبر ہے ﴿۱۳﴾

معانی و مصادر (نَاجَیْتُمْ) نَاجٰی، یُنَاجِیْ، مُنَاجَاۃٌ و نِجَاءٌ (باب مفاعلہ) سرگوشی کرنا۔
(اَطْھَرُ) طَھَرَ، یَطْھُرُ، طُھْرٌ و طُھُوْرٌ و طَھَارَۃٌ (ن و ک) پاک ہونا۔
(اَشْفَقْتُمْ) اَشْفَقَ، یُشْفِقُ، اِشْفَاقٌ (باب افعال) ڈرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىکُمْ صَدَقَۃً) اے ایمان والو، جب تم رسول سے سرگوشی کیا کرو تو سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ دیا کرو (ذٰلِکَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَاَطْھَرُ، فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ) یہ تمہارے لئے بہتر اور زیادہ پاکیزگی کی بات ہے، پھر اگر تمہارے پاس (دینے کے لئے) کچھ نہ ہو (اور تم صدقہ نہ دے سکو، تو اللہ تمہاری مجبوری دیکھ کر تمہیں معاف کر دیگا) بے شک اللہ بڑا معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىکُمْ صَدَقٰتٍ) (اور اے ایمان والو) کیا سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ دینے سے تم ڈر گئے (فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ، وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ) تو ایسی صورت میں کہ تم ایسا نہ کرسکے اور (آئندہ بھی نہ کرسکو گے تو) اللہ تم پر رحمت کے ساتھ متوجہ ہوا (یعنی اس حکم کو تمہاری آسانی کے لئے منسوخ کر دیا) تو اب کم از کم اتنا تو کرو کہ) نماز کو قائم رکھو، زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے رہو (اور اس بات پر یقین رکھو کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں جو اعمال تم کرو گے وہ ضائع نہیں ہوں گے کیونکہ) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر ضروری باتوں کے سلسلہ میں باربار سرگوشی کرنا آدابِ رسالت کے منافی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر فرض کر دیا کہ وہ سرگوشی کرنے سے پہلے کچھ صدقہ دیا کریں۔ اس صدقہ سے صرف اس صورت میں معافی تھی کہ کسی کے پاس دینے کے لئے کچھ نہ ہو۔ مال ہو تو دینا فرض تھا، مال نہ ہو تو دینا فرض نہیں تھا۔ بہرحال اس حکم کی تعمیل ایمان والوں کے لئے مشکل ہوئی تو اللہ تعالےٰ نے اس حکم کو منسوخ فرمادیا۔

اس حکم کے دو فائدے ہوئے۔

(۱) ایمان والوں کو آدابِ رسول کی تربیت ہوگئی۔
(۲) باربار غیر ضروری باتوں کے لئے سرگوشی کرنے کی عادت جاتی رہی۔

عمل

اے ایمان والو، نماز قائم کیجئے، زکوٰۃ ادا کیجئے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کیجئے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا
غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ، مَا هُمْ مِّنْكُمْ
وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ
وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ
عَذَابًا شَدِيْدًا ، اِنَّهُمْ سَآءَ مَا
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ
جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۶﴾ لَنْ تُغْنِيَ
عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ

مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا، اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
النَّارِ، هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ يَوْمَ
يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ
لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ
اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ، اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ
الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ
الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ،
اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ، اَلَآ
اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾

إِنَّ الَّذِينَ يُحَآدُّونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُۥٓ

أُولَٰٓئِكَ فِى الْأَذَلِّينَ ﴿۲۰﴾ كَتَبَ

اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِى ، إِنَّ

اللّٰهَ قَوِىٌّ عَزِيزٌ ﴿۲۱﴾ لَا تَجِدُ قَوْمًا

يُّؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

يُوَآدُّونَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُۥ

وَلَوْ كَانُوٓا اٰبَآءَهُمْ أَوْ أَبْنَآءَهُمْ

أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰٓئِكَ

كَتَبَ فِى قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ

وَ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ
وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ
اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾

ترجمہ (اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہیں جن پر اللہ کا غضب ہے، نہ تو وہ تم میں شامل ہیں اور نہ ان میں (سب کو دھوکا دیتے ہیں) وہ جان بوجھ کر جھوٹی باتوں پر قسم کھاتے ہیں ﴿۱۴﴾ ان کے لئے اللہ نے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے، جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ یقیناً (بہت) برا ہے ﴿۱۵﴾ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور لوگوں کو اللہ کے راستے سے روک رہے ہیں، ان کے لئے ذلت آمیز عذاب ہے ﴿۱۶﴾ (اللہ کے عذاب) سے (بچنے کے لئے) ان کے مال اور ان کی اولاد ان کے کچھ بھی کام نہ آئے گی، یہ لوگ دوزخی ہیں (اور) دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے ﴿۱۷﴾ (اور اے ایمان والو) جس دن اللہ ان سب کو دوبارہ زندہ کرے گا تو اس کے سامنے بھی اسی طرح قسمیں کھائیں گے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ کوئی اچھا کام کر رہے ہیں، خبردار ہو جاؤ کہ یہ (بڑے) جھوٹے

ہیں (۱۸) شیطان نے ان پر قابو پا لیا ہے اور اللہ کے ذکر سے غافل کر دیا ہے، یہ شیطان کا لشکر ہیں (اور) خبردار ہو جاؤ کہ شیطان کا لشکر نقصان اٹھانے والا ہے (۱۹) بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل ترین لوگوں میں (شامل) ہوں گے (۲۰) اللہ نے تو لکھ رکھا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب ہوں گے، بے شک اللہ قوی اور زبردست ہے (۲۱) (اے رسول) آپ ایسی قوم نہیں پائیں گے جو اللہ پر اور یوم آخرت (یعنی قیامت کے دن) پر ایمان رکھتی ہو پھر وہ ان لوگوں سے دوستی رکھے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں خواہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی، اور خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ (ایمان والے) وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان کو تحریر کر دیا ہے اور اپنی وحی سے ان کی تائید کی ہے، اللہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، اللہ ان سے خوش ہو گا، وہ اللہ سے خوش ہوں گے، یہی لوگ اللہ کا لشکر ہیں (اور) خبردار ہو جاؤ اللہ کا لشکر ہی فلاح پائے گا (۲۲)

معانی و مصادر

(غَضِبَ) غَضِبَ، یَغْضَبُ، غَضَبٌ و مَغْضَبَۃٌ (س) غضب ناک ہونا۔

(جُنَّۃٌ) جَنَّ، یَجُنُّ، جَنٌّ و جُنُوْنٌ (ن) ڈھانکنا، چھپانا (جُنَّۃٌ = ڈھال، روک)۔

(اِسْتَحْوَذَ) اِسْتَحْوَذَ، یَسْتَحْوِذُ، اِسْتِحْوَاذٌ (باب استفعال) غالب آنا۔

(حِزْبٌ) حَزَبَ، یَحْزُبُ، حَزْبٌ (ن) کسی پر سختی کرنا (حِزْبٌ = لشکر)

(اَذَلِّیْنَ) ذَلَّ، یَذِلُّ، ذُلٌّ و ذِلَّۃٌ و ذَلَالَۃٌ و مَذَلَّۃٌ (ض) ذلیل ہونا (اَذَلُّ اسم تفضیل ہے)

(یُوَآدُّوْنَ) وَآدَّ، یُوَادُّ، مُوَادَّۃٌ (باب مفاعلہ) محبت کرنا۔

(عَشِیْرَۃٌ) عَشِیْرَۃٌ = قبیلہ۔

تفسیر

منافقین کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ، مَا ھُمْ مِّنْکُمْ وَلَا مِنْھُمْ) (اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہیں جن پر اللہ (تعالیٰ) کا غضب ہے۔ نہ وہ تم میں (شامل) ہیں اور نہ ان میں (شامل) ہیں (وہ ہر ایک کو اپنی دوستی کا یقین دلاتے ہیں) (وَیَحْلِفُوْنَ عَلَی الْکَذِبِ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ) اور جان بوجھ کر جھوٹ پر قسمیں کھاتے ہیں (ان کا دوستی کا دعویٰ جھوٹا ہے اور اس جھوٹے دعوے پر وہ قسمیں کھاتے ہیں۔ وہ کسی کے دوست نہیں وہ ہر ایک کو دھوکا دے رہے ہیں۔ اے ایمان والو، تم ان کے دھوکے میں نہ آنا)۔

اللہ تعالیٰ کا غضب جن لوگوں پر نازل ہوا وہ یہودی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرماتا ہے:۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ، وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

(البقرۃ - ۸۹و۹۰)

اور جب ان لوگوں کے پاس اللہ کی طرف سے (وہ) کتاب آگئی جو ان کی کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور جس پر ایمان لانے اور جس پر عمل کرنے کا وعدہ کرکے یہ پہلے کافروں پر فتح (پانے کی دعائیں) مانگا کرتے تھے تو انہوں نے اس کے آنے اور اس کو پہچان لینے کے بعد اس کا انکار کر دیا، ایسے کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔ وہ چیز بہت بری ہے جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کو بیچا وہ یہ کہ محض ضد (اور حسد) کی وجہ سے انہوں نے اس کتاب کا انکار کر دیا جو کتاب اللہ نے اپنے فضل سے نازل فرمائی ہے، (وہ اس کتاب کا انکار کرکے) غضب بالائے غضب میں گرفتار ہو گئے، (ایسے) کافروں کے لئے ذلت آمیز عذاب ہے۔

منافقین نے اسلام دشمنی میں یہودیوں کو اپنا دوست بنا رکھا تھا۔ یہودیوں سے ان کی دوستی بھی مطلب کے لئے تھی اور ایمان والوں سے اپنے ایمان کا جھوٹا اقرار بھی مطلب کے لئے تھا۔ حقیقت میں نہ وہ یہودیوں کے دوست تھے اور نہ ایمان والوں کے (اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا، اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) ان کے لئے اللہ نے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے (وہ اس سے بچ نہیں سکتے اگرچہ دنیا میں وہ جھوٹی قسمیں کھا کر سزا سے بچ جاتے ہیں) (اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ) انہوں نے اپنی قسموں کو (سزا سے بچنے کے لئے) ڈھال بنا رکھا ہے اور لوگوں کو اللہ کے راستہ سے روک رہے ہیں، ان کے لئے ذلت آمیز عذاب ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ، وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ، اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

(اے رسول) منافقین آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم شہادت دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ جانتا ہے کہ بیشک آپ اس کے رسول ہیں لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں (یہ دل سے گواہی نہیں دیتے)۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال

(اذا جاءک المنفقون۔ ۲،۱) بنا رکھا ہے اور (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکتے رہتے ہیں، جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ بے شک بہت برا ہے۔

ان کی اس قبیح حرکت کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

سَيَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ إِنَّهُمْ رِجْسٌ ۖ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ○ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۖ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ○

(التوبۃ۔ ۹۵، ۹۶)

(اے ایمان والو) جب تم ان کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے روگردانی کرو تو تم ان سے روگردانی ہی کرنا، وہ ناپاک ہیں، ان کا ٹھکانہ جہنم ہے (اور) یہ بدلہ ہے ان کے اعمال کا جو وہ کرتے رہے ہیں، وہ تمہارے سامنے (بار بار) قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ، تو اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ گے (تو اس سے ان کو کیا فائدہ پہنچے گا) اللہ تو (کبھی بھی) نافرمان لوگوں سے راضی نہیں ہو گا۔

آگے فرمایا (لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ) اللہ (کے عذاب) سے (بچنے کے لئے) ان کے مال اور ان کی اولاد ان کے کچھ بھی کام نہ آئے گی۔ یہ لوگ دوزخی ہیں (اور) دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے (يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ ۖ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ ۚ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ) (اور اے ایمان والو) جس دن اللہ ان سب کو دوبارہ زندہ کرے گا تو اس کے سامنے بھی یہ لوگ اسی طرح قسمیں کھائیں گے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ کوئی اچھا کام کر رہے ہیں۔ (اے ایمان والو) خبردار ہو جاؤ یہ (بڑے) جھوٹے ہیں۔

منافقین اسلام اور مسلمین کو نقصان پہنچانے کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ اسلام کے خلاف خفیہ سازشیں کرتے رہتے تھے اور جب ایمان والوں کو ان کی خفیہ سازشوں کا علم ہو جاتا تھا تو ان کے سامنے جھوٹی قسمیں کھا کر ان سازشوں کے مواخذہ سے بچ جایا کرتے تھے۔ اپنی اس حرکت پر وہ بڑے نازاں تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ وہ کوئی کارنامہ انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو ہوشیار کر دیا کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ (التوبۃ۔ ۶۲)

(اے ایمان والو) یہ منافقین تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم خوش ہو جاؤ حالانکہ اگر وہ مؤمن ہیں تو ان کے لئے اللہ اور رسول زیادہ مستحق ہیں کہ انہیں خوش کیا جائے۔

آگے فرمایا (اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ، اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ، اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ) ان پر شیطان نے قابو پا لیا ہے اور اللہ کے ذکر سے غافل کر دیا ہے (جب ہی تو یہ لوگ اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں) یہ شیطان کا لشکر ہیں (اِن ہی کے ذریعے شیطان اسلام کی بیخ کنی کر رہا ہے لیکن اے ایمان والو) خبردار ہو جاؤ کہ شیطان کا لشکر نقصان اٹھانے والا ہے (یہ اپنی سرگرمیوں میں کامیاب نہیں ہوں گے بلکہ ان سرگرمیوں کی بدولت دنیا اور آخرت دونوں جگہ نقصان اٹھائیں گے) (اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ) بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل ترین لوگوں میں (شامل) ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ ، وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ، اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ، وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ (المجادلہ۔ ۵ و ۶)

(اور اے لوگو، خبردار ہو جاؤ) جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کر رہے ہیں وہ اسی طرح ذلیل ہوں گے جس طرح ان سے پہلے کے لوگ ذلیل ہوئے۔ ہم نے توصاف وصریح آیتیں نازل کر دی ہیں۔ (جو ان کا انکار کرے گا تو) انکار کرنے والوں کو ذلت کا عذاب ہوگا۔ (یہ عذاب اس دن ہوگا) جس دن اللہ ان سب کو (دوبارہ) زندہ کریگا پھر انہیں بتائے گا کہ وہ (دنیا میں) کیا کیا کرتے رہے تھے، اللہ نے ان (تمام اعمال) کو گن رکھا ہے (اگرچہ) یہ اس کو بھول گئے ہوں گے اور اللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ، ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ۝

کیا انہیں نہیں معلوم کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا تو اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا (اور)

(التوبۃ۔ ۶۳) یہ بہت بڑی ذلت ہے۔

آگے فرمایا (کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ، اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ) اللہ نے تو لکھ رکھا ہے میں اور میرے رسول ہی غالب ہوں گے، بے شک اللہ قوی اور زبردست ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تو پہلے ہی فیصلہ کرلیا ہے کہ اس کے رسول ہی غالب آئیں گے۔ کفار اور منافقین شکست کھائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝

(والصّٰفّٰت۔ ۱۷۱ تا ۱۷۳)

اور (اے رسول) ہمارے بندوں (یعنی) رسولوں کے متعلق ہمارا فیصلہ پہلے ہی ہو چکا ہے کہ ان کی مدد ضرور کی جائے گی اور بیشک ہمارا لشکر ہی غالب رہے گا۔

آگے فرمایا (لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ) (اے رسول) آپ ایسی قوم نہیں پائیں گے جو اللہ پر اور یوم آخر (یعنی قیامت کے دن) پر ایمان رکھتی ہو پھر ان لوگوں سے دوستی رکھے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں (وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ) خواہ وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی اور خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں (یعنی اللہ اور قیامت پر ایمان رکھنے والا یہ نہیں کرسکتا کہ اللہ اور اس کے رسول کے مخالفین کو اپنا دوست بنائے خواہ وہ مخالفین اس کے آباء و اجداد، بیٹے، بھائی اور رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ ایمان والا تو ان لوگوں کو اپنا دوست بنائے گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست ہوں گے) (اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ) یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو تحریر کردیا ہے (یعنی ایمان ان کے دلوں کی گہرائی میں ثبت کردیا ہے) اور اپنی وحی سے ان کی تائید کی ہے (وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ) اللہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، اللہ ان سے خوش ہوگا وہ اللہ سے خوش ہوں گے (اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ، اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ) یہی لوگ اللہ کا لشکر ہیں (اور) خبردار ہو جاؤ کہ اللہ کا لشکر ہی فلاح پائے گا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لشکر کے لوگوں کی علامت یہ بتائی کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے مخالفین سے دوستی نہیں کرتے۔ ایمان ان کے دلوں میں نقش کالحجر ہو جاتا ہے۔ وہ محبت کرتے ہیں تو اللہ، اس کے رسول اور ایمان والوں سے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝ وَمَن يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝

(المآئدۃ۔ ۵۵، ۵۶)

(کافروں کو دوست نہ بناؤ) تمہارا دوست تو اللہ، اس کا رسول اور ایمان والے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور (اللہ کے سامنے) عاجزی کا اظہار کرتے ہیں اور جو شخص اللہ، اس کے رسول اور ایمان والوں کو دوست بنائے گا تو (یہی لوگ اللہ کا لشکر ہوں گے اور) اللہ کا لشکر ہی غالب ہوگا۔

ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ، اس کے رسول اور اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جہاد کرنے سے محبت کرے۔ اس محبت کے مقابلے میں تمام محبتوں کو قربان کردے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝

(التوبۃ۔ ۲۳، ۲۴)

(اے ایمان والو) اگر تمہارے آباء (واجداد) اور تمہارے بھائی بند ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کریں تو ان کو دوست نہ بناؤ اور (خبردار ہو جاؤ کہ) تم میں سے جو لوگ ان کو دوست بنائیں گے وہ (یقیناً) ظالم ہیں۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ (اے ایمان والو) اگر تمہیں اپنے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں اور رشتہ دار، وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، وہ تجارت جس کے مندا ہونے سے تم ڈرتے رہتے ہو اور وہ مکانات جو تمہیں (بہت) پسند ہیں، اللہ اور اس کے رسول، اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ (تعالےٰ) اپنا حکم صادر فرمائے (ایسے لوگ فاسق ہیں) اور اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا۔

عمل

اے لوگو، صحیح معنوں میں ایمان لائیے۔ ایمان کا جھوٹا دعویٰ کر کے ایمان والوں کو دھوکا نہ دیجیے۔

اے ایمان والو، اللہ اور اس کے رسول کے مخالفین کو اپنا دوست نہ بنائیے خواہ وہ آپ کے آباء و اجداد، بیٹے، پوتے اور اعزہ و اقربا ہی کیوں نہ ہوں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۂ حشر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِی الۡاَرۡضِ ۚ وَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۱﴾
ھُوَ الَّذِیۡۤ اَخۡرَجَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا
مِنۡ اَھۡلِ الۡکِتٰبِ مِنۡ دِیَارِھِمۡ
لِاَوَّلِ الۡحَشۡرِ ؕ مَا ظَنَنۡتُمۡ اَنۡ
یَّخۡرُجُوۡا وَظَنُّوۡۤا اَنَّھُمۡ مَّانِعَتُھُمۡ

حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ
مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ
فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ
بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ،
فَاعْتَبِرُوْا يٰاُولِي الْاَبْصَارِ ۲
وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ
لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ، وَلَهُمْ فِي
الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۳ ذٰلِكَ
بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ

مَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ④ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤

ترجمہ جو چیزیں آسمانوں میں اور زمین میں ہیں سب اللہ کی تسبیح پڑھتی ہیں، وہ غالب اور حکمت والا ہے ① وہی ہے جس نے اہل کتاب کے کافروں کو ان کے پہلے حشر کے وقت ان کے گھروں سے نکال دیا، (اے مؤمنو) تمہیں تو وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ لوگ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ان کے قلعے ان کو اللہ سے بچالیں گے لیکن اللہ ان کے پاس ایسی جگہ سے آیا کہ جہاں سے (آنے کا) انہیں وہم و گمان بھی نہ تھا۔ اللہ نے ان کے دلوں میں (ایسا) رعب ڈال دیا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے اور مؤمنین کے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو اجاڑنے لگے، تو اے آنکھوں والو، (اس واقعہ سے) عبرت حاصل کرو ② اور اگر اللہ نے (ان کے مقدر میں) جلاء وطنی نہ لکھی ہوتی تو دنیا میں انہیں (کسی) عذاب میں مبتلا کرتا اور آخرت میں تو ان کے لئے دوزخ کا عذاب (تیار ہی) ہے ③ یہ عذاب ان کو اس لئے ہوگا) کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں اور جو شخص بھی اللہ کی مخالفت کرے تو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے ④ (اور اے ایمان والو) کھجور کے جو درخت تم نے کاٹ ڈالے یا جن درختوں کو تم نے ان کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا یہ سب اللہ کے حکم سے تھا تاکہ اللہ نافرمانوں کو ذلیل کرے ⑤

معانی و مصادر (حَشْرٌ) حَشَرَ، يَحْشُرُ، حَشْرٌ (ن) جمع کرنا۔
(مَانِعَةٌ) مَنَعَ، يَمْنَعُ، مَنْعٌ (ف) روکنا، بچانا۔
(حُصُوْنٌ) حَصُنَ، يَحْصُنُ، حَصَانَةٌ (ک) پاک دامن ہونا، محفوظ کرنا (حُصُوْنٌ - حِصْنٌ

کی جمع ، قلعے ، ہتھیار)۔
(یَحْتَسِبُوْا) اِحْتَسَبَ ، یَحْتَسِبُ ، اِحْتِسَابٌ (باب افتعال) گمان کرنا ، شمار کرنا ، جانچ کرنا ، نیکی آگے بھیج دینا۔
(قَذَفَ) قَذَفَ ، یَقْذِفُ ، قَذْفٌ (ض) پھینکنا ، قے کرنا۔
(رُعْبٌ) رَعَبَ ، یَرْعَبُ ، رُعْبٌ و رَعْبٌ (ف) ڈرنا۔
(یُخْرِبُوْنَ) اَخْرَبَ ، یُخْرِبُ ، اِخْرَابٌ (باب افعال) ویران کرنا۔
(جَلَآءُ) جَلَا ، یَجْلُوْ ، جَلَاءٌ (ن) جلاء وطن کرنا ، جلاوطن ہونا ، ظاہر کرنا ، ظاہر ہونا۔
(لِیْنَةٌ) لَانَ ، یَلِیْنُ ، لِیْنٌ و لَیَانٌ و لِیْنَةٌ (ض) نرم ہونا (لِیْنٌ کھجور کا درخت سوا عجوہ کے یہ لفظ اسم جنس ہے ، ایک کے لئے لِیْنَةٌ آتا ہے)۔
نوٹ :۔ آیات زیر تفسیر میں جنگ بنو نضیر کی طرف اشارہ ہے۔ ہم پہلے جنگ بنو نضیر کا حال لکھتے ہیں تاکہ متعلقہ آیات کے سمجھنے میں سہولت ہو۔

جنگ بنو نضیر

اسباب جنگ

یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝
(الحشر ۔ ۴)

یہ (عذاب ان کو اس لئے ہوگا) کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں اور جو شخص بھی اللہ کی مخالفت کرے تو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

منافقین ان کی سازش میں برابر کے شریک تھے بلکہ یہودیوں کو اکسانا ان ہی کی حرکت تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ
(الحشر ۔ ۱۱)

(اور اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو منافق ہیں اور اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں " اگر تم نکالے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ضرور نکلیں گے اور تمہارے بارے میں کبھی کسی کا کہنا نہیں مانیں گے اور اگر تم سے

جنگ ہوئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے"۔

ایمان والوں کی حوصلہ افزائی

پہلے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اور منافقین کی سازشوں سے باخبر کیا پھر مؤمنین کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا:۔

لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ○ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ○ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ۚ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ۚ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ○

(الحشر۔ ۱۱تا۱۴)

اگر اہل کتاب نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر اُن سے جنگ ہوئی تو یہ ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر مدد کریں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے پھر انہیں کہیں سے مدد نہیں ملے گی۔ (اے ایمان والو) ان کے دلوں میں تمہارا ڈر اللہ (کے ڈر سے) بھی زیادہ ہے، (اور) یہ اس لئے ہے کہ ان لوگوں میں ذرا سی بھی سمجھ بوجھ نہیں۔ (اے ایمان والو) یہ سب مل کر بھی تم سے (آمنے سامنے آکر) نہیں لڑ سکتے مگر ہاں قلعہ بند بستیوں میں یا دیواروں کے آڑ میں (بیٹھ کر) لڑ سکتے ہیں۔ یہ آپس میں بھی (ایک دوسرے سے) بہت خوف زدہ رہتے ہیں۔ (اے رسول) آپ خیال کرتے ہوں گے کہ یہ سب ایک ہیں حالانکہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں، یہ اس لئے کہ ان لوگوں میں ذرا سی بھی عقل نہیں۔

فتح کی پیشین گوئی

اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کی حوصلہ افزائی فرمائی پھر فتح کی خوشخبری سنادی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا

ان کا حال ان لوگوں جیسا ہوگا جو ان سے پہلے

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ۝ (الحشر ۔ ۱۵)
وبال امرھم — قریب ہیں اپنے کئے کی سزا کا مزا چکھ چکے ہیں اور (قیامت کے دن) ان کے لئے دردناک عذاب ہے ۔

حالات جنگ

جب یہودیوں اور منافقوں کی سازش مکمل ہو گئی تو یہودیوں کے قبیلے بنو نضیر اور بنو قریظہ نے جنگ کی ابتداء کی ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں :۔

حَارَبَتِ النَّضِيْرُ وَقُرَيْظَةُ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی نضیر جزء ۵ صـ۱۱۲) — (یہودیوں کے قبیلے بنو) نضیر اور (بنو) قریظہ نے جنگ (کی ابتداء) کی ۔

یہودیوں کے قبیلہ بنو نضیر کے نام پر اس جنگ کا نام جنگ بنو نضیر رکھا گیا ۔

یہودی قلعہ بند ہو گئے ۔

وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ (الحشر ۔ ۲) — وہ سمجھ رہے تھے کہ ان کے قلعے ان کو اللہ سے بچا لیں گے ۔

جنگی نقطہ نظر کا لحاظ رکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ کھجور کے چند درخت کاٹ دئے جائیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ ۔ (الحشر ۔ ۵) — (اور اے ایمان والو) کھجور کے جو درخت تم نے کاٹ ڈالے یا جن درختوں کو تم نے ان کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا یہ سب اللہ (تعالیٰ) کے حکم سے تھا ۔

الغرض مسلمین نے حکم کی تعمیل میں چند درخت کاٹ دئے یا جلا دئے اور چند درختوں کو چھوڑ دیا ۔

درخت بُوَیرہ مقام پر تھے ۔

جب مسلمین نے درختوں کو آگ لگائی تو حضرت حسان بن ثابتؓ نے یہ شعر کہا :۔

وَهَانَ عَلٰى سَرَاةِ بَنِيْ لُؤَيٍّ
حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرُ

سرداران بنی لوئی (یعنی قریش) کے لئے باعث شرم ہے کہ بویرہ میں آگ لگ رہی ہے جس کی چنگاریاں دور دور تک جا رہی ہیں (لیکن اس

کے باوجود قریش اپنے دوستوں کی مدد نہیں کرتے۔

قریش کی طرف سے ابوسفیان بن حارث نے یہ شعر کہے :-

أَدَامَ اللّٰهُ ذٰلِكَ مِنْ صَنِيعٍ
وَحَرَّقَ فِي نَوَاحِيهَا السَّعِيرُ
سَتَعْلَمُ أَيُّنَا مِنْهَا بِنُزْهٍ
وَتَعْلَمُ أَيَّ أَرْضَيْنَا تَضِيرُ

اللہ یہ آگ ہمیشہ جلائے رکھے اور اس کے اطراف آتش دوزخ جلتی رہے،
عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ کون اس آگ سے دور ہے اور کونسی زمین کو نقصان پہنچتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی النضیر جزء ۵ ص۱۱۲ وصحیح مسلم کتاب الجهاد باب جواز قطع اشجار الکفار جزء ۲ ص۸۴)

نوٹ :- صحیح مسلم میں ابوسفیان بن الحارث کے شعر نہیں ہیں۔

یہودیوں نے جنگ تو چھیڑ دی لیکن مقابلہ نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ (الحشر - ۲)
اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

مسلمین نے بغیر لڑے ہی یہودیوں پر قابو پالیا اور ان کو مدینہ منورہ سے جلاوطن کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

فَمَآ أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ (الحشر - ۶)
تم نے اس کے لئے گھوڑے نہیں دوڑائے۔

هُوَ الَّذِيٓ أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ، (الحشر - ۲)
وہی ہے جس نے اہل کتاب کے کافروں کو ان کے پہلے حشر کے وقت ان کے گھروں سے نکال دیا۔

مسلمین نے ان کے گھروں کو اور خود یہودیوں نے اپنے گھروں کو ویران کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ (الحشر - ۲)
وہ خود اپنے ہاتھوں سے اور مؤمنین کے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو اجاڑنے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی نضیر، قبیلہ بنی قینقاع، قبیلہ بنی حارثہ اور مدینہ منورہ کے تمام یہودیوں کو جلاوطن کر دیا۔ صرف قبیلہ بنی قریظہ کو رہنے دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں :-

فَأَجْلَى بَنِي النَّضِيرِ وَأَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنَّ
آپ نے بنی نضیر کو جلاوطن کر دیا اور بنی قریظہ

عَلَيْهِمْ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی النضیر جزء ۵ صـ۱۱۲)

پر احسان رکھ کر ان کو (مدینہ میں) رہنے دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

وَاَجْلٰی یَهُوْدَ الْمَدِیْنَةِ کُلَّهُمْ بَنِیْ قَیْنُقَاعَ وَهُوْ رَهْطُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَیَهُوْدَ بَنِیْ حَارِثَةَ وَکُلَّ یَهُوْدِ الْمَدِیْنَةِ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی النضیر جزء ۵ صـ۱۱۲)

آپ نے مدینہ کے سب یہودیوں کو (یعنی) بنو قینقاع کو جو عبداللہ بن سلام کا قبیلہ تھا اور بنو حارثہ کو اور ان کے علاوہ جتنے بھی یہودی مدینہ میں آباد تھے سب کو نکال دیا۔

جنگ کے نتائج

جنگ میں یہودیوں کی رسوائی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلِیُخْزِیَ الْفٰسِقِیْنَ ○ (الحشر۔ ۵)

اس جنگ سے اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ نافرمانوں کو ذلیل کرے۔

یہودی جلاوطن کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔ (الحشر۔ ۲)

کافروں کو ان کے گھروں سے نکال دیا۔

یہودی تباہ و برباد ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ (الحشر۔ ۲)

وہ اپنے گھروں کو اجاڑنے لگے۔

یہودیوں کی املاک مسلمین کے قبضہ میں آئی۔ مسلمین کی مالی حالت بہتر ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَةً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ۔ (الحشر۔ ۷)

ان بستی والوں سے جو مال اللہ نے اپنے رسول کو (بغیر جنگ کے) دلوا دیا ہے وہ اللہ کا، رسول کا قرابتداروں کا، یتیموں کا، مسکینوں کا اور مسافروں کا حق ہے (یہ حکم اس لئے دیا جا رہا ہے) تاکہ یہ (مال و متاع) تم میں جو مالدار ہیں انہی کے درمیان نہ گھومتا رہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

کَانَ الرَّجُلُ یَجْعَلُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ النَّخَلَاتِ حَتّٰی افْتَتَحَ قُرَیْظَةَ وَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگ کھجور کے درخت (بطور تحفہ دیا کرتے تھے) لیکن جب آپ نے بنو قریظہ

وَالنَّضِیْرِ فَکَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ یَرُدُّ عَلَیْھِمْ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث بنی النّضیر جزء۵ صـ۱۱۳ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب اجلاء الیہود جزء۲ صـ۸۶)

اور بنو نضیر پر فتح حاصل کی تو پھر آپ ان لوگوں کے دئے ہوئے درخت ان کو واپس کرنے لگے۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ جو چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں (سب) اللہ کی تسبیح پڑھتی ہیں اور (اے لوگو) وہ غالب ہے (اس نے اپنی قوت سے یہودیوں کو شکست دی) اور وہ حکمت والا ہے (اس نے بغیر لڑے مسلمین کو فتح دی اس میں اس کی حکمت کارفرما تھی) (ھُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ مِنْ دِیَارِھِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ) وہی ہے جس نے اہل کتاب کے کافروں کو ان کے پہلے حشر کے وقت ان کے گھروں سے نکال دیا۔

اس آیت میں ایک قسم کی پیشگوئی ہے کہ یہ تو یہودیوں کا پہلا حشر ہے، آئندہ بار بار ان کا یہی حشر ہوتا رہے گا، وہ بار بار جلاء وطن کئے جائیں گے اور یہ حقیقت ہے کہ ایسا ہوتا ہی رہا۔

آگے فرمایا (مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ مَّانِعَتُھُمْ حُصُوْنُھُمْ مِّنَ اللّٰهِ) (اے ایمان والو) تمہیں تو وہم وگمان بھی نہیں تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ لوگ بھی یہ سمجھے ہوئے تھے (کہ انہیں کوئی نہیں نکال سکتا) ان کے قلعے ان کو اللہ سے بچالیں گے (فَاَتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَھُمْ بِاَیْدِیْھِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ) لیکن اللہ (کا عذاب) ان کے پاس ایسی جگہ سے آیا کہ جہاں سے آنے کا انہیں وہم وگمان بھی نہ تھا۔ اللہ نے ان کے دلوں میں (ایسا) رعب ڈال دیا کہ وہ خود اپنے ہاتھوں سے اور مؤمنین کے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو اجاڑنے لگے (فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ) تو اے آنکھوں والو (اس واقعہ سے) عبرت حاصل کرو (جو قوم بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرکشی کرتی ہے اور اسلام کی مخالفت کرتی ہے اس کا یہی حشر ہوتا ہے)۔

اس واقعہ میں اہل کتاب اور مشرکین کے لئے عبرت کا سامان تھا۔ انہیں چاہیئے تھا کہ عبرت حاصل کرتے اور ایمان لے آتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔

آگے فرمایا (وَلَوْلَآ اَنْ کَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْھِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَھُمْ فِی الدُّنْیَا، وَلَھُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ) اور اگر اللہ نے (ان کے مقدر میں جلاء وطنی نہ لکھی ہوتی تو دنیا میں انہیں (کسی) عذاب میں مبتلا کرتا اور آخرت میں تو ان کے لئے دوزخ کا عذاب (تیار ہی) ہے۔

(ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ یُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ) یہ (عذاب ان کو اس لئے ہوگا) کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں اور جو شخص بھی اللہ کی

مخالفت کرے تو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○

(الانفال۔ ۱۳)

(کافروں کی) یہ تباہی وبربادی اس لئے ہوئی کہ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے کی مخالفت کی اور جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے تو (ایسے شخص کے لئے) اللہ بھی سخت سزا دینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۚ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ○

(النسآء۔ ۱۱۵)

اور جو شخص ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور مومنین کے راستے کے علاوہ کسی اور راستے پر چلے تو ہم اُسے اُدھر ہی جانے دیں گے جس طرف جانے کے لئے اس نے رُخ پھیر لیا ہے، پھر ہم اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔

آگے فرمایا (مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ) (اور اے ایمان والو) کھجور کے جو درخت تم نے کاٹ ڈالے یا جن درختوں کو تم نے ان کی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا (کاٹا نہیں) یہ سب اللہ کے حکم سے تھا تاکہ اللہ نافرمانوں کو ذلیل کرے۔

یہودیوں کی ذلت کا بیان اوپر گذر چکا ہے۔ انہوں نے ہتھیار ڈال دئے، اپنے گھروں کو خود اجاڑا اور پھر جلا وطن کئے گئے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کھجور کے درخت اللہ تعالیٰ کے حکم سے کاٹے گئے تھے لیکن یہ حکم قرآن مجید میں کہیں نہیں ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرآن مجید کے علاوہ بھی وحی آتی تھی۔

عمل

اے لوگو، یہودیوں کے قصّے سے عبرت حاصل کیجئے اور ایمان لے آئیے۔

اے لوگو، اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت نہ کیجئے۔ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت دنیا اور آخرت میں عذاب الٰہی کا باعث ہے۔

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ
فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ
وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ
رُسُلَهٗ عَلٰی مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی
كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۶﴾ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ
عَلٰی رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ
وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی
وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ
كَیْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ

مِنكُمْ ۚ وَمَآ ءَاتَىٰكُمُ ٱلرَّسُولُ فَخُذُوهُ
وَمَا نَهَىٰكُمْ عَنْهُ فَٱنتَهُوا۟ ۚ وَٱتَّقُوا۟
ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ شَدِيدُ ٱلْعِقَابِ ﴿٧﴾
لِلْفُقَرَآءِ ٱلْمُهَٰجِرِينَ ٱلَّذِينَ
أُخْرِجُوا۟ مِن دِيَٰرِهِمْ وَأَمْوَٰلِهِمْ
يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ ٱللَّهِ وَرِضْوَٰنًا
وَيَنصُرُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ
هُمُ ٱلصَّٰدِقُونَ ﴿٨﴾ وَٱلَّذِينَ تَبَوَّءُو
ٱلدَّارَ وَٱلْإِيمَٰنَ مِن قَبْلِهِمْ

يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا
يَجِدُوْنَ فِىْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً
مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ
وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ
يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ ۝٩ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ
بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا
وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ
وَلَا تَجْعَلْ فِىْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ

اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝١٠

ترجمہ اور (اے ایمان والو) جو مال اللہ نے اپنے رسول کو (بغیر لڑائی کے) دلوایا ہے (اس میں تمہارا کوئی حق نہیں اس لئے کہ) تم نے اس کے لئے نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ۔ اللہ جن لوگوں پر چاہتا ہے اپنے رسولوں کو (بغیر لڑائی) کے تسلط دے دیا کرتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۝٦ ان بستی والوں سے جو مال اللہ نے اپنے رسول کو (بغیر لڑائی کے) دلوادیا ہے وہ اللہ کا، رسول کا، قرابتداروں کا، یتیموں کا، مسکینوں کا اور مسافروں کا (حق) ہے (یہ حکم اس لئے دیا جارہا ہے) تاکہ یہ (مال و متاع تم میں جو مالدار ہیں انہی کے درمیان نہ گھومتا رہے اور (اے ایمان والو) جو کچھ رسول تمہیں دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جن چیزوں سے روک دیا کریں (ان سے) رک جایا کرو، اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ (بہت) سخت عذاب دینے والا ہے ۝٧ (اور اے ایمان والو، یہ مال) ان محتاج مہاجرین کا بھی حق ہے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے نکال دیئے گئے، جو (ہمہ اوقات) اللہ کے فضل اور (اس کی) رضاء کے متلاشی رہتے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کی مدد بھی کرتے رہتے ہیں، یہی لوگ سچے ہیں ۝٨ اور (یہ مال ان کا بھی حق ہے) جو مہاجرین (کے آنے) سے پہلے ہی سے (دار الہجرت) میں آباد ہیں اور ایمان لا چکے ہیں۔ (ان کی کیفیت یہ ہے کہ جو لوگ ان کے پاس ہجرت کرکے آتے ہیں ان سے (بڑی) محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان (مہاجرین) کو دیا جاتا ہے اس کے لئے اپنے سینوں میں کوئی حرص نہیں پاتے بلکہ اپنی ضرورت کے باوجود ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے بچالیا گیا تو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں ۝٩ اور (یہ مال ان لوگوں کا بھی حق ہے) جو ان (مہاجر اور انصار) کے بعد (ایمان لے آئے) اور جو (اس طرح) دعا کرتے ہیں! "اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے بغض نہ پیدا کر، اے ہمارے رب، تو بہت شفقت کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے" ۝١٠

معانی و مصادر

(اَفَاءَ) اَفَاءَ، يُفِيْءُ، اِفَاءَةٌ (باب افعال) غنیمت دینا۔

(اَوْجَفْتُمْ) اَوْجَفَ، يُوْجِفُ، اِيْجَافٌ (باب افعال) دوڑانا۔

(خَيْلٌ) خَيْلٌ = رسالہ، گھوڑوں کی جماعت۔

(رِكَابٌ) رَكِبَ، يَرْكَبُ، رُكُوْبٌ و مَرْكَبٌ (س) سوار ہونا۔

(رِكَابٌ = کاٹھی سے لٹکنے والی چیز جس میں پیر ڈال کر سوار ہوتے ہیں، اونٹ)۔

(دُوْلَۃٌ) دَالَ، یَدُوْلُ، دَوْلَۃٌ (ن) گردش کرنا، پھرنا، ایک حال سے دوسرے حال میں جانا (دُوْلَۃٌ = گردش)

(تَبَوَّأَ) تَبَوَّأَ، یَتَبَوَّءُ، تَبَوُّءٌ (باب تفعّل) اقامت گزیں ہونا، رہنا۔

(حَاجَۃٌ) حَاجَ، یَحُوْجُ، حَوْجٌ (ن) ضرورت مند ہونا (حَاجَۃٌ = ضرورت)

(یُؤْثِرُوْنَ) اٰثَرَ، یُؤْثِرُ، اِیْثَارٌ (باب افعال) پیچھے لگانا، پسند کرنا اور فضیلت دینا، عزت دینا۔

(خَصَاصَۃٌ) خَصَّ، یَخَصُّ، خَصَاصَۃٌ، خَصَاصٌ (س) ضرورت مند ہونا، محتاج ہونا۔

(یُوْقَ) وَقٰی، یَقِیْ، وَقْیٌ وِ وِقَایَۃٌ (ض) بچانا۔

(شُحٌّ) شَحَّ، یَشِحُّ، شُحٌّ (ف، ن، ض) بخل کرنا، حرص کرنا۔

(غِلٌّ) غَلَّ، یَغِلُّ، غِلٌّ و غَلِیْلٌ (ض) بغض رکھنا (غِلٌّ = کینہ)۔

(رَءُوْفٌ) رَأَفَ، یَرْأَفُ، رَأْفَۃٌ (ف) بہت مہربانی کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْھُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْہِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ وَّلٰکِنَّ اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَہٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ، وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ) اور (اے ایمان والو) ان (بستی والوں) سے جو مال اللہ نے اپنے رسول کو (بغیر لڑائی کے) دلوایا ہے (اس میں تمہارا کوئی حق نہیں) اس لئے کہ تم نے اس کے لئے نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ۔ اللہ جن لوگوں پر چاہتا ہے اپنے رسولوں کو (بغیر لڑائی کے) تسلط دیدیا کرتا ہے اور اللہ (کے لئے بغیر لڑائی کے تسلط دے دینا کچھ مشکل نہیں کیوں کہ وہ) ہر چیز پر قادر ہے (مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ) ان بستی والوں سے جو مال اللہ نے اپنے رسول کو (بغیر لڑائی کے) دلوایا ہے وہ اللہ کا، رسول کا، قرابت داروں کا، یتیموں کا، مسکینوں کا اور مسافروں کا (حق) ہے (کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ) (یہ حکم اس لئے دیا جارہا ہے) تاکہ یہ (مال و متاع) تم میں جو مالدار ہیں انہی کے درمیان نہ گھومتا رہے (یعنی مجاہدین جو ہر لڑائی میں مال غنیمت حاصل کرکے مالدار ہوجائیں گے یا جو پہلے ہی مالدار ہیں اور اپنی دولت کی وجہ سے بآسانی جہاد میں شرکت کرتے ہیں اور مال غنیمت حاصل کرتے ہیں انہی میں گردش نہ کرتا رہے کچھ غریبوں کو بھی ملتا رہے تاکہ ان کی ضروریات بھی پوری ہوتی رہیں اور وہ محتاج نہ رہیں)۔

اللہ تعالیٰ نے جنگ کے بعد جو مال غنیمت حاصل ہوتا ہے اس میں سے ۵/۴ مجاہدین کو دلوایا اور پانچواں حصہ حکومت کی ضروریات اور غریبوں کے لئے وقف کردیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ اور (اے ایمان والو) خبردار ہوجاؤ جو چیز بھی

خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰہِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ، وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

(الانفال۔ ۴۱)

تمہیں مال غنیمت میں حاصل ہو تو اس میں پانچواں حصہ اللہ، رسول، اقربا، یتامی، مساکین اور مسافروں کے لئے ہے، اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اس نصرت پر ایمان رکھتے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر حق و باطل میں فرق کر دینے والے دن جس دن کہ دو فوجوں کی مٹھ بھیڑ ہوئی تھی نازل کی (تو تمہیں یہ فیصلہ ماننا ہوگا) اور (خبردار ہو جاؤ کہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے (تمہاری فتح اسی کی قدرت و نصرت سے ہوتی ہے)۔

جو مال بغیر جنگ کے حاصل ہو اسے مال فئے کہتے ہیں۔ اس میں سے اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو کچھ نہیں دلوایا پورا کا پورا مال حکومت کی ضروریات اور غریبوں کے لئے وقف کر دیا تاکہ غریبوں کے حالات کی بھی اصلاح ہوتی رہے اور اسلامی حکومت کی ضروریات بھی پوری ہوتی رہیں گویا اس مد میں اللہ تعالےٰ نے ۱/۵ تو مال غنیمت میں سے جمع کرایا اور مال فے پورا کا پورا جمع کرا دیا۔

آگے فرمایا (وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ) اور (اے ایمان والو) جو کچھ رسول تمہیں دیا کریں اسے لے لیا کرو اور جس چیز سے روک دیا کریں (اس سے) رک جایا کرو (حرص اور لالچ میں گرفتار نہ ہوا کرو) اور (اے ایمان والو) اللہ سے ڈرتے رہو (ایسا نہ ہو کہ مال کی حرص اور لالچ میں تم کوئی نازیبا حرکت کر بیٹھو اور اللہ کے عذاب میں مبتلا ہو جاؤ) بے شک اللہ (بہت) سخت عذاب دینے والا ہے (لِلْفُقَرَآءِ الْمُھٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاَمْوَالِھِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ، اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ) (اور اے ایمان والو، یہ مال) ان محتاج مہاجرین کا بھی (حق) ہے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے نکال دئے گئے (یعنی نہ ان کا گھر ہی رہا اور نہ ان کا مال ہی رہا۔ سب کچھ چھوڑ کر وہ مدینہ منورہ آ گئے۔ وہ ایسے لوگ ہیں) جو (ہمہ اوقات) اللہ کے فضل اور (اس کی) رضا کے متلاشی رہتے ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کی مدد بھی کرتے رہتے ہیں (کبھی جہاد سے پہلوتہی نہیں کرتے) یہ لوگ (واقعی اپنے ایمان کے دعوے میں) سچے ہیں (جو دعویٰ کیا تھا وہ کر دکھایا) (وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِھِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ ھَاجَرَ اِلَیْھِمْ) اور (اے ایمان والو، اس مال میں ان لوگوں کا بھی حق ہے) جو مہاجرین (کے آنے سے قبل ہی سے دار (الہجرت) میں آباد ہیں اور جنہوں نے ایمان کو (اپنے دلوں میں) جگہ دی ہے (یُحِبُّوْنَ مَنْ ھَاجَرَ اِلَیْھِمْ) (ان کی کیفیت یہ ہے کہ) جو لوگ ان کے پاس ہجرت کر کے آتے ہیں ان سے (بڑی) محبت کرتے ہیں (وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِھِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا)

اور جو کچھ ان (مہاجرین) کو دیا جاتا ہے اس کے لئے اپنے سینوں میں کوئی حرص نہیں پاتے (وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ) بلکہ اپنی ضرورت کے باوجود ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں (وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ) اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے بچالیا گیا تو (وہ بڑا خوش قسمت ہے) ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

آیات زیر تفسیر میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں ان کا ماحصل یہ ہے۔

(۱) مال فے اللہ کا، رسول کا، رشتہ داروں کا، یتیموں کا، مسکینوں کا، مسافروں کا، مہاجروں کا اور انصار کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ مال صرف اغنیاء ہی میں گھومتا رہے۔

(۲) مہاجرین کی خصوصیات یہ ہیں کہ وہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی رضامندی کے متلاشی رہتے ہیں، وہ اللہ کے دین اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد کرتے ہیں اور (اپنے ایمان کے دعوے میں) سچے ہیں۔

(۳) اہل مدینہ کی خصوصیات یہ ہیں کہ وہ مہاجرین سے محبت کرتے ہیں، جو کچھ مہاجرین کو دیا جاتا ہے اس کے لئے ان کے دلوں میں کوئی حرص نہیں ہوتی بلکہ مہاجرین کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دیتے ہیں۔

انصار کے ایثار کے سلسلہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَنْصَارَ لِيَكْتُبَ لَهُمْ بِالْبَحْرَيْنِ فَقَالُوا لَا وَاللهِ حَتَّىٰ تَكْتُبَ لِإِخْوَانِنَا مِنْ قُرَيْشٍ بِمِثْلِهَا فَقَالَ ذَاكَ لَهُمْ مَا شَاءَ اللهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ يَقُولُونَ لَهُ قَالَ فَإِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدِي أُثْرَةً فَاصْبِرُوا حَتَّىٰ تَلْقَوْنِي (صحیح بخاری کتاب الجهاد باب اقطع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من البحرین جزء ۴ ص۱۱۹)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا کہ ان کو بحرین میں (جاگیر کی سند) لکھ دیں انہوں نے کہا قسم اللہ کی ہم تو اس وقت تک (جاگیر) نہیں لیں گے جب تک آپ ہمارے قریشی بھائیوں کو بھی ویسی ہی جاگیر کی سند نہ لکھ دیں۔ آپ نے فرمایا جو اللہ چاہے گا ان کو بھی مل جائے گا انصار اصرار کرتے رہے کہ قریشی بھائیوں کے لئے بھی (جاگیر کی سند لکھ دیں۔ آپ نے (انصار سے) فرمایا تم میرے بعد دیکھو گے کہ دوسرے لوگوں کو تم پر ترجیح دی جائے گی تو تم (آخرت میں) مجھ سے ملنے تک صبر کرنا۔

انصار کے ایثار کے سلسلہ میں جو آیت نازل ہوئی اس کا شانِ نزول یہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ إِلَىٰ نِسَائِهِ فَقُلْنَ مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نے (اُسے کھانے کے لئے) اپنی بیویوں کے ہاں بھیج دیا۔ انہوں نے کہا: ہمارے پاس تو پانی کے سوا کچھ نہیں۔

مَنْ يَضُمُّ اَوْ يُضِيفُ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اَنَا فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلَى امْرَاَتِهٖ فَقَالَ اَكْرِمِي ضَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا عِنْدَنَا اِلَّا قُوْتُ صِبْيَانِي فَقَالَ هَيِّئِي طَعَامَكِ وَاَصْبِحِي سِرَاجَكِ وَنَوِّمِي صِبْيَانَكِ اِذَا اَرَادُوْا عَشَاءً فَهَيَّاَتْ طَعَامَهَا وَاَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا ثُمَّ قَامَتْ كَاَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَاَطْفَاَتْهُ فَجَعَلَا يُرِيَانِهٖ اَنَّهُمَا يَاْكُلَانِ فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِكَ اللّٰهُ اللَّيْلَةَ اَوْ عَجِبَ مِنْ فَعَالِكُمَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (صحیح بخاری کتاب الفضائل باب ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ جزء ۵ ص۴۲)

آپ نے فرمایا اس کو کون اپنے ساتھ لے جاتا ہے یا کون اس کی ضیافت کرتا ہے۔ ایک انصاری نے عرض کیا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں (لے جاتا ہوں) پھر وہ (اس کو لے کر) اپنی بیوی کے پاس گئے اور کہنے لگے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہیں ان کا اکرام کرو۔ وہ کہنے لگی ہمارے پاس تو صرف اتنا ہی کھانا ہے جو بچوں کو کافی ہو گا۔ انہوں نے کہا ایسا کرو کھانا پکاؤ، چراغ جلاؤ اور بچوں کو جب کھانا مانگیں (کچھ بہانہ کر کے) سلا دو بیوی نے ایسا ہی کیا۔ کھانا پکایا چراغ جلایا اور بچوں کو سلا دیا (اور وہ کھانا مہمان کے سامنے رکھ دیا) پھر وہ اس طرح اٹھیں گویا وہ چراغ درست کر رہی ہوں۔ انہوں نے چراغ بجھا دیا اور مہمان کو یہ تاثر دیا گویا دونوں کھا رہے ہیں۔ الغرض دونوں میاں بیوی رات کو فاقہ سے رہے۔ جب صبح ہوئی تو وہ انصاری رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس گئے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالٰے کو آج تم دونوں کے کام پر ہنسی آئی یا اس نے تعجب کیا۔ پھر اسی وقت اللہ نے (سورۂ حشر کی) یہ آیت اتاری "جو اپنی ضرورت کے باوجود ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

آیت زیر تفسیر میں انصار کی ایک خصوصیت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ ان میں حرص اور لالچ نہیں یہی وجہ ہے کہ وہ ایثار کرتے ہیں اور جو شخص نفس کی حرص و لالچ سے بچ گیا تو وہ فلاح پانے والا ہے۔

حرص اور لالچ کی برائی کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيْفَةِ

دینار و درہم، چادر اور کمبل کا بندہ تباہ ہو گیا اگر

وَالْخَمِيصَةِ اِنْ اُعْطِيَ رَضِيَ وَاِنْ لَّمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ما یتقی من فتنۃ المال جزء ۸ ص۱۱۵)

اس کو ملا تو خوش، نہ ملا تو ناخوش۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَّالٍ لَّا بْتَغٰى ثَالِثًا وَّلَا يَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ما یتقی من فتنۃ المال جزء ۸ ص۱۱۵ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب لو ان لابن آدم وادیین لا بتغی ثالثا جزء اول ص۱۱)

آدمی (کی حرص) کا تو یہ حال ہے اگر اس کے پاس دو جنگل بھر کے مال ہوں تو تیسرا جنگل تلاش کرے گا اور آدمی کے پیٹ کو کوئی چیز نہیں بھرتی سوائے مٹی کے اور اللہ تو اس شخص کی توبہ قبول کرتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهٗ بِطِيْبِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهٗ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهٗ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَّمْ يُبَارَكْ لَهٗ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھذا المال خضرۃ حلوۃ جزء ۸ ص۱۱۶)

یہ دنیا کا مال (بڑا) خوشنما اور شیریں ہے لیکن جو کوئی اس کو سیر چشمی سے لے گا (اس کے لئے حرص نہیں کرے گا) تو اس میں اس کے لئے برکت دی جائے گی اور جو شخص حرص اور طمع کے ساتھ اس کو لے گا تو اس کے لئے اس میں برکت نہیں دی جائے گی۔ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے (یعنی دینے والا لینے والے سے بہتر ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الْمُكْثِرِيْنَ هُمُ الْمُقِلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا مَنْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا فَنَفَحَ فِيْهِ يَمِيْنَهٗ وَشِمَالَهٗ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَآئَهٗ وَعَمِلَ فِيْهِ خَيْرًا (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب المکثرون ھم المقلون جزء ۸ ص۱۱۶)

جو لوگ دنیا میں بہت مال و دولت رکھتے ہیں آخرت میں وہ نادار ہوں گے البتہ وہ شخص جس کو اللہ نے دولت دی ہو پھر وہ اس کو دائیں اور بائیں، آگے اور پیچھے (چاروں طرف محتاجوں کو) دیتا رہے اور نیک کام میں اس کو خرچ کرتا رہے (وہ آخرت میں نادار نہیں ہوگا)۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں:۔

كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرَّةِ الْمَدِيْنَةِ فَاسْتَقْبَلَنَا اُحُدٌ فَقَالَ يَا اَبَاذَرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَا يَسُرُّنِيْ اَنَّ عِنْدِيْ مِثْلَ اُحُدٍ هٰذَا ذَهَبًا تَمْضِيْ عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ اِلَّا شَيْئًا اَرْصُدُهٗ لِدَيْنٍ اِلَّا اَنْ اَقُوْلَ بِهٖ فِيْ عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَمِنْ خَلْفِهٖ ثُمَّ مَشٰى فَقَالَ اِنَّ الْاَكْثَرِيْنَ هُمُ الْاَقَلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما احب ان لی مثل احد ذھبا جزء ۸ ص۱۱۷)

میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کالی پتھریلی زمین پر چلا جارہا تھا اتنے میں سامنے احد پہاڑ دکھائی دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، میں حاضر ہوں. آپ نے فرمایا مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے پاس اس پہاڑ کے برابر سونا ہو پھر میں تین دن سے زیادہ اس میں سے ایک اشرفی برابر سونا بھی اپنے پاس رہنے دوں البتہ اگر مجھ پر کسی کا قرض ہو تو اس کے ادا کرنے کے لئے کچھ رکھ چھوڑوں (تو یہ اور بات ہے)۔ میں (تو اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ) سارا سونا اللہ کے بندوں کو بانٹ دوں داہنی طرف بھی، بائیں طرف بھی اور پیچھے بھی۔ یہ فرما کر آپ (آگے) چلے پھر فرمایا جو لوگ دنیا میں بہت مال و دولت رکھتے ہیں آخرت میں وہ نادار ہوں گے مگر ہاں وہ لوگ نادار نہیں ہوں گے جنہوں نے اِس طرح، اِس طرح اور اِس طرح یعنی داہنی طرف، بائیں طرف اور پیچھے کی طرف (خوب اللہ تعالیٰ کے راستہ میں) خرچ کیا مگر اس قسم کے (سخی لوگ) کم ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب الغنی غنی النفس جزء ۸ ص۱۱۸ صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب لیس الغنی عن کثرۃ العرض جزء اول ص۳۱۸)

تونگری بہت مال اور اسباب سے نہیں ہوتی، تونگری تو دل کی تونگری (اور بے نیازی) کا نام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي

جب آدمی کی نگاہ اس شخص پر پڑے جو مال اور

الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب لینظر الی من هو اسفل منه ولا ینظر الی من هو فوقه جزء ۸ ص۱۲۸)

جمال میں اس سے بڑھ کر ہو تو اس شخص کو دیکھے (جو ان باتوں میں) اس سے کم ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اِتَّقُوا الظُّلْمَ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم جزء ۲ ص۳۱۳)

ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہو گا اور بخل (وحرص) سے بچو اس لئے کہ تم سے پہلے لوگوں کو بخل (اور حرص) نے تباہ کیا۔ بخل (و حرص) نے ان کو اکسایا (تو) انہوں نے اپنوں کا خون بہایا اور حرام کو حلال کر لیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔
أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْطِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْعَطَاءَ فَيَقُولُ لَهُ عُمَرُ: أَعْطِهِ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ أَوْ تَصَدَّقْ بِهِ وَمَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَلَا سَائِلٍ، فَخُذْهُ وَمَا لَا، فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ" (صحیح مسلم کتاب الزکاۃ باب اباحۃ الاخذ لمن اعطی من غیر مسألۃ جزء اول ص۳۱۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جب کبھی) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو (کچھ مال) دیتے تو وہ عرض کرتے اے اللہ کے رسول، جو مجھ سے زیادہ ضرورتمند ہو اسے دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: "اسے لے لو اور جمع کر و یا صدقہ دو۔ اگر یہ مال تمہیں اس حال میں ملے کہ نہ تو تم اس کے حریص ہو اور نہ سائل تو اسے لے لیا کرو اگر ایسا نہ ہو تو اپنے نفس کو اس کے پیچھے نہ لگاؤ (یعنی مال کی حرص دل میں نہ رکھو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
"قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ، وَرُزِقَ كَفَافًا، وَقَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ" (صحیح مسلم کتاب الزکات باب فی الکفاف والقناعۃ جزء اول ص۳۲۰)

اس شخص نے فلاح پائی جس نے اسلام قبول کیا، جس کو اتنا رزق دیا گیا جو اس کی ضروریات کے لئے کافی ہو اور جس کو اللہ نے اس مال پر قانع بنایا ہو جو اسے اللہ نے دیا ہو۔

حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاھُمْ ثُمَّ سَاَلُوْہُ فَاَعْطَاھُمْ حَتّٰی اِذَا نَفِدَ مَا عِنْدَہٗ قَالَ مَا یَکُنْ عِنْدِیْ مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَہٗ عَنْکُمْ وَمَنْ یَّسْتَعْفِفْ یُعِفَّہُ اللّٰہُ وَمَنْ یَّسْتَغْنِ یُغْنِہِ اللّٰہُ وَمَنْ یَّتَصَبَّرْ یُصَبِّرْہُ اللّٰہُ وَمَآ اُعْطِیَ اَحَدٌ مِّنْ عَطَآءٍ خَیْرًا وَّاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل التعفف والصبر جزء اول ص ۳۴۲)

انصار کے چند لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا۔ آپ نے ان کو دیا۔ انہوں نے پھر مانگا، آپ نے پھر دیا یہاں تک کہ جو کچھ آپ کے پاس تھا ختم ہو گیا تو آپ نے فرمایا میرے پاس جو مال ہوتا ہے تو میں اس کو تم سے روک کر جمع نہیں کرتا (وہ) جو سوال سے بچے اللہ اسے بچاتا ہے اور جو بے پرواہی اختیار کرے تو اللہ اس کو بے پرواہ کر دیتا ہے اور جو صبر کی عادت ڈالے اللہ اس پر صبر آسان کر دیتا ہے اور کوئی عطائے الٰہی صبر سے بہتر اور کشادگی والی نہیں۔

حضرت عمرو بن عوفؓ فرماتے ہیں:-

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَبَا عُبَیْدَۃَ بْنَ الْجَرَّاحِ یَاْتِیْ بِجِزْیَتِھَا وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَالَحَ اَھْلَ الْبَحْرَیْنِ وَاَمَّرَ عَلَیْھِمُ الْعَلَآءَ ابْنَ الْحَضْرَمِیِّ فَقَدِمَ اَبُوْ عُبَیْدَۃَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَیْنِ فَسَمِعَتِ الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِہٖ فَوَافَتْہُ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوْا لَہٗ فَتَبَسَّمَ حِیْنَ رَاٰھُمْ وَقَالَ اَظُنُّکُمْ سَمِعْتُمْ بِقُدُوْمِ اَبِیْ عُبَیْدَۃَ وَاَنَّہٗ جَآءَ بِشَیْءٍ قَالُوْا اَجَلْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَاَبْشِرُوْا وَاَمِّلُوْا مَا یَسُرُّکُمْ فَوَاللّٰہِ مَا الْفَقْرَ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ وَلٰکِنْ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا کَمَا بُسِطَتْ عَلٰی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَتَنَافَسُوْھَا کَمَا تَنَافَسُوْھَا وَتُلْھِیَکُمْ کَمَآ اَلْھَتْھُمْ (صحیح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ ابن الجراح کو بحرین سے جزیہ لانے کے لئے روانہ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بحرین سے صلح کر لی تھی اور ان پر علاء بن الحضرمی کو امیر بنایا تھا۔ (کچھ عرصہ بعد) ابو عبیدہ بحرین سے مال لے کر آئے انصار کو ان کے آنے کی خبر ہوئی تو انہوں نے صبح کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو انصار آپ کے سامنے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو دیکھا تو آپ مسکرائے اور فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ تم نے ابو عبیدہ کے آنے اور مال لانے کی خبر سنی ہے۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول، ہاں (یہی بات ہے)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوش ہو جاؤ اور اس چیز کی امید رکھو جو تمہیں خوش کر دے گی۔ اللہ کی قسم مجھے تمہارے متعلق فقر کا اندیشہ نہیں ہے

صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ما یحذر من زھرۃ الدنیا جزء ۸ ص ۱۱۲)

میں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا کشادہ کر دی جائے گی جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں پر کشادہ کر دی گئی تھی پھر تم دنیا کی دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرو گے جیسے انہوں نے کی تھی، پھر دنیا تم کو (آخرت سے) غافل کر دے گی جس طرح ان کو غافل کیا تھا۔

حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَكْثَرَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ قِيْلَ وَمَا بَرَكَاتُ الْأَرْضِ؟ قَالَ زَهْرَةُ الدُّنْيَا، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ هَلْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَصَمَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ ثُمَّ جَعَلَ يَمْسَحُ عَنْ جَبِيْنِهِ فَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ قَالَ أَنَا قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ لَقَدْ حَمِدْنَاهُ حِيْنَ طَلَعَ ذٰلِكَ قَالَ لَا يَأْتِي الْخَيْرُ إِلَّا بِالْخَيْرِ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَإِنَّ كُلَّ مَا أَنْبَتَ الرَّبِيْعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرَةِ أَكَلَتْ حَتّٰى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ فَاجْتَرَّتْ وَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ عَادَتْ فَأَكَلَتْ وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوَةٌ مَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِي حَقِّهِ فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ هُوَ وَمَنْ أَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ما یحذر من زھرۃ الدنیا جزء ۸ ص ۱۱۳ وصحیح مسلم کتاب الزکٰوۃ باب تخوف ما یخرج من زھرۃ الدنیا جزء اول ص ۴۱۹)

مجھے تمہارے متعلق جس چیز کا سب سے زیادہ خوف ہے وہ زمین کی برکتیں ہیں جو اللہ تمہارے لئے نکالے گا۔ آپ سے پوچھا گیا برکات الارض سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا دنیا کی رونق (اور زیب و زینت)۔ ایک شخص نے آپ سے پوچھا: کیا خیر شر کو لاتی ہے۔ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ ہم نے خیال کیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ پھر آپ نے اپنی پیشانی سے (پسینہ) پونچھا پھر فرمایا سائل کہاں ہے؟ اس نے کہا میں (موجود ہوں)۔ ہم نے جب یہ بات دیکھی تو اس کی تعریف کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خیر تو خیر ہی کو لاتی ہے۔ بے شک یہ مال میٹھی سبزی ہے۔ موسم برسات میں جو سبزہ اگتا ہے وہ یا تو جانور کو مار ڈالتا ہے یا بیمار ڈال دیتا ہے مگر ہاں سبزی کھانے والا وہ جانور کہ کھاتا ہے اور جب اس کی کوکھیں پھول جاتی ہیں تو سورج کے سامنے آجاتا ہے تو جگالی کرتا ہے، لید کرتا ہے اور پیشاب کرتا ہے پھر دوبارہ کھانے لگتا ہے (یعنی مسلسل نہیں کھاتا) اور یہ مال (بڑی) میٹھی چیز ہے۔ جو شخص اس کو حق کے ساتھ لیتا ہے اور حق کے راستہ میں خرچ کرتا ہے تو یہ (اس کے لئے) اچھا ذریعہ

(معاش) ہوتا ہے اور جو شخص مال کو بغیر حق کے لیتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کھائے لیکن اس کا پیٹ نہ بھرے۔

الغرض مؤمن کی شان کے منافی ہے کہ وہ حرص اور لالچ میں مبتلا ہو۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْإِيْمَانُ فِىْ قَلْبِ عَبْدٍ اَبَدًا (نسائی کتاب الجهاد باب فضل من عمل فی سبیل الله علی قدمه جزء ۲ ص۴۵ وسنده صحيح. التعليقات اللالبانی علی المشكوٰة جزء ۲ ص۱۱۲۵)

حرص اور ایمان کسی بندے کے دل میں کبھی جمع نہیں ہوتے۔ (یعنی مومن حریص نہیں ہوتا)

اوپر مہاجرین اور انصار اور ان کی خصوصیات کا ذکر تھا اب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر فرمایا جو مہاجرین اور انصار کے بعد ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَالَّذِيْنَ جَاءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِىْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ) اور (اس مال میں ان لوگوں کا بھی حق ہے) جو ان (مہاجرین اور انصار) کے بعد (ایمان لے کر) آئے اور جو (اس طرح) دعاء کرتے ہیں "اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے بغض نہ پیدا کر، اے ہمارے رب تو بہت شفقت کرنے والا، رحم کرنے والا ہے"۔

اس آیت سے کئی باتیں معلوم ہوئیں اور وہ یہ ہیں:۔

(۱) مسلمین کو اپنے لئے دعائے مغفرت کرنی چاہئے،
(۲) مسلمین کو ان لوگوں کے لئے بھی دعائے مغفرت کرنی چاہئے جو ایمان لانے میں ان سے سبقت کر چکے ہیں اور
(۳) مسلمین کو ایمان والوں کے لئے دل میں کسی قسم کا بغض نہیں رکھنا چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ (صحيح بخاری کتاب الادب باب تعاون المؤمنين بعضهم بعضا جزء ۸ ص۱۴ وصحيح مسلم كتاب البر والصلة باب تراحم المؤمنين جزء ۲ ص۳۱۲)

ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لئے عمارت کے مانند ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تقویت پہنچاتا ہے (اسی طرح ایک مؤمن کو دوسرے مؤمن کی تقویت کا باعث ہونا چاہئے) پھر آپ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے

ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالا (آپ نے بتایا کہ جس طرح یہ انگلیاں ایک دوسرے کو تقویت پہنچا رہی ہیں اسی طرح ایک مؤمن کو چاہئے کہ دوسرے مؤمن کو تقویت پہنچائے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا (وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّھُمَا وَلَا تَنَاجَشُوْا) (وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ وَلَا تَنَافَسُوْا) (وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ وَلَا تَھَجَّرُوْا) (وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ وَلَا تَقَاطَعُوْا) وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا (صحیح بخاری کتاب الادب باب ما ینہی عن التحاسد والتدابر۔ صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظن جزء ۲ صـ۴۲۳ و صـ۴۲۴)

بدگمانی سے بچو۔ بدگمانی بہت بڑا جھوٹ ہے۔ ٹوہ نہ لگاؤ، کسی کا عیب نہ ٹٹولو، حسد نہ کرو، ترک ملاقات نہ کرو، بغض نہ رکھو، قیمت بڑھانے کے لئے بولی نہ لگاؤ، دنیا کی دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی حرص نہ کرو، ایک دوسرے کو نہ چھوڑو، رشتہ کو نہ کاٹو، اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو۔

(نوٹ: خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا یَبِعْ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَیْعِ بَعْضٍ وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یَخْذُلُہٗ وَلَا یَحْقِرُہٗ اَلتَّقْوٰی ھٰھُنَا وَیُشِیْرُ اِلٰی صَدْرِہٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِءٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ یَّحْقِرَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُہٗ وَمَالُہٗ وَعِرْضُہٗ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ جزء ۲ صـ۴۲۴)

حسد نہ کرو، محض قیمت بڑھانے کے بولی نہ لگاؤ، بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو، اور تم میں سے کوئی دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے۔ اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو، مسلم مسلم کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے، نہ اس کو بے یار و مددگار چھوڑ دے، اور نہ اس کی تحقیر کرے۔ پھر آپ نے سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تقوٰی یہاں ہوتا ہے، تقوٰی یہاں ہوتا ہے، تقوٰی یہاں ہوتا ہے۔ آدمی کے لئے یہی برائی کافی ہے کہ اپنے (مسلم) بھائی کو ذلیل کرے۔ مسلم کی تمام چیزیں (مثلاً اس کا خون، اس کا مال اور اس کی آبرو (ریزی) دوسرے مسلم پر حرام ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا اِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ: اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا اَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا" (صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب النهی عن الشحناء والتهاجر جزء۲ ص۳۲۵)

ہر پیر اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں پھر ہر بندے کی جو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا بخشش کر دی جاتی ہے سوائے اس شخص کے کہ جس کے دل میں اپنے بھائی کے لئے بغض ہو۔ (ان کے متعلق) کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑ دو جب تک یہ آپس میں صلح نہ کریں، ان دونوں کو چھوڑ دو جب تک یہ آپس میں صلح (نہ) کریں. ان دونوں کو چھوڑ دو جب تک یہ آپس میں صلح (نہ) کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِيْ كُلِّ يَوْمِ خَمِيْسٍ وَاثْنَيْنِ فَيَغْفِرُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ لِكُلِّ امْرِئٍ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا اِلَّا امْرَأً كَانَتْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ. اُرْكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا. اُرْكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا (صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب النهی عن الشحناء والتهاجر جزء۲ ص۳۳۵)

ہر جمعرات اور ہر پیر کے دن (بندوں کے) اعمال (اللہ تعالیٰ کو) پیش کئے جاتے ہیں۔ اللہ عز وجل ہر اس شخص کو جو اللہ کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہیں کرتا بخش دیتا ہے مگر اس شخص کو نہیں بخشتا جس کے دل میں اپنے بھائی کے لئے بغض ہو۔ (ان کے متعلق) کہا جاتا ہے: ان دونوں کو چھوڑ دو جب تک یہ دونوں آپس میں صلح (نہ) کریں، ان دونوں کو چھوڑ دو جب تک یہ دونوں آپس میں صلح نہ کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللهُ فِيْ حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب تحریم الظلم جزء۲ ص۳۲۰)

مسلم مسلم کا بھائی ہے، نہ خود اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو ظلم کرنے کے لئے کسی کے حوالہ کرتا ہے جو شخص اپنے بھائی کے کام میں لگا رہے اللہ تعالیٰ اس کے کام میں لگا رہتا ہے اور جو شخص کسی مسلم پر سے کوئی مصیبت دور کرے اللہ تعالیٰ اس پر سے قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت دور کریگا اور جو مسلم کی پردہ پوشی کریگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کریگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى (صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب تراحم المؤمنین جزء ۲ ص ۴۳۱)

مؤمنین کی مثال ان کی دوستی، رحم و کرم اور شفقت میں ایسی ہے جیسے ایک بدن کی۔ بدن میں کسی عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو سارا بدن اس میں شریک ہو جاتا ہے، نیند نہیں آتی بخار آ جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔
قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ قَالَ كُلُّ مَخْمُوْمِ الْقَلْبِ صَدُوْقِ اللِّسَانِ قَالُوْا صَدُوْقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُهُ فَمَا مَخْمُوْمُ الْقَلْبِ قَالَ هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ لَا إِثْمَ فِيْهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ (ابن ماجة کتاب الزهد باب الورع والتقوىٰ وسندہٗ صحیح جزء ۲ ص ۵۵۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ہر مخموم القلب، زبان کا سچا۔ لوگوں نے کہا: زبان کا سچا (کون ہوتا ہے) یہ تو ہمیں معلوم ہے لیکن مخموم القلب کیا ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ متقی اور صاف دل (انسان) ہوتا ہے (اس کے) دل میں نہ گناہ ہوتا ہے نہ بغاوت ہوتی ہے نہ کینہ ہوتا ہے اور نہ حسد۔

عمل

اے ایمان والو، جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اسے لے لیجئے اور جس سے روک دیا ہے اس سے رک جائیے۔

اے ایمان والو، مال و دولت کو صرف مالداروں ہی میں نہ گھمائیے، اس میں غریبوں کا بھی حق ہے۔

اے ایمان والو، ایثار کی صفت اختیار کیجئے۔ دوسرے مؤمن کو اپنے اوپر ترجیح دیجئے، حرص و لالچ سے بچئے۔

اے ایمان والو، اپنے لئے بھی مغفرت کی دعاء کرتے رہا کیجئے اور دوسرے ایمان والوں کے لئے بھی جو آپ سے پہلے ایمان لا چکے ہیں دعائے مغفرت کرتے رہا کیجئے۔ کسی مؤمن سے بغض نہ رکھئے۔

اے ایمان والو، جو مال کفار سے بغیر جنگ کئے ہاتھ آئے اسے آیات زیر تفسیر کے احکام کے مطابق تقسیم کیجئے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا
يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ
وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا
وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ
وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾
لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ
وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ وَ

لَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ

ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿١٢﴾ لَاَنْتُمْ

اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ

مِّنَ اللّٰهِ ، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ

لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿١٣﴾ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ

جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ

اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ، بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ

شَدِيْدٌ ، تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا

وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٤﴾ كَمَثَلِ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا
وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ
اَلِيْمٌ ﴿١٥﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ
قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا
كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ
اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾
فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ
خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا

الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۷﴾

ترجمہ (اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو منافق ہیں اور جو اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں "اگر تم نکالے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ضرور نکلیں گے اور تمہارے بارے میں کبھی بھی کسی کا کہنا نہیں مانیں گے اور اگر تم سے جنگ ہوئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے" اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں ﴿۱۱﴾ اگر اہل کتاب نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر ان سے جنگ ہوئی تو یہ ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر مدد کریں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے پھر انہیں (کہیں سے) مدد نہیں ملے گی ﴿۱۲﴾ (اے ایمان والو) ان کے دلوں میں تمہارا ڈر اللہ (کے ڈر) سے بھی زیادہ ہے، (اور) یہ اس لئے ہے کہ ان لوگوں کو ذرا سی بھی سمجھ بوجھ نہیں ﴿۱۳﴾ (اے ایمان والو) یہ سب مل کر بھی تم سے (آمنے سامنے آکر) نہیں لڑ سکتے مگر ہاں قلعہ بند بستیوں میں یا دیواروں کی آڑ میں (بیٹھ کر لڑیں تو لڑیں)، یہ آپس میں بھی (ایک دوسرے سے) بہت خوف زدہ رہتے ہیں، (اے رسول) آپ خیال کرتے ہوں گے کہ یہ سب ایک ہیں حالانکہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں، یہ اس لئے کہ ان لوگوں میں ذرا سی بھی عقل نہیں ﴿۱۴﴾ ان کا حال ان لوگوں جیسا ہوگا جو ان سے پہلے قریب میں اپنے کئے کا مزا چکھ چکے ہیں مزید برآں (قیامت کے دن) ان کے لئے دردناک عذاب ہے ﴿۱۵﴾ ان کی مثال شیطان جیسی ہے کہ وہ انسان سے کفر کرنے کے لئے کہتا ہے پھر جب انسان کفر کرتا ہے تو (اس سے) کہتا ہے میں تجھ سے بیزار ہوں، میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں ﴿۱۶﴾ تو ان دونوں کا انجام یہ ہوگا کہ یہ دونوں دوزخ میں داخل ہوں گے (اور) اس میں ہمیشہ رہیں گے، ظلم کرنے والوں کی یہی سزا ہے ﴿۱۷﴾

معانی و مصادر

(نَافَقُوا) نَافَقَ، یُنَافِقُ، مُنَافَقَۃٌ و نِفَاقٌ (باب مفاعلہ) منافق ہونا۔

(رَھْبَۃٌ) رَھِبَ، یَرْھَبُ، رَھْبَۃٌ و رُھْبٌ و رَھَبٌ و رُھْبَانٌ و رُھْبَانٌ (س) ڈرنا۔

(قُرًی) قُرًی = قَرْیَۃٌ کی جمع، بستیاں۔

(مُحَصَّنَۃٌ) حَصَّنَ، یُحَصِّنُ، تَحْصِیْنٌ (باب تفعیل) قلعہ بند کرنا، محفوظ کرنا۔

(جُدُرٌ) جُدُرٌ = جِدَارٌ کی جمع، دیواریں۔

(شَتّٰی) شَتَّ، یَشِتُّ، شَتٌّ و شَتَاتٌ و شَتِیْتٌ (ض) متفرق ہونا۔ (شَتّٰی = شَتِیْتٌ کی جمع، علیحدہ کئے ہوئے)۔

(وَبَالٌ) وَبُلَ، یَوْبُلُ، وَبْلٌ و وَبَالٌ و وُبُوْلٌ و وَبَالَۃٌ (ک) سخت ہونا (وَبَالٌ =

سختی، برا انجام)

(برِئَ) بَرِیَٔ، یَبۡرَؤُ، بَرۡءًا وبُرۡءًا وبُرُوۡءًا (س) شفایاب ہونا، بری ہونا۔

تفسیر منافقین اگرچہ بظاہر ایمان والوں سے ملے ہوئے تھے لیکن درحقیقت وہ درپردہ یہودیوں سے ملے ہوئے تھے۔ جنگ بنو نضیر میں انہوں نے ہی یہودیوں کو اکسایا تھا اور انہیں اپنی امداد کا یقین دلایا تھا لیکن جب جنگ ہوئی تو انہوں نے یہودیوں کا ساتھ نہیں دیا اور نہ جنگ میں شریک ہوئے۔ آیات زیرِ تفسیر میں منافقین کی سازش کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ نَافَقُوۡا یَقُوۡلُوۡنَ لِاِخۡوَانِہِمُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ لَئِنۡ اُخۡرِجۡتُمۡ لَنَخۡرُجَنَّ مَعَکُمۡ وَلَا نُطِیۡعُ فِیۡکُمۡ اَحَدًا اَبَدًا وَّاِنۡ قُوۡتِلۡتُمۡ لَنَنۡصُرَنَّکُمۡ) (اور اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو منافق ہیں اور اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے ہیں اگر تم نکالے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ضرور نکلیں گے اور تمہارے بارے میں کبھی بھی کسی کا کہنا نہیں مانیں گے اور اگر تم سے جنگ ہوئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے" (وَاللّٰہُ یَشۡہَدُ اِنَّہُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ) اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں (لَئِنۡ اُخۡرِجُوۡا لَا یَخۡرُجُوۡنَ مَعَہُمۡ وَلَئِنۡ قُوۡتِلُوۡا لَا یَنۡصُرُوۡنَہُمۡ وَلَئِنۡ نَّصَرُوۡہُمۡ لَیُوَلُّنَّ الۡاَدۡبَارَ ثُمَّ لَا یُنۡصَرُوۡنَ) اگر (اہل کتاب) نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر ان سے (ایمان والوں کی) جنگ ہوئی تو یہ ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر مدد کریں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے پھر انہیں کہیں سے بھی مدد نہیں ملے گی (لَاَنۡتُمۡ اَشَدُّ رَہۡبَۃً فِیۡ صُدُوۡرِہِمۡ مِّنَ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ قَوۡمٌ لَّا یَفۡقَہُوۡنَ) (اے ایمان والو) ان کے دلوں میں تمہارا ڈر اللہ کے (ڈر) سے بھی زیادہ ہے (اور) یہ اس لئے ہے کہ ان لوگوں میں (ذرا سی بھی) سمجھ بوجھ نہیں۔ (اگر ان کو ذرا سی سمجھ بوجھ ہوتی تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے) (لَا یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ جَمِیۡعًا اِلَّا فِیۡ قُرًی مُّحَصَّنَۃٍ اَوۡ مِنۡ وَّرَآءِ جُدُرٍ) (اے ایمان والو) یہ سب مل کر بھی تم سے (آمنے سامنے آکر) نہیں لڑ سکتے مگر ہاں قلعہ بند بستیوں میں یا دیواروں کی آڑ میں (بیٹھ کر لڑیں تو لڑیں) (بَاۡسُہُمۡ بَیۡنَہُمۡ شَدِیۡدٌ ؕ تَحۡسَبُہُمۡ جَمِیۡعًا وَّقُلُوۡبُہُمۡ شَتّٰی ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ قَوۡمٌ لَّا یَعۡقِلُوۡنَ) یہ آپس میں بھی (ایک دوسرے سے) بہت خوف زدہ رہتے ہیں (اور اے رسول) آپ خیال کرتے ہوں گے کہ یہ سب اکٹھے ہیں حالانکہ (ایسا ہے نہیں) ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں، یہ اس لئے کہ ان لوگوں میں (ذرا سی بھی) عقل نہیں (اگر عقل ہوتی تو یہ ایک ہوتے اور ایمان والوں کے مقابلہ میں فراخ دلی کے ساتھ ایک دوسرے کی مدد کرتے، مشترکہ دشمن سے لڑنا اور آپس میں بغض رکھنا عقل کی علامت نہیں) (کَمَثَلِ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ قَرِیۡبًا ذَاقُوۡا وَبَالَ اَمۡرِہِمۡ ۚ وَلَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ) ان کا حال ان لوگوں جیسا ہوگا جو ان سے (چند دن) پہلے قریب ہیں (بدر کے مقام پر مسلمین سے لڑ کر) اپنے کئے کا مزا چکھ چکے ہیں مزید برآں (قیامت کے دن) ان کے لئے دردناک عذاب ہے (کَمَثَلِ الشَّیۡطٰنِ اِذۡ قَالَ لِلۡاِنۡسَانِ اکۡفُرۡ ۚ فَلَمَّا کَفَرَ

قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ) ان کی مثال شیطان جیسی ہے کہ وہ انسان سے کفر کرنے کے لئے کہتا ہے پھر جب وہ کفر کرتا ہے تو (اس سے) کہتا ہے میں تجھ سے بیزار ہوں، میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں (یہی حالت منافقین کی ہے کہ وہ یہودیوں سے کہتے ہیں کہ مسلمین سے لڑو، پھر جب یہودی مسلمین سے لڑتے ہیں تو یہ لوگ یہودیوں سے کہتے ہیں، ہم تو نہیں لڑتے، ہم تم سے بری الذمہ ہیں، ہم مسلمین سے ڈرتے ہیں) (فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِی النَّارِ خَالِدَیْنِ فِیْهَا، وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ) الغرض (شیطان اور کفر کرنے والا انسان یا منافقوں اور یہودیوں) دونوں کا انجام یہ ہوگا کہ دونوں دوزخ میں (داخل) ہوں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ ظلم کرنے والوں کی (یعنی شرک، کفر اور گناہ کرنے والوں کی) یہی سزا ہے۔

عمل

اے لوگو، مسلمین کے خلاف لوگوں کو نہ ابھاریئے، مسلمین کے خلاف سازش نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، کافروں اور منافقوں سے نہ ڈریئے۔ یہ آپ سے ڈرتے ہیں۔ آپ ان کو ایک نہ سمجھیے، ان کے دل ایک دوسرے سے پھٹے ہوئے ہیں، یہ آپ کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے، یہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ فتح انشاء اللہ العزیز آپ ہی کی ہوگی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا
كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ
اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۹﴾
لَا يَسْتَوِيْۤ اَصْحٰبُ النَّارِ
وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ
الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ لَوْ اَنْزَلْنَا

هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۚ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾

ترجمہ اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور تم (میں سے ہر) شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لئے کیا (اعمال) آگے بھیجے ہیں۔ (اے ایمان والو) اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک جو کچھ تم کرتے رہتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے ﴿۱۸﴾ اور (اے ایمان والو) تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انہیں ایسا کر دیا کہ وہ اپنے کو بھول گئے، یہی لوگ فاسق ہیں ﴿۱۹﴾ دوزخی اور جنتی برابر نہیں ہو سکتے، جنتی تو کامیاب (و کامران) ہیں ﴿۲۰﴾ (اے رسول) اگر اس قرآن کو ہم کسی پہاڑ پر اتارتے تو آپ دیکھتے کہ وہ اللہ کے ڈر سے جھک جاتا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے، یہ مثالیں ہم اس لئے بیان کر رہے ہیں کہ وہ غور و فکر کریں ﴿۲۱﴾

معانی و مصادر (نَسُوْا) نَسِیَ، یَنْسٰی، نَسْیٌ و نِسْیَانٌ و نِسَایَۃٌ (س) بھولنا۔

(اَنْسٰی) اَنْسٰی، یُنْسِیْ، اِنْسَآءٌ (باب افعال) بھلانا۔

(مُتَصَدِّعٌ) تَصَدَّعَ، یَتَصَدَّعُ، تَصَدُّعٌ (باب تفعّل) پھٹ جانا، متفرق ہونا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ، اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ) اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور (تم میں سے ہر) شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لئے کیا (اعمال) آگے بھیجے ہیں (یعنی قیامت کے دن نجات پانے کے لئے کون کون سے عمل کئے ہیں) اور (اے ایمان والو، تم کو پھر تاکید کی جاتی ہے کہ)

اللہ سے ڈرو (اور نیک عمل کرو) بے شک جو کچھ تم کرتے رہتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ○

(عم یتسآءلون ۔ ۴۰)

(اے لوگو) ہم نے تم کو (مستقبل) قریب میں واقع ہونے والے عذاب سے ڈرا دیا ہے، اس دن ہر شخص اپنے (تمام) اعمال کو دیکھ لے گا جو اس نے آگے بھیجے تھے (اس دن) کافر کہے گا اے کاش میں مٹی ہوتا۔

آگے فرمایا (وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۚ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ) اور (اے ایمان والو) تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جانا جو اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے انہیں اپنی جانوں سے غافل کر دیا (وہ ایسے غافل ہوئے کہ اپنے کو بھول گئے، اپنی نجات کے لئے کچھ نہیں کیا، اپنے نفس کو گناہوں میں مبتلا کر کے اپنا نقصان کیا اور نقصان کو نقصان نہیں سمجھا) (لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ) دوزخی اور جنتی برابر نہیں ہو سکتے (جو لوگ اللہ تعالیٰ کو بھول گئے وہ دوزخ میں جائیں گے اور آگ میں جلیں گے اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو یاد رکھا اور نیک عمل کرتے رہے وہ جنت میں جائیں گے، بے شک جنتی لوگ کامیاب ہوں گے (کہ عذاب دوزخ سے بچ جائیں گے اور دائمی نعمتوں میں شاداں و فرحاں ہوں گے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۚ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ○

(الجاثیۃ ۔ ۲۱)

کیا وہ لوگ جو برُے عمل کر رہے ہیں یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کے مثل کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور یہ کہ ان دونوں جماعتوں کی زندگی اور موت بالکل ایک جیسی ہو گی (ہر گز نہیں) جو دعویٰ یہ کر رہے ہیں وہ (بہت) برا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۚ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ○

(حم المؤمن ۔ ۵۸)

اور (اے لوگو) نابینا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے (اسی طرح) جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ اور برے عمل کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے، (لیکن) تم لوگ کم ہی نصیحت حاصل کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِى الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۝

(صٓ ۔ ۲۸)

کیا ہم ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ویسا ہی (سلوک) کریں گے جیسا کہ زمین میں فساد مچانے والوں کے ساتھ کرنے والے ہیں اور کیا ہم متقیوں کو گنہگاروں کے مثل کر دیں گے (ہر گز نہیں)۔

(لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ) (اور اے رسول) اگر اس قرآن کو ہم کسی پہاڑ پر اتارتے تو آپ دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے جھک جاتا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے (افسوس ہے ان کافروں پر جو قرآن مجید سنتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے نہیں) (وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ) اور (اے رسول) یہ مثالیں ہم اس لئے بیان کر رہے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں (وہ سوچیں کہ جس کلام الٰہی سے پہاڑ جیسی چیز ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے ہم کیسے بدبخت ہیں کہ اس سے بالکل متاثر نہیں ہوتے)۔

قرآن مجید کی عظمت و جلال کا اندازہ لگانا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ قرآن مجید کا ظاہری ثقل مندرجہ ذیل حدیث سے آشکارا ہے۔

حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں :۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْلٰى عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَجَاءَهُ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَىَّ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْ اَسْتَطِيْعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ وَكَانَ اَعْمٰى فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهٗ عَلٰى فَخِذِىْ فَثَقُلَتْ عَلَىَّ حَتّٰى خِفْتُ اَنْ تَرُضَّ فَخِذِىْ ثُمَّ سُرِّىَ عَنْهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ غَيْرُ اُولِى الضَّرَرِ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ النساء جزء ۶ صـ۶۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ آیت "لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" لکھوائی۔ ابھی آپ لکھوا ہی رہے تھے کہ ابن مکتوم آپ کے پاس آئے۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہ کی قسم اگر مجھ کو جہاد کی استطاعت ہوتی تو میں ضرور جہاد کرتا۔ (انہوں نے یہ بات اس لئے کہی کہ) وہ نابینا تھے (جہاد نہیں کر سکتے تھے)۔ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بھیجی۔ آپؐ کی ران میری ران پر تھی۔ وحی آنے سے آپؐ کی ران اتنی بھاری ہو گئی کہ میں ڈرا کہیں میری ران ٹوٹ نہ جائے پھر یہ حالت موقوف ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ اتارے : غَيْرُ اُولِى

الضَّرَرِ (سوائے معذور لوگوں کے) یعنی معذور لوگوں کو ان کی نیت کے مطابق درجات ملیں گے)۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے۔ اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے رہیئے تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ آپ نے آخرت کے لئے کیا کیا عمل کئے ہیں۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کو اور اس کے احکام کو یاد رکھیئے۔ بھول نہ جائیے۔ جنت میں جانے کے کام کرتے رہیئے۔ جنت والے ہی کامیاب ہیں۔

اے ایمان والو، قرآن مجید جیسی عظیم الشان کتاب آپ کو دی گئی ہے۔ اس کتاب کی عظمت کو پہچانئے اور اس کے احکام پر عمل کیجئے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ
عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ
الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ
الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ
الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ
الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ
الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا
یُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ
الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ

الْحُسْنٰى، يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾

ترجمہ وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں (وہ) پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا اور بیحد مہربان اور بہت رحم کرنے والا ہے ﴿۲۲﴾ وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں (وہ) بادشاہ ہے، پاک (و بے عیب) ہے (وہ) سلامتی والا، امن دینے والا، محافظ، غالب، زبردست اور بڑائی والا ہے (اور) جو شرک یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے پاک (و منزّہ) ہے ﴿۲۳﴾ اللہ ہی (کائنات کا) پیدا کرنے والا، (ہر چیز کا) موجد اور مصوّر ہے، اس کے اچھے اچھے نام ہیں، آسمانوں میں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں سب اس کی تسبیح پڑھتی ہیں، وہ غالب اور حکمت والا ہے ﴿۲۴﴾

معانی و مصادر (قُدُّوْسٌ) قَدُسَ، يَقْدُسُ، قُدْسٌ و قُدُسٌ (ك) پاک و بابرکت ہونا (قُدُّوْسٌ = بہت پاک اور بہت بابرکت)

(سَلَامٌ) سَلِمَ، يَسْلَمُ، سَلَامَةٌ و سَلَامٌ (س) نجات پانا اور بری ہونا (سَلَامٌ = تمام عیبوں سے بری، سلامتی والا)۔

(مُهَيْمِنٌ) هَيْمَنَ، يُهَيْمِنُ، هَيْمَنَةٌ (باب فعللة، رباعی مجرد) حفاظت کرنے والا۔

(جَبَّارٌ) جَبَرَ، يَجْبُرُ، جَبْرٌ و جُبُوْرٌ (ن) مجبور کرنا۔ اصلاح کرنا، مالدار کرنا۔ (جَبَّارٌ = مجبور کرنے والا، اصلاح کرنے والا، غنی کرنے والا)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ) وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ (وہ) پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا اور وہ بے حد مہربان اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ اکیلا الٰہ ہے۔ اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ إِنَّمَا يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ○

(الانبیاء۔ ۱۰۸)

(اے رسول، آپ) کہہ دیجئے کہ میری طرف یہ بات وحی کی گئی ہے کہ تمہارا الٰہ تو بس ایک الٰہ ہے تو (بتاؤ اب) تم مسلم ہوتے ہو یا نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنزِلَ بِعِلْمِ اللَّهِ وَأَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَهَلْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ○

(ھود۔ ۱۴)

اگر وہ (اس جیسی دس سورتیں بنا کر نہ لا سکیں اور) تمہارے چیلنج کو قبول نہ کریں تو (ان سے کہو کہ اے کافرو) اب تو تمہیں معلوم ہو جانا چاہئے کہ یہ قرآن اللہ کے علم سے اتارا گیا ہے (کسی انسان کی علمی کاوش کا نتیجہ نہیں ہے) اور یہ کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں تو (بتاؤ اب بھی) تم مسلم بننے کے لئے تیار ہو (یا نہیں)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللَّهِ آلِهَةً أُخْرَىٰ ۚ قُل لَّا أَشْهَدُ ۚ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ○

(الانعام۔ ۱۹)

(اے رسول، آپ ان سے پوچھئے) کیا تم شہادت دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی الٰہ ہیں (اور اے رسول، اگر وہ شہادت دیں تو آپ ان سے) کہہ دیجئے کہ میں شہادت نہیں دیتا (بلکہ آپ ان سے صاف صاف) کہہ دیجئے کہ صرف اللہ ہی ایک الٰہ ہے اور میں تمہارے شرک سے جو تم کر رہے ہو (بالکل) بیزار ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ

(الحج۔ ۳۴)

(اے لوگو، سنو) تمہارا الٰہ ایک الٰہ ہے لہذا اسی کی اطاعت کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۘ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○

(القصص۔ ۸۸)

اور (اے رسول) اللہ کے ساتھ کسی اور (خود ساختہ) الٰہ کو نہ پکاریئے، اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، ہر چیز فنا ہونے والی ہے سوائے اس کے چہرہ کے، حکم اسی کا (چلتا) ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ○ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○

(المؤمن - ۶۱ و ۶۲)

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن کو روشنی دینے والا بنایا (تاکہ تم اس میں روزی تلاش کرو)، بے شک اللہ لوگوں پر (بڑا) مہربان ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے، (وہ) ہر چیز کا پیدا کرنے والا (ہے)، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، تو (اے لوگو، اس کو چھوڑ کر) تم کہاں بھٹک رہے ہو۔

نوٹ :- الٰہ کسے کہتے ہیں؟ الٰہ کن کن صفات کا حامل ہوتا ہے؟ ان سوالات کے جوابات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۶۳ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ عالم الغیب بھی ہے اور عالم الشہادہ بھی ہے، وہ چھپی ہوئی چیزوں کو بھی جانتا ہے اور ظاہر چیزوں کو بھی جانتا ہے۔ کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ○

(الانعام - ۵۹)

غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں۔ انہیں کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے، خشکی اور تری کی تمام چیزوں کا اسے علم ہے، کوئی پتّا نہیں جھڑتا مگر وہ اللہ کے علم میں ہوتا ہے، زمین کی تاریکیوں میں ایک دانہ بھی ایسا نہیں اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ایسی ہے جو روشن کتاب میں (لکھی ہوئی نہ ہو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ○

(التوبۃ - ۷۸)

کیا انہیں نہیں معلوم کہ اللہ (کو ان کے دل کا حال معلوم ہے وہ) ان کے بھیدوں کو بھی جانتا ہے اور ان کی سرگوشیوں سے بھی واقف ہے، بے شک اللہ تمام غیبوں کا جاننے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عالم الغیب نہیں ہے :-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ○
(النمل۔ ۶۵)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو لوگ ہیں ان میں سے کوئی بھی غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ (زندہ کرکے) کب اٹھائے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ رحمن ہے اور رحیم ہے۔ یہ دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں۔ ان کی تشریح کے لئے سورۂ فاتحہ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

آگے فرمایا(هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ) وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ بادشاہ ہے (اس کے علاوہ کوئی بادشاہ نہیں)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ (صحیح مسلم کتاب الآداب باب تحریم التسمی بملك املاك جزء ۲ صـ۲۵۹)

کوئی بادشاہ نہیں سوائے اللہ کے۔

اللہ تعالیٰ اکیلا کائنات کا بادشاہ ہے۔ اس کی بادشاہت لامحدود اور غیر مشروط ہے۔

وہ قدوس ہے۔ وہ بہت پاک اور بہت بابرکت ہے۔

وہ سلام ہے۔ وہ سلامتی والا اور تمام عیوب سے بری ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

اِذَا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلٰوةِ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ عِبَادِهِ، السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَفُلَانٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْلُوْا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ، فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ، وَلٰكِنْ قُوْلُوْا: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبٰتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ، فَاِنَّكُمْ اِذَا قُلْتُمْ اَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ فِي السَّمَآءِ اَوْ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ، اَشْهَدُ

جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو اس طرح کہتے: اللہ کے بندوں کی طرف سے اللہ کو سلام، فلاں کو سلام اور فلاں کو سلام۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ نہ کہو کہ اللہ پر سلام ہو اللہ تو (خود) سلام ہے [اسے سلامتی کی دعاء کی کیا ضرورت] بلکہ تم یہ کہا کرو: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ.....الخ (تمام عبادتیں، نمازیں اور پاکیزہ کلمات اللہ کے لئے ہیں۔ اے نبی، آپ پر سلام ہو، آپ پر اللہ کی رحمت اور برکت نازل ہو، سلام ہم پر بھی ہو اور اللہ کے تمام صالح بندوں پر بھی) جب تم یہ کہو گے تو آسمان میں یا آسمان اور زمین کے درمیان میں

اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَاءِ اَعْجَبَهٗ اِلَيْهِ فَيَدْعُوْ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ما یتخیر من الدعاء بعد التشہد جزء اول ص۲۱۲ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب التشہد فی الصلوٰۃ جزء اول ص۱۷۱)

جتنے بھی بندے ہیں (وہ سلام) ان سب کو پہنچ جائے گا (پھر یہ کہو) اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، پھر جو دعاء وہ پسند کرے مانگے۔

نوٹ۔ صحیح مسلم میں (لا تقولوا السلام علی اللہ) نہیں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اِذَا سَلَّمَ، لَمْ يَقْعُدْ اِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُوْلُ " اَللّٰهُمَّ! اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ" وَفِيْ رِوَايَةٍ " يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ" (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ جزء اول ص۲۳۸)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو بس اتنی دیر (قبلہ کی طرف منہ کر کے) بیٹھتے جتنی دیر آپ کو مندرجہ ذیل الفاظ پڑھنے میں لگتی:۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (اے اللہ تو سلام ہے، سلامتی تیری ہی طرف سے ہے اور اے جلال اور عزت والے تو (بہت) ہی بابرکت ہے۔

وہ مؤمن ہے، امن دینے والا ہے۔

وہ مہیمن ہے۔ حفاظت کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۝ (سبا۔ ۲۱)

اور (اے رسول) آپ کا رب ہر چیز پر نگہبان ہے۔

وہ عزیز ہے۔ زبردست و غالب ہے اور عزت والا ہے۔

وہ جبّار ہے۔ وہ سب کو مجبور کرنے والا اور حالات کی اصلاح کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے سب مجبور ہیں، کسی کو کچھ اختیار نہیں۔

وہ متکبر ہے۔ بڑائی والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝ (الرعد۔ ۹)

وہ غیب کا بھی جاننے والا ہے اور ظاہر کا بھی جاننے والا ہے، وہ بڑا ہے اور بلند و بالا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

(الجاثیۃ۔ ۳۶، ۳۷)

الغرض ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے (جو) آسمانوں کا مالک (ہے) زمین کا مالک (ہے) اور تمام جہانوں کا مالک (ہے) آسمانوں میں اور زمین میں اسی کے لئے بڑائی ہے وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْعِزُّ اِزَارُهٗ وَالْكِبْرِيَآءُ رِدَاۤءُهٗ فَمَنْ يُّنَازِعُنِيْ عَذَّبْتُهٗ (صحیح مسلم باب تحریم الکبر جزء۲ صـ۳۲۲)

عزت اللہ کا تہبند ہے اور بزرگی اس کی چادر ہے۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) جو شخص (ان دونوں صفتوں میں) مجھ سے جھگڑے گا میں اس کو عذاب دوں گا۔

آگے فرمایا (سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ) جو شرک یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے پاک ہے۔
آگے فرمایا (هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى، يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ) اللہ ہی (کائنات) کا خالق ہے (وہی) ہر چیز کا موجد و مصور ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ○ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ○ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ، ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ، فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ○

(حٰمٓ المؤمن۔ ۶۲ تا ۶۴)

یہی اللہ تمہارا رب ہے، (وہ) ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں، پھر (اے لوگو، اس کو چھوڑ کر) تم کہاں بھٹک رہے ہو۔ جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں وہ اسی طرح بھٹکتے رہتے ہیں۔ اللہ ہی ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے جائے قرار بنایا اور آسمان کو چھت بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں اور اچھی صورتیں بنائیں اور (کھانے کے لئے) تمہیں پاکیزہ چیزیں عطا کیں، یہی اللہ تو تمہارا رب ہے، بابرکت ہے اللہ جو رب العٰلمین ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ، لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ○ (الاعراف۔ ۱۱)

اور (اے لوگو) تم کو ہم ہی نے پیدا کیا ہے، پھر ہم ہی نے تمہاری (شکل و) صورت بنائی پھر ہم ہی نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کریں تو

ابلیس کے علاوہ فرشتوں نے سب نے سجدہ کیا، وہ سجدہ کرنے والوں میں (شامل) نہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝
(آل عمران۔ ٦)

وہی ہے جو (اے انسانوں) ارحام (مادر) میں تمہاری شکلیں جیسی چاہتا ہے بنا دیتا ہے (یہ کام دوسرا کوئی نہیں کر سکتا لہذا) اس غالب اور حکمت والے کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدۂ تلاوت میں یہ دعاء پڑھتے تھے:۔

سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔

میرے چہرہ نے اس ہستی کو سجدہ کیا جس ہستی نے اپنی قدرت اور قوت سے چہرہ کو بنایا، اس کے کان بنائے اور اس کی آنکھیں بنائیں۔ بابرکت ہے اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔ (رواہ الحاکم کتاب الصلوٰۃ وسندہ صحیح۔ المستدرک جزءاول ص۲۲۰)

(لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ) اس کے اچھے اچھے نام ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ۔
(طٰہٰ۔ ۸)

اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اس کے اچھے اچھے نام ہیں۔

(لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ) آسمانوں میں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں سب اس کی تسبیح پڑھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا ۝ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ ۚ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ۝
(بنی اسرائیل۔ ۴۳ و ۴۴)

اللہ (ان کے شرک سے) پاک ہے اور جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اس سے بہت بلند و بالا اور بزرگ (و برتر) ہے۔ ساتوں آسمان، زمین اور جو مخلوق ان میں ہے سب اسی کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں۔ (کائنات میں) کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ پڑھتی ہو لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے، بے شک اللہ بردبار اور

معاف کرنے والا ہے (کہ مشرکوں کو شرک کی فوراً سزا نہیں دیتا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُسَبِّحُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ ، کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَہٗ وَتَسْبِیْحَہٗ ، وَاللّٰہُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ۝

(النور۔ ۴۱)

(اے رسول) کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں میں اور زمین میں جتنی بھی مخلوق ہے سب اللہ کی تسبیح (و تقدیس) کرتی ہے اور پر پھیلائے ہوئے پرندے بھی (تسبیح پڑھتے رہتے ہیں)، ہر ایک کو اپنی نماز اور اپنی تسبیح (کا طریقہ) معلوم ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ کے علم میں ہوتا ہے۔

(وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ) اور (اے لوگو) وہ زبردست اور غالب ہے اور وہ حکمت والا ہے اس کے (تمام) کام حکمت سے ہوتے ہیں۔

عمل

اے لوگو، صرف اللہ کو الٰہ مانئے، صرف اسی کو عالم الغیب سمجھئے۔ اس کے ساتھ شرک نہ کیجئے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○

سُورۂ ممتحنہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○

نہایت مہربان بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا

عَدُوِّىۡ وَعَدُوَّكُمۡ اَوۡلِيَآءَ

تُلۡقُوۡنَ اِلَيۡهِمۡ بِالۡمَوَدَّةِ وَقَدۡ

كَفَرُوۡا بِمَا جَآءَكُمۡ مِّنَ الۡحَقِّ‌ۚ

يُخۡرِجُوۡنَ الرَّسُوۡلَ وَاِيَّاكُمۡ اَنۡ

تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ رَبِّكُمۡ ؕ اِنۡ كُنۡتُمۡ

خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَآءَ
مَرْضَاتِي ، تُسِرُّونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ
وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَآ أَخْفَيْتُمْ وَمَآ أَعْلَنْتُمْ
وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ
سَوَآءَ السَّبِيلِ ﴿١﴾ إِنْ يَّثْقَفُوكُمْ
يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوٓا
إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوٓءِ
وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ﴿٢﴾ لَنْ تَنْفَعَكُمْ
أَرْحَامُكُمْ وَلَآ أَوْلَادُكُمْ يَوْمَ

الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ③

ترجمہ اے ایمان والو، اگر تم میرے راستہ میں جہاد کرنے اور میری رضاء کی جستجو میں (اپنے گھروں سے) نکلے ہو تو میرے دشمن کو اور اپنے دشمن کو (اپنا) دوست نہ بناؤ، تم ان کی طرف محبت کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے وہ اس کا انکار کرتے ہیں، وہ رسول کو اور تم کو صرف اس وجہ سے (گھروں سے) نکالتے ہیں کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے ہو، تم چپکے چپکے ان کی طرف محبت کا پیغام بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو، تم میں سے جو شخص (آئندہ) ایسا کرے گا وہ سیدھے راستہ سے بھٹک جائے گا ① (ان کا تو یہ حال ہے کہ) اگر تم پر (قابو) پائیں تو (کھلم کھلا) تمہارے دشمن ہو جائیں اور تمہیں نقصان پہنچانے کے لئے اپنے ہاتھ بھی چلائیں اور اپنی زبانیں بھی، وہ تو چاہتے ہیں کہ کاش تم کافر ہو جاؤ ② قیامت کے دن تمہارے رشتے اور تمہاری اولاد تمہیں ہرگز کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی۔ (اس دن) اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان فیصلہ فرمائے گا، اللہ (کو تمہارے تمام عملوں کی خبر ہے وہ) دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو ③

معانی و مصادر (مَوَدَّةٌ) وَدَّ، يَوَدُّ، مَوَدَّةً وَوَدًّا وَوُدًّا وِوِدًّا و مَوْدِدَةً و مَوْدُوْدَةً (ف) محبت کرنا۔
(يَثْقَفُوْا) ثَقِفَ، يَثْقَفُ، ثَقْفًا (س) پانا، حاذق ہونا، جلدی سمجھ لینا۔

شانِ نزول

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:۔

بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَأْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْهُ مِنْهَا قَالَ فَانْطَلَقْنَا تَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ قُلْنَا لَهَا أَخْرِجِي

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو، زبیر کو اور مقداد کو روانہ کیا آپ نے فرمایا تم لوگ چلتے رہو یہاں تک کہ روضۂ خاخ پر پہنچو۔ وہاں تم کو ایک عورت ملے گی، اس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے لے لو۔ ہم لوگ گھوڑے دوڑاتے ہوئے جب روضۂ خاخ پر پہنچے تو وہاں ہمیں

الْکِتَابَ قَالَتْ مَا مَعِیَ کِتَابٌ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ
الْکِتَابَ اَوْ لَنُلْقِیَنَّ الثِّیَابَ قَالَ فَاَخْرَجَتْہُ
مِنْ عِقَاصِہَا فَاَتَیْنَا بِہٖ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا فِیْہِ مِنْ حَاطِبِ
بْنِ اَبِیْ بَلْتَعَۃَ اِلٰی اُنَاسٍ بِمَکَّۃَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ
یُخْبِرُھُمْ بِبَعْضِ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا حَاطِبُ مَا ھٰذَا قَالَ یَا
رَسُوْلَ اللّٰہِ لَا تَعْجَلْ عَلَیَّ اِنِّیْ کُنْتُ امْرَأً
مُلْصَقًا فِیْ قُرَیْشٍ یَقُوْلُ کُنْتُ حَلِیْفًا وَّلَمْ
اَکُنْ مِّنْ اَنْفُسِہَا وَکَانَ مَنْ مَّعَکَ مِنَ
الْمُھَاجِرِیْنَ مَنْ لَّھُمْ قَرَابَاتٌ یَحْمُوْنَ
اَھْلِیْھِمْ وَاَمْوَالَھُمْ فَاَحْبَبْتُ اِذْ فَاتَنِیْ
ذٰلِکَ مِنَ النَّسَبِ فِیْھِمْ اَنْ اَتَّخِذَ
عِنْدَھُمْ یَدًا یَحْمُوْنَ قَرَابَتِیْ وَلَمْ اَفْعَلْہُ
ارْتِدَادًا عَنْ دِیْنِیْ وَلَا رِضًا بِالْکُفْرِ بَعْدَ
الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّہٗ قَدْ صَدَقَکُمْ
فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ دَعْنِیْ اَضْرِبْ
عُنُقَ ھٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ اِنَّہٗ قَدْ شَھِدَ
بَدْرًا وَمَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّ اللّٰہَ اطَّلَعَ عَلٰی
مَنْ شَھِدَ بَدْرًا قَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ
فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ السُّوْرَۃَ
یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ
وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ
اِلٰی قَوْلِہٖ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ
(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ
الفتح وما بعث حاطب الی اھل مکۃ

ایک عورت ملی ہم نے اس سے کہا وہ خط نکال۔
وہ کہنے لگی میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے
کہا تجھے خط نکالنا ہوگا ورنہ ہم تیرے کپڑے اتاریں
گے۔ اس نے اپنے موباف میں سے ایک خط نکال
کر دیا۔ ہم وہ خط لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس آئے اس میں یہ لکھا تھا: حاطب بن
ابی بلتعہ کی طرف سے مکہ کے مشرکوں کی طرف۔
پھر اس میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی کچھ (خفیہ) باتیں تحریر کیں۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے حاطب (کو بلا کران) سے پوچھا
اے حاطب تو نے یہ کیا کیا؟ انہوں نے عرض کیا
اے اللہ کے رسول، جلدی نہ فرمائیں میں قریش
کے خاندان سے نہیں ہوں، صرف ان کا حلیف
بن کران سے ملحق ہو گیا ہوں (میرا وہاں کوئی رشتہ
دار نہیں ہے)، دوسرے مہاجرین جو آپ کے ساتھ
ہیں ان کے وہاں عزیز واقرباء ہیں جو ان کے اہل و
عیال، مال واسباب کی نگہبانی کرتے ہیں۔ میں
نے یہ چاہا کہ کیونکہ میں ان کے خاندان سے تعلق
نہیں رکھتا تو کچھ احسان ہی ان پر ایسا کر دوں
جس کی وجہ سے وہ میرے گھر والوں کی حفاظت
کریں۔ یہ کام میں نے اس لئے نہیں کیا کہ میں اپنے
دین سے پھر گیا ہوں، نہ اسلام لانے کے بعد کفر
سے راضی ہونے کی بناء پر ایسا کیا ہے۔ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حاطب نے سچ بات
بیان کر دی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا اے اللہ کے
رسول، مجھ کو اس منافق کی گردن اڑانے دیجئے۔ آپ
نے فرمایا وہ تو بدر کی لڑائی میں شریک تھے (ایسے نازک وقت
میں ساتھ دینے والا کیسے غداری کر سکتا ہے) اور تمہیں

جزء ۵ صـ۱۸۴ صحیح بخاری کتاب المغازی باب فضل من شهد بدراً جزء ۵ صـ۹۹ وکتاب الاستئذان باب من نظر فی کتاب یحذر علی المسلمین جزء ۸ صـ۱۷)

کیا معلوم اللہ تعالیٰ نے بدر والوں کو دیکھ کر فرمایا ہو: اب تم جو چاہو کرو میں تم کو بخش چکا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری "اے ایمان والو، میرے دشمن اور اپنے دشمن کو (اپنا) دوست نہ بناؤ، تم ان کی طرف محبت کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے وہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ آخر آیت فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ تک (اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام نازل فرمایا)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِیَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ، اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِیْ سَبِیْلِیْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِیْ تُسِرُّوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَیْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ، وَمَنْ یَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ) اے ایمان والو، اگر تم میرے راستے میں جہاد کرنے اور میری رضاء کی جستجو میں (اپنے گھروں سے) نکلے ہو تو میرے دشمن کو اور اپنے دشمن کو (اپنا) دوست نہ بناؤ۔ تم ان کی طرف محبت کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ جو حق تمہارے پاس آیا ہے وہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ وہ رسول کو اور تم کو صرف اس وجہ سے (مکہ سے) نکالتے ہیں کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لائے ہو۔ تم چپکے چپکے ان کی طرف محبت کا پیغام بھیجتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو (خبردار آئندہ ایسا نہ کرنا) تم میں سے جو شخص (آئندہ) ایسا کریگا وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ، اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ۝ (النسآء ۱۴۴)

اے ایمان والو، مؤمنین کو چھوڑ کر کافروں کو (اپنا) دوست نہ بناؤ، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ کو (عذاب کرنے کے لئے) تم کوئی کھلی دلیل فراہم کر دو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ، وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ اِنْ كَانَ

(اے ایمان والو) اگر تمہارے آباء (اجداد) اور تمہارے بھائی بند ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کریں تو ان کو دوست نہ بناؤ، اور (خبردار ہو جاؤ کہ) تم میں سے جو لوگ ان کو دوست بنائیں گے وہ (یقیناً)

اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِىْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○

(التوبۃ ۔ ۲۳ و ۲۴)

ظالم ہیں۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ (اے ایمان والو) اگر تم کو اپنے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں اور رشتہ دار، وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، وہ تجارت جس کے مندا ہونے سے تم ڈرتے رہتے ہو اور وہ مکانات جو تمہیں (بہت) پسند ہیں، اللہ، اس کے رسول اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم صادر فرمائے (ایسے لوگ فاسق ہیں) اور اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا۔

آگے فرمایا (اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ) (ان کا تو یہ حال ہے کہ) اگر تم پر (قابو) پائیں تو کھلم کھلا تمہارے دشمن ہو جائیں اور تمہیں نقصان پہنچانے کے لئے اپنے ہاتھ بھی چلائیں اور زبانیں بھی اور (اے ایمان والو) وہ تو چاہتے ہیں کہ کاش تم (پھر) کافر ہو جاؤ (وہ تو تمہارے دینی اور دنیوی دونوں نقصانوں کے متمنی ہیں اور تم ان سے محبت کرتے ہو) (لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ) (تم اپنے رشتہ داروں اور اولاد کی خاطر ان کو دوستی کا پیغام بھیجتے ہو اور اسلام کی ترقی میں رکاوٹ بنتے ہو لیکن) قیامت کے دن تمہارے رشتے اور تمہاری اولاد تمہیں ہرگز کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی۔ (اس دن) اللہ تمہارے درمیان فیصلہ فرمائے گا (کہ کون حق پر تھا اور کون ناحق پر، کون جنتی ہے اور کون دوزخی ہے) وہ دیکھ رہا ہے کہ تم کیا کر رہے ہو (تمہارا کوئی عمل اس سے پوشیدہ نہیں ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ يَوْمَ لَا يُغْنِىْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○

(الدخان ۔ ۴۰ تا ۴۲)

بے شک فیصلہ کا دن ان سب کے جمع ہونے کا (مقررہ) وقت ہے۔ اس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ انہیں (کہیں سے) مدد ملے گی مگر جس پر اللہ کا رحم ہو جائے (تو اس کے لئے بھلائی ہی بھلائی ہے) بے شک اللہ تعالیٰ غالب اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝
(الشعراء ۔ ۸۸، ۸۹)

قیامت کے دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے مگر ہاں (نجات اس کی ہوگی) جو قلب سلیم لے کر آیا ہوگا۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ کے اور مسلمین کے دشمنوں کو دوست نہ بنائیے۔ اپنے رشتہ داروں اور اولاد کی خاطر دین کو نقصان نہ پہنچائیے۔ آپ کے رشتہ دار اور آپ کی اولاد قیامت کے دن آپ کے کوئی کام نہیں آئے گی۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
فِیْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اِذْ
قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ
وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ
الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى
تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ
اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ
لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ

مِنْ شَيْءٍ ۖ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا
وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿٤﴾
رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ
كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۖ إِنَّكَ
أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٥﴾ لَقَدْ كَانَ
لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ
الْآخِرَ ۚ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ
هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٦﴾

ترجمہ ابراہیم اور ان کے ساتھیوں (کی سیرت) میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا: ہم تم سے اور اللہ کے علاوہ جن کی تم عبادت کرتے ہو ان سے بیزار ہیں۔ ہم تم سے (محبت کرنے کا) انکار کرتے ہیں اور جب تک تم اللہ اکیلے پر ایمان نہ لاؤ ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے کھلم کھلا دشمنی اور بغض قائم رہے گا مگر ابراہیم نے اپنے باپ سے یہ بات ضرور کہی تھی کہ میں تمہارے لئے مغفرت کی دعاء کروں گا لیکن اللہ کے سامنے میں تمہارے لئے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ پھر ابراہیم نے اس طرح دعاء کی! "اے ہمارے رب ہم تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں، تیری ہی طرف ہم رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف ہمیں لوٹ کر آنا ہے (۴) اے ہمارے رب، ہمیں کافروں کے لئے فتنہ نہ بنا اور اے ہمارے رب ہماری مغفرت فرمادے بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے (۵) (اے ایمان والو) تم میں سے جو شخص اللہ سے اور قیامت کے دن سے ڈرتا ہے تو اس کے لئے (ان لوگوں کی سیرت) میں (یعنی) ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کی سیرت میں بہترین نمونہ ہے اور جو شخص (ان کے طریقہ سے) منہ موڑے تو (اللہ کو کوئی پرواہ نہیں) بے شک اللہ غنی اور تعریف والا ہے (۶)

معانی و مصادر (اُسْوَةٌ) اَسَا، یَاْسُوْ، اَسْوٌ (ن) تعلقات کی یا زخم کی اصلاح کرنا، علاج کرنا (اُسْوَةٌ = طریقہ)

(بُرَآؤُ) بَرِئَ، یَبْرَئُ، بُرُوْءٌ و بَرَآءٌ (س) بری ہونا۔

(بُرَآؤُ) = بَرِیْءٌ کی جمع، بے گناہ، خالص)

(بَدَا) بَدَا، یَبْدُوْ، بُدُوٌّ و بَدَاءٌ و بَدْوٌ و بَدَاءَةٌ (ن) ظاہر ہونا۔

(بَغْضَآءُ) بَغَضَ، یَبْغَضُ، بَغَاضَةٌ (ن، ک، س) بغض رکھنا۔

(اَنَبْنَا) اَنَابَ، یُنِیْبُ، اِنَابَۃٌ (باب افعال) رجوع کرنا۔

تفسیر کافروں سے دشمنی اور اولاد و رشتہ داروں کی خاطر دین کو نقصان پہنچانے کے معاملہ میں سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ) ابراہیم اور ان کے ساتھیوں (کی سیرت) میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے (اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ) جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا ہم تم سے اور اللہ کے علاوہ جن کی تم عبادت کرتے ہو ان سے بیزار ہیں، ہم تم سے (محبت کرنے کا) انکار کرتے ہیں اور جب تک تم اللہ اکیلے پر ایمان نہ لاؤ ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے کھلم کھلا دشمنی اور بغض قائم رہے گا (اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ) مگر ہاں ابراہیم نے (اپنے باپ سے) اتنی بات ضرور کہی تھی

کہ میں تمہارے لئے ضرور دعائے مغفرت کروں گا لیکن اللہ کے سامنے میں تمہارے لئے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دشمنی کا اظہار تو صاف کر دیا لیکن دعاء مغفرت کرنے کا وعدہ پھر بھی کر لیا۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت ہی نمونہ ہے لیکن دعاء کرنے کے سلسلہ میں نمونہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے لئے دعائے مغفرت کی ممانعت کر دی ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس امید میں دعائے مغفرت کا وعدہ کر لیا کہ شاید وہ مسلم ہو جائے لیکن جب انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے اس کے ایمان لانے کی کوئی توقع نہیں ہے تو انہوں نے صاف صاف بیزاری کا اظہار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے لئے دعائے مغفرت سے منع فرمایا تو صاف صاف یہ بھی بتا دیا کہ اس معاملہ میں کوئی مؤمن ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاء کی مثال پیش نہ کرے۔ انہوں نے تو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ○ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِّلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ۚ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ○

(التوبۃ۔ ۱۱۳، ۱۱۴)

(اور اے رسول) اس بات کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ مشرکین دوزخی ہیں نہ نبی کے لئے یہ زیبا ہے اور نہ ایمان والوں کے لئے کہ وہ ان کے لئے مغفرت کی دعاء کریں خواہ وہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں اور (وہ) جو ابراہیم نے اپنے باپ کے لئے مغفرت کی دعاء کی تھی تو محض اس وجہ سے کہ وہ اس سے (مغفرت کی دعاء کرنے کا) وعدہ کر چکے تھے لیکن جب ان کو (اس کے شرک پر مر جانے یا وحی کے ذریعہ سے) معلوم ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گئے (اور دعاء کرنی ترک کر دی) بے شک ابراہیم بڑے نرم دل اور بردبار تھے۔

باپ اور قوم سے صاف صاف بیزاری کا اظہار کرنے کے بعد ابراہیم علیہ السلام نے اس طرح دعا کی (رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ) اے ہمارے رب ہم تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں، تیری ہی طرف ہم رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف ہم کو لوٹ کر آنا ہے (رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۖ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ) اے ہمارے رب ہمیں کافروں کے لئے فتنہ نہ بنا (یعنی ہمیں کافروں کے ظلم و ستم کا تختہ مشق نہ بنا) اور اے ہمارے رب ہماری مغفرت

فرما دے بے شک تو غالب ہے (کافروں کے ظلم کو روک سکتا ہے) اور تو حکمت والا ہے (تیرے تمام کام حکمت سے پر ہوتے ہیں)۔

(لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۚ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ) (اور اے ایمان والو، پھر سن لو) تم میں سے جو شخص اللہ (سے) اور قیامت کے دن سے ڈرتا ہے تو اس کے لئے ان (لوگوں کی سیرت) میں (یعنی ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کی سیرت میں) بہترین نمونہ ہے اور جو شخص (ان کے طریقہ سے) منہ موڑے تو (اللہ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں) بے شک اللہ غنی اور تعریف والا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے ساتھیوں نے اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خاطر اپنے رشتہ داروں کو چھوڑ دیا تھا، آپ بھی ایسا ہی کیجئے۔ آپ بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے رشتہ داروں کو چھوڑ دیجئے۔ اپنے رشتہ داروں کی خاطر اسلام اور مسلمین کو نقصان نہ پہنچائیے۔

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ
وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ
مَّوَدَّةً ، وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ﴿٧﴾ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ
الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ
وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ
اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿٨﴾
اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ

قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ
مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى
اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ
يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٩﴾

ترجمہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تم میں اور جن لوگوں سے تمہاری دشمنی ہے ان میں باہم محبت پیدا کر دے، اللہ (ہر بات پر) قادر ہے اور اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ﴿٧﴾ جن لوگوں نے تم سے دین (کے معاملے) میں نہ تو جنگ کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ان کے ساتھ بھلائی کرنے اور ان کے ساتھ انصاف کرنے سے اللہ تم کو نہیں روکتا، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے ﴿٨﴾ اللہ تو تم کو ان لوگوں سے دوستی کرنے سے منع کرتا ہے جنہوں نے دین (کے معاملے) میں تم سے جنگ کی، تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں (تمہارے مخالفین کی) مدد کی تو جو لوگ ان لوگوں سے دوستی کریں گے وہ ظالم ہیں ﴿٩﴾

معانی و مصادر (عَادَيْتُمْ) عَادٰى، يُعَادِيْ، مُعَادَاةٌ وعِدَاءٌ (باب مفاعلہ) دشمن ہونا۔

(تَبَرُّوْا) بَرَّ، يَبَرُّ، بِرٌّ (ف، ن، ض) اطاعت کرنا، حسن سلوک کرنا۔

(تُقْسِطُوْا) اَقْسَطَ، يُقْسِطُ، اِقْسَاطٌ (باب افعال) انصاف کرنا۔

(ظَاهَرُوْا) ظَاهَرَ، يُظَاهِرُ، مُظَاهَرَةٌ وظِهَارٌ (باب مفاعلہ) مدد کرنا، ظہار کرنا۔

تفسیر اوپر ذکر تھا کہ ایمان والوں کو کافروں سے کسی قسم کی دوستی نہیں رکھنی چاہیئے ان سے بغض و عداوت رکھنی چاہیئے۔ اب فرمایا (عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ۚ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) ہو سکتا ہے کہ اللہ تم میں اور جن

لوگوں سے تمہاری دشمنی ہے ان میں باہم محبت پیدا کر دے اللہ (ہر بات پر) قادر ہے اور (اگر کافر ایمان لے آئیں گے تو اللہ انہیں معاف کر دے گا کیونکہ) اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کر دیا۔ ان میں سے اکثر لوگ ایمان لے آئے اور ایمان والوں کے دوست بن گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ○ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ○

(اذا جآء نصر اللہ والفتح - ۲،۱)

جب اللہ کی مدد آ گئی اور (مسلمین فتحیاب ہو گئے اور (اے رسول) آپ نے دیکھ لیا کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔

آگے فرمایا (لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ) (کافروں سے دشمنی اور بغض رکھنے کا جو حکم اوپر گذرا اس کا تعلق ان کافروں سے ہے جو ایمان والوں سے دین کے معاملے میں لڑتے ہیں اور ایمان والوں کو ان کے گھر سے نکالتے ہیں لیکن اے ایمان والو! جن لوگوں نے تم سے دین (کے معاملہ) میں نہ تو جنگ کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا (اس حکم کا اطلاق ان پر نہیں ہوگا) ان کے ساتھ بھلائی کرنے اور ان کے ساتھ انصاف کرنے سے اللہ تم کو نہیں روکتا (ان کے ساتھ حسن سلوک بھی کرو اور ان کے حقوق بھی ادا کرو) بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

آیت زیر تفسیر کا شان نزول

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں:۔

اَتَتْنِيْ اُمِّيْ رَاغِبَةً فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْهَا لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب صلۃ الوالد المشرك جزء ۸ صـ)

انہوں نے کہا میری ماں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آئی۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا میں اس کے ساتھ حسن سلوک کر سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے منع نہیں کرتا جنہوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی۔

اگرچہ گذشتہ آیات سے اللہ تعالیٰ کا منشاء معلوم ہو گیا تھا کہ دوستی ان کافروں کے ساتھ منع ہے جو دین کے معاملے میں ایمان والوں سے لڑتے ہیں اور انہیں ان کے گھروں سے نکالتے ہیں، اب اللہ تعالیٰ نے صراحتاً اس حکم کو بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ) اللہ تم کو ان لوگوں

سے دوستی کرنے سے منع فرماتا ہے جنہوں نے دین (کے معاملے) میں تم سے جنگ کی، تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں (تمہارے مخالفین کی) مدد کی (وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ) تو جو لوگ ان لوگوں سے دوستی کریں گے وہ ظالم ہیں (یعنی بہت بڑے گنہگار ہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ أَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ أَتُرِيْدُوْنَ أَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ○

(النساء ۔ ۱۴۴)

اے ایمان والو، مؤمنین کو چھوڑ کر کافروں کو (اپنا) دوست نہ بناؤ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ کو (عذاب کرنے کے لئے) تم کوئی کھلی دلیل فراہم کر دو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى أَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهٗ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○

(المآئدۃ ۔ ۵۱)

اے ایمان والو، یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ، یہ ایک دوسرے کے دوست تو ہو سکتے ہیں (تمہارے دوست نہیں ہو سکتے) اور جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا تو اس کا شمار انہیں میں سے ہوگا (وہ ظالم ہو جائے گا) بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود نہیں پہنچاتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَآءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيْمَانِ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ قُلْ إِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَأَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِىْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَأْتِىَ اللّٰهُ بِأَمْرِهٖ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○

(التوبۃ ۔ ۲۳، ۲۴)

(اے ایمان والو) اگر تمہارے آباء (واجداد) اور تمہارے بھائی بند ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کریں تو ان کو دوست نہ بناؤ، اور (خبردار ہو جاؤ کہ) تم میں سے جو لوگ ان کو دوست بنائیں گے وہ (یقیناً) ظالم ہیں۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ (اے ایمان والو) اگر تم کو اپنے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں اور رشتہ دار، وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، وہ تجارت جس کے مندا ہونے سے تم ڈرتے رہتے ہو اور وہ مکانات جو تمہیں (بہت) پسند ہیں، اللہ اور اس کے رسول، اور اس کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو

انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم صادر فرمائے۔
(ایسے لوگ فاسق ہیں) اور اللہ فاسق لوگوں کو بدی پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا۔

عمل

اے ایمان والو، آپ کے کافر رشتہ دار جو آپ سے دین کے معاملہ میں نہیں لڑتے اور نہ آپ کو آپ کے گھر سے نکالتے ہیں ان کے ساتھ آپ حسن سلوک کیا کیجئے اور ان کا حق ادا کیا کیجئے البتہ جو کافر رشتہ دار آپ سے دین کے معاملے میں لڑتے ہیں، آپ کو آپ کے گھروں سے نکالتے ہیں اور آپ کے نکالنے میں آپ کے مخالفین کی مدد کرتے ہیں ان سے کسی قسم کی دوستی نہ رکھیئے اور نہ ان کے ساتھ حسن سلوک کیجئے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ
الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ،
اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ، فَاِنْ
عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ
اِلَى الْكُفَّارِ، لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ
وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ، وَاٰتُوْهُمْ
مَّآ اَنْفَقُوْا، وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ
اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ
اُجُوْرَهُنَّ، وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ

الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَ
لْيَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا، ذٰلِكُمْ حُكْمُ
اللّٰهِ، يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
حَكِيْمٌ ﴿١٠﴾ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ
اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ
فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ
مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا، وَاتَّقُوا اللّٰهَ
الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿١١﴾

ترجمہ | اے ایمان والو، جب مومنہ عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو ان کی جانچ پڑتال کرلیا کرو، اللہ تو ان کے ایمان سے بخوبی واقف ہوتا ہے (لیکن تم واقف نہیں ہوتے) پھر اگر (جانچ پڑتال کے بعد) تمہیں معلوم ہو کہ وہ (واقعی مومنہ ہیں تو پھر ان کو کفار کی طرف نہ لوٹاؤ، نہ

ان کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ ان کے لئے حلال ہیں البتہ جو کچھ ان کافروں نے ان پر خرچ کیا ہے وہ ان کو ادا کر دو اور تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم ان عورتوں کو مہر دے کر ان سے نکاح کر لو (اسی طرح) تم بھی کافر عورتوں کی عصمتوں کو نہ روکے رکھو (بلکہ انہیں کفار کے حوالہ کر دو) اور جو کچھ تم نے (ان پر) خرچ کیا ہے وہ ان سے طلب کر لو اور جو کچھ انہوں نے خرچ کیا ہے وہ تم سے طلب کر لیں، یہ اللہ کا حکم ہے، وہ تمہارے درمیان فیصلہ کر رہا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے (۱۰) اور اگر تمہاری بیویوں میں بعض بیویاں تمہارے پاس سے نکل کر کافروں کے پاس چلی جائیں اور تمہیں ان کے مہر سے کل یا بعض رقم (کافروں سے) وصول نہ ہو تو (پھر اگر) تم ان سے بدلہ لو (تو لے سکتے ہو) (یعنی تم بھی ان کو ان کی بیویوں کا مہر جو مسلم ہو کر تمہارے پاس آگئی ہوں ادا نہ کرو اور اس رقم میں سے) تم ان (مؤمن مردوں) کو جن کی بیویاں چلی گئی ہوں (اور انہیں مہر نہ ملا ہو) اتنی رقم دے دو جتنی انہوں نے (اپنی کافر بیویوں پر) خرچ کی تھی اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو (۱۱)

معانی و مصادر

(اِمۡتَحِنُوۡا) اِمۡتَحَنَ، یَمۡتَحِنُ، اِمۡتِحَانٌ (باب افتعال) امتحان کرنا، جانچ پڑتال کرنا۔

(عِصَمٌ) عَصَمَ، یَعۡصِمُ، عَصۡمٌ (ض) روکنا، حفاظت کرنا اور بچانا (عِصَمٌ = عِصۡمَۃٌ کی جمع، حفاظت، بچاؤ)

شان نزول

حضرت مسورؓ بن مخرمہ اور مروانؓ کہتے ہیں :۔

فَلَمَّا فَرَغَ مِنۡ قَضِیَّۃِ الۡکِتَابِ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ لِاَصۡحَابِہٖ قُوۡمُوۡا فَانۡحَرُوۡا ثُمَّ احۡلِقُوۡا قَالَ فَوَاللّٰہِ مَا قَامَ مِنۡھُمۡ رَجُلٌ حَتّٰی قَالَ ذٰلِکَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا لَمۡ یَقُمۡ مِنۡھُمۡ اَحَدٌ دَخَلَ عَلٰی اُمِّ سَلَمَۃَ فَذَکَرَ لَھَا مَا لَقِیَ مِنَ النَّاسِ فَقَالَتۡ اُمُّ سَلَمَۃَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَتُحِبُّ ذٰلِکَ اُخۡرُجۡ ثُمَّ لَا تُکَلِّمۡ اَحَدًا مِّنۡھُمۡ کَلِمَۃً حَتّٰی تَنۡحَرَ بُدۡنَکَ وَتَدۡعُوَ حَالِقَکَ فَیَحۡلِقَکَ فَخَرَجَ فَلَمۡ یُکَلِّمۡ اَحَدًا مِّنۡھُمۡ حَتّٰی فَعَلَ ذٰلِکَ: نَحَرَ بُدۡنَہٗ وَدَعَا حَالِقَہٗ فَحَلَقَہٗ فَلَمَّا رَاَوۡا ذٰلِکَ قَامُوۡا فَنَحَرُوۡا وَجَعَلَ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلح نامے کی تحریر سے فارغ ہوئے تو آپ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا اٹھو، اونٹوں کو نحر کرو اور سر منڈا دو۔ یہ سن کر کوئی نہ اٹھا یہاں تک کہ آپ نے تین بار یہی فرمایا۔ جب کوئی نہ اٹھا تو آپ حضرت ام سلمہؓ کے پاس گئے اور ان سے لوگوں کی کیفیت بیان کی حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی کیا آپ چاہتے ہیں کہ لوگ ایسا کریں تو ایسا کیجئے کہ آپ کسی سے کچھ نہ کہیے، باہر جا کر اپنے اونٹوں کو نحر کر ڈالیے اور حجام کو بلوا کر سر منڈوا دیجئے۔ آپ باہر نکلے، آپ نے کسی سے بات نہیں کی، اپنے اونٹوں کو نحر کیا اور حجام کو بلا کر سر منڈوا دیا۔ جب لوگوں نے آپ

بَعْضُهُمْ يَحْلِقُ بَعْضًا حَتّٰى كَادَ بَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضًا غَمًّا ثُمَّ جَاءَهُ نِسْوَةٌ مُؤْمِنٰتٌ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى " يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ حَتّٰى بَلَغَ بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ فَطَلَّقَ عُمَرُ يَوْمَئِذٍ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا لَهُ فِي الشِّرْكِ فَتَزَوَّجَ إِحْدٰهُمَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ وَ الْأُخْرٰى صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ (صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد جزء ۳ صـ ۲۵۶)

کو ایسا کرتے دیکھا تو (حکم کی تبدیلی سے مایوس ہو گئے) سب کھڑے ہوگئے اور سب نے قربانی ذبح کردی پھر ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے، قریب تھا کہ ہجوم کی وجہ سے ایک دوسرے کو ہلاک کردیں اس واقعہ کے بعد چند مومنہ عورتیں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اللہ تعالیٰ نے بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ تک یہ آیت اتاری: "اے ایمان والو، جب مؤمنہ عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو ان کی جانچ پڑتال کرلیا کرو" اس دن حضرت عمرؓ نے اپنی دو بیویوں کو جو شرک کی حالت میں تھیں طلاق دی۔ ان میں سے ایک سے حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے نکاح کرلیا اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے۔

حضرت مسورؓ اور مروانؓ کہتے ہیں:۔

وَجَاءَتِ الْمُؤْمِنٰتُ مُهَاجِرَاتٍ، فَكَانَتْ أُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ عُقْبَةَ بْنِ أَبِيْ مُعَيْطٍ مِمَّنْ خَرَجَ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ عَاتِقٌ فَجَاءَ أَهْلُهَا يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْجِعَهَا إِلَيْهِمْ، حَتّٰى أَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى فِي الْمُؤْمِنٰتِ مَا أَنْزَلَ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ جزء ۵ صـ ۱۶۲)

(صلح حدیبیہ کے بعد) مؤمنہ عورتیں ہجرت کر کے آنے لگیں۔ اُمّ کلثوم بنت عقبہ بھی ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ وہ جوان تھیں۔ ان کے خاندان والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ انہوں نے ان کو ان کی طرف (صلح نامہ کی شرط کے مطابق) واپس کر دینے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے مؤمنہ عورتوں کے متعلق نازل فرمایا جو نازل فرمایا (یعنی اللہ تعالیٰ نے آیات زیر تفسیر نازل فرما کر وضاحت کردی کہ واپس کرنے کی شرط مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ) اے ایمان والو، جب مؤمنہ عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو ان (کے ایمان) کی جانچ

پڑتال کرلیا کرو (اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ) اللہ تو ان کے ایمان سے بخوبی واقف ہوتا ہے (لیکن تم ان کے ایمان سے واقف نہیں ہوسکتے اس لئے کہ تم ان کے دل کی کیفیت کو نہیں جان سکتے تمہیں نہیں معلوم ہو سکتا کہ وہ دل سے ایمان لائی ہیں یا ایمان والوں کو نقصان پہنچانے یا ایمان والوں کی جاسوسی کرنے کے لئے منافقانہ اسلام لائی ہیں) (فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ) پھر اگر (جانچ پڑتال کے بعد) تمہیں معلوم ہو کہ وہ (واقعی) مؤمنہ ہیں تو ان کو کفار کی طرف نہ لوٹاؤ (لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ) نہ یہ ان کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ ان کے لئے حلال ہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:۔

كَانَتِ الْمُؤْمِنٰتُ اِذَا هَاجَرْنَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْتَحِنُهُنَّ بِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَنْ اَقَرَّ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ فَقَدْ اَقَرَّ بِالْمِحْنَةِ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْرَرْنَ بِذٰلِكَ مِنْ قَوْلِهِنَّ قَالَ لَهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْطَلِقْنَ فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ لَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَاَةٍ قَطُّ غَيْرَ اَنَّهٗ بَايَعَهُنَّ بِالْكَلَامِ وَاللّٰهِ مَا اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النِّسَآءِ اِلَّا بِمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ يَقُوْلُ لَهُنَّ اِذَا اَخَذَ عَلَيْهِنَّ قَدْ بَايَعْتُكُنَّ كَلَامًا.

(صحیح بخاری کتاب الطلاق باب اذا سلمت المشرکۃ جزء ۷ ص۶۳ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب کیفیۃ بیعۃ النساء جزء ۲ ص۱۳۱)

جب مؤمنہ عورتیں ہجرت کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتی تھیں تو آپؐ ان کی جانچ پڑتال کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا: اے ایمان والو، جب مؤمنہ عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو ان (کے ایمان) کی جانچ پڑتال کر لیا کرو اخیر آیت تک۔ جو عورت ان شرطوں کو قبول کرتی وہ امتحان میں پوری اترتی۔ جب وہ زبان سے ان شرطوں کے پورا کرنے کا اقرار کر لیتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے۔ اب تم جاؤ، میں نے تم سے بیعت لے لی۔ اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نے کسی عورت کے ہاتھ کو کبھی نہیں چھوا آپ ان سے بس زبانی بیعت لیتے تھے۔ اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے انہی باتوں کا عہد لیتے تھے جن باتوں کا حکم اللہ نے دیا تھا آپ صرف زبان سے اقرار کراتے تھے۔ اس کے بعد آپ ان سے فرماتے تھے میں نے تم سے زبانی بیعت لے لی۔

(وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا) اور (اے ایمان والو) جو کچھ ان کافروں نے ان عورتوں پر خرچ کیا ہے

وہ ان (کافروں کو) ادا کر دو (یعنی انہوں نے جو مہر ان عورتوں کو دیا تھا وہ انہیں واپس کر دو) (وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ) اور (اے ایمان والو) تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم ان عورتوں کو مہر دے کر ان سے نکاح کر لو (وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنْفَقُوا) اور (اے ایمان والو) تم بھی کافر عورتوں کی عصمتوں کو نہ روکے رکھو (انہیں طلاق دے کر کفار کے حوالہ کر دو) اور جو کچھ تم نے (ان پر) خرچ کیا ہے وہ (ان کفار سے) طلب کر لو اور جو کچھ انہوں نے (مسلم ہو جانے والی عورتوں پر) خرچ کیا ہے وہ (تم سے) طلب کر لیں (ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ) یہ اللہ کا حکم ہے، وہ تمہارے درمیان فیصلہ کر رہا ہے (تمہیں اس فیصلہ کے مطابق عمل کرنا چاہیئے) اور (اچھی طرح جان لو کہ) اللہ علم والا اور حکمت والا ہے (اس نے جو کچھ فیصلہ کیا ہے وہ اس کے علم و حکمت پر مبنی ہے) (وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ) اور (اے ایمان والو) اگر تمہاری بیویوں (میں) سے بعض بیویاں تمہارے پاس سے نکل کر کفار کی طرف چلی جائیں اور ان بیویوں کے مہر ہیں) سے تمہیں (کل یا) بعض رقم (کفار سے) نہ مل سکے تو تم بھی (کافروں سے) بدلہ لے سکتے ہو (یعنی تمہاری طرف آنے والی مسلم عورتوں کے مہر میں سے اتنی ہی رقم تم بھی کافروں کو نہ دو جتنی رقم انہوں نے تمہیں ادا نہیں کی ہے) (فَآتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُمْ مِثْلَ مَا أَنْفَقُوا) اور (اس رقم ہی سے) تم ان (مؤمن مردوں) کو جن کی بیویاں (کفار کی طرف) چلی گئی ہوں (اور انہیں کفار کی طرف سے مہر نہ ملا ہو) اتنی رقم دے دو جتنی انہوں نے (اپنی کافر بیویوں پر) خرچ کی تھی (وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ) اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو۔

ان احکام کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی کافرہ کسی مسلم کے نکاح میں ہو اور وہ مسلم اس کافرہ بیوی کو مہر دے چکا ہو تو جب وہ کافرہ اپنے مسلم شوہر کو چھوڑ کر کفار کی طرف جائے تو کفار کو چاہیئے کہ مہر کی وہ رقم جو عورت اپنے مسلم شوہر سے لے چکی ہے وہ رقم اس مسلم شوہر کو واپس کریں۔ اسی طرح اگر کوئی مسلمہ کسی کافر کے نکاح میں ہو اور وہ کافر شوہر اس مسلمہ بیوی کو مہر دے چکا ہو تو جب وہ مسلمہ ایمان والوں کے پاس آئے تو ایمان والوں کا فرض ہے کہ مہر کی جو رقم وہ اپنے کافر شوہر سے لے چکی ہے وہ رقم اس کافر شوہر کو ادا کر دیں۔

اگر کافر مہر کی رقم کافر عورت کے مسلم شوہر کو ادا نہ کریں تو مسلمین بھی ان سے بدلہ لے سکتے ہیں، وہ بھی مسلم عورت کے کافر شوہر کو مہر کی رقم ادا نہ کریں اور اس رقم میں سے ان مسلم شوہروں کو جن کی بیویاں کفار کی طرف چلی گئی ہوں اور انہیں کفار کی طرف سے مہر نہ ملا ہو اتنی ہی رقم ادا کر دیں جتنی رقم انہوں نے اپنی کافرہ بیویوں پر خرچ کی تھی۔

عمل

اے ایمان والو، جب مؤمنہ عورتیں ہجرت کرکے آپ کے پاس آئیں تو ان کے ایمان کی جانچ پڑتال کرلیا کیجئے (کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی منافق عورت جاسوس بن کر آجائے اور آپ کو نقصان پہنچائے) اگر امتحان کے بعد آپ کو ان کے ایمان کا یقین ہوجائے تو پھر ان کو کفار کی طرف واپس نہ کیجئے۔ وہ ان کے لئے حلال نہیں۔ کفار نے جو مہر ان کو دیا ہو وہ ان کو واپس کر دیجئے۔ اگر آپ ان سے نکاح کرنا چاہیں تو مہر دے کر ان سے نکاح کر لیجئے۔

اے ایمان والو، کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ رکھیئے آپ نے جو مہر کافروں کی طرف جانے والی عورت کو دیا ہو وہ کافروں سے طلب کر لیجئے اور جو مہر انہوں نے مسلم ہوجانے والی عورت کو دیا ہو وہ آپ سے طلب کرلیں۔

اگر کافر آپ کو مہر ادا نہ کریں تو آپ بھی اسی کے مثل مہر روک لیجئے اور مہر کی اس روکی ہوئی رقم میں سے ان مسلم شوہروں کو اتنی ہی رقم دے دیجئے جتنی رقم انہوں نے ان بیویوں کو دی تھی جو کافروں کی طرف چلی گئیں اور انہیں کافروں کی طرف سے وہ رقم نہیں ملی۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے اور ان احکام کی خلاف ورزی سے بچیئے۔

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ
يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ
بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ
وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ
بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ
اَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ
فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ

عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ⑬

ترجمہ (اے نبی، جب مؤمنہ عورتیں آپ کے پاس (ان شرائط کے ساتھ) بیعت کرنے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہیں کریں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، اپنے ہاتھ اور پاؤں کے درمیان (یعنی گھڑ گھڑا کر کسی پر) بہتان نہیں لگائیں گی اور معروف کاموں میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی تو آپ ان سے بیعت لے لیا کیجئے اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت کی دعا کیا کیجئے، بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ⑫ (اور) اے ایمان والو، ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جن سے اللہ ناراض ہوا، یہ لوگ آخرت سے اسی طرح ناامید ہیں جس طرح کفار اہل قبور (کے دوبارہ زندہ ہونے) سے ناامید ہیں ⑬

معانی و مصادر

(يَزْنِيْنَ) زَنٰى، يَزْنِيْ، زِنًى وزِنَاءٌ (ض) زنا کرنا۔

(بُهْتَانٌ) بَهَتَ، يَبْهَتُ، بَهْتٌ و بُهْتَانٌ (ف) تہمت لگانا۔

(يَعْصِيْنَ) عَصٰى، يَعْصِيْ، عَصْيٌ و مَعْصِيَةٌ (ض) نافرمانی کرنا۔

(تَتَوَلَّوْا) تَوَلّٰى، يَتَوَلّٰى، تَوَلِّيْ (باب تفعل) دوست بنانا، ولی ہونا۔

(يَئِسُوْا) يَئِسَ، يَيْئَسُ، يَأْسٌ، و يَئَاسَةٌ (س وح) ناامید ہونا۔

تفسیر مؤمن عورتوں سے بیعت لینے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ) اے نبی، جب مؤمنہ عورتیں آپ کے پاس (ان شرائط کے ساتھ) بیعت کرنے آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہیں کریں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، اپنے ہاتھ اور پاؤں کے درمیان (یعنی گھڑ گھڑا کر کسی پر) بہتان

نہیں لگائیں گی اور معروف (یعنی جائز) کاموں میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی تو آپ ان سے بیعت لے لیا کیجئے۔

شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۞
(لقمان - ۱۳)

(لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تھا) بے شک شرک (بہت) بڑا گناہ ہے۔

چوری کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۞ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞
(المائدۃ - ۳۸ و ۳۹)

چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دو، یہ ان کی بداعمالی کی سزا ہے (اور) اللہ کی طرف سے عبرت ہے (تاکہ وہ اور دوسرے لوگ اس قسم کی بداعمالی سے بچ سکیں) اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ پھر جو شخص گناہ کے بعد توبہ کر لے اور اپنی اصلاح کر لے تو اللہ اسے معاف کر دیگا، بے شک اللہ بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

زنا کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ
(الانعام - ۱۵۲)

ظاہر اور پوشیدہ جتنے بھی بے حیائی کے کام ہیں ان کے قریب بھی نہ جانا (بے حیائی کے کاموں کو اللہ نے تم پر حرام کر دیا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۞
(بنی اسرائیل - ۳۲)

اور زنا کے قریب بھی نہ جانا، بے شک وہ (بڑی) بے حیائی (کا کام) ہے اور (بہت) بری روش ہے۔

اولاد کو قتل کرنے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۞
(بنی اسرائیل - ۳۱)

اور (اے لوگو) مفلسی کے اندیشہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا، ہم انہیں بھی کھلائیں گے اور تمہیں بھی کھلائیں گے، (رزق تو ہمارے ذمہ ہے تمہیں فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے) بے شک اولاد کا قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

بہتان لگانے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ○

(النسآء - ۱۱۲)

اور جو شخص کوئی خطا یا گناہ کرے پھر کسی بے گناہ پر اس (خطاء یا گناہ) کا اتہام لگائے تو اس نے (بہت بڑے) بہتان اور صریح گناہ کے بوجھ کو اپنے اوپر لاد لیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ○

(النور - ۲۳ تا ۲۵)

جو لوگ پاک دامن، بے خبر ایماندار عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت (دونوں جگہ) لعنت ہے اور ان کے لئے بڑا (زبردست) عذاب ہے۔ جس دن اُن کی زبانیں، ان کے ہاتھ اور ان کے پیر (ان کے اُن اعمال کی) گواہی دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔ اس دن اللہ ان کو (ان کے اعمال کا) بدلہ جس کے وہ مستحق ہوں گے پورا پورا ادا کرے گا اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ واقعی اللہ ہی حق ہے اور (اللہ ہی حق کو) ظاہر کرنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبٰوا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّىْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ الْغٰفِلٰتِ (صحیح بخاری کتاب المحاربین باب من اہل الکفر والردۃ باب رمی المحصنت جزء ۸ ص۲۱۸)

سات تباہ کرنے والے گناہوں سے بچو۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، وہ کون سے گناہ ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، جس جان کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے اس کو ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال ناحق کھانا، کافروں کے مقابلہ سے بھاگ جانا اور مؤمن آزاد بھولی بھالی پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهٗ وَهُوَ بَرِئٌ مِّمَّا قَالَ جُلِدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ كَمَا قَالَ

جو شخص اپنے غلام (یا لونڈی) پر (بدکاری کی) تہمت لگائے حالانکہ وہ اس سے پاک ہو تو قیامت

(صحیح بخاری کتاب المحاربین من اهل الکفر باب قذف العبید جزء ۸ ص ۲۱۸ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب التغلیظ علی من قذف مملوکه بالزنا جزء ۲ ص ۲۹)

کے دن اس کو کوڑے مارے جائیں گے۔

بیعت کی آخری شرط یہ رکھی کہ وہ معروف کاموں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہیں کریں گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بہت ضروری۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا ○ (النسآء ۔ ۸۰)

جو شخص رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ یقیناً اللہ ہی کی اطاعت کرتا ہے، اور (اے رسول) جو شخص (آپ کی فرمانبرداری سے) منہ موڑے تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا (کہ ان کو اسلام قبول کرنے پر آپ مجبور کریں)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ○ (الجن ۔ ۲۳)

اور (اے لوگو) جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے، اس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں سے بھی اسی قسم کی بیعت لیا کرتے تھے۔ عبادہ بن الصامت رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَوْلَهٗ عِصَابَةٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ بَایِعُوْنِیْ عَلٰی اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَیْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْا فِیْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰی مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَیْئًا فَعُوْقِبَ فِی الدُّنْیَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَیْئًا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی حالت میں کہ آپ کے گرد آپ کے صحابہ کی ایک جماعت موجود تھی فرمایا: مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے، اپنے ہاتھوں اور پیروں کے درمیان (یعنی گھڑ گھڑا کر کسی پر) بہتان نہ لگاؤ گے اور نیک کاموں میں نافرمانی نہ کرو گے۔ پھر جو کوئی تم میں سے یہ عہد پورا کرے گا اس کا ثواب

ثُمَّ سَتَرَہُ اللّٰہُ فَھُوَ اِلَی اللّٰہِ اِنْ شَآءَ عَفَاعَنْہُ وَاِنْ شَآءَ عَاقَبَہٗ فَبَایَعْنَاہُ عَلٰی ذٰلِکَ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب علامۃ الایمان حب الانصار جزء اول ص۱۱)

اللہ پر ہے اور جو کوئی ان (گناہوں) میں سے کچھ کر بیٹھے تو اسے دنیا میں اگر اس کی سزا مل گئی تو اس کے گناہ کا کفارہ ہو جائے گا اور جو کوئی ان (گناہوں) میں کچھ کر بیٹھے پھر اللہ (دنیا میں) اس کو چھپائے رکھے تو وہ اللہ کے حوالے ہے اگر چاہے (آخرت میں بھی) اس کو معاف کر دے اور اگر چاہے عذاب کرے۔ (عبادہ کہتے ہیں) ہم نے ان باتوں پر آپؐ سے بیعت کی۔

عید کے روز بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام عورتوں سے اسی طرح بیعت لیا کرتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:۔

شَھِدْتُ الْفِطْرَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ یُصَلُّوْنَھَا قَبْلَ الْخُطْبَۃِ ثُمَّ یَخْطُبُ بَعْدُ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْہِ حِیْنَ یُجْلِسُ بِیَدِہٖ ثُمَّ اَقْبَلَ یَشُقُّھُمْ حَتّٰی جَآءَ النِّسَآءَ مَعَہٗ بِلَالٌ فَقَالَ یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ اَلْاٰیَۃَ ثُمَّ قَالَ حِیْنَ فَرَغَ مِنْھَا اَنْتُنَّ عَلٰی ذٰلِکِ فَقَالَتِ امْرَاَۃٌ وَّاحِدَۃٌ مِّنْھُنَّ لَمْ یُجِبْہُ غَیْرُھَا نَعَمْ۔ (صحیح بخاری کتاب العیدین باب موعظۃ الامام النساء یوم العید جزء۲ ص۲۷ وصحیح مسلم کتاب العیدین جزء اول ص۳۲۹)

میں عید الفطر کی نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ کے ساتھ شریک رہا۔ وہ سب پہلے نماز پڑھتے تھے پھر اس کے بعد خطبہ دیتے تھے۔ (ایک دفعہ ایسا ہوا کہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے آگے بڑھے گویا میں (اس وقت) آپ کو دیکھ رہا ہوں آپ لوگوں کو ہاتھ کے اشارے سے بٹھا رہے تھے۔ پھر آپ صفوں کو چیرتے ہوئے عورتوں کے پاس آئے۔ بلالؓ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے سورۃ ممتحنہ کی یہ آیت پڑھی اے پیغمبر جب مؤمن عورتیں آپؐ کے پاس بیعت کرنے کو آئیں اخیر تک اور فرمایا کیا تم ان باتوں پر قائم ہو کسی عورت نے آپ کو جواب نہ دیا سوائے ایک عورت کے، اس نے کہا ہاں۔

آگے فرمایا (وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰہَ، اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ) اور (اے رسول، جب عورتیں بیعت کرلیں تو) آپ ان کے لئے مغفرت کی دعاء کیا کیجئے (اللہ ان کے گناہوں کو معاف کر دیگا) بے شک اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

آگے فرمایا (یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ قَدْ یَئِسُوْا

مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ) اے ایمان والو، ان لوگوں کو جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا دوست نہ بناؤ۔ یہ لوگ آخرت سے اسی طرح ناامید ہیں جس طرح کفار اہل قبور (کے دوبارہ زندہ ہونے) سے ناامید ہیں۔

وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا یہودی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ، وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○

(البقرۃ - ۹۰)

وہ چیز بہت بری ہے جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کو بیچا وہ یہ کہ محض ضد (اور حسد) کی وجہ سے انہوں نے اس کتاب کا انکار کردیا جو اللہ نے اپنے فضل سے نازل فرمائی ہے (وہ اس کتاب کا انکار کرکے) غضب بالائے غضب میں گرفتار ہوگئے (ایسے) کافروں کے لئے ذلت آمیز عذاب ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو دوست بنانے سے منع فرمایا۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ○ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ، وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ○ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِى الدِّيْنِ، وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ○

(النسآء - ۴۴ تا ۴۶)

(اے رسول) آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصہ دیا گیا تھا (کہ ان کی کیا حالت ہے)۔ وہ خود تو گمراہی خرید ہی رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی راہ (حق) سے بھٹک جاؤ۔ (اے ایمان والو) اللہ تمہارے دشمنوں سے خوب واقف ہے (وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے) تمہارے لئے کارساز ہونے کے لحاظ سے اللہ کافی ہے اور مددگار ہونے کے لحاظ سے بھی اللہ ہی کافی ہے۔ (اے رسول) یہودیوں میں بعض لوگ ایسے ہیں جو (تمام) باتوں کو ان کے موقع ومحل سے بدل ڈالتے ہیں۔ کہتے ہیں ہم نے سن تو لیا لیکن اطاعت نہیں کریں گے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ سنیئے (لیکن اللہ کرے) آپ سُن نہ سکیں اور وہ اپنی زبانوں کو موڑ کر دین (اسلام) کا

تمسخر اڑانے کی نیت سے (آپ سے گفتگو کرتے وقت) راعنا کہتے ہیں اور اگر وہ یہ کہتے ہم نے سن لیا اور ہم اطاعت کریں گے اور (اِسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ کی جگہ صرف) اِسْمَعْ کہتے (یعنی آپ سنئے) اور (رَاعِنَا کی جگہ) اُنْظُرْنَا (ہماری طرف نظر کیجئے) کہتے تو ان کے لئے بہتر اور مناسب ہوتا، لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا) تو اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر لعنت کر دی، (اب ان میں سے) قلیل ہی لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔

یہودی اپنی شامت اعمال کی وجہ سے آخرت سے ناامید ہو چکے تھے۔ جس طرح کفار اہل قبور سے قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے سے یا دوبارہ زندہ ہو کر ان کے پاس آنے سے ناامید ہو چکے ہیں اسی طرح یہودی اپنی آخرت سے ناامید ہو چکے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے رسول آخر الزمان کا جن کو وہ اچھی طرح پہچانتے ہیں انکار کر دیا تو اب کوئی صورت قیامت کے دن ان کی نجات کی باقی نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے بدبخت لوگوں کو دوست بنانے سے منع فرما دیا۔

عمل

اے ایمان والو، شرک کسی قسم کا نہ کیجئے، چوری نہ کیجئے، زنا نہ کیجئے، اپنی اولاد کو قتل نہ کیجئے، کسی پر تہمت نہ لگائیے جائز کاموں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، جو لوگ ان شرائط کو مان لیں تو ان سے بیعت لے لیا کیجئے، پھر ان کے لئے دعاء مغفرت کیا کیجئے۔

اے ایمان والو، جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا ہے ان کو ہرگز دوست نہ بنائیے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سُورۂ صف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِی الۡاَرۡضِ ۚ وَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۱﴾
یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لِمَ تَقُوۡلُوۡنَ
مَا لَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۲﴾ کَبُرَ مَقۡتًا
عِنۡدَ اللّٰہِ اَنۡ تَقُوۡلُوۡا مَا لَا
تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۳﴾

ترجمہ آسمانوں میں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں سب اللہ کی تسبیح پڑھتی ہیں وہ غالب اور حکمت والا ہے ① اے ایمان والو، ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ② اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بڑی ناپسندیدہ بات ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں ③

معانی ومصادر (کَبُرَ) کَبُرَ، یَکْبُرُ، کِبَرٌ و کُبْرٌ و کُبَارَۃٌ (ك) قد میں بڑا ہونا، بھاری ہونا۔

(مَقْتٌ) مَقَتَ، یَمْقُتُ، مَقْتٌ (ن) غصہ دلانا۔

شان نزول حضرت عبداللہ بن سلامؓ فرماتے ہیں:۔

تَذَاکَرْنَا بَیْنَنَا فَقُلْنَا اَیُّکُمْ یَاْتِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَسْأَلُہٗ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ وَھِبْنَا اَنْ یَقُوْمَ مِنَّا اَحَدٌ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیْنَا رَجُلًا رَجُلًا حَتّٰی جَمَعَنَا فَجَعَلَ بَعْضُنَا یُشِیْرُ اِلٰی بَعْضٍ فَقَرَأَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔ اِلٰی قَوْلِہٖ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ) قَالَ فَتَلَاھَا مِنْ اَوَّلِھَا اِلٰی اٰخِرِھَا (مسند امام احمد سندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۱۸ ص ۳۰۲)

ہم نے آپس میں مذاکرہ کیا۔ ہم نے کہا ہم میں سے کون ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائے اور آپ سے دریافت کرے کہ کونسا عمل اللہ (تعالیٰ) کو سب سے زیادہ محبوب ہے لیکن ہم سے ہر شخص جاتے ہوئے ڈر رہا تھا۔ (ہم یہ سوچ ہی رہے تھے کہ اسی اثناء میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرداً فرداً ہمیں بلایا یہاں تک کہ ہم سب کو جمع کر لیا۔ ہم لوگ آپس میں (تعجب کے ساتھ) ایک دوسرے کی طرف اشارہ کرتے رہے (ہمیں اس بات پر تعجب تھا کہ آپ کو ہمارے ارادہ کی کس طرح خبر ہوگئی)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ابتداء میں) سَبَّحَ لِلّٰہِ سے کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ تک ہمیں پڑھ کر سنایا پھر آپ نے اس (سورت) کو اول سے آخر تک پڑھا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ) آسمانوں میں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں سب اللہ کی تسبیح پڑھتی ہیں، وہ غالب ہے (جو چاہے کر سکتا ہے) وہ حکمت والا ہے (جو کچھ کرتا ہے حکمت کے ساتھ کرتا ہے۔ اس کے ہر کام میں حکمت اور مصلحت ہوتی ہے (یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ) اے ایمان والو، ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں (کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا

تَفْعَلُوْنَ) اللہ کے نزدیک یہ بڑی ناپسندیدہ بات ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں (یہ بات اللہ تعالیٰ کو بہت غصہ دلانے والی ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں)

کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہے۔ اس کی تفسیر پہلے کئی جگہ گذر چکی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو ہدایت کی کہ وہی بات کہا کریں جس پر وہ خود عمل کرتے ہوں۔ دوسروں کو نصیحت کرنا اور خود عمل نہ کرنا یہ چیز اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ، اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

(البقرۃ - ۴۴)

کیا تم لوگوں کو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو (باوجود اس بات کے کہ) تم کتاب کی تلاوت کرتے رہتے ہو (تم خود اس پر عمل نہیں کرتے) کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے (کہ یہ تو بڑی بری بات ہے کہ دوسروں کو نیک کام کا حکم دو اور خود نیک کام نہ کرو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُهٗ فِي النَّارِ فَيَدُوْرُ كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ اَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ اَيْ فُلَانُ مَا شَاْنُكَ اَلَيْسَ كُنْتَ تَاْمُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ اٰمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِيْهِ وَاَنْهٰكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب صفۃ النار جزء۲ ص۱۴۷ وکتاب الفتن جزء۹ ص۷ وصحیح مسلم کتاب الزھد باب عقوبۃ من یامر بالمعروف ولا یفعلہ جزء۲ ص۵۹۲)

ایک شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کی انتڑیاں باہر نکل پڑیں گی (وہ اپنی انتڑیوں کے گرد) چکی کے گدھے کی طرح گھومتا رہے گا۔ دوزخ والے اس کے پاس جمع ہوں گے کہیں گے اے فلاں یہ کیا معاملہ ہے تو تو (دنیا میں اچھا تھا) ہم کو اچھی بات کا حکم دیتا اور بری بات سے منع کرتا تھا۔ وہ کہے گا بے شک میں تم کو اچھی بات کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا اور تم کو بری بات سے منع کرتا تھا لیکن خود بری بات کیا کرتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِيْ اُمَّةٍ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ لَهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ حَوَارِيُّوْنَ وَ

جو نبی بھی اللہ تعالیٰ نے کسی امت میں بھیجا تو اس کی امت میں اس کے حواری اور اس کے

أَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهٖ وَيَقْتَدُوْنَ بِأَمْرِهٖ ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَآءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان کون النہی عن المنکر من الایمان جزء اول ص ۳۹ و ۴۰)

اصحاب ہوتے تھے جو اس کی سنت پر عمل کرتے تھے اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ پھر ان کے بعد ایسے ناخلف لوگ ان کے جانشین ہوتے تھے جو کہتے تھے وہ کرتے نہیں تھے اور جو کرتے تھے اس کا حکم نہیں دیا گیا تھا تو جو شخص ایسے لوگوں سے اپنے ہاتھ سے جہاد کرے وہ مؤمن ہے، جو ان سے اپنی زبان سے جہاد کرے وہ مؤمن ہے اور جو ان سے دل سے جہاد کرے وہ بھی مؤمن ہے۔ اس کے بعد تورائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں رہتا۔

الغرض اللہ تعالیٰ کو جو چیز پسند ہے وہ یہ ہے کہ پہلے خود عمل کرے پھر دوسروں کو نصیحت کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (حٰمٓ السجدۃ۔ ۳۳)

اور بات کے لحاظ سے اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے، نیک عمل کرے اور کہے میں مسلم ہوں۔

عمل

اے ایمان والو، جو کچھ آپ کہا کریں اس پر خود بھی عمل کیا کریں۔ دوسروں کو نصیحت کرنا اور خود عمل نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی خفگی کا باعث ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ ④

ترجمہ اللہ ان لوگوں سے (بڑی) محبت کرتا ہے جو اس کے راستہ میں (ایسی) صف بنا کر لڑتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں ④

معانی و مصادر (صَفًّا) صَفَّ، يَصُفُّ، صَفًّا (ن) قطار میں کھڑا کرنا۔
(مَرْصُوصٌ) رَصَّ، يَرُصُّ، رَصًّا (ن) ملا دینا، سیسہ پلانا۔
(بُنْيَانٌ) بَنَى، يَبْنِي، بَنْيٌ و بُنْيَانٌ و بِنَاءٌ و بِنْيَةٌ و بِنَايَةٌ (ض) بنانا، بیوی کے پاس داخل ہونا۔

تفسیر اس سورت کے شان نزول میں یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ صحابہ کرام کو یہ خواہش تھی کہ وہ اس چیز پر عمل کریں جو اللہ تعالیٰ کو پسندیدہ اور محبوب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس چیز کا ذکر فرمایا جو اس کو بہت زیادہ محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ) اللہ ان لوگوں سے (بڑی) محبت کرتا ہے جو اس کے راستہ میں ایسی صف بنا کر لڑتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

سیسہ پلائی ہوئی دیوار سے مراد یہ ہے کہ میدان جنگ میں ان کی صف اتنی مضبوط ہوتی ہے گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہو۔ دشمن اس کو توڑ نہیں سکتا اور شکست کھا جاتا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جہاد فی سبیل اللہ اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔

عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ الصَّلَاةُ عَلَى مِيقَاتِهَا قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ

میں نے کہا: اے اللہ کے رسول، کونسا عمل افضل ہے۔ فرمایا نماز اپنے وقت پر۔ میں نے پوچھا پھر کونسا عمل افضل ہے فرمایا: والدین

قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب قول اللہ تعالٰی ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم جزء۴ ص۱۷)

کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ میں نے پوچھا پھر کونسا۔ فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ لَا اَجِدُهٗ قَالَ هَلْ تَسْتَطِيْعُ اِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ اَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُوْمَ وَلَا تَفْتُرَ وَتَصُوْمَ وَلَا تُفْطِرَ قَالَ وَمَنْ يَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب قول اللہ تعالٰی ان اللہ اشتری جزء۴ ص۱۸)

ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا مجھ کو ایسا کام بتائیے جو ثواب میں جہاد کے برابر ہو۔ آپ نے فرمایا میں ایسا کوئی کام نہیں پاتا پھر فرمایا کیا تو یہ کرسکتا ہے کہ جب مجاہد جہاد کے لئے نکلے تو تو مسجد میں جائے، برابر نماز پڑھتا رہے ذرا سی دیر بھی نماز نہ چھوڑے اور برابر روزے رکھے (بالکل) افطار نہ کرے۔ اس نے کہا بھلا ایسا کون کرسکتا ہے یعنی مجاہد کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنا مسلسل نماز پڑھنے والے اور مسلسل روزہ رکھنے والے کو ملتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں:۔

قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ اَفْضَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ قَالُوْا ثُمَّ مَنْ قَالَ مُؤْمِنٌ فِيْ شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَتَّقِى اللّٰهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهٖ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب افضل الناس مؤمن یجاھد بنفسہ ومالہ جزء۴ ص۱۸ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الجہاد والرباط جزء۲ ص۱۵۰)

لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون شخص سب لوگوں میں افضل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مؤمن جو اللہ کی راہ میں جان اور مال سے جہاد کرے لوگوں نے عرض کیا پھر کون؟ آپ نے فرمایا وہ مؤمن جو کسی پہاڑ کی گھاٹی میں رہے اللہ سے ڈرے اور لوگوں کو چھوڑ کر اپنی برائی سے ان کو محفوظ رکھے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُّجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَتَوَكَّلَ اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِهِ بِاَنْ يَّتَوَفَّاهُ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرْجِعَهُ سَالِمًا مَّعَ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ (صحیح بخاری کتاب الجهاد باب ۲ افضل الناس مؤمن مجاهد بنفسه وماله جزء ۴ ص ۱۸)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے اللہ کی راہ میں جو شخص جہاد کرتا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے کون اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص دن کو روزہ رکھے اور رات کو نماز پڑھے۔ اللہ نے مجاہد فی سبیل اللہ کے لئے ذمّہ لیا ہے کہ اگر اس کو موت دے گا تو اُسے جنت میں داخل کرے گا ورنہ (صحیح و) سالم ثواب اور مالِ غنیمت کے ساتھ اس کو گھر لوٹائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (صحیح بخاری کتاب الجهاد باب درجات المجاهدین جزء ۴ ص ۱۹ وروی مسلم نحوه فی کتاب الامارة باب بیان ما اعده الله تعالی للمجاهد جزء ۲ ص ۱۳۸)

جنت میں سو درجے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ نے جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کیا ہے۔ ہر دُو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

لَغَدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا (صحیح بخاری کتاب الجهاد باب الغدوة والروحة فی سبیل الله جزء ۴ ص ۲۰ وصحیح مسلم کتاب الامارة باب فضل الغدوة والروحة فی سبیل الله جزء ۲ ص ۱۳۸)

اللہ کی راہ میں صبح کو یا شام کو چلنا دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ

خبردار ہو جاؤ بے شک جنت تلواروں کے

(صحیح بخاری کتاب الجهاد باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا لم یقاتل اول النہار اخر القتال حتی تزول الشمس جزء ۴ صـ۶۲ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب کراھۃ تمنی لقاء العدو جزء ۲ صـ۷۰)

سایوں کے نیچے ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جنگ کیجئے۔ اگر جنگ کرنے کا موقع نہ ملے تو اس کی آرزو دل میں رکھیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ مَّاتَ وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یُحَدِّثْ بِهٖ نَفْسَهٗ مَاتَ عَلٰی شُعْبَةٍ مِّنْ نِفَاقٍ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ذم من مات ولم یغز ولم یحدث نفسہ بالغزو جزء ۲ صـ۱۵۸)

جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ اس نے جہاد نہ کیا ہو اور نہ اس کے دل میں کبھی جہاد کرنے کا خیال آیا ہو تو اس کی موت نفاق کی شاخ پر ہوگی۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَٰقَوْمِ
لِمَ تُؤْذُونَنِي وَقَد تَّعْلَمُونَ أَنِّي
رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ ۖ فَلَمَّا زَاغُوا
أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الْفَٰسِقِينَ ۵ وَإِذْ قَالَ
عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَٰبَنِي إِسْرَٰءِيلَ
إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَىٰةِ وَ
مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي

اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ، فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶﴾

ترجمہ اور (اے لوگو، وہ وقت یاد کرو) جب موسٰی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم، تم مجھے کیوں تکلیف دیتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں۔ پھر جب (وہ نہیں مانے اور) انہوں نے کجروی اختیار کی تو اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دئے، اللہ فاسق لوگوں کو صحیح راستہ پر چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا ﴿۵﴾
اور (اے لوگو، وہ وقت یاد کرو) جب عیسٰی ابن مریم نے کہا: اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ (تعالیٰ) کا رسول ہوں، توریت جو مجھ سے پہلے آچکی ہے اس کی تصدیق کرتا ہوں اور میں (تمہیں) ایک رسول کی خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد آئے گا (اور) جس کا نام احمد ہوگا۔ پھر جب وہ (رسول) ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آگیا تو کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے ﴿۶﴾

معانی و مصادر (تُؤْذُوْنَنِیْ) اٰذٰی، یُؤْذِیْ، اِیْذَآءٌ (باب افعال) ایذا دینا، تکلیف پہنچانا۔
(زَاغُوْا) زَاغَ، یَزِیْغُ، زَیْغٌ و زَیَغَانٌ و زَیْغُوْغَۃٌ (ض) ٹیڑھا ہونا۔
(اَزَاغَ) اَزَاغَ، یُزِیْغُ، اِزَاغَۃٌ (باب افعال) ٹیڑھا کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ) اور (اے لوگو، وہ وقت یاد کرو) جب موسٰی نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم، تم مجھے کیوں تکلیف پہنچاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں (فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ) پھر جب (وہ نہیں مانے اور) انہوں نے کجروی اختیار کی تو اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے کر دئے۔ اللہ فاسق لوگوں کو صحیح راستہ پر چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی قوم نے بہت تکلیف پہنچائی۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا ۚ وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا ○

(الاحزاب - ۶۹)

اے ایمان والو، تم ان جیسے نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو تکلیف پہنچائی تھی، جو بات انہوں نے کی تھی اللہ نے اس سے موسیٰ کو بری کر دیا اور وہ اللہ کے ہاں بڑے مرتبہ والے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنَّ مُوسَىٰ كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيرًا لَا يُرَىٰ مِنْ جِلْدِهِ شَيْءٌ اسْتِحْيَاءً مِنْهُ فَآذَاهُ مَنْ آذَاهُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقَالُوا مَا يَسْتَتِرُ هَٰذَا التَّسَتُّرَ إِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهِ إِمَّا بَرَصٌ وَإِمَّا أُدْرَةٌ وَإِمَّا آفَةٌ وَإِنَّ اللَّهَ أَرَادَ أَنْ يُبَرِّئَهُ مِمَّا قَالُوا لِمُوسَىٰ فَخَلَا يَوْمًا وَحْدَهُ فَوَضَعَ ثِيَابَهُ عَلَى الْحَجَرِ ثُمَّ اغْتَسَلَ فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ إِلَىٰ ثِيَابِهِ لِيَأْخُذَهَا وَإِنَّ الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهِ فَأَخَذَ مُوسَىٰ عَصَاهُ وَطَلَبَ الْحَجَرَ فَجَعَلَ يَقُولُ ثَوْبِي حَجَرُ ثَوْبِي حَجَرُ حَتَّىٰ انْتَهَىٰ إِلَىٰ مَلَإٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَرَأَوْهُ عُرْيَانًا أَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ وَأَبْرَأَهُ مِمَّا يَقُولُونَ وَقَامَ الْحَجَرُ فَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَلَبِسَهُ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ فَوَاللَّهِ إِنَّ بِالْحَجَرِ لَنَدَبًا مِنْ أَثَرِ ضَرْبِهِ ثَلَاثًا أَوْ أَرْبَعًا أَوْ خَمْسًا فَذَٰلِكَ قَوْلُهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِندَ اللَّهِ وَجِيهًا (صحیح بخاری کتاب

موسیٰ بڑے شرمیلے اور بدن ڈھانکنے والے تھے۔ ان کے بدن کا کوئی حصہ شرم کی وجہ سے کوئی نہ دیکھ سکتا۔ بنی اسرائیل کے بعض لوگوں نے ان کو ستایا۔ کہنے لگے موسیٰ جو اس قدر اپنا بدن چھپاتے ہیں تو ضرور اس میں کوئی عیب ہے یا تو برص ہے یا فتق یا کوئی اور بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ موسیٰ کی بے عیبی ظاہر ہو جائے۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا موسیٰ اکیلے تھے۔ انہوں نے اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھ کر نہانا شروع کیا۔ جب نہا چکے اور پتھر پر سے کپڑے لینے لگے تو پتھر ان کے کپڑے لے کر بھاگا۔ موسیٰ نے اپنا عصا لیا اور پتھر کے پیچھے چلے۔ وہ کہتے جاتے تھے اے پتھر میرے کپڑے دے، اے پتھر میرے کپڑے دے۔ وہ پتھر اس جگہ جا کر ٹھہرا جہاں بنی اسرائیل کے سردار جمع تھے۔ انہوں نے موسیٰ کو عریاں دیکھ لیا۔ انہوں نے دیکھا کہ اللہ کی مخلوق میں وہ ایک حسین مخلوق تھے اور ان تمام عیوب سے پاک تھے جو بنی اسرائیل ان کی طرف منسوب کرتے تھے۔ موسیٰ نے اپنے کپڑے اٹھائے اور ان کو پہن لیا۔ پھر پتھر کو عصا سے

بدء الخلق باب حدیث الخضر مع موسیٰ علیہما السلام جزء ۴ صفحہ ۱۹۰ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۲ صفحہ ۳۲۳)

مارنا شروع کیا۔ اللہ کی قسم پتھر میں ان کی مار سے تین یا چار یا پانچ نشان پڑ گئے۔ آیہ کریمہ: "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا" میں اسی طرف اشارہ ہے۔ (ترجمہ) اے ایمان والو، تم ان جیسے نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ کو تکلیف پہنچائی تھی۔ جو بات انہوں نے کہی تھی اللہ نے اس سے موسیٰ کو بری کر دیا اور وہ اللہ کے ہاں بڑے مرتبہ والے ہیں۔

الغرض موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت تکلیفیں پہنچائی گئیں مثلاً:۔

(۱) بچھڑے کا پوجنا۔
(۲) اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا مطالبہ کرنا۔
(۳) مفتوحہ شہر میں داخل ہوتے وقت "حِطَّۃٌ" کے بجائے کچھ اور الفاظ کہہ دینا۔
(۴) من وسلویٰ کی جگہ گھٹیا چیزیں طلب کرنا۔
(۵) توریت پر عمل نہ کرنا۔
(۶) گائے ذبح کرنے کے سلسلہ میں طرح طرح کے سوال کرنا۔
(۷) جنگ کرنے سے صاف انکار کر دینا وغیرہ وغیرہ۔

ان تمام روحانی تکالیف کا بیان قرآن مجید میں موجود ہے۔

عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

قَسَمَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ هٰذِهٖ لَقِسْمَةٌ مَا اُرِیْدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَغَضِبَ حَتّٰى رَاَیْتُ الْغَضَبَ فِیْ وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ یَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى قَدْ اُوْذِیَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب حدیث الخضر مع موسیٰ علیہما السلام جزء ۴ صفحہ ۱۹۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم کیا۔ ایک شخص کہنے لگا اس تقسیم سے اللہ کی رضا مندی مقصود نہیں ہے۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے یہ بات بیان کی، آپ کو غصہ آگیا۔ میں نے آپ کے چہرہ پر غصہ کے آثار پائے پھر فرمایا اللہ موسیٰ پر رحم کرے ان کو اس سے زیادہ تکلیف دی گئی لیکن انہوں نے صبر کیا۔

آگے فرمایا (وَاِذۡ قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوۡرٰىۃِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ قَالُوۡا ہٰذَا سِحۡرٌ مُّبِیۡنٌ) اور (اے لوگو، وہ وقت بھی یاد کرو) جب عیسٰی ابن مریم نے کہا : اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں۔ توریت جو مجھ سے پہلے آ چکی ہے اس کی تصدیق کرتا ہوں اور میں (تمہیں) ایک رسول کی خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد آئے گا (اور) جس کا نام احمد ہوگا۔ پھر جب وہ (رسول) ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آگیا تو کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ وہ رسول جس کا نام احمد ہے نزول آیت کے وقت آ چکا تھا۔ اس رسول نے بنی اسرائیل کو معجزے دکھائے ۔ بنی اسرائیل نے کہا یہ تو صریح جادو ہے۔

اس آیت میں عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک پیشین گوئی کا ذکر ہے۔ عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا نام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لِیۡ خَمۡسَۃُ اَسۡمَآءٍ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَحۡمَدُ وَاَنَا الۡمَاحِیۡ الَّذِیۡ یَمۡحُوۡ اللّٰہُ بِیَ الۡکُفۡرَ وَاَنَا الۡحَاشِرُ الَّذِیۡ یُحۡشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیۡ وَاَنَا الۡعَاقِبُ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما جآء فی اسمآء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۲ ص۲۲۵ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی اسمائہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۲ ص۳۳۶ واللفظ للبخاری وزاد مسلم وَالۡعَاقِبُ الَّذِیۡ لَیۡسَ بَعۡدَہٗ نَبِیٌّ وَفِیۡ رِوَایَۃٍ لَہٗ وَقَدۡ سَمَّاہُ اللّٰہُ رَؤُوۡفًا رَّحِیۡمًا) ۔

میرے پانچ نام ہیں : میں محمد ہوں ، میں احمد ہوں میں ماحی ہوں یعنی مٹانے والا ، اللہ کفر کو میرے ذریعہ مٹائے گا ، میں حاشر ہوں یعنی لوگ میرے پیچھے حشر کئے جائیں گے اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جاتا۔

(نوٹ :۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)۔

حضرت ابو موسیٰ فرماتے ہیں :۔

کَانَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یُسَمِّیۡ لَنَا نَفۡسَہٗ اَسۡمَآءً فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَّاَحۡمَدُ وَالۡمُقَفِّیۡ وَالۡحَاشِرُ وَنَبِیُّ التَّوۡبَۃِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کئی نام ہم سے بیان کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا میں محمد ہوں ، میں احمد ہوں ، میں مقفّی (یعنی عاقب) اور حاشر اور

وَنَبِیُّ الرَّحْمَۃِ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب اسماءہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ۲ ص۳۳۶) — نبی التوبہ اور نبی الرحمۃ ہوں۔

عمل

اے بنی اسرائیل، ٹیڑھی چال نہ چلئے بلا وجہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار نہ کیجئے۔

اے بنی اسرائیل، عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس رسول کی پیشین گوئی فرمائی تھی وہ رسول آچکا وہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کا دوسرا نام احمد ہے۔ اے بنی اسرائیل، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے۔ ایمان نہ لانے کے لئے بہانے نہ بنائیے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَى
اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰۤى اِلَى
الْاِسْلَامِ، وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ
الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷﴾ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا
نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ، وَاللّٰهُ مُتِمُّ
نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸﴾
هُوَ الَّذِىْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ
بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ
عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ

الْمُشْرِكُوْنَ ⑨

ترجمہ اور (اے رسول) اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ کی طرف غلط بات منسوب کرے حالانکہ اس کو اسلام کی طرف بلایا جا رہا ہو، اللہ ظالم لوگوں کو راہ راست پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا ⑦ (اے رسول) یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں لیکن اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار کیوں نہ گذرے ⑧ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکین کو برا ہی کیوں نہ لگے ⑨

معانی ومصادر (یُطْفِئُوْا) اَطْفَأَ، یُطْفِئُ، اِطْفَاءٌ (باب افعال) بجھانا۔
(مُتِمٌّ) اَتَمَّ، یُتِمُّ، اِتْمَامٌ (باب افعال) پورا کرنا (مُتِمٌّ۔ پورا کرنے والا)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَھُوَ یُدْعٰٓی اِلَی الْاِسْلَامِ) اور (اے رسول) اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر افتراء کرے حالانکہ اس کو اسلام کی طرف بلایا جا رہا ہو۔

اگر کسی شخص کو اسلام کی طرف بلایا جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف غلط باتیں منسوب کر کے ان کو اسلام قبول نہ کرنے کا بہانہ بنائے تو اس سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے۔

اہل کتاب نے اسلام قبول نہ کرنے کے کئی بہانے بنا رکھے تھے۔ مثلاً ہم کسی نبی پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک وہ ایسی قربانی نہ پیش کرے جس کو آگ آ کر کھا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ عَھِدَ اِلَیْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰی یَاْتِیَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْکُلُہُ النَّارُ، قُلْ قَدْ جَآءَکُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِیْ بِالْبَیِّنٰتِ وَبِالَّذِیْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْھُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ○ فَاِنْ کَذَّبُوْکَ فَقَدْ کُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِکَ جَآءُوْ بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْکِتٰبِ الْمُنِیْرِ ○

(اللہ نے ان لوگوں کی بات بھی سن لی ہے) جو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم سے یہ عہد لیا ہے کہ ہم کسی رسول پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک وہ ہمارے سامنے ایسی قربانی پیش نہ کرے جس کو (آسمان سے) آگ آ کر جلا ڈالے۔ (اے رسول) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ مجھ سے پہلے بہت سے رسول (بڑے بڑے) معجزات لے

(آل عمران - ۱۸۳ و ۱۸۴)

کر آئے اور وہ معجزہ بھی لے کر آئے جس کا تم نے مطالبہ کیا ہے تو پھر اگر تم (اپنی بات میں) سچے ہو تو (ان پر ایمان کیوں نہ لائے) کیوں انہیں قتل کرتے رہے۔ (اے رسول) اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کرتے ہیں (تو کوئی نئی بات نہیں) آپ سے پہلے بھی رسولوں کی تکذیب کی جا چکی ہے حالانکہ وہ واضح دلائل و براہین، صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے۔

اہل کتاب توریت اور انجیل میں تحریف کر کے ان کو اپنے منشاء اور مقصد کے مطابق ڈھال لیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○

(آل عمران - ۷۸)

بے شک اہل کتاب میں ایسے بھی لوگ ہیں جو (اللہ کی) کتاب (توریت) کو پڑھتے وقت اپنی زبانوں کو اس طرح موڑتے ہیں کہ تم یہ سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھ رہے ہیں کتاب میں لکھا ہوا ہے حالانکہ وہ کتاب میں لکھا ہوا نہیں ہوتا اور وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ وہ پڑھ رہے ہیں اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ نہیں ہوتا اور وہ جان بوجھ کر اللہ پر افتراء کرتے ہیں۔

اہل کتاب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اور ان کے سلسلہ کے تمام نبیوں کو یہودی یا عیسائی مانتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْ بَعْدِهٖ ۚ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ

اے اہل کتاب، تم ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو، توریت اور انجیل تو ان کے بعد اتری ہیں (پھر وہ یہودی یا عیسائی کیسے ہو سکتے ہیں) کیا تم میں اتنی بھی عقل نہیں؟ دیکھو (اب تک تم) ان باتوں میں تو جھگڑتے رہے ہو

وَاللّٰہُ یَعۡلَمُ وَاَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ○ مَا کَانَ اِبۡرٰھِیۡمُ یَھُوۡدِیًّا وَّلَا نَصۡرَانِیًّا وَّلٰکِنۡ کَانَ حَنِیۡفًا مُّسۡلِمًا ؕ وَمَا کَانَ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ○

(اٰل عمران ۔ ۶۵ تا ۶۷)

جن کا تمہیں (تھوڑا بہت) علم تھا لیکن ایسی بات میں کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں (مطلقاً) علم نہیں ۔ اللہ جانتا ہے یا تم نہیں جانتے ۔ ابراہیم نہ تو یہودی تھے، نہ عیسائی تھے اور نہ وہ مشرکین میں سے تھے بلکہ وہ بڑے پکے موحّد مسلم تھے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَمۡ تَقُوۡلُوۡنَ اِنَّ اِبۡرٰھٖمَ وَاِسۡمٰعِیۡلَ وَاِسۡحٰقَ وَیَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطَ کَانُوۡا ھُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰی ؕ قُلۡ ءَاَنۡتُمۡ اَعۡلَمُ اَمِ اللّٰہُ ؕ وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ کَتَمَ شَھَادَۃً عِنۡدَہٗ مِنَ اللّٰہِ ؕ وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ ○

(البقرۃ ۔ ۱۴۰)

اور کیا تم دعویٰ کرتے ہو کہ ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، اور (ان کی) اولاد یہودی یا عیسائی تھے، (ہرگز نہیں وہ تو سب مسلم تھے) اور (اے رسول) آپ ان سے پوچھیے کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ (اللہ تو فرماتا ہے کہ وہ مسلم تھے اور جانتے تو تم بھی ہو کہ وہ مسلم تھے لیکن تم حق کو چھپاتے ہو) اور اس سے زیادہ کون ظالم ہو گا جو اللہ کی شہادت کو جو اس کے پاس موجود ہے چھپاتا ہے (کیا اس کو نہیں معلوم کہ اللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی) اور اے اہل کتاب، جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے غافل نہیں ۔

اہل کتاب کا عقیدہ تھا کہ وہ دوزخ میں چند دن سے زیادہ نہیں رہیں گے لہٰذا کیا ضرورت ہے کہ اسلام قبول کیا جائے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِیۡبًا مِّنَ الۡکِتٰبِ یُدۡعَوۡنَ اِلٰی کِتٰبِ اللّٰہِ لِیَحۡکُمَ بَیۡنَھُمۡ ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیۡقٌ مِّنۡھُمۡ وَھُمۡ مُّعۡرِضُوۡنَ ○ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمۡ قَالُوۡا لَنۡ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ۪ وَّغَرَّھُمۡ فِیۡ دِیۡنِھِمۡ مَّا کَانُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ ○

(اٰل عمران ۔ ۲۳ و ۲۴)

(اے رسول) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب (الٰہی) سے بہرہ مند کیا گیا تھا جب ان کو اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو ان میں سے ایک (بڑی) جماعت اس سے منہ پھیر لیتی ہے اور (اس سے) روگردانی کرتی ہے ۔ اس کی (بڑی) وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ

اس بات کے قائل ہیں کہ انہیں دوزخ کی آگ چند دن سے زیادہ نہیں چھوئے گی، (یہ ان کا افتراء ہے اور) جو کچھ یہ افتراء کر رہے ہیں اسی نے ان کو ان کی سزا و جزا کے معاملہ میں فریب میں مبتلا کر رکھا ہے۔

اہل کتاب اپنے کو ہدایت یاب سمجھتے تھے اور ایمان والوں کو بھی اسی خود ساختہ ہدایت کی دعوت دیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا، قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا، وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝
(البقرۃ - ۱۳۵)

اور (اے رسول) اہل کتاب کہتے ہیں یہودی ہو جاؤ یا عیسائی ہو جاؤ تو تمہیں ہدایت مل جائے گی، آپ کہہ دیجئے کہ نہیں (ایسا نہیں ہو سکتا) ہم تو ایک اللہ کے پرستار ابراہیم کے دین پر قائم ہیں (وہ نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی) اور وہ مشرکین میں سے بھی نہیں تھے۔

اہل کتاب کہتے تھے کہ جنت میں صرف یہودی یا عیسائی جائیں گے (مسلمین جنت میں نہیں جائیں گے) لہٰذا کیا ضرورت ہے کہ اسلام قبول کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَقَالُوْا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ۔ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝
(البقرۃ - ۱۱۱، ۱۱۲)

اور اہل کتاب کہتے ہیں کہ جنت میں یہودیوں اور عیسائیوں کے علاوہ ہرگز کوئی داخل نہیں ہوگا، یہ ان کی خوش فہمیاں ہیں، (اے رسول) آپ (ان سے) کہئے کہ اگر تم (اس دعویٰ میں) سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کرو (اور اے رسول ان کی یہ خوش فہمی صحیح نہیں) بلکہ جو شخص اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دے اور نیکی کرتا رہے تو بس) اس کے رب کے پاس اس (کے اعمال) کا اجر (و ثواب) ہے اور ایسے لوگوں کو قیامت کے دن) نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم۔

اہل کتاب اپنے کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا اور محبوب سمجھتے تھے لہٰذا انہیں کیا ضرورت تھی کہ اللہ تعالیٰ کی

محبوبیت سے بے نیاز ہو کر اسلام قبول کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا
اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ
بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ
يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ
لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝

(المآئدۃ ۔ ۱۸)

اور (اے رسول) یہودی اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں، آپ (ان سے) پوچھیئے کہ پھر اللہ تمہیں عذاب میں کیوں مبتلا کرتا رہتا ہے (تمہارا یہ دعویٰ کہ تم اللہ کے بیٹے اور محبوب ہو غلط ہے) بلکہ اس کی مخلوقات میں تم بھی ایک انسان ہو، (ان انسانوں میں سے) وہ جس کو چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب دے (اس کا قانون سب کے لئے یکساں ہے)، آسمانوں پر، زمین پر اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب پر اللہ تعالیٰ کی حکمرانی ہے اور اُسی کی طرف (قیامت کے دن سب کو) لوٹ کر جانا ہے (اس دن بھی اسی کی حکمرانی ہوگی اس سے بچ کر کہاں جاؤ گے)۔

مشرکین بھی دین ابراہیمی پر ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اوپر کی بعض آیات میں ان کی بھی تردید فرما دی۔

آیت زیرِ تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل کتاب کو اور مشرکین کو اسلام کی دعوت دی جاتی تھی لیکن وہ مختلف خود ساختہ بہانوں کے ذریعے جن کو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے تھے اسلام قبول کرنے سے انکار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس سے بڑا ظالم (اور گنہ گار) کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی طرف جھوٹ بات کو منسوب کرے اور اسلام جیسی نعمت سے روگردانی کرے۔ اللہ تعالیٰ دین اسلام کے علاوہ کوئی دین قبول نہیں کرے گا پھر ایسے دین سے انکار کرنا بہت بڑی بدنصیبی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۟ وَمَا
اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْ
بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ؕ وَ
مَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ
الْحِسَابِ ۝ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ

بے شک دین (حق) تو اللہ کے نزدیک بس اسلام ہے اور اہل کتاب نے جو آپس میں اختلاف کیا تو ایسی حالت میں کیا کہ (اختلافی امور کے سلسلے میں) ان کے پاس (دین کا یقینی) علم آچکا تھا، (پھر) محض آپس کی ضد کی وجہ

وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ، وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ،
فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا
عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ، وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

سے (وہ اس اختلاف پر جمے رہے ، اللہ کی آیات کا انکار کیا) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرے تو (وہ اچھی طرح سمجھ لے کہ) اللہ جلد حساب لینے والا ہے (اور پھر اس کفر کی سزا دینے والا ہے) پھر (اے رسول) یہ لوگ آپ سے جھگڑیں (اور بحث و مباحثہ کریں) تو آپ کہہ دیجئے کہ میں نے اور میری اتباع کرنے والوں نے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے (ہم تو دین حق صرف اسلام ہی کو سمجھتے ہیں) اور (اے رسول) آپ اہل کتاب اور ناخواندہ لوگوں سے کہئے : "کیا تم اسلام قبول کرتے ہو" اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو ہدایت یاب ہو جائیں گے اور اگر وہ (اسلام سے) منہ موڑیں تو آپ کی ذمہ داری سوا اس کے اور کچھ نہیں کہ آپ (دین اسلام ان تک) پہنچا دیں ، اللہ (اپنے) ان بندوں کو دیکھ رہا ہے (اور وہ خود ان سے سمجھ لے گا)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-
وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ
مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝
(آل عمران - ۸۵)

جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا متلاشی ہو اور (اس پر کاربند ہو) وہ دین اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائیگا (اس کے سارے عمل بیکار کر دئے جائیں گے) اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

الغرض اللہ تعالیٰ کی طرف غلط بات منسوب کرنے والا بہت بڑا ظالم ہے (وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ) اور اللہ ظالموں کو راہ راست پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا (ظالموں کو راہ راست پر چلنا نصیب نہیں ہوتا)۔

آگے فرمایا (يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ) یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں لیکن اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافروں کو ناگوار ہی کیوں نہ گزرے۔

اللہ کے نور سے مراد نور ہدایت یعنی دین اسلام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔

(النور۔ ۳۵)

اللہ اپنے نور سے جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ○

(النسآء۔ ۱۷۴)

اے لوگو، تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس دلیل آچکی ہے اور (اے لوگو) ہم نے تم پر (ایک) واضح نور (ہدایت) نازل کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا كُنْتَ تَدْرِىْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِىْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا، وَاِنَّكَ لَتَهْدِىْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ، اَلَاۤ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ○

(الشوریٰ۔ ۵۲ و ۵۳)

(اس سے پہلے) آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا ہوتی ہے اور ایمان کیا ہوتا ہے البتہ ہم نے اس کتاب کو نور بنایا ہے، اس کے ذریعہ ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں اور (اے رسول) آپ بھی (لوگوں کو) سیدھا راستہ بتاتے ہیں یعنی اس اللہ کا راستہ جو ان تمام چیزوں کا مالک ہے جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں (اے لوگو) خبردار ہو جاؤ تمام کام اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں (یعنی وہی ان کو انجام دیتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ، فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ، اُولٰٓئِكَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○

(الزمر۔ ۲۲)

کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو پھر وہ اپنے رب کی طرف سے نور (ہدایت) پر (قائم) ہو (اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو اللہ کی نصیحت سے بے بہرہ ہو، ہرگز نہیں) تو جن لوگوں کے دل اللہ کی نصیحت سے (فائدہ حاصل نہیں کرتے بلکہ) سخت ہوتے ہیں ان کے لئے بڑی خرابی ہے یہ لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔

کافروں نے بہت کوشش کی کہ دین اسلام کو نیست و نابود کر دیں لیکن ان کی کوشش بے کار گئی اللہ تعالیٰ نے آیت زیرِ تفسیر میں اپنے نور یعنی دین اسلام کو غالب کرنے کا جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کر دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

(المآئدۃ ۔ ۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

آگے فرمایا (هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تاکہ اس (دین حق) کو تمام دینوں پر غالب کرے (اور وہ ایسا کر کے رہے گا) خواہ مشرکین کو برا ہی کیوں نہ لگے۔

گذشتہ آیت میں جو وعدہ کیا گیا ہے اس آیت میں اس کی تاکید و تائید ہے۔ اللہ تعالےٰ نے صرف دین کو کامل ہی نہیں کیا بلکہ اسے تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دیا۔ اسلام کا غلبہ ہوا مسلمین کو فتوحات حاصل ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ۔

(الانفال ۔ ۱۹)

اور (اے کافرو) اگر تم یہ چاہتے تھے کہ (ایمان والوں کو) فتح حاصل ہو (تو ہم ایمان لے آئیں گے تو دیکھ لو) تمہارے سامنے (ایمان والوں کو) فتح حاصل ہو گئی ہے (اب تو ایمان لے آؤ)۔

عمل

اے لوگو، آپ کو اسلام کی طرف بلایا جا رہا ہے اسے قبول کیجئے اور اسلام قبول نہ کرنے کے لئے جھوٹے بہانے نہ تراشیئے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ
عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ
اَلِيْمٍ ۱۰ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ، ذٰلِكُمْ
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۱۱
يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ

عَدۡنٍ، ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۱۲﴾
وَاُخۡرٰى تُحِبُّوۡنَهَا، نَصۡرٌ مِّنَ
اللّٰهِ وَفَتۡحٌ قَرِيۡبٌ، وَبَشِّرِ
الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ
اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡۤا اَنۡصَارَ اللّٰهِ كَمَا
قَالَ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ لِلۡحَوَارِيّٖنَ
مَنۡ اَنۡصَارِىۡۤ اِلَى اللّٰهِ، قَالَ
الۡحَوَارِيُّوۡنَ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰهِ
فَاٰمَنَتۡ طَّآئِفَةٌ مِّنۡ بَنِىۡۤ

إِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ، فَأَيَّدْنَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿۱۴﴾

ترجمہ اے ایمان والو، کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے ﴿۱۰﴾ (وہ یہ کہ) تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو، اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے ﴿۱۱﴾ اللہ تمہارے گناہ معاف کر دیگا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور (ایسے) پاکیزہ مکانات (میں داخل کرے گا جو) ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں (بنائے گئے) ہیں، یہ بہت بڑی کامیابی ہے ﴿۱۲﴾ اور ایک اور چیز (بھی تم کو دیگا) جس کی تمہیں بڑی خواہش ہے (یعنی) اللہ کی طرف سے مدد ملے گی) اور (مستقبل) قریب میں فتح (تمہیں نصیب ہوگی) اور (اے رسول) ایمان والوں کو (ان چیزوں کے ملنے کی) خوشخبری سنا دیجئے ﴿۱۳﴾ اے ایمان والو، اللہ کے (دین کے) مددگار بن جاؤ جیسا کہ (عیسٰی ابن مریم کے حواری بنے تھے جب) عیسٰی بن مریم نے حواریوں سے کہا تھا: اللہ کی طرف بلانے کے کام میں کون میرا مددگار ہے، تو حواریوں نے کہا ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں، پھر بنی اسرائیل میں سے ایک جماعت ایمان لے آئی اور ایک جماعت نے انکار کیا، تو جو لوگ ایمان لائے تھے ہم نے ان کی ان کے دشمن کے مقابلہ میں مدد کی تو وہ (کافروں پر) غالب آ گئے ﴿۱۴﴾

معانی و مصادر (اَدُلُّ) دَلَّ، يَدُلُّ، دَلَالَةً و دُلُوْلَةً و دِلِّيْلٰى (ن) رہنمائی کرنا۔
(قَرِيْبٌ) قَرُبَ، يَقْرُبُ، قُرْبٌ و قُرْبَانٌ (س دك) قریب ہونا۔
(حَوَارِيٌّ) حَارَ، يَحُوْرُ، حَوْرٌ (ن) دھو کر سفید کرنا (حَوَارِيٌّ = گہرا دوست، خیرخواہ، مددگار)

(طَآئِفَةٌ) طَافَ، يَطُوْفُ، طَوْفٌ وطَوَافٌ وطَوَفَانٌ (ن) طواف کرنا (طَآئِفَةٌ: جماعت)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ) اے ایمان والو، کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے (تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ، ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ) (وہ یہ کہ) تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو، اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝

(الحجرات ۔ ۱۵)

مؤمن تو بس وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے (کسی قسم کا) شک نہیں کیا اور اللہ کے راستے میں اپنے مال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا، یہی لوگ (اپنے دعویٰ ایمان میں) سچے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ، يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ، وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ، وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ، فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ، وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ، وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(التوبۃ ۔ ۱۱۱، ۱۱۲)

بے شک اللہ نے مؤمنین سے جنت کے عوض ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لئے ہیں (اسی لئے) وہ اللہ کے راستہ میں لڑتے ہیں، قتل کرتے ہیں اور قتل بھی ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ تورات، انجیل اور قرآن (سب) میں لکھا ہوا ہے اور اس کا پورا کرنا اسی کی ذمہ داری ہے اور (اے ایمان والو) اللہ سے زیادہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا کون ہو سکتا ہے لہٰذا تم نے جو سودا اللہ سے کیا ہے اس پر خوشی مناؤ، یہ بہت بڑی کامیابی ہے (جو تم کو میسّر ہوئی ہے)۔ (یہ سودا کرنے والے وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو) توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے،

روزہ رکھنے والے ، رکوع کرنے والے ، سجدہ کرنے والے ، نیک کام کا حکم دینے والے ہیں ، برائی سے روکنے والے اور اللہ تعالیٰ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے ہوں (ایسے لوگ تو بس مومنین ہو سکتے ہیں لہذا اے رسول) آپ مومنین کو خوشخبری سنا دیجئے۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوا کہ جب جہاد کی ضرورت ہو اور جہاد کے لئے بلایا جائے تو جو شخص جہاد سے پہلوتہی کرے وہ دردناک عذاب کا مستحق ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ ۚ أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ۝ إِلَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

(التوبۃ ۳۸ و ۳۹)

اے ایمان والو، تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے اللہ کے راستہ میں نکلنے کے لئے کہا جاتا ہے تو تم زمین کی طرف جھک جاتے ہو کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کر لیا ہے (تو کان کھول کر سن لو کہ) دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں (بہت ہی) کم ہے (اے ایمان والو) اگر تم (اللہ کے راستہ میں جنگ کرنے کے لئے) نہیں نکلو گے تو اللہ تم کو دردناک عذاب دے گا اور تمہارے علاوہ کسی اور قوم کو تمہاری جگہ لے آئے گا اور تم اللہ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے اللہ (سب کچھ کر سکتا ہے اس لئے کہ وہ) ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ (اے ایمان والو) اگر تم کو اپنے باپ ، بیٹے ، بھائی ، بیویاں اور رشتہ دار ، وہ مال جو تم نے کمائے ہیں ، وہ تجارت جس کے مندا ہونے سے تم ڈرتے رہتے ہو اور وہ مکانات جو تمہیں (بہت) پسند ہیں ، اللہ اور اس کے رسول ، اور اس کے راستہ

الْفٰسِقِیْنَ ○ (التوبة - ۲۴)

میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم صادر فرمائے۔ (ایسے لوگ فاسق ہیں) اور اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا۔

آگے فرمایا (یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَیُدْخِلْکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰکِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ، ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ) (اے ایمان والو، اگر تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاکر اللہ کے راستہ میں جہاد کرو گے تو) اللہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تمہیں ایسی جنتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ اور ایسے پاکیزہ مکانات (میں داخل کریگا جو) ہمیشہ (باقی) رہنے والی جنتوں میں (بنائے گئے) ہیں (اور) یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ (وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا، نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ، وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ) اور ایک چیز (اور تم کو دیگا) جس کی تمہیں بڑی خواہش ہے (یعنی) اللہ کی طرف سے مدد (تمہیں نصیب ہوگی) اور (مستقبل) قریب میں فتح (تمہارے قدم چومے گی) اور (اے رسول) مؤمنین کو (نصرت اور فتح ممالک کی) خوشخبری سنا دیجئے (یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا اَنْصَارَ اللّٰهِ کَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰهِ، قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ وَکَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ) (یہ سب کچھ اس وقت ہوگا جب تم اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرو گے لہذا) اے ایمان والو، اللہ کے (دین کے) مددگار بن جاؤ (اور اسی طرح مددگار بن جاؤ جس طرح (عیسیٰ ابن مریم کے حواری اللہ کے دین کے مددگار بنے تھے جب) انھوں نے حواریوں سے کہا تھا: اللہ کی طرف (دعوت دینے کے کام میں) کون میرا مددگار ہے۔ حواریوں نے کہا: ہم اللہ (کے دین) کے مددگار ہیں۔

الغرض بنی اسرائیل میں سے ایک جماعت ایمان لے آئی اور ایک جماعت نے (ایمان لانے سے) انکار کیا (فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ) تو جو لوگ ایمان لائے تھے ہم نے ان کے دشمن کے مقابلہ میں ان کی مدد کی تو وہ (کافروں پر) غالب آگئے۔

آیت زیر تفسیر میں ایمان لاکر جہاد کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہے۔ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حواریوں نے ایمان لاکر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کیا تو وہ کافروں پر غالب آگئے اسی طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر جہاد کرنے والے غالب ہوں گے۔ یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اور ایمان والوں نے بہت سے ممالک فتح کئے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے رہیئے۔ اسی سے دین کی سربلندی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۂ جمعہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

نہایت مہربان اور بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِی الۡاَرۡضِ الۡمَلِکِ الۡقُدُّوۡسِ
الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ① ہُوَ الَّذِیۡ
بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا
مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَ
یُزَکِّیۡہِمۡ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ

وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ
لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢﴾ وَآخَرِينَ
مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۚ وَهُوَ
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٣﴾ ذَٰلِكَ فَضْلُ
اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٤﴾

ترجمہ آسمانوں میں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں سب بادشاہِ (حقیقی)، پاک و منزہ، غالب اور حکمت والے اللہ کی تسبیح پڑھتی رہتی ہیں (۱) وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں مبتلا تھے (۲) اور ناخواندہ لوگوں کے علاوہ دوسرے لوگوں میں بھی جو ابھی ان سے ملے نہیں اُسی کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے (۳) یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جس کو چاہتا ہے عطاء فرماتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے (۴)

معانی و مصادر (قُدُّوْسٌ) قَدَسَ، یَقْدُسُ، قُدْسٌ و قُدُسٌ (ن) پاک ہونا، بابرکت ہونا۔

(اُمِّیّٖنَ) اُمِّیّٖنَ = اُمِّیٌّ کی جمع، ناخواندہ۔
(اٰخَرِیْنَ) اٰخَرِیْنَ = اٰخَرُ کی جمع، غیر، دوسرے۔
(یَلْحَقُوْا) لَحِقَ، یَلْحَقُ، لَحْقٌ و لَحَاقٌ (س) آملنا، پالینا۔
(عَظِیْمٌ) عَظُمَ، یَعْظُمُ، عِظَمٌ و عَظَامَۃٌ (ک) بڑا ہونا۔

تفسیر آسمانوں میں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں سب بادشاہِ (حقیقی)، پاک و منزہ، غالب اور حکمت والے اللہ کی تسبیح پڑھتی رہتی ہیں (ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ، وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ) وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو اُن کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور اس سے پہلے وہ صریح گمراہی میں (مبتلا) تھے (وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ، وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ) اور ناخواندہ لوگوں کے علاوہ دوسرے لوگوں میں بھی جو ابھی ان (ناخواندہ لوگوں) سے ملے نہیں اسی کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور وہ غالب ہے (ہر قوم میں علیحدہ علیحدہ رسول بھی بھیج چکا تھا لیکن) وہ حکمت والا ہے (حکمت اسی میں تھی کہ قیامت تک تمام قوموں کے لئے ایک ہی رسول ہوتا کہ تمام انسان اسلام کی عالمگیر اخوت میں منسلک ہو جائیں، ہر قسم کی تفریق مٹ جائے اور سب ایک ہو جائیں)۔

عرب کے لوگ ناخواندہ تھے پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّا اُمَّۃٌ اُمِّیَّۃٌ لَا نَکْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نکتب ولا نحسب جزء ۳ ص ۳۵ و صحیح مسلم کتاب الصیام باب وجوب صوم رمضان لرؤیۃ الہلال جزء ۱ ص ۳۴۷)

ہم ناخواندہ لوگ ہیں، نہ لکھنا جانتے ہیں اور نہ حساب (وکتاب)۔

اللہ تعالیٰ نے ناخواندہ لوگوں میں اپنے رسول کو بھیجکر ان ناخواندہ لوگوں کی کایا پلٹ دی۔ ان لوگوں نے جو پہلے ناخواندہ تھے علوم کے دریا بہا دئے اور دوسری قوموں کے استاد بن گئے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین مناصب کا ذکر کیا ہے:۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سنانا۔
(۲) لوگوں کے دلوں کا تزکیہ کرنا یعنی ان کے دلوں کو تمام روحانی امراض سے پاک کرنا۔
(۳) لوگوں کو کتاب و حکمت کی تعلیم دینا۔

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض میں صرف قرآن مجید کی تلاوت کرنا ہی نہیں تھا بلکہ قرآن مجید اور حکمت کی تعلیم دینا اور قرآن مجید کی روشنی میں لوگوں کے قلوب کو پاک کرنا بھی تھا۔

قرآن مجید کی تعلیم دینے کے منصب سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اور جو ترجمہ اور تفسیر آپ نے فرمائی ہے وہی صحیح ہے اور اللہ تعالیٰ کی منشاء کے عین مطابق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترجمہ اور تفسیر کے خلاف جتنے ترجمے اور تفسیریں ہیں سب باطل ہیں۔

(نوٹ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مناصب کے سلسلہ میں مزید معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی آیت ۱۵۱ اور سورۂ آل عمران کی آیت ۱۶۴ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی صراحت فرمادی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے علاوہ بھی تمام قوموں کے لئے رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعَا نِالَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ، فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الَّذِیْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَکَلِمٰتِہٖ وَاتَّبِعُوْہُ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ○

(الاعراف۔ ۱۵۸)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں جس اللہ کی بادشاہت آسمانوں پر بھی ہے اور زمین پر بھی، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے، تو (اے لوگو) اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول، نبی، امّی پر ایمان لاؤ جو اللہ پر اور اللہ کی باتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی پیروی کرو تاکہ تمہیں ہدایت مل جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

(سبا۔ ۲۸)

اور (اے رسول) ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَھُنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَۃَ شَھْرٍ وَّ جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّ

مجھ کو پانچ چیزیں ایسی ملی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں: ایک مہینے کی مسافت سے میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی ہے، ساری

طَهُورًا وَّاَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَّاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعلت لی الارض مسجدا جزء ۱ ص۱۱۹)

زمین میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی بنا دی گئی ہے میری امت کے جس شخص کو جہاں نماز کا وقت آجائے وہاں نماز پڑھ لے، مال غنیمت کو میرے لئے حلال کر دیا گیا ہے، ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں سب لوگوں کی طرف (نبی بناکر) بھیجا گیا ہوں، مجھ کو شفاعتِ (عظمیٰ) ملی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ○ (الاحزاب۔ ۴۰)

(اے ایمان والو) محمد تم مردوں میں سے کسی (مرد) کے باپ نہیں بلکہ وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے اور اللہ ہر چیز سے بخوبی واقف ہے۔

کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں لہٰذا اب کسی قوم میں کوئی نبی نہیں بنایا جائیگا گویا تمام اقوام عالم کے لئے قیامت تک کے لئے آپ ہی رسول ہیں۔ آیت کے نزول کے وقت عرب کے ناخواندہ لوگ مسلم ہو چکے تھے لیکن دوسری قوموں کے لوگ مسلم نہیں ہوئے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ لوگ ابھی تک عرب کے مسلمین سے ملے نہیں (لیکن عنقریب ملیں گے اور یہی ہوا)

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت سے خصوصیت کے ساتھ اہل فارس مراد ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتّٰى سَاَلَ ثَلَاثًا وَفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِّنْ هٰٓؤُلَآءِ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب

ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ پر سورۂ جمعہ نازل ہوئی۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے جواب نہ دیا۔ یہانتک کہ میں نے تین بار یہی سوال کیا۔ اس وقت ہم لوگوں میں سلمان فارسی بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنا ہاتھ ان پر رکھا پھر فرمایا اگر ایمان ثریا (ستارے) پر بھی ہوتا تب بھی ان لوگوں (یعنی فارس والوں) میں سے کئی

الجمعۃ جز ۶ ص ۱۸۸ و صحیح مسلم کتاب (الفضائل باب فضل فارس) آدمی اس تک پہنچ جاتے یا یہ فرمایا کہ ان لوگوں میں سے کوئی آدمی اس تک پہنچ جاتا۔

آگے فرمایا (ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ، وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ) یہ (منصب نبوت) اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے (یہ نعمت ہر ایک کو نہیں ملا کرتی، اسی کو ملتی ہے جو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اور اس منصب کا اہل ہوتا ہے۔ انسانی کوشش کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا)

عمل

اے لوگو، صاحب اقتدار بادشاہ، غالب اور حکمت والے اللہ نے تم ہی میں سے تمہاری ہدایت کے لئے اپنا رسول بھیج دیا ہے۔ اس رسول پر ایمان لائیے۔

اے ایمان والو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف قرآن مجید کو سنانے والے نہیں ہیں بلکہ دلوں کو پاک کرنے کے تمام وسائل آپ کو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملیں گے۔ کسی اور جگہ سے ہرگز نہیں ملیں گے۔

اے ایمان والو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلم ہیں لہٰذا قرآن مجید کی تشریح، توضیح اور عملی تشکیل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعمال و اقوال یعنی احادیث نبوی سے حاصل کیجئے۔ قرآن مجید کی تشریح و توضیح خود نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، جب قرآن مجید کی تشریح و توضیح احادیث نبوی کے علاوہ نہیں ہو سکتی تو پھر صرف قرآن مجید کے محفوظ ہونے سے کام نہیں چلے گا۔ اس کی تشریح و توضیح اور عملی تشکیل بھی محفوظ ہونی چاہیئے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ احادیث نبوی بھی محفوظ ہیں لہٰذا احادیث نبوی کو محفوظ مان کر ان کو حجت شرعیہ اور ماخذ قانون مانیئے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلم بنا کر بھیجا گیا ہو وہی اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق قرآن مجید کی تشریح و توضیح اور عملی تشکیل کر سکتا ہے۔ لہٰذا اے ایمان والو، نہ خود قرآن مجید کی تشریح و توضیح اور عملی تشکیل کیجئے اور نہ کسی اور کی خود ساختہ تشریح و توضیح اور عملی تشکیل کو اختیار کیجئے۔ ایسی تشریحات و توضیحات اور عملی تشکیل کو دریا برد کر دیجئے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ
لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ
اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝٥ قُلْ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ
اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا
الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٦
وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ

أَيْدِيهِمْ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ﴿٧﴾
قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ
مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ ۖ ثُمَّ تُرَدُّونَ
إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٨﴾

ترجمہ ان لوگوں کی مثال جن کو توریت کا حامل بنایا گیا تھا لیکن انہوں نے اس کے بوجھ کو اٹھایا نہیں ایسی ہے جیسے گدھا جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں، (اور اے لوگو، اچھی طرح سمجھ لو) جو لوگ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں ان کی مثال بری (رہی ہوتی) ہے۔ اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا ۵ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے: اے یہودیو، اگر تمہارا دعویٰ ہے کہ اور لوگوں کو چھوڑ کر (صرف) تم ہی اللہ کے دوست ہو تو اگر تم اس (دعوے میں) سچے ہو تو موت کی تمنا کرو ۶ لیکن (اے رسول) جو اعمال انہوں نے آگے بھیج دئیے ہیں ان کی وجہ سے یہ کبھی بھی موت کی تمنا نہیں کریں گے، اللہ ظالموں سے (خوب) واقف ہے ۷ (اے رسول آپ) کہہ دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگ رہے ہو وہ (ایک دن) ضرور تم سے ملاقات کرے گی پھر تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے (اللہ) کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر جو کچھ تم (دنیا میں) کرتے رہے تھے وہ ان تمام اعمال کی تمہیں خبر دے گا ۸

معانی و مصادر (حُمِّلُوا) حَمَّلَ، يُحَمِّلُ، تَحْمِيلٌ (باب تفعیل) اٹھوانا۔ (يَحْمِلُ) حَمَلَ، يَحْمِلُ، حُمْلَانٌ و حَمْلٌ (ض) پیٹھ پر اٹھانا۔

(اَسۡفَارٌ) سَفَرَ، یَسۡفُرُ، سُفُوۡرٌ (ن) لکھنا، چمک اٹھنا، منہ کھولنا، (اَسۡفَارٌ = سِفۡرٌ کی جمع، کتابیں)

(ھَادُوۡا) ھَادَ، یَھُوۡدُ، ھَوۡدٌ (ن) حق کی طرف رجوع کرنا، یہودی ہونا۔

(زَعَمۡتُمۡ) زَعَمَ، یَزۡعُمُ، زُعۡمٌ و مَزۡعَمٌ (ن) دعوٰی کرنا۔

(تَمَنَّوُا) (یَتَمَنَّوۡنَ) تَمَنّٰی، یَتَمَنّٰی، تَمَنِّیۡ (باب تفعّل) تمنا کرنا۔

(تَفِرُّوۡنَ) فَرَّ، یَفِرُّ، فَرٌّ و فِرَارٌ و مَفَرٌّ (ض) بھاگنا۔

تفسیر گذشتہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت کے متعلق فرمایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملتی ہے کسی کی کوشش، کسی کے حسب نسب یا دنیوی جاہ و مرتبہ کے لحاظ سے نہیں ملتی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کا اہل جاننا یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ نبوت کے منصب پر کسی خاندان قبیلہ یا قوم کی اجارہ داری نہیں۔

اہل کتاب اور مشرکین دونوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب نبوت پر فائز کئے جانے پر حسد تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا یَوَدُّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَھۡلِ الۡکِتٰبِ وَلَا الۡمُشۡرِکِیۡنَ اَنۡ یُّنَزَّلَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ، وَاللّٰہُ یَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ ۝

(البقرۃ - ۱۰۵)

(اے ایمان والو) اہل کتاب میں سے جو لوگ کافر ہیں نہ وہ چاہتے ہیں اور نہ مشرکین کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے کوئی خیر نازل ہو، حالانکہ اللہ اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے خاص کر دیتا ہے (اس کی رحمت پر کسی قوم کی اجارہ داری نہیں، جو قوم بھی مستحق ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اُسے اپنے فضل سے نوازتا ہے) اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اہل کتاب کو اپنے اہل کتاب ہونے پر بڑا ناز تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا قِیۡلَ لَھُمۡ اٰمِنُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ قَالُوۡا نُؤۡمِنُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡنَا وَیَکۡفُرُوۡنَ بِمَا وَرَآءَہٗ وَھُوَ الۡحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَھُمۡ قُلۡ فَلِمَ تَقۡتُلُوۡنَ اَنۡبِیَآءَ اللّٰہِ مِنۡ قَبۡلُ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ۝

(البقرۃ - ۹۱)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس کتاب پر ایمان لاؤ جو اللہ نے (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر) نازل کی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی اور جو کتاب اس کے علاوہ ہے اس کا انکار کرتے ہیں، حالانکہ وہ (کتاب) حق ہے اور

ان کی کتاب کی تصدیق بھی کرتی ہے۔ (اے رسول) ان سے پوچھیئے کہ اگر واقعی تم (اپنی کتاب پر) ایمان رکھتے ہو پہلے زمانۂ ماضی میں اللہ کے نبیوں کو کیوں قتل کرتے رہے (کیا ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کے یہ کام ہوتے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا) ان لوگوں کی مثال جن کو توریت کا حامل بنایا گیا تھا ایسی ہے جیسے گدھا جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں (بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ) (اور اے لوگو، اچھی طرح سمجھ لو) جو لوگ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں ان کی مثال بری (ہی ہوتی) ہے اور (اے لوگو) اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا۔

اہل کتاب قرآن مجید کی آیات کا انکار کرتے تھے اور عملاً وہ توریت کی آیات کا بھی انکار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسے لوگ بری مثال ہی کے حق دار ہیں۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے گدھے سے ان کی مثال دی۔ گدھے پر اگر کتابیں لادی جائیں تو وہ کتابوں کے بوجھ کو اٹھا تو لے گا لیکن وہ ان احکام پر جو اُن کتابوں میں لکھے ہیں عمل نہیں کرے گا۔ یہی حالت اہل کتاب کی ہے کہ ان پر توریت کا بوجھ رکھ دیا گیا تھا لیکن انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔ جب انہوں نے توریت پر عمل نہیں کیا تو انہیں اہل توریت ہونے پر کیوں ناز ہے اور وہ کیوں اللہ تعالیٰ کے مزید فضل کا اپنے کو حقدار سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی مثال گدھے سے دی یعنی ان کے لئے بُری مثال بیان فرمائی۔ مسلمین کے لئے بُری مثال نہیں ہونی چاہیے۔ مسلمین کو چاہیئے کہ قرآن مجید پر عمل کریں اور بُری مثال کے مستوجب نہ بنیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ الَّذِىْ يَعُوْدُ فِىْ هِبَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَرْجِعُ فِىْ قَيْئِهٖ (صحیح بخاری کتاب الھبۃ باب لا یحل لاحد ان یرجع فی ھبتہ جزء ۳ ص ۲۱۵)

بُری مثال ہمارے شایانِ شان نہیں۔ جو شخص اپنی ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس لیتا ہے وہ اس کتّے کے مانند ہے جو اپنی قے کو چاٹ لیتا ہے (یعنی مسلم کو چاہیئے کہ اپنی ہبہ کی ہوئی چیز کو واپس نہ لے ورنہ اس کی مثال اس کتے جیسی ہوگی جو اپنی قے کو چاٹ لیتا ہے اور یہ بُری مثال ہے جو مسلم کے شایانِ شان نہیں)۔

آگے فرمایا (قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے: اے یہودیو، اگر تمہارا دعویٰ ہے کہ اور لوگوں کو چھوڑ کر (صرف) تم ہی اللہ کے دوست ہو تو اگر (واقعی) تم (اس دعوے میں) سچے ہو تو موت کی تمنا کرو (تمہیں ضرور موت کی تمنا کرنی چاہئے اس لئے کہ تم اپنے مزعومہ دوست کے پاس پہنچ جاؤ گے پھر تمہیں دنیا کی تمام کلفتوں سے نجات مل جائے گی اور زندگی خوب عیش و راحت میں گذرے گی) (وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ، وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ) لیکن (اے رسول) جو اعمال انہوں نے آگے بھیج دئے ہیں ان کی وجہ سے یہ کبھی موت کی تمنا نہیں کریں گے (یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے برے اعمال اور قرآن مجید کے انکار کی وجہ سے انہیں سخت سزا ملے گی لہٰذا وہ کبھی موت کی تمنا نہیں کریں گے یا کبھی مباہلے کے لئے تیار نہیں ہوں گے)

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ○

(البقرۃ - ۹۴ و ۹۵)

(اے رسول، آپ اہل کتاب سے) کہئے کہ اگر اللہ کے نزدیک دار آخرت تمام لوگوں کو چھوڑ کر خالص تمہارے لئے مخصوص ہے اور اگر تم اس دعویٰ میں واقعی سچے ہو تو پھر موت کی تمنا کرو (تاکہ دنیوی تکالیف سے نجات پاکر ابدی راحت کا لطف اٹھاؤ) لیکن (اے رسول) جو بداعمالیاں یہ کر چکے ہیں ان کی وجہ سے یہ کبھی ایسی تمنا نہیں کریں گے، اللہ ان ظالموں سے خوب واقف ہے۔

آگے فرمایا (قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ) (اے رسول، ان سے) کہہ دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگ رہے ہو وہ تو (ایک دن) ضرور تم سے ملاقات کرے گی پھر تم پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے (اللہ) کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر جو کچھ تم (دنیا میں) کرتے رہے تھے وہ ان تمام اعمال کی تمہیں خبر دیگا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو ایک قسم کی دھمکی دی ہے۔ اہل کتاب باوجود اپنے زعم باطل کے کہ وہ اللہ کے دوست ہیں موت کی تمنا نہیں کرتے تھے اس لئے کہ وہ اپنی بداعمالیوں سے خوب واقف تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا آخر یہ موت سے کب تک بھاگیں گے، موت تو ایک دن آکر رہے گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ، ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝
(قٓ - ۱۹)

اور (اے انسان، عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ) موت کی بے ہوشی حق کے ساتھ (تجھ پر) طاری ہوجائے گی (اس وقت تجھ سے کہا جائے گا) یہی وہ (موت) ہے جس سے تو بھاگتا پھرتا تھا۔

اہل کتاب کی اس کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ، وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ، وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝
(البقرۃ - ۹۶)

اور (اے رسول) دنیاوی زندگی کا تمام لوگوں سے زیادہ حریص آپ ان ہی کو پائیں گے، حتیٰ کہ آپ ان کو (غیر اہل کتاب) مشرکین سے بھی زیادہ دنیاوی زندگی کا حریص پائیں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ کاش اس کی عمر ایک ہزار سال ہوتی (لیکن اس سے فائدہ کچھ نہیں ہوگا) اگر کسی کو اتنی عمر مل بھی جائے تو عمر کی یہ درازی اس کو عذاب سے نہیں بچا سکتی (اللہ ان کے اعمال سے غافل نہیں ہے) اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ یہ کر رہے ہیں۔

الغرض اہل کتاب موت اور موت کے بعد کے عذاب کا خیال کر کے موت سے بھاگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ کہہ کر جھنجوڑا کہ موت تو آکر رہے گی اور جب موت آکر رہے گی تو ان کی بداعمالی کی انہیں سزا بھی مل کر رہے گی۔ اہل کتاب کو چاہئے کہ اب بھی ہوش میں آجائیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں۔

عمل

اے ایمان والو، قرآن مجید اور احادیث نبوی پر عمل کیجئے۔ عمل نہ کر کے اہل کتاب کی طرح بری مثال کے مستوجب نہ بنیئے۔

اے ایمان والو، اہل کتاب کی طرح خوش فہمیوں میں مبتلا نہ ہوئیے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں تو بداعمالی کی سزا مقرر ہے اور اس سزا کے نفاذ میں کسی قسم کی ناانصافی نہیں ہوگی۔

اے لوگو، آپ کے بزرگوں نے آپ کو جن خوش فہمیوں میں مبتلا کر دیا ہے ان خوش فہمیوں پر اعتماد نہ کیجئے۔ ایمان لائیے اللہ تعالے اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیجئے

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق عمل کیجئے

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ
لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا
اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذٰلِكُمْ
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝٩
فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا
فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ
اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا
لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝١٠ وَاِذَا رَاَوْا
تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَ

تَرَكُوكَ قَآئِمًا، قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ، وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱﴾

ترجمہ اے ایمان والو، جمعہ کے دن جب اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی سے آجایا کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دیا کرو، اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے ﴿۹﴾ پھر جب نماز ختم ہو جائے تو تم زمین میں پھیل سکتے ہو اور اللہ کا فضل تلاش کر سکتے ہو اور (اے ایمان والو) اللہ کو (پھر بھی) کثرت سے یاد کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ ﴿۱۰﴾ اور (اے رسول، یہ کام انہوں نے اچھا نہیں کیا کہ) جب انہوں نے تجارت یا تماشا دیکھا تو اس کی طرف چلے گئے اور آپ کو (خطبہ کی حالت میں) کھڑا چھوڑ گئے۔ آپ کہہ دیجئے کہ جو (ثواب) اللہ کے ہاں ہے وہ تماشے اور تجارت سے (بہت) بہتر ہے اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے ﴿۱۱﴾

معانی و مصادر (اِنْفَضُّوْا) اِنْفَضَّ، یَنْفَضُّ، اِنْفِضَاضٌ (باب انفعال) ٹوٹ جانا، متفرق ہونا،

(لَهْوٌ) لَهَا، يَلْهُو، لَهْوٌ (ن) کھیلنا (لَهْوٌ = کھیل کود، ڈھول)۔

شان نزول

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:-

اَقْبَلَتْ عِيْرٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَثَارَ النَّاسُ اِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ الجمعۃ جز ۶ ص ۱۸۹ و صحیح مسلم

(سامان تجارت کا) ایک قافلہ جمعہ کے دن (مدینہ منورہ) پہنچا۔ اس وقت ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (خطبہ سن رہے) تھے۔ بارہ آدمیوں کے علاوہ سب لوگ تیزی کے ساتھ اٹھ کر (قافلہ کی طرف) چلے گئے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِذَا رَاَوْا

تِجَارَۃً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا (اور ان (لوگوں) نے جب تجارت یا تماشا دیکھا تو اس کی طرف چلے گئے)۔ کتاب الجمعہ باب فی قولہ تعالیٰ و اذا راوا تجارۃ او لھوا انفضوا الیھا جزء ا صلا۳۴۳ و اللفظ للبخاری)

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ)

اے ایمان والو جمعہ کے دن جب اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی سے آجایا کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دیا کرو اگر تم سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔

حضرت سائب ابن یزیدؓ کہتے ہیں:۔

وَلَمْ يَكُنْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤَذِّنٌ غَيْرَ وَاحِدٍ وَكَانَ التَّاذِيْنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حِيْنَ يَجْلِسُ الْاِمَامُ يَعْنِيْ عَلَى الْمِنْبَرِ (صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب موذن الواحد یوم الجمعۃ جزء ۲ صلا)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سے زیادہ مؤذن نہیں تھا اور جمعہ کے دن اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر (آکر) بیٹھ جاتا تھا۔

آیت کا منشاء یہ ہے کہ اذان کے ہوتے ہی ایمان والوں کو چاہئے کہ کاروبار چھوڑ دیں اور فوراً نماز جمعہ کے لئے روانہ ہو جائیں۔

آگے فرمایا (فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ) پھر جب نماز ختم ہو جائے تو تم زمین میں پھیل سکتے ہو اور اللہ کا فضل (یعنی روزی) تلاش کر سکتے ہو (تم پر اذان کے وقت سے کاروبار کی جو بندش لگائی گئی تھی وہ نماز ختم ہوتے ہی ختم ہو گئی اور اب تم کاروبار کر سکتے ہو) اور (اے ایمان والو، اللہ کو (پھر بھی) کثرت سے یاد کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ (اللہ تعالیٰ کے ذکر سے کبھی غافل نہ ہوا کرو۔ اسی میں دین و دنیا کی فلاح ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ○ (الزخرف ۔ ۳۶)

اور جو شخص رحمٰن کے ذکر سے منہ موڑے تو ہم اس پر ایک شیطان کو مقرر کر دیتے ہیں پھر وہی اس کا ساتھی ہوتا ہے۔

اس آیت میں دین کا نقصان بتایا گیا ہے کیونکہ شیطان سوائے دینی نقصان پہنچانے کے اور کیا کرے گا۔

دین و دنیا دونوں کے نقصان کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝

(طٰہٰ۔ ۱۲۴)

اور جس نے میری نصیحت (یعنی میری شریعت) سے منہ موڑا تو اس کی زندگی تنگی (اور پریشانی) میں گذرے گی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کرکے اٹھائیں گے۔

اس آیت میں دنیا اور دین دونوں کا نقصان بتایا گیا ہے۔

غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی میں دین و دنیا دونوں میں بھلائی ہے۔ اللہ کا ذکر چھوڑ دینے میں دونوں جگہ رسوائی ہے۔

آگے فرمایا (وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا) اور (اے رسول یہ کام انہوں نے اچھا نہیں کیا کہ) جب انہوں نے تجارت یا تماشا دیکھا تو اس کی طرف چلے گئے اور آپ کو (خطبہ کی حالت میں) کھڑا چھوڑ گئے (قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ، وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ جو (ثواب) اللہ کے ہاں ہے وہ تماشے اور تجارت سے (بہت) بہتر ہے اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ اِنَّ رَبِّىْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَىْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

(سبا۔ ۳۹)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے اور جو کچھ تم (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرو گے تو اللہ تم کو اس کا بدلہ دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی رزق دینے والا ہے دوسرے تو رزق دیتے ہی نہیں۔ اس آیت میں بدعقیدہ لوگوں کی جو دوسروں کو بھی رازق سمجھتے ہیں تردید فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ان لوگوں کے عقیدہ کے لحاظ سے دوسرے بھی رازق ہیں تو ان کا یہ بھی تو عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سب سے بہتر رازق ہے تو پھر جو سب سے بہتر رازق ہے اسے چھوڑ کر کیوں دوسروں سے مانگتے ہیں اور شرک کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ

اللہ ہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر تمہیں موت دے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا

شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ، سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

(الروم۔ ۴۰)

کیا تمہارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے، جو شرک یہ کر رہے ہیں اللہ اس سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ، فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ، فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ، فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝

(یونس۔ ۳۱، ۳۲)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے تم کو آسمان اور زمین سے رزق کون دیتا ہے؟ (تمہارے) کانوں اور (تمہاری) آنکھوں کا مالک کون ہے؟ کون بے جان سے جاندار کو پیدا کرتا ہے اور کون جاندار سے بے جان کو پیدا کرتا ہے اور کون ہے وہ جو (کائنات کے تمام) کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ یہ لوگ جواب دیں گے کہ اللہ تو (پھر اے رسول آپ ان سے) کہئے کہ پھر تم (اللہ سے) کیوں نہیں ڈرتے؟ یہی اللہ تو تمہارا رب برحق ہے (صرف اسی کو رب مانو اور یہ بات اچھی طرح جان لو کہ) حق (آ جانے) کے بعد (اس کو نہ ماننا) گمراہی کے سوا اور کچھ نہیں (اور اے مشرکین بتاؤ جب تم حق کو تسلیم کرتے ہو) تو پھر حق سے انحراف کیوں کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ، ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ، قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

(النمل۔ ۶۴)

بتاؤ وہ کون ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے اور جو پھر اس کو دوبارہ بھی پیدا کرے گا اور وہ کون ہے جو آسمان اور زمین سے تمہیں رزق فراہم کرتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے؟ ہرگز نہیں، تو اے رسول) آپ (ان سے) کہئے اگر تم سچے ہو کہ (کوئی اور الٰہ ہے جو یہ کام کرتا ہے) تو (اپنے ثبوت میں) کوئی دلیل پیش کرو۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّاۤ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝

(سبا - ۲۴)

(اے رسول، آپ ان سے پوچھئے (بتاؤ) آسمانوں سے اور زمین سے تمہیں رزق کون دیتا ہے؟ (پھر آپ خود ہی) کہہ دیجئے کہ اللہ اور (اگر یہ پھر بھی حق کو تسلیم نہ کریں تو ان سے کہہ دیجئے کہ) ہم یا تم یا تو ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں (لہذا تم سوچو کہ کون ہدایت پر ہے اور کون گمراہی میں مبتلا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝

(فاطر - ۳)

اے لوگو، اللہ نے جو نعمتیں تم کو دی ہیں انہیں یاد کرو۔ کیا اللہ کے علاوہ کوئی خالق ہے جو آسمان اور زمین (کی نعمتوں میں) سے (کوئی نعمت) تم کو عطا کر سکے۔ اس کے سوا کوئی الہٰ نہیں ہے (تو نعمتیں دینے والا بھی کوئی نہیں) تو پھر تم کہاں بہکے ہوئے چلے جا رہے ہو (کہ دوسروں کو داتا سمجھتے ہو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

(العنکبوت - ۱۷)

اللہ کے علاوہ جن کی تم پرستش کرتے ہو یہ تو بس (پتھر کے) بت ہیں (نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں) اور (اے میری قوم) تم (اور بھی بہت سی) جھوٹی باتیں (دل سے) بناتے رہتے ہو (سنو) اللہ کے علاوہ تم جن کی پرستش کرتے ہو ان کو تمہیں رزق دینے کا (ذرا سا بھی) اختیار نہیں (رزق دینے کا اختیار تو اللہ کو ہے) لہذا رزق اللہ سے طلب کرو، اس کی عبادت کرو اور اس کا شکر ادا کرتے رہو، تم (سب) اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

عمل

اے ایمان والو، جمعہ کی اذان ہوتے ہی کاروبار بند کر دیا کیجئے اور جلدی سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف روانہ ہو جایا کیجئے۔ ہاں نماز ختم ہونے کے بعد آپ خرید و فروخت کر سکتے ہیں اور روزی کما سکتے ہیں۔

اے ایمان والو، ایسا کبھی نہیں ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر پر آپ تجارت یا تماشے کو ترجیح دیں، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیئے وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔

جمعہ کے فضائل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بَيْدَ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا ثُمَّ هٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِيْ فُرِضَ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهٗ فَالنَّاسُ لَنَا فِيْهِ تَبَعٌ اَلْيَهُوْدُ غَدًا وَّالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب فرض الجمعۃ جزء ۲ صـ۲ و صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب ھدایۃ ھذہ الامۃ لیوم الجمعۃ جزء اول صـ۳۳۲)

ہم سب امتوں کے بعد (دنیا میں) آئے لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔ بات صرف اتنی ہے کہ یہود اور نصاریٰ کو ہم سے پہلے اللہ کی کتاب ملی پھر یہی جمعہ کا دن ان کے لئے بھی (عبادت کے واسطے) مقرر ہوا تھا لیکن انہوں نے اس میں اختلاف کیا تو اللہ نے ہمیں اس کی طرف رہنمائی کی سب لوگ ہمارے پیچھے ہو گئے: یہودیوں کا دن کل اور نصاریٰ کا پرسوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب فضل یوم الجمعۃ جزء اول صـ۳۳۹)

سب سے بہتر دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَّا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّيْ يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ

جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلم اس وقت کھڑا ہوا نماز پڑھتا ہوا اور اللہ

إِيَّاهُ وَقَالَ بِيَدِهٖ يُقَلِّلُهَا وَيُزَهِّدُهَا (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب فی الساعۃ التی یوم الجمعۃ جزء ۱ ص ۳۳۹)

سے کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ یقیناً اس کو عطا فرمائے گا پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ ساعت بہت تھوڑی ہے۔ آپ اس کی رغبت دلاتے تھے۔

جمعہ کے مسائل

① جمعہ کی نماز ہر مسلم پر جماعت کے ساتھ فرض ہے سوائے غلام، عورت، بچہ اور مریض کے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ جَمَاعَةٍ اِلَّا عَلٰى اَرْبَعَةٍ عَبْدٍ مَمْلُوْكٍ اَوِامْرَاَةٍ اَوْصَبِيٍّ اَوْمَرِيْضٍ (رواہ الحاکم فی کتاب الجمعۃ باب من یجب علیہ الجمعۃ جزء اول ص ۲۸۸ وسندہ صحیح مرعاۃ جلد ۲ ص ۲۸۹)

جمعہ (کی نماز) ہر مسلم پر حق اور فرض ہے سوائے (ان) چار آدمیوں کے:۔ غلام، عورت، بچہ اور مریض کے۔

② جمعہ کی نماز کی جب اذان ہو جائے تو پھر کسی کاروبار میں مشغول نہ ہو بلکہ فوراً مسجد کی طرف روانہ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ۔ (الجمعہ۔ ۹)

جمعہ کے دن جب اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی سے آجایا کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دیا کرو۔

③ بہت سویرے پیدل چلتا ہوا مسجد آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَمَشٰى وَلَمْ يَرْكَبْ فَدَنَا مِنَ الْاِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ اَجْرُ سَنَةٍ صِيَامُهَا وَقِيَامُهَا (احمد جلد ۴

جس نے جمعہ کے دن خوب (سر وغیرہ) دھویا اور غسل کیا پھر جلدی سے یعنی بہت سویرے روانہ ہوا، پیدل گیا اور سوار نہیں ہوا پھر امام کے قریب جگہ حاصل کی اور غور سے خطبہ سنا اور کوئی لغو حرکت نہیں کی تو اس کے ہر قدم کے

صـ۱۰۲ وصـ۹۹ و۱۰۰) سندہ صحیح (مرعاۃ جلد ۲ صـ۲۹۸)

بدلے اس کو ایک سال کے روزوں اور ایک سال کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔

(۴) امام کے قریب جگہ حاصل کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اُحْضُرُوا الذِّكْرَ وَادْنُوْا مِنَ الْإِمَامِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ يَتَبَاعَدُ حَتّٰى يُؤَخَّرَ فِي الْجَنَّةِ وَإِنْ دَخَلَهَا (رواہ الحاکم فی کتاب الجمعۃ باب الامر بحضور الذکر والدنو من الامام وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء اول صـ۲۸۹)

خطبہ میں حاضر رہو، امام کے قریب بیٹھو۔ بے شک آدمی مسلسل دور رہتا ہے یہاں تک جنت میں اگرچہ داخل ہو جائے لیکن مؤخر کر دیا جاتا ہے (یعنی تاخیر سے داخل ہوتا ہے)۔

(۵) جمعہ کے دن ضرور نہائے، مسواک کرے اور اگر میسر ہو تو خوشبو بھی لگائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَّاَنْ يَّسْتَنَّ وَاَنْ يَّمَسَّ طِيْبًا اِنْ وَّجَدَ (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب الطیب للجمعۃ جزء۲ صـ۳)

جمعہ کے دن ہر بالغ شخص پر غسل کرنا واجب ہے اور مسواک کرنا اور اگر میسر ہو تو خوشبو لگانا بھی واجب ہے۔

(۶) سر میں تیل ڈالے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ اَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب الدھن للجمعۃ ۲/۲)

جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک صفائی کر سکتا ہے صفائی کرے اور اپنے تیل میں سے تیل ڈالے یا اپنے گھر (والوں) کی خوشبو میں سے خوشبو لگائے پھر (گھر سے) نکلے تو (مسجد میں) دو آدمیوں کے درمیان تفریق نہ کرے پھر جتنی نماز اس کی تقدیر میں ہے وہ پڑھے اور جب امام خطبہ دے اس وقت خاموش رہے تو اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔

(۷) بہترین لباس پہنے۔ مسجد پہنچکر گردنیں پھلانگتا ہوا آگے نہ بڑھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاسْتَاكَ وَلَبِسَ أَحْسَنَ ثِيَابِهٖ وَتَطَيَّبَ بِطِيْبٍ إِنْ وَجَدَهٗ ثُمَّ جَاءَ وَلَمْ يَتَخَطَّ النَّاسَ فَصَلّٰى مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يُصَلِّيَ فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ سَكَتَ فَذٰلِكَ كَفَّارَةٌ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى (رواہ الحاکم فی کتاب الجمعۃ باب من غسل یوم الجمعۃ وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء اول ص ۲۸۳)

جو شخص جمعہ کے دن خوب (نہائے) دھوئے: مسواک کرے، اچھے سے اچھا لباس پہنے، اگر میسر ہو تو خوشبو لگائے پھر مسجد میں آئے اور لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے، پھر نماز پڑھے جتنی اللہ چاہے پھر جب امام باہر نکلے (یعنی خطبہ دے) تو خاموش رہے تو یہ سب اگلے جمعہ تک کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

(۸) اچھی طرح وضو کر کے مسجد کو روانہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔ (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب فضل من استمع وانصت للجمعۃ ۱/۲۸۳)

جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے پھر جمعہ میں آئے، خطبہ سنے اور چپ رہے اس کے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور تین دن کے مزید (یعنی دس دن کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں)۔

(۹) مسجد پہنچ کر دو آدمیوں میں تفریق نہ کرے (یعنی دو آدمیوں کے درمیان گھس کر نہ بیٹھے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَتَطَهَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ ثُمَّ ادَّهَنَ أَوْ مَسَّ مِنْ طِيْبٍ ثُمَّ رَاحَ فَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ اثْنَيْنِ فَصَلّٰى مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ أَنْصَتَ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب لا یفرق بین اثنین یوم الجمعۃ جزء ۲ ص ۹)

جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک صفائی کر سکتا ہے صفائی اور طہارت کرے پھر تیل یا خوشبو لگائے پھر چلے اور دو (آدمیوں) میں تفریق نہ کرے (یعنی دو آدمیوں کے درمیان گھس کر نہ کھڑا ہو) اور جتنی نماز اس کی قسمت میں لکھی ہے پڑھے پھر جب امام برآمد ہو (اور خطبہ شروع کرے) تو خاموش رہے تو اس کے اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(۱۰) مسجد پہنچ کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھے یہ دو رکعتیں اس حال میں بھی پڑھے کہ امام خطبہ دے رہا ہو لیکن ہلکی پڑھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یَّجْلِسَ۔ (صحیح بخاری باب اذا دخل المسجد فلیرکع درکعتین جزء اول صلا۱۲ وصحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب استحباب تحیۃ المسجد جزء اول صلا۲۸۷)

جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا جَآءَ اَحَدُکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ وَلْیَتَجَوَّزْ فِیْھِمَا (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب التحیۃ والامام یخطب جزء اصلا۲۸۷)

جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو تو دو رکعت (ضرور) پڑھے لیکن ان رکعتوں کو ہلکا کرے (یعنی لمبی نماز نہ پڑھے)۔

(۱۱) دو رکعت پڑھنے کے بعد پھر جتنی چاہے نماز پڑھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ اَتَی الْجُمُعَۃَ فَصَلّٰی مَا قُدِّرَلَہٗ ثُمَّ اَنْصَتَ حَتّٰی یَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِہٖ ثُمَّ یُصَلِّیْ مَعَہٗ غُفِرَلَہٗ مَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَۃِ الْاُخْرٰی وَفَضْلُ ثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب فضل من استمع وانصت فی الخطبۃ جزء اول صلا۲۸۳)

جس نے غسل کیا اور جمعہ کی نماز پڑھنے آیا اور جتنی اس کی تقدیر میں تھی نماز پڑھی اور امام کے خطبہ سے فارغ ہونے تک چپ رہا پھر امام کے ساتھ نماز پڑھی اس کے اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک کے گناہ اور تین دن کے اور زیادہ گناہ بخش دئے جائیں گے۔

(۱۲) جب خطبہ شروع ہو جائے تو پھر خاموش ہو کر خطبہ سنے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اَنْصِتْ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب الانصات یوم الجمعۃ

جب تو اپنے ساتھی سے جمعہ کے دن کہے کہ چُپ رہ اور امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو تُو نے (خود ایک) لغو حرکت کی۔

والامام یخطب جزء ۲ صفحہ ۱۶ و صحیح مسلم
کتاب الجمعۃ باب فی الانصات یوم
الجمعۃ فی الخطبۃ جزء اول صفحہ ۲۳۸)

(۱۳) خطبہ کے دوران ہرگز بات نہ کرے۔ بات کرنے والے کا جمعہ نہیں ہوتا۔

حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بَرَاءَةً وَهُوَ قَائِمٌ يُذَكِّرُ بِاَيَّامِ اللّٰهِ وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ وِجَاهَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُو الدَّرْدَاءِ وَاَبُوْ ذَرٍّ، فَغَمَزَ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ اَحَدُهُمَا فَقَالَ مَتٰى اُنْزِلَتْ هٰذِهِ السُّوْرَةُ يَا اُبَيُّ فَاِنِّيْ لَمْ اَسْمَعْهَا اِلَّا الْاٰنَ؟ فَاَشَارَ اِلَيْهِ اَنِ اسْكُتْ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا قَالَ سَاَلْتُكَ مَتٰى اُنْزِلَتْ هٰذِهِ السُّوْرَةُ فَلَمْ تُخْبِرْ قَالَ اُبَيٌّ لَيْسَ لَكَ مِنْ صَلَاتِكَ الْيَوْمَ اِلَّا مَا لَغَوْتَ فَذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ وَاَخْبَرْتُهٗ بِالَّذِيْ قَالَ اُبَيٌّ فَقَالَ صَدَقَ اُبَيٌّ (رواہ احمد وسندہ صحیح بلوغ الامانی جزء ۶ صفحہ ۱۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن سورۂ براءۃ تلاوت فرمائی۔ آپ اس وقت کھڑے ہوئے اللہ کی نعمتوں اور مصیبتوں کا ذکر کر رہے تھے اور ابی بن کعب، ابوالدرداء اور ابوذر آپ کے سامنے بیٹھے تھے۔ ابوالدرداء اور ابوذر میں سے کسی ایک نے ابی بن کعب کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ سورت کب نازل ہوئی۔ میں نے اس سے پہلے نہیں سنی۔ ابی نے اشارہ کیا کہ چپ رہو۔ پھر جب وہ لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے ابی سے کہا میں نے تم سے پوچھا تھا کہ یہ سورت کب نازل ہوئی تو تم نے مجھے بتایا نہیں۔ حضرت ابی نے کہا آج تمہیں تمہاری نماز میں سے کچھ نہیں ملا سوائے اس لغو حرکت کے جو تم نے کی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے ابی کی بات کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا "ابی نے سچ کہا"۔

(۱۴) دوران خطبہ کنکری وغیرہ کو ہاتھ نہ لگائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب فضل من استمع وانصت فی الخطبۃ جزء اول صفحہ ۲۸۳)

جو کنکریوں سے کھیلے اس نے لغو کام کیا۔

(۱۵) **جب امام منبر پر آکر بیٹھ جائے تو مؤذن اذان دے۔**

حضرت سائبؓ کہتے ہیں:۔

اَلتَّاذِيْنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حِيْنَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ يَعْنِيْ عَلَى الْمِنْبَرِ (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب المؤذن الواحد جزء۲ صـ۱)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں) جمعہ کے دن اذان اس وقت ہوتی تھی جب امام منبر آکر بیٹھتا۔

(۱۶) **امام کو چاہیئے کہ کھڑے ہو کر دو خطبے دے ان خطبوں میں قرآن مجید کی تلاوت کرے اور وعظ و نصیحت کرے۔ دونوں خطبوں کے درمیان کچھ دیر بیٹھے۔**

حضرت سمرہؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب ذکر الخطبتین قبل الصلوٰۃ جزء اول صـ۳۲۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے دیا کرتے تھے۔ ان کے درمیان بیٹھتے تھے۔ خطبوں میں قرآن شریف پڑھتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے۔

(۱۷) **خطبے مختصر دے لیکن بہت مختصر بھی نہ ہوں۔**

حضرت ابو وائلؓ کہتے ہیں:۔

خَطَبَنَا عَمَّارٌ فَاَوْجَزَ وَاَبْلَغَ فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا يَا اَبَا الْيَقْظَانِ لَقَدْ اَبْلَغْتَ وَاَوْجَزْتَ فَلَوْكُنْتَ تَنَفَّسْتَ فَقَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ طُوْلَ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهٖ مَئِنَّةٌ مِّنْ فِقْهِهٖ فَاَطِيْلُوا الصَّلٰوةَ وَاقْصُرُوا الْخُطْبَةَ وَاِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا۔ (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب تخفیف الصلوٰۃ والخطبۃ جزء اول صـ۳۲۵)

حضرت عمارؓ نے خطبہ دیا اور بہت مختصر دیا لیکن خطبہ نہایت بلیغ تھا۔ پھر جب منبر سے اترے تو ہم نے کہا: اے ابوالیقظان آپ نے بہت بلیغ خطبہ دیا لیکن نہایت مختصر دیا۔ اگر آپ ذرا خطبہ کو طویل کرتے تو بہتر ہوتا حضرت عمارؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ آدمی کا نماز کو لمبا کرنا اور خطبہ کو مختصر کرنا اس کے سمجھدار ہونے کی نشانی ہے لہذا تم نماز کو لمبا کیا کرو اور خطبہ چھوٹا دیا اور (سنو) بعض بیان جادو ہوتا ہے (جادو بیانی کے لئے لمبا ہونا ضروری نہیں)۔

حضرت سمرہؓ فرماتے ہیں:۔

كُنْتُ اُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ قَصْدًا وَّخُطْبَتُهٗ قَصْدًا (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب تخفیف الصلوٰۃ والخطبۃ جزء اول ص ۳۲۳)

(جمعہ کی) نماز پڑھا کرتا تھا۔ آپ کی نماز اور خطبہ متوسط ہوتے تھے۔

(۱۸) ہر خطبہ میں حمد و ثنا کرے، آواز کو بلند کرے۔

حمد و ثنا کے بعد مندرجہ ذیل الفاظ پڑھے:۔

مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى هَدْىُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ۔

(نوٹ:۔ خط کشیدہ الفاظ صرف نسائی میں ہیں)۔

ترجمہ:۔ جس کو اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اللہ گمراہ کر دے (یعنی جس کو اللہ اس کی ہٹ دھرمی اور حق پوشی کے نتیجہ میں گمراہی میں پڑا رہنے دے) اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اس کے بعد (سنو) بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طریقہ ہے۔ سب سے برے کام وہ ہیں جو نئے نکالے گئے ہوں۔ ہر نیا کام بدعت ہے، ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں (لے جانے والی ہے)۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهٗ وَاشْتَدَّ غَضَبُهٗ حَتّٰى كَاَنَّهٗ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَّقُوْلُ صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ وَيَقُوْلُ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ وَيَقْرُنُ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَيَقُوْلُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى هَدْىُ مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہو جاتی اور غصہ زیادہ ہو جاتا گویا آپ ایک ایسے لشکر سے ڈراتے تھے جو صبح آیا یا شام آیا اور فرماتے تھے کہ مجھ کو اور قیامت کو اس طرح ساتھ بھیجا گیا ہے جیسے یہ دو (انگلیاں) آپ کلمہ کی اور بیچ کی انگلی کو ملاتے تھے۔ پھر فرماتے اما بعد سب سے بہتر بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طریقہ ہے اور سب سے برے

وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔ وَفِي رِوَايَةٍ كَانَتْ خُطْبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَحْمَدُ اللّٰهَ وَيُثْنِي عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ عَلَى إِثْرِ ذٰلِكَ وَقَدْ عَلَا صَوْتُهُ ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ وَفِي رِوَايَةٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَحْمَدُ اللّٰهَ وَيُثْنِي عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ يَقُولُ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَخَيْرُ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيثَ (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب تخفیف الصلوٰۃ والخطبۃ جزء اول ص ۲۸۴)

کام وہ ہیں جو نئے نکالے گئے ہوں اور ہر نیا کام گمراہی ہے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو خطبہ دیتے تھے اور ایسے لفظوں سے اس کی حمد وثنا کرتے تھے جیسے لفظ اس کی شان کے لائق ہیں۔ پھر فرماتے تھے جس کو اللہ راہ بنا دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو وہ گمراہی میں چھوڑ دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَيُثْنِي عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ يَقُولُ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ إِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ (رواه النسائی فی کتاب الجمعۃ باب کیف الخطبۃ جزء اول ص ۱۷۹ وسندہ صحیح)

سب سے بہتر بات اللہ کی کتاب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبہ میں فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اللہ کی ایسی ثنا کرتے جیسی ثنا اس کے شایانِ شان ہے پھر آپ فرماتے جس کو اللہ ہدایت دے اسے گمراہ کرنے والا کوئی نہیں اور جس کو وہ گمراہی میں چھوڑ دے اسے راہ بتانے والا کوئی نہیں۔ سب سے زیادہ سچی بات اللہ کی کتاب ہے اور سب سے بہتر طریقہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طریقہ ہے۔ بدترین کام نئے کام ہیں، ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔

(۱۹) <u>اما بعد کہنے سے پہلے کلمہ شہادت پڑھے۔</u>

حضرت مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ حِيْنَ تَشَهَّدَ يَقُوْلُ اَمَّا بَعْدُ (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب من قال فی الخطبۃ بعد الثناء اما بعد جزء ۲ صـ۱۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے میں نے سنا آپ نے کلمہ شہادت پڑھ کر اما بعد فرمایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كُلُّ خُطْبَةٍ لَيْسَ فِيْهَا شَهَادَةٌ كَالْيَدِ الْجَذْمَاءِ (رواہ امام احمد فی مسندہ عن ابی ھریرۃ رض بلوغ الامانی جزء ۶ صـ۸۵ وسندہ صحیح۔ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی جلد اول جزء ۲ صـ۱۱۵)

ہر خطبہ جس میں کلمہ شہادت نہ ہو ایسا ہے جیسے وہ ہاتھ جس میں جذام (یعنی کوڑھ کی بیماری) ہو۔

(۲۰) کلمہ شہادت کے الفاظ یہ ہیں:۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں:۔

اَنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ اَزْدِ شَنُوْءَةَ وَكَانَ يَرْقِيْ مِنْ هٰذِهِ الرِّيْحِ فَسَمِعَ سُفَهَآءَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ مُحَمَّدًا مَّجْنُوْنٌ فَقَالَ لَوْ اَنِّيْ رَاَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيْهِ عَلٰى يَدَيَّ قَالَ فَلَقِيَهٗ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَرْقِيْ مِنْ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَاِنَّ اللّٰهَ يَشْفِيْ عَلٰى يَدَيَّ مَنْ شَآءَ فَهَلْ لَّكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا

ضماد مکہ میں آئے۔ وہ قبیلہ ازد شنوءہ میں سے تھے اور آسیب وغیرہ کو جھاڑتے تھے۔ انہوں نے مکہ کے نادانوں سے سنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجنون ہیں۔ انہوں نے کہا کاش میں ان کو دیکھوں شاید اللہ میرے ہاتھ سے انہیں اچھا کر دے۔ غرض وہ آپ سے ملے اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جنوں وغیرہ کو جھاڑتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے جس کو چاہتا ہے شفا دیتا ہے تو کیا آپ کو خواہش ہے (کہ میں آپ کا علاج کروں) آپ نے فرمایا "اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ" سے اما بعد تک" یعنی سب خوبیاں اللہ کے لئے ہیں۔ میں اس کی ثناء بیان کرتا ہوں اور اس سے مدد چاہتا ہوں

عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ قَالَ فَقَالَ اَعِدْ عَلَیَّ کَلِمَاتِكَ هٰٓؤُلَآءِ فَاَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَآءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰٓؤُلَآءِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ نَاعُوْسَ الْبَحْرِ قَالَ فَقَالَ هَاتِ يَدَكَ اُبَايِعْكَ عَلَى الْاِسْلَامِ قَالَ فَبَايَعَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى قَوْمِكَ قَالَ وَعَلٰى قَوْمِيْ (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب تخفیف الصلوٰۃ والخطبۃ جزء اول ص۳۲۴)

جس کو اللہ ہدایت دے اسے گمراہ کرنے والا کوئی نہیں اور جسے وہ گمراہ کرے اسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ الٰہ کوئی نہیں سوائے اللہ تعالےٰ کے۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اما بعد ضماد نے کہا ذرا ان کلمات کو پھر دوہرا دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تین بار دوہرایا۔ ضماد نے کہا میں نے کاہنوں کی باتیں سنی ہیں، جادوگروں کے اقوال سنے ہیں شاعروں کے اشعار سنے ہیں مگر ان کلمات جیسا کلام میں نے کسی سے نہیں سنا۔ یہ تو بحر بلاغت کی تہہ تک پہنچ گئے ہیں۔ پھر ضماد نے کہا اپنا ہاتھ لائیے میں اسلام کی بیعت کرتا ہوں۔ الغرض انہوں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اپنی قوم (کی طرف سے بھی بیعت کرو) انہوں نے عرض کیا کہ میں اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کرتا ہوں۔

(۲۱) ہر جمعہ کو خطبہ میں سورۂ قٓ تلاوت کرے۔

حضرت ام ہشام بنت حارثہؓ فرماتی ہیں:۔

مَا اَخَذْتُ قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ اِلَّا عَنْ لِسَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَؤُهَا كُلَّ يَوْمِ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ اِذَا خَطَبَ النَّاسَ (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب تخفیف الصلوٰۃ والخطبۃ جزء اول ص۳۲۵ و ص۳۲۶)

میں نے سورۂ قٓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنکر یاد کیا۔ آپ اس کو ہر جمعہ میں منبر پر کھڑے ہو کر جب لوگوں کو خطبہ دیتے پڑھا کرتے تھے۔

(۲۲) خطبہ میں دونوں ہاتھ نہ ہلائے۔ صرف (سیدھے) ہاتھ کی انگشت شہادت سے اشارہ کرے۔

حضرت حصینؓ کہتے ہیں:۔

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ قَالَ رَاٰى بِشْرَ ابْنَ مَرْوَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ رَافِعًا يَدَيْهِ فَقَالَ قَبَّحَ اللّٰهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَزِيْدُ عَلٰى اَنْ يَّقُوْلَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَ اَشَارَ بِاِصْبَعِهِ الْمُسَبِّحَةِ۔ (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب تخفیف الصلوٰۃ والخطبۃ جزء ۱ صفحہ ۳۲۶)

حضرت عمارہ بن رویبہؓ نے بشر بن مروان کو دیکھا کہ منبر پر دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں تو کہا کہ اللہ ان دونوں ہاتھوں کو خراب کرے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ اس طرح ہاتھ کو ہلاتے تھے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کرتے تھے۔ عمارہ نے کلمہ کی انگلی سے اشارہ کیا (اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ ہلانے کی کیفیت بتائی)۔

۲۳ خطبوں کے بعد امام کو چاہیئے کہ زوال ہوتے ہی دو رکعت نماز پڑھائے نماز کو طول دے لیکن بہت زیادہ نہیں۔ اعتدال کو ملحوظ رکھے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّى الْجُمُعَةَ حِيْنَ تَمِيْلُ الشَّمْسُ (صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب وقت الجمعۃ اذا زالت الشمس جزء ۲ صفحہ ۱۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز اس وقت پڑھا کرتے تھے جس وقت سورج ڈھلتا تھا۔

حضرت ابو جعفر محمد کہتے ہیں:۔

اَنَّهٗ سَاَلَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَتٰى كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى الْجُمُعَةَ قَالَ كَانَ يُصَلِّىْ ثُمَّ نَذْهَبُ اِلٰى جِمَالِنَا فَنُرِيْحُهَا زَادَ عَبْدُ اللّٰهِ .... فِىْ حَدِيْثِهٖ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ يَعْنِى النَّوَاضِحَ (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب صلوٰۃ الجمعۃ حین تزول الشمس جزء اول صفحہ ۳۴۲)

کہ میں نے جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز کس وقت پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکتے تو ہم پانی پلانے والے اونٹوں کے پاس جاتے اور انہیں آرام دیتے (یعنی ان پر سے بوجھ اتار لیتے) یہ سورج ڈھلنے کا وقت ہوتا تھا۔

حضرت سلمۃؓ ابن الاکوع فرماتے ہیں:۔

كُنَّا نُجَمِّعُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ نَرْجِعُ نَتَتَبَّعُ الْفَيْءَ (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھلتا پھر ہم سایہ ڈھونڈھتے ہوئے (گھر) لوٹتے تھے۔

باب صلوٰۃ الجمعۃ حین تزول الشمس
جزء اول ص ۳۴۲)

(۲۴) جمعہ کی نماز میں مندرجہ ذیل سورتیں پڑھی جائیں۔
۱۔ سورۂ جمعہ اور سورۂ اذا جاءک المنٰفقون۔
یا
۲۔ سورۂ سبح اسم ربک الاعلی اور سورۂ ھل اتٰک حدیث الغاشیۃ۔
یا
۳۔ سورۂ جمعہ اور سورۂ ھل اتٰک حدیث الغاشیۃ۔

حضرت ابن ابی رافعؓ کہتے ہیں۔
اِسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ وَخَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ فَصَلّٰى لَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ الْجُمُعَةَ فَقَرَاَ بَعْدَ سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ فِى الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ اِذَا جَاءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالَ فَاَدْرَكْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ حِيْنَ انْصَرَفَ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّكَ قَرَاْتَ بِسُوْرَتَيْنِ كَانَ عَلِىُّ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ يَقْرَءُ بِهِمَا بِالْكُوْفَةِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَءُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب ما یقرء فی صلوٰۃ الجمعۃ جزء ۱ ص ۳۴۷)

مروان نے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا اور خود مکہ روانہ ہو گئے۔ ابو ہریرہؓ نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور سورۂ جمعہ کے بعد دوسری رکعت میں سورۂ منافقون پڑھی۔ نماز کے بعد میں ان سے ملا اور کہا آپ نے وہ سورتیں پڑھیں جو حضرت علی بن ابی طالب کوفہ میں پڑھتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کے دن یہی سورتیں پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں:۔
كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَءُ فِى الْعِيْدَيْنِ وَفِى الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَهَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَاِذَا اجْتَمَعَ الْعِيْدُ وَالْجُمُعَةُ فِىْ يَوْمٍ وَاحِدٍ يَقْرَءُ بِهِمَا اَيْضًا فِى الصَّلٰوتَيْنِ (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب ما یقرء فی صلوٰۃ الجمعۃ جزء اول ص ۳۴۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید اور جمعہ (کی نماز) میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ہل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھا کرتے تھے اور جب عید اور جمعہ دونوں ایک دن میں جمع ہو جاتے تو انہی دونوں سورتوں کو دونوں نمازوں میں پڑھتے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ کہتے ہیں :۔

كَتَبَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ إِلَى النُّعْمَانِ ابْنِ بَشِيرٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) يَسْأَلُهُ أَيَّ شَيْءٍ قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سِوَى سُورَةِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب ما یقرء فی صلوٰۃ الجمعۃ ۱/۲۲۸)

ضحاک بن قیس نے نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہ) کو خط لکھ کر پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ میں سورۂ جمعہ کے علاوہ کون سی سورت پڑھتے تھے انہوں نے کہا ہل اتاک حدیث الغاشیۃ۔

(۲۵) جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعت دو سلام سے پڑھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا أَرْبَعًا (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب الصلوٰۃ بعد الجمعۃ ۱/۲۲۸)

جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کی نماز پڑھے تو اسے چاہئے کہ اس کے بعد چار رکعت پڑھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

صَلٰوةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى۔ (ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی صلوٰۃ النہار جزء اول ص ۱۹ وسندہ صحیح)۔

رات اور دن کی نماز دو دو رکعت ہے۔

(۲۶) اگر جمعہ کے دن مسجد میں اونگھ آجائے تو جگہ بدل دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

إِذَا نَعَسَ أَحَدُكُمْ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْيَتَحَوَّلْ مِنْ مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ إِلٰى غَيْرِهِ (رواہ احمد بلوغ جزء ۶ ص ۷۔ سندہ صحیح۔ التعلیقات للالبانی جزء اول ص ۴۳۹)

جب تم میں کسی کو جمعہ کے دن مسجد میں اونگھ آئے تو اسے چاہئے کہ جگہ بدل دے۔

(۲۷) بہتر ہے کہ جن کپڑوں میں روزانہ کام کرتا ہے ان کپڑوں کے علاوہ دو کپڑے جمعہ کے لئے علیحدہ رکھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَا عَلٰى أَحَدِكُمْ إِنْ وَجَدَ أَوْ مَا عَلٰى

کیا تم میں سے کسی کے لئے یہ کوئی مشکل کام

اَحَدِكُمْ اِنْ وَّجَدْتُّمْ اَنْ يَّتَّخِذَ ثَوْبَيْنِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوٰى ثَوْبَىْ مِهْنَتِهٖ (ابوداؤد کتاب الجمعة باب اللبس للجمعة جزء اول ص ۱۶۱ وسندہ صحیح ۔ مرعاۃ جلد اول ص ۶۹۹)

ہے کہ اگر اسے کپڑے میسر ہوں تو جمعہ کے دن کے لئے کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ دو کپڑے پہن لے (یا محفوظ کر لے)۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

سورۂ اذا جآءك المنٰفقون

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

نہایت مہربان اور بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

اِذَا جَآءَكَ الۡمُنٰفِقُوۡنَ قَالُوۡا
نَشۡهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوۡلُ اللّٰهِ وَ
اللّٰهُ يَعۡلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوۡلُهٗ ؕ وَ
اللّٰهُ يَشۡهَدُ اِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ
لَكٰذِبُوۡنَ ۝١ اِتَّخَذُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ
جُنَّةً فَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِيۡلِ

اللّٰهِ ، اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ﴿٢﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا
ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ
لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿٣﴾ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ
تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ، وَاِنْ يَّقُوْلُوْا
تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ، كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ
مُّسَنَّدَةٌ ، يَحْسَبُوْنَ كُلَّ
صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ، هُمُ الْعَدُوُّ
فَاحْذَرْهُمْ ، قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى

يُؤْفَكُوْنَ ④ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ
تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ
اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ
يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ⑤
سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ
اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ، لَنْ يَّغْفِرَ
اللّٰهُ لَهُمْ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى
الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑥ هُمُ الَّذِيْنَ
يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ

رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَ
لِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ⑦
يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ
لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ
وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ
وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ⑧

ترجمہ (اے رسول) منافقین آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم شہادت دیتے ہیں
کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ جانتا ہے کہ بے شک آپ اس کے رسول
ہیں لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں (یہ دل سے گواہی نہیں دیتے) (۱) انہوں نے اپنی
قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکتے ہیں، جو کچھ یہ کر رہے ہیں
وہ بے شک بہت برا ہے (۲) یہ اس لئے کہ یہ لوگ ایمان لائے لیکن پھر کفر کیا تو ان کے دلوں
پر مہر لگا دی گئی (اور اب) یہ کچھ نہیں سمجھتے (۳) اور (اے رسول) جب آپ ان کو دیکھیں تو ان کے

جسم آپ کو اچھے معلوم ہوں گے اور جب یہ بات کریں تو آپ ان کی بات سُنیں گے (لیکن بڑے نکمے اور بے ہمت لوگ ہیں) گویا لکڑیاں ہیں جو دیوار کے سہارے کھڑی ہیں۔ ہر زوردار آواز کو سمجھتے ہیں کہ ان پر (مصیبت) آئی۔ (اے رسول) یہ (آپ کے) دشمن ہیں، ان سے ہوشیار رہئے، اللہ انہیں تباہ و برباد کرے گا، یہ کہاں بہکے ہوئے چلے جا رہے ہیں ④ اور (اے رسول) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اللہ کے رسول تمہارے لئے اللہ سے مغفرت طلب کریں تو یہ اپنے سروں کو مٹکاتے ہیں اور آپ نے انہیں دیکھا ہی ہے کہ یہ اتراتے ہوئے (آپ کے پاس آنے سے) رک جاتے ہیں ⑤ (تو اے رسول) آپ ان کے لئے مغفرت طلب کریں یا نہ کریں، ان کے لئے دونوں برابر ہیں، اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا، بے شک اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت بد چلا کر منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا ⑥ یہی ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ کے (آس) پاس (جمع) رہتے ہیں انہیں کچھ نہ دیا کرو یہاں تک کہ وہ خود بھاگ جائیں (بھوکے مریں گے تو کیا کریں گے) اے رسول، ان منافقین کے پاس ہے کیا جو یہ دیں گے) آسمانوں اور زمین کے تمام خزانوں کا مالک تو اللہ ہے لیکن منافقین اتنی بات بھی نہیں سمجھتے ⑦ کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزت والے ذلیل لوگوں کو وہاں سے نکال کر باہر کر دیں گے (اے رسول، یہ اپنے کو عزت والے سمجھتے ہیں) حالانکہ (یہ عزت والے ہیں کب) عزت تو اللہ کی ہے، اس کے رسول کی ہے اور مؤمنین کی ہے لیکن منافقین کو (اتنی بات بھی) نہیں معلوم ⑧

معانی و مصادر

(جُنَّةٌ) جَنَّ، یَجُنُّ، جَنٌّ و جُنُوْنٌ (ن) چھپانا، ڈھانکنا، اندھیرا کرنا (جُنَّةٌ = ڈھال، پردہ)۔

(طُبِعَ) طَبَعَ، یَطْبَعُ، طَبْعٌ (ف) چھاپنا، مہر لگانا، سکہ بنانا۔

(یَفْقَهُوْنَ) فَقِہَ، یَفْقَہُ، فِقْہٌ (س) سمجھنا۔

(خُشُبٌ) خَشَبَ، یَخْشِبُ، خَشْبٌ (ض) ملانا، چمکانا۔ (خُشُبٌ = خَشَبٌ کی جمع، موٹی لکڑیاں)۔

(مُسَنَّدَةٌ) سَنَّدَ، یُسَنِّدُ، تَسْنِیْدٌ (باب تفعیل) سند پہننا، سہارا دینا اور مضبوط بنا دینا۔

(صَیْحَةٌ) صَاحَ، یَصِیْحُ، صَیْحٌ و صِیَاحٌ و صَیْحَةٌ و صَیَحَانٌ (ض) چیخنا (صَیْحَةٌ۔ زوردار آواز)۔

(یُؤْفَکُوْنَ) اَفَکَ، یَاْفِکُ، اَفْکٌ و اُفُوْکٌ (ض) اَفِکَ، یَاْفَکُ، اَفْکٌ (س) پھیرنا، جھوٹ بولنا۔

(لَوَّوْا) لَوّٰی، یُلَوِّیْ، تَلْوِیَةٌ (باب تفعیل) منہ موڑنا۔

(ینفضّوا) اِنفضّ، ینفضّ، اِنفضاضٌ (باب انفعال) چلے جانا۔

شانِ نزول

حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں:۔

کُنتُ فِی غَزَاۃٍ فَسَمِعتُ عَبدَ اللّٰہِ بنَ اُبَیٍّ یَقُولُ لَا تُنفِقُوا عَلٰی مَن عِندَ رَسُولِ اللّٰہِ حَتّٰی یَنفَضُّوا مِن حَولِہٖ وَلَو رَجَعنَا مِن عِندِہٖ لَیُخرِجَنَّ الاَعَزُّ مِنہَا الاَذَلَّ فَذَکَرتُ ذٰلِکَ لِعَمِّی اَو لِعُمَرَ فَذَکَرَہٗ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِی فَحَدَّثتُہٗ فَاَرسَلَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اِلٰی عَبدِ اللّٰہِ بنِ اُبَیٍّ وَاَصحَابِہٖ فَحَلَفُوا مَا قَالُوا فَکَذَّبَنِی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَہٗ فَاَصَابَنِی ہَمٌّ لَم یُصِبنِی مِثلُہٗ قَطُّ فَجَلَستُ فِی البَیتِ فَقَالَ لِی عَمِّی مَا اَرَدتَّ اِلٰی اَن کَذَّبَکَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَمَقَتَکَ فَاَنزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِذَا جَآءَکَ المُنٰفِقُونَ فَبَعَثَ اِلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَقَرَاَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ قَد صَدَّقَکَ یَا زَیدُ۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ المنافقین جزء۶ ص۱۸۹ وصحیح مسلم کتاب صفات المنافقین واحکامھم جزء۲ ص۵۱۱)

میں ایک لڑائی میں تھا۔ میں نے عبد اللہ بن ابی کو کہتے سنا: اللہ کے رسول کے پاس جو لوگ ہیں ان کو خرچ کے لیے کچھ نہ دیا کرو، (جب انہیں کچھ نہیں ملے گا تو) اللہ کے رسول کو چھوڑ کر چلے جائیں گے اور اگر ہم اس لڑائی سے لوٹ کر مدینہ پہنچے تو جو عزت والا ہے وہ ذلت والے کو نکال باہر کرے گا۔ میں نے عبد اللہ کی یہ گفتگو اپنے چچا یا حضرت عمرؓ سے بیان کی۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا آپ نے مجھ کو بلایا۔ میں نے آپؐ سے بھی سارا واقعہ بیان کر دیا۔ آپ نے عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلایا۔ انہوں نے قسمیں کھائیں کہ ہم نے (ہرگز) ایسا نہیں کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو جھوٹا قرار دیا اور عبد اللہ کو سچا۔ اس بات سے مجھ کو اتنا رنج ہوا کہ اس جیسا رنج مجھ کو کبھی نہیں ہوا تھا۔ میں (اپنے) گھر میں بیٹھ گیا۔ میرے چچا کہنے لگے تم نے یہ کیا کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو جھوٹا قرار دیا اور تم سے ناراض ہوئے۔ اس وقت اللہ تعالے نے یہ آیات نازل فرمائیں:۔ اِذَا جَآءَکَ المُنٰفِقُونَ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلایا (اور سورۂ منافقون پڑھ کر سنائی) آپ نے فرمایا اے زید تم کو اللہ تعالے نے سچا کر دیا۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

كُنَّا فِيْ غَزَاةٍ (اَوْ) فِيْ جَيْشٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ (وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ اِقْتَتَلَ غُلَامَانِ غُلَامٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَغُلَامٌ مِّنَ الْاَنْصَارِيِّ) فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ يَالَلْاَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَالَلْمُهَاجِرِيْنَ فَسَمِعَ ذَالِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا بَالُ دَعْوَى جَاهِلِيَّةٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَسَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ دَعُوْهَا فَاِنَّهَا مُنْتِنَةٌ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ فَقَالَ فَعَلُوْهَا اَمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَعْنِيْ اَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ اَصْحَابَهٗ۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ المنافقین جزء ۶ ص ۱۹۱ وصحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب نصر الأخ ظالما او مظلوما جزء ۲ ص ۳۰)

ہم ایک لڑائی میں یا ایک لشکر میں تھے۔ ایک مہاجر لڑکے نے ایک انصاری لڑکے کے ایک ہاتھ مارا، دونوں میں لڑائی ہونے لگی، انصاری لڑکے نے کہا، اے انصار دوڑو۔ مہاجر لڑکے نے کہا اے مہاجرین دوڑو۔ یہ آواز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی۔ آپ نے فرمایا یہ کیا جاہلیت کی سی پکار ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول۔ ایک مہاجر نے ایک انصاری کو ہاتھ مارا۔ آپ نے فرمایا (ایسی جہالت کی باتیں) چھوڑ دو، یہ (بڑی) بدبودار باتیں ہیں۔ یہ خبر عبداللہ بن ابی منافق کو پہنچی تو کہنے لگا کیا انہوں نے ایسا کیا ہے؟ اللہ کی قسم اگر ہم لوٹ کر مدینہ پہنچے تو عزت والا ذلت والے کو نکال باہر کرے گا۔ اس بات کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول، مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں ایسا نہ کرو۔ لوگ کہیں گے محمد اپنے ہی لوگوں کو قتل کرتے ہیں۔

حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں:۔

غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَعَنَا اُنَاسٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ فَكُنَّا نَبْتَدِرُ الْمَاءَ وَكَانَ الْاَعْرَابُ يَسْبِقُوْنَا اِلَيْهِ فَسَبَقَ اَعْرَابِيٌّ اَصْحَابَهٗ فَسَبَقَ

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کیا۔ ہمارے ساتھ کچھ گاؤں کے لوگ بھی تھے۔ ہم پانی کی طرف دوڑنے لگے لیکن گاؤں کے لوگ ہم سے پہلے پانی پر پہنچ گئے۔

الْأَعْرَابِيُّ فَيَمْلَأُ الْحَوْضَ وَيَجْعَلُ حَوْلَهُ
حِجَارَةً وَّيَجْعَلُ النِّطْعَ عَلَيْهِ حَتّٰى
تَجِيْءَ أَصْحَابُهُ فَأَتٰى رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ
أَعْرَابِيًّا فَأَرْخٰى زِمَامَ نَاقَتِهٖ لِتَشْرَبَ
فَأَبٰى أَنْ يَّدَعَهُ فَانْتَزَعَ قِبَاضَ الْمَاءِ
فَرَفَعَ الْأَعْرَابِيُّ خَشَبَتَهُ فَضَرَبَ بِهَا
رَأْسَ الْأَنْصَارِيِّ فَشَجَّهُ فَأَتٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ
أُبَيٍّ رَأْسَ الْمُنَافِقِيْنَ فَأَخْبَرَهُ وَكَانَ
مِنْ أَصْحَابِهٖ فَغَضِبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ
ثُمَّ قَالَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِهٖ يَعْنِي الْأَعْرَابَ
وَكَانُوْا يَحْضُرُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الطَّعَامِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ
إِذَا انْفَضُّوْا مِنْ عِنْدِ مُحَمَّدٍ فَائْتُوْا مُحَمَّدًا
بِالطَّعَامِ فَلْيَأْكُلْ هُوَ وَمَنْ مَعَهُ ثُمَّ
قَالَ لِأَصْحَابِهٖ لَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ
لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْكُمُ الْأَذَلَّ قَالَ زَيْدٌ
وَأَنَا رِدْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ فَأَخْبَرْتُ
عَمِّيْ فَانْطَلَقَ فَأَخْبَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَلَفَ وَ
جَحَدَ قَالَ فَصَدَّقَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَّبَنِيْ قَالَ فَجَاءَ
عَمِّيْ إِلَيَّ فَقَالَ مَا أَرَدْتَّ إِلٰى أَنْ مَقَتَكَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
كَذَّبَكَ وَالْمُسْلِمُوْنَ قَالَ فَوَقَعَ عَلَيَّ مِنَ
الْهَمِّ مَا لَمْ يَقَعْ عَلٰى أَحَدٍ قَالَ فَبَيْنَمَا

ایک اعرابی اپنے اصحاب سے بھی پہلے پانی پر پہنچ گیا۔ وہ اعرابی آگے بڑھتا، حوض بھرتا اور اس کے گرد پتھر لگا دیتا پھر اس پر ایک چمڑا ڈال دیتا تاکہ اس کے ساتھیوں کے پہنچنے تک پانی محفوظ رہے۔ اتنے میں ایک انصاری اس کے پاس آیا۔ اس نے اپنی اونٹنی کی لگام ڈھیلی کر دی تاکہ وہ پانی پی لے۔ اس اعرابی نے پانی نہ پینے دیا۔ انصاری نے پانی کی منڈیر کو توڑ دیا۔ اعرابی نے ایک لکڑی اٹھائی اور انصاری کے سر پر ماری۔ اس کا سر پھٹ گیا۔ وہ انصاری عبداللہ بن ابی کے پاس جو منافقوں کا سردار تھا آیا۔ اس نے یہ واقعہ عبداللہ سے بیان کیا۔ وہ انصاری عبداللہ کے ساتھیوں میں سے تھا۔ عبداللہ کو غصہ آ گیا۔ اس نے کہا ان لوگوں پر جو رسول اللہ کے ساتھ ہیں کچھ خرچ نہ کرو یعنی گنواروں کو کچھ نہ دو۔ یہاں تک وہ رسول اللہ کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ وہ اعراب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (عموماً) کھانے کے وقت جمع ہوتے تھے۔ عبداللہ نے کہا جب یہ گنوار محمد کے پاس سے چلے جایا کریں اس وقت کھانا لایا کرو تاکہ صرف وہ کھا لیا کریں اور جو کوئی ان کے ساتھ ہو پھر اس نے کہا جب ہم مدینہ پہنچیں گے تو عزت والے ان ذلیل لوگوں کو وہاں سے نکال دیں گے۔ زیدؓ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا۔ میں نے عبداللہ کی یہ بات سن لی۔ میں نے اس کا ذکر اپنے چچا سے کیا۔ انہوں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ رسول

اَنَا اَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ قَدْ خَفَضْتُ بِرَاسِيْ مِنَ الْهَمِّ اِذْ اَتَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَرَكَ اُذُنِيْ وَضَحِكَ فِيْ وَجْهِيْ فَمَا كَانَ يَسُرُّنِيْ اَنَّ لِيْ بِهَا الْخُلْدَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ لَحِقَنِيْ فَقَالَ مَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَا قَالَ لِيْ شَيْئًا اِلَّا اَنَّهُ عَرَكَ اُذُنِيْ وَضَحِكَ فِيْ وَجْهِيْ فَقَالَ اَبْشِرْ ثُمَّ لَحِقَنِيْ عُمَرُ فَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ قَوْلِيْ لِاَبِيْ بَكْرٍ فَلَمَّا اَصْبَحْنَا قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُوْرَةَ الْمُنَافِقِيْنَ۔

(رواه الترمذی فی ابواب تفسیر القرآن باب سورة المنافقین وصححه جزء ۲ صـ۴۵۳)

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ کی طرف کسی آدمی کو بھیجا۔ (عبد اللہ آیا) اس نے قسم کھائی اور (اپنی کہی ہوئی باتوں کا) انکار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ کو سچا جانا اور مجھ کو جھوٹا قرار دیا۔ میرے چچا میرے پاس آکر کہنے لگے تم نے یہی چاہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور (تمام) مسلمین تم پر غصے ہوں اور تمہیں جھٹلا دیں۔ (یہ سنکر) مجھے ایسا رنج ہوا کہ کسی کو نہ ہوا ہوگا۔ میں آپ کے ساتھ اپنا سر جھکائے سفر میں چلا جا رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے، میرا کان پکڑا اور مسکرائے۔ اگر اس کے بدلہ مجھے دنیا میں ہمیشہ رہنے کی نعمت مل جاتی تب بھی میں اتنا خوش نہ ہوتا۔ پھر مجھے ابوبکرؓ ملے اور پوچھا کہ تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہا۔ میں نے کہا کچھ کہا تو نہیں البتہ میرا کان پکڑا اور مجھے دیکھ کر مسکرائے۔ ابوبکرؓ نے کہا تمہیں بشارت ہو۔ پھر عمرؓ ملے ان سے بھی میں نے وہی کہا جو ابوبکرؓ سے کہا۔ پھر جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ منافقون پڑھی۔

مندرجہ بالا روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنگ میں کسی مقام پر فروکش تھے کہ دو لڑکوں میں لڑائی ہوئی۔ ایک لڑکا مہاجر تھا اور ایک انصاری۔ اسی جنگ میں اعرابی کا انصاری کو مارنے کا واقعہ پیش آیا ان دونوں واقعات کی خبر عبد اللہ بن ابی کو ایک ساتھ پہنچی۔ اس نے دیہاتیوں اور عام مسلمین کے متعلق ناشائستہ الفاظ کہے۔ حضرت زید نے یہ الفاظ سنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاکر بیان کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کو بلایا۔ انہوں نے ان الفاظ کے کہنے سے انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت زیدؓ بن ارقم کی تصدیق میں سورۂ منافقون کی آیتیں نازل فرمائیں۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ، وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ) (اے رسول) جب منافقین آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور (اے رسول) اللہ جانتا ہے کہ آپ واقعی اللہ کے رسول ہیں لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافقین یقیناً جھوٹے ہیں (وہ آپ کو دل سے رسول نہیں مانتے۔ زبان سے آپ کی رسالت کا جھوٹا اقرار کرتے ہیں)۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝

(البقرۃ - ۸)

اور (اے رسول) بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو (زبان سے تو) کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور یوم قیامت پر ایمان لائے لیکن (حقیقت یہ ہے کہ) وہ (دل سے) مؤمن نہیں ہیں۔

آگے فرمایا (اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ) ان لوگوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے (جس طرح ڈھال دشمن کے وار سے بچاتی ہے اسی طرح یہ جھوٹی قسمیں کھا کر اپنے آپ کو سزا سے بچا لیتے ہیں یہی نہیں بلکہ جھوٹی قسمیں کھا کر یہ اپنے کو مسلم ظاہر کرتے ہیں اور در پردہ لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکتے ہیں برا ہے وہ کام جو یہ کر رہے ہیں۔

ان قسموں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ فرماتا ہے:۔

يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝

(التوبۃ - ۹۶)

وہ تمہارے سامنے (بار بار) قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان سے راضی ہو جاؤ۔ تو اگر تم ان سے راضی بھی ہو جاؤ گے (تو اس سے ان کو کیا فائدہ پہنچے گا) اللہ تو (کبھی بھی) نافرمان لوگوں سے راضی نہیں ہو گا۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ، وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ۝

(التوبۃ - ۵۶)

یہ لوگ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ وہ تم ہی سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں بلکہ وہ (بڑے) ڈرپوک لوگ ہیں (کہ تمہارے سامنے اپنے کفر کا اقرار نہیں کرتے)۔

آگے فرمایا (ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ) یہ

(جو کچھ کر رہے ہیں) اس لئے (کر رہے ہیں) کہ (پہلے یہ لوگ) ایمان لائے پھر کفر کیا تو (اب) ان کے دلوں پر مہر لگ گئی لہذا یہ کچھ سمجھتے ہی نہیں۔

نفاق نے دل پر غلبہ کیا۔ دل میں جو نفع و نقصان کو پہچاننے کی صلاحیت تھی وہ جاتی رہی لہذا اب یہ نہیں سمجھتے کہ یہ جو کچھ کر رہے ہیں اس میں ان کا سراسر دینی اور دنیوی نقصان ہے۔

آگے فرمایا (وَاِذَا رَاَیْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ) اور (اے رسول) جب آپ ان کو دیکھتے ہیں تو ان کے جسم آپ کو بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں (یہ لوگ بظاہر ڈیل ڈول کے بہت اچھے ہیں) (وَاِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ) اور اگر یہ بات کرتے ہیں تو آپ ان کی بات کو سنتے ہیں (یعنی ان کو باتیں بنانی خوب آتی ہیں کہ سننے والا ان کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے) (كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ) (بظاہر تو یہ بڑے قوی ہیکل نظر آتے ہیں لیکن کمزور اتنے ہیں) گویا کہ وہ لکڑیاں ہیں جو (دیوار کے) سہارے کھڑی ہیں (یہ بے ہمت لوگ ہیں بغیر کسی کے سہارے کے کوئی کام انجام نہیں دے سکتے، ڈرپوک اتنے ہیں کہ) (یَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَیْحَةٍ عَلَیْهِمْ) ہر زور دار آواز کو سمجھتے ہیں کہ ان پر کوئی آفت آئی)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَشِحَّةً عَلَیْكُمْ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَیْتَهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ تَدُوْرُ اَعْیُنُهُمْ كَالَّذِیْ یُغْشٰی عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَی الْخَیْرِ، اُولٰٓئِكَ لَمْ یُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ، وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرًا ○

(الاحزاب - ۱۹)

(اے ایمان والو) تمہارے معاملہ میں یہ لوگ بڑے بخیل واقع ہوئے ہیں (اور اے رسول ان کی بزدلی کا تو یہ حال ہے کہ) جب خوف (کی کوئی خبر) آتی ہے تو آپ ان کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف (خوف زدہ ہو کر) دیکھتے ہیں۔ ان کی آنکھیں اس طرح پھر رہی ہوتی ہیں جیسے (اس شخص کی آنکھیں جس) پر موت کی بیہوشی طاری ہو۔ پھر جب خوف جاتا رہتا ہے تو تم سے مال (غنیمت) کی حرص میں (اس طرح) ملتے ہیں کہ (تمہاری خوشامد میں) ان کی زبانیں (بڑی) تیز ہوتی ہیں۔ یہ لوگ ایمان نہیں لائے لہذا اللہ نے ان کے اعمال کو برباد کر دیا اور یہ کام اللہ کے لئے آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ

اور (اے رسول) ایمان والے کہتے ہیں کہ

فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَۃٌ مُّحْکَمَۃٌ وَّ ذُکِرَ فِیْہَا الْقِتَالُ رَاَیْتَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ یَّنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ نَظَرَ الْمَغْشِیِّ عَلَیْہِ مِنَ الْمَوْتِ ؕ فَاَوْلٰی لَہُمْ ○

(محمد۔ ۲۰)

(جنگ کے متعلق) کوئی سورت کیوں نہیں نازل ہوئی تو جب (ان کی خواہش کے مطابق) ایسی سورت نازل ہوتی ہے جو محکم ہوتی ہے اور جس میں جنگ کا حکم ہوتا ہے (تو جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے آپ ان کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھ رہے ہوتے ہیں جس طرح وہ شخص (دیکھتا) ہے جس پہ موت کی غشی طاری ہو، ان لوگوں کے لئے (بڑی) خرابی ہے۔

(ھُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْھُمْ) (اے رسول) یہ (آپ کے) دشمن ہیں، آپ ان سے بچتے رہیں (کہیں یہ آپ کو دھوکا دے کر نقصان نہ پہنچاویں) قَاتَلَھُمُ اللّٰہُ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ) اللہ انہیں برباد و نامراد کرے گا یہ کہاں بہکے چلے جا رہے ہیں (بہر حال یہ کہیں بھی جائیں بربادی اور نامرادی ان کا مقدر ہے) (وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَکُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَوَّوْا رُءُوْسَھُمْ وَرَاَیْتَھُمْ یَصُدُّوْنَ وَھُمْ مُّسْتَکْبِرُوْنَ) اور جب ان سے کہا جاتا ہے آؤ (تم نے جو گستاخانہ اور باغیانہ باتیں کی ہیں) ان کے لئے اللہ کے رسول تمہارے لئے (اللہ سے) مغفرت طلب کریں تو یہ اپنے سر ول کو مٹکاتے ہیں اور (اے رسول) آپ ان کو دیکھتے ہیں کہ وہ تکبر اور گھمنڈ میں آپ کے پاس آنے سے رک جاتے ہیں (معافی مانگنے کے لئے آپ کے پاس آنے کو کسرِ شان سمجھتے ہیں) (سَوَآءٌ عَلَیْھِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَھُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ، لَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ) (بہر حال اے رسول) آپ ان کے لئے معافی مانگیں یا نہ مانگیں ان کے حق میں (دونوں چیزیں) برابر ہیں، اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا (اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ) بے شک اللہ نافرمان لوگوں کو (کبھی) منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِسْتَغْفِرْ لَھُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ

(التوبۃ۔ ۸۰)

(اے رسول) آپ ان لوگوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں یا نہ کریں (دونوں برابر ہیں)، اگر آپ ان کے لئے ستر مرتبہ بھی مغفرت کی دعا کریں گے تب بھی اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت نہیں کریگا یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا (لہٰذا یہ مغفرت کے

مستحق نہیں رہے) اور اللہ فاسقوں کو راہ راست پر چلاکر منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا۔

آگے فرمایا (هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنفَضُّوا وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ) یہی تو ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کے رسول کے آس پاس (جمع رہتے) ہیں ان پر کچھ خرچ نہ کیا کرو (یعنی غریب مومنین کو کچھ نہ دیا کرو) یہاں تک کہ وہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر) چلے جائیں (جب انہیں کچھ نہیں ملے گا تو وہ منتشر ہو جائیں گے اور ان کی جماعت ختم ہو جائے گی) اور (اے رسول، انہیں نہیں معلوم کہ) آسمانوں اور زمین کے خزانے تو سب اللہ کے ہیں (دینے والا تو وہ ہے، منافقین کے پاس کیا رکھا ہے جو دیں گے) لیکن منافقین (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے۔

منافقین نے مسلمین کے ایمان کا کتنا غلط اندازہ لگایا تھا۔ منافقین سمجھتے تھے کہ مسلمین روپیہ کے لالچ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دے رہے ہیں اگر روپیہ نہ ملے تو ساتھ چھوڑ دیں گے حالانکہ مسلمین روپیہ کے متلاشی نہ تھے بلکہ وہ تو رضاء الٰہی کے طالب تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا۔ (الفتح - ۲۹) (مسلمین) اللہ کے فضل اور اس کی رضاء کے متلاشی رہتے ہیں۔

آگے فرمایا (يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ) (منافقین) کہتے ہیں جب ہم (اس جنگ سے) واپس مدینہ لوٹیں گے تو معزز لوگ ان ذلیل لوگوں کو (شہر سے) نکال دیں گے۔

(اے رسول، یہ اپنے کو عزت والے سمجھتے ہیں) حالانکہ (یہ عزت والے ہیں کب) عزت تو اللہ کی ہے، اس کے رسول کی ہے اور ایمان والوں کی ہے (عزت تو ایمان سے ملتی ہے جو بے ایمان ہیں وہ ذلیل ہیں) لیکن منافقین کو (اتنی بات بھی) نہیں معلوم۔

عبداللہ بن عبداللہ منافق کی یہ باتیں سنکر اس کے بیٹے عبداللہ نے جو مسلم تھے اس سے کہا:۔

وَاللهِ لَا تَنْقَلِبُ حَتّٰى تُقِرَّ اَنَّكَ الذَّلِيلُ وَرَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَزِيزُ فَفَعَلَ (رواه الترمذی وصححه فی ابواب تفسیر القرآن فی باب سورۃ المنافقین ۲/۱۵۵) اللہ کی قسم تو یہاں سے واپس نہیں جا سکتا جب تک تو اقرار نہ کرے کہ تو ذلیل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہیں، اس نے اقرار کیا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُلۡهِكُمۡ
اَمۡوَالُكُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُكُمۡ عَنۡ
ذِكۡرِ اللّٰهِ وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ
فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ۝۹ وَ
اَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ
قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ
فَيَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنِىۡۤ اِلٰٓى
اَجَلٍ قَرِيۡبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنۡ
مِّنَ الصّٰلِحِيۡنَ ۝۱۰ وَلَنۡ يُّؤَخِّرَ

اللّٰہُ نَفۡسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُہَا ؕ وَ اللّٰہُ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۱﴾

ترجمہ اے ایمان والو، (کہیں ایسا نہ ہو کہ) تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل کر دے اور جو شخص ایسا کرے گا تو (وہ نقصان اٹھائے گا) ایسے لوگ نقصان ہی اٹھایا کرتے ہیں ﴿۹﴾ اور (اے ایمان والو) جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے (اللہ کے راستے میں) خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آئے تو وہ کہنے لگے: اے میرے رب، تو نے مجھے کچھ عرصہ اور مہلت کیوں نہ دی کہ میں خیرات کرتا اور نیک لوگوں میں شامل ہو جاتا ﴿۱۰﴾ (کیا انہیں نہیں معلوم کہ) جب کسی شخص کی موت (کا وقت) آجاتا ہے تو پھر اللہ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیتا اور (اے لوگو) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے بخوبی واقف ہے ﴿۱۱﴾

معانی ومصادر (تُلۡہِ) اَلۡہٰی، یُلۡہِیۡ، اِلۡہَاءٌ (باب افعال) مشغول کرنا۔
(اَصَّدَّقَ) اِصَّدَّقَ، یَصَّدَّقُ، اِصَّدَّاقٌ (باب اِفَّعُّل)
صدقہ دینا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُلۡہِکُمۡ اَمۡوَالُکُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُکُمۡ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ ۚ وَمَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ) اے ایمان والو (کہیں ایسا نہ ہو کہ) تمہارے مال اور تمہاری اولاد تم کو اللہ کے ذکر سے غافل کر دے اور جو شخص ایسا کریگا تو (وہ نقصان اٹھائے گا) ایسے لوگ نقصان ہی اٹھاتے ہیں۔

مال اور اولاد فتنہ ہیں ان کی محبت میں آدمی اللہ تعالیٰ کو اور اس کی نصیحت کو بھول جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَاۤ اَمۡوَالُکُمۡ وَاَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَۃٌ ؕ وَ اللّٰہُ عِنۡدَہٗۤ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ﴿﴾
(التغابن۔ ۱۵)

بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش کی چیزیں ہیں (ان کی محبت میں اللہ تعالیٰ کے احکام سے غافل نہ ہو جانا) اللہ کے پاس اجر عظیم ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○
اَلۡھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ○ حَتّٰی زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ○
کَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ○ ثُمَّ کَلَّا سَوۡفَ
تَعۡلَمُوۡنَ ○ کَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡیَقِیۡنِ ○
لَتَرَوُنَّ الۡجَحِیۡمَ ○ ثُمَّ لَتَرَوُنَّھَا عَیۡنَ
الۡیَقِیۡنِ ○ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ یَوۡمَئِذٍ عَنِ
النَّعِیۡمِ ○

(الھٰکم التکاثر)

بے حد مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ۔ مال میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی حرص نے تمہیں (اللہ کے احکام سے) غافل کر دیا (اور تم اسی غفلت میں رہے) یہاں تک کہ قبروں میں جا پہنچے۔ (تمہاری یہ غفلت ہرگز (تمہارے لئے فائدہ مند) نہیں (ہوگی)، عنقریب تمہیں (اس غفلت کا انجام) معلوم ہو جائیگا۔ پھر (سن لو، تمہاری یہ غفلت ہرگز (تمہارے لئے فائدہ مند) نہیں (ہوگی) تمہیں عنقریب (اس غفلت کا انجام) معلوم ہو جائیگا (تمہاری خوش فہمیاں) ہرگز (تمہارے کام) نہیں (آئیں گی اگر تمہیں اس کا یقینی علم ہوتا تو تم کبھی غفلت نہ کرتے۔ تم اپنی غفلت کی سزا میں) ضرور دوزخ کو دیکھو گے۔ پھر سن لو کہ) تم ضرور اسے دیکھو گے (تمہارا وہ دیکھنا یقینی دیکھنا (ہوگا) پھر اس دن تم سے نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا (کہ تم نے کہاں تک ان کا شکر ادا کیا)۔

آیت زیر تفسیر میں جس نقصان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے "لَتَرَوُنَّ الۡجَحِیۡمَ" میں اسکی صراحت ہے گویا نقصان سے مراد دوزخ ہے جس میں وہ شخص داخل ہوگا جس کو مال اور اولاد اللہ تعالےٰ کے ذکر اور اس کی نصیحت سے غافل کر دے۔

آگے فرمایا (وَاَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ فَیَقُوۡلَ رَبِّ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنِیۡۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ) اور (اے ایمان والو) اس (مال) میں سے جو ہم نے تم کو دیا ہے (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آئے تو اس وقت وہ کہے اے میرے رب، تو نے مجھے کچھ عرصہ کے لئے اور مہلت کیوں نہ دی تاکہ میں صدقہ و خیرات کر کے نیکوں میں سے ہو جاتا (وَلَنۡ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفۡسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُھَا ؕ وَاللّٰہُ خَبِیۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ) لیکن جب کسی شخص کی موت کا وقت آجاتا ہے تو اللہ اس شخص کو ہرگز مہلت نہیں دیتا (موت کا وقت آجانے کے بعد کبھی مہلت نہیں ملتی) اور (اے لوگو) اللہ باخبر ہے

ان اعمال سے جو تم کر رہے ہو۔ ہر مسلم کو چاہئے کہ موت کا انتظار نہ کرے بلکہ جتنی جلدی ممکن ہو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ جزء۲ ص۱۳۶ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی الصدقۃ جزء اول ص۴۰۶)

دوزخ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر سہی۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

جَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا قَالَ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَاْمُلُ الْغِنٰى وَلَا تُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ۔ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب ای الصدقۃ افضل جزء۲ ص۱۳۷ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب بیان ان افضل الصدقۃ صدقۃ الصحیح الشحیح ۱/۴۱۲)

ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول، اجر کے لحاظ سے کونسا صدقہ سب سے بڑا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس حالت میں صدقہ دو کہ تم تندرست ہو، مال کی تمہیں خواہش ہو، محتاجی کا اندیشہ ہو اور تونگری کی طمع ہو، صدقہ دینے میں دیر نہ کرو یہاں تک کہ جب روح حلق تک پہنچ جائے تو تم کہو اتنا مال فلاں کے لئے ہے، اتنا مال فلاں کو دے دینا، اس وقت تو وہ مال فلاں کا ہو چکا۔

حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں:۔

قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُوْكِيْ فَيُوْكٰى عَلَيْكِ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب من احب تعجیل الصدقۃ جزء۲ ص۱۴۰ وروی مسلم نحوہ فی کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی الانفاق ۱/۴۱۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا (روپیہ) کو نہ روکو ورنہ تمہارا رزق بھی روکا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا مِنْ يَوْمٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ

کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ بندے صبح کریں مگر یہ کہ دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں سے

مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب قول اللہ فاما من اعطی و اتقی جزء ۲ ص ۱۴۲ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فی المنفق والممسک جزء اول ص ۳۲۶)

ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے کو اور مال دے، دوسرا کہتا ہے روکنے والے کے مال کو برباد کر دے۔

الغرض مال کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاں تک ہو سکے خرچ کرے اور جلدی خرچ کرے۔ موت کا جب وقت آجائیگا تو وہ ٹل نہیں سکتا۔ اس وقت پچھتانے سے کچھ نہیں ہوگا۔

عمل

اے ایمان والو، مال اور اولاد کی محبت میں اللہ تعالیٰ کی یاد اور اسکی نصیحت سے غافل نہ ہو جائیے موت کے آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے رہئے۔

سورۂ منافقون کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز میں سورۂ جمعہ کے ساتھ سورۂ منافقون کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

حضرت ابن ابی رافعؓ کہتے ہیں:۔

اِسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ وَخَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ فَصَلّٰى لَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ الْجُمُعَةَ فَقَرَأَ بَعْدَ سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ فِى الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالَ فَاَدْرَكْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ حِيْنَ انْصَرَفَ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُوْرَتَيْنِ كَانَ عَلِيُّ بْنُ اَبِىْ طَالِبٍ يَقْرَءُ بِهِمَا بِالْكُوْفَةِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَءُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ (صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب مایقرء فی صلوٰۃ الجمعۃ جزء اول ص ۳۴۲)

مروان نے ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کو مدینہ میں خلیفہ مقرر کیا اور خود مکہ چلا گیا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور سورہ جمعہ کے بعد دوسری رکعت میں سورۂ منافقون پڑھی۔ پھر (جب) میں ان سے ملا تو میں نے ان سے کہا آپ نے وہ سورتیں پڑھیں جو حضرت علیؓ کوفہ میں پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کی نماز میں یہی سورتیں پڑھتے سنا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سورۃ تغابن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
نہایت مہربان اور بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِى الْاَرْضِ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱﴾
هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ
وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
بَصِيْرٌ ﴿۲﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۳﴾ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴﴾

ترجمہ جو چیزیں آسمان میں ہیں اور جو چیزیں زمین میں ہیں سب اللہ کی تسبیح پڑھتی ہیں، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لئے ہر قسم کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ① (اے لوگو) وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا لہذا (ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ تم سب اس پر ایمان لے آتے لیکن ایسا ہوا نہیں) تم میں سے بعض کافر ہیں اور بعض مؤمن ہیں اور اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو ② اسی نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا، اسی نے تمہاری صورت بنائی اور بہت اچھی صورت بنائی اور اسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے ③ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، وہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو (یہی نہیں بلکہ) اللہ تو دل کی باتوں کو بھی جانتا ہے ④

معانی ومصادر (صَوَّرَ) صَوَّرَ، يُصَوِّرُ، تَصْوِيْرٌ (باب تفعیل) تصویر بنانا۔
(اَحْسَنَ) اَحْسَنَ، يُحْسِنُ، اِحْسَانٌ (باب افعال) خوبصورت بنانا۔
(مَصِيْرٌ) صَارَ، يَصِيْرُ، صَيْرٌ ومَصِيْرٌ (ض) لوٹنا۔

(تُسِرُّوْنَ) اَسَرَّ، یُسِرُّ، اِسْرَارٌ (باب افعال) چھپانا۔
(تُعْلِنُوْنَ) اَعْلَنَ، یُعْلِنُ، اِعْلَانٌ (باب افعال) ظاہر کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ) آسمانوں میں اور زمین میں جو چیزیں ہیں سب اللہ کی تسبیح پڑھتی ہیں۔ بادشاہت اسی کی ہے اور ہر قسم کی تعریف بھی اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

تُسَبِّحُ لَہُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْھِنَّ، وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ، اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ○
(بنی اسرائیل۔ ۴۴)

ساتوں آسمان، زمین اور جو مخلوق ان میں ہے سب اسی کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں (کائنات میں) کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ پڑھتی ہو لیکن تم لوگ ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے، بے شک اللہ بردبار اور معاف کرنے والا ہے (کہ مشرکوں کو شرک کی سزا فوراً نہیں دیتا۔

آگے فرمایا (ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّمِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ، وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ) وہ (اللہ) ہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر بھی تم میں سے بعض کافر ہیں اور بعض مومن (ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ پیدا کرنے والے کا سب گن گاتے، اس پر ایمان لاتے، اسی کے آگے جھکتے لیکن ایسا ہوا نہیں۔ بہرحال اے انسانو) جو کچھ تم کررہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے (تمہارے اعمال ضائع نہیں ہوں گے ایمان اور اچھے اعمال کا تمہیں اچھا بدلہ ملے گا، اور بداعمالی کی سزا ملے گی)

آگے فرمایا (خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ) اسی (اللہ) نے آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا (ان کا پیدا کرنا حکمت و مصلحت کے عین مطابق ہے، فضول اور بے مقصد نہیں ہے) اور (اے انسانو) اسی نے تمہاری صورتیں بنائیں مزید برآں تمہاری صورتوں کو اچھا بھی بنایا اور (پھر تمہیں) اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰھَا بِاَیْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ○
وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰھَا فَنِعْمَ الْمٰھِدُوْنَ ○
(الذاریات۔ ۴۷ و ۴۸)

اور (اے رسول) آسمان کو ہم نے (اپنے) ہاتھ سے بنایا اور ہم بڑی وسعت دینے والے ہیں اور (اے رسول) ہم ہی نے زمین کو بچھایا اور ہم کتنا اچھا بچھانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ، رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا ، سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَہٗ ، وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝

(آل عمران - ۱۹۰ تا ۱۹۲)

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں عقلمندوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں ۔ (یہ عقل مند لوگ وہ ہیں) جو کھڑے ، بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں (کہ یہ کیوں بنائے گئے ہیں ، پھر غور و فکر کرتے کرتے خود ہی کہنے لگتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو نے ان کو بے مقصد نہیں بنایا ، (تیری ذات بے مقصد کام کرنے سے بلکہ) ہر برائی سے پاک ہے (ان کا ضرور کوئی مقصد ہے اور وہ یہ کہ ان کے ذریعہ ہماری آزمائش کرے ، اے ہمارے رب ، اگر ہم آزمائش میں پورے نہ اتریں) ، تو (ہمیں معاف فرمانا اور) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچانا ۔ اے ہمارے رب تو نے جس کو دوزخ میں داخل کر دیا تو تُو نے اسے رسوا کر دیا اور (جسے تو رسوا کر دے اس کی مدد کون کر سکتا ہے ہمارا ایمان ہے کہ) ظالموں کا (وہاں) کوئی مددگار نہیں ہوگا ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝

(والتین والزیتون - ۴)

بے شک ہم نے انسان کو (رفعت بخشی کہ اس کو) اچھی صورت میں پیدا کیا ۔

اللہ تعالیٰ نے نہ آسمانوں کو اور نہ زمین کو بے مقصد بنایا اور نہ انسانوں کو بے مقصد پیدا کیا ۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ
(الذّٰریٰت - ۵۶)

اور (اے لوگو) ہم نے جنوں اور انسانوں کو (کسی اور مقصد کے لئے) پیدا نہیں کیا سوائے اس کے کہ وہ میری عبادت کرتے رہیں۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی عبادت اور اطاعت کے لئے پیدا کیا۔ اگر مقصد تخلیق کی ادائیگی میں انسانوں سے کوتاہی ہوئی تو انہیں سمجھ لینا چاہئے کہ وہ اللہ سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ مرنے کے بعد اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر وہ احکام الٰہی کی بجا آوری میں جو کوتاہی ہو گی اس پر سزا دے گا۔
اللہ کو انسانوں کے تمام اعمال کی خبر ہے (يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ) (اے انسانوں) وہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اس کو بھی جانتا ہے اور جو کام تم چھپا کر کرتے ہو اسے بھی جانتا ہے اور جو کام تم ظاہر طور پر کرتے ہو اسے بھی جانتا ہے (اس سے کوئی عمل پوشیدہ نہیں رہ سکتا حتیٰ کہ) وہ تو سینوں (یعنی دلوں) کی باتوں کو بھی جانتا ہے۔

عمل

اے لوگو آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ قیامت کے دن وہ آپ سے آپ کے اعمال کے متعلق بازپرس کرے گا۔ اس سے ڈرتے رہیئے اور نیک عمل کرتے رہیئے۔ کائنات کی ہر چیز اس کی عبادت و اطاعت میں لگی ہوئی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ اس کی عبادت اور اطاعت سے روگردانی کریں۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ
قَبْلُ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَ
لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۵ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ
كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ
فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا
وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ
غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۶ زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا
اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ
لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ

وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝٧ فَاٰمِنُوْا
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ
اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝٨
يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ
يَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ
وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ
وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝٩ وَالَّذِيْنَ

كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑩

ترجمہ (اے لوگو) کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جنہوں نے (تم سے) پہلے (اللہ کے رسولوں کا) انکار کیا تھا، انہوں نے اپنے کئے کی سزا کا مزا چکھا اور (قیامت کے دن) ان کے لئے دردناک عذاب ہے ⑤ یہ (سزا ان کو) اس لئے (دی گئی) کہ (جب) ان کے پاس ان کے رسول کھلے دلائل لے کر آئے تو انہوں نے کہا کیا کوئی آدمی ہمیں ہدایت دیگا؟ (یہ کہکر) انہوں نے (ان کا) انکار کیا اور (ہدایت سے) منہ پھیر لیا تو پھر اللہ نے بھی (ان سے) لاپرواہی کی اور اللہ بڑا بے نیاز اور تعریف والا ہے ⑥ (اور اے رسول) کافروں کا دعویٰ ہے کہ (مرنے کے بعد) وہ ہرگز (دوبارہ) نہیں اٹھائے جائیں گے، آپ کہہ دیجئے: کیوں نہیں، میرے رب کی قسم تم کو ضرور اٹھایا جائے گا، پھر تمہیں خبر دی جائے گی کہ تم (دنیا میں) کیا کیا کرتے رہے تھے اور یہ (کام) اللہ کے لئے (بڑا) آسان ہے ⑦ تو (اے کافرو، اب بھی وقت ہے) اللہ پر، اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے ایمان لے آؤ اور (اگر ایمان نہیں لاؤ گے تو) اللہ (تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے وہ) جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے (اچھی طرح) باخبر ہے ⑧ جس دن وہ تم کو اس دن کے لئے جمع کرے گا جو دن جمع ہونے کے لئے (مقرر) ہے۔ وہ ایسا دن ہوگا کہ جس دن ایک شخص دوسرے شخص کو نقصان میں مبتلا کرے گا (یعنی ایک دوسرے کی نیکیوں یا برائیوں میں کمی کریگا) پھر جو اللہ پر ایمان لایا اور نیک عمل کرتا رہا اللہ اس کی برائیاں دور کر دے گا اور ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، (اور) یہ (بہت) بڑی کامیابی ہے ⑨ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ لوگ دوزخ والے ہیں، وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ (بہت) بری جگہ ہے ⑩

معانی و مصادر (وَبَالٌ) وَبُلَ، یَوْبُلُ، وَبَالٌ و وَبْلٌ و وُبُوْلٌ و وَبَالَۃٌ (لِکَ) سخت ہونا (وَبَالٌ = شدت، برا انجام)۔

(تَوَلَّوْا) تَوَلّٰی، یَتَوَلّٰی، تَوَلِّیٌ (باب تفعّل) منہ موڑنا۔

(اِسْتَغْنٰی) اِسْتَغْنٰی، یَسْتَغْنِیْ، اِسْتِغْنَاءٌ (باب استفعال) لاپرواہ ہونا، مالدار ہونا۔

(لَتُنَبَّؤُنَّ) نَبَّاَ، یُنَبِّئُ، تَنْبِئَۃٌ، تَنْبِیْئٌ (باب تفعیل) خبر دینا۔

(یَسِیْرٌ) یَسَرَ، یَیْسِرُ، یَسْرٌ و یَسْرٌ (ض) نرم ہونا۔ آسان ہونا (یَسِیْرٌ = آسان)۔

(تَغَابُنٌ) تَغَابَنَ، یَتَغَابَنُ، تَغَابُنٌ (باب تفاعل) مال کم کر دینا، آپس میں غبن کرنا، ایک دوسرے کو غبن میں ڈال دینا یعنی غبن کر کے مال کو کم کر دینا۔

تفسیر کفار ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں تنبیہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ) (اے کافرو) کیا تم کو ان کی لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جنہوں نے (تم سے) پہلے (رسولوں کا) انکار کیا تھا پھر (اس کا کیا نتیجہ نکلا) انہوں نے اپنے عمل کی سزا کا مزا چکھا (وہ دنیا میں عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے) اور (آخرت میں) ان کے لئے دردناک عذاب ہے (اگر تم ایمان نہیں لائے تو تمہارا بھی وہی حشر ہوگا جو ان کا ہوا) (ذٰلِکَ بِاَنَّہٗ کَانَتْ تَّاْتِیْھِمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ یَّھْدُوْنَنَا فَکَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَی اللّٰہُ وَاللّٰہُ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ) (ان کا) یہ (حشر اس لئے ہوگا کہ) جب ان کے پاس ان کے رسول کھلے دلائل (و معجزات) لے کر آئے تو انہوں نے یہ کہہ کر کیا (ہم جیسا) آدمی ہم کو ہدایت دیگا (ایمان لانے سے) انکار کر دیا اور (ہدایت سے) منہ موڑ لیا۔ اللہ نے بھی ان کی کچھ پرواہ نہ کی (ان کو عذاب بھیج کر نیست و نابود کر دیا) اللہ تعالیٰ تو غنی ہے (اسے کسی کے ایمان لانے کی کیا حاجت ہے۔ وہ ہر حال میں سزاوار حمد و ثنا ہے) اور تعریفوں والا ہے

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ کے کافروں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ○

(ابراھیم - ۱۰)

(قوم کے لوگوں نے) کہا تم ہم ہی جیسے ایک آدمی ہو، تم تو بس یہ چاہتے ہو کہ جن چیزوں کو ہمارے آباء و اجداد پوجتے رہے ان سے ہمیں روک دو، (اگر واقعی تم سچے ہو) تو کوئی کھلی دلیل پیش کرو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَھُمُ الْھُدٰٓی اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰہُ بَشَرًا

اور (اے رسول) جب ان لوگوں کے پاس ہدایت آ گئی تو (اب) ان کو ایمان لانے سے

رَسُولًا ۝ (بنی اسرآئیل - ۹۴)
اور کوئی امر مانع نہیں سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں کیا اللہ نے انسان کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔

آگے فرمایا زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ) کافر کہتے ہیں کہ وہ ہرگز (زندہ کرکے) نہیں اٹھائے جائیں گے۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے، کیوں نہیں، میرے رب کی قسم تمہیں ضرور اٹھایا جائے گا پھر تمہیں ان اعمال کے متعلق جو تم نے (دنیا میں) کئے تھے خبر دی جائے گی اور یہ (کام) اللہ کے لئے آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۭ ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ۝ (قٓ - ۴۴)
جس دن زمین ان (کی لاشوں) سے پھٹ جائے گی (تو) وہ (قبروں سے نکل کر) تیزی کے ساتھ (میدانِ محشر میں جمع ہو جائیں گے)، یہ جمع کر لینا ہمارے لئے (کچھ مشکل نہیں بہت) آسان ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَــلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۭ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (الروم - ۲۷)
وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کریگا اور یہ اس کے لئے بہت آسان ہے۔ آسمانوں میں اور زمین میں اس کی شان بہت بلند ہے اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

آگے فرمایا (فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ) تو (اے کافرو) اللہ پر، اس کے رسول پر اور اس نور (ہدایت) پر جو ہم نے نازل فرمایا ہے ایمان لے آؤ (تاکہ قیامت کے دن جب تم دوبارہ زندہ کئے جاؤ تو عذاب سے بچ جاؤ۔ اگر تم ایمان نہیں لائے تو تمہارے کفر اور تمہاری بداعمالی کی تمہیں ضرور سزا ملے گی) اور (اس بات کو اچھی طرح جان لو کہ) جو عمل تم کر رہے ہو اللہ ان سے (پوری طرح) باخبر ہے (وہ تمہیں تمہارے عملوں کی ضرور سزا دے گا)۔ (يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ) جس دن اللہ تم کو اس دن کے لئے جمع کرے گا جو جمع ہونے کے لئے (مقرر) ہے۔ یہ وہ دن ہوگا جس دن ایک دوسرے کو غبن میں مبتلا کرے گا (یعنی ایک دوسرے کی نیکیوں یا برائیوں میں کمی کرے گا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلِمَةٌ لِأَخِيهِ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهَا فَإِنَّهُ لَيْسَ ثَمَّ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُؤْخَذَ لِأَخِيهِ مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَخِيهِ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ (صحیح بخاری کتاب الرقاق باب القصاص یوم القیامۃ جزء ۸ صـ ۱۳۸)

جس شخص پر اس (کے کسی) بھائی کا کچھ حق ہو تو اسے چاہیئے کہ (دنیا میں) اس سے سبکدوش ہو جائے (اس کا حق اسے دیدے) اس لئے کہ وہاں (میدان محشر میں) نہ (اس کے پاس) دینار ہوں گے اور نہ درہم (یہ سبکدوشی) قبل اس کے کہ اس کی نیکیاں لے کر اس کے بھائی کو (جس کا حق نکلتا تھا) دیدی جائیں ہو جانی چاہیئے۔ اگر اس کی نیکیاں نہیں ہوں گی (یا باقی نہیں رہیں گی)، تو حق والے کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:-

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِصَلٰوةٍ وَصِيَامٍ وَزَكٰوةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَأَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضٰى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم الظلم جزء ۲ صـ ۳۲۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو مفلس کون ہے۔ لوگوں نے عرض کیا مفلس ہم میں وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو اور نہ مال و اسباب۔ آپ نے فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے جو نماز، روزے اور زکوۃ (سب کچھ) لے کر آئے گا لیکن اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہو گی، کسی کو بدکاری کی تہمت لگائی ہو گی، کسی کا مال کھایا ہو گا، کسی کا خون بہایا ہو گا، کسی کو مارا ہو گا تو ایسی صورت میں اس کی کچھ نیکیاں اس کو دیدی جائیں گی کچھ نیکیاں اس کو دے دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں لوگوں کے حقوق ادا ہونے سے پہلے ختم ہو جائیں گی تو ان لوگوں کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی پھر وہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

آگے فرمایا (وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهِ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا، ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ) اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے اللہ اس کے گناہوں کو مٹا دیگا اور اسے ایسے باغات میں

داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ (ایسے لوگ) ہمیشہ ان باغات میں رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۝

(لم یکن الذین کفروا ۔ ۷ و ۸)

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے یہ لوگ بہترین مخلوق ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہمیشہ (قائم) رہنے والی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے راضی ہوں گے۔ یہ (بدلہ) اسکے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ ۝

(والسماء ذات البروج ۔ ۱۱)

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں (اور) یہ (بہت) بڑی کامیابی ہے

آگے فرمایا (وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ) اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا یہ لوگ دوزخی ہوں گے۔ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ (بہت) بُری جگہ ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ پر، اس کے رسولوں پر اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے اور جو شریعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اس پر ایمان لائیے اور نیک عمل کیجئے۔

مَاۤ اَصَابَ مِنۡ مُّصِيۡبَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنۡ يُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ يَهۡدِ قَلۡبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۱۱﴾

ترجمہ (اے لوگو) جو مصیبت بھی (کسی کو) پہنچتی ہے وہ اللہ کے حکم سے (پہنچتی ہے) اور جو شخص اللہ پر ایمان لے آئے تو اللہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے ﴿۱۱﴾

معانی و مصادر (اَصَابَ) (مُصِيۡبَةٌ) اَصَابَ، يُصِيۡبُ، اِصَابَةٌ (باب افعال) پانا، پہنچنا، ٹھیک سمجھنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (مَاۤ اَصَابَ مِنۡ مُّصِيۡبَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ) جو مصیبت بھی (کسی کو) پہنچتی ہے تو وہ اللہ کے حکم سے (پہنچتی ہے)۔

مصیبت کا بھیجنے والا اللہ تعالیٰ ہے اگرچہ اس کا سبب انسان ہی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ حَسَنَةٌ يَّقُوۡلُوۡا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ۚ وَاِنۡ تُصِبۡهُمۡ سَيِّئَةٌ يَّقُوۡلُوۡا هٰذِهٖ مِنۡ عِنۡدِكَ ؕ قُلۡ كُلٌّ مِّنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰٓؤُلَاۤءِ الۡقَوۡمِ لَا يَكَادُوۡنَ يَفۡقَهُوۡنَ حَدِيۡثًا ۝ مَاۤ اَصَابَكَ مِنۡ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۖ وَمَاۤ اَصَابَكَ مِنۡ

اور (اے رسول، ان منافقین کا تو یہ حال ہے کہ) اگر ان کو کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر ان کو کوئی برائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ آپ کی طرف سے ہے (آپ کی غلط تدبیر سے ہمیں نقصان اٹھانا پڑا)، اے رسول) آپ کہہ دیجئے (بھلائی، برائی)

سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ، وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ، وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ○
(النسآء - ۷۸ و ۷۹)

سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے ، افسوس ، انہیں کیا ہو گیا ہے کہ (اتنی سی) بات بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتی ۔ (اے انسان) جو بھلائی تجھ کو پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور جو برائی تجھ کو پہنچتی ہے وہ تیری ہی طرف سے ہوتی ہے (یعنی تیری ہی بداعمالی کی وجہ سے اللہ اس برائی میں تجھ کو مبتلا کرتا ہے) اور (اے رسول بھلائی یا برائی آپ کی طرف سے نہیں ہوتی ، اللہ کی طرف سے ہوتی ہے) آپ کو تو ہم نے لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اور (اس بات پر) اللہ ہی گواہ کافی ہے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ○
(الشوریٰ - ۳۰)

اور (اے لوگو) جو مصیبت تم کو پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے اور بہت سے گناہ تو وہ (ویسے ہی) معاف کر دیتا ہے ۔

ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ مصیبت انسان کی بدکرداری کی وجہ سے آتی ہے اور کیونکہ بدکرداری کا نتیجہ اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے لہٰذا اس مصیبت کے لئے یہی کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے بھیجی ۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر یا اس کی اجازت کے بغیر کوئی مصیبت نہیں آسکتی ۔

آگے فرمایا (وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ، وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ) اور جو شخص اللہ پر ایمان لے آئے اللہ اس کے دل کی رہنمائی فرمائے گا اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے (ایمان لانے کے بعد دل کے تمام ارادے اور خیالات اللہ تعالیٰ کی رضاء کے تابع ہو جاتے ہیں گویا اللہ تعالیٰ مومن کے دل کو صحیح راستہ پر لگا دیتا ہے) ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ، اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ○ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ

(یہ تو) اللہ (کا احسان ہے کہ اس) نے ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا ہے اور تمہارے دلوں میں اس کو زینت دے دی ہے اور کفر ، فسق اور نافرمانی سے تم کو متنفر کر دیا ہے ، ایسے ہی لوگ

نِعۡمَةً ، وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ○
(الحجرات ۔ ۷و۸)

ہدایت یاب ہوتے ہیں (اور ہدایت) اللہ کے فضل و احسان سے (ہی ملتی ہے) اور اللہ علم والا حکمت والا ہے۔

جب ایمان دل میں داخل ہوجائے اور اس کی محبت پیدا ہوجائے تو وہ دل گمراہ نہیں ہوتا۔ اس کو کفر اور گناہ سے نفرت ہوجاتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کی بدولت اسے راہ راست پر قائم رکھتا ہے اور اسے منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ جب کوئی مصیبت اسے پہنچتی ہے تو وہ سمجھ لیتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ میں نے یقیناً کوئی ایسا کام کیا ہے جس کی سزا مجھے ملی ہے۔ یہ خیال اس کو آئندہ کے لئے صحیح راستہ پہ گامزن کردیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا اِذَا مَسَّهُمۡ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيۡطٰنِ تَذَكَّرُوۡا فَاِذَا هُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ ○
(الاعراف ۔ ۲۰۱)

جو لوگ متقی ہیں ان کے دل میں جب شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو وہ فوراً ہوشیار ہوجاتے ہیں اور (وسوسہ کو چھوڑ کر راہ راست کو) دیکھنے لگتے ہیں۔

عمل

اے لوگو، ایمان لائیے تاکہ آپ کے دل کے خیالات صحیح سمت پر قائم رہیں۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۲﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾

ترجمہ اور (اے لوگو) اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو، پھر اگر تم (اطاعت رسول سے) منہ موڑ دو تو ہمارے رسول کے ذمہ تو بس صاف صاف پہنچا دینا ہے (۱۲) اللہ ہی الٰہ ہے، اس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور مومنین کو اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیئے (۱۳)

معانی ومصادر (بَلَاغٌ) بَلَغَ، یَبْلُغُ، بُلُوْغٌ (ن) پہنچنا۔ (بَلَاغٌ = پیغام، پیغام پہنچا دینا)

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ) اور (اے ایمان والو) اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ اگر تم (اطاعت رسول سے) منہ موڑو تو (سمجھ لو کہ) رسول کے ذمہ تو بس صاف صاف پہنچا دینا ہے (تبلیغ کے بعد اس کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ؕ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۙ
(ھل اتٰک حدیث الغاشیۃ ۔ ۲۱و۲۲)

(اے رسول) آپ نصیحت کرتے رہیئے، آپ تو بس نصیحت کرنے والے ہیں، ان پر داروغہ نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ

اور (اے رسول) جو وعدہ ہم ان کافروں سے

أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَ عَلَيْنَا الْحِسَابُ ○
(الرعد۔ ۴۰)

کر رہے ہیں (ہو سکتا ہے کہ) ان میں سے بعض وعدے ہم آپ (کی زندگی ہی میں پورے کر کے آپ) کو دکھا دیں یا ہم آپ کو وفات دے دیں (اور ان وعدوں کو آپ کی وفات کے بعد پورا کریں۔ بہر حال کچھ بھی ہو ان وعدوں کے پورا کرنے سے آپ کا کوئی تعلق نہیں) آپ کی ذمہ داری تو بس یہ ہے کہ آپ (احکام الٰہی) کو پہنچا دیں، پھر حساب لینا ہماری ذمہ داری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا، إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلٰغُ،
(الشوریٰ۔ ۴۸)

تو (اے رسول) اگر یہ روگردانی کریں تو ہم نے آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا، آپ کے ذمہ تو بس تبلیغ ہے (اور کچھ نہیں)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلٰغُ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ○
(المائدۃ۔ ۹۹)

رسول کے ذمہ تو بس (اللہ کے احکام) پہنچا دینا ہے (تمہارے ظاہری یا پوشیدہ اعمال کی ذمہ داری اس پر نہیں، نہ اسے تمہارے تمام اعمال کا علم ہوتا ہے) البتہ اللہ کو تمہارے تمام اعمال کا خواہ وہ تم ظاہر کر دو یا پوشیدہ علم ہوتا ہے۔

آگے فرمایا (اَللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ) اللہ، کوئی الٰہ نہیں سوائے اس کے اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ جو الٰہ نہیں اس پر بھروسہ رکھنا بے سود اور گمراہی ہے۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کیجئے۔ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں لہذا اللہ ہی پر بھروسہ رکھیئے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ
اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ
فَاحْذَرُوْهُمْ وَاِنْ تَعْفُوْا وَ
تَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ
وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ
عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾

ترجمہ اے ایمان والو، تمہاری بعض بیویاں اور تمہاری بعض اولاد تمہاری دشمن ہوتی ہے، لہذا ان
سے بچتے رہا کرو (کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کر دیں) اور اگر تم (ان کے قصور) معاف
کرو، درگذر کرو اور بخش دو تو اللہ بھی بخشنے والا، (بہت) رحم کرنے والا ہے ﴿۱۴﴾ (اے ایمان والو)
تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش کی چیزیں ہیں اور (اگر تم آزمائش میں پورے اترے تو) اللہ کے
ہاں (تمہارے لئے) اجر عظیم ہے ﴿۱۵﴾

معانی و مصادر

(اِحْذَرُوْا) حَذِرَ، یَحْذَرُ، حَذَرٌ و حِذْرٌ و مَحْذُوْرَۃٌ (س) ڈرنا۔

شانِ نزول

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ سَأَلَہٗ رَجُلٌ عَنْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ قَالَ ھٰۤؤُلَآءِ رِجَالٌ اَسْلَمُوْا مِنْ اَھْلِ مَکَّۃَ وَاَرَادُوْا اَنْ یَّاْتُوا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَبٰی اَزْوَاجُھُمْ وَاَوْلَادُھُمْ اَنْ یَّدَعُوْھُمْ اَنْ یَّاْتُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَوُا النَّاسَ قَدْ فَقِھُوْا فِی الدِّیْنِ ھَمُّوْا اَنْ یُّعَاقِبُوْھُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ۔ الاٰیۃ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب تفسیر القرآن جزء ۲ ص۱۵۵)

حضرت ابن عباسؓ سے ایک شخص نے اس آیت کے معنی پوچھے اے ایمان والو، تمہاری بیویوں میں سے اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہوتے ہیں لہٰذا ان سے بچتے رہا کرو۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا مکّہ کے کچھ لوگوں نے اسلام قبول کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کا ارادہ کیا۔ ان کی بیویوں اور ان کی اولاد نے انہیں روکا۔ پھر جب (کافی عرصہ کے بعد) وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو لوگوں کو دیکھا کہ دین میں بہت سمجھ دار ہو گئے۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ اپنی بیویوں اور اپنی اولاد کو سزا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کا قصور معاف کر دو۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ) اے ایمان والو، تمہاری بعض بیویاں اور تمہاری بعض اولاد تمہاری دشمن ہوتی ہے لہٰذا ان سے بچتے رہا کرو (کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں) (وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ) (اے ایمان والو) اگر تم (ان کے قصوروں کو) معاف کر دیا کرو، درگذر کر دیا کرو اور بخش دیا کرو تو بے شک اللہ بہت معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (یعنی اے ایمان والو، اگر نادانی سے تمہاری بعض بیویاں یا تمہاری بعض اولاد تمہیں غلط راستہ پر لگانا چاہیں تو ان کا کہنا نہ مانا کرو۔ بیویوں کا یا اولاد کا تمہیں غلط راستہ پر لگانا تمہاری خیر خواہی نہیں ہے بلکہ بدخواہی ہے۔ تمہیں غلط راستہ پر لگا کر تمہاری آخرت خراب کرنا ہے اور یہ ایک قسم کی دشمنی ہے تم ان سے ہوشیار رہا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی محبت تمہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر آمادہ کر دے) کیونکہ زوج کے معنی شوہر کے بھی ہوتے ہیں لہٰذا اس آیت میں اللہ تعالیٰ ایمان والی عورتوں

سے بھی فرمارہا ہے کہ تمہارے بعض شوہر تمہارے دشمن ہوتے ہیں ان سے ہوشیار رہنا، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی محبت یا جذبہ اطاعت میں تم اللہ تعالیٰ کے احکام سے غافل ہو جاؤ اور گمراہی میں مبتلا ہو جاؤ۔

الغرض اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نہ شوہر کی اطاعت کی جائے اور نہ بیوی کی بات مانی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے لہذا تمام اطاعتیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے تابع رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا، (الحج - ۳۴)

تو (اے لوگو، سنو) تمہارا الٰہ ایک الٰہ ہے لہذا اسی کی اطاعت کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِی الْمَعْرُوْفِ۔ (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب السمع و الطاعۃ للامام مالم تکن معصیۃ جزء ۹ صـ۷۹ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء جزء ۲ صـ۱۳۱)

بے شک اطاعت صرف معروف (کام) میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَآ اَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ۔ (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب السمع والطاعۃ للامام مالم تکن معصیۃ۔ جزء ۹ صـ۷۸ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء جزء ۲ صـ۱۳۱)

مسلم شخص پر (اپنے امام) کی اطاعت واجب ہے خوشی اور ناخوشی ہر حال میں جب تک گناہ کا حکم اس کو نہ دیا جائے۔ پھر جب (امام) کی طرف سے اس کو گناہ کا حکم دیا جائے تو نہ اس کا حکم سنے اور نہ اطاعت کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا طَاعَةَ فِیْ مَعْصِيَةٍ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب طاعۃ الامراء جزء ۲ صـ۱۳۱)

گناہ کے کام میں (کسی کی) اطاعت نہیں۔

الغرض اطاعت صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے لہذا جس شرط کے ساتھ جس کے لئے اللہ تعالےٰ اطاعت کی اجازت دے یا حکم دے اس کی اطاعت اس شرط کے ساتھ جائز یا ضروری ہوگی۔ اگر بیوی (یا شوہر) اور اولاد اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کا مطالبہ کریں پھر بعد میں اپنے اس فعل سے توبہ کر لیں تو انہیں معاف کر دینا چاہیئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بڑا غفور رحیم ہے توبہ کے بعد وہ معاف کر دیتا

ہے تو انسانوں کو بھی معاف کردینا چاہئے۔
آگے فرمایا (اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ) (اے ایمان والو) تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش کی چیزیں ہیں (ان کے ذریعے تمہاری آزمائش ہوگی۔ اگر تم نے مال اور اولاد کی محبت میں کوئی ناجائز کام کرلیا تو تم آزمائش میں ناکام قرار دے جاؤ گے اور پھر تمہیں اس فعل کی سزا ملے گی) اور (اگر تم نے اللہ تعالیٰ کی خاطر مال کو ٹھکرادیا اور اولاد کی فرمائش کو مسترد کردیا تو پھر) اللہ کے ہاں تمہارے لئے اجر عظیم ہے (آخرت کے مقابلہ میں دنیا کا فائدہ ہیچ ہے لہٰذا تم کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو ترجیح دینا چاہیئے)۔

عمل

اے مومنین، آپ کی بعض بیویاں اور آپ کی بعض اولاد آپ کی دشمن ہوتی ہے اور اے مومنات آپ کے بعض شوہر اور آپ کی بعض اولاد آپ کی دشمن ہوتی ہے لہٰذا ان سے ہوشیار رہا کیجئے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کو غلط راستے پر ڈال کر آپ کی آخرت خراب کردیں۔
اے ایمان والو، اپنے مال اور اپنی اولاد کی خاطر اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی ہرگز نہ کیجئے۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَ
اسْمَعُوْا وَ اَطِيْعُوْا وَ اَنْفِقُوْا خَيْرًا
لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ
نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٦﴾
اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا
يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ؕ
وَ اللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿١٧﴾ عٰلِمُ
الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ﴿١٨﴾

ترجمہ

(اے ایمان والو) جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو، (احکام الٰہی کو) سنو اور اطاعت کرو اور (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرتے رہو، (یہ) تمہارے لئے بہتر ہے اور جو شخص نفس کے بخل سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں (۱۶) (اے ایمان والو) اگر تم اللہ کو قرض حسنہ دو گے تو اللہ اس کو تمہارے لئے کئی گنا کر دے گا اور تمہاری مغفرت فرمائیگا اور اللہ بڑا قدر دان اور بردبار ہے (۱۷) وہ پوشیدہ اور ظاہر باتوں کا جاننے والا، غالب اور حکمت والا ہے (۱۸)

معانی و مصادر

(یُوْقَ) وَقٰی، یَقِیْ، وِقَایَۃٌ و وَقْیٌ (ض) بچانا۔
(شُحَّ) شَحَّ، یَشِحُّ، شَحٌّ و شُحٌّ و شِحٌّ (ن وض) بخل کرنا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا) (اے ایمان والو) جہاں تک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو (اللہ تعالیٰ کے، اس کے رسول کے اور اپنے امیر کے احکام) سنو اور اطاعت کرو (فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ) جہاں تک ہو سکے اللہ تعالیٰ سے ڈرو کی (اس کی تشریح آگے آنے والے الفاظ سے ہوتی ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَاسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا) سنو اور اطاعت کرو یعنی جہاں تک ہو سکے اللہ کے، اس کے رسول کے اور اپنے امیر کے احکام سن کر ان کی اطاعت کرو۔ جو کام انسانوں کی استطاعت سے باہر ہیں ان میں اطاعت کا تو اللہ خود ہی حکم نہیں دیتا۔ وہ تو ان ہی کاموں کا حکم دیتا ہے جن کے کرنے کی ان میں استطاعت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا۔ (البقرۃ - ۲۸۶)	(اے ایمان والو) اللہ کسی شخص کو اسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا نَھَیْتُکُمْ عَنْہُ فَاجْتَنِبُوْہُ وَمَا اَمَرْتُکُمْ بِہٖ فَافْعَلُوْا مِنْہُ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنَّمَا اَھْلَکَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ کَثْرَۃُ مَسَائِلِھِمْ وَاخْتِلَافُھُمْ عَلٰی اَنْبِیَائِھِمْ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب توقیرہ صلی اللہ علیہ وسلم جزو۲ ص۳۳۷)	میں تمہیں جس کام سے روک دوں اس سے رک جایا کرو اور جس کام کا میں تمہیں حکم دوں تو جہاں تک تم سے ہو سکے اس کی تعمیل کیا کرو اس لئے کہ تم سے پہلے جو لوگ گذر چکے ہیں کثرت سے سوال کرنے اور اپنے نبیوں سے اختلاف کرنے ہی نے ان کو تباہ و برباد کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے بیعت لیتے تھے تو اس سے فرمایا کرتے تھے یہ کہو کہ

جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا میں سنوں گا اور اطاعت کروں گا۔

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

كُنَّا اِذَا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُوْلُ لَنَا فِيْمَا اسْتَطَعْتَ (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس جزء ۹ صـ۹۶ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب البیعۃ علی السمع والطاعۃ فیما استطاع جزء ۲ صـ۱۴۲)

ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کیا کرتے تھے تو آپ ہم سے فرمایا کرتے تھے جہاں تک تم سے ہو سکے (سننا اور اطاعت کرنا)۔

حضرت جریرؓ فرماتے ہیں:۔

بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَّنَنِيْ فِيْمَا اسْتَطَعْتُ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس جزء ۹ صـ۹۶)

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے اور اطاعت کرنے پر بیعت کی تو آپ نے مجھے تلقین کی اس طرح کہو "جہاں تک مجھ سے ہو سکے گا" (میں سنوں گا اور اطاعت کرونگا)۔ آپ نے مجھ سے ہر مسلم کی خیر خواہی کرنے پر بھی بیعت کی۔

الغرض اللہ تعالیٰ وہی حکم دیتا ہے جس کی استطاعت ہو۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے بیماری میں غسل کرنے کا حکم نہیں دیا اگرچہ غسل کرنا ضروری ہی کیوں نہ ہو۔ ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ نے غسل کے بجائے تیمم کا حکم دیا جس کی بیمار استطاعت رکھتا ہے۔

آگے فرمایا (وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ، وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ) اور (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرتے رہو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے (جو کچھ تم اللہ کے راستہ میں دو گے تمہارے ہی کام آئیگا۔ اللہ تعالیٰ کو تمہارے مال کی ضرورت نہیں، تم کو ضرورت ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کر کے فلاح حاصل کرو لہذا بخل نہ کیا کرو، بخل بہت بری چیز ہے) اور جو شخص نفس کے بخل سے بچا لیا گیا تو (آخرت میں) ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ، وَاللّٰهُ

دیکھو، تم ہی تو وہ لوگ ہو کہ جب تم کو (اس لئے) بلایا جاتا ہے کہ تم اللہ کے راستہ میں خرچ کرو تو تم میں سے بعض بخل کرتے ہیں اور

الْغَنِيُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْآ اَمْثَالَكُمْ ○

(محمد - ۳۸)

جو شخص بخل کرتا ہے وہ (درحقیقت) اپنے نفس سے بخل کرتا ہے (اس میں اسی کا نقصان ہے اور اے لوگو) اللہ تو غنی ہے اور تم سب محتاج ہو اور اگر تم اللہ کے راستہ میں دینے سے منہ موڑو گے تو اللہ تمہارے بدلے دوسروں کو لے آئے گا اور وہ تمہاری طرح نہیں ہوں گے۔

آخرت میں فلاح حاصل کرنے کے لئے بخل و لالچ کو دل سے نکال کر پھینک دینا چاہیے۔ مال کی لالچ اور بخل کی موجودگی میں ایمان کا باقی رہنا محال ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا يَجْتَمِعُ الشُّحُّ وَالْاِيْمَانُ فِيْ قَلْبِ عَبْدٍ اَبَدًا (نسائی کتاب الجهاد باب فضل من عمل فی سبیل اللہ علی قدمه جزء ۲ ص۴۵۔ سندہ صحیح التعلیقات للالبانی علی المشکوۃ جزء ۲ ص۱۱۲۵)

کسی بندے کے دل میں بخل اور ایمان بہ یک وقت کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔

نوٹ:۔ لالچ اور بخل کے سلسلہ میں تفصیل کے لئے سورۂ حشر کی آیت ۹ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں)۔

آگے فرمایا (اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ، وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ) (اے ایمان والو) اگر تم اللہ کو قرض حسنہ دو گے تو اللہ اس کو تمہارے لئے کئی گنا کر دے گا اور تمہیں معاف کر دے گا۔ اللہ بڑا قدردان اور بردبار ہے (وہ معمولی سے معمولی نیکی کی قدر کرتا ہے اور توبہ کے بعد بڑے سے بڑے گناہ کو بخش دیتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ، وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ، وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ

جو لوگ اللہ کے راستہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے دانہ (جب وہ زمین میں بویا جاتا ہے تو) اس سے سات بالیں اگتی ہیں، ہر بال میں سو دانے ہوتے ہیں (یعنی ایک دانے سے سو دانے پیدا ہوتے ہیں اسی طرح اللہ کے راستہ میں

مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

(البقرۃ۔ ۲۶۱ و ۲۶۲)

دیا ہوا مال ثواب کے لحاظ سے سات سو گنا ہو جاتا ہے) اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے (ثواب کو) کئی گنا کر دیتا ہے، اللہ تعالےٰ بڑی وسعت والا ہے (وہ جس کو چاہتا ہے فراخی سے ثواب عنایت فرماتا ہے) اور وہ جاننے والا ہے (وہ اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ کس نے کس قدر خلوص سے مال دیا ہے لہٰذا جس قدر خلوص زیادہ ہوتا ہے اسی قدر ثواب بھی وہ زیادہ دیتا ہے)۔ جو لوگ اپنے مال اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ (لینے والے پر) احسان رکھتے ہیں اور نہ (اسے کسی قسم کی) تکلیف پہنچاتے ہیں تو ان کے رب کے پاس ان کا اجر و ثواب ہے، انہیں نہ (کسی قسم کا) خوف ہوگا اور نہ غم۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

(البقرۃ۔ ۲۶۵)

اور جو لوگ اللہ کی رضا جوئی اور خلوص نیت سے اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس باغ کی سی ہے جو کسی بلند مقام پر واقع ہو، جب اس باغ پر بارش ہو تو دگنے پھل لائے اور اگر بارش نہ ہو تو (پھل لانے کے لئے) پھوار (ہی کافی ہے) اور (اے ایمان والو، خبردار ہو جاؤ) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ۗ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

(البقرۃ۔ ۲۴۵)

کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے (جو شخص اللہ کو قرض حسنہ دے گا) تو اللہ اس کو (قیامت کے روز) اس کے بدلہ میں کئی گنا (ثواب) دیگا اور (اے ایمان والو، یہ نہ سمجھ لینا کہ اللہ کو قرض حسنہ دینے سے تم مفلس ہو جاؤ گے رزق کی

تنگی و کشادگی تو) اللہ کے ہاتھ میں ہے وہی) روزی تنگ کرتا ہے اور (وہی) فراخ کرتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے (تو وہاں اسی سے کام پڑیگا۔ وہی تمہیں اجر و ثواب دے گا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا
فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝

(الحدید - ۱۱)

کون ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے (اور جو کوئی اللہ کو اچھا قرض دیگا تو) اللہ اس کے لئے اس کو کئی گنا کر دیگا، اور (قیامت کے دن) اس کے لئے باعزت اجر ہو گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا
اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ
اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝

(الحدید - ۱۸)

صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور (وہ لوگ جو) اللہ کو اچھا قرض دیتے ہیں ان کے لئے (ان کا ثواب) کئی گنا کر دیا جائیگا اور ان کے لئے باعزت اجر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ
وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ
لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا
لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ
اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ
وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝

(الروم - ۳۷ تا ۳۹)

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لے آئے ہیں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔ (مال و دولت اللہ تعالیٰ دیتا ہے لہذا اے رسول) رشتہ دار کو اس کا حق دیتے رہا کیجئے اور مسکین کو، مسافر کو بھی ان کا حق دے دیا کیجئے یہ ان لوگوں کے لئے جو اللہ کی رضا کے طالب ہیں (بہت) اچھا ہے اور یہی لوگ نجات حاصل کرنے والے ہیں اور (اے لوگو) جو مال تم دیتے ہو تاکہ لوگوں کے مال میں مل کر وہ زیادہ ہو جائے تو

اللہ کے نزدیک تو وہ زیادہ نہیں ہوتا اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی رضا جوئی کے لئے دیتے ہو (تو وہ اللہ کے ہاں زیادہ ہو جاتی ہے اور) جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ (اپنے دئے ہوئے مال کو) کئی گنا کر لیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَّلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ اِلَّا الطَّيِّبَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهٖ كَمَا يُرَبِّيْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ حَتّٰى تَكُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ (صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب لا یقبل اللہ صدقۃ من غلول جزء ۲ صـ ۱۳۴ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب وتربیتہا جزء اول صـ ۲۰۵)

جس نے پاک کمائی میں سے ایک کھجور صدقہ کی اور اللہ تو پاکیزہ چیز کے علاوہ کوئی چیز قبول ہی نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں لے لیتا ہے پھر صدقہ دینے والے کے لئے اس کی اس طرح پرورش کرتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنے گھوڑے کے بچہ کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے وہ کھجور پہاڑ کے مثل ہو جاتی ہے۔

آگے فرمایا (عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ) اللہ پوشیدہ اور ظاہر باتوں کا جاننے والا، غالب اور حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ پوشیدہ باتوں کو بھی جانتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کون قرض حسنہ دے رہا ہے یعنی کون خوش دلی سے ثواب سمجھ کر اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے دے رہا ہے اور کون بے دلی سے مجبوراً یا فخر وریاء کی نیت سے دے رہا ہے۔ آخرت میں وہی قرض کام آئے گا جو خوش دلی سے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دیا گیا ہو۔ اگر یہ نیت نہ ہو گی تو وہ قرض یعنی صدقہ رائیگاں جائے گا۔ اس کا کوئی اجر نہیں ملے گا۔

اللہ تعالیٰ غالب ہے زبردست ہے وہ چاہے تو ریاکاری فخر و نام نمود کی فوراً سزا دے سکتا ہے لیکن وہ حکمت والا ہے۔ حکمت و مصلحت کی وجہ سے عذاب میں تاخیر کرتا ہے۔ تاخیر میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت و مصلحت ہوتی ہے کہ تاخیر کے زمانہ میں گناہگار توبہ کر لے اور عذاب الٰہی سے بچ جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ

اور (اے لوگو) اگر تم اللہ کا شکر ادا کرو اور

وَاٰمَنْتُمْ، وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ○
(النساء ۔ ۱۴۷)

ایمان لے آؤ تو اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کریگا وہ تو (تمہاری شکر گزاریوں اور نیکیوں کا بڑا) قدردان اور (تمہارے ایمان وخلوص کا خوب) جاننے والا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، جہاں تک ہوسکے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیئے، اس کے احکام پر چلتے رہیئے اور اس کی نافرمانی سے بچتے رہیئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خوش دلی سے خرچ کرتے رہیئے، بخل اور لالچ کو دل سے نکال دیجئے۔ آپ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں دیں گے اللہ تعالیٰ اس کا کئی گنا اجر دیگا اور آپ کی مغفرت فرمائیگا۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

سورہ طلاق

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ○

نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ
فَطَلِّقُوۡهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحۡصُوا
الۡعِدَّةَ ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمۡ ،
لَا تُخۡرِجُوۡهُنَّ مِنۡۢ بُيُوۡتِهِنَّ
وَلَا يَخۡرُجۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّاۡتِيۡنَ
بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ، وَتِلۡكَ

حُدُوْدُ اللّٰهِ ۗ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ
اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۗ لَا تَدْرِيْ
لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ
اَمْرًا ۝١ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ
فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ
بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ
مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۗ
ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ
يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۬

مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝٢
وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ
وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ
حَسْبُهٗ، اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ،
قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ
قَدْرًا ۝٣ وَالّٰٓـِٔىْ يَئِسْنَ مِنَ
الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ
ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ
وَّالّٰٓـِٔىْ لَمْ يَحِضْنَ، وَاُولَاتُ

الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ
حَمْلَهُنَّ ، وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ
لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ﴿۴﴾ ذٰلِكَ اَمْرُ
اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ، وَمَنْ يَّتَّقِ
اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ
لَهٗۤ اَجْرًا ﴿۵﴾ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ
سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ
لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ، وَاِنْ كُنَّ
اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ

حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ
اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ
اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ
بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ
لَهٗٓ اُخْرٰى ﴿٦﴾ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ
سَعَتِهٖ ۚ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ
فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ
اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ۚ سَيَجْعَلُ
اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ﴿٧﴾

ترجمہ اے نبی، جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے شروع میں طلاق دو، پھر عدت (کی مدت) کو گنتے رہو اور اللہ (یعنی) اپنے رب سے ڈرتے رہو۔ عدت کے زمانے میں ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود ہی نکلیں سوائے اس صورت کے کہ وہ کوئی کھلی بے حیائی کریں (تو تم ان کو نکال سکتے ہو)، یہ اللہ کی حدیں ہیں (ان سے تجاوز نہ کرو) اور جو شخص اللہ کی حدوں سے تجاوز کریگا تو وہ اپنے اوپر ہی ظلم کریگا، آپ کو نہیں معلوم شاید طلاق کے بعد (عدت کے زمانے میں) اللہ (بہتری کی) کوئی صورت پیدا کر دے (اور دونوں میں پھر ملاپ ہو جائے) (۱) پھر جب مطلقہ عورتیں (عدت کی) مدت پوری کر لیں تو یا ان کو معروف کے مطابق (اپنی زوجیت میں) رہنے دو یا معروف کے مطابق انہیں (اپنے سے) علیحدہ کر دو اور اپنے میں سے دو عادل مردوں کو گواہ کر لو اور اللہ کے لئے گواہی کو (سچائی کے ساتھ) قائم رکھو، جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اُسے اس (قرآن) کے ذریعہ نصیحت کی جا رہی ہے (اسے چاہئے کہ احکام الٰہی کی تعمیل میں کوتاہی نہ کرے، اللہ سے ڈرتا رہے) اور جو شخص اللہ سے ڈریگا تو اللہ اس کے لئے (مصائب سے) بچنے کی سبیل پیدا کر دیگا (۲) اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیگا جہاں سے (رزق ملنے کا) اسے وہم و گمان بھی نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ رکھے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے، بے شک اللہ اپنے کام کو (جس کے کرنے کا وہ ارادہ کرے) پورا کر کے رہتا ہے، (بے شک) اللہ نے ہر چیز کو (ایک مقررہ) اندازے پر پیدا کیا ہے (۳) اور (اے ایمان والو) تمہاری بیویوں میں سے جو بیویاں اذیت ماہانہ سے ناامید ہو چکی ہوں اگر تمہیں (ان کی عدت کے بارے میں) شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے (ہو گی) اور وہ عورتیں جن کو اذیت ماہانہ شروع نہ ہوئی ہو (ان کی عدت بھی تین مہینے ہو گی) اور جو عورتیں حمل سے ہوں ان کی عدت وضع حمل تک ہو گی اور (اے ایمان والو) جو شخص اللہ سے ڈرے گا تو اللہ اس کے کام میں آسانی پیدا کر دے گا (۴) یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے اور جو شخص اللہ سے ڈریگا تو اللہ اس سے اس کی برائیوں کو دور کر دیگا اور اس کے لئے اجر (و ثواب) کو (بہت) بڑا کر دے گا (۵) (اے ایمان والو) مطلقہ عورتوں کو اپنے مقدور کے مطابق وہیں رکھو جہاں تم خود رہتے ہو اور ان کو تنگ کرنے کے لئے (کسی قسم کی) تکلیف نہ پہنچاؤ اور اگر وہ حاملہ ہوں تو وضع حمل تک ان کا خرچ اٹھاؤ، پھر اگر وہ تمہاری خاطر (بچے کو) دودھ پلائیں تو ان کو اس کی اجرت دو اور آپس میں معروف کے مطابق مشورہ کر لیا کرو اور اگر تمہارا آپس میں اختلاف ہو جائے تو کوئی اور عورت اس کی خاطر دودھ پلائے (۶) وسعت والے کو اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا چاہئے اور جس کی روزی تنگ ہو تو وہ بھی جتنا اللہ نے اس کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرے، اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر جو کچھ اس کو دیا ہے اس کے مطابق۔ عنقریب اللہ تنگی کے بعد آسانی پیدا کر دے گا (۷)

معانی و مصادر

(عِدَّةٌ) عَدَّ، یَعُدُّ، عَدٌّ وتَعْدَادٌ (ن) گننا عِدَّۃٌ = بیوہ کے سوگ کا زمانہ اور مطلقہ کے لئے دوسرے نکاح کے لئے انتظار کا زمانہ)

(اَحْصُوْا) اَحْصٰی، یُحْصِیْ، اِحْصَآءٌ (باب افعال) گننا۔

(فَاحِشَةٌ) فَحُشَ، یَفْحُشُ، فُحْشٌ وفَحَاشَةٌ (ك) بے شرم ہونا، بُرا ہونا۔

(یُحْدِثُ) اَحْدَثَ، یُحْدِثُ، اِحْدَاثٌ (باب افعال) نئی صورت پیدا کرنا، ایجاد کرنا۔

(وُجْدٌ) وَجَدَ، یَجِدُ، وَجْدٌ ووُجْدٌ وجِدَةٌ ووُجُوْدٌ ووِجْدَانٌ واِجْدَانٌ (ض وح) پانا (وُجْدٌ = غِنٰی، محبت، قدرت)

(یَئِسْنَ) یَئِسَ، یَیْئَسُ، یَاْسٌ (ف وض) ناامید ہونا۔

(یَحِضْنَ) حَاضَ، یَحِیْضُ، حَیْضٌ ومَحِیْضٌ (ض) اذیت ماہانہ کا آنا۔

(تُضَارُّوْا) ضَارَّ، یُضَارُّ، مُضَارَّةٌ وضِرَارٌ (باب مفاعلہ) نقصان پہنچانا۔

(تُضَیِّقُوْا) ضَیَّقَ، یُضَیِّقُ، تَضْیِیْقٌ (باب تفعیل) تنگ کرنا۔

(یَضَعْنَ) وَضَعَ، یَضَعُ، وَضْعٌ (ف) رکھنا، جننا۔

(اَرْضَعْنَ) اَرْضَعَ، یُرْضِعُ، اِرْضَاعٌ (باب افعال) بچہ کو دودھ پلانا۔

(اِئْتَمِرُوْا) اِئْتَمَرَ، یَاْتَمِرُ، اِئْتِمَارٌ (باب افتعال) مشورہ کرنا۔

(تَعَاسَرْتُمْ) تَعَاسَرَ، یَتَعَاسَرُ، تَعَاسُرٌ (باب تفاعل) سخت ہونا۔

(عُسْرٌ) عَسُرَ، یَعْسُرُ، عُسْرٌ (ن وض) سخت ہونا۔

(یُسْرٌ) یَسَرَ، یَیْسِرُ، یَسْرٌ ویَسَرٌ (ض) نرم ہونا، سہل ہونا۔

(اُوْلَاتُ) اُولَاتُ = والیاں۔

(اَحْمَالٌ) حَمَلَ، یَحْمِلُ، حَمْلٌ وحُمْلَانٌ (ض) بوجھ اٹھانا۔ (اَحْمَالٌ = حَمْلٌ کی جمع۔ بوجھ)۔

(یُعْظِمُ) اَعْظَمَ، یُعْظِمُ، اِعْظَامٌ (باب افعال) بڑا کرنا۔

(سَعَةٌ) وَسِعَ، یَسَعُ، سَعَةٌ وسِعَةٌ (س، ح) فراخ ہونا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ) اے نبی (ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ) جب تم (اپنی) بیویوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے شروع میں طلاق دو۔

مندرجہ ذیل حدیث سے اس کی تشریح ہوتی ہے۔

عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ فَتَطْهُرَ فَاِنْ بَدَا لَهٗ اَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ اَنْ يَمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ

(صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ الطلاق جزء ۶ صـ۱۹۳ وصحیح مسلم کتاب الطلاق باب تحریم طلاق الحائض جزء اول صـ۶۲۶)

انہوں نے اپنی بیوی کو ایسی حالت میں طلاق دی کہ وہ حائضہ تھیں۔ حضرت عمرؓ نے اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس (قسم کی طلاق دینے) پر غصہ آگیا۔ آپ نے فرمایا: ان سے کہو کہ رجوع کریں پھر ان کو روکے رکھیں یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں، پھر ان کو اذیت ماہانہ آئے پھر وہ پاک ہو جائیں تو اگر ان کو طلاق دینا ہی چاہیں تو ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے اس حالت میں طلاق دیں کہ وہ پاک ہوں۔ یہ ہے وہ عدت جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب بیوی ناپاکی کے بعد نہا دھو کر پاک ہو جائے تو اس کو طلاق دی جائے۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ نہا دھو کر جب وہ آئے گی تو اس کی طرف رغبت ہوگی اور طلاق دینے کا ارادہ ختم ہو جائے گا۔ اگر پھر بھی شوہر طلاق دیتا ہے تو سمجھا جائے گا کہ طلاق دینے کا سبب بہت اہم ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر طہر کے شروع میں بیوی کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی جائے۔ اگر کسی طہر میں بیوی کو ہاتھ لگانے کے بعد طلاق دی تو وہ واقع نہیں ہوگی۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر طلاق اذیت ماہانہ کے زمانہ میں دی جائے تو بیوی سے رجوع کرنا ضروری ہے۔ ایسی طلاق سے جدائی واقع نہیں ہوگی اگرچہ یہ طلاق شمار میں تو آئے گی۔ اس طلاق کے بعد مزید دو طلاقیں طہر کے زمانے میں دینی ہوں گی۔

الغرض طلاق کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ طہر کے شروع میں بیوی کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی جائے، پھر اسی طرح دوسرے طہر میں ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی جائے۔ اگر ان طلاقوں کے بعد بیوی سے جماع کر لیا تو وہ رجوع سمجھا جائے گا۔ لیکن اب اس کے اختیار میں ایک طلاق باقی رہ جائے گی۔ اب اگر وہ کسی بھی طہر کی ابتداء میں تیسری طلاق دے گا تو رجوع یا نکاح ثانی کا حق ختم ہو جائے گا۔ تیسرے طہر میں بھی ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے۔ تیسری طلاق کے بعد جماع قطعاً حرام ہو جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

طَلَاقُ السُّنَّةِ تَطْلِيْقَةٌ وَهِيَ طَاهِرٌ فِيْ

طلاق سنت یہ ہے کہ بیوی کو اس حالت میں

غَیْرِ جِمَاعٍ فَاِذَا حَاضَتْ وَ طَهُرَتْ طَلَّقَهَا اُخْرٰی فَاِذَا حَاضَتْ وَ طَهُرَتْ طَلَّقَهَا اُخْرٰی (نسائی کتاب الطلاق باب طلاق السنۃ جزء۲ صـ۸۲ وسندہ صحیح)

طلاق دے کہ وہ پاک ہو اور اس پاکی میں جماع نہ کیا ہو، پھر جب وہ حائضہ ہو کر پاک ہو جائے تو اس کو دوسری طلاق دے، پھر جب وہ (دوبارہ) حائضہ ہو اور پھر پاک ہو جائے تو اس کو تیسری طلاق دے۔

ایک طلاق یا دو طلاق دینے کے بعد عدت کے زمانہ میں شوہر اپنی بیوی سے رجوع کر سکتا ہے۔ نکاح کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ (البقرۃ - ۲۲۹)

طلاق (رجعی) دو مرتبہ ہے۔ (طلاق رجعی کے بعد شوہر) دستور کے مطابق (اپنی بیوی کو اپنی زوجیت میں) رکھ سکتا ہے۔

آگے فرمایا (وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ) اور (اے ایمان والو) عدت (کے زمانے کو) گنتے رہو۔
اگر طلاق رجعی کے بعد عدت ختم ہو جائے تو شوہر رجوع تو نہیں کر سکتا البتہ دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ (البقرۃ - ۲۳۲)

اور (اے ایمان والو) جب تم عورتوں کو طلاق (رجعی) دو اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو اگر میاں بیوی (دونوں) معروف کے ساتھ (دوبارہ نکاح کرنے پر) رضامند ہو جائیں تو (ان مطلقہ عورتوں کو اپنے شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو۔ اس حکم سے اس شخص کو نصیحت کی جا رہی ہے جو تم میں سے اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ تمہارے لئے بہت اچھی اور بہت پاکیزگی کی بات ہے، اللہ جانتا ہے (کہ اس میں کیا مصلحت ہے) تمہیں (اس کی مصلحت کا علم نہیں)۔

تیسری طلاق کے بعد نہ رجوع ہو سکتا ہے اور نہ عدت گذرنے کے بعد نکاح ہو سکتا ہے۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ۚ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ

پھر اگر شوہر (اپنی) بیوی کو (تیسری) طلاق دے دے تو (اب) وہ بیوی اس شوہر کے لئے حلال

عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَا اِنْ ظَنَّا اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ، وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ○

(البقرۃ - ۲۳۰)

نہیں (وہ عدت کے زمانہ میں نہ اس سے رجوع کر سکتا ہے اور نہ عدت گذرنے کے بعد نکاح کر سکتا ہے) جب تک وہ کسی دوسرے سے نکاح (نہ) کرے۔ پھر اگر دوسرا شوہر طلاق دیدے تو اس عورت اور اس کے پہلے شوہر پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ آپس میں رجوع کرلیں (یعنی آپس میں دوبارہ نکاح کرلیں) بشرطیکہ ان دونوں کو یقین ہو کہ وہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے (یعنی اللہ کی طرف سے مقرر کردہ حقوق ادا کر سکیں گے، کوئی کسی کی حق تلفی نہیں کرے گا) اور (خبردار ہو جاؤ) یہ اللہ کی حدیں ہیں جن کو اللہ ان لوگوں کے لئے وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے جو علم (و دانش) سے بہرہ ور ہیں (اس لئے کہ وہی ان حدوں کی حکمتوں کا صحیح اندازہ لگا کر ان پر صحیح معنوں پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں)۔

آگے فرمایا (وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ) اور (اے ایمان والو) اللہ (یعنی) اپنے رب سے ڈرتے رہو (کوئی کسی کے ساتھ زیادتی نہ کر بیٹھے) عدت کے زمانہ میں) مطلقہ بیویوں کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں سوائے اس صورت کے کہ وہ کوئی کھلی بے حیائی کریں (تو تم ان کو ان کے گھروں سے نکال سکتے ہو)۔

آگے فرمایا (وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ، وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ) یہ اللہ کی حدیں ہیں (ان سے تجاوز نہ کرو) اور جو شخص اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا تو وہ اپنے ہی پر ظلم کریگا (اس کا نقصان اسی کو بھگتنا پڑے گا) (اور اے رسول) آپ کو نہیں معلوم شاید طلاق کے بعد (عدت کے زمانے میں) اللہ (بہتری کی) کوئی صورت پیدا کر دے (ان دونوں میں پھر ملاپ ہو جائے)۔

طلاق رجعی کی صورت میں عدت کے زمانے میں شوہر کو رجوع کا حق باقی رہتا ہے۔ یہ عدت کا زمانہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آسانی ہے تاکہ اگر شوہر اپنے فعل پر نادم ہو جائے تو رجوع کرلے اور دونوں میں سے کسی کو کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔

آگے فرمایا (فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِیْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ) پھر جب مطلقہ عورتوں کی عدت پوری ہونے کو آئے تو ان کو معروف کے مطابق (اپنی زوجیت میں رہنے دو یا معروف کے مطابق انہیں (اپنے سے) علیحدہ کر دو اور (دونوں صورتوں میں) اپنے میں سے دو عادل مردوں کو گواہ کر لو اور اللہ کے لئے گواہی کو (سچائی کے ساتھ) قائم رکھو۔

طلاق رجعی کی صورت میں جب عدت ختم ہو تو شوہر کو چاہیئے کہ دستور کے مطابق رجوع کرے یا پھر تیسری پاکی میں تیسری طلاق دے کر اپنے سے علیحدہ کر دے اور رشتہ ازواج کو منقطع کر دے۔ شوہر رجوع کرے یا علیحدہ کرے ان دونوں موقعوں پر دو عادل گواہ کر لینے چاہئیں۔ اگر گواہی کی ضرورت پیش آجائے تو گواہوں کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضاء کو مدنظر رکھتے ہوئے سچی گواہی دیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَالَّذِیْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ فِیْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ○ (سال سائل - ۳۳ تا ۳۵)

جو لوگ اپنی گواہیوں پر (سچائی کے ساتھ) قائم رہتے ہیں اور جو لوگ (اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں وہ جنتوں میں عزت و اکرام کے ساتھ ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ اِنْ یَّكُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰی بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ○ (النساء - ۱۳۵)

اے ایمان والو، اللہ کے لئے انصاف کے ساتھ گواہی دیا کرو خواہ وہ گواہی تمہارے یا (تمہارے) والدین یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی شخص غنی ہو یا فقیر (تم اس کی خیر خواہی میں جھوٹی گواہی نہ دو) اللہ (تم سے) زیادہ ان دونوں کا خیر خواہ ہے لہٰذا (اے ایمان والو) خواہشات کی پیروی نہ کرنا اگر تم نے زبان کو موڑ کر (سچی گواہی کو چھپایا) یا (گواہی دینے سے) اعراض کیا تو (پھر سمجھ لو کہ تمہیں اللہ کے پاس آنا ہے) اللہ تمہارے تمام کاموں کو (خوب) دیکھ رہا ہے (وہ تمہیں برے اعمال کی سزا دیگا)۔

آگے فرمایا ذٰلِكُمْ یُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ) جو شخص اللہ پر اور

یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے اس (قرآن مجید) کے ذریعے نصیحت کی جا رہی ہے (اسے چاہیئے کہ احکام الٰہی کی تعمیل میں کوتاہی نہ کرے ، ہر وقت اور ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے) (وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا) اور جو شخص اللہ سے ڈریگا اللہ اس کے لئے (مصائب سے صحیح و سلامت) نکل جانے کی سبیل پیدا کر دے گا (وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ) اور اسے ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے (رزق ملنے کا) اسے وہم و گمان بھی نہ ہو۔

میاں بیوی کے درمیان طلاق کا مسئلہ بڑا سنگین مسئلہ ہے لیکن یہ اختیار بہت ہی غیر معمولی حالات میں استعمال کرنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ڈرتے استعمال کرنا چاہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ الطَّلَاقُ۔
(ابو داؤد کتاب الطلاق باب فی کراھیة الطلاق جزء اول ص ۳۰۳ ۔ سندہ صحیح نیل الاوطار جزء ۶ ص ۱۸۷)

اللہ عز وجل کے نزدیک حلال چیزوں میں طلاق سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔

الغرض اگر حالات کافی بگڑ گئے ہوں اور رشتہ ازدواج کو برقرار رکھنا پریشانی کا موجب ہو گیا ہو اور طلاق دینا ناگزیر ہو گیا ہو تو ایسی صورت میں طلاق دے اور معروف کے مطابق طلاق دے، کوئی کسی پر ظلم و زیادتی نہ کرے۔ دونوں کو اللہ تعالیٰ کے حدود کے مطابق زندگی گزارنا مقصود ہو۔ دونوں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوں تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ ان کو اس پریشانی سے نجات دیگا اور معاشی پریشانی بھی دور کر دیگا۔

آگے فرمایا (وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ، اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ، قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا) اور جو اللہ پر بھروسہ رکھے تو اللہ اس کے لئے کافی ہے بے شک اللہ اپنے کام کو (جس کا وہ ارادہ کرے) پورا کر کے رہتا ہے۔ (بے شک) اللہ نے ہر چیز کو (ایک مقررہ) اندازے پر پیدا کیا ہے (اللہ تعالیٰ جس قانون کو نافذ کرنے کا ارادہ کرتا ہے اسے نافذ کر کے رہتا ہے ۔ اس نے ہر چیز کے لئے ایک اندازہ مقرر کیا ہے از انجملہ طلاق اور عدت وغیرہ کے بھی اندازے مقرر کئے ہیں)۔

اللہ تعالیٰ نے مطلقہ عورت کی عدت کا ذکر سورۂ بقرہ میں فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۔
(البقرۃ ۔ ۲۲۸)

جن عورتوں کو طلاق دے دی گئی ہو وہ اپنے (دوسرے نکاح کے معاملہ میں طہر و ناپاکی کے تین دور کے گذرنے کا انتظار کریں (جب پاکی و ناپاکی کے تین دور گذر جائیں تو پھر دوسرا

نکاح کریں اس سے پہلے نہیں)۔

کیونکہ اس حکم کا اطلاق ان عورتوں پر نہیں ہو سکتا تھا جو بوڑھی ہو چکی ہوں اور اذیت ماہانہ آنی بند ہو گئی ہو یا جن کو اذیت ماہانہ آنی شروع ہی نہ ہوئی ہو یا جو حاملہ ہوں لہذا اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کی عدت کی وضاحت اس سورت میں فرمائی اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُہُنَّ ثَلٰثَۃُ اَشْہُرٍ وَّالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ، وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُہُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَہُنَّ) اور (اے ایمان والو، تمہاری بیویوں میں سے جو بیویاں اذیت ماہانہ سے ناامید ہو چکی ہوں اگر تمہیں (ان کی بارے میں) شبہ ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہوگی (اور وہ عورتیں جن کو اذیت ماہانہ شروع نہ ہوئی ہو (ان کی عدت بھی تین مہینے ہوگی) اور جو عورتیں حمل سے ہوں ان کی عدت وضع حمل تک ہو گی (یعنی بچہ پیدا ہوتے ہی عدت ختم ہو جائے گی) اور (اے ایمان والو) جو شخص اللہ سے ڈریگا تو اللہ اس کے کام میں آسانی پیدا کر دیگا۔

حضرت ام سلمہ رضہ فرماتی ہیں۔

اَنَّ امْرَاَۃً مِّنْ اَسْلَمَ یُقَالُ لَہَا سُبَیْعَۃُ کَانَتْ تَحْتَ زَوْجِہَا تُوُفِّیَ عَنْہَا وَھِیَ حُبْلٰی فَخَطَبَہَا اَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْکَکٍ فَاَبَتْ اَنْ تَنْکِحَہٗ فَقَالَ وَاللّٰہِ مَا تَصْلُحُ اَنْ تَنْکِحِیْہِ حَتّٰی تَعْتَدِّیْ اٰخِرَ الْاَجَلَیْنِ فَمَکُثَتْ قَرِیْبًا مِّنْ عَشْرِ لَیَالٍ ثُمَّ جَآءَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْکِحِیْ (صحیح بخاری کتاب الطلاق باب واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن جزء ۷ ص۷۳ و صحیح مسلم کتاب الطلاق باب انقضاء عدۃ المتوفی عنہا جزء اول ص۶۲۳)

اسلم قبیلہ کی ایک عورت جس کا نام سبیعہ تھا ان کے شوہر کا ایسی حالت میں انتقال ہوا کہ وہ حاملہ تھیں۔ ابوالسنابل بن بعکک نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا۔ انہوں نے ان سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا۔ ابوالسنابل کہنے لگے اللہ کی قسم تمہارے لئے جائز نہیں کہ تم نکاح کرو جب تک عدت کی دونوں مدتوں میں سے طویل تر مدت پوری نہ ہو جائے۔ تقریباً دس دن تک وہ ٹھہری رہیں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ آپ نے فرمایا: تم نکاح کر سکتی ہو (وضع حمل کے بعد طویل تر عدت گزارنا ضروری نہیں)۔

آگے فرمایا (وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ اَمْرِہٖ یُسْرًا) اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کا کام آسان کر دے گا۔

آگے فرمایا (ذٰلِکَ اَمْرُ اللّٰہِ اَنْزَلَہٗٓ اِلَیْکُمْ، وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یُکَفِّرْ عَنْہُ سَیِّاٰتِہٖ وَیُعْظِمْ لَہٗٓ اَجْرًا) یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف نازل فرمایا ہے اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا تو اللہ اس سے اس کی برائیوں کو دور کر دیگا اور اس کے لئے اجر (ثواب) کو (بہت) بڑا کر دیگا۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ڈرنے والوں کے لئے تین باتوں کا وعدہ فرمایا۔

(۱) اللہ تعالیٰ ان کو مصائب سے صحیح وسالم نکلنے کی سبیل پیدا کر دیگا اور ان کو ایسی جگہ سے رزق دیگا جہاں سے رزق ملنے کا انہیں وہم وگمان بھی نہ ہوگا۔

(۲) اللہ تعالیٰ ان کے کام میں آسانی پیدا کر دے گا،

(۳) اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کر دیگا اور ان کے اجر کو بہت بڑا کر دیگا۔

الغرض اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لئے بڑی خوشخبریاں ہیں۔

آگے فرمایا (اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ) (اے ایمان والو، طلاق رجعی کی صورت میں) مطلقہ عورتوں کو اپنے مقدور کے مطابق وہیں رکھو جہاں تم خود رہتے ہو۔

طلاق رجعی کی صورت میں مطلقہ عورتوں کو اپنے پاس رکھنے کی جو ہدایت کی گئی ہے اس میں یہ مصلحت ہے کہ ہو سکتا ہے وہ ان کو دیکھ کر ان کی طرف راغب ہوں اور رجوع کر لیں۔ تیسری طلاق کے بعد رجعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہٰذا تیسری طلاق کے بعد مطلقہ کو اپنے پاس رکھنے کی ہدایت نہیں کی گئی۔

حضرت فاطمہ بنت قیس فرماتی ہیں:۔

اَنَّهٗ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا (وَفِیْ رِوَايَةٍ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا) فِیْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَنْفَقَ عَلَيْهَا نَفَقَةَ دُوْنٍ فَلَمَّا رَاَتْ ذٰلِكَ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَاُعْلِمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنْ كَانَ لِیْ نَفَقَةٌ اَخَذْتُ الَّذِیْ يُصْلِحُنِیْ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ لِّیْ نَفَقَةٌ لَمْ اٰخُذْ مِنْهُ شَيْئًا قَالَتْ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا نَفَقَةَ لَكِ وَلَا سُكْنٰى (صحیح مسلم کتاب الطلاق باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها جزء اول صـ ۶۳۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں میرے شوہر نے مجھے تین طلاقیں دیں لیکن مجھے خرچ کم دیا۔ میں نے کہا میں اس بات کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرور کروں گی۔ اگر مجھے خرچ زیادہ ملنا چاہئے تھا تو میں اتنا خرچ لوں گی جتنا میرا جائز حق ہے اور اگر خرچ کے سلسلہ میں میرا حق نہیں ہے تو میں اس سے کچھ نہیں لوں گی۔ الغرض میں نے اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے فرمایا (اب) تمہارے لئے نہ نفقہ ہے اور نہ جائے سکونت۔

آگے فرمایا (وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ) اور (اے ایمان والو) ان کو تنگ کرنے کے لئے ان کو تکلیف نہ پہنچاؤ۔

اس آیت میں تکلیف پہنچانے سے روکا گیا ہے۔ اس میں یہ مصلحت ہے کہ کہیں وہ تکلیفوں سے تنگ آکر مہر نہ معاف کر دیں۔ یہ عورتوں پر سراسر ظلم تھا۔ ایک تو وہ کچھ عرصہ تک تکلیف سہیں اور پھر مہر بھی معاف

کر دیں۔

اللہ تعالیٰ نے مردوں پر عورتوں کو تکلیف پہنچانا حرام کر دیا اور عورتوں کو نقصان سے بچا لیا۔

آگے فرمایا (وَإِن كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ) اور (اے ایمان والو) اگر مطلقہ عورتیں حاملہ ہوں تو ان پر خرچ کرتے رہو یہاں تک کہ وہ وضع حمل کریں (یعنی ان کا خرچ برداشت کرو جب تک ان کے ہاں بچہ پیدا ہو)۔

آگے فرمایا (فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم بِمَعْرُوفٍ وَإِن تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ) پھر اگر وہ تمہاری خاطر (بچے کو) دودھ پلائیں تو ان کو انکی اجرت دو اور (اجرت اور دودھ چھڑانے کے سلسلہ میں) معروف کے مطابق مشورہ کر لیا کرو اگر تمہارا آپس میں اختلاف ہو جائے تو کوئی اور عورت اس کی خاطر دودھ پلائے (لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ ۖ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا) وسعت والے کو اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا چاہئے اور جس کی روزی تنگ ہو تو وہ بھی جتنا اللہ نے اس کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرے (غرض یہ کہ ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے، خرچ کرنے کے سلسلہ میں) اللہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اسی قدر جس قدر (مال) اس نے اسے دیا ہے (اور اے ایمان والو، یہ خوشخبری بھی سن لو کہ) اللہ عنقریب تنگی کے بعد آسانی (و فراخی) پیدا کر دے گا۔

بچہ کو دودھ پلانے کے سلسلہ میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ۖ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۚ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ ۗ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَن تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَإِنْ أَرَدتُّمْ أَن تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُم مَّا آتَيْتُم بِالْمَعْرُوفِ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ○ (البقرۃ ۔ ۲۳۳)

اور (مطلقہ) مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں، (مطلقہ عورتوں پر یہ پابندی) اس شخص کی خاطر عائد کی جا رہی ہے، جو دودھ پلانے کی مدت کو پورا کرنا چاہتا ہے، (دودھ پلانے کی مدت میں) ان مطلقہ عورتوں کے کھانے اور کپڑے کی ذمہ داری بچہ کے باپ پر ہو گی لیکن یہ ذمہ داری معروف و دستور کے مطابق ہو گی (کیونکہ اللہ کی طرف سے) کسی شخص کو ایسی تکلیف نہیں دی جاتی جو اس کی طاقت سے باہر ہو، نہ ماں کو اس کے بچہ کی خاطر کسی قسم کا نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کے بچہ کی خاطر کسی قسم کا نقصان پہنچایا جائے اور (اگر باپ نہ ہو

تو باپ کے) وارث پر (ماں کے کھانے اور کپڑے کی) ذمہ داری ویسی ہی ہوگی (جیسی باپ پر ہوتی) اگر ماں اور باپ آپس کی رضا مندی اور مشورے سے بچہ کا دودھ چھڑانا چاہیں تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں اور (اے لوگو) اگر تم اپنی اولاد کو (ماں کے علاوہ کسی اور عورت سے) دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ تم (ان دودھ پلانے والی عورتوں کو) دستور کے مطابق (ان کی) مقررہ اجرت پوری ادا کرو، اللہ سے ڈرتے رہو، اور (اس بات کو اچھی طرح) سمجھ لو کہ جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

عمل

اے ایمان والو، عدت کے شروع میں یعنی جب عورت نہا دھو کر آئے تو طلاق دیا کیجئے اور عدت کا حساب رکھا کیجئے۔ طلاق رجعی کی صورت مطلقہ عورتوں کو گھر سے نہ نکالئے بلکہ اپنے پاس رکھیئے سوائے اس صورت کے کہ وہ کھلی بے حیائی کر بیٹھیں۔

اے ایمان والو، طلاق رجعی کی صورت میں جب عدت کی مدت ختم ہو جائے تو اپنی بیویوں سے معروف کے مطابق رجوع کر لیا کیجئے یا تیسری طہر میں تیسری طلاق دے کر معروف کے مطابق رخصت کر دیا کیجئے اور جب رجوع کیجئے یا رخصت کیجئے تو دو عادل گواہ کر لیا کیجئے۔

اے ایمان والو، جن عورتوں کی اذیت ماہانہ بوجہ زیادہ عمر ہونے کے بند ہو جائے یا جن عورتوں کی اذیت ماہانہ کم عمری کی وجہ سے شروع ہی نہ ہوئی ہو تو ان کی عدت تین مہینہ شمار کیا کیجئے اور جو عورتیں حاملہ ہوں تو ان کی عدت وضع حمل تک شمار کیجئے اور وضع حمل تک ان کا خرچ برداشت کیجئے۔

اے ایمان والو، مطلقہ عورتوں کو تنگ کرنے کے لئے تکلیف نہ پہنچایا کیجئے۔ اگر مطلقہ عورتیں بچہ کو دودھ پلائیں تو ان کو ان کی اجرت دیا کیجئے اور آپس میں صلاح و مشورہ سے اجرت وغیرہ طے کر لیا کیجئے۔

اے ایمان والو، اپنی حیثیت کے مطابق حاملہ عورتوں کو ان کا خرچ دیا کیجئے اور اپنی حیثیت کے مطابق دودھ پلانے کی اجرت دیا کیجئے۔

اے ایمان والو، اگر بچہ کو دودھ پلانے کے سلسلہ میں آپ کا اپنی مطلقہ بیوی سے اختلاف ہو جائے تو کسی دوسری عورت سے دودھ پلوا لیا کیجئے۔

آیات زیر تفسیر میں جو احکام دئے گئے ہیں اب ہم ان کا تفصیلی بیان کرتے ہیں۔

رضاعت کے جملہ مسائل

رضاعت کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل مسائل گذر چکے ہیں۔

(۱) اگر شوہر اپنی مطلقہ بیوی سے اپنے بچہ کو دودھ پلوانا چاہے تو مطلقہ بیوی کو دودھ پلانا چاہئے۔ اگر شوہر پورے دو سال دودھ پلوانا چاہے تو مطلقہ بیوی کو دو سال تک دودھ پلانا چاہئے (البقرۃ۔۲۳۳)

(۲) دودھ پلانے کے زمانہ میں مطلقہ بیوی کا کھانا اور کپڑے دستور کے مطابق بچے کے باپ کے ذمہ ہوں گی (البقرہ۔۲۳۳) (الطلاق۔۷)

(۳) اگر بچہ کا باپ فوت ہو جائے تو مطلقہ بیوی کا کھانا اور کپڑے باپ کے وارث کے ذمہ ہوں گے (البقرۃ۔۲۳۳)

(۴) دودھ پلانے کے سلسلہ میں نہ ماں کو تکلیف دی جائے اور نہ باپ کو (یعنی ہر کام معروف کے مطابق ہو)۔ (البقرہ۔۲۳۳)

(۵) اگر دو سال سے پہلے دودھ چھڑانا ہو تو ماں اور باپ دونوں کی مرضی اور مشورہ سے چھڑایا جائے (البقرۃ۔۲۳۳)

(۶) اگر شوہر مطلقہ بیوی کے علاوہ کسی اور عورت سے دودھ پلوانا چاہے تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ اس عورت کو معروف کے مطابق مقررہ اجرت دی جائے۔ (البقرۃ۔۲۳۳)

(۷) رضاعی ماں اور رضاعی بہن سے نکاح حرام ہے (النساء۔۲۳)

اب ہم رضاعت کے بقیہ مسائل لکھتے ہیں:۔

(۸) جن مردوں سے یا عورتوں سے ولادت کی وجہ سے نکاح حرام ہے ایسے مردوں اور عورتوں سے رضاعت کی وجہ سے بھی نکاح حرام ہے (مثلاً چچا سے نکاح حرام ہے تو رضاعی چچا سے بھی نکاح حرام ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ۔ — جو چیز ولادت کی وجہ سے حرام ہوتی ہے وہ رضاعت کی وجہ سے بھی حرام ہوتی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب النکاح باب و امہاتکم اللاتی ارضعنکم جزء ۷ صہ ۱۲ و

صحیح مسلم کتاب الرضاع باب یحرم من الرضاعۃ ما یحرم من الولادۃ جزء اول ص۶۱۲)

⑨ **رضاعت صرف اسی زمانے کی معتبر ہوگی جس زمانے میں دودھ بچہ کی خوراک ہو یعنی بچہ کو اگر دودھ نہ ملے تو وہ بھوک سے پریشان ہو جائے۔**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب من قال لا رضاع بعد حولین جزء ۷ ص۱۲ و صحیح مسلم کتاب الرضاع باب انما الرضاعۃ من المجاعۃ جزء اول ص۶۱۸)

رضاعت بھوک کے زمانہ کی معتبر ہوتی ہے۔

⑩ **ایک دو دفعہ دودھ پلانے سے حرمت نہیں ہوگی کم از کم پانچ مرتبہ دودھ پلانے سے حرمت ثابت ہوگی۔**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تُحَرِّمُ الرَّضْعَةُ أَوِ الرَّضْعَتَانِ أَوِ الْمَصَّةُ أَوِ الْمَصَّتَانِ (صحیح مسلم کتاب الرضاع باب فی المصۃ والمصتین جزء اول ص۶۱۶)

ایک دفعہ یا دو دفعہ دودھ پلانے سے یا ایک مرتبہ یا دو مرتبہ چوسنے سے حرمت قائم نہیں ہوگی۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِيمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُنَّ فِيمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ (صحیح مسلم کتب الرضاع باب التحریم بخمس رضعات جزء اوّل ص۶۱۶)

شریعت میں پہلے یہ چیز نازل ہوئی تھی کہ دس مرتبہ دودھ پلانے سے حرمت ثابت ہوگی۔ پھر پانچ مرتبہ دودھ پلانے کے حکم سے پہلا حکم منسوخ ہوگیا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو شریعت میں پانچ دفعہ کا حکم بدستور نافذ تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں:۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک

لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ (صحیح مسلم کتاب الرضاع باب فی المصۃ والمصتین جزء اول ص۶۱۵)

مرتبہ یا دو مرتبہ کے چوسنے سے حرمت نہیں ہوگی۔

حضرت ام الفضلؓ فرماتی ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِیْ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَۃَ قَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ھَلْ تُحَرِّمُ الرَّضْعَۃُ الْوَاحِدَۃُ قَالَ لَا (صحیح مسلم کتاب الرضاع باب فی المصۃ والمصتین جزء اول ص۶۱۵)۔

بنو عامر بن صعصعہ قبیلہ کے ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی، کیا ایک مرتبہ دودھ پلانے سے حرمت واقع ہو جاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔

(۱۱) رضاعت کے ثابت کرنے کے لئے دودھ پلانے والی کی گواہی کافی ہے۔

عقبہ بن الحارثؓ فرماتے ہیں:۔

تَزَوَّجْتُ اِمْرَاَۃً فَجَاءَ تْنَا امْرَاَۃٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ اَرْضَعْتُکُمَا فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ تَزَوَّجْتُ فُلَانَۃَ بِنْتَ فُلَانٍ فَجَاءَ تْنَا امْرَاَۃٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ لِیْ اِنِّیْ قَدْ اَرْضَعْتُکُمَا وَھِیَ کَاذِبَۃٌ فَاَعْرَضَ فَاَتَیْتُہٗ مِنْ قِبَلِ وَجْھِہٖ قُلْتُ اِنَّھَا کَاذِبَۃٌ قَالَ کَیْفَ بِھَا وَقَدْ زَعَمَتْ اَنَّھَا قَدْ اَرْضَعَتْکُمَا دَعْھَا عَنْکَ (صحیح بخاری کتاب النکاح باب شہادۃ المرضعۃ جزء ۷ ص۱۳)

میں نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ (کچھ عرصہ بعد) ایک کالی عورت ہمارے پاس آئی اور کہنے لگی میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ میں نے کہا: میں نے فلاں عورت سے نکاح کیا۔ ایک کالی عورت ہمارے پاس آئی۔ اس نے مجھ سے کہا میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے حالانکہ وہ جھوٹی ہے۔ آپ نے منہ پھیر لیا۔ میں آپ کے سامنے آیا۔ میں نے کہا وہ تو جھوٹی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اب) تم کیسے اس عورت کو (رکھ سکتے ہو) حالانکہ وہ کہتی ہے کہ میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ اس عورت کو چھوڑ دو۔

گواہی کے جملہ مسائل

گواہی کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل مسائل گذر چکے ہیں:۔

(۱) گواہی سچی دے۔ گواہی دینے سے منہ نہ موڑے۔ پیچ دار گواہی نہ دے، گواہی واضح اور صاف ہو۔ (النسآء۔ ۱۳۵)

(۲) گواہ کو جب گواہی کے لئے بلایا جائے تو انکار نہ کرے۔ (البقرۃ۔ ۲۸۲)

(۳) گواہی کو چھپائے نہیں (البقرۃ۔ ۲۸۳)

(۴) زنا کی تہمت میں چار گواہوں کی گواہی ضروری ہے (النور۔ ۴)

(۵) پاکدامن عورت پر تہمت لگانے والا اگر چار گواہ پیش نہ کر سکے تو اس کی گواہی کبھی قبول نہ کرے سوائے اس صورت کے کہ وہ توبہ کرکے اپنی اصلاح کرے۔ (النور۔ ۴ و ۵)

(۶) گواہوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے (البقرہ۔ ۲۸۲)

(۷) مقدمات کے سلسلہ میں عموماً دو عادل گواہوں کا ہونا ضروری ہے (البقرۃ۔ ۲۸۲) (طلاق۔ ۲)

(۸) اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی ضروری (البقرۃ۔ ۲۸۲)

(۹) لین دین کے معاملات میں گواہ ایسے لوگوں کو بنایا جائے جو فریقین کو پسند ہوں۔ (البقرہ۔ ۲۸۲)

اب ہم گواہی کے بقیہ مسائل نقل کرتے ہیں۔

(۱۰) اگر کسی شخص کو کسی مقدمہ کے سلسلہ میں کسی چیز کا علم ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے کو گواہی کے لئے پیش کر دے، گواہی کے لئے بلائے جانے کا انتظار نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ الَّذِىْ يَاْتِىْ بِشَهَادَتِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّسْاَلَهَا۔ (صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ باب بیان خیر الشہود جزء ۲ ص ۶۳)

کیا میں تمہیں بہترین گواہ کی خبر نہ دوں (یہ وہ شخص ہے) جو قبل اس کے کہ اس سے پوچھا جائے گواہی دیتا ہے۔

(۱۱) جھوٹی گواہی ہرگز نہ دے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

سُئِلَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَبَائِرِ قَالَ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑے گناہوں کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا (بڑے

اَلْوَالِدَیْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ (صحیح بخاری کتاب الشهادة باب ما قیل فی شهادة الزور جزء۳ ص۲۲۴)

گناہ یہ ہیں): اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی شخص کو قتل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔

(۱۲) رضاعت کے معاملہ میں صرف اس عورت کی گواہی کافی ہے جس نے دودھ پلایا ہو۔

حضرت عقبہ بن الحارثؓ فرماتے ہیں:۔

تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ اِنِّیْ قَدْ اَرْضَعْتُكُمَا فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَكَیْفَ وَقَدْ قِیْلَ دَعْهَا عَنْكَ اَوْ نَحْوَهٗ (صحیح بخاری کتاب الشهادة باب شهادة المرضعة جزء۴ ص۲۲۶)

میں نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ ایک عورت آئی اور کہنے لگی میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا (اب تم) کیسے (اسے رکھ سکتے ہو) جبکہ یہ بات کہی گئی ہے۔ اسے اپنے سے علیحدہ کر دو۔

(۱۳) گواہ کو چاہئے کہ لوگوں کے ڈر سے حق بات کو نہ چھپائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا یَمْنَعَنَّ اَحَدَكُمْ هَیْبَةُ النَّاسِ اَنْ یَّقُوْلَ فِیْ حَقٍّ اِذَا رَاٰهُ اَوْ شَهِدَهٗ اَوْ سَمِعَهٗ۔ (رواہ احمد وسندہ صحیح بلوغ باب نہی الشاهد عن کتمان الحق خشیة الناس جزء۱۵ ص۲۲۱)

تم میں سے کسی شخص کو بھی لوگوں کا ڈر حق بات کہنے سے باز نہ رکھے جب اس حق کو اس نے دیکھا ہو یا وہ (اس وقت) موجود تھا یا اس نے سُنا ہو۔

(۱۴) خائن، خائنہ، زانی اور زانیہ کی گواہی قبول نہ کی جائے نہ کسی شخص کی گواہی اس شخص کے خلاف قبول کی جائے جس سے وہ بغض رکھتا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا تَجُوْزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَّلَا خَائِنَةٍ وَّلَا زَانٍ وَّلَا زَانِیَةٍ وَّلَا ذِیْ غِمْرٍ عَلٰى اَخِیْهِ (ابوداؤد کتاب القضا باب من ترد شهادته جزء۲ ص۱۵۱ سندہ قوی)

خیانت کرنے والے مرد، خیانت کرنے والی عورت، زنا کرنے والے مرد، زنا کرانے والی عورت اور بغض رکھنے والے کی گواہی اپنے (کسی) بھائی کے خلاف قبول نہیں ہوگی۔

(۱۵) کسی ایسے شخص کی گواہی اس شخص کے حق میں قبول نہ کی جائے جس کا وہ گواہی دینے والا شخص محتاج ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں:۔
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَدَّ شَہَادَۃَ الْخَائِنِ وَالْخَائِنَۃِ وَذِی الْغِمْرِ عَلٰی اَخِیْہِ وَرَدَّ شَہَادَۃَ الْقَانِعِ لِاَھْلِ الْبَیْتِ وَاَجَازَھَا لِغَیْرِھِمْ (ابوداؤد کتاب القضاء باب من ترد شہادۃ جزء ۲ ص ۱۵۱ سند ہ صحیح)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خائن، خائنہ اور بغض رکھنے والے کی شہادت کو مسترد فرمایا اور ایسے آدمی کی گواہی ان لوگوں کے حق میں رد فرمادی جن کا وہ گواہ محتاج ہو البتہ دوسروں کے حق میں اس کی گواہی کو جائز رکھا۔

طلاق کے جملہ مسائل

طلاق کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل احکام سورۃ البقرہ کی آیات ۲۲۸ تا ۲۳۷ کی تفسیر میں گذر چکے ہیں (پہلی جلد ص ۸۵۴ پر ملاحظہ فرمائیں)۔

(۱) مطلقہ عورتیں عدت گذرنے کے بعد نکاح کرسکتی ہیں (عدت کے زمانہ میں نکاح نہیں کرسکتی)

(۲) مطلقہ عورتوں کے پیٹ میں اگر بچہ ہے تو اسے نہ چھپائیں (حمل کو چھپا کر وہ معمولی عدت کے بعد حالت حمل میں وقت سے پہلے نکاح نہ کریں حاملہ عورت کی عدت وضع حمل تک ہوتی ہے، انہیں چاہیئے کہ حمل کو ظاہر کریں اور وضع حمل کے بعد ہی نکاح کریں)۔

(۳) اگر ایک یا دو طلاقیں دی ہوں تو عدت کی مدت کے اندر شوہروں کو اپنی مطلقہ بیویوں سے رجوع کرنے کا اختیار ہے۔

(۴) اگر ایک یا دو طلاقیں دی ہوں اور عدت کی مدت گذر جائے تو اگر دونوں میاں بیوی راضی ہوں تو دوبارہ نکاح کیا جاسکتا ہے۔ ولی کو اختیار نہیں کہ وہ عورت کو نکاح سے روکے۔

(۵) اگر تین طلاق دے دی ہوں تو پھر نہ رجوع ہوسکتا ہے اور نہ عدت گذرنے کے بعد نکاح ہوسکتا ہے۔ اگر وہ مطلقہ عورت کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ شوہر جماع کے بعد اسے طلاق دیدے تو پھر مطلقہ عورت عدت گذار کر پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کرسکتی ہے بشرطیکہ انہیں یقین ہو کہ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے حدود کو برقرار رکھ سکیں گے۔

(۶) طلاق پاکی کے زمانہ میں دینی چاہیئے یا حمل کے زمانہ میں (اذیت ماہانہ میں طلاق نہ دے)۔

(۷) اگر اذیت ماہانہ میں طلاق دے تو رجوع کرے۔ اس طلاق سے بیوی کو رخصت نہیں کیا جا سکتا۔

(۸) تین طلاقیں اس طرح دی جائیں کہ ایک طہر (یعنی پاکی) میں صرف ایک طلاق دی جائے، اسی طرح دوسری طلاق دوسرے طہر میں اور تیسری طلاق تیسرے طہر میں دی جائے۔

(۹) جس طہر میں جماع کیا ہو اس طہر میں دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی ایسے طہر میں طلاق دی جائے جس میں جماع نہ کیا ہو (طلاق کے بعد اگر عدت میں جماع کرلیا تو وہ رجوع سمجھا جائیگا)۔

(۱۰) طلاق، عدت (یعنی طہر) کے شروع میں دی جائے (یعنی طلاق اس وقت دی جائے جب بیوی اذیت ماہانہ سے نہا دھو کر آئی ہو)۔

(۱۱) ایک طہر میں دی ہوئی تین طلاقیں ایک طلاق شمار ہوں گی۔

(۱۲) رجوع کرتے وقت یا طلاق دیتے وقت دو عادل مسلم گواہ کرلے۔

(۱۳) مطلقہ عورت کو خوش اسلوبی کے ساتھ کچھ مال و متاع دے کر رخصت کرے۔

(۱۴) شوہر مطلقہ عورت سے مہر واپس نہیں لے سکتا۔

(۱۵) رجعی طلاقوں کی تعداد صرف دو ہے (دو طلاقوں تک شوہر عدت کے اندر رجوع کرسکتا ہے یا عدت کے بعد نکاح کرسکتا ہے۔

(۱۶) جب کسی شوہر نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہوں تو مطلقہ بیوی کو اس شوہر کے لئے حلال کرنے کے لئے کوئی دوسرا مرد اس سے نکاح نہ کرے۔ ایسا نکاح نہ نکاح ہوگا اور نہ طلاق دینے کے بعد وہ بیوی اپنے پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگی۔

(۱۷) بیوی پر ظلم و زیادتی کرنے کی نیت سے رجوع نہ کرے۔

(۱۸) اگر شوہر اپنے بچہ کو مطلقہ بیوی سے دودھ پلوانا چاہے تو مطلقہ بیوی کو رضاعت کے دو سال پورے ہونے تک دودھ پلانا چاہیئے۔ اگر آپس کے مشورہ سے ۲ دو سال سے پہلے دودھ چھڑوادیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ دودھ پلانے کے زمانہ میں شوہر اپنی مطلقہ بیوی کے اخراجات برداشت کرے۔

(۱۹) اگر بیوی کو اس حالت میں طلاق دے کہ نہ اس کو ہاتھ لگایا ہو اور نہ مہر مقرر کیا ہو تو رخصت کے وقت اپنی حیثیت اور معروف کے مطابق کچھ مال دے۔ اگر مہر مقرر کر دیا ہو تو نصف مہر دے۔ اگر بیوی یا اس کا ولی اس نصف مہر کو معاف کردے تو بہتر ہے۔

(۲۰) مطلقہ عورتوں کی عدت مندرجہ ذیل ہے:۔

مطلقہ عورت کی قسم	عدت کی مدت
(۱) وہ مطلقہ عورت جس کو اذیت ماہانہ آتی ہو۔	پاکی و ناپاکی کے تین دور۔ تیسری ناپاکی کے بعد عدت ختم ہو جائے گی۔ (البقرہ۔۲۲۸)
(۲) وہ مطلقہ عورت جس کو اذیت ماہانہ آنی بند ہو جائے۔	تین مہینے (الطلاق۔۴)

(۳) وہ مطلقہ عورت جو حاملہ ہو۔ | وضع حمل تک (یعنی جب تک بچہ تولد نہ ہو) (الطلاق ۔۴)

(۴) وہ عورت جس کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی گئی ہو۔ | کوئی عدت نہیں (الاحزاب ۔۴۹)

(۲۱) شوہر کو چاہیئے کہ ایک یا دو طلاق کے بعد مطلقہ عورت کو عدت کے زمانہ میں اپنے گھر سے نہ نکالے اور نہ وہ خود نکلے البتہ اگر وہ کھلی بے حیائی کرے تو نکال دینا چاہیئے۔

(۲۲) تیسری طلاق کے بعد مطلقہ بیوی شوہر کے گھر سے منتقل ہو جائے۔

(۲۳) مطلقہ عورت کو اگر حمل ہو تو وضع حمل تک شوہر کو اپنی حیثیت کے مطابق اس کا خرچ برداشت کرنا چاہیئے۔

(۲۴) اگر وضع حمل عدت کی دوسری مقررہ مدتوں سے پہلے واقع ہو جائے تو وضع حمل ہوتے ہی عدت ختم ہو جائے گی۔

(۲۵) دو طلاقوں تک شوہر پر فرض ہے کہ عدت کے زمانہ میں مطلقہ کو اپنے گھر میں رکھے۔ اس کا خرچ برداشت کرے۔ تیسری طلاق کے بعد نہ شوہر پر اسے اپنے گھر میں رکھنا فرض ہے اور نہ اس کے ذمہ اس کا خرچ ہے۔

(۲۶) مطلقہ عورت جہاں عدت گذارے وہاں سے عدت کے زمانے میں باہر نہ نکلے۔ اگر ضرورتاً نکلے تو کوئی حرج نہیں۔

اب ہم طلاق کے بقیہ مسائل لکھتے ہیں:۔

(۲۷) اگر زبردستی طلاق دلوائی جائے تو وہ واقع نہیں ہو گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَا طَلَاقَ وَلَا عِتَاقَ فِیْ اِغْلَاقٍ (رواہ الحاکم فی کتاب الطلاق باب لا طلاق ولا عتاق فی اغلاق جزء۲ صہ۱۹۸ و سندہ صحیح۔ بلوغ جزء۷ صہ۱۱) | جبراً اگر طلاق دلوائی جائے یا (غلام کو) آزادی دلوائی جائے تو نہ وہ طلاق واقع ہو گی اور نہ غلام آزاد ہو گا۔

(۲۸) طلاق حلال کاموں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے لہذا جہاں تک ہو سکے طلاق نہ دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا اَحَلَّ اللّٰہُ شَیْئًا اَبْغَضَ اِلَیْہِ مِنَ الطَّلَاقِ (رواہ الحاکم فی کتاب الطلاق | اللہ تعالیٰ نے کسی ایسی چیز کو حلال نہیں کیا جو طلاق سے زیادہ اسے ناپسندیدہ ہو۔

باب ما احل اللہ شیئا ابغض الیہ من الطلاق، سندہ صحیح۔ المستدرک جزء ۲ صـ۱۹۶ ورواہ ابوداؤد و سندہ صحیح نیل جزء ۶ صـ۱۸۷)

(۲۹) نکاح سے پہلے دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لَاطَلَاقَ قَبْلَ نِكَاحٍ (رواہ الحاکم فی کتاب الطلاق باب لاطلاق لمن یملك صححہ الذھبی۔ المستدرک جزء ۲ صـ۲۰۵)

نکاح سے پہلے دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہو گی۔

(۳۰) اذیت ماہانہ میں دی ہوئی طلاق سے جدائی تو نہیں ہو گی لیکن یہ طلاق شمار کی جائے گی۔

حضرت عمرؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔

تُحْتَسَبُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ (صحیح بخاری کتاب الطلاق باب اذا طلقت الحائض جزء ۷ صـ۵۲و۵۳)

(کیا ابن عمر کی ناپاکی میں دی ہوئی طلاق) شمار کی جائے گی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں۔

(۳۱) طلاق کے بعد بچے کی پرورش کی زیادہ حق دار ماں ہے جب تک دوسرا نکاح نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت سے فرمایا:۔

اَنْتِ اَحَقُّ بِهٖ مَالَمْ تَنْكِحِيْ (احمد ابوداؤد سندہ صحیح بلوغ جزء ۱۷ صـ۶۱)

تم اس بچہ کی زیادہ حق دار ہو جب تک تم نکاح نہ کرو۔

(۳۲) اگر بچہ کی ماں مرجائے تو اس بچہ کی پرورش کی حق دار اس کی خالہ ہے۔

حضرت براءؓ فرماتے ہیں:۔

(اِنَّ فِی ابْنَةِ حَمْزَةَ) اخْتَصَمَ فِيْهَا عَلِيٌّ وَّزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ فَقَالَ عَلِيٌّ اَنَا اَحَقُّ بِهَا وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّيْ وَقَالَ جَعْفَرٌ ابْنَةُ عَمِّيْ وَخَالَتُهَا تَحْتِيْ وَقَالَ زَيْدٌ ابْنَةُ اَخِيْ فَقَضٰى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا وَقَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ (صحیح بخاری کتاب الصلح باب

حضرت حمزہ کی بیٹی کے سلسلہ میں علی، زید اور جعفر میں اختلاف ہوا۔ علی نے کہا میں اس (کی پرورش) کا زیادہ حق دار ہوں۔ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ جعفر نے کہا: یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے۔ زید نے کہا یہ میرے (دینی) بھائی کی بیٹی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لڑکی کا فیصلہ خالہ کے حق میں کیا اور فرمایا:

کیف یکتب ھذا اما صالح فلان ($\frac{۳}{۲۴۲}$) خالہ بمنزلہ ماں کے ہے۔

(۴۴) اگر بچہ بڑا ہو تو اسے اختیار ہے خواہ ماں کے ساتھ رہے یا باپ کے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

خَیَّرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غُلَامًا بَیْنَ اَبِیْہِ وَاُمِّہٖ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الاحکام باب ماجاء فی تخییر الغلام جزء اول ص۲۱۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے کو اس کے باپ اور اس کی ماں کے درمیان (کسی ایک کو) اختیار کرنے کا حکم دیا۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ
اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا
شَدِيْدًا وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨﴾
فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ
عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ﴿٩﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ
لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فَاتَّقُوا اللّٰهَ
يٰاُولِى الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ﴿١٠﴾
رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ

مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ
اِلَى النُّوْرِ، وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ
وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَا اَبَدًا، قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ
رِزْقًا ﴿١١﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ
سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ،
يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا

اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰہَ قَدۡ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عِلۡمًا ﴿۱۲﴾

ترجمہ

اور (اے رسول) کتنی ہی بستیاں ہیں جنہوں نے اپنے رب اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرتابی کی تو ہم نے ان سے سخت حساب لیا اور ان کو بہت بڑے عذاب میں مبتلا کر دیا ﴿۸﴾ انہوں نے اپنے کئے کی سزا کا مزا چکھا اور ان کے کام کا انجام نقصان (ہی نقصان) رہا ﴿۹﴾ اللہ نے ان کے لئے شدید عذاب تیار کر رکھا ہے لہذا اے عقل والو، (یعنی اے وہ لوگو) جو ایمان لے آئے ہو اللہ سے ڈرتے رہنا، اللہ نے تمہاری طرف ذکر نازل کر دیا ہے ﴿۱۰﴾ (اور) ایک رسول کو (بھیج دیا ہے) جو تم کو اللہ کی واضح آیات پڑھ پڑھ کر سناتا ہے تاکہ وہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کر رہے ہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو اللہ اس کو ایسی جنتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، (ایسے لوگ) ان میں ہمیشہ رہیں گے، جنتی کے لئے اللہ نے بہت اچھا رزق تیار کر رکھا ہے ﴿۱۱﴾ اللہ ہی ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور ان ہی کے مثل سات زمینیں (پیدا کیں) آسمانوں اور زمینوں میں (اللہ کے) احکام نازل ہوتے رہتے ہیں تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ نے ہر چیز کو اپنے علم کے لحاظ سے گھیر رکھا ہے ﴿۱۲﴾

معانی و مصادر

(عَتَتۡ) عَتَا، یَعۡتُوۡ، عُتُوٌّ و عُتِیٌّ (ن)
عَتِیَ، یَعۡتٰی، عِتِیًّا (س)، تکبر اور کفر میں زیادتی کرنا، حد سے گذرنا۔

(نُکۡرًا) نَکِرَ، یَنۡکَرُ، نَکَرٌ و نُکۡرٌ و نُکُوۡرٌ و نَکِیۡرٌ (س) نہ پہچاننا، (نُکۡرٌ = منکر، بہت برا کام)۔

(وَبَالٌ) وَبُلَ، یَوۡبُلُ، وَبَالٌ و وَبۡلٌ و وُبُوۡلٌ (ك) سخت ہونا۔ (وَبَالٌ = برا کام، شدت)

(اَلْبَابُ) لَبِبَ، يَلْبَبُ، لَبَبُ وَلَبٌ وَلَبَابَةٌ (س) عقل مند ہونا (اَلْبَابُ = لُبٌّ کی جمع، عقلیں)۔

تفسیر کفار کو دھمکی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا) اور (اے رسول) کتنی ہی بستیاں ہیں جنہوں نے اپنے رب اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرتابی کی تو ہم نے ان سے سخت حساب لیا اور ان کو بہت برے عذاب میں مبتلا کر دیا (فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا) انہوں نے اپنے کئے کی سزا کا مزا چکھا اور ان کے کام کا انجام نقصان (ہی نقصان) رہا (اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا) (مزید برآں آخرت میں) اللہ نے ان کے لئے شدید عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝
(محمد۔ ۱۳)

اور (اے رسول) کتنی ہی بستیوں کو ہم نے ہلاک کر ڈالا (حالانکہ) وہ قوت میں آپ کی بستی سے جس نے آپ کو نکالا کہیں زیادہ تھیں (ان کی قوت ان کے کچھ کام نہ آئی اور) نہ ان کو کوئی مددگار ہی ملا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ۭ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ۝
(قٓ۔ ۳۶)

اور (اے رسول) ان سے پہلے ہم نے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کر ڈالا جو قوت میں ان سے کہیں زیادہ تھیں پھر (جب ہمارا عذاب آیا تو) انہوں نے بھاگ کر (تمام) شہروں میں جائے پناہ تلاش کرنے کے لئے گشت لگایا تو کیا (انہیں) کوئی بھاگنے کی جگہ (ملی)؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۝ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ

اور نوح کی قوم نے بھی جب رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو غرق کر دیا اور ان کو لوگوں کے لئے (عبرت کی) ایک نشانی بنا دیا۔ دنیا میں تو ان کو یہ سزا ملی کہ غرق کر دئے گئے) اور (آخرت میں) ہم نے ان ظالموں کے لئے دردناک

وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ○ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۭ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ○

(الفرقان ۔ ۳۷ تا ۴۰)

عذاب تیار کر رکھا ہے اور عاد کو، ثمود کو اور کنویں والوں کو اور ان کے درمیان اور بہت سی امتوں کو (ہم نے ہلاک کر ڈالا) اور ہر امت کے لئے ہم نے (عبرتناک) مثالیں بیان کیں (لیکن جب وہ نہ مانے) تو ہم نے ان سب کو ہلاک کر ڈالا اور (اے رسول) یہ کافر اس بستی پر سے گذرتے ہیں جس بستی پر ہم نے (بڑی) بری (طرح سنگ) باری کی تھی تو کیا انہوں نے (اس کو تباہ و برباد حالت میں) نہیں دیکھا (ضرور دیکھا ہے لیکن ایمان نہ لانے کی اصل وجہ یہ نہیں کہ انہوں نے عبرتناک مناظر نہیں دیکھے) بلکہ (اصل وجہ یہ ہے کہ) انہیں دوبارہ زندہ ہونے کی کوئی توقع نہیں۔

اس دھمکی کا مقصد یہ تھا کہ اگر کفار ایمان نہیں لائے اور احکام الٰہی اور احکام رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرتابی کرتے رہے تو ایک نہ ایک دن ان پر بھی عذاب نازل ہوگا اور وہ نیست و نابود کر دئے جائیں گے پھر قیامت کے دن ان پر سخت عذاب ہوگا۔

آگے فرمایا (فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا) تو اے عقلمندو (یعنی اے وہ لوگو) جو ایمان لے آئے ہو (تم کافروں کی طرح نہ ہو جانا) اللہ سے ڈرتے رہنا، اللہ نے تمہاری طرف ذکر نازل کر دیا (رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ) (اور) ایک رسول کو (بھیج دیا ہے) جو تم کو اللہ کی واضح آیات پڑھ پڑھ کر سناتا ہے تاکہ وہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کر رہے ہیں (گمراہی کی) تاریکیوں سے نکال کر (ہدایت کی) روشنی کی طرف لے آئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ڐ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۤ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ

دین (اسلام کو منوانے) میں (کسی پر) جبر نہیں (کیا جائے)۔ ہدایت گمراہی سے واضح طور پر ممیز ہو چکی ہے (جس کا جی چاہے ایمان لائے اور جس کا جی چاہے کفر کرے) ہاں جو شخص طاغوت (یعنی غیر اللہ کے الٰہ ہونے کا انکار کرے

الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ، وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ، اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

(البقرۃ - ۲۵۶، ۲۵۷)

اور اللہ پر ایمان لے آئے تو وہ مضبوط حلقہ پکڑ کر لٹک گیا وہ کڑا ایسا ہے کہ کبھی نہیں ٹوٹے گا۔ اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ ایمان والوں کا دوست اللہ ہے جو انہیں (گمراہی کی) تاریکیوں سے نکال کر نور (ہدایت) کی طرف لے آتا ہے اور کافروں کے دوست شیطان ہیں جو انہیں نور (ہدایت) سے نکال کر (گمراہی کی) تاریکیوں کی طرف لے آتے ہیں، یہ لوگ (جو شیطان کے بہکانے سے گمراہی کی تاریکیوں میں آجاتے ہیں) دوزخی ہیں اور یہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

آگے فرمایا (وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا، قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا) اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو اللہ اس کو ایسی جنتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں (ایسے لوگ) ان (جنتوں) میں ہمیشہ رہیں گے۔ اس کے لئے (یعنی جنتی کے لئے) اللہ نے بہت اچھا رزق تیار کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ○ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ○ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ○ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ، كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ○ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ○ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ○ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ

بے شک متقی لوگ باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے، جو کچھ ان کے رب نے انہیں دیا ہوگا اس میں وہ خوش ہوں گے، ان کے رب نے انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیا ہوگا۔ (ان سے کہا جائے گا) جو عمل تم (دنیا میں) کرتے رہے تھے ان کے صلہ میں مزے سے کھاتے پیتے رہو۔ وہ صف بصف بچھے ہوئے تختوں پر تکیہ لگا کر بیٹھے ہوں گے، بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے ہم ان کا نکاح کر دیں گے اور (اے رسول) جو لوگ ایمان لائے پھر ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی تو ہم ان کی اولاد کو ان سے ملا دیں گے اور ان کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہیں

كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ○

(الطور۔ ۱۷ تا ۲۴)

کریں گے، ہر شخص اپنے عمل کا مرہون (منت) ہوگا اور (اے رسول) جس قسم کے میوے اور گوشت کو ان کا جی چاہے گا ہم انہیں مہیا کریں گے۔ (خوش طبعی کے طور پر) وہ آپس میں جام (شراب) کی چھینا جھپٹی بھی کریں گے جس کے پینے سے نہ تو وہ لغو بات کہیں گے اور نہ گناہ کی بات کریں گے۔ ان کے غلام ان کے پاس آتے جاتے رہیں گے، (وہ اتنے حسین ہوں گے) گویا کہ وہ چھپائے ہوئے (آبدار) موتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ○ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ○ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ○ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○

(الزخرف۔ ۶۷ تا ۷۳)

اس دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متقین کے (کہ وہ ایک دوسرے کے دوست ہی رہیں گے) (اللہ ان سے فرمائیگا) اے میرے بندو، آج نہ تمہیں کوئی خوف ہوگا اور نہ تم غمگین ہوگے۔ (یہ لوگ وہ ہوں گے) جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تھے اور مسلم تھے۔ (اللہ ان سے فرمائے گا) تم اور تمہاری بیویاں شاداں و فرحاں جنت میں داخل ہوجاؤ، ان پر سونے کی رکابیوں اور سونے کے جاموں کا دور چلے گا اس میں (ان کے لئے) ہر وہ چیز ہوگی جس کو (ان کا) جی چاہے گا اور جو (ان کی) آنکھوں کو لذت بخشے گا اور (پھر ان سے کہا جائے گا اے متقی لوگو) تم اس میں ہمیشہ رہوگے۔ یہ جنت جس کے تم وارث کئے گئے ہو ان اعمال کا صلہ ہے جو تم (دنیا میں) کرتے رہے تھے، تمہارے لئے اس میں بہت سے میوے ہیں جن کو تم کھاؤ گے۔

آگے فرمایا (اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ) اللہ ہی ہے جس

نے سات آسمان بنائے اور ان ہی کی مثل (سات) زمینیں (بنائیں)۔

آسمان سات ہیں اور یہ چیز قرآن مجید میں جگہ جگہ بیان ہوئی ہے۔ زمینیں بھی سات ہیں۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید میں بس یہی ایک آیت ہے البتہ بعض احادیث میں سات زمینوں کا ذکر ملتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّهٗ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرْضِيْنَ۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ماجاء فی سبع ارضین جزء ۴ ص۱۳۰ و صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم الظلم وغصب الارض جزء اول ص۷۰۳)

جس شخص نے (کسی دوسرے کی) بالشت بھر زمین بھی ناحق لے لی تو قیامت کے دن ساتوں زمینوں کا طوق اسے پہنایا جائے گا۔

آگے فرمایا (يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا) آسمانوں میں اور زمینوں میں (اللہ کے) احکام نازل ہوتے رہتے ہیں تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ نے ہر چیز کو اپنے علم کے لحاظ سے گھیر رکھا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے حکم نازل فرماتا ہے)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ (الم تنزیل ۔ ۵)

وہی آسمان سے (لے کر) زمین تک ہر کام کی تدبیر کرتا ہے پھر ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہارے حساب سے ایک ہزار سال کے برابر ہے وہ کام اس کی طرف چڑھ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ (یونس ۔ ۳۱)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے تم کو آسمان اور زمین سے رزق کون دیتا ہے؟ (تمہارے) کانوں اور (تمہاری) آنکھوں کا مالک کون ہے؟ کون بے جان سے جاندار کو پیدا کرتا ہے اور کون جاندار سے بے جان کو پیدا کرتا ہے اور کون ہے وہ جو (کائنات کے تمام)

کاموں کی تدبیر کرتا ہے یہ لوگ جواب دیں گے کہ اللہ، تو پھر آپ ان سے پوچھئے کہ تم (اللہ سے) کیوں نہیں ڈرتے (کیوں شرک میں مبتلا ہو؟)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ، كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى، یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ○

(الرعد - ۲)

اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بلند کر دیا جیسا کہ تم اسے دیکھتے ہو، پھر وہ عرش پر جلوہ افروز ہوا اور سورج اور چاند کو مسخر کر دیا، (ان میں سے) ہر ایک وقت مقررہ تک کے لئے گردش کر رہا ہے، (خبردار) اللہ (تعالیٰ) ہی (کائنات کے) ہر کام کی تدبیر کرتا ہے وہ (اپنی) آیات کو علیحدہ علیحدہ بیان کر رہا ہے تا کہ تمہیں اپنے رب کی ملاقات کا یقین آ جائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَ هُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ، وَ هُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ ○ وَ تَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا، وَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ، وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

(الزخرف - ۸۴ و ۸۵)

اے (اے لوگو) وہی ہے جو آسمانوں میں بھی اللہ ہے اور زمین میں بھی اللہ ہے اور وہ حکمت والا اور علم والا ہے اور (اے لوگو) بابرکت ہے وہ ذات جس کی بادشاہت ہے آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس میں بھی، اور قیامت کا علم اسی کو ہے اور اسی کی طرف تم سب کو لوٹائے جاؤ گے۔

الغرض آسمانوں میں اور زمینوں میں صرف اللہ تعالیٰ کی حکومت ہے۔ صرف اسی کے احکام چلتے ہیں۔ ہر کام اس کی نگرانی میں چل رہا ہے اور اسے ان تمام چیزوں کا علم ہے جن کے متعلق وہ احکام صادر کرتا رہتا ہے۔ کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ پوری کائنات کا نظام اس کے ہاتھ میں ہے کسی دوسرے کی اس میں کوئی شرکت نہیں۔

عمل

اے لوگو، ایمان لائیے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکام پر چلئے، ایسا نہ ہو کہ ایمان

نہ لانے کی شامت میں اللہ تعالیٰ کا عذاب آجائے اور آپ کو تباہ و برباد کر دیا جائے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف اپنا رسول بھیج دیا ہے، اس کی ہدایت کے مطابق چلتے رہئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کو آپ کے تمام کاموں کا علم ہے۔ انہی کاموں کے مطابق اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جزا و سزا کا فیصلہ فرمائے گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۂ تحریم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

بہت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ
اللّٰهُ لَكَ، تَبۡتَغِیۡ مَرۡضَاتَ اَزۡوَاجِكَ،
وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱﴾ قَدۡ فَرَضَ
اللّٰهُ لَكُمۡ تَحِلَّةَ اَیۡمَانِكُمۡ
وَاللّٰهُ مَوۡلٰىكُمۡ، وَهُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَكِیۡمُ ﴿۲﴾
وَاِذۡ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعۡضِ اَزۡوَاجِهٖ

حَدِيثًا، فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ
اللَّهُ عَلَيْهِ، عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ
عَنْ بَعْضٍ، فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ
مَنْ أَنْبَأَكَ هَٰذَا، قَالَ نَبَّأَنِيَ
الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ③ إِنْ تَتُوبَا إِلَى
اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا،
وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ
مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ،
وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ ④

ترجمہ اے نبی، جو چیز اللہ نے آپ کے لئے حلال کر دی ہے آپ اسے (قسم کھاکر) کیوں (اپنے اوپر) حرام کرتے ہیں، (کیا) آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں؟ اور (اے نبی) اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے (۱) اللہ نے تم لوگوں کے لئے تمہاری قسموں کے توڑنے کا کفارہ مقرر کر دیا ہے (لہٰذا اے نبی، آپ بھی اپنی قسم توڑ کر کفارہ ادا کر دیجئے اور اللہ کی حلال کردہ چیز کو اپنے لئے حلال ہی رہنے دیجئے) اور (اس بات کو ذہن نشین رکھیئے کہ) اللہ تم سب کا کارساز ہے اور وہ علم والا، حکمت والا ہے (۲) اور جب نبی نے اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی سے چپکے سے ایک بات کہی (تو انہوں نے اسے چھپایا نہیں بلکہ ظاہر کر دیا) تو جب انہوں نے ظاہر کر دیا اور اللہ نے (اپنے) نبی کو اس (افشائے راز) کی اطلاع دی تو نبی نے اس (راز) کی بعض باتوں کو انہیں جتا دیا اور بعض باتوں سے اعراض کیا، جب نبی نے ان (بیوی) کو اس بات سے آگاہ کیا تو وہ (حیران ہو کر) پوچھنے لگیں آپ کو یہ بات کس نے بتائی (کہ میں نے راز ظاہر کر دیا)، نبی نے کہا مجھے العلیم الخبیر (اللہ) نے یہ بات بتائی (۳) (اے نبی کی بیویو) اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرو (تو تمہارے حق میں بہتر ہے) تمہارے دل (غلط بات کی طرف) مائل ہو گئے ہیں اور اگر تم نبی کے مقابلہ میں ایک دوسرے کی مدد کروگی تو اللہ، جبریل اور (تمام) صالح مومنین اس کے مددگار ہیں اور (یہی نہیں بلکہ) ان کے علاوہ تمام فرشتے بھی اس کے مددگار ہیں (۴)

معانی و مصادر

(تُحَرِّمُ) حَرَّمَ، يُحَرِّمُ، تَحْرِيْمٌ (باب تفعیل) حرام کرنا۔
(اَحَلَّ) اَحَلَّ، يُحِلُّ، اِحْلَالٌ (باب افعال) حلال کرنا۔
(تَحِلَّةً) حَلَّلَ، يُحَلِّلُ، تَحْلِيْلٌ و تَحِلَّةٌ (باب تفعیل) حلال کرنا، کفارہ ادا کرنا، اتارنا۔
(عَرَّفَ) عَرَّفَ، يُعَرِّفُ، تَعْرِيْفٌ (باب تفعیل) بتانا، تعارف کرانا۔
(صَغَتْ) صَغَا، يَصْغُوْا، صَغْوٌ (ن) صَغِيَ، يَصْغٰى، صَغًى (س) جھک جانا۔
(تَظٰهَرَ) تَظَاهَرَ، يَتَظَاهَرُ، تَظَاهُرٌ (باب تفاعل) ظاہر ہونا، ظاہر کرنا، تعاون کرنا۔
(ظَهِيْرٌ) ظَهَرَ، يَظْهَرُ، ظَهْرٌ و ظُهُوْرٌ (ف) مدد کرنا (ظَهِيْرٌ = مددگار)

شانِ نزول حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ اَنَّ اَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم (جب عصر کے بعد تمام بیویوں کے پاس جاتے تو) حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کے ہاں (کچھ دیر زیادہ) ٹھہر جاتے۔ آپ ان کے ہاں شہد پیا کرتے تھے (اس لئے آپ کو کچھ دیر زیادہ ہو جاتی تھی) تو میں نے

إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ فَنَزَلَتْ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ إِلَى قَوْلِهِ إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ (وَفِي رِوَايَةٍ وَقَدْ حَلَفْتُ لَا تُخْبِرِي بِذٰلِكَ أَحَدًا) صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور باب اذا حرم طعام جزء ۸ ص۱۷۵ وکتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ التحریم جزء ۶ ص۱۹۴ وصحیح مسلم کتاب الطلاق باب وجوب الکفارۃ علی من حرم امراتہ جزء اول ص۶۳۰)

اور حفصہؓ نے آپس میں یہ طے کیا کہ جس کے ہاں بھی آپ تشریف لائیں وہ (آپ سے) یہ کہے: مجھے آپ (کے منہ) سے مغافیر کی بو آتی ہے، آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ الغرض جب آپ ان دونوں میں سے کسی ایک کے ہاں تشریف لائے تو اس (بیوی) نے آپ سے وہی بات کہی۔ آپ نے فرمایا: نہیں (میں نے مغافیر نہیں کھایا) بلکہ میں نے زینبؓ کے ہاں شہد پیا ہے اور اب قسم کھاتا ہوں کہ (آئندہ) ہرگز نہیں پیوں گا، تم اس بات کو کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ اس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں (ترجمہ) اے نبی، آپ اس چیز کو کیسے حرام کرتے ہیں جس چیز کو اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے۔

تفسیر شانِ نزول سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینبؓ کے ہاں شہد پینے کے لئے کچھ زیادہ دیر ٹھہر جاتے تھے۔ ازواج مطہرات میں سے دو بیویوں یعنی حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ کو ان کے ہاں زیادہ ٹھہرنا بارِ ہی نہیں گذرا بلکہ ناقابلِ برداشت ہوگیا۔ ان کی خواہش تھی کہ اُن کے پاس جلدی تشریف لے آیا کریں لہذا انہوں نے ایک ترکیب سوچی جو اوپر شانِ نزول میں بیان کی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدبو سے سخت نفرت تھی لہذا آپ نے قسم کھائی کہ آپ آئندہ شہد ہرگز نہیں پئیں گے۔ اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہد کو اپنے اوپر حرام کر لینا گوارا نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ، وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ) اے نبی: جو چیز اللہ نے آپ کے لئے حلال کر دی ہے آپ اسے (قسم کھا کر) کیوں (اپنے اوپر) حرام کرتے ہیں، (کیا) آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں (اور اپنے اوپر بلاوجہ پابندی عائد کرتے ہیں) اور (اے رسول) اللہ تو بہت معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے (یہ اس کی معافی اور رحم و کرم ہی کا تقاضا ہے کہ اس نے قسم کے ذریعہ جو پابندیاں پیدا ہو جائیں ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ذریعہ بتا دیا اور کفارے کے ذریعہ قسم توڑنے کی معافی دے دی، آپ اس معافی سے فائدہ اٹھائیے)۔

(قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللّٰهُ مَوْلٰكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ) اللہ نے

تم لوگوں کے لئے تمہاری قسموں کے توڑنے کا کفارہ مقرر کر دیا ہے (اس کفارہ کو ادا کر دیجئے اور قسم توڑ دیجئے اور اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو اپنے لئے حلال ہی رہنے دیجئے) اللہ تم سب کا کارساز ہے (یہ اسی کی کارسازی ہے کہ اس نے تم لوگوں کے لئے پابندی سے آزاد ہونے کا آسان ذریعہ مقرر کر دیا) وہ علم والا اور حکمت والا ہے (اس نے اپنے علم سے تمام مسائل کو حکمت کے ساتھ مشروع کیا ہے)۔

آگے فرمایا (وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا) اور جب نبی نے اپنی بیویوں میں سے کسی ایک بیوی سے چپکے سے کوئی بات کہی (اور انہیں اس بات کو چھپانے کے لئے ہدایت کر دی تو ہوا یہ کہ انہوں نے اسے ظاہر کر دیا) (فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ) تو جب انہوں نے اسے ظاہر کر دیا اور اللہ نے (اپنے) نبی کو اس (افشائے راز) کی اطلاع کر دی تو نبیؐ نے اس (راز) کی بعض باتوں کو انہیں جتا دیا اور بعض باتوں سے اعراض کیا (یعنی بعض باتیں انہیں نہیں جتائیں اور نہ ان کے متعلق جواب طلب کیا) (فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا، قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ) تو جب نبی نے ان (بیوی) کو اس بات سے آگاہ کیا تو وہ (حیران ہو کر) پوچھنے لگیں، آپ کو یہ بات کس نے بتائی کہ (میں نے راز کو ظاہر کر دیا) نبیؐ نے کہا: مجھے العلیم الخبیر (اللہ) نے یہ بات بتائی۔

شانِ نزول کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد نہ کھانے کی قسم کھائی تھی اور بیوی سے یہ فرمایا تھا اس بات کو کسی سے نہ کہنا۔ شہد نہ کھانے کی قسم وہ راز تھا جسے ظاہر کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا تھا لیکن ان بیوی نے یہ بات ظاہر کر دی تو اللہ تعالیٰ نے آیات زیرِ تفسیر میں اس پر خفگی کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا) (اے نبی کی بیویو) اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرو (تو تمہارے حق میں بہتر ہے) تمہارے دل (ایک غلط بات کی طرف) جھک گئے، تمہاری باتوں سے یہ تو ظاہر ہوتا ہے کہ تم کو اللہ کے رسول سے والہانہ محبت ہے لیکن تم نے جو ترکیب سوچی وہ صحیح نہیں تھی، نہ تو تم کو اللہ کے رسول پر شہد کو حرام کرنے کی تدبیر کرنی چاہیئے تھی اور نہ جب آپ نے قسم کھا کر شہد کو حرام کر لیا تھا تو اس راز کو ظاہر کرنا چاہیئے تھا تمہارے دل غلط بات کی طرف مائل ہو گئے) (وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ، وَالْمَلٰٓىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ) اور اگر نبی کے مقابلہ میں تم ایک دوسرے کی مدد کرو گی تو اللہ، جبریل اور صالح مؤمنین (سب) نبی کے مددگار ہیں اور (یہی نہیں بلکہ) ان کے علاوہ تمام فرشتے بھی نبی کے مددگار ہیں (تم نبی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں)۔

عمل

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں حلال کر دی ہیں قسم کھا کر انہیں اپنے اوپر حرام نہ کیجئے۔

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ⑤

ترجمہ اگر وہ تم کو طلاق دے دیں تو ہو سکتا ہے کہ ان کا رب (تمہارے) بدلے میں ان کو تم سے بہتر بیویاں دے دے (جو) مسلمات، مؤمنات، فرمانبردار، توبہ کرنے والی، عبادت گزار، اور روزہ رکھنے والی (ہوں)، بیوہ بھی ہوں اور کنواری بھی ⑤

معانی و مصادر (سٰٓئِحٰتٌ) سَاحَ، يَسِيحُ، سَيْحٌ و سَيَحَانٌ و سَيَاحَةٌ و سُيُوْحٌ (ض) عبادت و رہبانیت کے لئے نکل جانا، روزے رکھنا۔

(ثَيِّبٰتٌ) ثَيَّبَ، يُثَيِّبُ، تَثْيِيْبٌ (باب تفعیل) بیوہ یا مطلقہ ہو جانا۔

(اَبْكَارٌ) اَبْكَارٌ = بِكْرٌ کی جمع، کنواریاں

شانِ نزول حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:۔

بَلَغَنِيْ مُعَاتَبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ نِسَآئِهٖ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِنَّ

مجھے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بیویوں سے خفا ہو گئے ہیں۔ میں ان کے

قُلْتُ اِنِ انْتَهَيْتُنَّ اَوْ لَيُبَدِّلَنَّ اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا مِّنْكُنَّ حَتّٰى اَتَيْتُ اِحْدٰى نِسَائِهٖ قَالَتْ يَا عُمَرُ اَمَا فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَعِظُ نِسَاءَهٗ حَتّٰى تَعِظَهُنَّ اَنْتَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَسٰى رَبُّهٗ۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ البقرۃ جز ۶ ص ۲۲)

پاس گیا۔ میں نے کہا: اگر تم (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو ناراض کرنے سے باز نہیں آؤ گی تو اللہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے بدلہ میں ایسی بیویاں دے دیگا جو تم سے بہتر ہوں گی۔ ان میں سے ایک بیوی کے پاس جب میں گیا تو انہوں نے کہا: اے عمر کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے گھریلو معاملات) میں دخل دیتے ہو۔ کیا آپ اپنی بیویوں کو نصیحت نہیں کر سکتے کہ تم ان کو نصیحت کر رہے ہو۔ اسی موقع پر یہ آیتیں نازل ہوئیں عَسٰى رَبُّهٗ۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا) (اے نبی کی بیویو) اگر نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو طلاق دے دیں تو ہو سکتا ہے کہ ان کا رب (تمہارے) بدلہ میں ان کو تم سے بہتر بیویاں عطا فرمادے جو مسلمات ہوں، مؤمنات ہوں، فرمانبردار ہوں، توبہ کرنے والی ہوں، عبادت گزار ہوں، روزہ رکھنے والی ہوں، بیوہ بھی ہوں اور کنواری بھی۔

آیت زیر تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ازواج مطہرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طلاق دے دی تو اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بہتر بیویاں عطا فرمائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسری بیویاں عنایت نہیں فرمائیں لہذا ثابت ہوا کہ ازواج مطہرات نے پھر کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ نے بیویوں کی جو خصوصیات بیان کیں ان میں سرفہرست مسلمات کو رکھا اس لئے کہ بمصداق (هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ الحج۔ ۷۸) مسلمات ان کا ذاتی اور اصلی نام ہے۔ اس نام کو ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی دوسری خصوصیات بیان کیں جن کی حیثیت صفات کی ہے اور وہ سب صفات تابع ہیں ذاتی نام "مسلمات" کے یعنی وہ صرف مسلمات ہی نہیں ہوں گی بلکہ ان صفات کے لحاظ سے وہ بہت اعلیٰ درجہ پر فائز ہوں گی۔ یہ صفات ان میں بدرجہ کمال اور بدرجہ اتم پائی جائیں گی۔

عمل

اے ایمان والو! ایمان، اطاعت، توبہ، عبادت اور روزہ کے لحاظ سے درجہ کمال حاصل کرنے کی کوشش کیجئے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ قُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ
وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ
وَٱلْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ
شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ ٱللَّهَ مَآ أَمَرَهُمْ
وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿٦﴾ يَٰٓأَيُّهَا
ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ لَا تَعْتَذِرُوا۟ ٱلْيَوْمَ
إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٧﴾

ترجمہ اے ایمان والو، اپنے کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس پر (ایسے) فرشتے (مقرر) ہیں جو (بڑے) تند خو اور سخت مزاج ہیں، اللہ جو حکم بھی ان کو دے وہ (اس کی تعمیل کرتے ہیں اور کبھی) اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ملتا ہے ⑥ (اور اے رسول، جب قیامت کا دن ہوگا تو اس دن اللہ کافروں سے فرمائیگا) اے کافرو، آج بہانے نہ بناؤ، جو عمل تم (دنیا میں) کرتے رہے تھے (آج) تمہیں انہی کا بدلہ ملے گا ⑦

معانی و مصادر (قُوا) وَقَى، يَقِى، وِقَايَةٌ وَوَقْىٌ (ض). بچانا (قُوا = یہ قِ سے جمع کا صیغہ ہے)

(وَقُودٌ) وَقَدَ، يَقِدُ، وَقْدٌ وَوَقَدٌ وَوُقُودٌ وَقَدَانٌ وَقِدَةٌ (ض) بھڑکنا (وَقُودٌ = ایندھن)۔

(غِلَاظٌ) غَلُظَ، يَغْلُظُ، غِلَاظَةٌ وَغِلَظٌ وَغُلْظَةٌ (ك) سخت اور ولدار ہونا (غِلَاظٌ = غَلِيظٌ کی جمع، تندخو)۔

(شِدَادٌ) شَدَّ، يَشِدُّ، شِدَّةٌ (ض) قوی ہونا (شِدَادٌ = شَدِيدٌ کی جمع، سخت مزاج)۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ، عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ) اے ایمان والو، اپنے کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، اس پر (ایسے) فرشتے (مقرر) ہیں جو (بڑے) تندخو اور سخت مزاج ہیں۔ جو حکم بھی اللہ ان کو دے وہ (اس کی تعمیل کرتے ہیں اور کبھی) اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے (بلکہ) وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ملتا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر فرض کردیا کہ اپنے کو بھی دوزخ سے بچائیں اور اپنے اہل وعیال کو بھی دوزخ سے بچائیں۔ خود بھی نیک عمل کریں اور اہل وعیال سے بھی نیک عمل کرائیں۔ ایمان والوں کے لئے صرف یہی کافی نہیں کہ خود صالح بن جائیں اور اہل وعیال کی فکر نہ کریں، وہ جو کچھ چاہے کرتے رہیں اور ایمان والوں کو ان کی بداعمالی کی پرواہ نہ ہو۔ اگر ایمان والے اپنے کو صالح بنا کر ایک فرض سے سبکدوش ہو جائیں تو وہ یہ نہ سمجھیں کہ ان کی ذمہ داری ختم ہوگئی۔ نہیں ان پر ایک اور ذمہ داری بھی ڈالی گئی ہے اور وہ اہل وعیال کی اصلاح اور تربیت۔ اگر وہ اہل وعیال کی اصلاح نہ کریں تو وہ اس دوسرے فرض سے سبکدوش نہیں ہوئے اور اس فرض کو ادا نہ کرنے کی صورت میں وہ ماخوذ ہوں گے۔ اس گناہ سے بچنے کی بس ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ اہل وعیال کو بھی صحیح راستے پر لگائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

أَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَالْإِمَامُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى أَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ

خبردار ہو جاؤ تم میں سے ہر شخص حکمران ہے اور تم میں سے ہر شخص سے اس کی رعیت کے متعلق بازپرس ہوگی۔ امام (یا امیر) جو لوگوں پر حکمران ہوتا ہے اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائیگا۔ مرد اپنے گھر والوں پر حکمران ہوتا ہے، اس سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِہٖ وَ ھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْہُ اَلَا فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَّ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب قول اللہ تعالٰی و اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم جزء ۹ ص۷۷ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامام العادل جزء ۶ ص۱۲۵)

عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اس کی اولاد پر حکمران ہوتی ہے اور اس سے ان کے متعلق باز پرس ہوگی اور آدمی کا غلام اپنے آقا کے مال پر حکمران ہوتا ہے اور اس سے اسکی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی الغرض تم میں سے ہر شخص حکمران ہے اور تم میں سے ہر شخص سے اس کی رعیت کے متعلق سوال ہوگا۔

آگے فرمایا (یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْیَوْمَ، اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ) (اور اے رسول، جب قیامت کا دن ہوگا تو اس دن اللہ تعالٰی کافروں سے فرمائیگا) اے کافرو، آج بہانے نہ بناؤ (اپنی بداعمالی کے عذر پیش نہ کرو ہمیں سب معلوم ہے کہ تم دنیا میں کیا کرتے تھے اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ جو عذر تم پیش کر رہے ہو وہ صحیح ہیں یا غلط ہیں بہرحال اب تو) جو عمل تم (دنیا میں) کرتے تھے تمہیں انہی کا بدلہ ملے گا (تم پر کسی قسم کا ظلم نہیں ہوگا)۔

اللہ تعالٰی فرماتا ہے:۔

یَوْمَ ھُمْ بٰرِزُوْنَ لَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰہِ مِنْھُمْ شَیْءٌ، لِمَنِ الْمُلْکُ الْیَوْمَ، لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّارِ ○ اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ، لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ، اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ○ وَاَنْذِرْھُمْ یَوْمَ الْاٰزِفَۃِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَی الْحَنَاجِرِ کٰظِمِیْنَ، مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ ○ یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ○

(حٰمٓ المؤمن۔ ۱۶ تا ۱۹)

جس دن وہ (قبروں سے) نکل کر (میدان محشر میں آکر) کھڑے ہو جائیں گے، ان کی کوئی بات اللہ سے مخفی نہ ہوگی، (اللہ تعالٰی فرمائیگا بتاؤ) آج کس کی بادشاہت ہے؟ (پھر خود ہی فرمائیگا آج) اللہ اکیلے کی (بادشاہت ہے) جو بڑا زبردست ہے۔ آج ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا، آج (کسی پر) ظلم نہیں ہوگا، بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ لہٰذا (اے رسول) ان کو اس دن سے ڈرائیے جو دن بہت جلد آنے والا ہے (اس دن) جب دل (غم سے گھٹ گھٹ کر) گلوں سے آ لگیں گے ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارش کرنے والا جس کی بات مان لی جائے۔ (اللہ) آنکھوں کی چوری کو بھی جانتا ہے اور ان (بھیدوں) کو بھی جانتا ہے جو سینوں میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔

آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو بھی جھنجوڑ ڈالا اور کافروں کو بھی جھنجوڑ ڈالا۔ کافروں کے لئے تو دوزخ بنائی ہی گئی ہے لیکن ایمان والے یہ نہ سمجھیں کہ وہ دوزخ سے محفوظ ہیں، وہ کچھ بھی کریں انہیں سزا نہیں ملے گی، انہیں دوزخ میں جانا نہیں پڑیگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس غلط فہمی کو دور کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنے کو دوزخ سے بچاؤ، نیک عمل کرو تاکہ دوزخ میں جانا نہ پڑے اگر بد عملی کرو گے تو ہو سکتا ہے کہ تم بھی دوزخ میں جاؤ۔ مزید برآں صرف خود ہی نیک عمل نہ کرو بلکہ اپنے اہل و عیال سے بھی نیک عمل کراؤ تاکہ وہ بھی دوزخ سے بچ جائیں اگر اپنے اہل و عیال کو دوزخ سے نہیں بچایا، ان کی اصلاح نہ کی تو اس جرم میں بھی ہو سکتا ہے کہ تم بھی دوزخ میں جھونک دئے جاؤ۔

دوزخ کے متعلق فرمایا کہ اس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ آدمی بھی اس میں جلیں گے اور پتھر بھی جلیں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ سَمِعَ وَجْبَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَا قَالَ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ هٰذَا حَجَرٌ رُمِيَ بِهٖ فِي النَّارِ مُنْذُ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا فَهُوَ يَهْوِيْ فِي النَّارِ الْاٰنَ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى قَعْرِهَا (صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا باب فی شدۃ حر نار جہنم جزء۲ ص۵۳۵)

ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (بیٹھے ہوئے) تھے کہ اتنے میں ایک زوردار آواز آئی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کیسی آواز ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج سے ستر سال پہلے جو پتھر دوزخ میں گرایا گیا تھا وہ اس وقت اس کے پیندے میں پہنچا ہے۔

دوزخ پر ایسے فرشتے متعین ہیں جو بڑے سخت مزاج اور تند خو ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ○ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ○ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ○ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ○ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَلِيَقُوْلَ

اور (اے رسول) آپ کو کیا معلوم کہ دوزخ کیا ہے۔ وہ (ایک آگ ہے جو) نہ (کھال) باقی رکھے گی اور نہ (بغیر جلائے) چھوڑے گی۔ (وہ آگ انسان کی) کھالوں کو جھلس ڈالے گی۔ اس پر انیس (۱۹) (فرشتے نگران ہیں) اور (اے لوگو) ہم نے دوزخ کی نگرانی کے لئے کسی کو مقرر نہیں کیا سوائے فرشتوں کے اور فرشتوں کی

الَّذِيْنَ فِي قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۔ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۔ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ۝

(یایہا المدثر ۲۷ تا ۳۱)

گنتی کو ہم نے کافروں کے لئے ذریعہ آزمائش بنایا ہے (اور اس کا یہ فائدہ بھی ہے) کہ اہل کتاب کو یقین آجائے (کہ یہ قرآن حق ہے، ان کی کتاب کی تصدیق کرتا ہے اور ان کی کتاب قرآن مجید کی تصدیق کرتی ہے) اور یہ کہ (اہل کتاب کی تصدیق سے) ایمان والوں کا ایمان اور زیادہ ہو جائے اور اہل کتاب (قرآن مجید کے حق ہونے میں) شک نہ کریں اور نہ ایمان والے شک کریں اور یہ کہ جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے اور وہ لوگ جو کافر ہیں یہ کہیں کہ ایسی باتوں کے بیان کرنے اللہ کا کیا مقصد ہے۔ اس طرح اللہ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچا دیتا ہے (اور اے رسول، کافر یہ خیال نہ کریں کہ آپ کے رب کے پاس بس انیس ۱۹ فرشتے ہیں (نہیں) آپ کے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور (اے رسول، یہ دوزخ کا ذکر) تو بس انسانوں کے لئے نصیحت (کے طور پر) ہے (تاکہ وہ دوزخ کا ذکر سن کر کفر اور اعمال بد سے باز آجائیں)۔

عمل

اے ایمان والو، خود بھی شرک، کفر اور بد اعمالی سے بچئے اور اپنے اہل وعیال کو بھی ان چیزوں سے بچائیے۔

اے کافرو، ایمان لے آؤ قیامت کے دن تمہارے عذر کام نہیں آئیں گے تمہیں اپنے کفر اور بد اعمالی کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

اولاد کے حقوق

اوپر گذر چکا ہے کہ

(۱) ایمان والوں کو اپنی اولاد کو دوزخ سے بچانے کا اہتمام کرنا چاہیئے

اب ہم اولاد کے مزید حقوق بیان کرتے ہیں جن کا ادا کرنا ان کے ماں باپ پر فرض ہے۔

(۲) جب بچہ پیدا ہو تو اس کے کانوں میں اذان دے۔

اَذَّنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اُذُنِ الْحَسَنِ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الاضحیۃ باب ما جاء فی العقیقۃ جزء اول ص۱۷۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت) حسنؓ کے کان میں اذان دی۔

(۳) بچہ کا عقیقہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَعَ الْغُلَامِ عَقِیْقَۃٌ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الاضحیۃ باب ماجاء فی العقیقۃ جزء اول ص۱۷۸ ورواہ ابوداؤد کتاب الضحایا جزء ۲ ص۳۶)

بچہ کا عقیقہ کرنا چاہئے۔

(۴) پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کرے یعنی بچہ کی طرف سے قربانی کرے۔

۱۔ لڑکے کی طرف سے دو بکرے یا دو بکریاں اور لڑکی طرف سے ایک بکرا یا ایک بکری ذبح کرے۔

۲۔ بچہ کا نام رکھے۔

۳۔ بچہ کا سر مونڈ دے۔

۴۔ سر مونڈنے کے بعد بچہ کے سر پر زعفران لگائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَلْغُلَامُ مُرْتَہَنٌ بِعَقِیْقَتِہٖ یُذْبَحُ عَنْہُ یَوْمَ السَّابِعِ وَیُسَمّٰی وَیُحْلَقُ رَاْسُہٗ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الاضحیۃ باب ماجاء فی العقیقۃ ورواہ احمد وسندہ صحیح۔ بلوغ الامانی جزء ۱۳ ص۱۲۷)

بچہ اپنے عقیقہ کی وجہ سے گروی ہوتا ہے (لہٰذا) ساتویں دن اس کی طرف سے قربانی کی جائے نام رکھا جائے اور اس کا سر منڈوایا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ وَاحِدَةٌ وَلَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ أَمْ إِنَاثًا (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب الاضحیۃ باب ما جاء فی العقیقۃ جزء اول ص۲۷۸ وابوداؤد کتاب الضحایا جزء۲ ص۳۶)

لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔ کوئی نقصان نہیں خواہ نر ہوں یا مادہ۔

حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں:۔

فَلَمَّا جَاءَ اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ كُنَّا نَذْبَحُ شَاةً يَوْمَ السَّابِعِ وَنَحْلِقُ رَأْسَهُ وَنُلَطِّخُهُ بِزَعْفَرَانٍ (ابوداؤد کتاب الضحایا باب فی العقیقۃ جزء۲ ص۳۷ سندہ صحیح۔ بلوغ جزء ۱۳ ص۱۲۳ والمستدرک ۴/۲۳۸)

جب اسلام آیا تو ہم ساتویں دن بکری ذبح کرنے لگے، بال مونڈنے لگے اور سر پر زعفران لگانے لگے۔

⑤ لڑکے کا ختنہ کرائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْاِبْطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْاَظْفَارِ (صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب الختان الکبیر جزء۸ ص۸۱ وصحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب خصال الفطرۃ جزء اول ص۱۲۸ واللفظ للبخاری)

فطرت (اسلامی) پانچ (چیزیں) ہیں: ختنہ، ناف کے نیچے کے بال مونڈنا، بغلوں کے بال اکھاڑنا مونچھوں کو پست کرنا اور ناخن کترنا۔

⑥ اولاد کو نماز کا پابند بنائے۔ جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دے، جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو انہیں مار کر نماز پڑھوائے اور علیحدہ بستروں پر سلائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب متی یومر الغلام بالصلوٰۃ جزء اول ص۷۷ وسندہ صحیح مرعاۃ ج اول ص۳۷۸)

جب تمہاری اولاد سات سال کی ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دو اور جب وہ دس سال کی ہو جائے تو نماز (نہ پڑھنے) پر اسے مارو اور علیحدہ بستروں پر سلاؤ۔

۷) **اولاد کی محبت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر اور احکام سے غافل نہ ہو۔**

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (اذا جآءك المنفقون ۔ ۹)

اے ایمان والو، (کہیں ایسا نہ ہو کہ) تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل کردے اور جو شخص ایسا کریگا تو (درحقیقت ایسے ہی لوگ) نقصان اٹھانے والے ہیں۔

۸) **ایسی اولاد سے ہوشیار رہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا کرے۔ اولاد کی غلطیوں کو معاف کرتا رہے۔**

يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (التغابن ۔ ۱۴)

اے ایمان والو، تمہاری بعض بیویاں اور تمہاری بعض اولاد تمہاری دشمن ہوتی ہے، لہٰذا ان سے بچتے رہا کرو (کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کردیں) اور اگر تم (ان کے قصور) معاف کردو، درگذر کرو اور بخش دو تو اللہ بھی بخشنے والا (بہت) رحم کرنے والا ہے۔

۹) **اولاد کے کھانے پینے اور دوسری ضروریات کا خیال رکھے۔**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

كَفٰى بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يَّحْبِسَ عَمَّنْ يَّمْلِكُ قُوْتَهٗ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل النفقۃ علی العیال والمملوك واثم من ضیعہم جزء اول صـ۳۲)

آدمی کے لئے یہی گناہ کافی ہے کہ ان لوگوں کی روزی روک لے جن کی روزی کا وہ مالک ہو۔

۱۰) **لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے، ان کو وبال نہ سمجھے، ان کے ساتھ حسن سلوک کو دوزخ کے آگے رکاوٹ بن جانے کا سبب سمجھے۔**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مَنْ يَّلِىْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ (صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقتہ جزء ۸ صـ۸ وصحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب

جو شخص ان لڑکیوں کی کسی چیز کا والی ہو پھر وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرے تو وہ لڑکیاں اس کے لئے دوزخ کے آگے آڑ بن جائیں گی۔

فضل الاحسان الی البنات جزء ۲ ص۲۶۴
واللفظ للبخاری)۔

(۱۱) اولاد کے ساتھ یکساں سلوک کرے ، ناانصافی نہ کرے اپنی عطاء و بخشش میں سب کو برابر رکھے۔

حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں:۔

اَعْطَانِی اَبِی عَطِیَّةً فَقَالَتْ عُمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَا اَرْضٰی حَتّٰی تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ اَعْطَیْتُ ابْنِیْ مِنْ عُمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِیَّةً فَاَمَرَتْنِیْ اَنْ اُشْهِدَكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَعْطَیْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ لَا قَالَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَیْنَ اَوْلَادِكُمْ قَالَ فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِیَّتَهٗ (صحیح بخاری کتاب الاشہادفی الهبة جزء ۳ ص۲۰۶ وصحیح مسلم کتاب الهبات باب کراهة تفضیل بعض الاولاد فی الهبة جزء ۲ ص۔)

میرے والد نے مجھے ایک چیز بطور عطیہ دی۔ (میری والدہ) عمرہ بنت رواحہ نے کہا: میں راضی نہیں ہوں گی جب تک تم رسول اللہ صلی اللہ کو گواہ نہ کر لو۔ میرے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، میں نے اپنے بیٹے کو جو عمرہ بنت رواحہ کے بطن سے ہے ایک چیز بطور عطیہ دی ہے۔ عمرہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس عطیہ پر آپ کو گواہ کر لوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو اسی جیسا عطیہ دیا ہے؟ والد نے کہا نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف سے کام لو۔ والد واپس آئے اور عطیہ واپس لے لیا۔

(۱۲) اولاد کو ادب سکھائے ، تنبیہ کرتا رہے اور ضرورتاً سزا بھی دے لیکن چہرہ پر نہ مارے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ فَالْاِمَامُ الَّذِیْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَّهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ وَالْمَرْاَةُ رَاعِیَةٌ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ وَهِیَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِهٖ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ اَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَّ

خبردار ہو جاؤ تم میں سے ہر شخص حکمران ہے اور تم میں سے ہر شخص سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہو گی۔ امیر جو لوگوں پر حکمران ہو اس سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا: مرد اپنے اہل بیت پر حکمران ہے اس سے اس کی رعیت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے اہل بیت اور اس کی اولاد پر حکمران ہے اس سے ان کے متعلق پوچھا جائیگا

كُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب قول اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم جزء ۹ صـ۷۷ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضیلۃ الامام للعادل ۲/۱۲۵)

اور غلام اپنے آقا کے مال پر حکمران ہے اس سے مال کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ خبردار ہو جاؤ تم میں سے ہر شخص حکمران ہے اور تم میں سے ہر ایک سے باز پرس ہوگی۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّرْبِ فِي الْوَجْهِ (صحیح مسلم کتاب اللباس باب النہی عن ضرب الحیوان فی وجہہ جزء ۲ صـ۲۵۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

(۱۳) مناسب رشتہ ملتے ہی اولاد کی شادی کر دے، دیر نہ لگائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ۔ (النور ۳۲)

اور (اے ایمان والو) تم میں سے جو لوگ بے بیوی یا بے شوہر ہوں ان کا نکاح کرا دیا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ثَلَاثَةٌ يَا عَلِيُّ لَا تُؤَخِّرْهُنَّ الصَّلٰوةُ اِذَا اٰذَنَتْ وَالْجَنَازَةُ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَيِّمُ اِذَا وَجَدَتْ كُفُوًا (رواہ احمد۔ بلوغ ۹۹/۷ وسندہ صحیح۔ التعلیقات لاحمد محمد شاکر علی الترمذی)۔

اے علی، تین کاموں میں تاخیر نہ کیا کرو: نماز جب اس کا وقت آجائے، جنازہ جب حاضر ہو جائے اور بے شوہر عورت (کا نکاح) جب (اس کا) کفو مل جائے۔

(۱۴) شادی سے پہلے باپ کو چاہیئے کہ لڑکی سے اجازت لے۔ اس کی مرضی معلوم کرے۔ اس کی خاموشی کو اس کی اجازت تصور کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلْبِكْرُ يَسْتَأْذِنُهَا اَبُوْهَا فِيْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا (صحیح مسلم کتاب النکاح باب استئذان الثیب فی النکاح بالنطق جزء اول صـ۴۵۹)

باپ کو چاہیئے کہ کنواری لڑکی سے اس کی ذات کے سلسلہ میں اجازت لے (یعنی اجازت لے کر نکاح کرے)۔ اس کا خاموش رہنا اس کی رضا مندی سمجھا جائے گا۔

(۱۵) ماں کو چاہیئے کہ بچہ یا بچی کو دو سال یا اس سے کچھ کم مدت دودھ پلائے۔ اگر طلقہ ماں دودھ

نہ پلائے تو باپ کو چاہیئے کسی اور عورت سے دودھ پلوائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ، وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ، لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ، لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ، وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ ، وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ○

(البقرۃ - ۲۳۳)

(مطلقہ) مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں، (مطلقہ عورتوں پر) یہ (پابندی) اس شخص کی خاطر عائد کی جا رہی ہے جو دودھ پلانے کی مدت کو پورا کرنا چاہتا ہے، (دودھ پلانے کے زمانے میں) ان مطلقہ عورتوں کے کھانے اور کپڑے کی ذمہ داری بچہ کے باپ پر ہوگی لیکن یہ ذمہ داری معروف و دستور کے مطابق ہوگی (کیونکہ اللہ کی طرف سے) کسی شخص کو ایسی تکلیف نہیں دی جاتی جو اس کی طاقت سے باہر ہو، نہ ماں کو اس کے بچہ کی خاطر کسی قسم کا نقصان پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کے بچہ کی خاطر کسی قسم کا نقصان پہنچایا جائے اور (اگر باپ نہ ہو تو باپ کے) وارث پر (ماں کے کھانے اور کپڑے کی ذمہ داری) ویسی ہی ہوگی (جیسے باپ پر ہوتی) اگر ماں اور باپ آپس کی رضامندی اور مشورہ سے بچہ کا دودھ چھڑانا چاہیں تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں اور (اے ایمان والو) اگر تم اپنی اولاد کو (ماں کے علاوہ کسی اور عورت سے) دودھ پلوانا چاہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ تم (ان دودھ پلانے والی عورتوں کو) دستور کے مطابق (ان کی) مقررہ اجرت پوری ادا کرو، اللہ سے ڈرتے رہو اور (اس بات کو اچھی طرح) سمجھ لو کہ جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَإِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَإِنْ أَرْضَعْنَ

اور اگر مطلقہ بیویاں حاملہ ہوں تو وضع حمل تک ان کا خرچ اٹھاؤ، پھر اگر وہ تمہاری خاطر

لَکُمْ فَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ وَاْتَمِرُوْا بَیْنَکُمْ بِمَعْرُوْفٍ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰی ۝ (الطلاق۔ ۶)

(بچے کو) دودھ پلائیں تو ان کو ان کی اجرت دو اور آپس میں معروف کے مطابق مشورہ کر لیا کرو اور اگر تمہارا آپس میں اختلاف ہو جائے تو کوئی اور عورت باپ کی خاطر بچہ کو دودھ پلائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَھْنًا عَلٰی وَھْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ، اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ۝ (لقمان۔ ۱۴)

اور (اے رسول) ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے ساتھ (حسن سلوک کی) وصیت کی (خصوصاً ماں کے ساتھ اس لئے کہ) اس کی ماں تکلیف پر تکلیف برداشت کر کے اسے اٹھائے پھرتی ہے پھر دو برس (کی مدت) کے اندر اس کا دودھ چھڑایا جاتا ہے (اور میں نے انسان کو یہ بھی حکم دیا) کہ میرا بھی شکر ادا کرتا رہے اور اپنے والدین کا بھی، (تم سب کو) میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دو سال سے کم مدت میں بھی دودھ چھڑایا جا سکتا ہے

(۱۶) ماں کو چاہیئے کہ اپنے بچہ کو اپنا دودھ پینے سے نہ روکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اِذْ اَتَانِیْ رَجُلَانِ فَاَخَذَا بِضَبْعَیَّ فَاَتَیَا بِیْ جَبَلًا وَعْرًا فَقَالَا: اِصْعَدْ فَقُلْتُ اِنِّیْ لَا اُطِیْقُهٗ فَقَالَا: اِنَّا سَنُسَھِّلُهٗ لَکَ فَصَعِدْتُ حَتّٰٓی اِذَا کُنْتُ فِیْ سَوَاءِ الْجَبَلِ اِذَا بِاَصْوَاتٍ شَدِیْدَةٍ قُلْتُ مَا ھٰذِهِ الْاَصْوَاتُ، قَالُوْا ھٰذَا عُوَاءُ اَھْلِ النَّارِ ثُمَّ انْطَلَقَ بِیْ فَاِذَا اَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِیْنَ بِعَرَاقِیْبِھِمْ مُشَقَّقَةً اَشْدَاقُھُمْ تَسِیْلُ اَشْدَاقُھُمْ دَمًا، قَالَ قُلْتُ مَنْ ھٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: ھٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ یُفْطِرُوْنَ قَبْلَ تَحِلَّةِ

اس حال میں کہ میں سو رہا تھا دو آدمی میرے پاس آئے۔ انہوں نے میرے بازو کو پکڑا پھر مجھے ایک دشوار گزار پہاڑ کے پاس لے گئے۔ انہوں نے مجھ سے کہا چڑھیئے۔ میں نے کہا: میں اس پر نہیں چڑھ سکتا۔ انہوں نے کہا: ہم اس کو آپ کے لئے آسان کر دیں گے۔ میں پہاڑ پر چڑھا یہاں تک کہ جب میں پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گیا تو مجھے شدید آوازیں سنائی دیں۔ میں نے کہا: یہ آوازیں کیسی ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ دوزخیوں کا شور وغل ہے (وہ درد و کرب سے چیخ رہے ہیں)۔ پھر وہ مجھے

صَومِهِمْ فَقَالَ: خَابَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى فَقَالَ سُلَيْمَانُ مَا اَدْرِيْ اَسَمِعَهُ اَبُوْ اُمَامَةَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْ شَيْءٌ مِنْ رَاْيِهِ، ثُمَّ انْطَلَقَ فَاِذَا بِقَوْمٍ اَشَدُّ شَيْءٍ انْتِفَاخًا وَاَنْتَنُهُ رِيْحًا وَاَسْوَأُهُ مَنْظَرًا فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ فَقَالَ: هٰؤُلَاءِ قَتْلَى الْكُفَّارِ، ثُمَّ انْطَلَقَ بِيْ فَاِذَا بِقَوْمٍ اَشَدُّ شَيْءٍ انْتِفَاخًا وَاَنْتَنُهُ رِيْحًا كَاَنَّ رِيْحَهُمُ الْمَرَاحِيْضُ قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ الزَّانُوْنَ وَالزَّوَانِيْ ثُمَّ انْطَلَقَ بِيْ فَاِذَا اَنَا بِنِسَاءٍ تَنْهَشُ ثُدِيَّهُنَّ الْحَيَّاتُ قُلْتُ: مَا بَالُ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ يَمْنَعْنَ اَوْلَادَهُنَّ اَلْبَانَهُنَّ ثُمَّ انْطَلَقَ بِيْ فَاِذَا اَنَا بِالْغِلْمَانِ يَلْعَبُوْنَ بَيْنَ نَهْرَيْنِ، قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ ذَرَارِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ، ثُمَّ شَرَفَ شَرَفًا فَاِذَا اَنَا بِنَفَرٍ ثَلَاثَةٍ يَشْرَبُوْنَ مِنْ خَمْرٍ لَهُمْ، قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: هٰؤُلَاءِ جَعْفَرُ وَزَيْدٌ وَابْنُ رَوَاحَةَ ثُمَّ شَرَّفَنِيْ شَرَفًا آخَرَ، فَاِذَا اَنَا بِنَفَرٍ ثَلَاثَةٍ، قُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: هٰذَا اِبْرَاهِيْمُ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَهُمْ يَنْظُرُوْنِيْ۔ (صحیح ابن خزیمۃ کتاب الصیام باب ذکر تعلیق المفطرین قبل وقت الافطار بعراقیبہم وسندہ صحیح جزء ۳ ص ۲۳۷)

لے گئے) لے کر چلے۔ میں ایک ایسی جگہ پر پہنچا جہاں کچھ لوگ ایڑیوں کے بل لٹکے ہوئے تھے۔ ان کے جبڑے چیرے جا رہے تھے۔ جبڑوں سے خون بہہ رہا تھا۔ میں نے کہا: یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ وقت سے پہلے کھول لیا کرتے تھے۔ پھر کہا: یہود و نصاریٰ برباد ہو گئے سلیمان راوی کہتے ہیں مجھے نہیں معلوم یہ جملہ کہ ”یہود و نصاریٰ برباد ہو گئے“ ابو امامہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا یا یہ جملہ انہوں نے خود کہا ہے۔ پھر میں آگے چلا تو میں ایسے لوگوں پر پہنچا جو بہت پھولے ہوئے تھے اور جن کے (جسموں) سے بہت بدبو آ رہی تھی اور جن کا منظر بہت ہی برا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ کفار کے مقتولین ہیں۔ پھر وہ مجھے آگے لے چلے۔ چلتے چلتے میں ایسے لوگوں پر پہنچا جو بہت پھولے ہوئے تھے اور ان (کے جسموں) سے بڑی بدبو آ رہی تھی گویا کہ ان کی بدبو پاخانوں کی بدبو تھی۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ زنا کرنے والے مرد اور زنا کرانے والی عورتیں ہیں۔ پھر وہ مجھے آگے لے کر چلے۔ چلتے چلتے میں ایسی عورتوں پر پہنچا جن کے پستانوں کو سانپ نوچ رہے تھے۔ میں نے کہا: ان عورتوں کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنی اولاد کو اپنے دودھ سے روکتی تھیں (ان کو اپنا دودھ نہیں پلاتی تھیں) پھر وہ آگے چلے۔ چلتے چلتے میں چند لڑکوں کے پاس پہنچا جو دو دریاؤں کے درمیان کھیل رہے تھے۔ میں نے

کہا، یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ مؤمنین کے بچے ہیں۔ پھر میں ایک اور بلند مقام پر چڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تین آدمی اپنی شراب پی رہے ہیں۔ میں نے کہا: یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا: یہ جعفر، زید اور ابن رواحہ ہیں۔ پھر انہوں نے مجھے ایک اور بلند مقام پر چڑھایا: میں نے وہاں تین آدمیوں کو دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) ہیں۔ وہ (تینوں) مجھے دیکھ رہے تھے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْآ اِلَى
اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ، عَسٰى رَبُّكُمْ
اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ
يُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ
النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ، نُوْرُهُمْ
يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَ
اغْفِرْ لَنَا ، اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

قَدِیْرٌ ⑧

ترجمہ اے ایمان والو، اللہ سے خالص دل سے توبہ کرو، ہو سکتا ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیوں کو دور کر دے اور تم کو قیامت کے دن ایسی جنتوں میں داخل کر دے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ اس دن اللہ نبی کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ ان کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے داہنی طرف (ان کے ساتھ ساتھ) چل رہا ہوگا (اور) وہ (اس طرح) دعا کر رہے ہوں گے: اے ہمارے رب، ہمارے لئے ہمارے نور کو کامل کر دے اور ہماری مغفرت فرما، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے ⑧

معانی و مصادر (نَصُوْحٌ) نَصَحَ، یَنْصَحُ، نَصْحٌ و نُصُوْحٌ (ف) خالص ہونا، خالص کرنا۔

(تَوْبَةٌ) تَابَ، یَتُوْبُ، تَوْبٌ و تَوْبَةٌ و تَابَةٌ و مَتَابٌ و تَتْوِبَةٌ (ن) اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا، توبہ کرنا۔

(یُخْزِیْ) اَخْزٰی، یُخْزِیْ، اِخْزَاءٌ (باب افعال) رسوا کرنا۔

(اَتْمِمْ) اَتَمَّ، یُتِمُّ، اِتْمَامٌ (باب افعال) پورا کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا) اے ایمان والو، اللہ سے خالص (دل سے) توبہ کرو (عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ یُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ یُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ، یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ، نُوْرُهُمْ یَسْعٰى بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ، یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَ اغْفِرْ لَنَا، اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ) ہو سکتا ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیوں کو دور کر دے اور تم کو ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں (یہ اس دن ہوگا) جس دن اللہ نبی کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کریگا۔ ان کا نور ان کے آگے آگے اور ان کی داہنی طرف (ان کے ساتھ ساتھ) چل رہا ہوگا (اور) وہ (اس طرح) دعاء کر رہے ہوں گے۔ اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارے نور کو کامل کر دے اور ہماری مغفرت فرما، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے توبہ کرنے والوں کو کئی خوشخبریاں دی ہیں۔ مثلاً

① توبہ کرنے والوں کی برائیاں دور کر دی جائیں گی۔

② توبہ کرنے والوں کو ایسی جنتوں میں داخل کیا جائیگا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔

(۴) قیامت کے دن توبہ کرنے والوں کے آگے اور داہنی طرف نور ہوگا۔
نور کے سلسلہ میں ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ يَوْمَ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِن نُّورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا ۖ فَضُرِبَ بَيْنَهُم بِسُورٍ لَّهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظٰهِرُهُ مِن قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝

(الحدید ۔ ۱۲و۱۳)

(اے رسول) اس دن آپ مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے آگے آگے اور ان کی داہنی طرف چل رہا ہے۔ (ان سے کہا جائیگا) آج تمہارے لئے ایسی جنتوں کی خوشخبری ہے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں ان میں تم ہمیشہ رہو گے (اور) یہ بڑی کامیابی ہے۔ اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گی (ذرا کچھ دیر) ہمارا انتظار کرو تاکہ تمہارے نور سے ہم بھی کچھ روشنی حاصل کریں (اس کے جواب میں ان سے) کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹ جاؤ اور (وہیں) روشنی تلاش کرو پھر ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا، اس کے اندر کی طرف رحمت (ہی رحمت) ہوگی اور اس کے باہر کی طرف عذاب (ہی عذاب) ہوگا۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ أُولٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ ۖ وَالشُّهَدَاءُ عِندَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيٰتِنَا أُولٰئِكَ أَصْحٰبُ الْجَحِيمِ ۝

(الحدید ۔ ۱۹)

اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہی لوگ ان کے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں، ان کے لئے ان کا اجر بھی ہے اور ان کا نور بھی اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا، وہ لوگ دوزخی ہیں۔

عمل

اے ایمان والو، اپنے گناہوں کی توبہ صدق دل سے کیا کیجئے۔ ایسا نہ ہو کہ زبان کچھ کہہ رہی ہو اور دل میں کچھ اور ہو۔

توبہ کے جملہ مسائل

توبہ کے سلسلہ میں اوپر گذر چکا ہے کہ۔

(۱) توبہ صدق دل سے ہونی چاہئے۔

اب ہم اس سلسلہ کے بقیہ مسائل لکھتے ہیں:۔

(۲) اگر نادانی سے گناہ کر بیٹھے تو فوراً توبہ کرے، دیر نہ کرے، موت کے وقت توبہ کرنا بیکار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

(النساء۔ ۱۷، ۱۸)

اللہ کے ذمہ توبہ قبول کرنا انہی لوگوں کے لئے ہے جو نادانی سے کوئی برا کام کر بیٹھتے ہیں اور پھر بہت جلد توبہ کر لیتے ہیں، اللہ ایسے ہی لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ اللہ بڑے علم والا، بڑی حکمت والا ہے۔ اللہ ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں فرماتا جو (مسلسل) بُرے کام کرتے رہتے ہیں یہاں تک جب ان میں سے کسی کو موت آنے لگتی ہے تو کہتا ہے (اے اللہ) میں اب (ان بُرے کاموں سے) توبہ کرتا ہوں اور اللہ ان لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں فرماتا جو کفر کی حالت میں مر رہے ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے اللہ کے ہاں دردناک عذاب تیار کیا گیا ہے۔

(۳) گناہ کے بعد نیک کام کرے اور اس گناہ کو پھر نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(النمل۔ ۱۱)

مگر (ہاں اس بات کو یاد رکھو کہ گنہ گار کو مجھ سے ڈرنا ہی چاہئے البتہ) وہ گنہگار جو گناہ کرے پھر (اس) گناہ کے بعد اس کے بدلے نیکی کرے (تو اسے کوئی ڈر نہیں ہوگا، میں اسے معاف کر دونگا) اس لئے کہ میں بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ، وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ○ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ○ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ، وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ○

(الفرقان۔ ۶۸ تا ۷۱)

وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی اور الٰہ کو نہیں پکارتے اور نہ کسی ایسے شخص کو قتل کرتے ہیں جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے (اور اگر قتل کرتے ہیں تو) حق کے ساتھ، اور وہ جو زنا نہیں کرتے اور جو شخص ایسا کرے وہ گناہ کا مرتکب ہوگا قیامت کے دن اس کے لئے عذاب کو دُگنا کر دیا جائے گا اور وہ اس میں ذلیل و خوار ہو کر ہمیشہ رہے گا مگر جو شخص توبہ کرے، ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتا رہے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دیگا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے اور جو شخص توبہ کرے اور (پھر) نیک عمل کرتا رہے تو یقیناً وہی (صحیح معنیٰ میں) اللہ سے توبہ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ، ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ○

(ھود۔ ۱۱۴)

اور (اے رسول) دن کے دونوں حصوں میں اور رات کی (چند) ساعتوں میں نماز کو قائم کیجئے (اور نیکی کرتے رہیئے) بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں، (اللہ کا) ذکر کرنے والوں کے لئے اس میں (بڑی) نصیحت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُ مَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ (رواہ الترمذی و صححہ فی ابواب البر والصلۃ باب ما جاء فی معاشرۃ الناس جزء ۲ ص۲۴)

تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہو، برائی کے بعد نیکی کرو یہ (نیکی) اس (برائی) کو مٹا دے گی اور لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آؤ۔

(۴) اگر اتفاقاً گناہ ہو جائے تو فوراً اللہ کو یاد کرے، گناہ کی معافی مانگے اور یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معاف کرنے والا نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ، وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ، وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○

(آل عمران - ۱۳۵)

اور متقی وہ لوگ ہیں کہ جب وہ بے حیائی کا کوئی کام یا اپنی جانوں پر کوئی ظلم کر بیٹھتے ہیں تو (فوراً) اللہ کو یاد کرتے ہیں اور (اس سے) اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے علاوہ گناہوں کو معاف کر بھی کون سکتا ہے اور وہ (یعنی متقی) جان بوجھ کر اپنے گناہ پر اصرار نہیں کرتے ۔

(۵) بہتر یہ ہے کہ توبہ کے لئے بہت اچھا وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیگا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ (رواہ الترمذی فی کتاب الصلوٰۃ فی باب ماجاء فی الصلوٰۃ عند التوبۃ جزء اول ص ۱۳۳ - صححہ احمد محمد شاکر فی تعلیقاتہ علی الترمذی)

ہر وہ شخص جو کوئی گناہ کرے پھر کھڑا ہو کر پاکی حاصل کرے پھر نماز پڑھے اور اللہ سے معافی مانگے تو اللہ اس کو معاف کر دیتا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً الخ (یہ آیت ۴ کی ذیل میں اوپر گذر چکی ہے)۔

(۶) گناہ کتنے ہی ہو گئے ہوں تاہم اللہ تعالیٰ سے ناامید نہ ہو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے ۔ اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمائے گا ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ، اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ، اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

(الزمر - ۵۳)

(اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ (اللہ فرماتا ہے): اے میرے وہ بندو ، جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے ، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو اللہ تمام گناہوں کو معاف کر دیگا ، بے شک وہ بہت معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

كَانَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ يَسْاَلُ فَاَتٰى

بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا تھا ۔ (اب اسے توبہ کا خیال

ذَاهِبًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ هَلْ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ لَا فَقَتَلَهُ فَجَعَلَ يَسْأَلُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ اِئْتِ قَرْيَةَ كَذَا وَكَذَا فَأَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهٖ نَحْوَهَا فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلٰٓئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلٰٓئِكَةُ الْعَذَابِ فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى هٰذِهٖ أَنْ تَقَرَّبِيْ وَأَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى هٰذِهٖ أَنْ تَبَاعَدِيْ وَقَالَ قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ إِلٰى هٰذِهٖ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهُ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب حدیث الغار جزء ۱۲ ص)

آیا تو) وہ یہ پوچھنے کے لئے نکلا (کہ کیا ایسی صورت میں توبہ قبول ہو سکتی ہے)۔ وہ ایک راہب کے پاس آیا۔ اس نے راہب سے پوچھا کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ راہب نے کہا نہیں۔ اس نے راہب کو بھی قتل کر دیا۔ پھر وہ (اسی طرح) پوچھتا رہا۔ ایک شخص نے اس سے کہا فلاں فلاں بستی میں چلا جا۔ (وہ اس بستی کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں) موت نے اسے پالیا۔ اس نے اپنے سینہ کو اس بستی کی طرف جھکا دیا۔ (اس کے مرنے کے بعد رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں نے اس کے سلسلہ میں جھگڑا کیا۔ اللہ نے (بستی کی طرف زمین کو حکم دیا کہ) قریب ہو جا اور (دوسری طرف کی زمین کو حکم دیا) کہ دور ہو جا۔ پھر (فرشتوں سے) فرمایا: ان دونوں کے درمیان جو فاصلے ہیں انہیں ناپو۔ (فاصلے ناپے گئے تو) وہ فاصلہ جو اس شخص اور اس بستی کے درمیان تھا جس بستی کی طرف وہ جا رہا تھا اس فاصلہ سے جو اس کے اور اس بستی کے درمیان تھا جس بستی سے وہ آ رہا تھا ایک بالشت کم تھا (یعنی وہ ہجرت گاہ سے بہ نسبت اپنی بستی کے زیادہ قریب تھا) الغرض اسے بخش دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

إِنَّ عَبْدًا أَصَابَ ذَنْبًا وَرُبَّمَا قَالَ أَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ أَذْنَبْتُ وَرُبَّمَا قَالَ أَصَبْتُ فَاغْفِرْلِيْ فَقَالَ رَبُّهٗ أَعَلِمَ عَبْدِيْ أَنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ ثُمَّ مَكَثَ

ایک بندے سے ایک گناہ ہو گیا۔ اس نے کہا: اے میرے رب مجھ سے ایک گناہ ہو گیا ہے، مجھے معاف فرما دے۔ اس کے رب نے کہا: کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ کو معاف بھی کرتا ہے اور اس کی سزا بھی

مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَصَابَ ذَنْبًا اَوْ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ اَوْ اَصَبْتُ اٰخَرَ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِيْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ ثُمَّ مَكَثَ مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا وَرُبَمَا قَالَ اَصَابَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ اَصَبْتُ اَوْ اَذْنَبْتُ اٰخَرَ فَاغْفِرْلِيْ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِيْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ ثَلٰثًا فَلْيَعْمَلْ مَاشَآءَ (صحیح بخاری کتاب التوحید باب یریدون ان یبدلوا کلام اللہ جزء ۹ صفحہ ۱۷۸)

دیتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا۔ پھر وہ کچھ دن جب تک اللہ نے چاہا (اپنی توبہ پر قائم) رہا لیکن اس سے پھر ایک گناہ سرزد ہو گیا۔ اس نے کہا: اے میرے رب، مجھ سے ایک اور گناہ ہو گیا۔ اس گناہ کو معاف کر دے۔ اللہ نے فرمایا: کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ کو معاف بھی کرتا ہے اور اس کی سزا بھی دیتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا۔ پھر وہ کچھ عرصہ تک جب تک اللہ نے چاہا (اپنی توبہ پر قائم) رہا لیکن اس سے پھر ایک گناہ ہو گیا۔ اس نے کہا: اے میرے رب، مجھ سے ایک اور گناہ ہو گیا۔ اس گناہ کو میرے لئے معاف کر دے۔ اللہ نے فرمایا کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ کو معاف بھی کرتا ہے اور گناہ کی سزا بھی دیتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو تین دفعہ معاف کیا۔ اسے چاہئے کہ وہ جو عمل چاہے کرے۔

يَٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ
وَالْمُنٰفِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ
وَمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝٩
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا
امْرَاَتَ نُوحٍ وَّامْرَاَتَ لُوطٍ ۖ
كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا
صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا
عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيلَ
ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِينَ ۝١٠

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ
اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ
قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ
بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ
فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ
الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ
عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا
فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَ
صَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ

وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ⑫

ترجمہ اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے، ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ (بہت) برا ٹھکانہ ہے ⑨ کافروں کے لئے اللہ نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال بیان فرماتا ہے، دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کی زوجیت میں تھیں، ان دونوں نے ان دونوں (نیک بندوں) کی خیانت کی (کافروں سے ساز باز اور ان کے لئے جاسوسی کرتی رہیں) تو وہ (نیک بندے) اللہ کے مقابلہ میں ان دونوں عورتوں کے کچھ بھی کام نہ آسکے اور ان سے کہہ دیا گیا کہ (دوزخ میں) داخل ہونے والوں کے ساتھ تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ ⑩ اور (اے رسول) مؤمنین کے لئے اللہ فرعون کی بیوی کی مثال بیان فرماتا ہے جب انہوں نے کہا: اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے اعمال سے نجات دے اور مجھے اس ظالم قوم سے بچا ⑪ اور اللہ مؤمنین کے لئے) مریم بنت عمران (کی مثال بھی بیان فرماتا ہے) جنہوں نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تو ہم نے ان میں اپنی رُوح پھونک دی۔ وہ اپنے رب کی باتوں کی اور اس کی کتابوں کی تصدیق کرتی تھیں اور وہ (ہمارے) فرمانبردار (بندوں) میں سے تھیں ⑫

معانی و مصادر (اُغْلُظْ) غَلُظَ، يَغْلُظُ، غِلَاظَةٌ وغِلْظٌ وغُلْظَةٌ (ك) سخت، دلدار ہونا۔

(خَانَتَا) خَانَ، يَخُوْنُ، خَوْنٌ وخِيَانَةٌ ومَخَانَةٌ وخَانَةٌ (ن) خیانت کرنا۔

(اِبْنِ) بَنٰى، يَبْنِيْ، بَنْيٌ وبِنَاءٌ وبُنْيَانٌ وبِنْيَةٌ وبِنَايَةٌ (ض) تعمیر کرنا۔

(اَحْصَنَتْ) اَحْصَنَ، يُحْصِنُ، اِحْصَانٌ (باب افعال) شادی کرنا، حفاظت کرنا۔

تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ) اے نبی، آپ کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے اور ان پہ سختی کیجئے۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ (بہت برا) ٹھکانہ ہے۔ پہلے کفار کی سختیوں پر صبر کرنے کا حکم دیا گیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۟ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ

(اے ایمان والو) تمہارے مالوں اور تمہاری جانوں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کی جائے گی اور تمہیں ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور ان لوگوں سے جو شرک کر رہے

ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ (آل عمران - ۱۸۶)

ہیں بہت سی دل آزار باتیں سننی ہوں گی پھر اگر تم نے صبر کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو یہ بڑے عزم و ہمت کے کام ہیں۔

جب کفار کی سازشیں اور ریشہ دوانیاں حد سے بڑھ گئیں اور ساتھ ساتھ منافقین نے بھی سر اٹھایا تو اللہ تعالیٰ نے ان سب پر سختی کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ سختی کا حکم دینے کے ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ یہ سختی صرف دنیا ہی میں نہیں آخرت میں بھی ہوگی۔ ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ آگے فرمایا (ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ، كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ) کافروں کے لئے اللہ نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال بیان فرماتا ہے۔ وہ عورتیں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کی زوجیت میں تھیں۔ ان دونوں (بیویوں) نے ان دونوں (نیک بندوں) کی خیانت کی۔ (کافروں سے ساز باز کرتی تھیں اور ان کے لئے جاسوسی کے فرائض انجام دیتی تھیں) لیکن وہ (نیک بندے) اللہ کے مقابلہ میں ان دونوں عورتوں کے کچھ بھی کام نہ آسکے۔ (موت کے بعد) ان سے کہہ دیا گیا کہ (دوزخ میں) داخل ہونے والوں کے ساتھ تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔

اس آیت میں کافروں اور منافقوں کو ایک قسم کی تنبیہ ہے کہ انہوں نے جو معبود بنا رکھے ہیں وہ ان کے کچھ بھی کام نہیں آسکتے۔ انبیاء علیہم السلام سے رشتہ داریاں یا ان کی امت میں ہونے سے کام نہیں چلے گا۔ نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور لوط علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیویوں کو شوہروں کی بزرگی کچھ کام نہ آئی، اسی طرح اے کافرو، بزرگوں سے تمہاری نسبت کوئی کام نہیں آئے گی۔ ایمان نہ لانے کی سزا میں تمہیں عذاب بھگتنا ہوگا۔ تم سے کہہ دیا جائیگا کہ جس طرح اور لوگ ایمان نہ لانے کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوئے ہیں تم بھی ان ہی کی طرح دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔

آگے فرمایا (وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ، اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ) اور (اے رسول) مؤمنین کے لئے اللہ فرعون کی بیوی کی مثال بیان فرماتا ہے (وہ وقت یاد کرو) جب فرعون کی بیوی نے کہا: اے میرے رب، میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا دے، مجھے فرعون اور اس کے اعمال (بد) سے نجات دے اور مجھے اس ظالم قوم سے بچا۔

اس مثال کے بیان کرنے سے اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ مؤمنین میں صبر و استقامت پیدا ہو، کیسی ہی مصیبت آئے اور کیسے ہی مظالم سہنے پڑیں لیکن قوم صراط مستقیم سے نہ ڈگمگائے۔ فرعون کی یہ نیک بیوی ایمان لانے کی سزا میں فرعون کے مظالم کا شکار تھیں لیکن انہوں نے صبر و استقامت

کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ ایمان والوں کو ان کی سیرت سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

ایمان والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے دوسری مثال حضرت مریم کی بیان فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ ۞ اور (اے رسول، اللہ مومنین کے لئے) مریم بنت عمران (کی مثال بھی بیان فرماتا ہے) جنہوں نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی۔ وہ اپنے رب کی باتوں کی اور اس کی کتابوں کی تصدیق کرتی تھیں اور وہ (ہمارے) فرمانبردار (بندوں) میں سے تھیں۔

حضرت مریمؑ کے سلسلہ میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِن رُّوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعَالَمِينَ ۞ (الانبیآ۔ ۹۱)

اور (اے رسول، مریم کا بھی تذکرہ کیجئے) جنہوں نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی، پھر ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی (اور ان کو ایک بیٹا عنایت کیا) اور (اس طرح) مریم کو اور ان کے بیٹے کو ہم نے اہل عالم کے لئے (اپنی قدرت کی) ایک نشانی بنا دیا۔

حضرت مریم کی مثال بیان کرنے سے اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ جس طرح وہ ایمان لا کر اللہ تعالیٰ کی باتوں کی تصدیق کرتی تھیں اور اس کے احکام کی تعمیل کرتی تھیں اسی طرح ایمان والوں کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر بات کی تصدیق کریں اور اس کے احکام پر چلتے رہیں۔

حضرت آسیہ زوجہ فرعون اور حضرت مریم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كَمَلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا آسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَإِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ تعالیٰ وضرب اللہ مثلا للذین اٰمنوا امرأة فرعون جزء ۴ ص ۱۹۳)

مردوں میں تو بہت سے مرد کامل ہوئے لیکن عورتوں میں سے کوئی کامل نہیں ہوا سوائے فرعون کی بیوی آسیہ کے اور عمران کی بیٹی مریم کے اور بے شک عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت باقی تمام کھانوں پر۔

عمل

اے لوگو، ایمان لائیے، نیک عمل کیجئے۔ بزرگوں سے آپ کی نسبت آپ کے کچھ کام نہیں آئے گی۔ آخرت میں کام آنے والی چیز تو ایمان اور عمل صالح ہے۔

اے ایمان والو، ایمان لانے کی وجہ سے اگر آپ پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تب بھی ہمت نہ ہاریئے، ایمان پر جمے رہیئے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی نجات کے لئے دعائیں مانگتے رہیئے۔

اے ایمان والو، اللہ تعالیٰ کی باتوں کی تصدیق کیجئے، ان پر ایمان لائیے اور اللہ تعالےٰ کے احکام پر مضبوطی سے کاربند رہیئے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۂ ملک

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے

تَبٰرَکَ الَّذِیۡ بِیَدِہِ الۡمُلۡکُ وَ
ہُوَعَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرُۨ ①
الَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَالۡحَیٰوۃَ
لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ
وَہُوَالۡعَزِیۡزُ الۡغَفُوۡرُ ② الَّذِیۡ
خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا

تَرٰى فِىْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍؕ
فَارْجِعِ الْبَصَرَۙ هَلْ تَرٰى مِنْ
فُطُوْرٍ ۳ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ
يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا
وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۴ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ
الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا
لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ
عَذَابَ السَّعِيْرِ ۵

ترجمہ

بابرکت ہے وہ (ذات) جس کے ہاتھ میں (کائنات کی) بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۱ (وہی ہے) جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ وہ تم کو آزمائے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے اور (اے لوگو) وہ بہت زبردست اور بڑا بخشنے والا ہے ۲

(وہی ہے) جس نے اوپر تلے سات آسمان بنائے، (تو اے انسان) کیا تجھ کو رحمٰن کی (اس) کاریگری میں کوئی خرابی نظر آتی ہے (ذرا اس کی طرف) نظر کر، کیا تجھ کو (اس میں) کوئی دراڑ نظر آتی ہے ③
(ایک دفعہ نہیں) پھر دوبارہ نظر ڈال (ہر مرتبہ) تیری نظر تھکی ہاری تیری طرف لوٹ آئے گی ④
اور (اے لوگو) ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے زینت دی اور ان چراغوں کو شیطانوں کے مارنے کی چیز بنایا مزید برآں ہم نے ان کے لئے آگ کا عذاب بھی تیار کر رکھا ہے ⑤

معانی و مصادر

تَبَارَكَ، یَتَبَارَكُ، تَبَارُكٌ (باب تفاعل) برکت حاصل کرنا، مقدس ہونا، بابرکت ہونا۔

(یَبلُوَ) بَلَا، یَبلُو، بَلوٌ و بَلَاءٌ (ن) آزمانا۔

(طِبَاقٌ) طَابَقَ، یُطَابِقُ، مُطَابَقَۃٌ، طِبَاقٌ (باب مفاعلہ) موافق ہونا (طِبَاقٌ = اوپر تلے)۔

(تَفَاوُتٌ) تَفَاوَتَ، یَتَفَاوَتُ، تَفَاوُتٌ (باب تفاعل) اختلاف ہونا۔

(فُطُورٌ) فَطَرَ، یَفطِرُ، فَطرٌ (ن وض) شق کرنا، پھاڑنا، پیدا کرنا (فُطُورٌ = فَطرٌ کی جمع، دراڑیں)۔

(خَاسِئٌ) خَسَأَ، یَخسَأُ، خَسأٌ (ف) دھتکارنا، نگاہ کا تھک جانا۔
خَسَأَ، یَخسَأُ، خُسُوءٌ (ف) نگاہ کا تھک جانا (خَاسِئٌ = دھتکارنے والا۔ یہاں "دھتکارا ہوا" کے معنی میں استعمال ہوا ہے)۔

(حَسِیرٌ) حَسَرَ، یَحسِرُ، حَسرٌ (ن، ض) تھک جانا۔ (حَسِیرٌ = تھکا ہوا، ضعیف)۔

(رُجُومٌ) رَجَمَ، یَرجُمُ، رَجمٌ (ن) پتھر مارنا، لعنت کرنا، دھتکارنا (رُجُومٌ = رَجمٌ کی جمع، مارنے کی چیز)

(سَعِیرٌ) سَعَرَ، یَسعَرُ، سَعرٌ (ف) بھڑکانا۔ (سَعِیرٌ = آگ کا شعلہ)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (تَبٰرَكَ الَّذِی بِیَدِہِ الْمُلْكُ وَھُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ) بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں (کائنات کی) بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کو اپنی بادشاہت میں ہر قسم کا اختیار ہے، وہ جو چاہے کر سکتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

قُلْ مَنْ بِیَدِہٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ، قُلْ فَاَنّٰی تُسْحَرُوْنَ ○
(المؤمنون - ۸۸ و ۸۹)

(اور اے رسول آپ کفار سے پوچھئے کہ ہر چیز کی عظیم الشان) بادشاہت کس کے ہاتھ میں ہے اور وہ (کون ہے جو) پناہ دے سکتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا، اگر تم

جانتے ہو (تو بتاؤ) یہ جواب دیں گے کہ (ایسی بادشاہت تو) اللہ ہی کی ہے تو پھر آپ (ان سے) پوچھئے کہ پھر تم پر جادو کیسے ہو جاتا ہے (کہ اس اقرار کے بعد تم بہکی بہکی باتیں کرنے لگتے ہو)۔

اللہ تعالیٰ بابرکت ہے اور ہر قسم کی برکت اسی کی طرف سے آتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَاءُ فَقَالَ اُطْلُبُوا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ، فَجَاءُوا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ قَلِيلٌ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الطَّهُورِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب علامات النبوة فی الاسلام ۲/۲۳۵)

ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ (راستہ میں) پانی کی قلت ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بچا ہوا پانی تلاش کرو۔ صحابہ کرام ایک برتن لائے جس میں (بہت) تھوڑا پانی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ برتن میں داخل کیا پھر فرمایا بابرکت پانی کے لئے آؤ اور برکت تو اللہ کی طرف سے آتی ہے۔ میں نے دیکھا کہ پانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے نکل رہا تھا۔

آگے فرمایا (الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ) (وہی ہے) جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ وہ تم کو آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے (اور کون برے عمل کرتا ہے) اور (اے لوگو) وہ بہت زبردست ہے (جس کو چاہے برے عمل کی سزا دے سکتا ہے اور وہ) بہت بخشنے والا ہے (جس کو چاہے معاف بھی کر سکتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(آل عمران ۱۲۹)

آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے، وہ جس کو چاہے معاف کر سکتا ہے اور جس کو چاہے سزا دے سکتا ہے اور اللہ (سے معافی کی امید ہی رکھنی چاہیئے اس لئے کہ وہ) بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے زندگی اس لئے پیدا کی کہ انسان عمل کرے۔ اگر زندگی نہ ہوتی تو عمل کیسے ہوتا اور جب عمل نہ ہوتا تو امتحان کیسے ہوتا، نیک اور بد، مطیع اور نافرمان کی پہچان کیسے ہوتی۔

موت اس لئے بنائی کہ زندگی کے اختتام پر انسان کے اعمال کا محاسبہ کیا جائے۔ سزا و جزا کا فیصلہ کیا جائے۔ انسان کو یہ ڈر رہے کہ موت کے بعد اس کا محاسبہ ہو گا لہٰذا وہ محاسبہ کے ڈر سے بُرے عمل نہ کرے، نیک عمل کرتا رہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَنۡ یُّتۡرَکَ سُدًی ○ (لااقسم بیوم القیمۃ - ۳۶) — کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اسے یونہی چھوڑ دیا جائے گا (کیا اسے حساب و کتاب کے لئے زندہ نہیں کیا جائے گا)۔

آگے فرمایا (اَلَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا) وہی ہے جس نے اوپر تلے سات آسمان بنائے (مَا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ، فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ھَلۡ تَرٰی مِنۡ فُطُوۡرٍ) (تو اے انسان) کیا تجھ کو رحمٰن کی (اس) کاریگری میں کوئی کمی (یا خرابی) نظر آتی ہے تو (ذرا) دیکھ کیا تجھ کو (اس میں) کوئی دراڑ نظر آتی ہے (ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ کَرَّتَیۡنِ یَنۡقَلِبۡ اِلَیۡکَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا وَّھُوَ حَسِیۡرٌ) پھر (دیکھ ایک مرتبہ نہیں) دو مرتبہ دیکھ (بلکہ بار بار دیکھ ہر مرتبہ تیری) نظر تھکی ہاری تیری طرف لوٹ آئے گی اور تجھے اس میں کوئی خرابی نظر نہیں آئے گی۔

آیت زیر تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ سات آسمان علیحدہ علیحدہ ہیں ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے نہیں۔ معراج کی حدیث جو سورۃ النجم کی تفسیر میں بیان کی گئی ہے اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر فرماتا ہے:۔

وَبَنَیۡنَا فَوۡقَکُمۡ سَبۡعًا شِدَادًا ○ (عم یتساء لون - ۱۲) — ہم نے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے۔

آگے فرمایا (وَلَقَدۡ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِمَصَابِیۡحَ وَجَعَلۡنٰھَا رُجُوۡمًا لِّلشَّیٰطِیۡنِ وَاَعۡتَدۡنَا لَھُمۡ عَذَابَ السَّعِیۡرِ) اور (اے لوگو) ہم ہی نے آسمان دنیا کو چراغوں سے زینت دی اور ہم ہی نے ان چراغوں کو شیطانوں کے مارنے کی چیز بنایا اور (آخرت میں تو) ہم نے شیطانوں کے لئے آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِزِیۡنَةِ نِ الۡکَوَاکِبِ ○ وَحِفۡظًا مِّنۡ کُلِّ شَیۡطٰنٍ مَّارِدٍ ○ لَا یَسَّمَّعُوۡنَ اِلَی الۡمَلَاِ الۡاَعۡلٰی وَیُقۡذَفُوۡنَ مِنۡ کُلِّ جَانِبٍ ○ دُحُوۡرًا وَّلَھُمۡ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ○ اِلَّا مَنۡ خَطِفَ الۡخَطۡفَةَ — بے شک ہم ہی نے آسمان دنیا کو ستاروں سے مزین کیا اور ہر سرکش شیطان سے (اس کو) محفوظ بنایا۔ (اب) وہ اوپر کی مجلس کی طرف فرشتوں کی باتیں سننے کے لئے) کان بھی نہیں لگا سکتے اور (اگر وہ ایسا کرنا چاہتے ہیں تو)

فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝
(الصّٰفّٰت ۔ ۶ تا ۱۰)

ان پر ہر طرف سے (انگارے) پھینکے جاتے ہیں (یعنی ان کو وہاں سے) نکالنے (کے لئے ان پر انگارے مارے جاتے ہیں) اور (قیامت کے دن) ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔ (الغرض شیاطین مجلس بالا کی باتیں نہیں سن سکتے) مگر ہاں جو (شیطان) کوئی بات اچک ہی لے جائے تو چمکتا ہوا انگارا اس کا پیچھا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ۝ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ۝
(الحجر ۔ ۱۶ تا ۱۸)

اور (اے لوگو) ہم ہی نے آسمان میں بُرج بنائے اور دیکھنے والوں کے لئے اسے مزین کر دیا۔ ہم ہی نے ہر مردود شیطان سے اسے محفوظ کر رکھا ہے (کوئی شیطان آسمانی باتیں سن نہیں سکتا) ہاں اگر کوئی شیطان چھپ کر کچھ سن لے تو چمکتی ہوئی چنگاری اس کا پیچھا کرتی ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی کاریگری کی طرف توجہ دلا کر یہ ثابت کیا ہے کہ جو یہ کام کر سکتا ہے وہی الٰہ ہے۔ کفار کے شرکاء نے یہ کام نہیں کیا اور نہ وہ کر سکتے ہیں لہذا وہ الٰہ نہیں ہیں۔

عمل

اے لوگو، اس بات پر ایمان لائیے کہ کائنات کا بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ ہر کام کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ دوسرے نہ کائنات کے بادشاہ ہیں اور نہ وہ ہر کام کرنے کی قدرت رکھتے ہیں لہٰذا وہ الٰہ نہیں ہو سکتے، ان کو پکارنا، ان سے فریاد کرنا بیکار ہے۔ ان کی عبادت کرنا لغو ہے۔

وَلِلَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ
جَهَنَّمَ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝٦ إِذَآ
أُلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا
وَّهِيَ تَفُورُ ۝٧ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ
الْغَيْظِ ۖ كُلَّمَآ أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ
سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ أَلَمْ يَأْتِكُمْ
نَذِيرٌ ۝٨ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَآءَنَا
نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ
اللَّهُ مِن شَيْءٍ ۚ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا

فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝۹ وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا
نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ
اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝۱۰ فَاعْتَرَفُوْا
بِذَنْۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝۱۱

ترجمہ اور (اے لوگو) جن لوگوں نے اپنے رب کا انکار کیا ان کے لئے دوزخ کا عذاب ہے اور دوزخ بہت بری جگہ ہے ⑥ جب یہ (کافر) اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کا چیخنا چلانا سنیں گے، اور وہ (اس وقت) جوش مار رہی ہوگی ⑦ (ایسا معلوم ہوگا گویا) وہ غیظ (و غضب کے جوش) میں پھٹنے والی ہے، جب کبھی اس میں کوئی گروہ ڈالا جائیگا تو دوزخ کے داروغہ اس سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا ⑧ وہ کہیں گے: کیوں نہیں، ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا، ہم نے اس کی تکذیب کی اور کہا اللہ نے کوئی چیز نازل نہیں کی، تم بڑی گمراہی میں (مبتلا) ہو ⑨ (پھر وہ دوزخی) کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو (آج) دوزخیوں میں (شامل) نہ ہوتے ⑩ الغرض وہ اپنے گناہ کا اعتراف کریں گے، پھر اہل دوزخ کو (رحمت سے) دور کر دیا جائے گا ⑪

معانی و مصادر (شَهِيْقٌ) شَهَقَ، يَشْهَقُ، شَهِيْقٌ وتَشْهَاقٌ (ف، س، ض) گدھے کا رینگنا۔

(تَفُوْرُ) فَارَ، يَفُوْرُ، فَوْرٌ، وفَوَرَانٌ وفُئُوْرٌ (ن) جوش مارنا۔

(تَمَيَّزُ) تَمَيَّزَ، يَتَمَيَّزُ، تَمَيُّزٌ (باب تفعل) ممتاز ہونا، پھٹ جانا۔

(سُحْقٌ) سَحِقَ، يَسْحَقُ، سُحْقٌ (س، ک) دور ہونا۔

تفسیر توحید کے دلائل دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ، وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ) اور (اے لوگو) جن لوگوں نے اپنے رب کا انکار کیا

(صرف اس کو اپنا رب نہ مانا) ان کے لئے دوزخ کا عذاب ہے اور دوزخ بہت بُری جگہ ہے (اِذَآ اُلْقُوْا فِیْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِیْقًا وَّهِیَ تَفُوْرُ) جب یہ (کافر) اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کا چیخنا چلانا سنیں گے اور وہ (اس وقت) جوش مار رہی ہوگی (تَكَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ) ایسا معلوم ہوگا گویا وہ غیظ (وغضب کے جوش) میں پھٹنے والی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

یُؤْتٰی بِجَهَنَّمَ یَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ یَجُرُّوْنَهَا (صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب فی شدۃ حر نار جہنم جزء ۲ صفحہ ۵۳۵)

قیامت کے دن جہنم کو (میدان محشر) میں لایا جائے گا۔ اس کی ستر لگامیں ہوں گی۔ ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے (یعنی چار ارب نوّے کروڑ فرشتے) اسے کھینچ رہے ہوں گے۔

آگے فرمایا (كُلَّمَآ اُلْقِیَ فِیْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَذِیْرٌ) جب کبھی (کافروں کا) کوئی گروہ دوزخ میں ڈالا جائے گا تو دوزخ کے داروغہ اس سے پوچھیں گے: کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا (قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ كَبِیْرٍ) وہ کہیں گے: کیوں نہیں، ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا، ہم نے اس کو جھٹلایا اور (اس سے) کہا اللہ نے کوئی چیز نازل نہیں کی، تم بڑی گمراہی میں مبتلا ہو (تم نے خود ہی یہ باتیں گھڑ لی ہیں اور ان کو اللہ کی طرف منسوب کر دیا ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ یُّرِیْدُ اَنْ یَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ، وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًی، وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝

(سبا - ۴۳)

اور (اے رسول) جب ان کو ہماری واضح آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو (آپ کے متعلق) کہتے ہیں یہ (کچھ) نہیں مگر ایک شخص جو یہ چاہتا ہے کہ جن چیزوں کی عبادت تمہارے باپ دادا کرتے تھے ان سے تم کو روک دے اور (اے رسول یہ لوگ یہ بھی) کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) جھوٹ ہے اور (ان کا اپنا) بنایا ہوا ہے اور یہ کافر حق کے متعلق جب کہ حق ان کے پاس آ چکا ہے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔

آگے فرمایا (وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِیْٓ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ) اور وہ (دوزخی) یہ بھی کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو ہم دوزخیوں میں (شامل) نہیں ہوتے (یہ ہماری بدبختی ہے کہ ہم نے ان کی بات نہ سنی اور انکار کرنے کے نتائج پر غور نہ کر کے اپنی بے عقلی اور ناسمجھی کا ثبوت دیا

(فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ) الغرض وہ اپنے گناہ کا اعتراف کریں گے (لیکن اس وقت اعتراف کرنے سے کیا فائدہ اس وقت تو ان سے کہا جائے گا) دوزخی دور ہو جائیں (اب رحمت کی امید نہ رکھیں)۔

دوزخیوں کی بدبختی کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ
خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ○
تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِیْهَا كٰلِحُوْنَ ○
اَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰى عَلَیْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا
تُكَذِّبُوْنَ ○ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا
شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ○ رَبَّنَآ
اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ○
قَالَ اخْسَئُوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ○

(المؤمنون - ۱۰۳ تا ۱۰۸)

اور جن کی تولیں ہلکی ہوں گی تو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے خود اپنا نقصان کیا (اور اب) وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ آگ ان کے چہروں کو جھلس دے گی، آگ میں ان کے چہرے بگڑ جائیں گے۔ (وہاں اللہ ان سے فرمائے گا) کیا میری آیتیں تم کو پڑھ کر نہیں سُنائی جاتی تھیں (ضرور سُنائی جاتی تھیں) لیکن تم ان کو جھٹلاتے تھے وہ کہیں گے: اے ہمارے رب، ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور (واقعی) ہم گمراہ تھے۔ اے ہمارے رب ہمیں اس میں سے نکال دے، (اب ہم ایسا نہیں کریں گے) اگر ہم پھر ایسا کریں تو واقعی ہم ظالم ہیں۔ (اللہ) فرمائے گا دور ہو جاؤ، اسی میں (پڑے رہو) اور مجھ سے بات نہ کرو۔

عمل

اے لوگو، اپنے رب پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیے۔

إِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ
بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّأَجْرٌ
كَبِيْرٌ ﴿۱۲﴾ وَأَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ أَوِ
اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ إِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ ﴿۱۳﴾ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ
وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۴﴾ هُوَ
الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُوْلًا
فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا
مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ ﴿۱۵﴾

ءَأَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يَخْسِفَ
بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ ﴿١٦﴾ أَمْ
أَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يُرْسِلَ
عَلَيْكُمْ حَاصِبًا، فَسَتَعْلَمُونَ
كَيْفَ نَذِيرِ ﴿١٧﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ
الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ
كَانَ نَكِيرِ ﴿١٨﴾

ترجمہ (اے رسول) جو لوگ بغیر دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے ⑫ اور (اے لوگو) تم چھپا کر کوئی بات کہو یا علانیہ کوئی بات کہو (اللہ کو ہر حال میں اس کا علم ہو جائے گا اور یہی کیا) وہ تو دل کی باتوں کو بھی جانتا ہے ⑬ کیا جس نے پیدا کیا اسے (اپنی مخلوق کی کیفیات کا) علم نہیں ہوگا، وہ تو بڑا باریک بین اور (ہر بات سے) باخبر ہے ⑭ اسی نے تمہارے لئے زمین کو پست کر دیا تو (اب تم) اس کے اطراف و اکناف میں چلو (پھرو) اور (اس بات کو یاد رکھو کہ تمہیں) اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے ⑮ کیا تم اس (ہستی)

سے جو آسمان میں ہے بے خوف ہو گئے ہو کہ کہیں وہ تم کو زمین میں دھنسا دے اور وہ (اس وقت) بڑے زور سے ہل رہی ہو گی (۱۶) کیا تم اس (ہستی) سے جو آسمان میں ہے بے خوف ہو گئے ہو کہ کہیں وہ تم پر پتھروں کی بارش کر دے، تو (ذرا انتظار کرو) عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میرا ڈرانا کیسا ہوتا ہے (۱۷) اور (اے رسول) ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا تو (پھر دیکھ لو) میرا عذاب کیسا رہا (۱۸)

معانی و مصادر

(لَطِيْفٌ) لَطَفَ، يَلْطُفُ، لُطْفٌ (ن) نرمی کرنا، باریک ہونا۔ لَطُفَ، يَلْطُفُ، لُطْفٌ و لَطَافَةٌ (ك) باریک ہونا (لَطِيْفٌ: نرم، مہربان، باریک، لطافت والا)۔

(ذَلُوْلٌ) ذَلَّ، يَذِلُّ، ذُلٌّ و ذِلٌّ (ض) آسانی سے مطیع ہونا (ذَلُوْلٌ = بآسانی مطیع ہونے والا)۔

(مَنَاكِبُ) مَنَاكِبُ - مَنْكِبٌ کی جمع، کندھے، اطراف و جوانب، راستے، بلند مقامات۔

(تَمُوْرُ) مَارَ، يَمُوْرُ، مَوْرٌ (ن) مضطرب ہونا، موج مارنا، جوش مارنا۔

(يَخْسِفُ) خَسَفَ، يَخْسِفُ، خُسُوْفٌ (ض) گہن لگنا، دھس جانا۔

(حَاصِبٌ) حَصَبَ، يَحْصِبُ، حَصْبٌ (ن وض) پتھر مارنا، پتھر کا فرش بنانا۔ (حَاصِبٌ = کنکر والی آندھی)۔

(نَكِيْرٌ) نَكِرَ، يَنْكَرُ، نَكْرٌ و نُكْرٌ و نُكُوْرٌ و نَكِيْرٌ (س) نہ پہچاننا (نَكِيْرٌ = شدید مصیبت)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ) جو لوگ بغیر دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

کسی خوفناک چیز کو دیکھ کر ڈر جانا یہ تو ایک فطری چیز ہے لیکن بغیر دیکھے کسی چیز سے ڈر جانا یہ ڈرانے والے پر کامل یقین اور اعتماد کا نتیجہ ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے ڈرایا۔ لوگوں نے ان پر اعتماد کیا اور اللہ تعالیٰ کو دیکھے بغیر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے لگے۔ یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر کامل یقین اور اعتماد کی دلیل ہے۔ دیکھ کر ڈر جانا یہ کوئی بڑی بات نہیں لیکن بغیر دیکھے ڈر جانا یہ بہت بڑی بات ہے۔ یہی ایمان ہے اور اللہ تعالیٰ کو یہی مطلوب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ۝ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ، ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ۝ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا

جو بغیر دیکھے رحمٰن سے ڈرتا تھا اور رجوع کرنے والے دل کے ساتھ (ہمارے پاس) آیا (ایسے لوگوں سے کہا جائے گا) سلامتی کے ساتھ

وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ○
(قٓ - ۳۴ تا ۳۵)

جنت میں داخل ہو جاؤ۔ یہ ہمیشہ رہنے کا دن ہے ان کے لئے جو کچھ وہ اس میں چاہیں گے (موجود ہو گا) اور ہمارے پاس تو اور بھی بہت کچھ ہے۔ (جو ہم انہیں دیں گے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○
(المآئدۃ - ۹۴)

اے ایمان والو، اللہ ایک شکار کے ذریعہ ضرور تمہاری آزمائش کریگا جس کو تم اپنے ہاتھوں اور نیزوں سے شکار کرو گے تاکہ وہ یہ معلوم کرے کہ اللہ سے غائبانہ کون ڈرتا ہے (یعنی کون اللہ سے ڈر کر حالت احرام میں شکار نہیں کرتا) پھر اس کے بعد جو شخص زیادتی کرے گا (اور اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کریگا) تو اس کے لئے دردناک عذاب (تیار) ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ○
(الانبیآء - ۴۸ و ۴۹)

اور (اے رسول) ہم نے موسیٰ اور ہارون کو (حق و باطل میں) فرق کر دینے والی (کتاب)، (ہدایت کی) روشنی اور متقین کے لئے نصیحت عطاء کی تھی (یعنی ان لوگوں کے لئے) جو بغیر دیکھے اپنے رب سے ڈرتے تھے اور (ہر وقت) قیامت سے خوفزدہ رہا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ○
(یٰسٓ - ۱۱)

آپ تو اسے ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت کی پیروی کرے اور بغیر دیکھے رحمٰن سے ڈرے۔ (اے رسول) ایسے شخص کو آپ مغفرت اور باعزت اجر کی خوشخبری سُنا دیجئے۔

دیکھ کر ایمان لانے کی شرط اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ

اور (اے رسول) جو لوگ ہم سے ملاقات

اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ، لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ○

(الفرقان - ۲۱)

کی امید نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں ہم پر فرشتے کیوں نہیں نازل ہوتے (اگر ہم پر فرشتے نازل ہوتے اور وہ آپ کی رسالت کی گواہی دیتے تو ہم ایمان لے آتے) یا ہم اپنے رب کو دیکھتے (اگر ایسا ہوتا تو ہم ایمان لے آتے)، ان کے دلوں میں تکبر ہے اور انہوں نے بڑی ہی سرکشی کی (بات کہی) ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ○ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

(البقرۃ - ۵۵ و ۵۶)

اور (اے بنی اسرائیل وہ وقت یاد کرو) جب تم نے موسیٰ سے کہا تھا کہ (اے موسیٰ) ہم آپ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک اللہ کو علانیہ نہ دیکھ لیں۔ (تمہارے اس مطالبہ پر) تمہارے دیکھتے دیکھتے بجلی نے تمہیں آپکڑا (اور بجلی سے تمہاری موت واقع ہوگئی) پھر ہم نے تمہاری موت کے بعد تم کو زندہ کر دیا تاکہ تم شکر ادا کرو۔

بغیر دیکھے ایمان لانے ہی سے انسان منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

الٓمّٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ، هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ، وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

(البقرۃ - ۱ تا ۵)

الٓمّٓ - (یہ) وہ کتاب ہے جس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں، یہ کتاب (اللہ تعالیٰ سے) ڈرنے والوں کو سیدھے راستہ پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچاتی ہے۔ (یعنی) ان لوگوں کو (سیدھے راستہ پر چلا کر منزل مقصود پر پہنچاتی ہے) جو (اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تمام باتوں پر) بغیر دیکھے ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جو اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو (اے رسول) آپؐ پر نازل کی گئی ہے اور ان کتابوں پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ سے پہلے نازل کی گئی

ہیں اور جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ان کے رب کی طرف سے نازل شدہ ہدایت پر قائم ہیں اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں (یعنی منزل مقصود پر پہنچنے والے ہیں)۔

آگے فرمایا (وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ) اور (اے لوگو) تم چھپاکر کوئی بات کہو یا علانیہ کوئی بات کہو (اللہ کو ہر حال میں اس کا علم ہوجائیگا اور یہ کیا) وہ تو دل کی باتوں کو بھی جانتا ہے (اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ) کیا جس نے پیدا کیا اسے (اپنی) مخلوق (کی کیفیات کا اور اس کے پوشیدہ ارادوں) کا علم نہیں ہوگا، وہ تو بڑا باریک بین اور (ہر بات سے) باخبر ہے۔ (اسے معلوم ہوجائے گا کہ کون سا کام نیک نیتی سے کیا گیا ہے اور کونسا کام بدنیتی سے کیا گیا ہے، کونسا کام لاعلمی اور بھول سے واقع ہوا ہے اور کونسا کام جان بوجھ کر کیا گیا ہے۔ الغرض اسے نیتوں کا بھی علم ہوتا ہے اور نیتوں ہی کی بنیاد پر سزا وجزا دی جاتی ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوْ اِلَى امْرَاَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ ۔ (وفی روایۃ فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ) (صحیح بخاری کتاب الوحی باب کیف کان بدء الوحی جزء اول ص۲ وکتاب الایمان باب ماجاء انما الاعمال بالنیۃ جزء اول ص۲۱ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیۃ جزء۲ ص۱۵۸ واللفظ للبخاری)

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہوگی تو جس نے دنیا کے لئے ہجرت کی ہوگی دنیا اسے مل جائے گی یا کسی عورت کے لئے ہجرت کی ہوگی تو (وہ اسے مل جائے گی) اس سے نکاح کرلے گا، الغرض اس کی ہجرت اسی چیز کے لئے ہوگی جس چیز کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہوگی۔ جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہوگی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہوگی (اللہ تعالیٰ کے لئے صرف وہ ہجرت ہوگی جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے کی جائے گی اور اسی ہجرت کا اجر ملے گا)۔

حضرت ابوبکرہؓ کہتے ہیں:-

اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِى النَّارِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلم اپنی تلواروں کے ساتھ لڑنے لگیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جائیں گے۔ میں

إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا جزء ۱ ص ۱۵)

نے کہا: قاتل تو خیر (دوزخ میں جانا ہی چاہیئے) مقتول کیوں دوزخ میں جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ بھی تو اپنے ساتھی کے قتل کا حریص تھا (یعنی اس کی نیت بھی تو قتل کرنے کی تھی)۔

آگے فرمایا (هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا) اسی نے تمہارے لئے زمین کو پست کر دیا تو (اب تم) اس کے اطراف و اکناف میں چلو (پھرو)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَأَلْقَى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ (النحل - ۱۵)

اسی نے زمین میں پہاڑ گاڑ دئیے تاکہ زمین تمہیں لے کر کہیں جھک نہ جائے اسی نے دریا (جاری کئے) اور اسی نے راستے (بنا دئیے) تاکہ تم ان پر چل کر منزل مقصود پر پہنچ جاؤ۔

آگے فرمایا (وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ) اور اللہ کا دیا ہوا رزق کھاؤ (پیو) اور (اس بات کو یاد رکھو کہ تمہیں) اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے (لہٰذا ان نعمتوں کے شکر میں صرف اسی کی عبادت کرو اگر تم نے کسی اور کی عبادت کی یا ان نعمتوں کا غلط استعمال کیا تو یاد رکھنا قیامت کے دن اس کا حساب و کتاب دینا ہوگا)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝ (الھٰکم التکاثر - ۸)

پھر قیامت کے دن تم سے نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا (کہ تم نے کہاں تک انکا شکر ادا کیا تھا)۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات اور اپنی قدرت کاملہ کے چند نمونوں کا ذکر کیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ ظاہر اور پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے، وہ دل کی باتوں کو بھی جانتا ہے۔ اسی نے زمین کو انسان کے لئے نرم بنا دیا اور انسان کے کھانے پینے کے لئے مختلف قسم کی اشیاء پیدا کیں۔ کیا کوئی دوسرا یہ کام کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں تو پھر دوسروں کی عبادت کرنا، دوسروں سے مدد مانگنا لغو ہے۔ اللہ ہی کی عبادت اور اطاعت کرنی چاہیئے اسی سے مدد مانگنی چاہیئے۔ دوسروں کی عبادت کرنا یا دوسروں سے مدد مانگنا شرک ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ نے ایمان نہ لانے والوں کو دھمکی دیتے ہوئے فرمایا (ءَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ) کیا تم اس (ہستی) سے جو آسمان میں ہے بے خوف ہو

گئے ہو کہ کہیں وہ تم کو زمین میں دھنسا دے اور (اس وقت) وہ بڑے زور سے ہل رہی ہو (یعنی کہیں ایسا نہ ہو کہ زمین میں زلزلہ آئے، زمین پھٹ جائے اور تم اس میں دھنس جاؤ) (أَمْ أَمِنتُم مَّن فِي السَّمَاءِ أَن يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا، فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ) کیا تم اس (ہستی) سے جو آسمان میں ہے بےخوف ہو گئے ہو کہ کہیں وہ تم پر پتھروں کی بارش کر دے (اگر واقعی یہ بات ہے کہ تم آسمان والے سے بےخوف ہو گئے تو پھر انتظار کرو) عنقریب تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ میرا ڈرانا کیسا ہوتا ہے (وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ) اور (اے رسول) ان سے پہلے جو لوگ گذرے ہیں انہوں نے بھی (اپنے نبیوں کو) جھٹلایا تھا تو (پھر دیکھ لیجئے) میرا عذاب کیسا رہا (کفار کو چاہئے کہ گذشتہ امتوں کی ہلاکت سے ہی عبرت حاصل کریں)۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بڑے واضح الفاظ میں کافروں کو عذاب سے ڈرایا ہے۔ اگر کافر ایمان نہیں لائے تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دے یا ان پر پتھروں کی بارش کر دے تو کیا وہ سلامت رہ جائیں گے۔ سخت عذاب ہوگا اور وہ تباہ و برباد کر دئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّأَصْحَابُ الرَّسِّ وَثَمُودُ ○ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ لُوطٍ ○ وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۚ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيدِ ○

(قٓ - ۱۲ و ۱۳)

ان (کافروں) سے پہلے قوم نوح نے، کنویں والوں نے، ثمود نے، عاد نے، فرعون نے، لوط کے بھائیوں نے، بن کے رہنے والوں نے اور قوم تبع نے بھی اپنے اپنے رسولوں کو جھٹلایا تھا) غرض یہ کہ سب ہی نے رسولوں کو جھٹلایا تو ان سب پر میرا وعدۂ عذاب ثابت ہو گیا (وہ نیست و نابود کر دئے گئے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا ○ فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَدَمَّرْنَاهُمْ تَدْمِيرًا ○ وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِلنَّاسِ آيَةً ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ○ وَعَادًا وَثَمُودَ وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَٰلِكَ كَثِيرًا ○ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ

اور (اے رسول) ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی اور ہم نے ان کے ساتھ (تبلیغ کرنے کے لئے) ان کے بھائی ہارون کو (ان کا) وزیر بنایا تھا۔ پھر ہم نے (ان دونوں سے کہا) اس قوم کی طرف جاؤ جس قوم نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا ہے (وہ تبلیغ کے لئے گئے قوم کے لوگوں نے ان کی تکذیب کی) تو ہم نے (ان سب) کو نیست و نابود کر دیا اور نوح کی قوم نے بھی جب رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے

وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ۝ وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ۝

(الفرقان ۔ ۳۵ تا ۴۰)

ان کو غرق کر دیا اور ان کو لوگوں کے لئے (عبرت کی) ایک نشانی بنا دیا۔ دنیا میں تو ان کو یہ سزا ملی کہ غرق کر دئے گئے آخرت میں) ہم نے ان ظالموں کے لئے درد ناک عذاب تیار کر رکھا ہے اور عاد کو، ثمود کو اور کنویں والوں کو اور ان کے درمیان اور بہت سی امتوں کو (ہم نے ہلاک کر ڈالا) اور ہر امت کے لئے ہم نے (عبرتناک) مثالیں بیان کیں (لیکن جب وہ نہیں مانے) تو ہم نے ان سب کو ہلاک کر ڈالا اور (اے رسول) یہ کافر اس بستی پر سے گذرے ہیں جس بستی پر ہم نے (بڑی) بُری (طرح سنگ) باری کی تھی تو کیا انہوں نے اس کو (تباہ و برباد حالت میں) نہیں دیکھا (ضرور دیکھا ہے لیکن ایمان نہ لانے کی اصل وجہ یہ نہیں کہ انہوں نے عبرت ناک مناظر نہیں دیکھے) بلکہ (اصل وجہ یہ ہے کہ) انہیں دوبارہ زندہ ہونے کی کوئی توقع نہیں۔

عمل

اے ایمان والو، دل کو روحانی بیماریوں سے اور غلط قسم کے ارادوں سے پاک رکھیئے۔ اللہ تعالےٰ کو دل کی تمام باتوں کا علم ہے۔

اے لوگو، ایمان لے آئیے کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جائیں۔

اَوَلَمۡ یَرَوۡا اِلَی الطَّیۡرِ فَوۡقَہُمۡ
صٰٓفّٰتٍ وَّ یَقۡبِضۡنَ ۚؕ مَا یُمۡسِکُہُنَّ
اِلَّا الرَّحۡمٰنُ ؕ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیۡءٍۭ
بَصِیۡرٌ ﴿۱۹﴾ اَمَّنۡ ہٰذَا الَّذِیۡ ہُوَ
جُنۡدٌ لَّکُمۡ یَنۡصُرُکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ
الرَّحۡمٰنِ ؕ اِنِ الۡکٰفِرُوۡنَ اِلَّا فِیۡ
غُرُوۡرٍ ﴿۲۰﴾ اَمَّنۡ ہٰذَا الَّذِیۡ
یَرۡزُقُکُمۡ اِنۡ اَمۡسَکَ رِزۡقَہٗ ۚ
بَلۡ لَّجُّوۡا فِیۡ عُتُوٍّ وَّ نُفُوۡرٍ ﴿۲۱﴾

اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ
اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٢٢﴾ قُلْ هُوَ
الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ
السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ
قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٣﴾ قُلْ هُوَ
الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ
وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَيَقُوْلُوْنَ
مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ
اللّٰهِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا
رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ
كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ
اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ
مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُّجِيْرُ
الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾
قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَ

عَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ
هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ
اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ
يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾

ترجمہ اور (اے رسول) کیا انہوں نے اپنے اوپر (اڑتے ہوئے) پرندوں کو نہیں دیکھا جو کبھی پروں
کو پھیلا دیتے ہیں اور کبھی پروں کو سکیڑ لیتے ہیں، انہیں (فضا میں) رحمٰن کے علاوہ کوئی
نہیں تھام سکتا، بے شک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے ﴿۱۹﴾ (اے لوگو) بتاؤ رحمٰن کے علاوہ ایسا کون
ہے جو تمہاری فوج بن کر تمہاری مدد کر سکے لیکن کافر (اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے وہ تو محض) دھوکے میں
(پڑے ہوئے) ہیں ﴿۲۰﴾ (اے لوگو) بتاؤ اگر اللہ اپنے رزق کو روک لے تو ایسا کون ہے جو تمہیں رزق
دے سکے (کافر جانتے ہیں کہ کوئی رزق نہیں دے سکتا پھر بھی توحید کے قائل نہیں ہوتے) بلکہ سرکشی
اور نفرت میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں ﴿۲۱﴾ (اے لوگو) بتاؤ کیا وہ شخص جو اپنا منہ اوندھا کئے چل رہا
ہو زیادہ ہدایت یاب ہو سکتا ہے یا وہ شخص جو سیدھا کھڑا ہو راہ راست پر چل کر جا رہا ہو ﴿۲۲﴾ (اے
رسول) آپ کہہ دیجئے وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے لئے کان، آنکھیں اور دل بنائے
(لیکن) تم شکر کم ہی ادا کرتے ہو ﴿۲۳﴾ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ وہی ہے جس نے تم کو زمین میں
پھیلا دیا اور اسی کی طرف تم جمع کئے جاؤ گے ﴿۲۴﴾ اور (اے رسول) (کافر) کہتے ہیں اگر تم (اپنے دعوے
میں) سچے ہو تو بتاؤ یہ (قیامت کا) وعدہ کب (پورا) ہو گا ﴿۲۵﴾ آپ کہہ دیجئے (اس کا) علم تو اللہ ہی کو
ہے، میں تو بس صاف صاف ڈرانے والا ہوں ﴿۲۶﴾ (اور اے رسول) جب یہ (کافر) قیامت
کو (اپنے) قریب دیکھیں گے تو جن لوگوں نے کفر کیا ہو گا ان کے چہرے بگڑ جائیں گے، (اس وقت)
ان سے کہا جائیگا یہی وہ (قیامت) ہے جس کا تم مطالبہ کیا کرتے تھے ﴿۲۷﴾ (اے رسول، آپ ان

سے) پوچھئے بتاؤ اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحم (وکرم) فرمائے تو کون ہے جو کافروں کو دردناک عذاب سے بچائے گا (۲۸) آپ کہہ دیجئے وہ رحمٰن (ہی) ہے جس پر ہم ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہم بھروسہ کرتے ہیں، اور تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ (ہم میں اور تم میں) صریح گمراہی میں کون تھا (۲۹) (اے رسول آپ ان سے پوچھئے) بتاؤ اگر تمہارا پانی زمین کی گہرائی میں چلا جائے تو (اللہ کے علاوہ) وہ کون ہے جو تمہارے لئے پانی کا بہتا ہوا چشمہ لے آئے (۳۰)

معانی و مصادر

(صٰٓفّٰتٍ) صَفَّ ۔ یَصُفُّ ۔ صَفٌّ (ن) قطار میں کھڑا کرنا، پر پھیلانا اور ان کو حرکت دینا۔

(یَقْبِضْنَ) قَبَضَ، یَقْبِضُ، قَبْضٌ (ض) سمیٹنا سکیڑنا۔

(لَجُّوْا) لَجَّ، یَلَجُّ، لَجَجٌ و لَجَاجٌ و لَجَاجَۃٌ (ف وض) سوال میں اصرار کرنا، اڑے رہنا، بڑھتے چلے جانا۔

(عُتُوٌّ) عَتَا، یَعْتُوْ، عُتُوٌّ و عُتِیٌّ و عِتِیٌّ (ن) سرکشی کرنا، حد سے بڑھ جانا۔

(مُکِبٌّ) اَکَبَّ، یُکِبُّ، اِکْبَابٌ (باب افعال) بچھڑ جانا، بچھاڑ دینا، جھک جانا۔

(سَوِیٌّ) سَوِیَ، یَسْوٰی، سِوًی (س) ٹھیک ہو جانا، سیدھا ہو جانا۔ (سَوِیٌّ = سیدھا، بے عیب)۔

(ذَرَأَ) ذَرَأَ، یَذْرَأُ، ذَرْءٌ (ف) پیدا کرنا، پھیلا دینا۔

(زُلْفَۃٌ) زَلَفَ، یَزْلُفُ، زَلْفٌ و زَلَفٌ و زَلِیْفٌ (ن) آگے بڑھنا اور قریب ہو جانا، (زُلْفَۃٌ = قربت، درجہ)۔

(سِیْٓئَتْ) سَآءَ یَسُوْءُ، سَوَآءٌ (ن) برا ہونا (سِیْٓئَتْ = سَآءَتْ کا مجہول ہے)

(تَدَّعُوْنَ) اِدَّعٰی، یَدَّعِیْ، اِدِّعَاءٌ (باب افتعال) دعویٰ کرنا، تمنا کرنا، نسبت کرنا (مادہ: دع و)

(یُجِیْرُ) اَجَارَ، یُجِیْرُ، اِجَارَۃٌ (باب افعال) پناہ دینا۔

(غَوْرٌ) غَارَ، یَغُوْرُ، غَوْرٌ (ن) پانی زمین میں چلا جانا۔ پانی کا گہرائی میں چلا جانا (غَوْرٌ = پانی جو زمین کے اندر چلا جائے)۔

(مَعِیْنٌ) مَعَنَ، یَمْعَنُ، مَعْنٌ (ف) مَعُنَ، یَمْعُنُ، مُعُوْنٌ (ک) آہستہ آہستہ بہنا۔ (مَعِیْنٌ = آہستہ آہستہ بہنے والا)۔

تفسیر

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے کفار کو اپنی قدرت کے کارناموں کی طرف متوجہ کرنے کے بعد بار بار چیلنج کیا ہے کہ کوئی یہ کارنامے انجام دے سکتا ہو تو بتاؤ اور جب کوئی یہ کارنامے انجام نہیں دے سکتا تو پھر ان کی پوجا، ان کو مدد کے لئے پکارنا، ان کی نذر و نیاز سب لایعنی اور

شرک ہے۔ کتنے نادان ہیں یہ لوگ کہ ایسے لاچار و بے بس لوگوں کو اپنا کارساز، مشکل کشا، حاجت روا، مددگار اور معبود سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ فَوْقَھُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّیَقْبِضْنَ، مَا یُمْسِکُھُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ، اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ بَصِیْرٌ) اور (اے رسول) کیا انہوں نے اپنے اوپر (اڑتے ہوئے) پرندوں کو نہیں دیکھا جو کبھی پروں کو پھیلا دیتے ہیں اور کبھی پروں کو سکیڑ لیتے ہیں، انہیں (فضا میں) رحمٰن کے علاوہ کوئی نہیں تھام سکتا بے شک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے پرندوں کو پر پھیلانے، پر سکیڑنے اور ہوا میں اڑنے کے قابل بنایا۔ یہ سب اسی کی کاریگری ہے۔ کیا ان کافروں کے معبودوں میں سے کوئی ہے جو یہ کام کر سکے۔ ہرگز نہیں، یہ کام کوئی نہیں کر سکتا سوائے اللہ تعالیٰ کے لہذا اللہ تعالیٰ ہی الٰہ ہے، وہی معبود ہے، وہی حاجت روا ہے۔ وہی مددگار ہے۔ مزید برآں وہ پرندوں کو ہی نہیں اڑا رہا ہے بلکہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے کہ وہ جس کام کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے اس کام کو انجام دے رہی ہے یا نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی ○

(طٰہٰ - ۵۰)

(موسیٰ نے) کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا، پھر اس کو ہدایت کی (تاکہ وہ ان اغراض و مقاصد کو پورا کر سکے جس کے لئے وہ پیدا کی گئی ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، اَنّٰی یَکُوْنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ، وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ○ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْہُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ ○

(الانعام - ۱۰۲ و ۱۰۳)

اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا بغیر کسی نمونہ کے پیدا کرنے والا ہے، اس کے اولاد کیسے ہو سکتی ہے جبکہ اس کی کوئی بیوی ہی نہیں، اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ ہر چیز سے باخبر ہے۔ یہ اللہ ہی تو تمہارا رب ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔

آگے فرمایا (اَمَّنْ ھٰذَا الَّذِیْ ھُوَ جُنْدٌ لَّکُمْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ، اِنِ الْکٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ) (اے لوگو) بتاؤ رحمٰن کے علاوہ ایسا کون ہے جو تمہاری فوج بن کر تمہاری مدد کر سکے لیکن کافر (اتنی سی بات بھی نہیں سمجھتے۔ وہ تو بس) دھوکے میں (پڑے ہوئے) ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اٰلِھَۃً لَّعَلَّھُمْ

اور (اے رسول) ان لوگوں نے اللہ کے علاوہ

يُنْصَرُوْنَ ○ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ○
(یٰس - ۷۴، ۷۵)

(اور) کئی الٰہ بنا رکھے ہیں تاکہ یہ (ان سے) مدد حاصل کریں (لیکن) وہ ان کی مدد نہیں کر سکتے بلکہ وہ ان (پر حجت قائم کرنے) کے لئے فوج در فوج (میدانِ محشر میں) حاضر کئے جائیں گے (ان کا حاضر ہونا ان کی بے بسی کی علامت ہے)

آگے فرمایا (اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ) (اے لوگو) بتاؤ اگر اللہ اپنے رزق کو روک لے تو ایسا کون ہے جو تمہیں رزق دے سکے (کافر جانتے ہیں کہ کوئی نہیں دے سکتا پھر بھی یہ توحید کے قائل نہیں ہوتے) بلکہ (الٹا) سرکشی اور نفرت میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ، ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ، قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○
(النمل - ۶۴)

بتاؤ وہ کون ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے اور پھر اس کو دوبارہ بھی پیدا کریگا اور وہ کون ہے جو آسمان اور زمین سے تمہیں رزق فراہم کرتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ ہے (جو یہ کام کر سکے؟ ہرگز نہیں، تو اے رسول) آپ (ان سے) کہیئے اگر تم سچے ہو کر (کوئی اور الٰہ ہے جو یہ کام کرتا ہے) تو (اپنے ثبوت میں) کوئی دلیل پیش کرو۔

آگے فرمایا (اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ) (اے لوگو) بتاؤ کیا وہ شخص جو اپنے منہ اوندھا کئے ہوئے چل رہا ہو زیادہ ہدایت یاب ہو سکتا ہے یا وہ شخص جو سیدھا کھڑا ہوا راہِ راست پر چلا جا رہا ہو۔

کافر کی مثال ایسی ہے جیسے منہ کے بل چلنے والے کی۔ منہ کے بل چلنے والے کو راستہ نظر نہیں آتا۔ مؤمن کی مثال اس شخص کی سی ہے جو سیدھا کھڑا ہوا سیدھے راستے پر چلا جا رہا ہو۔ مؤمن سیدھے راستے پر ہوتا ہے اور اسے راستہ بھی نظر آتا ہے لہذا منزل مقصود تک وہی پہنچ سکتا ہے، کافر منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے کہ اسے تو راستہ ہی نظر نہیں آتا۔

کافر حق کی طرف منہ اٹھا کر نہیں دیکھتا، ایسی صورت میں اسے حق کیسے مل سکتا ہے اور وہ کیسے منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔ برخلاف اس کے مؤمن حق پر ہوتا ہے اور حق پر رہنے کی کوشش کرتا ہے اس طرح وہ منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔

آگے فرمایا (قُلْ هُوَ الَّذِىٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۚ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے وہ (اللہ) ہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے کان، آنکھیں اور دل بنائے (کہ کان سے تم سنتے ہو، آنکھوں سے دیکھتے ہو اور دل سے غور کرتے اور سمجھتے ہو، اگر یہ چیزیں اللہ کی طرف سے تمہیں نہ ملتیں تو تم کتنے نقصان میں رہتے پھر بھی) تم شکر کم ہی کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَلَّذِىٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَىْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۞ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۞ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۚ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۞

(الٓمّٓ تنزیل - ۷ تا ۹)

(اللہ تو وہ ہے) جس نے ہر چیز کو (بہت) اچھا بنایا اور اس کو پیدا بھی اسی نے کیا اور انسان کی پیدائش کو مٹی سے شروع کیا۔ پھر (اس کے) خلاصہ یعنی ایک حقیر پانی سے اس کی نسل کو پیدا کیا۔ پھر اسی نے اس کی درستی اور اصلاح کی اور اس میں اپنی روح پھونک دی پھر اسی نے (اے لوگو) تمہارے کان (تمہاری) آنکھیں اور (تمہارے) دل بنائے مگر تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَىَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَىِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۞ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۞

(یونس - ۳۱، ۳۲)

(اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے تم کو آسمان اور زمین سے رزق کون دیتا ہے؟ (تمہارے) کانوں اور (تمہاری) آنکھوں کا مالک کون ہے؟ کون بے جان سے جاندار کو پیدا کرتا ہے اور کون جاندار سے بے جان کو پیدا کرتا ہے اور کون ہے جو (کائنات کے تمام) کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ یہ لوگ جواب دیں گے کہ اللہ (تو پھر اے رسول آپ ان سے) کہئے کہ پھر تم (اللہ تعالیٰ سے) کیوں نہیں ڈرتے؟ یہی اللہ تو تمہارا رب برحق ہے (صرف اسی کو رب مانو اور یہ بات اچھی طرح جان لو کہ) حق آجانے (کے بعد (اس کو نہ ماننا) گمراہی کے سوا اور کچھ نہیں (اور اے مشرکین بتاؤ جب تم حق کو تسلیم کرتے ہو) تو پھر حق سے انحراف کیوں کرتے ہو۔

مندرجہ بالا آیات سے ظاہر ہوا کہ کان، آنکھ اور دل جیسی نعمتوں کا شکر یہ تھا کہ انسان اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل ہوتے۔ اسی ایک کو اپنا کارساز اور مشکل کشا مانتے، اسی کے سامنے جھکتے اور اسی کے قانون پر چلتے لیکن اکثر انسانوں نے ایسا نہیں کیا تو گویا انہوں نے ان نعمتوں کی قدر نہیں کی اور اللہ تعالیٰ کی ناشکری کی۔

توحید کے مزید دلائل دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا (قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ وہی ہے جس نے تم کو زمین پر پھیلا دیا اور (پھر) تم اسی کی طرف جمع کئے جاؤ گے۔

زمین پر پھیلا دینا بھی اسی کا کام ہے۔ کوئی دوسرا اس کام میں اس کا شریک نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ (النسآء - ۱)

اے لوگو، اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا، پھر اسی سے اس کی بیوی کو بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مردوں اور عورتوں کو (پیدا کر کے زمین پر) پھیلا دیا۔ (اے لوگو) اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم آپس میں ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں (کو قطع کرنے) سے بھی ڈرا کرو (کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی سزا میں تم پکڑے جاؤ) بے شک اللہ تم کو دیکھ رہا ہے۔

پھر میدان محشر میں جمع کر لینا بھی اسی کا کام ہے جو پیدا کر سکتا ہے اور پھیلا سکتا ہے وہ دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے اور جمع بھی کر سکتا ہے، اس کے لئے کوئی مشکل نہیں۔

کفار قیامت کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔ قیامت کا ذکر آتے ہی انہوں نے اعتراضاً سوال کیا قیامت کب آئے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ) اور (اے رسول) کافر پوچھتے ہیں اگر تم (اپنے دعویٰ میں) سچے ہو تو بتاؤ (قیامت کا) وعدہ کب پورا ہو گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْۤا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ۝ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۚ

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ جب ہم (مر کر بوسیدہ) ہڈیاں ہو جائیں گے اور پھر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہم کو از سر نو پیدا کر کے اٹھا کھڑا کیا جائے گا۔ (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ تم پتھر بن جاؤ

قُلِ الَّذِیۡ فَطَرَکُمۡ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ۚ فَسَیُنۡغِضُوۡنَ اِلَیۡکَ رُءُوۡسَہُمۡ وَ یَقُوۡلُوۡنَ مَتٰی ہُوَ ؕ قُلۡ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنَ قَرِیۡبًا ۝ یَوۡمَ یَدۡعُوۡکُمۡ فَتَسۡتَجِیۡبُوۡنَ بِحَمۡدِہٖ وَ تَظُنُّوۡنَ اِنۡ لَّبِثۡتُمۡ اِلَّا قَلِیۡلًا ۝

(بنیٓ اسرآءیل ۔ ۴۹ تا ۵۲)

یا لوہا یا وہ چیز بن جاؤ جو تمہارے خیال میں بڑی (ہی سخت) ہو (غرض یہ کہ تم کچھ بھی بن جاؤ تم ضرور دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے) تو یہ (فوراً) کہیں گے ہمیں دوبارہ کون زندہ کریگا، (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ وہ (زندہ کریگا) جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا، تو (یہ جواب سنکر) یہ لوگ مذاقاً آپ کے سامنے سر مٹکائیں گے اور کہیں گے یہ کب ہوگا؟ آپ کہہ دیجئے ہوسکتا ہے کہ (مستقبل) قریب ہی میں ہو جائے۔ (یہ اس دن ہوگا) جس دن وہ تمہیں پکارے گا تو تم اس کی حمد کرتے ہوئے (اس کے حکم کی) تعمیل کرو گے اس وقت تم خیال کروگے کہ تم (دنیا میں) بہت ہی کم رہے۔

اللہ تعالیٰ نے کافروں کے اس سوال کا کہ قیامت کب آئے گی قرآن مجید میں بار بار ذکر کیا ہے اور مختلف طریقوں سے اس سوال کا جواب دیا ہے۔ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے جو جواب دیا وہ یہ ہے (قُلۡ اِنَّمَا الۡعِلۡمُ عِنۡدَ اللّٰہِ ۪ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ) (اے رسول) آپ کہہ دیجئے کہ (اس کا) علم تو اللہ ہی کو ہے۔ میں تو بس صاف صاف ڈرانے والا ہوں (قیامت کا وقت بتانا میرے فرائض میں سے نہیں ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرۡسٰہَا ۝ فِیۡمَ اَنۡتَ مِنۡ ذِکۡرٰىہَا ۝ اِلٰی رَبِّکَ مُنۡتَہٰىہَا ۝ اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُنۡذِرُ مَنۡ یَّخۡشٰىہَا ۝ کَاَنَّہُمۡ یَوۡمَ یَرَوۡنَہَا لَمۡ یَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا عَشِیَّۃً اَوۡ ضُحٰىہَا ۝

(والنّٰزعٰت ۔ ۴۲ تا ۴۶)

(اے رسول، کافر) آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ وہ کب واقع ہوگی تو اس کا (وقت) بتانے کے سلسلے میں آپ کس خیال میں ہیں۔ اس کا علم تو آپ کے رب ہی پر منتہی ہوتا ہے۔ آپ (کی ذمہ داری) تو بس (اتنی ہے کہ آپ) اس شخص کو ڈرا دیں جو قیامت سے ڈرتا ہے۔ جب یہ (لوگ) اس کو (یعنی قیامت کو اپنی آنکھوں سے) دیکھیں گے تو ان کو ایسا معلوم ہوگا کہ (دنیا میں) بس ایک شام رہے یا اس کی صبح۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا، قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ، ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً، يَسْئَلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا، قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(الاعراف - ۱۸۷)

(اے رسول) یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ وہ کب واقع ہوگی آپ کہہ دیجئے اس کا علم تو میرے رب کو ہے ، وہی اس کو اس کے وقت (مقررہ) پر ظاہر کریگا، (اے لوگو) وہ آسمانوں میں اور زمین میں ایک بڑی بھاری (آفت) ہوگی جو اچانک تم پر واقع ہو جائے گی (اور اے رسول) یہ لوگ (وقوع قیامت کے متعلق) آپ سے اس طرح سوال کرتے ہیں گویا کہ آپ اس سے بخوبی واقف ہیں، آپ کہہ دیجئے اس کا علم تو (صرف) اللہ کو ہے لیکن (بات یہ ہے کہ) اکثر لوگ (اتنی سی بات بھی) نہیں جانتے ۔

آگے فرمایا (فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ) اور (اے رسول، اس وقت تو کافر بار بار پوچھ رہے ہیں قیامت کب آئے گی قیامت کب آئے گی) لیکن جب اسے (اپنے قریب) دیکھیں گے تو جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا ان کے چہرے بگڑ جائیں گے (اس وقت) ان سے کہا جائے گا ، یہی وہ (قیامت) ہے جس کا تم مطالبہ کیا کرتے تھے ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ، اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ○

(الزمر - ۶۰)

اور (اے رسول) جن لوگوں نے اللہ پر افتراء پردازی کی قیامت کے دن آپ دیکھیں گے کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے ۔ کیا تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ دوزخ میں نہیں ہے (ضرور ہے ۔ وہاں ان کو ان کے تکبر کی سزا مل جائے گی)۔

اس آیت میں " وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ " گویا سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ کی تفسیر ہے ۔

قیامت اچانک آئے گی ۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ○ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ○ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ○

(اور اے رسول قیامت کے واقع ہونے میں کچھ دیر نہیں لگے گی وہ تو بس ایک جھڑکی (جیسی آواز) ہوگی اور یہ سب (فوراً) زندہ ہو کر حیرانی

(الصّٰفّٰت - ۱۹ تا ۲۱)

کے ساتھ) دیکھنے لگیں گے اور کہیں گے ہائے ہماری خرابی! یہ تو انصاف کا دن معلوم ہوتا ہے۔ (اس وقت ان سے کہا جائیگا ہاں) یہ وہی فیصلہ کا دن ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

آگے فرمایا (قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ) اور (اے رسول آپ ان سے) پوچھئے بتاؤ اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحم فرمائے تو کون ہے جو کافروں کو دردناک عذاب سے بچائے (یعنی ہمیں برائی پہنچے یا بھلائی پہنچے اس سے تمہارے برے انجام پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ہمارے انجام کے متعلق نہ سوچو، اپنے انجام کی فکر کرو) (قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ) آپ کہہ دیجئے وہ رحمٰن ہی ہے جس پر ہم ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہم بھروسہ کرتے ہیں (ہمیں امید ہے کہ وہ ہم پر رحم و کرم فرمائے گا) اور تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ (ہم میں اور تم میں) صریح گمراہی میں کون تھا (یا تو دنیا ہی میں عذاب آئے گا اور تمہیں تباہ و برباد کر دیگا جس سے تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون حق پر تھا اور کون گمراہی میں مبتلا تھا یا قیامت کے دن جو قریب ہی ہے تم اپنا انجام دیکھ کر خود ہی فیصلہ کر لوگے کہ کون راہ راست پر تھا اور کون راہ ضلالت پر)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

(الرعد - ۳۱)

اور (اے ایمان والو) کافروں پر ان کی بداعمالی کی وجہ سے ہمیشہ کوئی نہ کوئی آفت آتی رہے گی یا ان کے مکانوں کے قریب نازل ہوتی رہے گی یہاں تک کہ بالآخر اللہ کا وعدہ (عذاب) آجائے (اور انہیں نیست و نابود کر دے)، بے شک اللہ (اپنے) وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

قرب قیامت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝

(اقتربت الساعۃ - ۱)

قیامت قریب آگئی اور چاند شق ہوگیا (جو رسول کی صداقت کی ایک کھلی نشانی ہے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ۝

(والنجم - ۵۷)

وہ قریب آنے والی (یعنی قیامت) قریب آپہنچی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ، قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ، وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ○
(الاحزاب۔ ۶۳)

(اور اے رسول) لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں (کہ کب آئے گی) آپ کہہ دیجئے اس کا علم تو اللہ کو ہے اور (اے رسول) آپ کو کیا معلوم شاید قیامت قریب ہی ہو۔

آگے فرمایا (قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّأْتِيكُمْ بِمَآءٍ مَّعِينٍ) (اے رسول، آپ ان سے پوچھئے) بتاؤ اگر تمہارا پانی گہرائی میں چلا جائے تو (اللہ کے علاوہ) وہ کون ہے جو تمہارے لئے آب رواں لے آئے (یعنی کوئی ہستی ایسی نہیں جو زمین سے پانی نکال لائے اور تمہیں سیراب کرے۔ یہ قوت تو صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے لہذا صرف وہی عبادت کے لائق ہے۔ وہی مدد گار اور حاجت روا ہے اس کا کوئی شریک نہیں)۔

آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے توحید کے مندرجہ ذیل دلائل دئے ہیں:۔

① پرندوں کو ہوا میں تھامنے والا کوئی نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

② اللہ تعالیٰ سے بچانے والا کوئی نہیں۔

③ اگر اللہ تعالیٰ رزق روک لے تو رزق دینے والا کوئی نہیں۔

④ اللہ تعالیٰ ہی نے انسانوں کو پیدا کیا اور ان کے کان بنائے، ان کی آنکھیں بنائیں اور ان کے دل بنائے۔ دوسرا کوئی ایسا نہیں جو یہ کام کر سکے۔

⑤ اللہ تعالیٰ نے ہی انسانوں کو زمین میں پھیلا دیا، وہی سب کو قیامت کے دن جمع کرے گا۔ کوئی اور یہ کام نہیں کر سکتا۔

⑥ قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ دوسروں کو قیامت کا کوئی علم نہیں۔

⑦ عذاب الٰہی سے بچانے والا کوئی نہیں۔

⑧ اگر اللہ تعالیٰ پانی کو زمین کی گہرائی میں لے جائے تو پھر زمین پر پانی کون لائے گا جس سے انسان اپنی ضرورت پوری کر سکیں۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے یہ کام کوئی نہیں کر سکتا۔

الغرض مندرجہ بالا تمام کام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ معبودانِ باطل یہ کام نہیں کر سکتے، وہ بالکل بے بس ہیں لہٰذا ایسی بے بس ہستیوں کو پوجنا، ان سے مدد مانگنا، ان کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنا سراسر حماقت ہے۔ لوگوں کو چاہئے کہ ان دلائل پر غور کریں اور شرک سے توبہ کریں۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ ہی کو ہر کام کی قدرت ہے لہٰذا صرف اسی کی عبادت و اطاعت کیجئے،

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۂ نٓ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والے اللہ کے نام کے ساتھ

نٓ وَالۡقَلَمِ وَمَا یَسۡطُرُوۡنَ ①

مَاۤ اَنۡتَ بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ بِمَجۡنُوۡنٍ ②

وَاِنَّ لَکَ لَاَجۡرًا غَیۡرَ مَمۡنُوۡنٍ ③

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ ④

ترجمہ نٓ، قلم کی اور جو کچھ (فرشتے وغیرہ قلم سے) لکھتے ہیں اس کی قسم ① آپ اپنے رب کے فضل وکرم سے دیوانے نہیں ہیں ② آپ کے لئے تو (آخرت میں) غیر منقطع اجر و ثواب ہے ③ اور (اے رسول) آپ تو یقیناً بڑے (اعلیٰ درجہ کے) اخلاق پر (قائم) ہیں ④

معانی ومصادر (یَسۡطُرُوۡنَ) سَطَرَ، یَسۡطُرُ، سَطۡرٌ (ن) لکھنا، کاٹنا، پچھاڑنا۔ (خُلُقٌ) خَلِقَ، یَخۡلَقُ، خَلَقٌ (س) خَلُقَ، یَخۡلُقُ، خُلُوۡقٌ و خُلُوۡقَۃً و خَلَاقَۃٌ (ك) نرم ہونا (خُلُقٌ = خُلۡقٌ = عادت، مروّت)۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (نٓ)۔ نٓ حروف مقطعات میں سے ہے۔ ان حروف کے متعلق مزید معلومات کے لئے سورۂ بقرہ کی پہلی آیت کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

آگے فرمایا (وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ) قلم کی قسم اور جو (کچھ فرشتے وغیرہ قلم سے) لکھتے ہیں اس کی قسم (مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ) آپ اپنے رب کے فضل و کرم سے دیوانے نہیں ہیں۔

کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوانہ کہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝ (الحجر۔ ۶)

اور (اے رسول، یہ کافر آپ سے) کہتے ہیں کہ اے وہ شخص جس (کا دعویٰ ہے کہ اس) پر (اللہ کی طرف سے) نصیحت نازل ہوتی ہے تم دیوانے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ۝ (الدخان۔ ۱۳ و ۱۴)

کافروں کو (آخر) نصیحت کیسے ہوگی۔ ان کے پاس ایسا رسول آچکا ہے جو (ہدایت کی) ہر بات کو واضح کرتا ہے (لیکن یہ) پھر (بھی اس پر ایمان نہیں لائے بلکہ) اس سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگے یہ تو سکھایا پڑھایا ہوا دیوانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کفار کی تردید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر فرمایا کہ اے رسول آپ اللہ کے فضل و کرم سے مجنون نہیں ہیں۔ کفار کی تردید میں اللہ تعالیٰ نے بار بار اس بات کو دوہرایا ہے کہ آپ مجنون نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ۝ (والطور۔ ۲۹)

(اے رسول) آپ نصیحت کرتے رہیئے، آپ اپنے رب کے فضل و کرم سے نہ تو کاہن ہیں اور نہ دیوانے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۝ (اذا الشمس کوّرت۔ ۲۲)

اور (اے کافرو) تمہارے ساتھی دیوانے نہیں ہیں۔

آگے فرمایا (وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ) آپ کے لئے تو (آخرت میں) منقطع نہ ہونے والا اجر (و ثواب) ہے۔

اس آیت میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے۔ غیر منقطع اجر کی خوشخبری سُنا کر

اس رنج و اندوہ کو دور کیا گیا ہے جو کفار کی بد اخلاقی اور مسلسل انکار سے آپ کو ہوتا تھا۔

آگے فرمایا (وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ) اور (اے رسول) آپ تو یقیناً بڑے (اعلیٰ درجہ کے) اخلاق پر (قائم) ہیں (کفار کتنی ہی سرکشی، تمسخر اور بد اخلاقی کرتے ہیں لیکن آپ ان سے ہمیشہ اخلاق کریمانہ سے پیش آتے ہیں، کبھی انتقامی بد اخلاقی کا بھی مظاہرہ نہیں کرتے)۔

آیات زیر تفسیر میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر تین باتیں ارشاد فرمائیں۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجنون نہیں ہیں۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آخرت میں غیر منقطع اجر و ثواب ہے اور

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عظیم الشان اخلاق پر فائز ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کے جو واقعات سیرت طیبہ میں ملتے ہیں ان کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ ذیل میں ہم آپ کے اخلاق کریمانہ کے چند واقعات نقل کرتے ہیں۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

كُنْتُ اَمْشِىْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِىٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ فَاَدْرَكَهُ اَعْرَابِىٌّ فَجَبَذَ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيْدَةً قَالَ اَنَسٌ فَنَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ (وَفِىْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ حَتّٰى انْشَقَّ الْبُرْدُ) ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْلِىْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِىْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَلَهُ بِعَطَاءٍ (صحیح بخاری کتاب الادب باب التبسم والضحک جزء ۸ ص۲۹ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء من سأل بفحش وغلظ- جزء اول ص۴۲۲)

میں (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔ آپ نجران کی بنی ہوئی موٹے حاشیہ کی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ ایک دیہاتی آپ کے پاس آیا۔ اس نے آپ کی چادر کو بہت زور سے کھینچا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے کو دیکھا کہ زور سے کھینچنے کی وجہ سے اس پر نشان پڑ گیا تھا <u>اور چادر پھٹ گئی تھی</u>۔ اس نے کہا: اے محمد اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے اس میں سے کچھ مجھے دینے کا حکم فرمائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا، آپ مسکرائے اور اس کو مال دینے کا حکم صادر فرمایا۔

(نوٹ) خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

اتنی تکلیف پہنچنے کے بعد کسی حکمران کا غصہ کرنے کے بجائے مسکرا دینا اور مال عطا فرمانا حیرت انگیز ہے۔

(۲) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

اِنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ النَّاسُ مُقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلِقَهُ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَهُ حَتّٰى اضْطَرُّوْهُ اِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَائَهُ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطُوْنِيْ رِدَائِيْ لَوْكَانَ لِيْ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِيْ بَخِيْلًا وَلَا كَذُوْبًا وَلَا جَبَانًا (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الشجاعۃ فی الحرب جزء ۴ ص۲۷)

جا رہا تھا اور کچھ لوگ اور بھی آپ کے ساتھ تھے۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب آپ حنین سے واپس آرہے تھے۔ کچھ لوگ آپ کے پیچھے پڑ گئے اور آپ سے مال طلب کیا۔ انہوں نے آپ کو ایک ببول کے درخت کی طرف جانے پر مجبور کر دیا۔ اس نے آپ کی چادر اچک لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: میری چادر تو مجھے دے دو۔ اگر میرے پاس ان درختوں کی گنتی کے برابر اونٹ ہوتے تو میں ان سب کو تم لوگوں میں تقسیم کر دیتا پھر (یہ بھی سن لو کہ) تم مجھے نہ بخیل پاؤ گے، نہ جھوٹا پاؤ گے اور نہ بُزدل پاؤ گے۔

③ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ فَاَغْلَظَ فَهَمَّ بِهِ اَصْحَابُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا ثُمَّ قَالَ اَعْطُوْهُ سِنًّا مِّثْلَ سِنِّهِ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَا نَجِدُ اِلَّا اَمْثَلَ مِنْ سِنِّهِ فَقَالَ اَعْطُوْهُ فَاِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ اَحْسَنَكُمْ قَضَآءً (صحیح بخاری کتاب الوکالۃ باب الوکالۃ فی قضاء الدیون جزء ۳ ص۱۳)

ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے (قرضے کی ادائیگی کا) تقاضا کیا اور بہت سختی کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اس (کی تادیب) کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو، حق والے کو کہنے کا حق ہوتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: اس کو اس کے جانور کی مثل جانور دے دو۔ صحابہؓ نے کہا: ایسا جانور تو ہم نہیں پاتے البتہ ہمارے پاس اس کے جانور سے بہتر جانور ہے۔ آپ نے فرمایا وہی دے دو اس لئے کہ تم میں بہتر وہ ہے جو (قرض کی) ادائیگی میں بہتر ہے۔

④ حضرت عائشہ صدیقہؓ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

اَنَّ يَهُوْدَ اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ قَالَ مَهْلًا يَاعَائِشَةُ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَاِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ

(کچھ) یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا: تم پر موت طاری ہو۔ (حضرت) عائشہ نے کہا تم پر موت طاری ہو، اللہ (تعالے) تم پر لعنت کرے، اللہ تم پر (اپنا) غضب (نازل) کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

قَالَتْ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا قَالَ أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِي فِيهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ (صحیح بخاری کتاب الادب باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا ولا متفحشا جزء ۸ ص۱۵)

فرمایا: اے عائشہ، ٹھہرو، نرمی کو اپنے اوپر لازم کرو، سختی اور بدکلامی سے بچو۔ (حضرت) عائشہؓ نے کہا آپ نے نہیں سُنا انہوں نے کیا کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے نہیں سُنا میں نے کیا کہا: میں نے (ان کی بددعا کو) ان پر لوٹا دیا۔ میری بددعا ان کے حق میں قبول ہوگی ان کی بددعا میرے حق میں قبول نہیں ہوگی۔

(۵) حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

سَحَرَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي زُرَيْقٍ يُقَالُ لَهُ لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ حَتَّى كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَّهُوَ عِنْدِي لٰكِنَّهُ دَعَا وَدَعَا ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللهَ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ أَتَانِي رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ فَقَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ مَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ ابْنُ الْأَعْصَمِ قَالَ فِي أَيِّ شَيْءٍ قَالَ فِي مُشْطٍ وَّمُشَاطَةٍ وَّجُفِّ طَلْعِ نَخْلَةٍ ذَكَرٍ قَالَ وَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ فَأَتَاهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ فَجَاءَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ كَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ أَوْ كَأَنَّ رُءُوسَ نَخْلِهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلَا أَخْرَجْتَهُ قَالَ قَدْ عَافَانِي اللهُ فَكَرِهْتُ

بنو زریق قبیلہ کے ایک شخص لبید بن اعصم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا۔ اس کا اثر آپ پر بس اتنا ہوا کہ کبھی آپ کو یہ خیال ہوتا تھا کہ آپ نے فلاں کام کر لیا ہے حالانکہ آپ نے وہ کام کیا نہیں ہوتا تھا۔ ایک دن یا ایک رات جبکہ آپ میرے پاس تھے آپ نے خوب دعا کی پھر آپ نے فرمایا: اے عائشہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اللہ سے جو بات دریافت کی تھی اللہ نے مجھے بتا دی۔ دو آدمی میرے پاس آئے۔ ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا۔ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: ان کو کیا تکلیف ہے۔ دوسرے نے کہا ان پر جادو کیا گیا ہے۔ اس نے پوچھا: ان پر کس نے جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا، لبید بن اعصم نے۔ اس نے پوچھا کس چیز میں جادو کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کنگھی اور کنگھی سے گرے ہوئے بالوں میں اور نر کھجور کے خوشے کی نالی میں۔ اس نے پوچھا وہ کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا ذروان کنویں میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کے ساتھ اس کنویں پر گئے۔

أَنْ أُثَوِّرَ عَلَى النَّاسِ فِيهِ شَرًّا (وَفِي رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ وَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ شَرًّا) فَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ (صحیح بخاری کتاب الطب باب السحر جزء۷ ص۱۷۶ وباب هل يستخرج السحر جزء ۷ ص۱۷۸ وصحيح مسلم كتاب السلام باب السحر جزء۲ ص۲۷۵ واللفظ للبخاری)

پھر آپ واپس تشریف لے آئے آپ نے کہا: اے عائشہ، اس کنویں کا پانی ایسا تھا گویا کہ اس میں مہندی گھول دی گئی ہو اور کھجور کے درخت کی چوٹیاں ایسی معلوم ہو رہی تھیں گویا کہ وہ شیطانوں کے سر ہیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول، آپ نے اسے نکلوا کیوں نہیں دیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھے عافیت دے دی۔ میں نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ اس سلسلہ میں لوگوں کے درمیان کوئی برائی بھڑکائی جائے یا یہ فرمایا میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ کسی بھی شخص کے خلاف برائی کو بھڑکاؤں پھر آپ نے حکم دیا (کہ اسے نکال کر دفن کر دیا جائے) الغرض اسے دفن کر دیا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شر کو نہیں پھیلایا اور اس شخص کو رسوا نہیں کیا۔

(۶) حضرت ابو سعید خدری رض فرماتے ہیں:-

بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِي أَدِيمٍ مَقْرُوظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا قَالَ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ وَأَقْرَعَ بْنِ حَابِسٍ وَزَيْدِ الْخَيْلِ وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهَذَا مِنْ هَؤُلَاءِ قَالَ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَا تَأْمَنُونِي وَأَنَا أَمِينُ مَنْ فِي السَّمَاءِ يَأْتِينِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ

علی بن ابی طالب نے یمن سے دباغت دیے ہوئے چمڑے میں کچھ سونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ وہ سونا مٹی نکال کر صاف نہیں کیا گیا تھا (یعنی مٹی اس میں ملی ہوئی تھی)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا یعنی عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید الخیل اور علقمہ یا عامر بن الطفیل میں تقسیم کر دیا۔ صحابہ رض میں سے ایک شخص نے کہا ہم ان لوگوں سے اس کے زیادہ حق دار تھے۔ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی۔ آپ نے فرمایا کیا تم مجھے امانت دار نہیں سمجھتے حالانکہ آسمان میں جو ہستی ہے میں اس کا امین ہوں۔ میرے پاس صبح وشام آسمان کی خبر آتی رہتی ہے۔ پھر ایک شخص کھڑا ہوا۔ اس کی آنکھیں دھسی ہوئی تھیں، چہرے کی ہڈیاں ابھری ہوئی

مُشَمِّرُ الْإِزَارِ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ (وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ وَاعْدِلْ) قَالَ وَيْلَكَ أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللّٰهَ قَالَ ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ يَارَسُولَ اللّٰهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ يُصَلِّي فَقَالَ خَالِدٌ وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُولُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي قَلْبِهِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَمْ أُومَرْ أَنْ أَنْقُبَ قُلُوبَ النَّاسِ وَلَا أَشُقَّ بُطُونَهُمْ قَالَ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ رَطْبًا لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علی بن ابی طالب جزء ۵ ص۲۰۷ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ذکر الخوارج جزء ۱ ص۳۴۲)

تھیں، پیشانی اٹھی ہوئی تھی، ڈاڑھی گھنی تھی، سر منڈا ہوا تھا، تہ بند اونچا تھا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول، اللہ سے ڈریئے اور انصاف کیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری خرابی! کیا میں زمین والوں میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے کا حق دار نہیں ہوں۔ پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا گیا۔ خالد بن ولید نے کہا: کیا میں اس کی گردن نہ اُڑا دوں۔ آپ نے فرمایا نہیں، شاید یہ نماز پڑھتا ہو۔ حضرت خالد نے عرض کیا کتنے ہی نماز پڑھنے والے زبان سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم نہیں دیا گیا کہ میں لوگوں کے دلوں میں نقب لگاؤں اور نہ اس بات کا حکم دیا گیا ہوں کہ ان کے پیٹوں کو چیروں۔ وہ پیٹھ پھیر کر جا رہا تھا، آپ اس کو دیکھتے رہے۔ آپ نے فرمایا اس کی اصل سے ایسے لوگ نکلیں گے جو مزے لے لے کر اللہ کی کتاب پڑھیں گے، وہ ان کی ہنسلیوں سے آگے نہیں بڑھے گی، وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک با اقتدار حکمران تھے لیکن اس کے باوجود آپ کا اس کو قتل نہ کرنا حلم اور بردباری کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔

(۷) حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ؟ قَالَ لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيتُ وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپ پر کوئی ایسا دن بھی گذرا ہے جو اُحد کے دن سے زیادہ سخت ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری قوم سے جو تکلیفیں مجھے پہنچی ہیں وہ پہنچی ہیں۔ تمہاری قوم سے جو سب سے زیادہ تکلیف مجھے

ابن عبد كلال فلم يجبني إلى ما أردت فانطلقت وأنا مهموم على وجهي، فلم أستفق إلا وأنا بقرن الثعالب فرفعت رأسي، فإذا أنا بسحابة قد أظلتني، فنظرت فإذا فيها جبريل، فناداني فقال إن الله قد سمع قول قومك لك وما ردوا عليك وقد بعث إليك ملك الجبال، لتأمره بما شئت فيهم فناداني ملك الجبال، فسلم علي ثم قال يا محمد، فقال ذلك فيما شئت إن شئت أن أطبق عليهم الأخشبين؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم بل أرجو أن يخرج الله من أصلابهم من يعبد الله وحده لا يشرك به شيئا۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ذکر الملئکة جزء۲ ص۱۳۹ وصحیح مسلم کتاب الجهاد باب ما لقی النبی صلی الله علیه وسلم من اذی المشرکین جزء۲ ص۱۰۲)

پہنچی وہ عقبہ کے دن پہنچی جب میں ابن عبد یالیل بن عبد کلال کے پاس گیا۔ اس نے مجھے وہ جواب نہیں دیا جو میں چاہ رہا تھا۔ میں (وہاں سے) نکلا اس حالت میں کہ میں سر جھکائے مغموم چلا جا رہا تھا۔ میری تکلیف میں کوئی افاقہ نہیں ہوا یہاں تک کہ میں قرن ثعالب پہنچا۔ میں نے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بادل مجھ پر سایہ فگن ہے۔ میں نے دیکھا کہ بادل میں جبریل ہیں۔ انہوں نے مجھے آواز دی پھر کہا بیشک اللہ نے آپ سے آپ کی قوم کی بات سن لی اور اُن کا ردّ عمل بھی (دیکھ لیا) اللہ نے آپ کے پاس پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے آپ اس کو ان لوگوں کے سلسلہ میں جو چاہیں حکم دیں۔ (اتنے میں) پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے آواز دی اور مجھے سلام کیا۔ پھر اس نے کہا: اے محمد آپ اگر چاہیں تو میں اخشبین نامی پہاڑوں کو اٹھا کر ان پر رکھ دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ ان کی صلبوں سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اللہ اکیلے کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہیں کریں گے۔

(۸) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

قيل يا رسول الله ادع على المشركين قال إني لم أبعث لعانا وإنما بعثت رحمة

(صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب النهی عن لعن الدواب وغیرها جزء۲ ص۳۲۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا: اے اللہ کے رسول، مشرکین کے لئے بد دعاء کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں، میں تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

(۹) حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

خدمت النبي صلى الله عليه وسلم عشر سنين فما قال لي أف ولا لم صنعت

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی۔ آپ نے کبھی مجھ سے اُف بھی نہیں کہا

وَلَا اَلَّا صَنَعْتَ (صحیح بخاری کتاب الادب باب حسن الخلق جزء ۸ ص ۱۷ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس خلقا جزء ۲ ص ۳۲۲)

اور نہ کبھی یہ پوچھا کہ (یہ) کیوں کیا اور (یہ) کیوں نہیں کیا۔

(۱۰) حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا فَاَرْسَلَنِيْ يَوْمًا لِحَاجَةٍ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَذْهَبُ وَفِيْ نَفْسِيْ اَنْ اَذْهَبَ لِمَا اَمَرَنِيْ بِهٖ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجْتُ حَتّٰى اَمُرَّ عَلٰى صِبْيَانٍ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي السُّوْقِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَبَضَ بِقَفَايَ مِنْ وَّرَائِيْ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ يَا اُنَيْسُ اَذَهَبْتَ حَيْثُ اَمَرْتُكَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ اَنَا اَذْهَبُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس خلقا جزء ۲ ص ۳۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر تھے۔ ایک دن آپ نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجا۔ میں نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں جاؤں گا اور دل میں یہ ارادہ تھا کہ جس کام کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے اس کو انجام دینے کے لئے میں (ضرور) جاؤں گا۔ الغرض میں باہر نکلا۔ چند بچوں پر سے میرا گذر ہوا جو بازار میں کھیل رہے تھے۔ (میں وہاں کھڑا ہو گیا) اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گدّی کو پکڑ رکھا ہے۔ میں نے آپ کی طرف دیکھا۔ آپ مسکرا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: اے انیس میں نے جہاں جانے کے لئے تم کو حکم دیا تھا وہاں تم ہو آئے۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول، ابھی جاتا ہوں۔

(۱۱) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:

لَمَّا مَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ اِبْنُ سَلُوْلَ دُعِيَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَبْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُصَلِّيْ عَلَى ابْنِ اُبَيٍّ وَقَدْ قَالَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا قَالَ اُعَدِّدُ عَلَيْهِ قَوْلَهٗ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَخِّرْ عَنِّيْ يَا عُمَرُ فَلَمَّا اَكْثَرْتُ

جب عبد اللہ بن ابی بن سلول کا انتقال ہوا تو اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں آپ کی طرف بڑھا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول، آپ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں حالانکہ اس نے فلاں فلاں دن ایسا ایسا کہا تھا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی یاد دہانی) کے لئے اس کی

عَلَيْهِ قَالَ إِنِّي خُيِّرْتُ فَاخْتَرْتُ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي إِنْ زِدْتُ عَلَى السَّبْعِينَ يُغْفَرْ لَهُ لَزِدْتُ عَلَيْهَا قَالَ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَمْكُثْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَتَانِ مِنْ بَرَاءَةَ وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا إِلَى قَوْلِهِ وَهُمْ فَاسِقُونَ۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر ابواب تفسیر سورۃ التوبۃ جزء ۶ صفحہ ۸۵)

باتیں گنتا رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے رہے۔ (آخر) آپ نے فرمایا: اے عمر پیچھے ہٹ جاؤ۔ جب میں نے بار بار آپ سے عرض کیا تو آپ نے مجھ سے یہ بھی فرمایا تھا مجھے (دعائے مغفرت) کرنے کا اختیار دیا گیا ہے لہذا میں نے دعا کرنے کو اختیار کر لیا (اور) اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ اگر میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں تو اللہ اسے بخش دیگا تو میں یقیناً ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتا۔ الغرض آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھا ہی دی۔ پھر آپ لوٹ گئے۔ ابھی کچھ ہی دیر گذری تھی کہ آپ پر سورۃ توبہ کی دو آیتیں نازل ہوئیں۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے رسول) جب ان منافقین میں سے کوئی مرے تو آپ کبھی بھی اس کی نماز جنازہ نہ پڑھا کریں اور نہ (کبھی) اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور اس حالت میں مر گئے کہ فاسق تھے۔

مر جانے کے بعد کسی سے کسی قسم کی بھلائی کی امید نہیں رکھی جا سکتی۔ ایسی صورت میں مرنے کے بعد دشمن کے ساتھ جو سلوک آپ نے کیا وہ حیرت انگیز ہے۔ ایسے اخلاق کی مثال تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ اخلاق کے تمام پیمانے ختم ہو گئے ہیں کس پیمانے سے آپ کے اخلاق کو ناپا جائے۔

(۱۳) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں:۔

أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ قَبْرَهُ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ وَوُضِعَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيصَهُ (صحیح بخاری کتاب اللباس باب لبس القمیص ۱۸۵)

جب عبد اللہ بن ابی کو دفن کر دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر تشریف لائے۔ آپ کے حکم سے اس کو باہر نکالا گیا اور آپ کے گھٹنوں پر رکھ دیا گیا۔ آپ نے اپنا لعاب دہن اس پر ڈالا اور اس کو اپنی قمیص پہنا دی۔

دشمن کے ساتھ یہ سلوک اپنی مثال ہے۔

(۱۴) حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

مَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس کی

وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فِیْ شَیْءٍ یُؤْتٰی اِلَیْهِ حَتّٰی یُنْتَهَكَ مِنْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَیَنْتَقِمَ لِلّٰهِ (صحیح بخاری کتاب المحاربین باب کم التعزیر والادب جزء ۸ صـ۲۱۶ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب مباعدته صلی اللہ علیه وسلم للاٰثام جزء۲ صـ۴۲۸)

خاطر کبھی کسی سے اس کی زیادتی کا بدلہ نہیں لیا البتہ جب اللہ کی حرمات میں سے کسی چیز کی بے حرمتی کی جاتی تو آپ اللہ کے لئے بدلہ لیتے تھے۔

(۱۵) حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

مَاضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَطُّ بِیَدِهٖ وَلَا امْرَاَةً وَلَا خَادِمًا اِلَّا اَنْ یُّجَاهِدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب مباعدة صلے اللہ علیه وسلم للاٰثام جزء۲ صـ۴۲۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہیں مارا۔ نہ بیوی کو اور نہ خادم کو مگر ہاں آپ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے تھے۔

(۱۶) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَاٰی قُرَیْشًا اسْتَعْصَوْا عَلَیْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلَیْهِمْ بِسَبْعٍ کَسَبْعِ یُوْسُفَ فَاَخَذَتْهُمُ السَّنَةُ حَتّٰی حَصَّتْ کُلَّ شَیْءٍ حَتّٰی اَکَلُوا الْعِظَامَ وَالْجُلُوْدَ فَقَالَ اَحَدُهُمْ حَتّٰی اَکَلُوا الْجُلُوْدَ وَالْمَیْتَةَ وَجَعَلَ یَخْرُجُ مِنَ الْاَرْضِ کَهَیْئَةِ الدُّخَانِ فَاَتَاهُ اَبُوْسُفْیَانَ فَقَالَ اَیْ مُحَمَّدُ اِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَکُوْا فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ یَّکْشِفَ عَنْهُمْ قَدْ عَادَ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ابواب تفسیر سورة الدخان جزء ۶ صـ۱۶۴ وصـ۱۶۵)

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو دیکھا کہ وہ آپ پر سخت ہو گئے (یعنی ایمان لانے سے سختی سے انکار کر دیا) تو آپ نے (اس طرح) دعا کی: اے اللہ، یوسفؑ کے ہفت سالہ قحط کے مانند ان کو ہفت سالہ قحط میں مبتلا کر کے میری مدد فرما۔ الغرض قحط نے ان کو پکڑ لیا یہاں تک کہ وہ ہر چیز کھا گئے حتی کہ ہڈیاں، کھالیں اور مردار بھی کھا گئے۔ بھوک کی وجہ سے انہیں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ دھوئیں کے مثل کوئی چیز زمین سے (آسمان کی) طرف خروج کر رہی ہے۔ ابوسفیان (جو ابھی تک مسلم نہیں ہوئے تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے محمد آپ کی قوم ہلاک ہوتی چلی جا رہی ہے آپ اللہ سے دعاء کریں کہ اللہ اس (قحط سالی کو) دور فرمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (قحط سالی کو دور کرنے کے لئے) دعا کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قحط سالی کے لئے بددعاء بھی ان دشمنوں کے لئے رحمت تھی۔ بددعاء کا مقصد یہ تھا کہ قحط سالی سے ان کے دل نرم ہو جائیں اور وہ ایمان لاکر دوزخ سے بچ جائیں۔ پھر قحط سالی کے دُور کرنے کے لئے دعا بھی دشمن پر رحم وکرم کی ایک شاندار مثال ہے۔

(١٧) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

أَلَا تَعْجَبُونَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ يَشْتُمُونَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُونَ مُذَمَّمًا وَأَنَا مُحَمَّدٌ۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما جاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزء ٢ صفحہ ٢٢٥)

(اے لوگو) کیا تمہیں تعجب نہیں ہوتا کہ اللہ کس طرح قریش کی گالیوں اور ان کی لعن (وطعن) کو مجھ سے پھیر دیتا ہے۔ وہ مذمّم کو گالی دیتے ہیں اور مذمّم پر لعنت بھیجتے ہیں (میں تو مذمّم نہیں ہوں) میں تو محمد ہوں۔

(١٨) حضرت عمرانؓ بن حصین فرماتے ہیں:

كَانَتْ ثَقِيفُ حُلَفَاءَ لِبَنِي عُقَيْلٍ فَأَسَرَتْ ثَقِيفُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسَرَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ بَنِي عُقَيْلٍ وَأَصَابُوا مَعَهُ الْعَضْبَاءَ فَأَتَى عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْوَثَاقِ قَالَ يَا مُحَمَّدُ فَأَتَاهُ قَالَ مَا شَأْنُكَ قَالَ بِمَ أَخَذْتَنِي وَبِمَ أَخَذْتَ سَابِقَةَ الْحَاجِّ قَالَ إِعْظَامًا لِذٰلِكَ أَخَذْتُكَ بِجَرِيرَةِ حُلَفَائِكَ ثَقِيفَ ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِيمًا رَقِيقًا فَرَجَعَ إِلَيْهِ فَقَالَ مَا شَأْنُكَ قَالَ إِنِّي مُسْلِمٌ قَالَ لَوْ قُلْتَهَا وَأَنْتَ تَمْلِكُ أَمْرَكَ أَفْلَحْتَ كُلَّ الْفَلَاحِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَادَاهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ فَأَتَاهُ

ثقیف، بنو عقیل کے حلیف تھے۔ ثقیف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ساتھیوں کو قید کرلیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے بنو عقیل کے ایک آدمی کو قید کرلیا۔ اس آدمی کے ساتھ عَضباء (نامی اونٹنی) بھی صحابہ کے ہاتھ آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے پاس گئے۔ وہ رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ اس نے کہا: اے محمد، اے محمد۔ آپ اس کے قریب پہنچے۔ آپ نے پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ اس نے پوچھا آپ نے مجھے کیوں گرفتار کیا ہے اور حاجیوں کی سب سے تیز رفتار اونٹنی کو کیوں پکڑا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ کو تیرے حلیف ثقیف کی وجہ سے گرفتار کیا ہے۔ پھر آپ اس کے پاس سے چلے آئے۔ اس نے پھر پکارا اے محمد، اے محمد۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے رحیم اور بہت نرم دل تھے۔ آپ پھر اس کے پاس گئے۔ آپ نے پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا

فَقَالَ مَا شَأْنُكَ قَالَ إِنِّي جَائِعٌ فَأَطْعِمْنِي وَظَمْآنُ فَاسْقِنِي قَالَ هٰذِهِ حَاجَتُكَ فَفُدِيَ بِالرَّجُلَيْنِ (صحیح مسلم کتاب النذر باب لاوفاء لنذر فی معصیة الله جزء۲ ص۱۷)

ہیں مسلم ہوں آپ نے فرمایا اگر تو یہ بات اس وقت کہتا جب تجھے اپنے کام کا اختیار تھا تو تو پوری طرح فلاح پاتا۔ پھر آپ لوٹ آئے۔ اس نے پھر پکارا اے محمد، اے محمد، آپ پھر اس کے پاس گئے۔ آپ نے فرمایا تیرا کیا حال ہے۔ اس نے کہا میں بھوکا ہوں، مجھے کھانا کھلائیے۔ میں پیاسا ہوں، مجھے پانی پلائیے۔ آپ نے فرمایا (ہاں) یہ تیری حاجت ہے (یعنی یہ کھانا اور پانی موجود ہے، اس سے اپنی حاجت پوری کر) پھر وہ شخص ان دو مسلموں کے عوض (جو گرفتار تھے) چھوڑ دیا گیا۔

(۱۹) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهُ وَهَرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ سَجْلًا مِّنْ مَّاءٍ أَوْ ذَنُوبًا مِّنْ مَّاءٍ فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ (صحیح بخاری کتاب الوضوء باب صب الماء علی البول فی المسجد جزء اول ص۶۵)

ایک دیہاتی مسجد میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا۔ لوگوں نے اسے پکڑ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اس کو چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی ڈال دو اس لئے کہ تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو سختی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے۔

(۲۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

إِنِّي لَأَدْخُلُ فِي الصَّلٰوةِ وَأَنَا أُرِيدُ إِطَالَتَهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلٰوتِي مِمَّا أَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ مِنْ بُكَائِهِ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من اخف الصلوٰۃ عند بکاء الصبی جزء اول ص۱۸۱)

میں نماز شروع کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ نماز کو طول دوں کہ اتنے میں بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اس کے رونے کی وجہ سے اس کی ماں کی شدید پریشانی کا خیال کرتے ہوئے اپنی نماز کو مختصر کر دیتا ہوں۔

(۲۱) حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ (کسی کو) برا بھلا کہنے

سَبَّابًا وَلَا فَحَّاشًا وَّلَا لَعَّانًا كَانَ يَقُولُ لِاَحَدِنَا عِنْدَ الْمَعْتِبَةِ مَالَهٗ تَرِبَ جَبِيْنُهٗ (صحیح بخاری کتاب الادب باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا جزء ۸ ص ۱۵)

والے تھے، نہ بدزبانی کرنے والے تھے اور نہ (کسی پر) لعنت کرنے والے تھے۔ ہم میں سے جب کسی پر آپ کو غصہ آتا تو بس اتنا فرما دیتے اسے کیا ہو گیا، اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔

(۷۲) حضرت عائشہؓ صدیقہ طاہرہ مطہرہ فرماتی ہیں:۔

اَنَّ رَجُلًا اسْتَاْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰهُ قَالَ بِئْسَ اَخُو الْعَشِيْرَةِ وَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَجْهِهٖ وَانْبَسَطَ اِلَيْهِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ حِيْنَ رَاَيْتَ الرَّجُلَ قُلْتَ لَهٗ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِيْ وَجْهِهٖ وَانْبَسَطْتَ اِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ مَتٰى عَهِدْتِنِيْ فَحَّاشًا اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهٖ (صحیح بخاری کتاب الادب باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا جزء ۸ ص ۱۵ و صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب مداراۃ من یتقی فحشہ جزء ۲ ص ۲۳۳)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ جب آپ نے اسے دیکھا تو فرمایا کہ (اپنے) خاندان کا برا بھائی یا برا بیٹا ہے۔ پھر جب وہ آپ کے پاس آکر بیٹھ گیا تو آپ اس سے بڑی خندہ پیشانی اور انبساط کے ساتھ ملے۔ پھر جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہ نے کہا: اے اللہ کے رسول، آپ نے جب اسے دیکھا تھا تو اس کے متعلق ایسا ایسا فرمایا تھا پھر آپ اس سے خندہ پیشانی سے ملے اور اس سے بڑی خوشی کا اظہار کرتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ تم نے مجھے بدکلام کب پایا تھا۔ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بدتر آدمی وہ ہو گا جس کی برائی سے بچنے کے لئے لوگ اُس سے ملنا چھوڑ دیں۔

ملاقات سے پہلے اس کی برائی کرنے کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ بُرے آدمی سے کس طرح ملاقات کرتے ہیں گویا لوگوں کو یہ سبق دینا تھا کہ برے آدمی سے بھی انبساط اور خندہ پیشانی سے ملنا چاہیے۔ غرض یہ کہ کسی حال میں بھی خوش اخلاقی کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیئے۔

(۷۳) حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز

إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَآءَ خَدَمُ الْمَدِيْنَةِ بِآنِيَتِهِمْ فِيهَا الْمَآءُ فَمَا يُؤْتَى بِإِنَاءٍ إِلَّا غَمَسَ يَدَهُ فِيهِ فَرُبَّمَا جَآءُوهُ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهُ فِيهَا۔ (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب قربہ صلی اللہ علیہ وسلم من الناس و تبرکھم بہ جزء ۲ صـ۳۲۷)

پڑھ چکتے تو مدینہ کے خدام اپنے اپنے برتنوں کے ساتھ جن میں پانی ہوتا تھا (آپ کے پاس) آتے پھر جو برتن بھی آپ کے سامنے پیش کیا جاتا آپ اس میں ہاتھ ڈبو دیتے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ وہ سخت سردی کی صبح کو آتے تو (اس حالت میں بھی) آپ پانی میں اپنا ہاتھ ڈبو دیا کرتے تھے۔

(۲۴) حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں:۔

لَمْ يَكُنِ (النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا (صحیح بخاری کتاب الادب باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا ولا متفحشا جزء ۸ صـ۱۵ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب کثرۃ جزء ۲ صـ۳۲۶)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ بدزبان تھے اور نہ بدکلام۔

(۲۵) حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا سَخَّابًا فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُوْا وَيَصْفَحُ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی خلق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۲/۵۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بدزبان تھے اور نہ بدکلام، نہ بازاروں میں شور کرنے والے تھے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے بلکہ معاف کر دیتے تھے اور درگذر فرمایا کرتے تھے۔

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی با اخلاق اور نرم تھے۔ سختی اور ترش روئی نام کو نہیں تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ۔

(آل عمران - ۱۵۹)

(اور اے رسول) یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ آپ مؤمنین کے لئے بڑے نرم واقع ہوئے ہیں اور اگر آپ بدخلق، سخت دل ہوتے تو یہ آپ کے اردگرد سے بھاگ جاتے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○
(التوبۃ ۔ ۱۲۸)

(اے لوگو) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آ گئے ہیں (جن کی خیر خواہی کا یہ عالم ہے کہ) تمہاری تکلیف ان پر (بڑی) گراں گذرتی ہے، وہ تمہاری فلاح و بہبود کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں اور مؤمنین پر تو وہ (خصوصیت کے ساتھ) بہت (ہی) مہربان اور بہت (ہی) رحم کرنے والے ہیں۔

خوش خلقی کے آداب

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی سمجھئے کہ آپ اخلاق کی بزرگیوں کو پورا کرنے کے لئے مبعوث فرمائے گئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ (رواہ حاکم عن ابی هریرۃ وسندہ صحیح جزء ص۶۱۳) وَفِیْ رِوَایَةٍ اِنَّمَا بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ صَالِحَ الْاَخْلَاقِ (رواہ احمد وسندہ صحیح۔ الاحادیث الصحیحۃ حدیث ۴۵)

میں اخلاق کی بزرگیوں کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔
مجھے اس لئے بھیجا گیا ہے کہ اخلاق کی خوبیوں کی تکمیل کر دوں۔

(۲) خوش اخلاقی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ بننے کی کوشش کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰهَ کَثِیْرًا ○
(الاحزاب ۔ ۲۱)

بے شک رسول اللہ (کی سیرت) میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے (یعنی) اس شخص کے لئے جو اللہ سے اور قیامت کے دن سے ڈرتا ہو اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ ○
(الاعراف ۔ ۱۵۸)

اور رسول کی پیروی کرو تاکہ تمہیں ہدایت مل جائے۔

(۳) تمام لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش آتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
اِتَّقِ اللّٰہَ حَیْثُ مَا کُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّیِّئَۃَ الْحَسَنَۃَ تَمْحُھَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی معاشرۃ الناس جزء ۲ ص۱۷)

تم جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہو، برائی کے بعد نیکی کیا کرو، نیکی اس (برائی) کو مٹا دے گی اور لوگوں سے خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آیا کرو۔

(۴) مسلم بھائی سے خندہ پیشانی سے ملے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا وَلَوْ اَنْ تَلْقٰی اَخَاکَ بِوَجْہٍ طَلْقٍ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب استحباب طلاقۃ الوجہ عند اللقاء جزء ۲ ص۳۲۶)

نیک کاموں میں سے کسی بھی نیکی کی تحقیر ہرگز نہ کرو اگرچہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی ہی سے کیوں نہ ملو (یعنی اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملنے کو بھی حقیر نہ سمجھو)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
کُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَۃٌ وَاِنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ اَنْ تَلْقٰی اَخَاکَ بِوَجْہٍ طَلْقٍ وَاَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِکَ فِیْ اِنَاءِ اَخِیْکَ (رواہ الترمذی فی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی طلاقۃ الوجہ وصححہ جزء ۲ ص۱۲)

ہر نیک کام صدقہ ہے اور یہ بھی نیک کاموں میں سے ہے کہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو اور یہ بھی نیک کام ہے کہ تم اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں (پانی) ڈال دو۔

(۵) اگر کوئی شخص مہمانداری نہ کرے تو اس سے انتقام نہ لے بلکہ جب وہ مہمان ہو تو اس کی مہمانداری کرے۔

حضرت مالکؓ فرماتے ہیں:۔
قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الرَّجُلُ اَمُرُّ بِہٖ فَلَا یَقْرِیْنِیْ وَلَا یُضَیِّفُنِیْ فَیَمُرُّ بِیْ اَفَاُقْرِیْہِ قَالَ لَا اِقْرِہٖ (رواہ الترمذی فی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی الاحسان والعفو وصححہ جزء ۲ ص۱۵)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول، ایک آدمی ہے جس کے پاس سے ہو کر میں گذرتا ہوں، وہ میری مہمانداری نہیں کرتا اور نہ میری ضیافت کرتا ہے تو کیا جب وہ میرے پاس سے گذرے میں اس سے بدلہ لے سکتا ہوں (کیا میں بھی اس کی مہمانداری نہ کروں؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نہیں، تم اس کی مہمانداری کرو۔

⑤ خادم کے ساتھ عفو و درگذر سے کام لے۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں:۔

قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ لَیْسَ لَہٗ خَادِمٌ فَاَخَذَ اَبُوْطَلْحَۃَ بِیَدِیْ فَانْطَلَقَ بِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اَنَسًا غُلَامٌ کَیِّسٌ فَلْیَخْدُمْکَ قَالَ فَخَدَمْتُہٗ فِی السَّفَرِ وَالْحَضَرِ مَا قَالَ لِشَیْءٍ صَنَعْتُہٗ لِمَ صَنَعْتَ ھٰذَا ھٰکَذَا وَلَا لِشَیْءٍ لَمْ اَصْنَعْہُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ ھٰذَا ھٰکَذَا (صحیح بخاری کتاب الوصایا باب استخدام الیتیم فی السفر والحضر جزء ۲ ص۱۳ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس خلقا جزء ۲ ص۲۴۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ (منورہ) تشریف لائے۔ آپ کے پاس کوئی خادم نہیں تھا۔ ابوطلحہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول، انس عقلمند لڑکا ہے۔ اسے چاہئے کہ یہ آپ کی خدمت کرے۔ الغرض میں نے سفر و حضر میں (ہر جگہ) آپ کی خدمت کی لیکن آپ نے کسی کام کے متعلق جس کو میں نے کیا ہوتا کبھی یہ نہیں پوچھا کہ تم نے یہ کام اس طرح کیوں کیا اور نہ کسی کام کے متعلق جس کو میں نے نہیں کیا ہوتا کبھی یہ پوچھا کہ تم نے یہ کام اس طرح کیوں نہیں کیا۔

⑥ کافر کے بھی احسان کا بدلہ ادا کرے۔

حضرت جبیر بن مطعم رضؓ فرماتے ہیں:۔

اَنَّ النَّبِیَّ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) قَالَ فِیْ اُسَارٰی بَدْرٍ لَوْکَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِیٍّ حَیًّا ثُمَّ کَلَّمَنِیْ فِیْ ھٰؤُلَآءِ النَّتْنٰی لَتَرَکْتُھُمْ لَہٗ (صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ما من النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی الاساری من غیر ان یخمس ج۲ ص۱۱۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا: اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور وہ مجھ سے ان ناپاک لوگوں (کی رہائی کے متعلق) بات کرتا تو میں اس کی خاطر ان (سب) کو چھوڑ دیتا۔

⑦ تواضع اور انکساری اختیار کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰہَ اَوْحٰی اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰی لَا یَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ وَلَا یَبْغِیَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ

اللہ نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ تواضع اختیار کرو یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی

(صحیح مسلم کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا باب الصفات التی یعرف بہا فی الدنیا اھل الجنۃ واھل النار جزء ۲ صہ ۵۲۳)

کسی پر زیادتی کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا وَّمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب استحباب العفو والتواضع جزء ۲ صہ ۳۲۲)

صدقہ مال کو کم نہیں کرتا، عفو و درگذر کرنے سے اللہ بندے کی کوئی چیز زیادہ نہیں کرتا سوائے عزت کے اور کوئی (بندہ) اللہ کے لئے انکساری نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے۔

⑧ لوگوں سے نرمی سے پیش آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُّحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِىْ عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِىْ عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِىْ عَلٰى مَا سِوَاهُ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل الرفق جزء ۲ صہ ۳۲۳)

اللہ (بڑا) نرم ہے۔ نرمی کو پسند کرتا ہے اور نرمی کرنے پر (ایسی نعمت) دیتا ہے جو سختی کرنے پر نہیں دیتا اور نہ اس کے سوا کسی اور چیز پر دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

اِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُوْنُ فِىْ شَىْءٍ اِلَّا زَانَهٗ وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَىْءٍ اِلَّا شَانَهٗ (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل الرفق ۲/۳۲۳)

نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اُسے زینت دیتی ہے اور جس چیز میں سے نکال لی جاتی ہے تو اسے عیب دار کر دیتی ہے۔

⑨ غصہ کو پی جایا کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِى السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ، وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○

(آل عمران ۔ ۱۳۳ و ۱۳۴)

اور (اے لوگو) اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف تیزی سے آؤ جس جنت کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے اور جو متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے (یعنی) ان لوگوں کے لئے جو فراخی اور تنگی ہر حال میں (اللہ کی راہ) میں خرچ کرتے رہتے ہیں، جو غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں (یہ لوگ نیکی کرنے والے ہیں) اور

اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

(۱۰) برے آدمی سے بھی ترش روئی اور بدکلامی سے پیش نہ آئے۔

اس سلسلہ میں حدیث صفحہ ۸۵۲ پر گذر چکی ہے۔

(۱۱) لوگوں کی سختی اور ایذا دہی پر صبر کرے، مسکرائے اور حتی الامکان ان کا مطالبہ پورا کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ○ (الشوریٰ۔ ۴۳)

اور جو صبر کرے اور (بدلہ نہ لے بلکہ) معاف کردے تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

(۱۲) فحش نہ بکے، بدزبانی اور زبان درازی نہ کرے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ.

(رواہ الترمذی و صححہ فی ابواب البر والصلة باب ما جاء فی حسن الخلق جزء۲ ص۵۰)

اللہ تعالیٰ بدزبان اور زبان دراز (انسان) سے بغض رکھتا ہے۔

(۱۳) لوگوں سے خوش گفتاری سے بات کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لِعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ، (بنی اسرائیل۔ ۵۳)

اور (اے رسول) میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ ایسی بات کہا کریں جو بہت اچھی ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا ۔ (البقرۃ۔ ۸۳)

لوگوں سے اچھی بات کہا کرو۔

(۱۴) برائی کا بدلہ بھلائی سے دے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ، نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ ○ (المؤمنون۔ ۹۶)

(اور اے رسول) برائی کا جواب بھلائی سے دیجئے جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں ہمیں سب معلوم ہے۔

(۱۵) لوگوں سے گال پھلا کر بے رخی سے بات نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(قَالَ لُقْمٰنُ) وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ ۔ (لقمٰن۔ ۱۸)

(لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا) اور (اے میرے بیٹے) لوگوں سے بے رخی نہ اختیار کرنا۔

(۱۶) شرم و حیاء کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰى اِذَا لَمْ تَسْتَحِي فَاصْنَعْ بِمَا شِئْتَ (صحیح بخاری کتاب الادب باب اذا لم تستحی فاصنع ماشئت جزء ۸ صہ ۳۵)

پہلی نبوت (یعنی پہلے نبیوں) کے کلام سے جو (اہم) چیز لوگوں کو ملی ہے (وہ یہ ہے) جب تم شرم نہ کرو تو پھر جو چاہو کر لو (یعنی جس شخص میں شرم و حیا نہ ہو وہ جو چاہے گا کرے گا۔ حیا بُرے عمل سے روکتی ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب الحیاء من الایمان جزء اول صہ ۱۲)

بے شک حیا ایمان سے ہے (یعنی ایمان کا جزء ہے)۔

(۱۷) لوگوں کی اشتعال انگیزی اور تہمت پر صبر کرے۔

اس سلسلہ میں حدیث صفحہ ۸۴۴ گذر چکی ہے۔

(۱۸) دوغلا پن نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

تَجِدُ مِنْ شَرِّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللهِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَاْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ (صحیح بخاری کتاب الادب، باب ماقیل فی ذی الوجھین جزء ۸ صہ ۲۱ وصحیح مسلم کتاب البر باب ذی الوجھین جزء ۲ صہ ۳۲۷)

قیامت کے دن اللہ کے نزدیک تم سب سے بدتر شخص دوغلے آدمی کو پاؤ گے جو اُن کے پاس آتا ہے تو اُن کی سی اور ان کے پاس آتا ہے تو ان کی سی کہتا ہے۔

(۱۹) براہ راست خفگی یا عتاب نہ کرے۔

حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہؓ فرماتی ہیں:۔

صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَرَخَّصَ فِيْهِ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللهَ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْءِ اَصْنَعُهُ فَوَاللهِ اِنِّي لَاَعْلَمُهُمْ بِاللهِ وَاَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشْيَةً (صحیح بخاری کتاب الادب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کیا اور (لوگوں کو بھی) اس کام کے کرنے کی اجازت دی۔ کچھ لوگوں نے اس کام سے پرہیز کیا۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے خطبہ دیا، اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا لوگوں کا کیا حال ہے، اس چیز سے پرہیز کرتے ہیں جس چیز کو میں کرتا ہوں

باب من لم یواجه الناس بالعتاب ۸/۳۱)

اللہ کی قسم میں ان سب سے زیادہ اللہ کو جانتا ہوں اور ان سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں۔

خوش خلقی کے فضائل

(۱) خوش اخلاقی دوزخ سے بچانے والی ہے۔

حضرت عدیؓ بن حاتم فرماتے ہیں:۔

ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَاَشَاحَ بِوَجْهِهٖ ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَاَشَاحَ بِوَجْهِهٖ قَالَ شُعْبَةُ اَمَّا مَرَّتَيْنِ فَلَا اَشُكُّ ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ (صحیح بخاری کتاب الادب باب طیب الکلام جزء ۸ صـ۱۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کا ذکر کیا۔ آپ نے اس سے (اللہ کی) پناہ طلب کی اور اپنا منہ موڑ لیا۔ آپ نے پھر دوزخ کا ذکر کیا، اس سے پناہ طلب کی اور منہ پھیر لیا۔ شعبہ کہتے ہیں دو مرتبہ ضرور آپ نے ایسا کیا مجھے اس میں شک نہیں (البتہ تین مرتبہ کرنے کے سلسلہ میں شک ہے) پھر آپ نے فرمایا: دوزخ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر سہی۔ اگر تمہیں (یہ بھی) نہ ملے تو میٹھی بات کہہ کر ہی سہی۔

(۲) بہترین آدمی وہ ہے جو خوش خلق ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ مِنْ اَخْيَرِكُمْ اَحْسَنَكُمْ خُلُقًا (صحیح بخاری کتاب الادب باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا جزء ۸ صـ۱۵)

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو خلق میں تم سب سے اچھا ہے۔

(۳) قیامت کے دن میزان میں سب سے زیادہ بھاری عمل حسن خلق ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَا شَيْءٌ اَثْقَلُ فِيْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی حسن الخلق جزء ۲ صـ۵)

قیامت کے دن مؤمن کی ترازو میں اچھے خلق سے زیادہ وزنی کوئی چیز نہیں ہوگی۔ بے شک اللہ بدزبان اور زبان دراز آدمی سے بغض رکھتا ہے۔

(۴) اکثر لوگ تقوے اور حسن خلق کی بدولت جنت میں داخل ہوں گے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:۔

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَکْثَرِ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّۃَ قَالَ تَقْوَی اللّٰہِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَسُئِلَ عَلٰی اَکْثَرِ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ قَالَ الْفَمُ وَالْفَرْجُ (رواہ الترمذی وصححہ فی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی حسن الخلق جزء۲ ص۵۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کے متعلق پوچھا گیا جو سب سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل ہونے کا سبب ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا ڈر اور حسن خلق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کے متعلق بھی پوچھا گیا جو سب سے زیادہ لوگوں کے دوزخ میں داخل ہونے کا سبب ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منہ اور شرمگاہ۔ (یعنی منہ سے نکلی ہوئی باتیں اور بدکاری دوزخ میں داخل ہونے کا سبب ہوں گی)۔

عمل

اے ایمان والو، خوش خلقی اختیار کیجئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کی اتباع کیجئے۔

فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ ۝۵ بِأَيِّكُمُ
الْمَفْتُونُ ۝۶ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ
بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ
بِالْمُهْتَدِينَ ۝۷ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ ۝۸
وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ۝۹
وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝۱۰
هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۝۱۱ مَنَّاعٍ
لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۝۱۲ عُتُلٍّ
بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ۝۱۳ أَنْ كَانَ

ذَا مَالٍ وَّ بَنِيْنَ ﴿۱۴﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۵﴾ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۶﴾

ترجمہ تو (اے رسول) آپ بھی عنقریب دیکھ لیں گے اور (یہ کافر بھی) دیکھ لیں گے ﴿۵﴾ کہ تم میں سے کون گمراہ ہے ﴿۶﴾ (اور اے رسول) آپ کا رب تو اسے بھی جانتا ہے جو اس کے راستے سے بھٹک گیا اور انہیں بھی جانتا ہے جو راہ راست پر (چل رہے) ہیں ﴿۷﴾ تو (اے رسول) آپ (ان) جھٹلانے والوں کا کہنا نہ مانیں ﴿۸﴾ یہ تو یہ چاہتے ہیں کہ آپ نرمی اختیار کریں تو یہ بھی نرمی اختیار کریں ﴿۹﴾ اور (اے رسول) آپ بہت قسمیں کھانے والے اور ذلیل شخص کا کہنا نہ مانیں ﴿۱۰﴾ (جو) بہت زیادہ غیبت کرتا ہے اور بہت زیادہ چغلی کھاتا پھرتا ہے ﴿۱۱﴾ جو اچھے کام سے (لوگوں کو) روکتا ہے، (اور) حد سے زیادہ سرکش اور (بڑا) گناہگار ہے ﴿۱۲﴾ (جو) تندخو اور بدنام ہے ﴿۱۳﴾ (وہ اس سرکشی میں اس لئے مبتلا ہے) کہ مال دار اور (بہت) بیٹوں والا ہے ﴿۱۴﴾ جب ہماری آیتیں اسے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے یہ اگلوں کے قصے کہانیاں ہیں ﴿۱۵﴾ ہم عنقریب اس کی ناک پر داغ لگائیں گے ﴿۱۶﴾

مصادر و معانی

(مَفْتُوْنٌ) فَتَنَ، يَفْتِنُ، فَتْنٌ وفُتُوْنٌ (ض) فتنہ میں ڈالنا۔ فَتَنَ، يَفْتِنُ، فِتْنَةٌ (ض) گمراہ کرنا، آزمانا، روک دینا، خالص کرنا۔

(تُدْهِنُ) (يُدْهِنُوْنَ) اَدْهَنَ، يُدْهِنُ، اِدْهَانٌ (باب افعال) دھوکا دینا، جو کچھ دل میں ہو اس کے خلاف ظاہر کرنا، نرم ہو جانا۔

(حَلَّافٌ) حَلَفَ، يَحْلِفُ، حَلْفٌ وحِلْفٌ وحَلِفٌ (ض) قسم کھانا (حَلَّافٌ = بہت قسمیں کھانے والا)۔

(مَهِيْنٌ) مَهُنَ، يَمْهُنُ، مَهَانَةٌ (ک) ذلیل ہونا۔ (مَهِيْنٌ = ذلیل)۔

(هَمَّازٌ) هَمَزَ، يَهْمِزُ، هَمْزٌ (ن) مارنا، بھینچنا، دبانا، دفع کرنا، غیبت کرنا (هَمَّازٌ = بہت زیادہ غیبت کرنے والا)۔

(مَشَّآءٍ) مَشٰی، یَمْشِیْ، مَشْیٌ، تَمْشَاءٌ (ض) چغلی کھانا، چلنا۔ (مَشَّآءٌ = بہت چلنے والا)۔
(نَمِیْمٍ) نَمَّ، یَنُمُّ، نَمٌّ (ن، ض) چغلی کھانا (نَمِیْمٌ = چغلی)۔
(مُعْتَدٍ) اِعْتَدٰی، یَعْتَدِیْ، اِعْتِدَاءٌ (باب افتعال) زیادتی کرنا (مُعْتَدٍ = زیادتی کرنیوالا)۔
(عُتُلٍّ) عَتَلَ، یَعْتُلُ، عَتْلٌ (ن وض) سختی سے گھسیٹنا۔ (عُتُلٌّ = سخت، بہت کھانیوالا)
زَنِیْمٌ = وہ شخص جو کسی قبیلہ سے ملحق ہو جائے اگرچہ اس کا اس قبیلہ سے کوئی تعلق نہ ہو اور ان کو اس کی ضرورت نہ ہو، وہ شخص جو اپنی شرارت کی وجہ سے بدنام ہو۔
(نَسِمُ) وَسَمَ، یَسِمُ، وَسْمٌ و سِمَةٌ (ض) داغ دینا، پہچاننے کے لئے نشان لگانا۔
(خُرْطُوْمٌ) خُرْطُوْمٌ = سونڈ۔

تفسیر آیت زیر تفسیر ۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مفتون کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا (فَسَتُبْصِرُ وَیُبْصِرُوْنَ) (اے رسول) آپ بھی عنقریب دیکھ لیں گے اور کفار بھی عنقریب دیکھ لیں گے (بِاَیِّکُمُ الْمَفْتُوْنُ) کہ تم دونوں میں سے کون گمراہ ہے، کون فتنہ میں مبتلا ہے (عنقریب ساری حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○
(الملک۔ ۲۹)

آپ کہہ دیجئے کہ وہ رحمٰن (ہی) ہے جس پر ہم ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہم بھروسہ کرتے ہیں، اور تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ (ہم میں اور تم میں) صریح گمراہی میں کون تھا۔

آگے فرمایا (اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ) (اور اے رسول) آپ کا رب تو (خوب) جانتا ہے کون اللہ کے راستہ سے بھٹک گئے ہیں اور کون ہدایت یاب ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ○
(النجم۔ ۳۰)

آپ کا رب اسے بھی خوب جانتا ہے جو اس کے راستہ سے بھٹک گیا اور اسے بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت کے راستہ پر چل رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ○
(القصص۔ ۸۵)

آپ کہہ دیجئے کہ میرا رب اُسے بھی بخوبی جانتا ہے جو ہدایت لے کر آیا ہے اور (اسے بھی بخوبی جانتا ہے) جو صریح گمراہی میں (مبتلا) ہے۔

آگے فرمایا (فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ) (اے رسول یہ کافر آپ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ شرک کی تردید میں نرمی اختیار کریں) آپ ان جھٹلانے والوں کا کہنا (ہرگز) نہ مانیں (وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ) یہ تو چاہتے ہیں کہ آپ (شرک کی تردید میں شدت اختیار نہ کریں) نرمی اختیار کریں تو یہ بھی (آپ کی مخالفت) میں نرمی اختیار کریں گے (لیکن اے رسول آپ ایسا نہ کریں سمجھوتہ اور وہ بھی شرک کے سلسلہ میں ہرگز نہیں ہو سکتا) (وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ) اور (اے رسول) بہت قسمیں کھانے والے اور ذلیل شخص کا کہنا نہ مانیں (هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ) (جو) بہت زیادہ غیبت کرتا ہے اور بہت زیادہ چغلی کھاتا پھرتا ہے (مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ) (جو اچھے کام سے (لوگوں کو) روکتا ہے اور جو حد سے زیادہ سرکش اور (بڑا) گناہگار ہے (عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ) (جو) تندخو ہے، مزید برآں اپنی شرارت کی وجہ سے بدنام ہے (اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ) (وہ اس سرکشی میں اس لئے مبتلا ہے) کہ مالدار اور (بہت) بیٹوں والا ہے (اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ) جب ہماری آیتیں اسے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے یہ اگلوں کے قصے کہانیاں ہیں (یہ افسانے ہیں ان کی حقیقت کچھ بھی نہیں) (سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ) ہم عنقریب اس کی ناک پر داغ لگائیں گے (اس کو دوزخ کی آگ میں جلائیں گے، اس کا غرور و تکبر سب خاک میں مل جائے گا)

الغرض کفار مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھسلانا چاہتے تھے۔ سیاق و سباق سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں میں ایک شخص اس معاملہ میں پیش پیش تھا۔ یہ بڑا نابکار، غیبت کرنے والا، چغلی کھانے والا، جھوٹی قسمیں کھانے والا، نیکی کے کاموں سے روکنے والا، بدمزاج اور شرارت میں شہرت یافتہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کی بدخصلتوں کا ذکر کر کے اس سے ہوشیار کر دیا اور واضح الفاظ میں فرما دیا کہ اس کا کہنا نہ ماننا، اس کی خوشامدانہ باتوں سے دھوکا نہ کھانا۔ یہ تو وہ شخص ہے کہ قرآن مجید کو قصے کہانیاں کہتا ہے ایسے شخص کی قسموں اور دلفریب باتوں کا کیا اعتبار۔ نہ اس کا کہنا مانا جائے اور نہ اس پر اعتماد کیا جائے۔

ان آیات میں مندرجہ ذیل بدخصلتوں کا ذکر ہے:۔

(۱) زیادہ قسمیں کھانا،
(۲) غیبت کرنا،
(۳) چغلی کھانا،
(۴) نیک کاموں سے روکنا،
(۵) برائی میں حد سے بڑھ جانا،
(۶) بدمزاجی اور تندخوئی، اور
(۷) شرارت،

۱۔ قسم کے متعلق ہم سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۸۹ کی تفسیر میں تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔
۲۔ غیبت کے متعلق سورۂ حجرات کی آیت نمبر ۱۲ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔
۳۔ چغلی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ (صحیح بخاری کتاب الادب باب ما یکرہ من النمیمۃ جزء ۸ صفحہ ۲۱)

چغل خور جنت میں داخل نہیں ہو گا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں :۔

خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَعْضِ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا فَقَالَ يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرَةٍ وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا بِكِسْرَتَيْنِ أَوْ ثِنْتَيْنِ فَجَعَلَ كِسْرَةً فِي قَبْرِ هٰذَا وَكِسْرَةً فِي قَبْرِ هٰذَا فَقَالَ لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا (صحیح بخاری کتاب الادب باب النمیمۃ من الکبائر جزء ۸ صفحہ ۲۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے باغوں میں سے کسی باغ سے باہر تشریف لائے۔ آپ نے دو آدمیوں کی آواز سنی جن پر ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات کی وجہ سے نہیں ہو رہا اگرچہ (گناہ کے لحاظ سے) وہ بڑی ہی ہے۔ ایک تو پیشاب (کی چھینٹوں) سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھاتا پھرتا تھا۔ پھر آپ نے ایک شاخ منگوائی پھر اس کے دو ٹکڑے کئے اور ایک ٹکڑا اس قبر پر ایک ٹکڑا اس قبر پر رکھ دیا پھر فرمایا شاید جب تک یہ خشک نہ ہوں ان پر عذاب میں تخفیف ہو جائے۔

۴۔ نیک کاموں سے روکنا بہت بری خصلت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَقَالَ قَرِينُهُ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيدٌ ○ أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ○ مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُرِيبٍ ○ الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ فَأَلْقِيَاهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ○

(قٓ ۔ ۲۳ تا ۲۶)

(قیامت کے روز) انسان کا ساتھی کہے گا یہ (ہے اس کا اعمال نامہ جو) میرے پاس تیار ہے۔ (اللہ ان دونوں فرشتوں سے جو اس کے ساتھ آئے تھے فرمائے گا) ہر نا شکرے، (حق سے) عناد رکھنے والے کو دوزخ میں ڈال دو (جو) خیر سے روکتا تھا، حدود (شریعت) سے آگے بڑھ گیا تھا، (دین حق میں) شکوک پیدا کرتا تھا (اور)

جس نے اللہ کے ساتھ دوسرا الٰہ بنا رکھا تھا (اب)
اس کو سخت عذاب میں جھونک دو۔

٥۔ بدمزاجی اور تندخوئی بھی بہت بری خصلت ہے۔ تفصیل کے لئے اسی سورت کی آیت ۱۲ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

٦۔ شرارت کی برائی بیان کرتے ہوئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مَنْ تَرَکَہُ النَّاسُ اِتِّقَآءَ شَرِّہٖ (صحیح بخاری کتاب الادب باب لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا جزء ٨ ص١٦ وصحیح مسلم کتاب البر باب مدارا ۃ من یتقی فحشہ جزء ٢ ص٤٣٣)

قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بدتر شخص وہ ہوگا جس کی برائی سے بچنے کے لئے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَۃٌ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ قَالَ فَلْیَعْمَلْ بِیَدَیْہِ فَیَنْفَعُ نَفْسَہٗ وَ یَتَصَدَّقُ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ اَوْ لَمْ یَفْعَلْ قَالَ فَیُعِیْنُ ذَا الْحَاجَۃِ الْمَلْھُوْفَ قَالُوْا فَاِنْ لَّمْ یَفْعَلْ قَالَ فَیَاْمُرُ بِالْخَیْرِ اَوْ قَالَ بِالْمَعْرُوْفِ قَالَ فَاِنْ لَّمْ یَفْعَلْ قَالَ فَیُمْسِکُ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّہٗ لَہٗ صَدَقَۃٌ (صحیح بخاری کتاب الادب باب کل معروف صدقۃ جزء ٨ ص١٣ وصحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب بیان ان اسم الصدقۃ یقع علی کل نوع من المعروف جزء اول ص٤٠٢)

ہر مسلم پر صدقہ دینا فرض ہے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا اگر دینے کے لئے کچھ نہ ہو (تو کیا کرے) فرمایا اپنے دونوں ہاتھوں سے کام کرے، اپنے نفس کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی دے۔ صحابہ کرام نے پوچھا اگر اس میں اتنی استطاعت نہ ہو یا وہ ایسا نہ کرسکے۔ فرمایا پریشان حال حاجت مند کی مدد کرے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اگر ایسا بھی نہ کرسکے۔ فرمایا خیر یا معروف کا حکم دے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اگر ایسا بھی نہ کرسکے۔ فرمایا شر سے (اپنے کو) روکے رکھے اس لئے کہ (اپنے شر سے لوگوں کو محفوظ رکھنا) یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہوگا۔

عمل

اے ایمان والو، زیادہ قسمیں کھانے، غیبت کرنے اور چغلی کھانے سے بچئے۔ نیک کام سے

کسی کو نہ روکئے، برائیوں سے دور رہئیے، بدمزاجی اور تند خوئی سے پرہیز کیجئے اور کسی کے ساتھ برائی نہ کیجئے۔

اے ایمان والو، مال اور اولاد کی کثرت پر نہ اترائیے۔

جب اللہ تعالیٰ کی آیات آپ کو سُنائی جائیں تو انہیں قصہ کہانی کہہ کر نہ ٹالئے بلکہ پوری توجہ اور حضورِ قلب سے انہیں سنئے اور ان پر عمل کیجئے۔ اسی میں نجات ہے۔

إِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ أَصْحٰبَ
الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا
مُصْبِحِينَ ﴿١٧﴾ وَلَا يَسْتَثْنُونَ ﴿١٨﴾
فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ
وَهُمْ نَآئِمُونَ ﴿١٩﴾ فَأَصْبَحَتْ
كَالصَّرِيمِ ﴿٢٠﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِينَ ﴿٢١﴾
أَنِ اغْدُوا عَلٰى حَرْثِكُمْ إِنْ
كُنْتُمْ صٰرِمِينَ ﴿٢٢﴾ فَانْطَلَقُوا
وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ ﴿٢٣﴾ أَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا

الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿٢٤﴾
وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ فَلَمَّا
رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿٢٦﴾ بَلْ
نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٢٧﴾ قَالَ
اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا
تُسَبِّحُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ
اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾ فَاَقْبَلَ
بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿٣٠﴾
قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿٣١﴾

عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ
اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ
الْعَذَابُ ۗ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ
اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾

ترجمہ (اور اے رسول) ہم نے کفار مکہ کی اُسی طرح آزمائش کی ہے جس طرح ہم نے باغ والوں
کی آزمائش کی تھی جب انہوں نے قسمیں کھا کھا کر کہا ہم صبح ہوتے ہوتے ضرور اس (کے تمام پھلوں)
کو توڑ لیں گے ﴿۱۷﴾ انہوں نے انشاء اللہ نہیں کہا ﴿۱۸﴾ (نتیجہ یہ ہوا کہ) ابھی وہ سو ہی رہے تھے کہ آپ کے رب
کی طرف سے ایک بلائے ناگہانی نے اس میں چکر لگایا ﴿۱۹﴾ اور وہ باغ ایسا ہو گیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی ﴿۲۰﴾
الغرض جب وہ صبح کو اٹھے تو ایک دوسرے کو آواز دینے لگے ﴿۲۱﴾ کہ اگر تم کو کاٹنا ہے تو اپنی کھیتی پر صبح
سویرے ہی جا پہنچو ﴿۲۲﴾ پھر وہ چلے اور چپکے چپکے یہ کہتے جا رہے تھے ﴿۲۳﴾ آج کوئی مسکین اس
باغ میں داخل ہو کر تم تک ہرگز نہ پہنچنے پائے ﴿۲۴﴾ الغرض علی الصباح وہ بڑے عزم کے ساتھ اس حالت
میں روانہ ہوئے گویا کہ وہ (اپنے ارادہ پر) قادر ہیں ﴿۲۵﴾ پھر جب انہوں نے اس کو دیکھا تو کہنے لگے ہم ضرور
راستہ بھول گئے ﴿۲۶﴾ (پھر کہنے لگے نہیں، نہیں، یہ بات نہیں) بلکہ ہم محروم کر دئے گئے ﴿۲۷﴾ ان میں جو
بہتر آدمی تھا کہنے لگا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ (اللہ کی تسبیح و تقدیس) کیوں نہیں کرتے (کہ یہ سب
اس کا فضل ہے) ﴿۲۸﴾ (پھر) وہ کہنے لگے ہمارا رب پاک ہے، ہم ہی گناہگار ہیں ﴿۲۹﴾ پھر ایک دوسرے
کی طرف منہ کر کے آپس میں ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے ﴿۳۰﴾ کہنے لگے۔ ہائے ہماری خرابی! ہم بڑے
سرکش ہو گئے تھے ﴿۳۱﴾ (اب) ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں، شاید ہمارا رب اس کے بدلے میں
ہمیں اس سے بہتر باغ عطا فرمائے ﴿۳۲﴾ عذاب اس طرح (آیا کرتا ہے) اور آخرت کا عذاب تو (اس سے
بھی) زیادہ بڑا ہے کاش یہ لوگ جانتے ﴿۳۳﴾

معانی و مصادر

(یَصْرِمُنَّ) (صَرِیْمٌ) صَرَمَ، یَصْرِمُ، صَرْمٌ و صُرْمٌ (ض) کاٹنا، کٹ جانا۔ (صَرِیْمٌ = کٹا ہوا)

(مُصْبِحِیْنَ) اَصْبَحَ، یُصْبِحُ، اِصْبَاحٌ (باب افعال) صبح کے وقت میں داخل ہونا، ہو جانا۔

(یَسْتَثْنُوْنَ) اِسْتَثْنٰی، یَسْتَثْنِیْ، اِسْتِثْنَاءٌ (باب استفعال) کسی چیز کو عام حکم سے علیحدہ کرنا، انشاء اللہ کہنا۔

(تَنَادَوْا) تَنَادٰی، یَتَنَادٰی، تَنَادِیْ (باب تفاعل) آپس میں ایک دوسرے کو پکارنا۔

(اُغْدُوْا) (غَدَوْا) غَدَا، یَغْدُوْ، غُدُوٌّ (ن) صبح کے وقت جانا، نکلنا۔

(یَتَخَافَتُوْنَ) تَخَافَتَ، یَتَخَافَتُ، تَخَافُتٌ (باب تفاعل) چپکے سے کہنا، چھپا کر بات کرنا۔

(حَرْدٌ) حَرَدَ، یَحْرِدُ، حَرْدٌ (ض) روکنا، قصد کرنا، سوراخ کرنا۔

(مَحْرُوْمُوْنَ) حَرَمَ، یَحْرِمُ، حِرْمٌ و حَرِیْمٌ و حِرْمَانٌ و حِرْمٌ و حِرْمَةٌ (ض و س) روک دینا (مَحْرُوْمٌ = جو کسی چیز سے روک دیا گیا ہو)۔

(یَتَلَاوَمُوْنَ) تَلَاوَمَ، یَتَلَاوَمُ، تَلَاوُمٌ (باب تفاعل) ایک دوسرے کو ملامت کرنا۔

تفسیر

اہل مکہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت سے نوازا تھا وہ جہاں جاتے تھے اہل حرم ہونے کی وجہ سے ان کی عزت کی جاتی تھی، ان کے کھانے کے لئے ہر قسم کا میوہ مکہ پہنچ جایا کرتا تھا ان کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچایا جاتا تھا، وہ امن و امان کے ساتھ تجارتی سفر کرتے اور خوب فائدہ اٹھاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّیُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَكْفُرُوْنَ ○

(العنکبوت۔ ۶۷)

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے حرم کو امن کی جگہ بنایا ہے حالانکہ ان کے گردونواح سے لوگ اچک لئے جاتے ہیں، تو کیا یہ لوگ (پھر بھی) باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ○ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ○ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ○ الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ○

(لایلف قریش۔ ۱ تا ۴)

اس سبب سے کہ (اللہ نے) قریش (کے دلوں میں) محبت ڈال دی ہے یعنی ان کے (دلوں میں) سردی اور گرمی کے سفر کی محبت ڈال دی ہے (وہ ہر موسم میں بے خوف وخطر سفر کرتے ہیں) تو انہیں چاہیئے کہ اس گھر کے مالک کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک میں کھانا کھلایا اور

(لوٹ مار کے) خوف سے امن بخشا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَىْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○
(القصص - ۵۷)

(تو اے رسول) کیا ہم نے ان کو حرم میں جہاں (ہر طرح کا) امن ہے استحکام نہیں بخشا جہاں ہر قسم کے پھل (ان کے) کھانے کے لئے ہماری طرف سے ان کو مہیا کئے جاتے ہیں، لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے (کہ اللہ کو ہر قسم کی قدرت ہے)۔

ان نعمتوں کے علاوہ اُن کی قوم میں اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول مبعوث فرمایا اور اپنی روشن کتاب نازل فرمائی ان کو چاہئے تھا کہ ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے اور ایمان لے آتے لیکن انہوں نے ناشکری کی۔ ان نعمتوں کی ناقدری کی اور ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ ان کو اس ناشکری کی وہی سزا ملے گی جو باغ والوں کو ملی تھی۔
پھر اللہ تعالیٰ نے باغ والوں کا قصہ بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ) ہم نے اپنی نعمتوں کے ذریعہ ان لوگوں کی اسی طرح آزمائش کی ہے جس طرح ہم نے باغ والوں کی آزمائش کی تھی (باغ والوں کو بھی ہم نے اپنی نعمت سے نوازا تھا لیکن وہ ناشکری کر بیٹھے، اللہ تعالیٰ کے نام پر مساکین کو دینے سے ہاتھ روک لیا) قسمیں کھا کھا کر کہنے لگے ہم ضرور صبح ہوتے ہی باغ کے تمام پھلوں کو توڑ لیں گے (وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ) اور (اے رسول: ان کو اپنی تدبیر پر اس قدر ناز تھا کہ) انشاء اللہ بھی نہ کہا (فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ) (نتیجہ یہ ہوا کہ) ابھی وہ سو ہی رہے تھے کہ آپ کے رب کی طرف سے ایک بلائے ناگہانی نے اس میں چکر لگایا (فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ) اور باغ ایسا ہو گیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی (فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ) الغرض جب وہ صبح کو اٹھے تو ایک دوسرے کو آواز دینے لگے (اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ) (اور کہنے لگے) کہ اگر تم کو (مساکین کے آنے سے پہلے پھل) توڑنے ہیں تو اپنی کھیتی پر صبح سویرے ہی جا پہنچو (فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ) پھر وہ (گھر سے) چلے اور چپکے چپکے یہ کہتے جا رہے تھے (اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ) (دیکھو) آج کوئی مسکین اس باغ میں داخل ہو کر تم تک ہرگز نہ پہنچنے پائے (وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ) الغرض علی الصباح وہ بڑے عزم کے ساتھ اس حالت میں روانہ ہوئے گویا کہ وہ (اپنے ارادہ پر) قادر ہیں (فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ) جب (وہ باغ میں پہنچے اور) انہوں نے باغ کو دیکھا (کہ اس میں کوئی پھل باقی نہیں ہے)، تو کہنے لگے ہم ضرور راستہ بھول گئے (یہ ہمارا باغ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ ہمارا باغ تو پھلوں سے معمور ہے، یہ کوئی اور باغ ہے) (بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ) (پھر کہنے لگے نہیں نہیں یہ بات نہیں کہ یہ ہمارا باغ نہیں ہے باغ تو ہمارا ہی ہے) لیکن ہم (باغ کے پھلوں سے) محروم کر دئے گئے (قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ) ان میں سے جو بہتر آدمی تھا کہنے لگا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ (اللہ کی)

تسبیح (و تقدیس) کیوں نہیں کرتے (اس کا شکر کیوں نہیں ادا کرتے کہ پھلوں کی یہ فراوانی سب اس کا فضل و کرم ہے) (قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ) (یہ سن کروہ اللہ کی تسبیح پڑھنے لگے) انہوں نے کہا ہمارا رب پاک ہے (اس نے ہمارے ساتھ ظلم نہیں کیا بلکہ) ہم خود ہی ظالم ہیں (کہ اس کا شکر ادا نہیں کیا، اس کے نام پر مساکین کو کچھ نہیں دیا یہ اس کے نام پر کسی کو کچھ نہ دینے کی یہ سزا ہے) (فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یَّتَلَاوَمُوْنَ) پھر ایک دوسرے کی طرف منہ کر کے ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے (کوئی کسی کو قصوروار ٹھہراتا اور کوئی کسی کو) (قَالُوْا یٰوَیْلَنَآ اِنَّا کُنَّا طٰغِیْنَ) (پھر) کہنے لگے ہائے ہماری خرابی! ہم بڑے سرکش ہو گئے تھے (ہم نے اللہ کے حق کو نہ پہچانا) (عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ یُّبْدِلَنَا خَیْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ) (اب) ہم اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں شاید ہمارا رب اس کے بدلے میں ہمیں اس سے بہتر (باغ) عطاء فرمائے۔ (کَذٰلِكَ الْعَذَابُ، وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَکْبَرُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ) عذاب اس طرح آیا کرتا ہے (اگر کفار مکہ کی ناشکری اور ان کا کفر بدستور جاری رہا تو یہ اُن نعمتوں سے جن میں یہ مگن ہیں اس طرح محروم کردئے جائیں گے جس طرح باغ والے پھلوں سے محروم کر دئے گئے تھے، پھر جس طرح باغ والے معاشی بدحالی سے دو چار ہوئے یہ بھی اسی طرح معاشی بدحالی سے دوچار ہوں گے۔ یہ تو دنیا کا عذاب ہو گا) آخرت کا عذاب تو اس سے بھی زیادہ بڑا ہے کاش یہ لوگ سمجھتے (اور ایمان لے آتے)۔

مال و دولت آزمائش کی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ۔ تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش (کی) چیزیں ہیں۔

(التغابن - ۱۵)

باغ والوں کا قصہ بیان کرنے سے اللہ کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح باغ والوں کو نعمت سے مالا مال کر کے آزمایا گیا تھا اسی طرح کفار مکہ کو نعمتیں دے کر آزمایا جا رہا ہے۔ باغ والوں نے ناشکری کی تو ان کو نعمت سے محروم کر دیا گیا اسی طرح اگر کفار مکہ ناشکری کرتے رہے اور ایمان نہیں لائے تو ان کو بھی ان تمام نعمتوں سے محروم کر دیا جائے گا جن میں وہ مگن ہیں اور بالآخر ایسا ہی ہوا۔ وہ ان تمام نعمتوں سے محروم کر دئے گئے۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَعَا قُرَیْشًا کَذَّبُوْهُ وَاسْتَعْصَوْا عَلَیْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلَیْهِمْ بِسَبْعٍ کَسَبْعِ یُوْسُفَ فَاَصَابَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ یَعْنِیْ کُلَّ شَیْءٍ حَتّٰى کَانُوْا یَاْکُلُوْنَ الْمَیْتَةَ فَکَانَ یَقُوْمُ اَحَدُهُمْ فَکَانَ یَرٰى بَیْنَهٗ وَبَیْنَ السَّمَآءِ مِثْلَ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو (اسلام کی) دعوت دی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور آپ پر سختی کی۔ (اس موقع پر) آپ نے اس طرح دعاء کی: اے اللہ، ان کو یوسف کے (زمانہ کے) قحط کے مانند قحط میں مبتلا کر کے میری مدد فرما۔ (دعاء قبول ہوئی اور) وہ قحط میں مبتلا کر دئے گئے (قحط

بِالْجُوْعِ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۂ دخان جزء ۲ ص ۱۶۵ و صحیح مسلم کتاب صفۃ القیامۃ باب الدخان جزء ۲ ص ۲۰۵) اتنا شدید تھا کہ) وہ ہر چیز کھا گئے یہاں تک کہ مردار بھی کھا گئے۔ ایسی حالت میں جب ان میں سے کوئی کھڑا ہوتا تو فاقہ اور بھوک کی وجہ سے اس کے اور آسمان کے درمیان دھویں کے مثل کوئی چیز نظر آتی تھی۔

الغرض جو کچھ باغ والوں کے ساتھ ہوا تھا وہی کفار مکہ کے ساتھ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے جو وعید انہیں سنائی تھی وہ پوری ہو کر رہی۔ مختلف غزوات میں وہ قتل بھی ہوتے رہے۔ مسلسل جنگوں کی وجہ سے تجارت ختم ہو کر رہ گئی مزید برآں وہ قحط میں مبتلا کر دئے گئے اس طرح وہ بری طرح معاشی بدحالی اور بدامنی کا شکار ہو گئے۔

عمل

اے ایمان والو، جب اللہ تعالیٰ آپ کو نعمتوں سے نوازے تو اس کا شکر ادا کیجئے۔ اس کی اطاعت کیجئے اور اس کی رضاء کے طلبگار رہیئے۔ ناشکری اور نافرمانی کر کے عذاب الٰہی کو دعوت نہ دیجئے۔

اے ایمان والو، قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت بہت بڑی نعمتیں ہیں۔ ان نعمتوں کی قدر کیجئے۔ قرآن مجید کے احکام پر عمل کیجئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کیجئے۔

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ
النَّعِيمِ ﴿٣٤﴾ أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ
كَالْمُجْرِمِينَ ﴿٣٥﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ
تَحْكُمُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيهِ
تَدْرُسُونَ ﴿٣٧﴾ إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا
تَخَيَّرُونَ ﴿٣٨﴾ أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا
بَالِغَةٌ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ إِنَّ لَكُمْ
لَمَا تَحْكُمُونَ ﴿٣٩﴾ سَلْهُمْ أَيُّهُمْ
بِذٰلِكَ زَعِيمٌ ﴿٤٠﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ

فَلْيَأْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا
صٰدِقِيْنَ ﴿۴۱﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ
سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ
فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ
تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ، وَقَدْ كَانُوْا
يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

ترجمہ
متقیوں کے لئے ان کے رب کے پاس نعمت کے باغات ہیں ﴿۳۴﴾ کیا ہم مسلمین کو مجرمین کے مثل
کر دیں گے ﴿۳۵﴾ (ہرگز نہیں) تمہیں کیا ہو گیا ہے، تم کیسا فیصلہ کرتے ہو ﴿۳۶﴾ کیا تمہارے
پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم (ایسی باتیں) پڑھتے ہو ﴿۳۷﴾ (کہ) آخرت میں تمہیں وہ چیزیں ملیں گی جو تم پسند
کرو گے ﴿۳۸﴾ کیا تم نے ہم سے قسمیں لے رکھی ہیں جو (دنیا کی زندگی سے لے کر) روز قیامت تک پہنچتی ہیں
کہ جن چیزوں کی تم فرمائش کرو گے وہ یقیناً تمہیں دی جائیں گی ﴿۳۹﴾ (اے رسول، آپ ان سے) پوچھئے کہ
ان میں سے کون اس بات کا دعویٰ کرتا ہے ﴿۴۰﴾ کیا انہوں نے (اللہ کے) شریک بنا رکھے ہیں، اگر یہ اس
(دعوے میں) سچے ہیں تو اپنے شریکوں کو لے آئیں ﴿۴۱﴾ اس دن پنڈلی کھول دی جائے گی اور (تمام لوگ)
سجدے کے لئے بلائے جائیں گے تو یہ لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے ﴿۴۲﴾ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی، ذلت
ان پر چھائی ہوئی ہوگی (اس سے پہلے دنیا میں جب) انہیں سجدہ کے لئے بلایا جاتا تھا تو (باوجود) صحیح و

سالم (ہونے کے سجدہ نہیں کرتے) تھے ﴿۴۳﴾

معانی و مصادر
(تَدْرُسُوْنَ) دَرَسَ، یَدْرُسُ، دَرْسٌ و دِرَاسَۃٌ (ن) پڑھنا۔
(تَخَیَّرُوْنَ) تَخَیَّرَ، یَتَخَیَّرُ، تَخَیُّرٌ (باب تفعل) پسند کرنا، منتخب کرنا۔
(زَعِیْمٌ) زَعَمَ، یَزْعُمُ، زَعْمٌ، زِعْمٌ و زُعْمٌ و مَزْعَمٌ (ن، ف) کہنا، دعویٰ کرنا (زَعِیْمٌ = کہنے والا، دعویٰ کرنے والا)۔
(تَرْهَقُ) رَهِقَ، یَرْهَقُ، رَهَقٌ (س) پہنچنا۔
(سَالِمُوْنَ) سَلِمَ، یَسْلَمُ، سَلَامٌ و سَلَامَۃٌ (س) آفت سے محفوظ رہنا۔

تفسیر
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ) متقیوں کے لئے ان کے رب کے پاس نعمت کے باغات ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ ان نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے جو نعمتیں آخرت میں متقیوں کو ملیں گی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ○ اٰخِذِیْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ ○

(الذّٰریٰت - ۱۵، ۱۶)

بے شک متقی باغوں اور چشموں میں (عیش کر رہے) ہوں گے اور جو کچھ ان کا رب انہیں دے گا وہ اسے لے رہے ہوں گے۔ اس سے پہلے دنیا میں وہ (بہت) نیکیاں کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ○ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ ○

(اقتربت الساعۃ - ۵۴، ۵۵)

بے شک متقی لوگ باغوں اور نہروں میں (شاداں و فرحاں) ہوں گے۔ بااقتدار بادشاہ کے پاس ایک سچے (باعزت) مقام میں (وہ رہیں گے)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا ○ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ○ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ○ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ○ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ○

(عمّ یتسآءلون - ۳۱ تا ۳۵)

متقیوں کے لئے کامیابی ہے، باغات ہیں اور انگور ہیں، ہم عمر نوجوان لڑکیاں ہیں اور چھلکتے ہوئے جام ہیں۔ اس میں وہ نہ کوئی لغو بات سنیں گے اور نہ کوئی جھوٹ بات سنیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ○ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِیْنَ ○ وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ

متقین باغوں اور چشموں میں (شاداں و فرحاں) ہوں گے۔ (قیامت کے دن ان سے کہا جائے گا) ان

مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ۝

(الحجر۔ ۴۵ تا ۴۸)

باغوں میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ ہم ان کے دلوں سے بغض اور کینہ کو نکال دیں گے (پھر) وہ ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر اسی طرح بیٹھے ہوں گے گویا کہ بھائی بھائی ہیں۔ نہ انہیں وہاں کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ وہ وہاں سے کبھی نکالے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ۝ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

(الدخان۔ ۵۱ تا ۵۷)

متقی امن کے مقام میں ہوں گے یعنی باغوں میں اور چشموں میں (وہ شاداں و فرحاں زندگی گذاریں گے) سندس اور استبرق کا لباس پہن کر وہ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے (متقیوں کو ہم) اسی طرح (جزا دیا کرتے ہیں)۔ ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کو ان کی بیویاں بنا دیں گے۔ ان باغات میں وہ امن کے ساتھ ہر قسم کے میوے منگا (منگا کر کھا) ئیں گے، پہلی موت کے علاوہ (جس کا مزا وہ دنیا میں چکھ چکے) اب وہ وہاں (کسی مزید موت کا) انہیں چکھیں گے۔ اللہ ان کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ (اے رسول) یہ آپ کے رب کا فضل ہو گا (جو ان کے شامل حال ہو گا) اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ۝ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝

(الطور۔ ۱۷ تا ۲۰)

متقی لوگ باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے جو کچھ ان کے رب نے انہیں دیا ہو گا اس میں وہ خوش ہوں گے، ان کے رب نے انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیا ہو گا۔ (ان سے کہا جائیگا جو عمل تم (دنیا میں) کرتے رہے تھے ان کے صلے میں مزے سے کھاتے پیتے رہو۔ وہ صف بصف بچھے ہوئے تختوں پر تکیہ لگا کر بیٹھے ہوں گے۔ بڑی بڑی آنکھوں والی

حوروں سے ہم ان کا نکاح کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ○ وَفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ○ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

(والمرسلٰت۔ ۴۱ تا ۴۳)

متقی سایوں اور چشموں میں (لطیف اندوز) ہوں گے۔ جو میوے وہ چاہیں گے (انہیں دئے جائیں گے۔ پھر ان سے کہا جائیگا) جو عمل تم دنیا میں کرتے رہے تھے ان کے بدلے بے مشقت کھاؤ اور پیو۔

اللہ تعالیٰ آگے فرماتا ہے (اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ) کیا ہم مسلمین کو مجرمین کے مثل کر دیں گے (آخرت میں دونوں کی حالت یکساں نہیں ہوگی مسلمین عیش و راحت میں ہوں گے، مجرمین دوزخ میں جل رہے ہوں گے) قیامت کے دن مسلمین کی کامیابی اور ان کے عیش و راحت کو دیکھ کر کافر بھی مسلم ہونے کی تمنا کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ○

(الحجر۔ ۲)

ایک وقت آنے والا ہے جب کافر یہ تمنا کریں گے کاش وہ مسلم ہوتے۔

آگے فرمایا (مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ) (اے کافرو) تمہیں کیا ہوگیا ہے تم کیسا فیصلہ کر رہے ہو۔ (اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ) کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم (ایسی باتیں) پڑھتے ہو (اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ) کہ آخرت میں تمہیں وہ چیزیں ملیں گی جو تم پسند کرو گے (اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ) کیا تم نے ہم سے قسمیں لے رکھی ہیں جو (دنیا کی زندگی سے لے کر) روز قیامت تک پہنچتی ہیں کہ جن چیزوں کی تم فرمائش کرو گے وہ یقیناً تمہیں دی جائیں گی (کیا ہم نے قسم کھا کر تم سے وعدہ کر لیا ہے کہ ہم تمہیں دنیا میں بھی عیش و راحت دیں گے اور آخرت میں بھی عیش و راحت دیں گے۔ نہ ہم نے وعدہ کیا ہے اور نہ ایسا ہوگا تمہاری راحت اور دولت بس دنیا ہی کی زندگی تک ہے اور وہ کسی عہد و پیمان کی وجہ سے نہیں بلکہ ہمارے ایک ضابطہ کے مطابق ہے۔ آخرت میں تمہارے لئے کسی قسم کی راحت نہیں تکلیف ہی تکلیف ہے)۔

کافروں کو ان کے نیک اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں مل جاتا ہے۔ آخرت میں ان کے لئے کچھ نہیں یہ اللہ تعالےٰ کا ضابطہ ہے اور اسی کے مطابق ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً يُعْطٰى بِهَا فِي الدُّنْيَا وَيُجْزٰى بِهَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَمَّا

اللہ مومن پر کسی ایک نیکی کے معاملہ میں بھی ظلم نہیں کریگا، دنیا میں بھی اس کا اجر دیگا اور آخرت میں

الكافر فيطعم بحسنات ما عمل بها لله في الدنيا حتى إذا أفضى إلى الآخرة لم تكن له حسنة يجزى بها (صحيح مسلم كتاب صفة القيامة باب جزاء المؤمن بحسنات في الدنيا والآخرة جزء ۲ صفحہ ۵۲۱)

بھی اس کا اجر دے گا اور رہا کافر تو جو نیک عمل اس نے اللہ کے لئے کئے ہوں گے اس کا پورا صلہ اسے دنیا میں مل جائے گا پھر جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی جس کا بدلہ اسے دیا جائے۔

کافروں سے کہہ دیا جائیگا کہ تم دنیا میں مزے لوٹ چکے اب یہاں آخرت میں تمہارے لئے کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ ۝ (الاحقاف ۔ ۲۰)

اور جس دن کافر دوزخ کے سامنے لائے جائیں گے (تو اس وقت ان سے کہا جائے گا) تم اپنی دنیوی زندگی میں عمدہ عمدہ چیزوں کے مزے اڑا چکے اور ان سے فائدہ حاصل کر چکے اب آج تو تم کو ذلت کا عذاب دیا جائے گا اس لئے کہ تم زمین میں ناحق تکبر کرتے تھے اور نافرمانی کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۝ لِلطَّاغِينَ مَآبًا ۝ لَابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا ۝ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ۝ إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا ۝ جَزَاءً وِفَاقًا ۝ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ۝ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَّابًا ۝ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ۝ فَذُوقُوا فَلَنْ نَزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ۝

(عم یتساءلون ۔ ۲۱ تا ۳۰)

بے شک دوزخ گھات میں ہے۔ سرکشوں کا (وہی) ٹھکانہ ہے۔ وہ اس میں سالہا سال تک رہیں گے۔ وہاں وہ نہ ٹھنڈک کا مزا چکھیں گے اور نہ پینے کی کسی چیز کا سوائے گرم پانی اور بہتی ہوئی پیپ کے (مزے کے۔ ان کو ان کی بداعمالیوں کا) پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ انہیں حساب (وکتاب) کی کوئی توقع نہیں تھی، ہماری آیتوں کو شدت کے ساتھ جھٹلایا کرتے تھے۔ ہم نے (ان کی) ہر بات کو لکھ کر محفوظ کر لیا تھا (اس دن ہم ان سے کہیں گے:) اپنی بداعمالی کا) مزا چکھو، ہم تم پر کسی چیز کو زیادہ نہیں کریں گے سوائے عذاب کے۔

آگے فرمایا (سَلْهُمْ أَيُّهُمْ بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ) (اے رسول، ان سے) پوچھئے ان میں سے کون اس بات کا دعویٰ کرتا ہے (کہ اسے آخرت میں نعمتوں سے نوازا جائے گا (أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ

اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ) کیا انہوں نے (اللہ کے) شریک بنا رکھے ہیں۔ اگر یہ (اس دعوے میں) سچے ہیں (کہ اللہ کے شریک ہیں) تو ان شریکوں کو لے آئیں (دکھائیں تو سہی کہ کون کون اللہ کے شریک ہیں؟ کون کون اللہ کے مقابلہ میں ان کے کام آسکتے ہیں؟ ان کے اس دعوے کی حقیقت قیامت کے دن کھل جائے گی، اس دن انہیں معلوم ہوجائے گا کہ ان کا دعویٰ بس دعویٰ ہی دعویٰ تھا۔ حقیقت اس کی کچھ بھی نہیں تھی) (يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ) اس دن پنڈلی کھول دی جائے گی اور (تمام لوگ) سجدے کے لئے بلائے جائیں گے تو یہ لوگ سجدہ نہ کرسکیں گے (خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ) ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی، ذلت ان پر چھائی ہوئی ہوگی۔ (اس سے پہلے دنیا میں جب) انہیں سجدے کے لئے بلایا جاتا تھا تو (باوجود) صحیح وسالم (ہونے کے سجدہ نہیں کرتے) تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

يَكْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهٖ فَيَسْجُدُ لَهٗ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ وَّيَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ فِى الدُّنْيَا رِئَاءً وَّسُمْعَةً فَيَذْهَبُ لِيَسْجُدَ فَيَعُوْدُ ظَهْرُهٗ طَبَقًا وَّاحِدًا (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورۃ ن جزء ۶ ص۱۹۸)

(قیامت کے دن) ہمارا رب اپنی پنڈلی کھول دے گا تو ہر مؤمن اور ہر مؤمنہ اس کو سجدہ کریں گے البتہ وہ شخص باقی رہ جائے گا جو دنیا میں دکھانے اور سنانے کے لئے سجدہ کرتا تھا۔ جب وہ سجدہ کرنے لگے گا تو اس کی پیٹھ ایک طبق ہوجائے گی۔ (جس طرح طباق دوہرا نہیں ہوتا اسی طرح پیٹھ دوہری نہیں ہوگی)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی کھول دیگا۔ اللہ تعالیٰ کی پنڈلی سے کیا مراد ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، ایمان والوں کو اس پر ایمان لانا چاہئے اور اس کی حقیقت دریافت کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ڤ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

(اور اے رسول) وہی ہے جس نے آپ پر کتاب نازل کی جس کی بعض آیتیں مضبوط اور برائیوں سے روک دینے والی (ہدایات وضوابطہ پر مشتمل) ہیں اور وہی کتاب کی اصل ہیں اور بعض آیتیں ایسی ہیں جو متشابہ ہیں (ان کے معنی معلوم کرنے کی ضرورت نہیں) پھر (بھی) جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہ آیت کے پیچھے پڑ جاتے ہیں تاکہ اس

(آل عمران ۔ ۷)

کے حقیقی معنوں کو تلاش کریں اور کوئی فتنہ برپا کریں حالانکہ اللہ کے علاوہ نہ کوئی اس کے حقیقی معنوں کو جانتا ہے (اور نہ جان سکتا ہے) اور جن لوگوں کو علم میں رسوخ ہے وہ (متشابہ آیت کے معنوں کی تلاش میں نہیں پڑتے بلکہ وہ تو) اسی طرح کہتے ہیں: "ہم اس پر ایمان لائے، اور یہ (اور اس جیسی) تمام آیات ہمارے رب کی طرف سے (نازل ہوئی ہیں، (اے لوگو، خبردار ہو جاؤ یہی عقل مند ہیں) اور عقل مند ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ دوسروں کو دکھانے کے لئے سجدہ کرتے تھے یا نماز پڑھتے تھے ان کا بھی وہی حشر ہو گا جو کافروں کا ہو گا وہ بھی سجدہ نہیں کر سکیں گے۔

عمل

اے لوگو، مسلم بنیئے۔ تقویٰ اختیار کیجئے۔ گناہوں سے دور رہیئے۔ شرک سے توبہ کیجئے۔ شرک کسی قسم کا نہ کیجئے۔

فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا
الْحَدِيْثِ ۚ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ
حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۚ
اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۴۵﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ
اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۶﴾
اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۷﴾
فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ
كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى
وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿۴۸﴾ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ

نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ
وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿۴۹﴾ فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ
فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنْ
يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ
بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ
وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۱﴾ وَمَا
هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۲﴾

ترجمہ

(اے رسول) مجھے اور جو لوگ اس کلام کو جھٹلا رہے ہیں انہیں چھوڑ دیجئے۔ ہم ان کو بتدریج
اس طرح (عذاب کے) قریب کر دیں گے کہ انہیں خبر بھی نہیں ہوگی ﴿۴۴﴾ اور (اے رسول)
میں (تو فی الحال) انہیں ڈھیل دے رہا ہوں، میری تدبیر بڑی مضبوط ہوتی ہے ﴿۴۵﴾ (اے رسول) کیا
آپ ان سے کوئی اجرت طلب کرتے ہیں کہ یہ (اس کی) ادائیگی کے بوجھ سے دبے چلے جا رہے ہیں ﴿۴۶﴾
یا ان کے پاس غیب (کی خبر آتی) ہے کہ اس کی بنیاد پر یہ اپنے دعوے کو لکھ کر دے سکتے ہیں ﴿۴۷﴾ تو
(اے رسول) آپ اپنے رب کے حکم (کے انتظار) میں صبر کیجئے اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو جایئے (انہوں

نے جلدی کی تھی تو وہ آزمائش میں مبتلا ہو گئے تھے پھر) جب انہوں نے (اپنے رب کو) اس حالت میں پکارا کہ وہ رنج و غم میں گھٹ رہے تھے (تو اللہ نے ان کی مشکل آسان کر دی) (۴۸) (اور) اگر ان کے رب کی رحمت ان کا ساتھ نہ دیتی تو وہ چٹیل میدان میں پڑے رہتے اور ان کا حال برا ہوتا (۴۹) پھر ان کے رب نے انہیں برگزیدہ کیا اور ان کو صالحین میں شامل کر دیا (۵۰) اور (اے رسول) جب کافر نصیحت کی (بات یعنی قرآن مجید) سنتے ہیں تو اپنی آنکھوں سے آپ کو گھور گھور کر دیکھتے ہیں (ایسا معلوم ہوتا ہے) یہ آپ کو (راہ حق سے) پھسلا دیں گے اور (پھر) کہیں گے (وہ یہ کہتے تھے کہ) یہ دیوانے ہیں (لیکن اے رسول نہ آپ دیوانے ہیں اور نہ آپ کی بات دیوانگی کا نتیجہ ہے) (۵۱) بلکہ وہ تو تمام عالم کے لئے (بہترین) نصیحت ہے (۵۲)

معانی و مصادر

(ذَرْ) وَذَرَ، یَذَرُ، وَذْرٌ (ض) چھوڑنا۔
(نَسْتَدْرِجُ) اِسْتَدْرَجَ، یَسْتَدْرِجُ، اِسْتِدْرَاجٌ (باب استفعال) درجہ بدرجہ چڑھانا، دھوکا دینا، قریب کرنا۔
(اُمْلِیْ) اَمْلٰی، یُمْلِیْ، اِمْلَاءٌ (باب افعال) ڈھیل دینا، دراز کرنا، لکھوانا۔
(کَیْدٌ) کَادَ، یَکِیْدُ، کَیْدٌ (ض) خفیہ تدبیر کرنا۔
(مَتِیْنٌ) مَتُنَ، یَمْتُنُ، مَتَانَۃٌ (ک) سخت اور قوی ہونا۔
(مَغْرَمٌ) غَرِمَ، یَغْرَمُ، غُرْمٌ و غَرْمٌ و غَرَامَۃٌ و مَغْرَمٌ (س) ادا کرنا، نقصان اٹھانا (مَغْرَمٌ = قرض، تاوان، جرمانہ)
(مَکْظُوْمٌ) کَظَمَ، یَکْظِمُ، کَظْمٌ و کُظُوْمٌ (ض) غصہ پی جانا۔ (مَکْظُوْمٌ = جو شخص درد و کرب میں مبتلا ہو)۔
(تَدَارَکَ) تَدَارَکَ، یَتَدَارَکُ، تَدَارُکٌ (باب تفاعل) تدارک کرنا، آپس میں ایک دوسرے سے مل جانا۔
(عَرَآءُ) عَرِیَ، یَعْرٰی، عُرْیَۃٌ و عُرْیٌ (س) ننگا ہونا (عَرَآءُ = چٹیل میدان)
(یَکَادُ) کَادَ، یَکَادُ، کَوْدٌ و مَکَادٌ و مَکَادَۃٌ (ف) قریب ہونا۔
(یُزْلِقُوْنَ) اَزْلَقَ، یُزْلِقُ، اِزْلَاقٌ (باب افعال) پھسلانا، ہٹانا، غصہ سے گھورنا۔

تفسیر

کفار جب کسی طرح ایمان نہ لائے اور کلام اللہ کو جھٹلاتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (فَذَرْنِیْ وَمَنْ یُّکَذِّبُ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ) تو (اے رسول) مجھے اور جو لوگ اس کلام (الٰہی) کو جھٹلا رہے ہیں انہیں آپس میں فیصلہ کرنے کے لئے چھوڑ دیجئے (میں انہیں سمجھ لوں گا) (سَنَسْتَدْرِجُھُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ) میں ان کو بتدریج اس طرح (عذاب) کے قریب کر دوں گا کہ انہیں خبر بھی نہیں ہوگی (وَاُمْلِیْ لَھُمْ، اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ) اور (اے رسول) میں (تو فی الحال) انہیں ڈھیل دے رہا ہوں۔ میری تدبیر بڑی مضبوط ہوتی ہے (جب میں اپنی تدبیر اپنی حکمت کے مطابق روبکار لاؤں گا تو میری پکڑ اتنی سخت

ہوگی کہ یہ اس سے بچ کر نکل نہیں سکیں گے (اَمْ تَسْئَلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ) (اور اے رسول) کیا آپ ان سے کوئی اجرت طلب کر رہے ہیں کہ یہ (اس کی) ادائیگی کے بوجھ سے دبے چلے جا رہے ہیں (اور اس لئے آپ کی مخالفت کر رہے ہیں) (اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ) یا ان کے پاس غیب (کی خبر آتی ہے) (کہ اس بنیاد پر) یہ (اپنے دعووں کو) لکھ دیں گے۔

کافروں کے مختلف قسم کے دعوے تھے مثلاً:۔

(۱) ان کا دعویٰ تھا کہ آخرت میں انہیں ہر وہ چیز ملے گی جس کی وہ فرمائش کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ○ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ○

(ن ۔ ۳۷و۳۸)

کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم (ایسی باتیں) پڑھتے ہو کہ آخرت میں تمہیں وہ چیزیں ملیں گی جو تم پسند کرو گے۔

(۲) بے حیائی کا کام کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بے حیائی کا حکم انہیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَا اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا،

(الاعراف ۔ ۲۸)

اور (یہ کافر) جب بے حیائی کا کوئی کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم نے اپنے آباء واجداد کو اسی طرح (کرتے) پایا ہے اور اللہ نے بھی ہمیں یہی حکم دیا ہے۔

(۳) بعض جانوروں کو انہوں نے خود حرام کر لیا تھا اور کہتے تھے کہ ہمیں اللہ نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ، سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○

(الانعام ۔ ۱۳۹)

اور مشرکین یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ چوپائے اور یہ کھیتی (ہر ایک کے لئے) جائز نہیں۔ وہ اپنے زعم باطل میں کہتے ہیں کہ انہیں کوئی نہیں کھا سکتا سوائے اس کے جس کو ہم (کھلانا) چاہیں (اور یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ) بعض چوپائے ایسے ہیں جن پر سوار ہونا اور سامان لادنا حرام کر دیا گیا ہے اور بعض چوپایوں پر (بوقت ذبح) اللہ کا نام نہیں لیتے یہ سب کچھ اللہ پر افتراء ہے عنقریب اللہ ان کو اس افتراء پردازی کی سزا دے گا۔

(۴) انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک بنا رکھے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا شریک بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ۝ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ۝ انْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝

(الانعام۔ ۲۲ تا ۲۴)

اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے تو (اس دن) ہم ان مشرکین سے پوچھیں گے کہ تمہارے وہ شریک کہاں ہیں جن (کے الٰہ ہونے) کا تم دعویٰ کرتے تھے۔ پھر (اس دن) ان مشرکین کے پاس کوئی عذر نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ وہ کہیں گے، ہمارے رب کی قسم ہم مشرک نہیں تھے۔ (اے رسول، آپ) دیکھئے کہ کس طرح وہ اپنے اوپر جھوٹ بولیں گے، پھر اس وقت جو کچھ وہ (دنیا میں) افتراء کرتے تھے سب ان کے پاس سے گم ہو جائے گا۔

الغرض اس قسم کے کئی دعوے تھے جو وہ کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام دعووں کا ابطال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسے دعوے تو غیب کی بنیاد پر ہی کئے جا سکتے ہیں۔ ان کو علم غیب نہیں تو پھر یہ کیسے بے بنیاد دعوے کر رہے ہیں۔

آگے فرمایا (فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ، إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ) ہر حال (اے رسول کافروں کی باتوں سے آپ آزردہ نہ ہوں اور جلدی میں کوئی قدم نہ اٹھائیں بلکہ) اپنے رب کے حکم (کے انتظار میں) صبر کریں اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو جائیں۔

مچھلی والے سے مراد حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ انہوں نے اپنے رب کے حکم کا انتظار نہیں کیا اور اس حسن ظن کی بناء پر کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے چلے جانے پر کوئی گرفت نہیں ہوگی جلدی میں اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَذَا النُّونِ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ۔

(الانبیاء۔ ۸۷)

اور (اے رسول) ذوالنون (یعنی یونس کے حالات کو بھی یاد کیجئے) جب وہ (اپنی قوم سے) خفگی اور نفرت کے عالم میں جدا ہو کر (اپنی بستی سے) چلے گئے۔ انہوں نے خیال کیا کہ ہم ان کی گرفت نہیں کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بات کو پسند نہیں کیا اور گرفت کر لی۔ دوران سفر ایک مچھلی نے انہیں نگل لیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ۝ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ۝

(الصّٰفّٰت ۔ ۱۳۹ تا ۱۴۲)

اور (اے رسول) یونس بھی رسولوں میں سے تھے۔ (اور وہ وقت یاد کیجئے) جب وہ بھاگ کر ایک بھری ہوئی کشتی کے پاس پہنچے۔ (کشتی والوں نے) قرعہ ڈالا۔ (قرعہ میں ان کا نام نکلا) لہٰذا وہ (سمندر) میں ڈال دیئے گئے۔ پھر ایک مچھلی نے ان کو نگل لیا اور وہ (اس وقت) اپنے کو بڑی ملامت کر رہے تھے۔

آگے فرمایا (اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ) (اور اے رسول وہ وقت یاد کیجئے) جب انہوں نے (اپنے رب کو) اس حالت میں پکارا کہ وہ رنج وغم میں گھٹ رہے تھے (اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاء قبول کی اور ان کی مشکل آسان کر دی)۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(الانبیآء ۔ ۸۷، ۸۸)

پھر تاریکیوں میں انہوں نے (ہمیں پکارا) کہ کوئی الٰہ نہیں سوا تیرے تو پاک بے عیب ہے، بیشک میں ہی خطاوار ہوں (کہ تیرے حکم کا انتظار نہیں کیا اور محض حسن ظن کی بنا پر وہاں سے چلا آیا) پھر ہم نے ان کی دعاء قبول فرمائی اور ان کو غم (واندوہ) سے نجات بخشی اور مؤمنین کو ہم اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں۔

مچھلی نے انہیں ایک چٹیل میدان میں اُگل دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ۝

(الصّٰفّٰت ۔ ۱۴۵)

پھر ہم نے ان کو ایک کھلے میدان میں ڈال دیا اور وہ (اس وقت) بیمار تھے۔

آگے فرمایا (لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ) اگر ان کے رب کی رحمت ان پر سایہ فگن نہ ہوتی تو وہ اس چٹیل میدان ہی میں پڑے رہتے اور ان کا حال برا ہوتا (لیکن ان کے رب کی رحمت ان پر سایہ فگن ہوئی اور انہیں اس چٹیل میدان سے بھی نجات ملی) (فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ) پھر ان کے رب نے انہیں برگزیدہ کیا اور ان کو صالحین میں شامل کر دیا۔

کفار مکہ کے ذکر کے درمیان اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کا ذکر فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی تلقین کی اور جلدی میں کسی قسم کا قدم نہ اٹھانے کا حکم دیا۔ اس تلقین کے بعد کفار مکہ کا ذکر جاری رکھتے

ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ) اور (اے رسول) جب کافر نصیحت (کی بات یعنی قرآن مجید) سنتے ہیں تو اپنی آنکھوں سے آپ کو گھور گھور کر دیکھتے ہیں (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) یہ آپ کو (راہ حق سے) پھسلا دیں گے اور (پھر) کہیں گے ہم نہیں کہتے تھے کہ) یہ دیوانے ہیں (دیکھو اپنے دعوے سے بالآخر دست بردار ہو گئے، اگر واقعی نبی ہوتے تو ایسا کر سکتے تھے، ہرگز نہیں، لیکن اے رسول، نہ آپ دیوانے ہیں اور نہ آپ کی بات دیوانگی کا نتیجہ ہے) (وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ) بلکہ وہ تو تمام جہانوں کے لئے (ایک بہترین نصیحت ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا، اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ○

(الانعام۔ ۹۱)

(اے رسول کفار سے) کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس (تبلیغ) کی کوئی اجرت طلب نہیں کرتا (خبردار ہو جاؤ) یہ ہدایت تمام عالم کے لئے نصیحت ہے۔

عمل

اے لوگو، اللہ تعالیٰ کے کلام یعنی قرآن مجید پر ایمان لے آیئے اور عذاب الٰہی سے اپنے کو بچائیے۔

بِسمِ اللهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم	صرف ایک	یعنی :	اللہ تبارک وتعالےٰ	..	اللہ کے سوا کوئی نہیں
ہمارا امام	صرف ایک	یعنی :	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	..	فرقہ وارانہ امام نہیں
ہمارا دین	صرف ایک	یعنی :	اللہ کا پسند کردہ دین اسلام	..	فرقہ وارانہ مذہب نہیں
ہمارا نام	صرف ایک	یعنی :	اللہ کا رکھا ہوا نام مسلم	..	فرقہ وارانہ نام نہیں
بنیادِ محبت	صرف ایک	یعنی :	اللہ تعالےٰ سے تعلق	..	دنیوی تعلقات نہیں
وجہِ افتخار	صرف ایک	یعنی :	ایمانُ باللہ العظیم	..	وطن اور زبان نہیں

اگر آپ ہماری اس دعوت سے متفق ہیں تو ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔ تعارفی پمفلٹ مفت طلب فرمائیں۔

جماعت المسلمین

مسجد المسلمین۔ کوثر نیازی کالونی۔ نارتھ ناظم آباد، بلاک جی، کراچی ۳۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعت المسلمین کے امتیازی اوصاف

(۱) جماعت المسلمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھے ہوئے نام "جماعت المسلمین" ہی سے موسوم ہے۔

(۲) جماعت المسلمین اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی تعمیل کو فرض اور ترکِ سنّت کو گناہ سمجھتی ہے۔

(۳) جماعت المسلمین میں شامل ہر فرد صرف مسلم ہے۔ مسلمان خود ساختہ نام ہے۔

(۴) جماعت المسلمین کا دین صرف اسلام ہے۔ اس کا کسی مذہب، مسلک، مکتب فکر اور فرقہ سے کوئی تعلق نہیں۔

(۵) جماعت المسلمین کے پاس دین میں کسی کے فتوے، اجتہاد، رائے اور قیاس کی قطعًا کوئی گنجائش نہیں۔

(۶) جماعت المسلمین صرف قرآن مجید اور احادیث صحیحہ ہی کو اسلام سمجھتی ہے۔

(۷) جماعت المسلمین کے پاس جو کچھ ہے اس کا انکار کفر ہے۔

(۸) جماعت المسلمین اور اس کے امیر سے چمٹے رہنے کا حکم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے یہ اعزاز کسی اور جماعت یا فرقہ کو حاصل نہیں ہے۔

(۹) جماعت المسلمین کو چھوڑنا جاہلیت کی موت کو دعوت دینا ہے۔

(۱۰) جماعت المسلمین کو چھوڑنا اسلام کو چھوڑنا ہے۔

(۱۱) جماعت المسلمین امیر کی بیعت اور اطاعت کو لازم سمجھتی ہے یہ بیعت پیری مریدی، مراقبے، چلہ کشی، ہزارہ تسبیح پڑھنے اور ضربیں لگانے کی بیعت نہیں ہے بلکہ دنیا کے چپہ چپہ پر اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنے کی بیعت ہے۔

(۱۲) جماعت المسلمین بدعت کو شرک سمجھتی ہے۔

(۱۳) جماعت المسلمین کا نصب العین اعلائے کلمۃ اللہ۔ خالص دین اسلام کی اشاعت، شرک وبدعت اور فرقہ بندی کا استیصال ہے۔

(۱۴) جماعت المسلمین ختم نبوت کے انکار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ذرا سی بے ادبی اور گستاخی کو کفر سمجھتی ہے۔

شعبۂ نشر واشاعت جماعت المسلمین

تاریخ الاسلام والمسلمین (مختصر)

اسلام کے خلاف بہت سی سازشیں برپا ہوئیں۔ ایک سازش یہ بھی تھی کہ اسلام کی تاریخ کو مسخ کردیا گیا۔ خود ساختہ واقعات کو رنگ آمیزی اور نمک مرچ لگا کر اس طرح پیش کیا گیا کہ پڑھنے والے اپنے اکابر کے متعلق بدظنی کا شکار ہو گئے اور جھوٹ سچ میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا۔

موجودہ زمانہ میں اسلام سے بیزار کرنے کے لئے یہ چال چلی گئی کہ ان فرضی واقعات کو تاریخی حقائق کے نام سے متعارف کرایا گیا۔ یہ سازش اتنی کارگر ہوئی کہ اکثر لوگوں کے ذہن مسموم ہو گئے اس سازش نے جو فتنے پیدا کئے وہ یہ ہیں :۔

(۱) انکارِ حدیث کے لئے فضا سازگار ہو گئی (۲) جب حدیث پر سے اعتماد اٹھ گیا تو قرآن مجید کی من مانی تاویلیں کی جانے لگیں اور (۳) خلافتِ راشدہ کو ملوکیت میں تبدیل کرنے کا ذمہ دار صحابہ کرام کو ٹھہرایا گیا۔

یہ وہ فتنے ہیں جو ہماری غلط تاریخ کی وجہ سے وجود میں آئے۔ پہلے دور کی غلط کتبِ تاریخ کی بنیاد پر دوسری کتبِ تاریخ وجود میں آئیں۔ علماء نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں انہیں کتبِ تاریخ کے افسانوں کو مستند سمجھ کر پیش کیا حالانکہ ان کے باطل ہونے پر قرآنی آیات اور احادیثِ صحیحہ شاہد ہیں۔

قرآن مجید کے بعد صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا جو درجہ ہے وہ کسی پر مخفی نہیں لیکن افسوس ہے کہ تاریخ کے سلسلے میں بھی علمائے ان کتابوں سے بے اعتنائی کا ثبوت دیا اور تاریخ کے ان واقعات کو بھی صحیح تسلیم کر لیا جو ان صحیح ترین کتابوں سے متصادم تھے۔ ایسی حالت میں کیا ایک ایسی تاریخ کی ضرورت نہیں جو روایتاً اور درایتاً صحیح ہو؟ "تاریخ الاسلام والمسلمین" ایک مختصر تاریخ ہے، صرف قرآن مجید اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی مستند احادیث سے ماخوذ ہے۔ یہ کتاب صرف تاریخ ہی نہیں بلکہ اسلام کے متعلق مفید معلومات کا ایک ذخیرہ ہے۔ اس میں توحید، رسالت، قیامت اور دیگر مسائل پر سیر حاصل مواد موجود ہے۔ مؤلفہ :۔ مسعود احمد صاحب، امیر جماعت المسلمین

تفہیم الاسلام

یہ کتاب ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی کتاب "دو اسلام" کا محققانہ جواب ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد برق صاحب اپنے گمراہ کن نظریات سے تائب ہو گئے۔ علم کے سمندر کی جو سیر کرنا چاہتا ہے اس کے لئے یہ ایک نہایت دلچسپ کتاب ہے۔

اسلام تو ایک ہے مگر ہر فرقہ نے اپنا الگ اسلام بنالیا ہے بلکہ ہر شخص اسلام کے متعلق اپنی الگ رائے رکھتا ہے، دوسرے سے اپنا الگ نظریہ رکھتا ہے اور اپنے آپ کو برحق سمجھتا ہے۔

ایک جنگل میں سب اندھے تھے۔ ان میں آنکھوں والا ایک ہی تھا۔ اس نے کہا آؤ اس ہاتھی کو پہچانو اور بتاؤ کیسا ہے۔ سب اندھوں نے ہاتھی کو ہاتھ لگایا۔ سب نے دعویٰ کیا کہ وہ ہاتھی کو پہچان گئے جس نے پاؤں کو چھوا اس نے دعویٰ کیا کہ ہاتھی درخت جیسا ہے، جس نے دم کو چھوا اس کا دعویٰ تھا کہ ہاتھی رسّی جیسا ہے۔

اندھے حق پر نہیں تھے۔ یہی حال ہم سب کا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے، رسول ایک ہے مگر سنتیں سب کی الگ الگ ہیں۔ اسلام سب کا الگ الگ ہے۔

ہم سب اندھے ہیں۔ ہم قرآن مجید کو پڑھتے ہیں، اس کو چھوتے ہیں مگر اس کو سمجھنے کی ہم میں بصیرت نہیں۔ ہم کو فرصت نہیں۔ پھر بھی ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم سب اپنی اپنی جگہ برحق ہیں۔ ہم سب ستاروں کی طرح بکھرے ہوئے ہیں۔

حق تو ایک ہے۔ اتنے سارے حق کہاں سے آگئے۔ اتنے سارے اسلام کہاں سے آگئے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سب نے اپنے نفس اور اپنی مرضی کو اپنا الٰہ بنالیا ہے۔ سب نے اپنی اپنی سنتیں اور طریقے الگ بنالئے ہیں۔ سب کی اپنی اپنی کتابیں اور کھاتے ہیں مگر ایک اللہ کا تو یہی پیغام ہے "اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑلو۔" مگر سب اپنی اپنی رسّی کو اللہ کی رسّی سمجھتے ہیں۔

مؤلفہ :- مسعود احمد صاحب، امیر جماعت المسلمین

جماعت المسلمین

منہاج المسلمین

- دینِ اسلام اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ ہے جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں محفوظ ہے۔
- یہ کتاب اسلامی احکامات کا انسائیکلوپیڈیا ہے (یعنی پیدائش سے موت تک مسلمین کو پیش آنے والے احکامات قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ سے ماخوذ ہیں)۔
- ہر حکم کے نیچے حاشیہ میں ثبوت کے طور پر آیت اور صحیح حدیث کا عربی متن اور اس کا مآخذ بھی درج کر دیا گیا ہے۔
- جہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حکم اور طریقہ ثابت نہیں وہاں اللہ کے دین کی حدیں ختم ہو جاتی ہیں اور دنیاوی احکام کی حدیں شروع ہو جاتی ہیں۔
- کسی بھی انسان کا دیا ہوا حکم یا رائے دین نہیں بن سکتی۔
- اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین میں کسی انسان کو ترمیم یا تبدیلی کرنے کا اختیار حاصل نہیں۔
- اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دینِ اسلام میں، قیامت تک کوئی تبدیلی یا ترمیم نہیں ہو سکتی۔
- دینِ اسلام کے خلاف یا مساوی جو فتویٰ یا مسلک ہو گا وہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور قہر کا مستحق ہو گا۔
- اللہ تعالیٰ خالص دین کو پسند کرتا ہے، وہ بناوٹی دین یا مسلک کو رد کر دے گا۔
- دینِ خالص کے متلاشی کو دین قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ میں ملے گا۔
- منہاج المسلمین آپ کو صراط مستقیم بتا دے گی۔ مؤلفہ:- مسعود احمد صاحب امیر جماعت المسلمین

جماعت المسلمین

جماعت المسلمین کی مطبوعات

- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ① سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ)۔
- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ② ③ سورۂ آل عمران، سورۂ نساء اور سورۂ مائدہ)۔
- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ④ سورۂ انعام، سورۂ اعراف، سورۂ انفال اور سورۂ توبہ)۔
- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ⑤ سورۂ یونس، سورۂ ہود، سورۂ یوسف، سورۂ رعد، سورۂ ابراہیم، سورۂ حجر اور نحل)
- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ⑥ سورۂ بنی اسرائیل، کہف، مریم، طٰہٰ، انبیاء، حج اور سورۂ مؤمنون)
- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ⑦ سورۂ نور تا سورۂ احزاب)
- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ⑧ سورۂ سبا تا سورۂ احقاف)
- تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ⑨ ● تفسیر قرآنِ عزیز (جلد ⑩
- منہاج المسلمین (مسلمین کے پیدائش سے موت تک کے مسائل۔ قرآن مجید اور صحیح احادیث سے ماخوذ)
- صحیح تاریخ الاسلام والمسلمین (مختصر) (مآخذ صرف قرآن مجید، صحیح بخاری و صحیح مسلم)۔ ضعیف احادیث سے پاک سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین کے حالات۔ ایک ہزار صفحات سے زائد صحیح ترین تاریخ۔
- توحید المسلمین (توحید کے وسیع موضوع پر ایک جامع اور ٹھوس کتاب)۔
- صلوٰۃ المسلمین (نماز کی مکمل کتاب مع اعتراضات وجوابات) ● التحقیق فی جواب التقلید
- زکوٰۃ المسلمین (زکوٰۃ کے شرعی نصاب و شرح کے بارے میں مکمل تفصیلات)
- صوم المسلمین (روزوں کے متفرق مسائل) ● حج المسلمین (حج کا صحیح طریقہ)
- دعوات المسلمین (روزمرہ پڑھنے والی مسنون دعائیں) ● برہان المسلمین (حدیث بھی کتاب اللہ ہے کے بارے میں جامع دلائل) ● تفہیم الاسلام (ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی کتاب "دو اسلام" کا جواب۔ صحیح احادیث پر اعتراضات کا مکمل ومدلل ازالہ)۔
- تلاشِ حق (دینِ حق کے متلاشیوں کے لئے ایک رہنما تصنیف) ● ذہن پرستی (ادیانِ اجداد کا ذہن پر اثر، بدعت (شرک کی ایک قسم) ● تاریخ مطول (جلد ①) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے زمانہ کے مسلمین کے حالات۔ ● تاریخ مطول (جلد ②) زیرِ ترتیب۔
- المسلم (مذاہبِ خمسہ کے ابطال پر ایک چیلنج رسالہ)۔

لٹریچر منگوانے کا پتہ:-

جماعت المسلمین

مسجد المسلمین۔ کوثر نیازی کالونی۔ بلاک جی نارتھ ناظم آباد، کراچی ۳۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتباہی نوٹس

عوام النّاس کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ جماعت المسلمین ایک خالص دینی جماعت ہے اس کا کسی فرقے، مسلک، مذہبی مکاتب فکر یا سیاسی گروہ سے کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں۔ انہی نظریات کے پرچار کے لئے امیر جماعت المسلمین سید مسعود احمدؒ (متوفی) نے قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر مبنی تفسیر قرآن عزیز، منہاج المسلمین، تاریخ الاسلام والمسلمین و دیگر کتب تحریکیں اور جماعت المسلمین کے مرکز سے شعبۂ نشر و اشاعت جماعت المسلمین کی زیر ادارت نفع ونقصان سے مبرّا، خالص دینی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے شائع کرتے رہے اُن کے انتقال کے بعد موجودہ امیر جماعت المسلمین محمد اشتیاق صاحب کی زیر نگرانی مطبوعات جماعت المسلمین شائع ہو رہی ہیں۔

اس سلسلہ میں ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ چند کاروباری ذہنیت کے افراد و مفاد پرست ادارے مطبوعات جماعت المسلمین کو یا ان کے اقتباسات کو بغیر ہماری اجازت طبع یا فروخت کر رہے ہیں۔

اشتہار ہذا کے ذریعہ ان تمام افراد و اداروں کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ مطبوعات جماعت المسلمین (مصنف سید مسعود احمدؒ) کی طباعت و اشاعت کرنا یا بغیر اجازت جماعت المسلمین کے نام یا اس کے ذیلی ادارے، ادارہ مطبوعات اسلامیہ کے نام کو استعمال کر کے کوئی بھی کتاب چھاپ کر فروخت کرنا یا جماعت المسلمین کے لوگو (logo) کو بغیر اجازت استعمال کرنا سوسائٹی آرڈیننس XXI 1860، کاپی رائٹ آرڈیننس XXXI 1962، اور ٹریڈ مارک آرڈیننس 2001 کے تحت سنگین جرم ہے۔

لہٰذا ایسے تمام افراد و ادارے جو ایسے غیر قانونی و غیر اخلاقی کاموں میں ملوث ہیں انتظامیہ جماعت المسلمین ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی اور بھاری ہرجانہ وصول کرنے کا حق محفوظ رکھتی ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم صرف ایک یعنی : اللہ تبارک وتعالےٰ .. اللہ کے سوا کوئی نہیں

ہمارا امام صرف ایک یعنی : محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم .. فرقہ وارانہ امام نہیں

ہمارا دین صرف ایک یعنی : اللہ کا پسند کردہ دین اسلام .. فرقہ وارانہ مذہب نہیں

ہمارا نام صرف ایک یعنی : اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین .. فرقہ وارانہ نام نہیں

بنیادِ محبّت صرف ایک یعنی : اللہ تعالےٰ سے تعلّق .. دُنیوی تعلقات نہیں

وجہِ افتخار صرف ایک یعنی : ایمانٌ باللہ العظیم .. وطن اور زبان نہیں

جماعت المسلمین